ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون

(سورۃ صافات)

وکفانی مما اوحی الیّ ھذا الوحی المبشر

قال ربک انہ نازل من السماء ما یرضیک ۔ وما نتنزل الا بامر ربک ۔ ما ارسل نبی
الا اخزی بہ اللہ قوما لا یؤمنون ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔
وبشر الذین اٰمنوا ان لھم الفتح ۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔ کتب اللہ
لاغلبن انا ورسلی ۔ لا تخف انی لا یخاف لدیّ المرسلون ۔

حقیقۃ الوحی

از تصنیف منیف حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسکو

دفتر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

ستمبر ۱۹۲۳ء

تعداد طبع ایک ہزار

بار دوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ رُسُلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بعد ہٰذا واضح ہو کہ مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے لئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہوگئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اسبات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب۔✽ یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے ہاں وہ لوگ جو اپنے صدق اور وفا اور عشق الٰہی میں کمال کے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں اُنپر شیطان تسلط نہیں پا سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان عبادي ليس لك عليهم سلطان سو اُنکی یہ نشانی ہے کہ خدا کے فضل کی بارشیں اُنپر ہوتی ہیں اور خدا کی قبولیت کی ہزاروں علامتیں اور نمونے انمیں پائے جاتے ہیں جیسا کہ ہم اس رسالہ میں انشاءاللہ ذکر کرینگے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں اور یا یہ نیت رکھتے ہیں کہ ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کر کے سچے مذہب کی اُن سے تحقیر کریں

✽ جس طرح جبکہ ایک تو آفتاب پر بادل محیط ہو اور دوسرے ساتھ اسکے گرد و غبار بھی اُٹھا ہوا ہو تو اس صورت میں آفتاب کی روشنی صاف طور سے زمین پر نہیں پڑ سکتی اسی طرح جب نفس پر اپنی ذاتی تاریکی اور شیطان کا غلبہ ہو تو روحانی آفتاب کی روشنی صاف طور

یا لوگوں کی نظر میں خدا کے پاک نبیوں کو معمولی انسانوں کی طرح دکھاویں اور یا یہ دکھاویں کہ اگر خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے کسی مذہب کی سچائی ثابت ہو سکتی ہے تو پھر ہمارے مذہب اور طریق کو سچا مان لیا جائے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ اپنی خوابوں اور الہاموں کو اپنے مذہب کی سچائی کے لئے پیش نہیں کرتے اور ان کا ایسی خوابوں اور الہاموں کے بیان کرنے سے صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ خواب اور الہام کسی سچے مذہب یا سچے انسان کی شناخت کے لئے معیار نہیں ہیں اور بعض محض فضولی اور فخر کے طور پر اپنی خوابیں سُناتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام انکے جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں انکی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ خرابیاں ہیں جو اس ملک میں بہت بڑھ گئی ہیں اور ایسے لوگوں میں بجائے دینداری اور راستبازی کے بیجا تکبر اور غرور پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے یہ رسالہ لکھوں۔ کیونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض کم فہم لوگ ایسے لوگوں کی وجہ سے ابتلا میں پڑتے ہیں خصوصاً جب وہ دیکھتے ہیں کہ مثلاً زید اپنی خواب اور الہام پر بھروسہ کر کے بکر کو جو اس کے مقابل پر ایک دوسرا ملہم ہے کافر ٹھہراتا ہے اور خالد جو ایک تیسرا ملہم ہے دونوں پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے اور عجب تر یہ کہ تینوں اپنی خوابوں اور الہاموں کے سچا ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اپنی بعض پیشگوئیوں کی نسبت یہ شہادتیں بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہو گئیں تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھ کر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اُس کے مخالف کہے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سُنا دے۔ اس سے نوناداتوں کو خدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کے لئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور انکی نظر میں سلسلہ نبوّت اس سے مشتبہ ہو جاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدیّن اور چور اور حرامخور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی

ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مُردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زناکاری کام تھا اُن کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جو نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں انکی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آ گئیں۔ چنانچہ عین اس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا جو قوم کا کھتری تھا اس نے بیان کیا کہ فلاں سب پوسٹ ماسٹر کو مَیں نے دیکھا تھا کہ تبدیلی اسکی ہو کر پھر ملتوی رہ گئی چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور اُس ہندو نے مختلف وقتوں میں میرے پاس بیان کیا کہ کئی اور خوابیں بھی میری سچی ہو گئی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ایسے بیانات سے اُسکی کیا غرض تھی اور کیوں وہ بار بار اپنی خوابیں مجھے سُناتا تھا کیونکہ وید کی رو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مُہر لگ گئی ہے ایسا ہی ایک بڑا بدذات چور اور زانی بھی جو ہندو تھا اور قید میں ڈالا گیا تھا جیل سے رہائی پا کر کسی اتفاق سے مجھے ملا اور مجھے یاد ہے کہ کسی جرم سرقہ وغیرہ میں اس کو کئی سال کی قید ہوئی تھی۔ اُس کا بیان ہے کہ جس صبح کو عدالت سے قید کی سزا کا حکم مجھے دیا جانا تھا جس حکم کی بظاہر کچھ بھی امید نہ تھی رات کو خواب میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ مَیں قید کیا جاؤں گا سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور اسی دن مَیں جیل خانہ میں داخل کیا گیا۔ اسی طرح امریکہ میں ایک شخص ان دنوں میں موجود ہے جس کا نام ڈوئی ہے اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا ہے اور وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا سمجھتا ہے اور الیاسؑ نبی کا اوتار اپنے تئیں خیال کرتا ہے اور ملہم یعنی الہامی ہونیکا مدعی ہے اور اپنی خوابیں اور الہام لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اس دعوے سے کہ سچے نکلے ہیں اور اعتقاد اُس کا جیسا کہ مَیں نے بیان کیا یہ ہے کہ وہ ایک عاجز انسان کو رب العالمین سمجھتا ہے اور اس کے چال چلن کی نسبت یہ کہنا کافی ہے کہ اُسکی ماں ایک زانیہ عورت تھی اور اُس کو خود اقرار ہے کہ وہ ولد الزنا ہے اور قوم کا موچی ہے اور ایک بھائی اُس کا آسٹریلیا میں موچی کا کام کرتا ہے

اور یہ باتیں صرف دعویٰ نہیں بلکہ وہ تمام اخبارات اور چٹھیات ہمارے پاس موجود ہیں جن سے اسکی یہ خاندانی حالت ثابت ہوتی ہے +

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ ایسی خوابیں اور ایسے الہام مختلف قسم کے لوگوں کو ہوتے رہتے ہیں بلکہ کبھی کبھی سچے بھی ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے آدمی اس ملک میں پچاس سے بھی زیادہ ہیں۔ جو الہام اور وحی کے مدعی ہیں اور ان لوگوں کا ایسا وسیع دائرہ ہے کہ کوئی شرط سچے مذہب اور نیک چلنی کی بھی نہیں تو اس صورت میں کوئی ایسا عقلمند نہ ہوگا کہ اس عقدہ کو حل کرنے کے لئے اپنے دل میں ضرورت محسوس نہ کرے کہ مابہ الامتیاز کیونکر قائم ہو۔ بالخصوص جبکہ اسبات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ باوجود اختلاف مذہب اور عقیدہ کے ہر ایک فرقہ کے لوگوں کو خوابیں اور الہام ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنی خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں اور بعض خوابیں ہر ایک فرقہ کی سچی بھی ہو جاتی ہیں تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ حق کے طالبوں کی راہ میں یہ ایک خطرناک پتھر ہے اور خاصکر ایسے لوگوں کے لئے یہ ایک زہر قاتل ہے جو خود مدعی الہام ہیں اور اپنے تئیں منجانب اللہ ملہم خیال کرتے ہیں اور در اصل خدا تعالیٰ سے اُن کا کوئی تعلق نہیں اور وہ اس دھوکے سے جو کوئی خواب انکی سچی ہو جاتی ہے اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح پر وہ سچائی کی طلب کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ سچائی کو تحقیر اور توہین کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ پس یہی وہ امر ہے جس نے مجھے اِسبات پر آمادہ کیا کہ میں اس فرق کو حق کے طالبوں پر ظاہر کروں۔ سو میں اس کتاب کو چار باب پر منقسم کرتا ہوں۔ باب اوّل ان لوگوں کے بیان میں جنکو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں۔ لیکن انکو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں باب دوم ان لوگوں کے بیان میں جنکو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور اُنکو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق تو ہے لیکن بڑا تعلق نہیں۔ باب سوم اُن لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ اُنکو حاصل ہے۔ اور خوابیں بھی اُنکو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم اور اصفیٰ تعلق

رکھتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے پسندیدہ نبیوں اور رسولوں کا تعلق ہوتا ہے۔ باب چہارم اپنے حالات کے بیان میں یعنی اس بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے ان اقسام ثلثہ میں سے کس قسم میں داخل فرمایا ہے۔ اب ہم اس مضمون کو ذیل کے ہر چہار باب میں لکھتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللّٰہ۔ ربنا اھدنا صراطک المستقیم۔ وھب لنا من عندک فہم الدین القویم۔ وعلمنا من لدنک علما۔ (آمین)

باب اوّل

اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن اُن کو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اُس روشنی سے اُن کو ایک ذرہ حصہ نہیں ملتا جو اہل تعلق پاتے ہیں اور نفسانی قالب اُن کا تعلق نور سے ہزارہا کوس دور ہوتا ہے

واضح ہو کہ چونکہ انسان اس مطلب کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے پیدا کرنیوالے کو شناخت کرے اور اُس کی ذات اور صفات پر ایمان لانیکے لئے یقین کے درجہ تک پہنچ سکے اسلئے خدا تعالیٰ نے انسانی دماغ کی بناوٹ کچھ ایسی رکھی ہے کہ ایک طرف تو معقولی طور پر ایسی قوتیں اس کو عطا کی گئی ہیں جن کے ذریعہ سے انسان مصنوعات باریتعالیٰ پر نظر کر کے اور ذرہ ذرہ عالم میں جو جو حکمت کاملہ حضرت باری عزّ اسمہٗ کے نقوش لطیفہ موجود ہیں اور جو کچھ ترکیب ابلغ اور محکم نظام عالم میں پائی جاتی ہے اُسکی تہ تک پہنچکر پوری بصیرت سے اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ زمین و آسمان کا بغیر صانع کے خود بخود موجود نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور ہے کہ اس کا کوئی صانع ہو۔ اور پھر دوسری طرف رُوحانی حواس اور رُوحانی قوتیں بھی اس کو عطا کی گئی ہیں تا وہ قصور اور کمی جو خدا تعالیٰ کی معرفت میں معقولی قوتوں سے رہ جاتی ہے رُوحانی قوتیں اس کو پورا کر دیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ محض معقولی قوتوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی شناخت کامل طور پر نہیں ہو سکتی وجہ یہ کہ معقولی قوتیں

جو انسان کو دی گئی ہیں اُن کا تو صرف اس حد تک کام ہے کہ زمین و آسمان کے فرد فرد یا ان کی ترتیب محکم اور ابلغ پر نظر کر کے یہ حکم دیں کہ اس عالم جامع الحقائق اور پُرحکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے یہ تو اُن کا کام نہیں ہے کہ یہ حکم بھی دیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے لیکن ظاہر ہے کہ بغیر اسکے کہ انسان کی معرفت اس حد تک پہنچ جائے کہ درحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ صرف ضرورت صانع کو محسوس کرنا کامل معرفت نہیں کہلا سکتی کیونکہ یہ قول کہ ان مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہیئے اس قول سے ہرگز برابر نہیں ہو سکتا کہ وہ صانع جس کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے فی الحقیقت موجود بھی ہے لہٰذا حق کے طالبوں کو اپنا سلوک تمام کرنیکے لئے اور اُس فطرتی تقاضا کو پورا کرنیکے لئے جو معرفت کاملہ کے لئے ان کی طبائع میں مرکوز ہے اس بات کی ضرورت ہوئی کہ علاوہ معقولی قوتوں کے روحانی قویٰ بھی انکو عطا ہوں تا اگر ان رُوحانی قوتوں سے پورے طور پر کام لیا جائے اور درمیان میں کوئی حجاب نہ ہو تو وہ اُس محبوب حقیقی کا چہرہ ایسے صاف طور پر دکھلا سکیں جس طور سے صرف عقلی قوتیں اُس چہرہ کو دکھلا نہیں سکتیں پس وہ خدا جو کریم و رحیم ہے جیسا کہ اُس نے انسانی فطرت کو اپنی کامل معرفت کی بھوک اور پیاس لگا دی ہے ایسا ہی اُس نے اس معرفت کاملہ تک پہنچانیکے لئے انسانی فطرت کو دو قسم کے قویٰ عنایت فرمائے ہیں ایک معقولی قوتیں جن کا منبع دماغ ہے اور ایک رُوحانی قوتیں جن کا منبع دل ہے اور جنکی صفائی دل کی صفائی پر موقوف ہے اور جن باتوں کو معقولی قوتیں کامل طور پر دریافت نہیں کر سکتیں رُوحانی قوتیں اُنکی حقیقت تک پہنچ جاتی ہیں اور رُوحانی قوتیں صرف انفعالی طاقت اپنے اندر رکھتی ہیں یعنی ایسی صفائی پیدا کرنا کہ مبدء فیض کے فیوض ان میں منعکس ہو سکیں سو ان کے لئے یہ لازمی شرط ہے کہ حصول فیض کے لئے مستعد ہوں اور حجاب اور روک درمیان نہ ہو تا خدا تعالیٰ سے معرفت کاملہ کا فیض پا سکیں اور صرف اس حد تک انکی شناخت محدود نہ ہو کہ اس عالم پُرحکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے بلکہ اس صانع سے شرف مکالمہ مخاطبہ کامل طور پر پا کر اور بلاواسطہ اُس کے بزرگ نشان دیکھ کر اس کا چہرہ دیکھ لیں۔ اور یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر لیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود ہے لیکن چونکہ اکثر انسانی فطرتیں حجاب سے خالی نہیں اور دنیا کی محبت

اور دنیا کے لالچ اور تکبّر اور نخوت اور عُجب اور ریاکاری اور نفس پرستی اور دوسرے اخلاقی رزائل اور حقوق اللہ اور حقوق عباد کی بجا آوری میں عمداً قصور اور تساہل اور شرائط صدق وثبات اور دقائق محبت اور وفا سے عمداً انحراف۔ اور خدا تعالیٰ سے عمداً قطع تعلق اکثر طبائع میں پایا جاتا ہے اس لئے وہ طبیعتیں بباعث طرح طرح کے حجابوں اور پردوں اور روکوں کے اور نفسانی خواہشوں اور شہوات کے* اس لائق نہیں کہ قابل قدر فیضان مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا اُنپر نازل ہو جس میں قبولیت کے انوار کا کوئی حصہ ہو۔ ہاں عنایت ازلی نے جو انسانی فطرت کو ضائع کرنا نہیں چاہتی تخم ریزی کے طور پر اکثر انسانی افراد میں یہ عادت اپنی جاری کر رکھی ہے کہ کبھی کبھی سچی خوابیں یا سچے الہام ہو جاتے ہیں تا وہ معلوم کر سکیں کہ ان کے لئے آگے قدم رکھنے کے لئے ایک راہ کھلی ہے۔ لیکن اُنکی خوابوں اور الہاموں میں خدا کی قبولیت اور محبت اور فضل کے کچھ آثار نہیں ہوتے اور نہ ایسے لوگ نفسانی نجاستوں سے پاک ہوتے ہیں اور خوابیں محض اس لئے آتی ہیں کہ تا اُنپر خدا کے پاک نبیوں پر ایمان لانیکے لئے ایک حجت ہو کیونکہ اگر وہ سچی خوابوں اور سچے الہامات کی حقیقت سمجھنے سے قطعاً محروم ہوں اور اس بارے میں کوئی ایسا علم جس کو علم الیقین کہنا چاہیئے اُنکو حاصل نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے سامنے انکا عذر ہو سکتا ہے کہ وہ نبوت کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے تھے کیونکہ اس کوچہ سے بکلی ناآشنا تھے اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ نبوت کی حقیقت سے ہم محض بے خبر تھے اور اس کے سمجھنے کے لئے ہماری

---

* حاشیہ۔ یاد رہے کہ جسمانی خواہشیں اور شہوات انبیاء اور رسل میں بھی ہوتی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ وہ پاک لوگ پہلے خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنیکے لئے تمام خواہشوں اور جذبات نفسانیہ سے الگ ہو جاتے ہیں اور اپنے نفس کو خدا کے آگے ذبح کر دیتے ہیں اور پھر جو خدا کے لئے کھوتے ہیں فضل کے طور پر اُنکو واپس دیا جاتا ہے اور سب کچھ اُنپر وارد ہوتا ہے اور وہ درماندہ نہیں ہوتے مگر جو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے اپنا نفس ذبح نہیں کرتے اُن کے شہوات ان کے لئے بطور پردہ کے ہو جاتے ہیں آخر نجاست کے کیڑے کی طرح گند میں مرتے ہیں پس انکی اور خدا کے پاک لوگوں کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک ہی جیلخانہ میں داروغہ جیل بھی رہتا ہے اور قیدی بھی رہتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ داروغہ اُن قیدیوں کی طرح ہے۔ منہ

فطرت کو کوئی نمونہ نہیں دیا گیا تھا۔ پس ہم اس مخفی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتے اس لئے سنّت اللہ قدیم سے اور جب سے دنیا کی بناڈالی گئی اس طرح پر جاری ہے کہ نمونہ کے طور پر عام لوگوں کو قطع نظر اس سے کہ وہ نیک ہوں یا بد ہوں اور صالح ہوں یا فاسق ہوں اور مذہب میں سچے ہوں یا جھوٹا مذہب رکھتے ہوں کسی قدر سچی خوابیں دکھلائی جاتی ہیں یا سچے الہام بھی دیئے جاتے ہیں تا اُن کا قیاس اور گمان جو محض نقل اور سماع سے حاصل ہے علم الیقین تک پہنچ جائے ✤ اور تا رُوحانی ترقی کے لئے انکے ہاتھ میں کوئی نمونہ ہو۔ اور حکیم مطلق نے اس مدعا کے پورا کرنے کے لئے انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی رکھی ہے اور ایسے رُوحانی قویٰ اسکو دیئے ہیں کہ وہ بعض سچی خوابیں دیکھ سکتا ہے اور بعض سچے الہام پاسکتا ہے۔ مگر وہ سچی خوابیں اور سچے الہام کسی وجاہت اور بزرگی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ وہ محض نمونہ کے طور پر ترقی کے لئے ایک راہیں ہوتی ہیں۔ اور اگر ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں کو کسی بات پر کچھ دلالت ہے تو صرف اس بات پر کہ ایسے انسان کی فطرت صحیح ہے بشرطیکہ جذبات نفسانیہ کی وجہ سے انجام بد نہ ہو اور ایسی فطرت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر درمیان میں روکیں اور حجاب پیش نہ آجائیں تو وہ ترقی کر سکتا ہے جیسے مثلاً ایک زمین ہے جسکی نسبت بعض علامات سے ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ اس کے نیچے پانی ہے مگر وہ پانی زمین کی کئی تہوں کے نیچے دبا ہُوا ہے اور کئی قسم کا کیچڑ اسکے ساتھ ملا ہُوا ہے اور جب تک ایک پوری مشقت سے کام نہ لیا جائے اور زمین کو بہت دنوں تک کھودا نہ جائے تب تک وہ پانی جو شفاف اور شیریں اور قابل استعمال ہے نکل نہیں سکتا پس یہ کمال شقوت اور نادانی اور بدبختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے بلکہ انسانی کمال کے لئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جب تک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مکر اللہ میں داخل ہیں خدا انکے شر سے

✤ علم تین قسم پر ہوتا ہے (۱) ایک علم الیقین۔ جیسا کہ کوئی دُور سے دُھواں دیکھ کر یہ قیاس کرے کہ اسجگہ ضرور آگ ہوگی (۲) دوسرا عین الیقین۔ جیسا کہ کوئی اُس آگ کو اپنی آنکھ سے دیکھ لے (۳) تیسرا حق الیقین جیسا کہ کوئی اُس آگ میں ہاتھ ڈال کر اس کی گرمی محسوس کر لے۔ منہ

ہر ایک سالک کو محفوظ رکھے۔

اس جگہ پر الہام کے فریفتہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ وحی دو قسم کی ہے وحی الابتلا۔ اور وحی الاصطفا
وحی الابتلا بعض اوقات موجب ہلاکت ہو جاتی ہے جیسا کہ بلعم اسی وجہ سے ہلاک ہوا۔ مگر صاحب
وحی الاصطفا کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ اور وحی الابتلا بھی ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ بعض انسانی
طبیعتیں ایسی بھی ہیں کہ جیسے جسمانی طور پر بہت سے لوگ گونگے اور بہرے اور اندھے پیدا ہوتے ہیں
ایسا ہی بعض کی روحانی قوتیں کالعدم ہوتی ہیں۔ اور جیسے اندھے دوسروں کی رہنمائی سے اپنا گذارہ
کرسکتے ہیں ایسا ہی یہ لوگ بھی کرتے ہیں لیکن بوجہ عام شہادت کے جو بداہت کا حکم رکھتی ہے اُن کو
ان واقعات حقہ سے انکار نہیں ہوسکتا اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرے تمام لوگ بھی اُنکی طرح اندھے
ہی ہیں جیسا کہ ہر روز مشاہدہ میں آتا ہے کہ کوئی اندھا اس بات پر جھگڑا نہیں کرسکتا کہ سوجاکھا
ہونیکا دعویٰ کرنیوالے جھوٹے ہیں اور نہ اس سے انکار کرسکتا ہے کیونکہ اسکے ہزاروں آدمیوں کی
آنکھیں موجود ہیں کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ لوگ اپنی آنکھوں سے کام لیتے ہیں اور وہ کام کرسکتے
ہیں جو اندھا نہیں کرسکتا ہاں اگر کوئی ایسا زمانہ آتا جس میں سب لوگ اندھے ہی اندھے ہوتے
اور ایک بھی سوجاکھا نہ ہوتا۔ تب اس بحث کے پیدا ہونیکے وقت کہ گذشتہ زمانوں میں سے کوئی
ایسا زمانہ بھی تھا کہ اسمیں سوجاکھے ہی پیدا ہوتے تھے اندھوں کو انکار اور لڑائی اور جھگڑے کی
بہت گنجایش تھی بلکہ میرے خیال میں ہے کہ انجام کار اس بحث میں اندھوں کی ہی فتح ہوتی
کیونکہ جو شخص صرف گذشتہ زمانہ ہی کا حوالہ دیتا ہے اور جن انسانی طاقتوں اور کمالات کا اسکو
دعویٰ ہے وہ کسی انسان میں دکھلا نہیں سکتا اور کہتا ہے کہ وہ قوتیں اور طاقتیں آگے نہیں
بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں ایسا شخص تو تحقیق کی رو سے آخر کار جھوٹا ہی ٹھہرتا ہے کیونکہ جس حالت میں
فیاض مطلق نے جو کچھ انسانی فطرت کے جسمانی حصہ کو قوتیں عطا کی تھیں جیسے قوت باصرہ۔ سامعہ
شامہ۔ لامسہ۔ حافظہ۔ متفکرہ وغیرہ۔ وہ ابتک انسانوں میں پائی جاتی ہیں تو پھر کیونکر خیال کیا جائے
کہ جو روحانی قوتیں انسانوں میں پہلے زمانوں میں تھیں اس زمانہ میں وہ تمام قوتیں اُنکی فطرت سے

مفقود ہوگئی ہیں حالانکہ وہ قوتیں جسمانی قوتوں کی نسبت تکمیل نفس انسان کے لئے زیادہ تر ضروری ہیں اور کیونکر انکار ہوسکتا ہے جس حالت میں کہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ مفقود نہیں ہوئیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کسقدر وہ مذہب سچائی سے دور ہیں کہ یہ تو انکو اقرار ہے کہ انسانی فطرت کی جسمانی اور معقولی قوتیں اب بھی ایسی ہی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں مگر اس سے وہ منکر ہیں کہ انسانوں میں روحانی قوتیں اب بھی ایسی ہی پائی جاتی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں ٭

اس تمام تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اسکے کسی کمال پر دلیل نہیں ہے جبتک کہ اسکے ساتھ دوسری علامات نہوں جو ہم انشاء اللہ القدیر تیسرے باب میں بیان کرینگے بلکہ یہ صرف دماغی بناوٹ کا ایک نتیجہ ہے اسی وجہ سے اسمیں نیک بار استباز ہونیکی شرط نہیں اور نہ مومن اور مسلمان ہونا اسکے لئے ضروری ہے اور جس طرح محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کو سچی خوابیں آجاتی ہیں یا الہام کے رنگ میں کچھ معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کی طبیعت معارف اور حقائق سے مناسبت رکھتی ہے اور لطیف لطیف باتیں انکو سوجھتی ہیں لیکن دراصل وہ لوگ اس حدیث صحیح کا مصداق ہوتے ہیں کہ امن شعرہ وکفر قلبہ یعنی اس کا شعر ایمان لایا مگر اس کا دل کافر ہے اسی لئے صادق کو شناخت کرنا ہر ایک سادہ لوح کا کام نہیں ہے۔ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس درجہ کے لوگوں کی جو خوابیں یا الہامات ہوتے ہیں وہ بہت سی تاریکی کے اندر ہوتے ہیں اور ایک شاذ و نادر کے طور پر سچائی کی چمک انمیں ہوتی ہے اور خدا کی محبت اور قبولیت کا کوئی انکے ساتھ نشان نہیں ہوتا اور اگر غیب کی بات ہو تو صرف ایسی ہوتی ہے جس میں کروڑہا انسان شریک ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص اگر چاہے تو بطور خود تحقیقات کر سکتا ہے کہ ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق و فاجر اور کافر اور ملحد یہانتک کہ زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے جو اس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہو جائے اور سخت دھوکہ میں پڑا ہوا وہ شخص ہے کہ جو فقط اس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمونہ اپنے اندر پا کر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس درجہ کا انسان فقط اس انسان کی طرح ہے کہ جو ایک اندھیری رات میں دور سے ایک آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر اس آگ کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا

اور نہ اسکی گرمی سے اپنی سردی اور افسردگی دُور کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاص برکتوں اور نعمتوں سے ایسے لوگوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا اور نہ کوئی قبولیت ان میں پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی ایک ذرّہ خدا سے تعلق ہوتا ہے اور نہ شعلۂ نور سے بشریت کی آلائشیں جلتی ہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ سے انکو سچی دوستی پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے بباعث نہ ہونے قربت رحمانی کے شیطان انکے ساتھ رہتا ہے اور حدیث النفس انپر غالب رہتی ہے اور جس طرح ہجوم بادل کی حالت میں اکثر آفتاب چھپا رہتا ہے اور کبھی کبھی کوئی کنارہ اس کا نظر آجاتا ہے اسی طرح ان کی حالت اکثر تاریکی میں رہتی ہے اور اُنکی خوابوں اور الہاموں میں شیطانی دخل بہت ہوتا ہے ٭

بابِ دُوم

(اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق بھی ہے لیکن کچھ بڑا تعلق نہیں اور نفسانی قالب اُنکا شعلۂ نور سے جلکر نیست و نابود نہیں ہوتا اگرچہ کسی قدر اس کے نزدیک آجاتا ہے)

دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ کسی حد تک زہد اور عفت کو اختیار کرتے ہیں اور علاوہ اس بات کے کہ انہیں رؤیا اور کشف کے حصول کیلئے ایک فطرتی استعداد ہوتی ہے اور دماغی بناوٹ اس قسم کی واقع ہوتی ہے کہ خواب و کشف کا کسیقدر نمونہ انپر ظاہر ہو جاتا ہے وہ اپنی اصلاح نفس کے لئے بھی کسیقدر کوشش کرتے ہیں اور ایک سطحی نیکی اور راستبازی اُن میں پیدا ہو جاتی ہے جسکی آمد سے ایک محدود دائرہ تک رُؤیا صادقہ اور کشوف صحیحہ کے انوار اُنمیں پیدا ہو جاتے ہیں مگر تاریکی سے خالی نہیں ہوتے بلکہ انکی بعض دعائیں بھی منظور ہو جاتی ہیں مگر عظیم الشان کاموں میں نہیں کیونکہ انکی راستبازی کامل نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس شفاف پانی کی طرح ہوتی ہے جو اوپر سے تو شفاف نظر آتا ہو مگر نیچے اسکے گوبر اور گند ہو اور چونکہ اُنکا تزکیہ نفس پورا

نہیں ہوتا اور انکے صدق و صفا میں بہت کچھ نقصان ہوتا ہے اسلئے کسی ابتلا کے وقت وہ ٹھوکر کھا جاتے
ہیں اور اگر خدا تعالیٰ کا رحم انکے شامل حال ہو جائے اور اُسکی ستاری اُن کا پردہ محفوظ رکھے تب تو بغیر کسی
ٹھوکر کے دُنیا سے گذر جاتے ہیں اور اگر کوئی ابتلا پیش آجاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بلعم کی طرح انکا انجام بد ہو
اور ملہم بننے کے بعد کتّے سے تشبیہ نہ دیئے جائیں کیونکہ انکی علمی اور عملی اور ایمانی حالت کے نقصان کیوجہ سے
شیطان انکے دروازے پر کھڑا رہتا ہے اور کسی ٹھوکر کھانے کے وقت فی الفور اُنکے گھر میں داخل ہو جاتا
ہے وہ دُور سے روشنی کو دیکھ لیتے ہیں مگر اس روشنی کے اندر داخل نہیں ہوتے اور نہ اُسکی گرمی سے
کافی حصہ انکو ملتا ہے اس لئے اُن کی حالت ایک خطرہ کی حالت ہوتی ہے خدا نور ہے جیسا کہ اُس نے فرمایا
اللہ نور السمٰوات والارض پس وہ شخص جو صرف اس نور کے لوازم کو دیکھتا ہے وہ اُس شخص
کی مانند ہے جو دُور سے ایک دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اس لئے وہ روشنی کے فوائد سے
محروم ہے اور نیز اُس کی گرمی سے بھی جو بشریت کی آلودگی کو جلاتی ہے پس وہ لوگ جو صرف منقولی یا معقولی
دلائل یا ظنّی الہامات سے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل پکڑتے ہیں جیسے علماء ظاہری یا جیسے فلسفی لوگ اور
یا ایسے لوگ جو صرف اپنے رُوحانی قُویٰ سے جو استعداد کشوف اور رؤیا ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کو مانتے ہیں
مگر خدا کے قُرب کی روشنی سے بے نصیب ہیں وہ اُس انسان کی مانند ہیں جو دُور سے آگ کا دھواں دیکھتا
ہے مگر آگ کی روشنی کو نہیں دیکھتا اور صرف دھوئیں پر غور کرنے سے آگ کے وجود پر یقین کر لیتا ہے ایسا
شخص اس بصیرت سے محروم ہوتا ہے جو بذریعہ روشنی حاصل ہوتی ہے لیکن وہ شخص جو اس نور کی روشنی کو
دُور سے تو دیکھتا ہے مگر اُس نور کے اندر داخل نہیں ہوتا اس شخص کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شخص اندھیری رات
میں آگ کی روشنی کو دیکھتا ہے اور اُسکی رہنمائی سے راہِ راست بھی پا لیتا ہے لیکن بوجہ دُور ہونے کے
اپنی سردی کو اُس آگ سے دُور نہیں کر سکتا اور نہ آگ اُسکے نفسانی قالب کو جلا سکتی ہے۔ ہر ایک شخص سمجھ
سکتا ہے کہ اگر ایک اندھیری رات میں اور سخت سردی کے وقت دُور سے آگ کی روشنی نظر آجاوے تو صرف
اس روشنی کا دیکھنا ہی ہلاکت سے نہیں بچا سکتا بلکہ ہلاکت سے وہ بچے گا کہ ایسا آگ کے قریب چلا جائے کہ
جو کافی طور پر اسکی سردی کو دُور کر سکے لیکن جو شخص صرف دُور سے اس نور کو دیکھتا ہے اسکی یہی نشانی ہے

کہ اگرچہ راہ راست کی بعض علامات انہیں پائی جاتی ہیں لیکن خاص فضل کی کوئی علامت انہیں پائی نہیں جاتی
اور اُسکی قبض جو کمی توکل اور نفسانی خواہشوں کی وجہ سے ہے دُور نہیں ہوتی اور اُس کا نفسانی قالب
جلکر خاک نہیں ہوتا کیونکہ شعلۂ نور سے بہت دُور ہے اور وہ رسولوں اور نبیوں کا کامل طور پر وارث
نہیں ہوتا اور اُس کی بعض اندرونی آلائشیں اُسکے اندر مخفی ہوتی ہیں اور اس کا تعلق جو خدا تعالیٰ سے ہے
کدورت اور خامی سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ دُور سے خدا تعالیٰ کو اپنی دُھندلی نظر کے ساتھ دیکھتا ہے مگر
اس کی گود میں نہیں ہے۔ ایسے آدمی جو نفسانی جذبات اُنکے اندر ہیں بعض اوقات انکے نفسانی جذبات
اُنکی خوابوں میں اپنا جوش اور طوفان دکھاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جوش انکا خدا تعالیٰ کی طرف سے
ہے حالانکہ وہ جوش محض نفس امّارہ کیطرف سے ہوتا ہے مثلاً ایک شخص خواب میں کہتا ہے کہ فلاں شخص کی میں
ہرگز اطاعت نہیں کرونگا میں اس سے بہتر ہوں تو اس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ درحقیقت وہ بہتر ہے حالانکہ نفس
کے جوش سے وہ کلام ہوتا ہے اسی طرح نفس کے جوش سے خواب میں اور کئی قسم کے کلام کرتا ہے اور جہالت سے
سمجھتا ہے کہ گویا وہ کلام خدا کی مرضی کے موافق ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اسنے خدا تعالیٰ کیطرف پوری
حرکت نہیں کی اور اپنی تمام طاقت اور تمام صدق اور تمام وفاداری کے ساتھ اسکو اختیار نہیں کیا اسلئے
خدا تعالیٰ کیطرف سے بھی پورے طور پر تجلی رحمت اسپر نہیں ہوتی اور وہ اُس بچہ کی طرح ہوتا ہے جس میں جان تو
پڑ گئی ہے لیکن ابھی وہ مشیمہ سے باہر نہیں آسکا اور عالم رُوحانی کے کامل نظارہ سے ہنوز اُسکی آنکھ بند ہے اور
ہنوز اُس نے اپنی ماں کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھا جسکے رحم میں اُس نے پرورش پائی۔ اور بقول مشہور کہ نیم ملا خطرۂ
ایمان۔ وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ معارف اور
حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اُس دُودھ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہوا اور اُس پانی کی طرح جس
میں کچھ نجاست بھی ہو اور اس درجہ کا آدمی اگرچہ بہ نسبت درجہ اول کے اپنی خوابوں اور الہامات میں
شیطانی دخل اور حدیث النفس سے کسی قدر محفوظ ہوتا ہے لیکن چونکہ اس کی فطرت میں ابھی شیطان کا
حصہ باقی ہے اس لئے شیطانی القا سے بچ نہیں سکتا اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامنگیر ہیں اس لئے
حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کی بکمال صفائی صفائیٔ نفس سے موقوف ہے

جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے اُن کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے +

باب سوم

اُن لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ اُن کو حاصل ہے اور خوابیں بھی اُن کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور محبت الٰہی کی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نفسانی قالب اُنکا شعلۂ نور سے جلکر بالکل خاک ہو جاتا ہے

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم و رحیم ہے جو شخص اس کی طرف صدق و صفا سے رجوع کرتا ہے وہ اُس سے بڑھ کر اپنا صدق و صفا اُس سے ظاہر کرتا ہے۔ اُسکی طرف صدق دل سے قدم اُٹھانے والا ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرشمۂ خدائی دکھلانے کے اخلاق ہیں مگر وہی اُنکو پورے طور پر مشاہدہ کرتا ہے جو پورے طور پر اُسکی محبت میں محو ہو جاتا ہے اگرچہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز ہے اس لئے جو شخص اُسکی راہ میں مرتا ہے وہی اُس سے زندگی پاتا ہے۔ اور جو اُس کے لئے سب کچھ کھوتا ہے اُسی کو آسمانی انعام ملتا ہے +

خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنیوالے اُس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اوّل دور سے آگ کی روشنی دیکھے اور پھر اُس سے نزدیک ہو جائے یہانتک کہ اُس آگ میں اپنے تئیں داخل کردے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ محبت الٰہی کی آگ میں تمام وجود اُس کا پڑ جاتا ہے اور شعلۂ نور سے قالب نفسانی جلکر خاک ہو جاتا ہے اور اُسکی جگہ آگ لے لیتی ہے یہ انتہا اُس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے۔ یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کا کامل تعلق ہے اس کی بڑی علامت یہ ہے کہ صفات الٰہیہ اس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریت کے رذائل

شعلۂ نور سے جلکر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل مغائر ہوتی ہے اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اس کے تمام رگ و ریشہ میں پورا غلبہ کرلے تو وہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے اسی طرح جسکو شعلۂ محبت الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی مظہر تجلّیات الٰہیّہ ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جس کو اس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اس آگ کے غلبہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالب حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے٭ منجملہ اُن علامات کے یہ بھی ہے کہ خدا کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اُسکی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور ایک نور اس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنّی نہیں ہے۔ اور ایک ربّانی چمک اس کے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اُسکی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیّت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں کوئی انکی نظیر پیش نہیں کرسکتا اور ہیبت الٰہی اُن میں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قدرت تامّہ کی وجہ سے خدا کا چہرہ اُنمیں نظر آتا ہے اور اس کی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ اُنمیں محبوبیت اور قبولیت کے آثار ہوتے ہیں اور ربّانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور بعض پیشگوئیاں اُس کے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اُسکے دوستوں کے متعلق اور بعض اس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کے لئے اور بعض اس کی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وہ امور اس پر ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور وہ غیب کے دروازے اسکی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے خدا کا کلام اسپر اسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اسکی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیّت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بے مثل کلام اُسکی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اُسکی آنکھ کو کشفی قوت عطا کیجاتی ہے جس سے

٭ ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جس طرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک دشمن اور مقابلہ کرنے والے پر غالب آجاتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ منہ

وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے اور بسا اوقات لکھی ہوئی تحریریں اُس کی نظر کے سامنے پیش کیجاتی ہیں اور مُردوں سے زندوں کی طرح ملاقات کر لیتا ہے۔ اور بسا اوقات ہزاروں کوس کی چیزیں اسکی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وہ پَیروں کے نیچے پڑی ہیں ؎

ایسا ہی اُس کے کان کو بھی مغیبات کے سُننے کی قوّت دیجاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سُن لیتا ہے اور بیقراریوں کے وقت انکی آواز سے تسلّی پاتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بعض اوقات جمادات اور نباتات اور حیوانات کی آواز بھی اُس کو پہنچ جاتی ہے ؎ فلسفی کو منکرِ حنّانہ است۔ از حواسِ انبیاء بیگانہ است۔ اسی طرح اس کی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگھنے کی ایک قوّت دی جاتی ہے اور بسا اوقات وہ بشارت کے امور کو سونگھ لیتا ہے اور مکروہات کی بدبو اس کو آجاتی ہے علیٰ ہذا القیاس اسکے دل کو قوّتِ فراست عطا کیجاتی ہے اور بہت سی باتیں اسکے دل میں پڑ جاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس شیطان اُس پر تصرّف کرنے سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُس میں شیطان کا کوئی حصّہ نہیں رہتا اور بباعث نہایت درجہ فنا فی اللہ ہونے کے اُس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے۔ اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اُس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اُسکی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اُسکی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ نفسانی ہستی اُسکی بکلی جل جاتی ہے اور سفلی ہستی پر ایک موت طاری ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی اُسکو ملتی ہے جس پر ہر وقت انوارِ الٰہیہ منعکس ہوتے رہتے ہیں ؎

اسی طرح اُسکی پیشانی کو ایک نور عطا کیا جاتا ہے جو بجز عشاق الٰہی کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا اور بعض خاص وقتوں میں وہ نور ایسا چمکتا ہے کہ کافر بھی اسکو محسوس کر سکتا ہے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ لوگ ستائے جاتے اور نصرت الٰہی حاصل کرنیکے لئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں پس وہ اقبال علی اللہ کا وقت انکے لئے ایک خاص وقت ہوتا ہے اور خدا کا نور انکی پیشانی میں اپنا جلوہ ظاہر کرتا ہے ؎

ایسا ہی اُنکے ہاتھوں میں اور پَیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دیجاتی ہے جسکی وجہ سے

اُنکا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرّک ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا۔ اُس کے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھیرتا ہے ٭

اِسی طرح اِن کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزّ وجل ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اُسکی حفاظت کرتے ہیں ٭

اِسی طرح ان کے شہر یا گانوٴں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دیجاتی ہے اسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے ٭

اِسی طرح اس درجہ کے لوگوں کی تمام خواہشیں بھی اکثر اوقات پیشگوئی کا رنگ پیدا کر لیتی ہیں یعنے جب کسی چیز کے کھانے یا پینے یا پہننے یا دیکھنے کی بشدّت انکے اندر خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ خواہش ہی پیشگوئی کی صورت پکڑ لیتی ہے اور جب قبل از وقت اضطرار کے ساتھ اُنکے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ چیز میسر آجاتی ہے۔

اِسی طرح انکی رضامندی اور ناراضگی بھی پیشگوئی کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے پس جس شخص پر وہ شدّت سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اُس کے آئندہ اقبال کیلئے یہ بشارت ہوتی ہے اور جس پر وہ بشدّت ناراض ہوتے ہیں اُس کے آئندہ ادبار اور تباہی پر دلیل ہوتی ہے کیونکہ بباعث فنا فی اللہ ہونے کے وہ سرائے حق میں ہوتے ہیں اور ان کی رضا اور غضب خدا کا رضا اور غضب ہوتا ہے اور نفس کی تحریک سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے یہ حالات اُن میں پیدا ہوتے ہیں ٭

اِسی طرح اُنکی دعا اور ان کی توجہ بھی معمولی دعاؤں اور توجہات کی طرح نہیں ہوتی بلکہ اپنے اندر ایک شدید اثر رکھتی ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ اگر قضاء مبرم اور اٹل نہ ہو اور اُنکی توجہ اپنی تمام شرائط کے ساتھ اُس بلا کے دُور کرنے کے لئے مصروف ہو جائے تو خدا تعالےٰ اس بلا کو دُور کر دیتا ہے گو ایک فرد واحد یا چند کس پر وہ بلا نازل ہو یا ایک ملک پر وہ بلا نازل ہو یا ایک بادشاہ وقت پر وہ بلا نازل ہو۔ ہمیں اصل یہ ہے کہ وہ اپنی

وجود سے فانی ہوتے ہیں اسلئے اکثر اوقات اُن کے ارادہ کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے توارد
ہو جاتا ہے پس جب شدّت سے انکی توجہ کسی بلا کے دُور کرنے کے لئے مبذول ہو جاتی ہے اور
جیسا کہ درد دل کے ساتھ اقبال علی اللہ چاہئیے میسّر آجاتا ہے تو سُنّۃ اللّٰہیہ اسی طرح پر واقع ہے
کہ خدا اُن کی سُنتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ خدا اُن کی دُعا کو ردّ نہیں کرتا۔ اور کبھی انکی
عبودیت ثابت کرنے کے لئے دُعا سُنی نہیں جاتی تا جاہلوں کی نظر میں خدا کے شریک نہ ٹھہر جائیں
اور اگر ایسا اتفاق ہو کہ بلا وارد ہو جائے جس سے موت کے آثار ظاہر ہو جائیں تو اکثر عادت اللہ
یہی ہے کہ اس بلا میں تاخیر نہیں ہوتی اور ایسی وقت میں خدا کے مقبولوں کا ادب یہی ہے
کہ دعا کو ترک کردیں اور صبر سے کام لیں۔ بہتر وقت دعا کا یہی ہے کہ ایسے وقت میں
دعا ہو جب اسباب یاس اور نومیدی بکلی ظاہر نہ ہوں اور ایسی علامات نمودار نہ ہوں جن سے
صاف طور پر نظر آتا ہو کہ اب بلا دروازہ پر ہے اور ایک طور پر اُس کا نزول ہو چکا ہے کیونکہ
اکثر سنت یہی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے ایک عذاب کے نازل کرنے میں اپنے ارادہ کو
ظاہر کر دیا تو وہ اپنے ارادہ کو واپس نہیں لیتا

یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ ان کا استجابت
دعا ہی ہے جب اُن کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدّت سے بیقراری ہوتی ہے
اور اس شدید بیقراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا انکی سنتا ہے
اور اس وقت اُن کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے کامل مقبولوں
کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے خدا کے نشان بھی ظاہر ہوتے ہیں جب اُس کے
مقبول ستائے جاتے ہیں اور جب حد سے زیادہ اُن کو دُکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا
نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر۔ کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی
محبت نہیں کریگا جیسا کہ خدا اُن لوگوں سے کرتا ہے جو دل وجان سے اُسکے ہو جاتے ہیں وہ انکے
لئے عجائب کام دکھلاتا ہے اور ایسی اپنی قوّت دکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہوا شیر جاگ

اُٹھاتا ہے خدا مخفی ہے اور اُسکے ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ وہ ہزاروں پردوں کے اندر ہے اور اُس کا چہرہ دکھلانے والی یہی قوم ہے ٭

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے کبھی وہ اُنکی دعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی وہ اپنی مشیّت اُن سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے اور اُسکی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اس سے منوانا چاہتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف میں مومنوں کی استجابت دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور دوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضا وقدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔

پس ان دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ دعاؤں کے بارے میں کیا سُنّت اللہ ہے اور ربّ اور عبد کا کیا باہمی تعلق ہے ٭

مَیں پھر مکرر لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ کوئی نادان یہ خیال نہ کرے کہ جو کچھ تیسرے درجہ کے کامل الایمان اور کامل المحبت لوگوں کی نسبت اس رسالہ میں بیان کیا گیا ہے ان میں سے اکثر امور میں دوسرے لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں جیسا کہ دوسروں کو بھی خوابیں آتی ہیں کشف بھی ہوتے ہیں۔ الہام بھی پاتے ہیں تو مابہ الامتیاز کیا ہوا ٭

ان وساوس کا جواب اگرچہ ہم بارہا دے چکے ہیں مگر پھر ہم کہتے ہیں کہ مقبولوں اور غیر مقبولوں میں فرق تو بہت ہے جو کسی قدر اس رسالہ میں بھی تحریر ہو چکا ہے لیکن آسمانی نشانوں

کے رو سے ایک عظیم الشان یہ فرق ہے کہ خدا کے مقبول بندے جو انوار سبحانی میں غرق کئے جاتے اور آتش محبت سے اُن کی ساری نفسانیت جلائی جاتی ہے وہ اپنے ہر شان میں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت غیروں پر غالب ہوتے ہیں اور غیر معمولی طور پر خدا کی تائید اور نصرت کے نشان اس کثرت سے اُن کے لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دُنیا میں کسی کو مجال نہیں ہوتی کہ انکی نظیر پیش کر سکے کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں خدا جو مخفی ہے اُس کا چہرہ دکھلانے کیلئے وہ کامل مظہر ہوتے ہیں وہ دُنیا کے آگے پوشیدہ خدا کو دکھلاتے ہیں اور خدا اُنہیں دکھلاتا ہے ؁

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آسمانی نشانوں سے حصہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں اوّل وہ جو کوئی ہُنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے انکا نہیں ہوتا صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے ان کو بعض سچی خوابیں آجاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہو جاتے ہیں جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے اور اُن سے کوئی فائدہ اُن کی ذات کو نہیں ہوتا اور ہزاروں شریر اور بد چلن اور فاسق و فاجر ایسی بد بودار خوابوں اور الہاموں میں ان کے شریک ہوتے ہیں۔ اور اکثر دیکھا جاتا ہے کہ باوجود ان خوابوں اور کشفوں کے ان کا چال چلن قابل تعریف نہیں ہوتا کم سے کم یہ کہ انکی ایمانی حالت نہایت کمزور ہوتی ہے اِس قدر کہ ایک سچّی گواہی بھی نہیں دے سکتے اور جس قدر دنیا سے ڈرتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے اور شریر آدمیوں سے قطع تعلق نہیں کر سکتے اور کوئی ایسی سچّی گواہی نہیں دے سکتے جس سے بڑے بڑے آدمی کے ناراض ہو جانیکا اندیشہ ہو اور دینی امور میں نہایت درجہ تکسّل اور سستی ان میں پائی جاتی ہے اور دُنیا کے ہموم وغموم میں دن رات غرق رہتے ہیں اور دانستہ جھوٹ کی حمایت کرتے اور سچ کو چھوڑتے ہیں اور ہر ایک قدم میں خیانت پائی جاتی ہے اور بعض میں اس سے بڑھ کر یہ عادت بھی پائی گئی ہے کہ وہ فسق و فجور سے بھی پرہیز نہیں کرتے اور دُنیا کمانے کیلئے ہر ایک ناجائز کام کر لیتے ہیں اور بعض کی اخلاقی حالت

بھی نہایت خراب ہوتی ہے اور حسد اور بخل اور عُجب اور تکبّر اور غرور کے پتلے ہوتے ہیں اور ہر ایک کمینگی کے کام اُن سے عمداً رہتے ہیں اور طرح طرح کی قابل شرم خباثتیں اُن میں پائی جاتی ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض ان میں ایسے ہیں کہ ہمیشہ بد خوابیں ہی ان کو آتی ہیں اور وہ سچی بھی ہو جاتی ہیں۔ گویا ان کے دماغ کی بناوٹ صرف بد اور منحوس خوابوں کے لئے مخلوق ہے نہ اپنے لئے کوئی بہتری کے خواب دیکھ سکتے ہیں جس سے اُنکی دُنیا درست ہو اور اُن کی مُرادیں حاصل ہوں اور نہ اوروں کیلئے کوئی بشارت کی خواب دیکھتے ہیں۔ ان لوگوں کے خوابوں کی حالت اقسام ثلٰثہ میں سے اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص دُور سے صرف ایک دُھواں آگ کا دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اور نہ آگ کی گرمی محسوس کرتا ہے کیونکہ یہ لوگ خدا سے بالکل بے تعلق ہیں اور روحانی امور سے صرف ایک دُھواں اُن کی قسمت میں ہے جس میں کوئی روشنی حاصل نہیں ہوئی۔

پھر دوسری قسم کے خواب بین یا مُلہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں اُن لوگوں کی خوابوں یا الہاموں کی حالت اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جبکہ ایک شخص اندھیری رات اور شدید البرد رات میں دُور سے ایک آگ کی روشنی دیکھتا ہے۔ اس دیکھنے سے اتنا فائدہ تو اُسے حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ ایسی راہ پر چلنے سے پرہیز کرتا ہے جس میں بہت سے گڑھے اور کانٹے اور پتھر اور سانپ اور درندے ہیں مگر اس قدر روشنی اس کو سردی اور ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔ پس اگر وہ آگ کے گرم حلقہ تک پہنچ نہ سکے تو وہ بھی ایسا ہی ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اندھیرے میں چلنے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر تیسری قسم کے مُلہم اور خواب بین وہ لوگ ہیں جن کے خوابوں اور الہاموں کی حالت اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص اندھیری اور شدید البرد رات

میں نہ صرف آگ کی کامل روشنی ہی پاتا ہے اور اُسمیں چلتا ہے بلکہ اُسکے گرم حلقہ میں داخل ہو کر بکلی سردی کے ضرر سے محفوظ ہو جاتا ہے اس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہیں جو شہوات نفسانیہ کا چولا آتش محبت الٰہی میں جلا دیتے ہیں اور خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں وہ دیکھتے ہیں جو آگے موت ہے اور دوڑ کر اُس موت کو اپنے لئے پسند کر لیتے ہیں وہ ہر ایک درد کو خدا کی راہ میں قبول کرتے ہیں اور خدا کیلئے اپنے نفس کے دشمن ہو کر اور اُسکے برخلاف قدم رکھ کر ایسی طاقت ایمانی دکھلاتے ہیں کہ فرشتے بھی اُن کے اس ایمان سے حیرت اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ روحانی پہلوان ہوتے ہیں اور شیطان کے تمام حملے انکی رُوحانی قوت کے آگے ہیچ ٹھیرتے ہیں وہ سچے وفادار اور صادق مرد ہوتے ہیں کہ نہ دنیا کے لذات کے نظارے اُنہیں گمراہ کر سکتے ہیں اور نہ اولاد کی محبت اور نہ بیوی کا تعلق اُن کو اپنے محبوب حقیقی سے برگشتہ کر سکتا ہے۔ غرض کوئی تلخی اُن کو ڈرا نہیں سکتی اور کوئی نفسانی لذت اُن کو خدا سے روک نہیں سکتی اور کوئی تعلق خدا کے تعلق میں رخنہ انداز نہیں ہو سکتا ۔

یہ تین روحانی مراتب کی حالتیں ہیں جنمیں سے پہلی حالت علم الیقین کے نام سے موسوم ہے اور دوسری حالت عین الیقین کے نام سے نامزد ہے اور تیسری مبارک اور کامل حالت حق الیقین کہلاتی ہے اور انسانی معرفت کامل نہیں ہو سکتی اور نہ کدورتوں سے پاک ہو سکتی ہے جب تک حق الیقین تک نہیں پہنچتی۔ کیونکہ حق الیقین کی حالت صرف مشاہدات پر موقوف نہیں بلکہ بطور حال کے انسان کے دل پر وارد ہو جاتی ہے اور انسان محبت الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑ کر اپنی نفسانی وجود سے بالکل نیست ہو جاتا ہے۔ اور اس مرتبہ پر انسانی معرفت پہنچ کر قال سے حال کی طرف انتقال کرتی ہے اور سفلی زندگی بالکل جل کر خاک ہو جاتی ہے اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کی گود میں بیٹھ جاتا ہے اور جیسا کہ ایک لوہا آگ میں پڑ کر بالکل آگ کی رنگ میں آجاتا ہے اور آگ کی صفات اُس سے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں ایسا ہی اس درجہ کا آدمی صفات الٰہیہ سے ظلّی طور پر متّصف ہو جاتا ہے اور اس قدر طبعًا

مرضات الٰہیہ میں فنا ہوجاتا ہے کہ خدا میں ہوکر بولتا ہے اور خدا میں ہو کر دیکھتا ہے اور خدا میں ہوکر سُنتا ہے اور خدا میں ہو کر چلتا ہے گویا اُس کے جُبّہ میں خدا ہی ہوتا ہے۔ اور انسانیت اسکی تجلّیات الٰہیّہ کے نیچے مغلوب ہوجاتی ہے چونکہ یہ مضمون نازک ہے اور عام فہم نہیں اِس لئے ہم اسکو اسی جگہ چھوڑتے ہیں ؀

اور ایک دوسرے پیرایہ میں ہم اس مرتبہ ثالثہ کی جو اعلےٰ اور اکمل مرتبہ ہے اِس طرح پر تصویر کھینچتے ہیں کہ وہ وحی کامل جو اقسام ثلاثہ میں سے تیسری قسم کی وحی ہے جو کامل فرد پر نازل ہوتی ہے اُس کی یہ مثال ہے کہ جیسے سورج کی دُھوپ اور شعاع ایک مُصفّا آئینہ پر پڑتی ہے جو عین اُس کے مقابل پر پڑا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگرچہ سورج کی دُھوپ ایک ہی چیز ہے لیکن بوجہ اختلاف مظاہر کے اسکے ظہور کی کیفیت میں فرق پیدا ہوجاتا ہے۔ پس جب سورج کی شعاع زمین کے کسی ایسے کثیف حصّہ میں پڑتی ہے جسکی سطح پر ایک شفاف اور مصفّا پانی موجود نہیں بلکہ سیاہ اور تاریک خاک ہے اور سطح بھی مستوی نہیں تب شعاع نہایت کمزور ہوتی ہے خاص کر اُس حالت میں جب کہ سورج اور زمین میں کوئی بادل بھی حائل ہو۔ لیکن جب وہی شعاع جس کے آگے کوئی بادل حائل نہیں ایک شفاف پانی پر پڑتی ہے جو ایک مصفّا آئینہ کی طرح چمکتا ہے تب وہی شعاع ایک سے دہ چند ہوکر ظاہر ہوتی ہے جسے آنکھ بھی برداشت نہیں کر سکتی ؀

پس اسی طرح جب نفس تزکیہ یافتہ پر جو تمام کدورتوں سے پاک ہوجاتا ہے وحیِ نازل ہوتی ہے تو اُس کا نور فوق العادت نمایاں ہوتا ہے۔ اور اُس نفس پر صفات الٰہیّہ کا انعکاس پورے طور پر ہوجاتا ہے اور پورے طور پر چہرہ حضرت احدیّت ظاہر ہوتا ہے۔ اِس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جیسے آفتاب جب نکلتا ہے تو ہر ایک پاک ناپاک جگہ پر اُس کی روشنی پڑتی ہے یہاں تک کہ ایک پاخانہ کی جگہ بھی جو نجاست سے پُر ہے اُس سے حصّہ لیتی ہے۔ تاہم پُورا فیض اُس روشنی کا اُس آئینہء صافی یا آبِ صافی کو حاصل

ہوتا ہے جو اپنی کمال صفائی سے خود سُورج کی تصویر کو اپنے اندر دکھلا سکتا ہے۔ اِسی طرح بوجہ اسکے کہ خدا تعالیٰ بخیل نہیں ہے اُسکی روشنی سے ہر ایک فیضیاب ہے۔ مگر تاہم وہ لوگ جو اپنی نفسانی حیات سے مر کر خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں اور ظلّی طور پر خدا تعالیٰ اُن کے اندر داخل ہو جاتا ہے اُن کی حالت سب سے الگ ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ اگرچہ سورج آسمان پر ہے لیکن تاہم جب وہ ایک نہایت شفاف پانی یا مصفّا آئینہ کے مقابل پر پڑتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ اِس پانی یا آئینہ کے اندر ہے لیکن دراصل وہ اُس پانی یا آئینہ کے اندر نہیں ہے بلکہ پانی یا آئینہ نے اپنی کمال صفائی اور آب و تاب کی وجہ سے لوگوں کو یہ دکھلا دیا ہے کہ گویا وہ پانی یا آئینہ کے اندر ہے۔

غرض وحی الٰہی کے انوار اکمل اور اتم طور پر وہی نفس قبول کرتا ہے جو اکمل اور اتم طور پر تزکیہ حاصل کر لیتا ہے اور صرف اِلہام اور خواب کا پانا کسی خوبی اور کمال پر دلالت نہیں کرتا۔ جبتک کسی نفس کو بوجہ تزکیہ تام کے یہ انعکاسی حالت نصیب نہ ہو اور محبوب حقیقی کا چہرہ اسکے نفس میں نمودار نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس طرح فیض عام حضرت احدیّت نے ہر ایک کو بجز شاذ و نادر لوگوں کے جسمانی صورت میں آنکھ اور ناک اور کان اور قوت شامّہ اور دوسری تمام قوّتیں عطا فرمائی ہیں اور کسی قوم سے بخل نہیں کیا اِسی طرح رُوحانی طور پر بھی اُس نے کسی زمانہ اور کسی قوم کے لوگوں کو روحانی قوٰے کی تخم ریزی سے محروم نہیں رکھا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ سورج کی روشنی ہر ایک جگہ پڑتی ہے اور کوئی لطیف یا کثیف جگہ اُس سے باہر نہیں ہے یہی قانون قدرت روحانی آفتاب کی روشنی کے متعلق ہے کہ نہ کثیف جگہ اُس روشنی سے محروم رہ سکتی ہے اور نہ لطیف جگہ ہاں مصفّٰی اور شفاف دل پر وہ نور عاشق ہے جب وہ آفتاب روحانی مصفّٰی چیزوں پر اپنا نور ڈالتا ہے تو اپنا کل نور اُن میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے چہرہ کی تصویر اُن میں کھینچ دیتا ہے جیسا کہ

جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک مصفّا پانی یا مصفّا آئینہ کے مقابل پر جب سورج آتا ہے تو اپنی تمام صورت اُس میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ جیسا کہ آسمان پر سورج نظر آتا ہے ویسا ہی بغیر کسی فرق کے اُس مصفّا پانی یا آئینہ میں نظر آتا ہے۔

پس روحانی طور پر انسان کے لئے اِس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اُس میں کھینچی جائے۔ اِسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنے میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ تصویر ایک چیز کی اصل صورت کی خلیفہ ہوتی ہے یعنی جانشین۔ اور یہی وجہ ہے کہ جس جس موقعہ پر اصل صورت میں اعضا واقع ہوتے ہیں اور خطّ وخال ہوتے ہیں اُسی اُسی موقعہ پر تصویر میں بھی ہوتے ہیں اور حدیث شریف اور نیز توریت میں بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ پس صورت سے مراد یہی روحانی تشابہ ہے اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب مثلاً ایک نہایت صاف آئینہ پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے تو صرف اسی قدر نہیں ہوتا کہ آفتاب اِس کے اندر دکھائی دیتا ہے بلکہ وہ شیشہ آفتاب کی صفات بھی ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ کہ اُسکی روشنی انعکاسی طور پر دوسرے پر بھی پڑ جاتی ہے۔ پس یہی حال روحانی آفتاب کی تصویر کا ہوتا ہے کہ جب ایک قلب صافی اُس سے ایک انعکاسی شکل قبول کر لیتا ہے تو آفتاب کی طرح اُس میں سے بھی شعاعیں نکل کر دوسری چیزوں کو منوّر کرتی ہیں گویا تمام آفتاب اپنی پوری شوکت کے ساتھ اُس میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور پھر اس جگہ ایک اور نکتہ قابلِ یادداشت ہے اور وہ یہ کہ تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے اور کامل اور مصفّا الہام پاتے ہیں قبول فیوض الٰہیہ میں برابر نہیں ہوتے اور اُن سب کا دائرہ استعداد فطرت باہم برابر نہیں ہوتا بلکہ کسی کا دائرہ استعداد فطرت کم درجہ پر وسعت رکھتا ہے اور کسی کا زیادہ وسیع

ہوتا ہے اور کسی کا بہت زیادہ اور کسی کا اس قدر جو خیال و گمان سے برتر ہے اور کسی کا
خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت قوی ہوتا ہے اور کسی کا اقویٰ۔ اور کسی کا اس قدر کہ دنیا اُنکو
شناخت نہیں کر سکتی اور کوئی عقل اُنکے انتہا تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور وہ اپنے محبوب
ازلی کی محبت میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ کوئی رگ و ریشہ انکی ہستی اور وجود کا باقی نہیں رہتا
اور یہ تمام مراتب کے لوگ بموجب آیت کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ اپنے دائرہ استعداد فطرت سے
زیادہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اور کوئی اُن میں سے اپنے دائرہ فطرت سے بڑھ کر کوئی نور حاصل
نہیں کر سکتا اور نہ کوئی روحانی تصویر آفتاب نورانی کی اپنی فطرت کے دائرہ سے بڑھ کر
اپنے اندر لے سکتا ہے اور خدا تعالیٰ ہر ایک کی استعداد فطرت کے موافق اپنا چہرہ اُس کو
دکھا دیتا ہے اور فطرتوں کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ چہرہ کہیں چھوٹا ہو جاتا ہے اور کہیں بڑا
جیسے مثلاً ایک بڑا چہرہ ایک آرسی کے شیشہ میں نہایت چھوٹا معلوم ہوتا ہے مگر وہی چہرہ ایک
بڑے شیشہ میں بڑا دکھائی دیتا ہے مگر شیشہ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا چہرہ کے تمام اعضاء و نقوش
دکھا دیتا ہے صرف یہ فرق ہے کہ چھوٹا شیشہ پورا مقدار چہرہ کا دکھلا نہیں سکتا۔ سو جس طرح چھوٹے
اور بڑے شیشہ میں یہ کمی بیشی پائی جاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی ذات اگرچہ قدیم اور غیر متبدل
ہے مگر انسانی استعداد کے لحاظ سے اس میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور اس قدر فرق نمودار
ہو جاتے ہیں کہ گویا اظہار صفات کے لحاظ سے جو زید کا خدا ہے اُس سے بڑھ کر وہ خدا ہے
جو بکر کا خدا ہے اور اُس سے بڑھ کر وہ خالد کا خدا ہے مگر خدا تین نہیں خدا ایک ہی ہے
صرف تجلیات مختلفہ کی وجہ سے اسکی شانیں مختلف طور پر ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ موسیٰ اور
عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ایک ہی ہے تین خدا نہیں ہیں مگر مختلف تجلیات
کی رو سے اُسی ایک خدا میں تین شانیں ظاہر ہو گئیں چونکہ موسیٰ کی ہمت صرف بنی اسرائیل
اور فرعون تک ہی محدود تھی اسلئے موسیٰ پر تجلّی قدرت الٰہی اُسی حد تک محدود رہی اور
اگر موسیٰ کی نظر اُس زمانہ اور آیندہ زمانوں کے تمام بنی آدم پر ہوتی تو توریت کی تعلیم بھی ایسی

محدود اور ناقص نہ ہوتی جواب ہے ۔

ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی ہمت صرف یہود کے چند فرقوں تک محدود تھی جو اُن کی نظر کے سامنے تھے اور دوسری قوموں اور آیندہ زمانہ کے ساتھ اُن کی ہمدردی کا کچھ تعلق نہ تھا اسلئے قدرت الٰہی کی تجلی بھی ان کے مذہب میں اُسی حد تک محدود رہی جس قدر اُن کی ہمت تھی اور آیندہ الہام اور وحی الٰہی پر مُہر لگ گئی اور چونکہ انجیل کی تعلیم بھی صرف یہود کی عملی اور اخلاقی خرابیوں کی اصلاح کے لئے تھی تمام دُنیا کے مفاسد پر نظر نہ تھی اسلئے انجیل بھی عام اصلاح سے قاصر ہے بلکہ وہ صرف اُن یہودیوں کی موجودہ بد اخلاق کی اصلاح کرتی ہے جو نظر کے سامنے تھے ۔ اور جو دوسرے ممالک کے رہنے والے یا آیندہ زمانہ کے لوگ ہیں اُن کے حالات سے انجیل کو کچھ سروکار نہیں اور اگر انجیل کو تمام فرقوں اور مختلف طبایع کی اصلاح مدنظر ہوتی تو اسکی یہ تعلیم نہ ہوتی جواب موجود ہے ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایک طرف تو انجیل کی تعلیم ہی ناقص تھی اور دوسری طرف خود ایجاد غلطیوں نے بڑا نقصان پہنچایا جو ایک عاجز انسان کو خواہ نخواہ خدا بنایا گیا اور کفارہ کا من گھڑت مسئلہ پیش کر کے عملی اصلاحوں کی کوششوں کا یک لخت دروازہ بند کر دیا گیا ۔

اب عیسائی قوم دو گونہ بد قسمتی میں مبتلا ہے ایک تو اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اور الہام مدد نہیں مل سکتی کیونکہ الہام پر جو مُہر لگ گئی اور دوسری یہ کہ وہ عملی طور پر آگے قدم نہیں بڑھا سکتی کیونکہ کفارہ نے مجاہدات اور سعی اور کوشش سے روک دیا مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اُسکی نظر محدود نہ تھی اور اسکی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا ۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اسکے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی ۔ اسلئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اُسکو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے ۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آیندہ اُس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اُسکی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا

اور اس کی اُمت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اُسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جسکی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُس کی ہمت اور ہمدردی نے اُمت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا + اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کیلئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے اِن معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قایم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا اُمتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پاسکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہوسکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے مگر ظلّی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دُنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہوجائے +

کسی حدیث صحیح سے اِس بات کا پتہ نہیں ملیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو اُمتی نہیں یعنے آپ کی پیروی سے فیضیاب نہیں اور اسی جگہ سے اُن

+ حاشیہ - اس جگہ یہ سوال طبعاً ہوسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت میں بہت سے نبی گذرے ہیں پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہ راست چُن لیا تھا حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا لیکن اس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی اسرائیلی نبیوں کو الگ کرکے باقی تمام لوگ اکثر موسوی اُمت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کیے گئے مگر اُمت محمدیہ میں ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کیے گئے۔ منہ

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت جو الیاس نبی کی دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی٭ اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جب آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اُس کا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمتی بھی مگر کیا مریم کا بیٹا اُمتی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کریگا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ ۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اور ہزار کوشش کیجائے اور تاویل کیجائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کیطرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھینگے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف مُنہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پیئے گا اور سُور کا گوشت کھائیگا۔ اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پروا نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کیلئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئیگا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دیگا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا

٭ حاشیہ۔ حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ ان کی پہلی آمد میں ان کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمدِ ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائینگے اور پہلی کسریں نکالینگے تا اس طرح پر پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقاید سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ مَیں یقین کرتا ہوں کہ جب انکی عقلیں ترقی کریں گی تو وہ بہت آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا ٹلیا رہ کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی مشیمۂ حجاب اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہِ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اسکی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا۔✝ بیشک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اس کے اُمتی کا نام بھی تو موجود ہے اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اُس کو اُمتی بنایا جائیگا اور وہی نو مسلم نبی مسیح موعود کہلائیگا۔ یہ طریق عزت اسلام سے بہت بعید ہے۔ جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اسی امت میں سے یہود پیدا ہوں گے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اِس اُمت میں سے اور مسیح باہر سے آوے کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہے کہ اس اُمت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہوں گے جن کا نام یہود رکھا جائیگا ایسا ہی اِسی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسےٰ اور مسیح موعود رکھا جائیگا کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُتارا جائے اور اُسکی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر اُمتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ اِن کی اُمت نے ان کو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

✝ حاشیہ۔ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افترا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا تھا کہ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ پھر بعد ان کے اُمت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں اور بعض اکابر صوفیہ بھی انکی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئینگے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

مَیں یہ باتیں کسی قیاس اور ظن سے نہیں کہتا بلکہ مَیں خدا تعالیٰ سے وحی پا کر کہتا ہوں اور مَیں اُس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اُسی نے مجھے یہ اطلاع دی ہے۔ وقت میری گواہی دیتا ہے۔ خدا کے نشان میری گواہی دیتے ہیں۔

ماسوا اسکے جبکہ قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ کا وفات پاجانا ثابت ہے تو پھر ان کے دوبارہ آنے کا خیال بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ جو شخص آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہی نہیں وہ کیونکہ زمین پر دوبارہ آسکتا ہے۔

اگر کہو کہ کن آیات قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی وفات ثابت ہوتی ہے تو مَیں نمونہ کے طور پر اِس آیت کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں جو قرآن شریف میں ہے یعنی یہ کہ۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ الخ۔ اِس جگہ اگر توفی کے معنی مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھانا تجویز کیا جائے تو یہ معنی تو بدیہی البطلان ہیں کیونکہ قرآن شریف کی اِنہی آیات سے ظاہر ہے کہ یہ سوال حضرت عیسیٰ سے قیامت کے دن ہوگا۔ پس اِس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ موت سے پہلے اُس رفع جسمانی کی حالت میں ہی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہو جائیں گے اور پھر کبھی نہیں مرینگے کیونکہ قیامت کے بعد موت نہیں اور ایسا خیال بداہت باطل ہے۔

علاوہ اس کے قیامت کے دن یہ جواب اُن کا کہ اُس روز سے کہ میں مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھایا گیا مجھے معلوم نہیں کہ میرے بعد میری اُمت کا کیا حال ہوا۔ یہ اِس عقیدہ کی رو سے صریح دروغ بے فروغ ٹھیرتا ہے جبکہ یہ تجویز کیا جائے کہ وہ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئینگے۔ کیونکہ جو شخص دوبارہ دنیا میں آوے اور اپنی اُمت کی مشرکانہ حالت کو دیکھ لے بلکہ اُن سے لڑائیاں کرے اور اُنکی صلیب توڑے اور اُن کے خنزیر کو قتل کرے وہ کیونکہ قیامت کے روز کہہ سکتا ہے کہ مجھے اپنی اُمت کی کچھ بھی خبر نہیں۔

اور خود یہ دعویٰ کہ توفّی کا لفظ جب حضرت عیسیٰ کی نسبت قرآن شریف میں آتا ہے

تو اِسکے یہی معنے ہوتے ہیں کہ مع جسم آسمان پر اُٹھائے جانا۔ مگر دوسروں کے لئے یہ معنی نہیں ہوتے یہ دعویٰ بھی عجیب دعویٰ ہے گویا تمام دنیا کیلئے تو توفّی کے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ قبض روح کرنا نہ قبض جسم۔ مگر حضرت عیسیٰ کے لئے خاص طور پر یہ معنی ہیں کہ مع جسم آسمان پر اُٹھا لینا۔ یہ معنی خوب ہیں۔ جن سے ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حصہ نہیں ملا۔ اور تمام مخلوقات میں سے حضرت عیسیٰ کے لئے ہی یہ معنی مخصوص ہیں۔ اور اس بات پر زور دینا کہ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں آئینگے یہ عجیب افترا ہے جو سمجھ نہیں آتا۔ اگر اتفاق سے مراد صحابہ کا اتفاق ہے تو یہ اُن پر تہمت ہے اُن کی تو بلا کو بھی اس مستحدث عقیدہ کی خبر نہیں تھی کہ حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں آجائینگے اور اگر اُن کا یہ عقیدہ ہوتا تو اِس آیت کے مضمون پر رو رو کر کیوں اتفاق کیا جاتا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے اور ان سے پہلے سب رسول دُنیا سے گذر گئے ہیں۔ پس اگر حضرت عیسیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک دنیا سے نہیں گذرے تھے اور اُن کو اُس وقت تک ملک الموت چھو نہیں گیا تھا۔ تو اس آیت کے سُننے کے بعد کیونکر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اِس عقیدہ سے رجوع کر لیا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ وسلم دوبارہ دُنیا میں آئیں گے۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس دن تمام صحابہ کو مسجد نبوی میں پڑھ کر سنائی تھی جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی اور وہ پیر کا دن تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دفن نہیں کیئے گئے تھے اور عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں آپ کی میّت مُطہّر تھی کہ شدّت درد فراق کی وجہ سے بعض صحابہ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں فوت نہیں ہوئے بلکہ غائب ہو گئے ہیں اور پھر دنیا میں آئینگے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کو خطرناک سمجھ کر اسی وقت تمام صحابہ کو جمع کیا اور

اتفاق حسنہ سے اُس دن کُل صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ میں موجود تھے تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ بعض ہمارے دوست ایسا ایسا خیال کرتے ہیں مگر سچ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور ہمارے لئے یہ کوئی خاص حادثہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے کوئی نبی نہیں گذرا جو فوت نہیں ہوا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے ✠ سو جیسے پہلے اِس سے سب رسول فوت ہو چکے ہیں آپ بھی فوت ہو گئے۔

تب اِس آیت کو سُن کر تمام صحابہ چشم پُر آب ہو گئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اور آیت نے ان کے دلوں میں ایسی تاثیر کی کہ گویا اُسی روز نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد اسکے حسّان بن ثابت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مرثیہ بنایا

کنت السواد لناظری ✤ فعمی علیک الناظرُ
مَنْ شاءَ بعدکَ فلیمُتْ ✤ فعلیک کنتُ احاذرُ

یعنی تُو میری آنکھوں کی پُتلی تھا۔ میں تو تیری موت سے اندھا ہو گیا۔ اب بعد اسکے جو چاہے مرے مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ اِس شعر میں حسّان بن ثابت نے تمام نبیوں کی موت کی طرف اشارہ کیا ہے گویا وہ کہتا ہے کہ ہمیں اس کی کیا پرواہ ہے کہ موسیٰ مرگیا ہو یا عیسیٰ مرگیا ہو ہمارا ماتم تو اس نبی محبوب کے لئے ہے جو آج ہم سے علیحدہ ہو گیا اور آج ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اِس غلط عقیدہ میں بھی مبتلا تھے کہ گویا حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئینگے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت قد خلت من قبلہ الرسل پیش کرکے یہ غلطی دُور کر دی اور اسلام میں یہ پہلا اجماع تھا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔

✠ جو شخص حضرت عیسیٰ کو آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے باہر رکھتا ہے اسکو اقرار کرنا پڑیگا کہ عیسیٰ انسان نہیں ہے اور نیز ظاہر ہے کہ اِس صورت میں حضرت ابوبکرؓ کا اس آیت سے استدلال صحیح نہیں ٹھیرتا کیونکہ جبکہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ مع جسم عنصری موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو اس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کونسی تسلی ہو سکتی تھی۔ منہ

غرض اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبّر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابوہریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسےٰ موعود کے آنے کی پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آجائیں گے جیساکہ ابتدا میں ابوہریرہ کو بھی یہی دھوکہ لگا ہوا تھا۔ اور اکثر باتوں میں ابوہریرہ بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑجایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کے آگ میں پڑنے کی پیشگوئی میں بھی اسکو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کے ایسے اُلٹے معنی کرتا تھا جس سے سُننے والے کو ہنسی آتی تھی کیونکہ وہ اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اس پر ایمان لے آئینگے حالانکہ دوسری قرأت اس آیت میں بجائے قَبْلَ مَوْتِهٖ کے قَبْلَ مَوْتِهِمْ موجود ہے اور یہ عقیدہ کھلے طور پر قرآن شریف کے مخالف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئیگا کہ سب لوگ حضرت عیسیٰ کو قبول کرینگے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا اور پھر موت کے بعد مومنوں کی طرح اپنی طرف تجھے اُٹھاؤنگا اور پھر تمام تہمتوں سے تجھے بری کرونگا اور پھر قیامت تک تیرے متبعین کو تیرے مخالفوں پر غالب رکھونگا اب ظاہر ہے کہ اگر قیامت سے پہلے تمام لوگ حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئینگے تو پھر وہ کون سے مخالف ہیں جو قیامت تک رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور مقام میں فرماتا ہے وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ یعنی یہود اور نصاریٰ میں قیامت تک عداوت رہیگی پس ظاہر ہے کہ اگر تمام یہود قیامت سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آوینگے تو قیامت تک عداوت رکھنے والا کون رہے گا۔

ماسوا اس کے ایسا خیال کہ تمام یہودی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئینگے اس طور سے

بھی بیہودہ اور خلاف عقل ہے کہ یہ اعتقاد واقعات کے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ کو قریباً دو ہزار برس گذرتا ہے اور کسی پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اس عرصہ میں کروڑہا یہودی حضرت عیسیٰ سے منکر اور انکو گالیاں دینے والے اور کافر ٹھیرانے والے دُنیا سے گذر گئے ہیں۔ پھر یہ قول کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ ہر ایک یہودی اُن پر ایمان لے آئیگا۔ اِس دو ہزار برس کی ذرا میزان تو لگاؤ کہ کس قدر یہودی بے ایمانی کی حالت میں مر گئے کیا انکی نسبت رضی اللہ عنہم کہہ سکتے ہیں۔

غرض تمام صحابہ کا اجماع حضرت عیسیٰ کی موت پر تھا بلکہ تمام انبیاء کی موت پر اجماع ہوگیا تھا اور یہی پہلا اجماع تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوا۔ اِسی اجماع کی وجہ سے تمام صحابہ حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل تھے اور اسی وجہ سے حسان بن ثابت نے مذکورہ بالا مرثیہ بنایا تھا جس کا ترجمہ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں یہ ہے کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا ئیں تو تیرے مرنے سے اندھا ہوگیا۔ اب تیرے بعد جو شخص چاہے مرے عیسیٰ ہو یا موسیٰ۔ مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ اور درحقیقت صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے۔ اور انکو کسی طرح یہ بات گوارا نہ تھی کہ عیسیٰ جسکا وجود شرک عظیم کی جڑھ قرار دیا گیا ہے زندہ ہو اور آپ فوت ہوجائیں پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکو یہ معلوم ہوتا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر مع جسم عنصری زندہ بیٹھے ہیں اور انکا برگزیدہ نبی فوت ہوگیا تو وہ مارے غم کے مر جاتے۔ کیونکہ انکو ہرگز اس بات کی برداشت نہ تھی کہ کوئی اور نبی زندہ ہو اور اُن کا پیارا نبی قبر میں داخل ہوجائے اللّٰھم صل علی محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

اور خدا تعالیٰ کے اس کلام سے کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ یہ معنی نکالنا کہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰی کے پاس جا بیٹھے کس قدر نافہمی اور نادانی ہے۔ کیا خدائے عزوجل دوسرے آسمان پر بیٹھا ہوا ہے اور کیا قرآن میں رَفَعَ اِلَی اللّٰہ کے معنی کسی اور محل میں بھی یہ آئے ہیں کہ آسمان پر جسم عنصری اُٹھا لیتا

اور کیا قرآن شریف میں اس کی کوئی نظیر ہے کہ جسم عنصری بھی آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے
اور اس آیت کے مشابہ دوسری آیۃ بھی قرآن شریف میں موجود ہے اور وہ یہ کہ:-
یٰاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ۔ پس کیا اس کے
معنی یہ ہیں کہ اے نفس مطمئنہ مع جسم عنصری دوسرے آسمان پر چلا جا! اور خدا تعالیٰ قرآن
شریف میں بلعم باعور کی نسبت فرماتا ہے کہ ہم نے اپنی طرف اُس کا رفع چاہا مگر وہ زمین کی طرف
جُھک گیا۔ کیا اِس آیت کے بھی یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ بلعم باعور کو مع جسم عنصری آسمان
پر اُٹھانا چاہتا تھا مگر بلعم نے زمین پر رہنا ہی پسند کیا۔ افسوس کسقدر قرآن شریف کی تحریف
کی جاتی ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں مَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ موجود ہے
اس سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے
کہ کسی شخص کا نہ مقتول ہونا نہ مصلوب ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ مع جسم عنصری آسمان پر
اٹھایا گیا ہو اگلی آیت میں صریح یہ لفظ موجود ہیں کہ وَلٰکِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ یعنی یہودی قتل کرنے
میں کامیاب نہیں ہوئے۔ مگر انکو شبہ میں ڈالا گیا کہ ہم نے قتل کر دیا ہے۔ پس شبہ میں ڈالنے
کیلئے اِس بات کی کیا ضرورت تھی کہ کسی اور مومن کو مصلوب کرکے لعنتی بنایا جائے ✻ یا خود
یہودیوں میں سے کسی کو حضرت عیسیٰ کی شکل بنا کر صلیب پر چڑھایا جاوے۔ کیونکہ اِس صورت
میں ایسا شخص اپنے تئیں حضرت عیسیٰ کا دشمن ظاہر کرکے اور اپنے اہل و عیال کے پتے اور
نشان دیکر ایک دم میں مخلصی حاصل کر سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ عیسیٰ نے جادو سے مجھے اپنی
شکل پر بنا دیا ہے یہ کسقدر مجنونانہ تو ہمات ہیں کیوں وَلٰکِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ کے معنی یہ نہیں کرتے
کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے مگر غشی کی حالت اُن پر طاری ہو گئی تھی بعد

✻ حاشیہ یہ عجیب بات ہے کہ اسلام کے ائمۂ تعبیر جہاں حضرت عیسیٰ کی رویت کی تعبیر کرتے ہیں وہاں یہ لکھتے ہیں
کہ جو شخص حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھے وہ کسی بلا سے نجات پا کر کسی اور ملک کی طرف چلا جائے گا
اور ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف ہجرت کریگا۔ یہ نہیں لکھتے کہ وہ آسمان پر چڑھ جائیگا دیکھو کتاب تعطیر الانام
اور دوسرے ائمہ کی کتابیں پس عقلمند پر حقیقت ظاہر ہونیکے لئے یہ بھی ایک پہلو ہے۔ منہ

میں دو تین روز تک ہوش میں آ گئے اور مرہم عیسیٰ کے استعمال سے (جو آجتک صدہا طبّی کتابوں میں موجود ہے جو حضرت عیسیٰ کیلئے بنائی گئی تھی) اُن کے زخم بھی اچھے ہو گئے۔

پھر ایک اور بدقسمتی ہے کہ وہ ان آیتوں کے شان نزول کو نہیں دیکھتے۔ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کے اختلافات دُور کرنے کیلئے بطور حَکَم کے تھا تا اُن کے اختلافات کا فیصلہ کرے اور اُس کا فرض تھا کہ اُن کے متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ کرتا پس منجملہ متنازعہ فیہ امور کے ایک یہ امر بھی متنازعہ فیہ تھا کہ یہود کہتے تھے کہ ہماری توریت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے اسکی رُوح مرنیکے بعد خدا کی طرف نہیں جاتی۔ پس چونکہ حضرت عیسیٰ صلیب پر مر گئے اِس لئے وہ خدا کی طرف نہیں گئے اور آسمان کے دروازے اُن کے لئے نہیں کھولے گئے۔ اور عیسائیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عیسائی تھے اپنا یہ عقیدہ مشہور کیا تھا چنانچہ آج تک یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر جان دیکر لعنتی تو بن گئے مگر یہ لعنت اَوروں کو نجات دینے کے لئے اُنہوں نے خود اپنے سر پر لے لی تھی اور آخر وہ نہ جسم عنصری کے ساتھ بلکہ ایک نئے اور ایک جلالی جسم کے ساتھ جو خون اور گوشت اور ہڈی اور زوال پذیر ہونے والے مادہ سے پاک تھا خدا کی طرف اُٹھائے گئے۔* خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اِن دونوں متخاصمین کی نسبت فیصلہ دیا کہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے کہ عیسیٰ کی صلیب پر جان نکلی یا وہ قتل ہوا تا اِس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ وہ بموجب حکم توریت لعنتی ہے بلکہ وہ صلیبی موت سے بچایا گیا اور مومنوں کی طرح اُس کا خدا کی طرف رفع ہوا اور جیسا کہ ہر ایک مومن ایک جلالی جسم خدا سے پاکر خدائے عزّ وجلّ کی طرف اُٹھایا جاتا ہے وہ بھی اُٹھائے گئے۔ اور اُن نبیوں میں جا ملے جو اُن سے پہلے گذر چکے تھے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ جو آپ نے معراج سے واپس آکر بیان فرمایا کہ جیسے اور نبیوں کے مقدس اجسام دیکھے ویسا ہی حضرت عیسیٰ کو بھی انہیں کے رنگ میں پایا اور اُن کے ساتھ پایا کوئی نرالا

* اگر آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تو ہمیں کوئی دکھلائے کہ قرآن شریف میں وہ آیت کہاں ہے جو امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرتی ہے یعنی جس میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا بعد موت مومنوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہوگا اور وہ مرنے کے بعد یحیٰی وغیرہ انبیاء کے ساتھ جا ملیں گے۔ کیا نعوذ باللہ خدا کو یہ دھوکہ لگا کہ یہود کی طرف سے انکار تو تھا اُنکی رفع روحانی کا جو مومن کا بعد موت ہوتا ہے اور خدا نے کچھ اَور سمجھ لیا نعوذ باللہ من ھذا الافتراء علی اللہ سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ۔ منہ

جسم نہیں دیکھا۔

پس یہ مسئلہ کیسا صاف اور صریح تھا کہ یہودیوں کا انکار محض رفع روحانی سے تھا کیونکہ وہی رفع ہے جو لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے مگر مسلمانوں نے محض اپنی ناواقفیت کی وجہ سے رفع روحانی کو رفع جسمانی بنا دیا یہودیوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں کہ جو شخص مع جسم عنصری آسمان پر نہ جاوے وہ مومن نہیں بلکہ وہ تو آج تک اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ جس کا رفع روحانی نہ ہو اور اُسکے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں وہ مومن نہیں ہوتا۔ جیساکہ قرآن شریف بھی فرماتا ہے لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ یعنی کافروں کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائینگے۔ مگر مومنوں کے لئے فرماتا ہے مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ یعنی مومنوں کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائینگے۔ پس یہودیوں کا یہی جھگڑا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کافر ہیں اسلئے خدا تعالیٰ کیطرف اُنکا رفع نہیں ہُوا۔ یہودی اب تک زندہ ہیں مَر تو نہیں گئے۔ ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا اس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ مع جسم عنصری آسمان پر نہیں جاتا اور اسکے جسم کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا۔ جہالت بھی ایک عجیب بلا ہے۔ مسلمانوں نے اپنی نافہمی سے کہاں کی بات کہاں تک پہنچا دی اور ایک فوت شدہ انسان کی دوبارہ آنیکے منتظر ہو گئے حالانکہ حدیثوں میں حضرت عیسیٰ کی عمر ایک سَو بیس[۱۲۰] برس مقرر ہو چکی ہے۔ کیا وہ ایکسو بیس[۱۲۰] برس اب تک نہیں گذرے۔

ایسا ہی انہوں نے اپنی نافہمی سے قرآن شریف اور احادیث میں تناقض پیدا کر دیا کیونکہ قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجّال ہے شیطان قرار دیتا ہے جیساکہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے۔ قَالَ اَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ۔ یعنی شیطان نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ میں اس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤں جبتک کہ وہ مُردے جن کے دل مر گئے ہیں دوبارہ زندہ ہوں۔ خدا نے

کہا کہ مَیں نے تجھے اُس وقت تک مہلت دی۔ سو وہ دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ دانیال نے بھی یہی لکھا ہے اور بعض حدیثیں بھی یہی کہتی ہیں۔ اور چونکہ مظہر اتم شیطان کا نصرانیت ہے اسلئے سورہ فاتحہ میں دجّال کا تو کہیں ذکر نہیں مگر نصاریٰ کے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے اگر دجال کوئی الگ مفسد ہوتا تو قرآن شریف میں بجائے اِسکے کہ خدا تعالیٰ یہ فرماتا وَلا الضّالین یہ فرمانا چاہیئے تھا کہ وَلا الدّجّال۔ اور آیت اِلیٰ یَوم یُبْعَثُوْنَ سے مُراد جسمانی بعث نہیں کیونکہ شیطان صرف اس وقت تک زندہ ہے جبتک کہ بنی آدم زندہ ہیں۔ ہاں شیطان اپنے طور سے کوئی کام نہیں کرتا بلکہ بذریعہ اپنے مظاہر کے کرتا ہے سو وہ مظاہر یہی انسان کو خدا بنانیوالے ہیں اور چونکہ وہ گروہ ہے اسلئے اُس کا نام دجّال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں دجال گروہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور اگر دجّال کو نصرانیت کے گمراہ واعظوں سے الگ سمجھا جائے تو ایک محذور لازم آتا ہے وہ یہ کہ جن حدیثوں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ آخری دنوں میں دجّال تمام زمین پر محیط ہو جائیگا انہیں حدیثوں سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ آخری دنوں میں کلیسیا کی طاقت تمام مذاہب پر غالب آجائیگی۔ پس یہ تناقض بجز اسکے کیونکر دُور ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں علاوہ اِس کے خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے نصرانیت کے فتنہ کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اِس سے آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر دجّال جو بقول ہمارے مخالفوں کے بڑے زور و شور سے خدائی کا دعوےٰ کرے گا اور دُنیا کے تمام فتنوں سے اُس کا فتنہ بڑا ہوگا۔ اسکی نسبت قرآن شریف میں اتنا بھی ذکر نہیں کہ اسکے فتنہ سے ایک چھوٹا پہاڑ بھی پھٹ سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ قرآن شریف تو عیسائیت کے فتنہ کو سب سے بڑا ٹھیراوے اور ہمارے مخالف کسی اَور دجّال کیلئے شور مچاویں۔ اور حضرات عیسائیوں کی غلطی کو بھی دیکھو کہ ایک طرف تو حضرت عیسےٰ کو خدا بنا دیا اور دوسری طرف اسکے ملعون ہونے کا بھی اعتقاد ہے حالانکہ تمام اہل لغت کے اتفاق سے

لعنت ایک روحانی امر ہے اور ملعون راندہ درگاہ الٰہی کو کہتے ہیں یعنی جس کا خدا کی طرف رفع نہ ہو اور جس کے دل کا کوئی تعلق محبت اور اطاعت کا خدا سے باقی نہ رہے اور خدا اُس سے بیزار ہو جائے اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اسی لئے شیطان کا نام لعین ہے۔ پس کیا کوئی عقلمند تجویز کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے دل کا تعلق خدا تعالیٰ سے بالکل ٹوٹ گیا تھا اور خدا تعالیٰ اُن سے بیزار ہو گیا تھا۔ اور عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو حضرات عیسائیان انجیلوں کے حوالہ سے یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے اس واقعہ کو یونسؑ کے واقعہ اور اسحاقؑ کے واقعہ سے مشابہت تھی اور پھر آپ ہی اس مشابہت کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں کیا وہ ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں مُردہ ہونے کی حالت میں داخل ہوا تھا۔ اور مُردہ ہونیکی حالت میں اسکے اندر دو یا تین دن تک رہا۔ پس یونسؑ سے یسوع کی مشابہت کیا ہوئی زندہ کو مُردہ سے کیا مشابہت؟ اور کیا حضرات عیسائیان ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ اسحاق حقیقت میں ذبح ہو کر پھر زندہ کیا گیا تھا اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یسوع کے واقعہ کو اسحاق کے واقعہ سے کیا مشابہت۔

پھر یسوع مسیح انجیل میں کہتا ہے کہ اگر تم میں رائی کے دانہ جتنا بھی ایمان ہو تو تم اگر پہاڑ کو یہ کہو کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو ایسا ہی ہو گا مگر یسوع کی تمام دُعا جو اپنی جان بچانے کیلئے کی گئی تھی بیکار گئی۔ اب دیکھو کہ انجیل کی رُو سے یسوع کے ایمان کا کیا حال ہے یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ یسوع کی یہ دعا تھی کہ مَیں صلیب پر مر جاؤں مگر گھبراہٹ نہ ہو۔ کیا باغ والی دُعا صرف گھبراہٹ دُور کرنے کے لئے تھی؟ اگر یہی بات تھی تو صلیب پر لٹکائے جانیکے وقت کیوں کہا تھا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی کیا یہ فقرہ دلالت کرتا ہے کہ اس وقت گھبراہٹ دور ہو چکی تھی بناوٹ کی بات کہاں تک چل سکتی ہے۔ یسوع کی دعا میں صاف یہ لفظ ہیں کہ یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے سو خدا نے وہ پیالہ ٹال دیا اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ جو جان بچ جانے کیلئے کافی تھے جیسے یہ امر کہ یسوع مسیح معمول کے مطابق چھ سات دن صلیب

نہیں رکھا گیا بلکہ اُسی وقت اُتار اگیا اور جیسے کہ یہ امر کہ اسکی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں جس طرح کہ اور لوگوں کی ہمیشہ توڑی جاتی تھیں۔ اور یہ خلاف قیاس امر ہے کہ اِس قدر خفیف سی تکلیف سے جان نکل جائے۔

ہمارے مخالفوں کا یہ اعتقاد کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر مع جسم عنصری چڑھ گئے۔ یہ ایسا اعتقاد ہے جس سے قرآن شریف سخت اعتراض کا نشانہ ٹھیرتا ہے کیونکہ قرآن شریف ہر ایک جگہ عیسائیوں کے ایسے دعاوی کو جن سے حضرت عیسٰی کی خدائی ثابت کی جاتی ہے ردّ کرتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسٰی کا بغیر باپ پیدا ہونا جس سے اُنکی خدائی پر دلیل پیش کی جاتی تھی یہ کہکر ردّ کیا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ پھر اگر حضرت عیسٰی درحقیقت مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے تھے اور پھر نازل ہونیوالے ہیں تو یہ تو اُنکی ایسی خصوصیت تھی کہ بے باپ ہونے سے زیادہ دھوکہ میں ڈالتی تھی۔ پس جواب دو کہ کہاں قرآن شریف نے اسکی کوئی نظیر پیش کر کے اسکو ردّ کیا ہے کیا خدا تعالیٰ اِس خصوصیّت کے توڑنے سے عاجز رہا۔

پھر ہم بیان سابق کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جس بات پر اجماعی طور سے عقیدہ تھا وہ یہی بات تھی کہ تمام انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور کوئی زندہ نہیں اسی عقیدہ پر تمام صحابہ فوت ہوئے اور یہ عقیدہ قرآن شریف کی نصِ صریح کے مطابق تھا۔

پھر بعد صحابہ کے یہ دعوے کرنا کہ کسی وقت اِس اُمّت کا اس بات پر اجماع ہوا تھا کہ[٭] حضرت عیسٰی آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہیں اس سے زیادہ کوئی جھوٹ نہیں ہوگا۔ اور ایسے شخص پر امام احمد حنبل صاحب کا یہ قول صادق آتا ہے کہ جو شخص بعد صحابہ کے کسی مسئلہ میں اجماع کا دعویٰ کرے وہ کذّاب ہے۔

٭ یاد رہے کہ یہ بات بھی کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ حضرت عیسٰی درحقیقت مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تھے پس جس کا اُٹھایا جانا ثابت نہیں اُسکی دوبارہ آمد کی توقع رکھنا محض طمع خام ہے۔ اوّل حضرت عیسٰی کا آسمان پر جانا کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت کرو ورنہ بے اصل مخالفت تقویٰ سے بعید ہے۔ منہ

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد امت مرحومہ تہتّر فرقوں پر منقسم ہو گئی اور صدہا مختلف قسم کے عقاید ایک دوسرے کے مخالف انہیں پھیل گئے یہانتک کہ یہ عقاید کہ مہدی ظاہر ہوگا اور مسیح آئیگا ان میں بھی ایک بات پر متفق نہ رہے چنانچہ شیعوں کا مہدی تو ایک غار میں پوشیدہ ہے جس کے پاس اصل قرآن شریف ہے وہ اُس وقت ظاہر ہوگا جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی نئے سرے زندہ کئے جاوینگے اور وہ اُن سے غصب خلافت کا انتقام لے گا۔ اور سُنّیوں کا مہدی بھی بقول انکے قطعی طور پر کسی خاص خاندان میں سے پیدا ہونے والا نہیں اور نہ قطعی طور پر عیسیٰ کے زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی فاطمہ میں سے پیدا ہوگا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بنی عباس میں سے ہوگا۔ اور بعض کا بموجب ایک حدیث کے یہ خیال ہے کہ اُمت میں سے ایک آدمی ہے۔ پھر بعض کہتے ہیں کہ مہدی کا آنا وسط زمانہ میں ضرور ہے اور مسیح موعود بعد اسکے آئیگا۔ اور اس پر احادیث پیش کرتے ہیں اور بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اور مہدی دو جدا جدا آدمی نہیں بلکہ وہی مسیح مہدی ہے۔ اور اس قول پر لا مہدی الا عیسیٰ کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ پھر دجّال کی نسبت بعض کا خیال ہے کہ ابن صیّاد ہی دجّال ✝ ہے اور وہ مخفی ہے اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا حالانکہ وہ بیچارہ مسلمان ہو چکا اور اُسکی موت اسلام پر ہوئی اور مسلمانوں نے اُس کا جنازہ پڑھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ دجّال کلیسیا میں قید ہے یعنی کسی گرجا میں محبوس ہے اور آخر اسی میں سے نکلیگا۔ یہ آخری قول تو صحیح تھا مگر افسوس کہ اُسکے معنی باوجود واضح ہونیکے بگاڑ دئیے گئے۔ اس میں کیا شک ہے کہ دجّال جس سے مراد عیسائیت گرجا میں قید رہا ہے اور اپنے دجّالی تصرفات سے روکا رہا ہے مگر اب آخری زمانہ میں اس نے قید سے پوری رہائی پائی ہے اور اُسکی مشکیں کھولی گئی ہیں تا جو جو حملے کرنا اس کی تقدیر میں ہے کر گذرے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ دجّال نوع انسان میں سے نہیں بلکہ شیطان کا نام ہے ✝ اور بعض حضرت عیسیٰ کی نسبت خیال رکھتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور بعض فرقے مسلمانوں کے جنہیں معتزلہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ کی موت کے قایل ہیں اور بعض صوفیوں کا

✝ ابن صیاد کا حج کرنا بھی ثابت ہے اور مسلمان بھی تھا مگر باوجود حج کرنے اور مسلمان ہونیکے دجال کے نام سے بچ نہ سکا۔ منہ

✝ اس شیطان کا نام دوسرے لفظوں میں عیسائیت کا بھوت ہے۔ یہ بھوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائی گرجا میں قید تھا اور صرف جساسہ کے ذریعہ سے اسلامی اخبار معلوم کرتا تھا پھر قرون ثلثہ کے بعد بموجب خبر انبیاء علیہم السلام کے اس بھوت نے رہائی پائی اور ہر روز اُس کی طاقت بڑھتی گئی یہانتک کہ تیرھویں صدی ہجری میں بڑے زور سے اُس نے خروج کیا اسی بھوت کا نام دجّال ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے اور اسی بھوت سے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے آخیر میں ولا الضآلین کی دعا میں ڈرایا ہے۔ منہ

قدیم سے یہ مذہب ہے کہ مسیح آنے والے سے مراد کوئی اُمّتی انسان ہے کہ جو اِسی اُمّت میں سے پیدا ہوگا۔ اب ذرا غور کرکے دیکھ لو کہ مسیح اور مہدی اور دجّال کے بارے میں کس قدر اس اُمّت میں اختلاف موجود ہے اور بموجب آیت کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ ہر ایک اپنے عقیدہ کی نسبت اجماع کا دعویٰ کر رہا ہے پس اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شریعت میں بہت سے اختلاف پیدا ہو جائیں تو وہی اختلافات طبعًا چاہتے ہیں کہ ان کے تصفیہ کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے آوے کیونکہ یہی قدیم سے سُنّت اللہ ہے جب یہودیوں میں بہت سے اختلاف پیدا ہوئے تو اُن کے لئے حضرت عیسیٰ حَکَم بنکر آئے اور جب عیسائیوں اور یہودیوں کے باہمی تنازعات بڑھ گئے تو اُن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم مقرر ہو کر مبعوث ہوئے۔

اب اس زمانہ میں دُنیا اختلافات سے بھر گئی ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہیں اور عیسائی کچھ ظاہر کرتے ہیں اور اُمّت محمدیہ میں الگ باہمی اختلافات ہیں۔ اور دوسرے مشرکین سب کے برخلاف رائیں ظاہر کرتے ہیں اور اس قدر نئے مذاہب اور نئے عقاید پیدا ہو گئے ہیں کہ گویا ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔ اسلئے بموجب سُنّت اللہ کے ضروری تھا کہ ان سب اختلافات کا تصفیہ کرنے کے لئے کوئی حَکَم آتا سو اُسی حَکَم کا نام مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا گیا یعنی باعتبار خارجی نزاعوں کے تصفیہ کے اس کا نام مسیح ٹھیرا اور باعتبار اندرونی جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کے اسکو مہدی معہود کرکے پکارا گیا۔ اگرچہ اس بارے میں سُنّت اللہ اس قدر متواتر تھی کہ کچھ ضرورت نہ تھا کہ حدیثوں کے ذریعہ سے یہ ظاہر کیا جاتا کہ ایک شخص حَکَم ہو کر آئے گا جس کا نام مسیح ہوگا لیکن حدیثوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اِسی اُمّت میں سے ہوگا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم ہوگا یعنی جس قدر اختلاف داخلی اور خارجی موجود ہیں انکو دُور کرنے کیلئے خدا اُسے بھیجے گا اور وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر وہ قایم کیا جائیگا۔ کیونکہ خدا اُسے راستی پر قایم کریگا اور وہ جو کچھ کہیگا بصیرت سے کہیگا۔ اور کسی فرقہ کا حق نہیں ہوگا کہ اپنے عقیدے

کے اختلاف کی وجہ سے اس سے بحث کریں کیونکہ اُس زمانہ میں مختلف عقاید کے باعث منقولی مسائل جنکی قرآن شریف میں تصریح نہیں مشتبہ ہو جائینگے۔ اور بباعث کثرت اختلافات تمام اندرونی طور پر جھگڑنے والے یا بیرونی طور پر اختلاف کرنے والے ایک حَکَم کے محتاج ہونگے جو آسمانی شہادت سے اپنی سچائی ظاہر کرے گا جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا اور پھر بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوا سو آخری موعود کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

اِس جگہ اِس سُنّت اللہ کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کوئی پیشگوئی کسی عظیم الشان مرسل کے آنیکے لئے ہوتی ہے اِس میں ضرور بعض لوگوں کے لئے ایک ابتلا بھی مخفی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کیلئے یہود کی کتابوں میں پیشین گوئی کیگئی تھی کہ وہ اُسوقت آئیگا جبکہ اِلیاس نبی دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ یہ پیشگوئی ملاکی نبی کی کتاب میں اب تک موجود ہے۔ پس یہ پیشگوئی یہودیوں کیلئے بڑی ٹھوکر کا باعث ہوئی اور وہ اب تک منتظر ہیں کہ الیاس نبی آسمان سے نازل ہوگا اور ضرور ہے کہ وہ پہلے نازل ہو اور پھر اُن کا سچا مسیح آئیگا مگر اب تک نہ الیاس دوبارہ زمین پر نازل ہوا اور نہ ایسا مسیح آیا جو اس شرط کو پوری کرتا۔

اِسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ یہودیوں کے خاندان یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے پیدا ہوں گے اور انہیں میں سے اور انہیں کے بھائیوں میں سے اُن کا ظہور ہوگا اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آتے رہے اِس پیشگوئی کے یہی معنی سمجھے تھے کہ وہ آخر الزمان نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا مگر آخر وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہوگیا اور یہ امر یہودیوں کیلئے سخت ٹھوکر کا باعث ہوا اگر توریت میں صریح طور پر یہ الفاظ ہوتے کہ وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے آئیگا اور اس کا مولد مکّہ ہوگا اور اُسکا نام محمد ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے باپ کا نام عبداللہ ہوگا تو یہ فتنہ یہودیوں میں ہرگز نہ ہوتا۔

پس جبکہ اِس امر کے لئے دو مثالیں موجود ہیں کہ ایسی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کا کچھ ابتلا بھی منظور ہوتا ہے تو پھر تعجب کہ کس طرح ہمارے مخالف باوجود بہت سے

اختلافات کے جو مسیح موعود کے بارے میں ہر ایک فرقہ کی حدیثوں میں پائے جاتے ہیں اور بالاتفاق اسکو اُمتی بھی قرار دیا گیا ہے اس بات پر مطمئن ہیں کہ ضرور مسیح آسمان سے ہی نازل ہوگا* حالانکہ آسمان سے نازل ہونا خود غیر معقول اور خلاف نصِّ قرآن ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا پس اگر بشر کے جسم عنصری کا آسمان پر چڑھانا عادت اللہ میں داخل تھا تو اس جگہ کفار قریش کو کیوں انکار کے ساتھ جواب دیا گیا کیا عیسیٰ بشر نہیں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ اور کیا خدا تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھانے کے وقت وہ وعدہ یاد نہ رہا کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر چڑھنے کا جب سوال کیا گیا تو وہ وعدہ یاد آگیا اور جس کو علم کتاب اللہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ قرآن شریف نے اپنے قول سے حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دیدی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی اپنی رؤیت کے ساتھ اسی شہادت کو ادا کر دیا ہے یعنی بیان کر دیا ہے کہ آپ نے حضرت مسیح کو وفات شدہ انبیاء کی جماعت میں دیکھا ہے پھر باوجود ان دو گواہیوں کے تیسری گواہی خدا سے الہام پاکر میری ہے اگر میری لئے خدا کے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور آسمان اور زمین نے میری گواہی نہیں دی تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے۔

میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں نئی سواری یعنی ریل جاری ہوئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں میری پیشگوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے تو پھر کیا تقویٰ کا مقتضا نہ تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؟

دیکھو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آیندہ ہوں گے اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اسقدر تائید اور نصرت

* کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا رہا نزول کا لفظ سو وہ اکرام اور اعزاز کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اُترا ہے اسی لئے نزیل مسافر کو کہتے ہیں پس ...... صرف نزول کے لفظ سے آسمان سے آنا سمجھ لینا پرلے درجہ کی غلطی ہے۔ منہ

اسکی ہرگز نہ ہوتی اور یہ امر انصاف اور ایمان کے برخلاف ہے کہ ہزاروں نشانوں میں سے جو ظہور میں آچکے صرف ایک یا دو امر لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے پیش کرنا کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے نادانو! اور عقل کے اندھو! اور انصاف اور دیانت سے دُور رہنے والو! ہزارہا پیشگوئیوں میں سے اگر ایک یا دو پیشگوئیوں کا پورا ہونا تمہاری سمجھ میں نہیں آسکا تو کیا تم اس عذر سے خدا تعالیٰ کے سامنے معذور ٹھیر جاؤ گے٭۔ توبہ کرو کہ خدا کے دن نزدیک ہیں اور وہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں جو زمین کو ہلا دینگے۔

یہ تو خدا کے نشان ہیں جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ مگر تم سوچو کہ اس مخالفت میں تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے بجز اسکے کہ ایسی حدیثیں پیش کرتے ہو جنکی مخالف قرآن شریف گواہی دیتا ہے اور جن کے مخالف حدیثیں بھی موجود ہیں اور جنکی مخالف واقعات اپنا چہرہ دکھلا رہے ہیں۔ وہ دجال کہاں ہے؟ جس سے تم ڈرتے ہو مگر وَلَا الضَّآلِّیْنَ والا دجال دن بدن دنیا میں ترقی کر رہا ہے اور قریب ہے کہ آسمان و زمین اسکے فتنہ سے پھٹ جائیں۔ پس اگر تمہارے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو سورہ فاتحہ پر غور کرنا ہی تمہارے لئے کافی تھا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ تم نے مسیح موعود کی پیشگوئی کے معنی سمجھے ہیں وہ صحیح نہ ہوں۔ کیا ان غلطیوں کے نمونے یہود اور نصاریٰ میں موجود نہیں ہیں پھر تم کیونکر غلطی سے بچ سکتے ہو۔ اور کیا خدا کی یہ عادت نہیں ہے کہ کبھی وہ ایسی پیشگوئیوں سے اپنے بندوں کا امتحان بھی لیا کرتا ہے جیسا کہ توریت اور ملاکی نبی کی پیشگوئی سے اور انجیل کی پیشگوئی سے یہود و نصاریٰ کو امتحان میں ڈالا گیا۔ سو تقویٰ کے دائرہ سے باہر قدم مت رکھو کیا جیسا کہ یہود نے اور اُن کے نبیوں نے سمجھا تھا آخری نبی بنی اسرائیل میں سے آیا یا الیاس نبی دوبارہ زمین پر آگیا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہود نے دونوں جگہ غلطی کھائی۔ پس تم ڈرو کیونکہ خدا تعالیٰ تمہیں سورہ فاتحہ میں ڈراتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم یہود بنجاؤ۔ یہود بھی تمہارے دعوے کی طرح ظاہر الفاظ کتاب اللہ سے متمسک تھے۔ مگر بوجہ اس کے کہ حَکَم کی بات کو انہوں نے نہ مانا اور اُس کے نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا مواخذہ میں آگئے اور اُن کا کوئی عذر سُنا نہ گیا۔

٭ اگر خدا تعالیٰ کے نشانوں کو جو میری تائید میں ظہور میں آچکے ہیں آج کے دن تک شمار کیا جائے تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے پھر اگر اسقدر نشانوں میں سے دو تین نشان کسی مخالف کی نظر میں مشتبہ ہیں تو ان کی نسبت شور مچانا اور اس قدر نشانوں سے فائدہ نہ اٹھانا کیا یہی ان لوگوں کا تقویٰ ہے کیا انبیاء کی پیشگوئیوں میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ منہ

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لایق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ساتویں صدی پر مبعوث ہوئے تھے کیونکہ خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ ساتویں صدی تک بہت سی گمراہی عیسائیوں اور یہودیوں میں پیدا ہو گئی تھی سو خدا تعالیٰ نے دونوں قوموں کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور حَکَم مبعوث فرمایا۔ مگر چونکہ مسلمانوں کیلئے حَکَم مقدّر تھا اُس کے ظہور کی میعاد پہلی میعاد سے دوچند کی گئی یعنی چودھویں صدی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عیسائی تو صرف ساتویں تک بگڑ گئے مگر مسلمانوں کی حالت میں اِس مُدّت کے دو حصہ میں پہنچکر فتور آئے گا اور چودھویں صدی کے سر پر اُن کا حَکَم ظاہر ہوگا۔

پھر ہم اپنے پہلے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ وحی کے اقسام ثلاثہ میں سے اکمل اور اتم وہ وحی ہے جو علم کے تیسری قسم میں داخل ہے جس کا پانے والا انوار سبحانی میں سراپا غرق ہوتا ہے اور وہ تیسری قسم حق الیقین کے نام سے موسوم ہے اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ پہلی قسم وحی یا خواب کی محض علم الیقین تک پہنچاتی ہے جیسا کہ ایک شخص اندھیری رات میں ایک دھواں دیکھتا ہے اور اس سے ظنی طور پر استدلال کرتا ہے کہ اس جگہ آگ ہوگی اور وہ استدلال ہرگز یقینی نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دھواں نہ ہو بلکہ ایسی غبار ہو جو دھوئیں سے مشابہ ہو یا دھواں تو ہو مگر وہ ایک ایسی زمین سے نکلتا ہو جس میں کوئی مادہ آتشی موجود ہو پس یہ علم ایک عقلمند کو اسکے ظنون سے رہائی نہیں بخش سکتا اور اسکو کوئی ترقی نہیں دے سکتا بلکہ صرف ایک خیال ہے جو اپنے ہی دماغ میں پیدا ہوتا ہے پس اس علم کی حد تک اُن لوگوں کی خوابیں اور الہام ہیں جو محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے اُن کو آتی ہیں کوئی عملی حالت اُن میں موجود نہیں یہ تو علم الیقین کی مثال ہے۔ اور جس شخص کی خواب اور الہام کا سرچشمہ یہی درجہ ہو اُسکے دل پر اکثر شیطان کا تسلّط رہتا ہے اور اسکو گمراہ کرنیکے لئے وہ شیطان بعض اوقات ایسی خوابیں یا الہام پیش کر دیتا ہے جنکی وجہ سے وہ اپنے تئیں قوم کا پیشوا یا رسول کہتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے

جیساکہ جموں کے رہنے والا بدقسمت چراغدین جو پہلے میری جماعت میں داخل تھا اِسی وجہ سے ہلاک ہوا اور اُسکو شیطانی الہام ہوا کہ وہ رسول ہے اور مرسلین میں سے ہے اور حضرت عیسیٰ نے اسکو ایک عصا دیا ہے کہ تا دجال کو اُس سے قتل کرے اور مجھے اس نے دجال ٹھیرایا آخر اُس پیشگوئی کے مطابق جو رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں درج ہو مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے جوانان مرگ مرا۔ اور موت کے دنوں کے قریب اُس نے یہ مضمون بھی مباہلہ کے طور پر میرا نام لیکر شائع کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اُسکو ہلاک کردے سو وہ خود ۴ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ فاتقوا اللّٰہ یا معشر الملہمین۔

دوسری حالت وہ ہے کہ جیسے انسان اندھیری رات کے وقت اور سخت سردی کے وقت ایک روشنی کو دُور سے مشاہدہ کرتا ہے اور وہ روشنی اُسکو اگرچہ راہ راست کے دیکھنے میں مدد دیتی ہے مگر سردی کو دُور نہیں کرسکتی۔ اس درجہ کا نام عین الیقین ہے اور اس درجہ کا عارف خدا تعالیٰ سے تعلق تو رکھتا ہے مگر وہ تعلق کامل نہیں ہوتا۔ اس مذکورہ بالا درجہ پر شیطانی الہامات بکثرت ہوتے ہیں کیونکہ ابھی ایسے شخص کو جس قدر شیطان سے تعلق ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔

تیسری حالت وہ ہے کہ جب انسان اندھیری رات اور سخت سردی کے وقت میں نہ صرف آگ کی روشنی پاتا ہے بلکہ اُس آگ کے حلقہ کے اندر داخل ہوجاتا ہے اور اُس کو محسوس ہوجاتا ہے کہ درحقیقت آگ یہی ہے اور اُس سے اپنی سردی کو دُور کرلیتا ہے یہ وہ کامل درجہ ہے جسکے ساتھ ظن جمع نہیں ہوسکتا اور یہی وہ درجہ ہے جو بشریت کی سردی اور قبض کو بکلی دُور کرتا ہے اس حالت کا نام حق الیقین ہے اور یہ مرتبہ محض کامل افراد کو حاصل ہوتا ہے جو تجلیات الٰہیہ کے حلقہ کے اندر داخل ہوجاتے ہیں اور علمی اور عملی دونوں حالتیں اُنکی درست ہوجاتی ہیں اس درجہ سے پہلے نہ علمی حالت کمال کو پہنچتی ہے اور نہ عملی حالت مکمل ہوتی ہے اور اس درجہ کو پانیوالے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں اور حقیقت میں وحی کا لفظ

انہیں کی وحی پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ وہ شیطانی تصرفات سے پاک ہوتی ہے اور وہ
ظن کے درجہ پر نہیں ہوتی بلکہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ اور وہ نور ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ
کی طرف سے اُنکو ملتا ہے اور ہزار ہا برکات اُن کے ساتھ ہوتی ہیں اور بصیرت صحیحہ
اُنکو حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ دُور سے نہیں دیکھتے بلکہ نور کے حلقہ کے اندر داخل
کیئے جاتے ہیں۔ اور ان کے دل کو خدا سے ایک ذاتی تعلّق ہوتا ہے۔ اسی لئے جس طرح
خدا تعالیٰ اپنے لئے یہ امر چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے ایسا ہی اُن کے لئے
بھی یہی چاہتا ہے کہ اُس کے بندے اُنکو شناخت کریں۔ پس اسی غرض سے وہ بڑے بڑے
نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر کرتا ہے۔ ہر ایک جو اُن کا مقابلہ کرتا ہے ہلاک
ہوتا ہے ہر ایک جو اُن سے عداوت کرتا ہے آخر خاک میں ملایا جاتا ہے۔ اور خدا اُنکی
ہر بات میں اور حرکات میں اور اُن کے لباس میں اور مکان میں برکتیں رکھ دیتا ہے اور اُنکے
دوستوں کا دوست اور اُن کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور زمین اور آسمان کو
ان کی خدمت میں لگا دیتا ہے اور جیسا کہ زمین اور آسمان کی مخلوقات پر نظر ڈال کر ماننا پڑتا
ہے کہ ان مصنوعات کا ایک خدا ہے ایسا ہی اُن تمام نصرتوں اور تائیدوں اور نشانوں
پر نظر ڈال کر جو اُن کے لئے خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ مقبول الٰہی ہیں
پس وہ اُن تائیدوں اور نصرتوں اور نشانوں سے شناخت کیئے جاتے ہیں کیونکہ وہ اِس کثرت
اور اس صفائی سے ہوتے ہیں کہ اُن میں کوئی دوسرا شریک اُن کا ہو ہی نہیں سکتا۔

ماسوا اِس کے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے صفات اخلاقیہ سے دلوں
میں اپنی محبت جماوے ایسا ہی اُنکی صفات اخلاقیہ میں اسقدر معجزانہ تاثیر رکھ دیتا ہے کہ دل
اُن کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ وہ ایک عجیب قوم ہے کہ مرنیکے بعد زندہ ہوتے ہیں اور کھونے
کے بعد پاتے ہیں اور اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ اُن کے
ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہو جاتی ہے گویا اُن کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے

دُنیا بے خبر ہے اور اُن سے خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا۔ اس لئے ہر ایک ابتلا کے وقت خدا نے اُس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے آگ کو اُسکے لئے سرد کر دیا۔ اور جب ایک بدکردار بادشاہ اُن کی بیوی سے بد ارادہ رکھتا تھا تو خدا نے اُس کے اُن ہاتھوں پر بلا نازل کی جن کے ذریعہ سے وہ اپنے پلید ارادہ کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ پھر جبکہ ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے پیارے بیٹے کو جو اسمٰعیل تھا ایسی پہاڑیوں میں ڈال دیا جن میں نہ پانی نہ دانہ تھا تو خدا نے غیب سے اُسکے لئے پانی اور سامان خوراک پیدا کر دیا۔

اور ظاہر ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ظالم لوگ اُن کو ہلاک کر دیتے ہیں اور آگ میں ڈالتے اور پانی میں غرق کر دیتے ہیں اور کوئی مدد خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو نہیں پہنچتی گو وہ نیک بھی ہوتے ہیں۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ بدذات لوگ اُنکی عورتوں سے زنا بالجبر کرتے ہیں اور کئی ایسے لوگ ہیں جن کی اولاد کسی جنگل میں پانی سے ترستی ترستی مرجاتی ہے اور اُن کے لئے غیب سے کوئی آب زمزم پیدا نہیں ہوتا پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہر ایک شخص سے بقدر تعلق ہوتا ہے۔ اور گو محبوبین الٰہی پر مصائب بھی پڑتی ہیں مگر نصرت الٰہی نمایاں طور پر اُن کے شامل حال ہوتی ہے اور غیرت الٰہی ہرگز ہرگز گوارا نہیں کرتی کہ اُن کو ذلیل اور رسوا کرے اور اُسکی محبت گوارا نہیں کرتی کہ ان کا نام دُنیا سے مٹا دے۔

اور کرامات کی اصل بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا کا ہو جاتا ہے اور اُس میں اور اُسکے ربّ میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور وفا اور صدق کے تمام ان مراتب کو پورے کر کے دکھلاتا ہے جو حجاب سے زمین تک بندہ خدا کا اور اُسکی قدر توکل وارث ٹھیرایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ طرح طرح کے نشان اس کے لئے ظاہر کرتا ہے جو بعض بطور دفع شر

ہوتے ہیں اور بعض بطور افاضۂ خیر اور بعض اُسکی ذات کے متعلق ہوتے ہیں اور بعض اُسکے اہل و عیال کے متعلق اور بعض اُسکے دشمنوں کے متعلق اور بعض اُسکے دوستوں کے متعلق اور بعض اس کے اہل وطن کے متعلق۔ اور بعض عالمگیر اور بعض زمین سے اور بعض آسمان سے غرض کوئی نشان ایسا نہیں ہوتا جو اُس کے لئے دکھلایا نہیں جاتا۔ اور یہ مرحلہ دقّت طلب نہیں اور کسی بحث کی اس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ اگر درحقیقت کسی شخص کو یہ تیسرا درجہ نصیب ہو گیا ہے جو بیان ہو چکا ہے تو دنیا ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہر ایک جو اُس پر گریگا وہ پاش پاش ہو جائیگا اور جس پر وہ گرے گا اُسکو ریزہ ریزہ کر دیگا کیونکہ اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور اُس کا مُنہ خدا کا مُنہ ہے اور اُس کا وہ مقام ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ درہم و دینار اکثر لوگوں کے پاس (جو مالدار ہیں) ہوتے ہیں لیکن اگر وہ گستاخی کر کے بادشاہ کا مقابلہ کریں جس کے خزائن مشرق و مغرب میں پڑے ہوئے ہیں تو ایسے مقابلہ کا انجام بجز ذلت کے کیا ہوگا؟ ایسے لوگ ہلاک ہونگے اور وہ تھوڑے سے درہم و دینار اُن کے بھی ضبط کئے جائیں گے۔

عزیز خدا کا نام ہے وہ اپنی عزّت کسی کو نہیں دیتا مگر انہیں کو جو اُس کی محبت میں کھوئے گئے ہیں۔ ظاہر خدا کا نام ہے وہ اپنا ظہور کسی کو نہیں بخشتا مگر انہیں کو جو اُس کے لئے بمنزلہ اُس کی توحید اور تفرید کے ہیں اور ایسے اُسکی دوستی میں محو ہوئے ہیں جو اُسکی بمنزلہ صفات کے ہیں وہ انکو نور دیتا ہے اپنے نور میں سے اور علم دیتا ہے اپنے علم میں سے تب وہ اپنے سارے دل اور ساری جان اور ساری محبت سے اُس یار یگانہ کی پرستش کرتے ہیں اور اُس کی رضا کو ایسا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ خود چاہتا ہے۔

انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہو سکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستار الٰہی کہلا سکتے ہیں بلکہ پرستش اُس سے ہو سکتی ہے جسکو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے

کہ اُس کا اپنا وجود درمیان سے اُٹھ جائے اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو اور پھر خدا کے
حُسن و احسان پر پوری اطلاع ہو اور پھر اُس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزشِ محبت ہر وقت
سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا
اُسکی ہستی کے آگے مُردہ متصوّر ہو اور ہر ایک خوف اُسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اُسی کی درد میں
لذّت ہو اور اُسی کی خلوت میں راحت ہو اور اُس کے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔
اگر ایسی حالت ہو جائے تو اسکا نام پرستش ہے مگر یہ حالت بجز خدا تعالےٰ کی خاص مدد کے
کیونکر پیدا ہو۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دُعا سکھلائی اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ
یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حق پرستش ادا کر سکتے ہیں جب تک تیری طرف سے
خاص مدد نہ ہو خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دیکر اسکی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے
کوئی درجہ نہیں مگر یہ درجہ بغیر اُسکی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا اُسکے حاصل ہونیکی یہ نشانی
ہے کہ خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اُسی پر توکّل
کرے اور اُسی کو پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اُسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اُسی کی یاد کو
سمجھے۔ اور اگر ابراہیم کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حکم ہو یا اپنے
تئیں آگ میں ڈالنے کے لئے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے
بجالائے۔ اور رضا جوئی اپنے آقائے کریم میں اُس حد تک کوشش کرے کہ اُس کی اطاعت میں
کوئی کسر باقی نہ رہے یہ بہت تنگ دروازہ ہے اور یہ شربت بہت ہی تلخ شربت ہے۔
تھوڑے لوگ ہیں جو اس دروازہ میں سے داخل ہوتے اور اس شربت کو پیتے ہیں۔ زنا سے
بچنا کوئی بڑی بات نہیں اور کسی کو ناحق قتل نہ کرنا بڑا کام نہیں اور جھوٹی گواہی نہ دینا کوئی
بڑا ہنر نہیں۔ مگر ہر ایک چیز پر خدا کو اختیار کر لینا اور اُس کے لئے سچی محبت اور سچے جوش
سے دنیا کی تمام تلخیوں کو اختیار کرنا بلکہ اپنے ہاتھ سے تلخیاں پیدا کر لینا یہ وہ مرتبہ ہے
کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا یہی وہ عبادت ہے جسکے ادا کرنے کیلئے انسان مامور ہے

اور جو شخص یہ عبادت بجا لاتا ہے تب تو اس کے اس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے جس کا نام انعام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی یہ دعا سکھلاتا ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یعنی اے ہمارے خدا ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے اور اپنی خاص عنایات سے مخصوص فرمایا ہے۔ حضرت احدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب خدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اُس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے چنانچہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں

اے گرفتارِ ہوا در ہمہ اوقاتِ حیوٰۃ	باچنیں نفسِ سیہ چوں سدت زدعونے
گر تو آں صدق بورزی کہ بورزید کلیم	عجبے نیست اگر غرق شود فرعونے

اب خلاصہ اس تمام کلام کا یہ ہے کہ کسی کو بجز درجہ ثالثہ کے پاک اور مطہر وحی کا انعام نہیں مل سکتا اور اس انعام کو پانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہستی سے مر جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ایک نئی زندگی پاتے ہیں اور اپنے نفس کے تمام تعلقات توڑ کر خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ تب اُن کا وجود مظہر تجلیات آلہیہ ہو جاتا ہے اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ ہزار اپنے تئیں پوشیدہ کریں مگر خدا تعالیٰ اُن کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور وہ نشان اُن سے ظاہر ہوتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے دنیا اُن کا کسی بات میں مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ ہر ایک راہ میں خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر ایک میدان میں خدا کا ہاتھ اُن کو مدد دیتا ہے ہزارہا نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر ہوتے ہیں اور ہر ایک جو اُنکی دشمنی سے باز نہیں آتا آخر وہ بڑی ذلّت کے ساتھ ہلاک کیا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک اُن کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ خدا حلیم ہے اور آہستگی سے کام کرتا ہے لیکن ہر ایک جو اُن کی دشمنی سے باز نہیں آتا اور عمداً ایذا پر

کمربستہ ہے خدا اُس کے استیصال کیلئے ایسا حملہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ایک مادہ شیر جبکہ کوئی اُس کے بچہ کو مارنے کے لئے قصد کرے) غضب اور جوش کے ساتھ اُسپر حملہ کرتی ہے اور نہیں چھوڑتی جب تک اُس کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کردے۔ خدا کے پیارے اور دوست ایسی مصیبتوں کے وقت میں ہی شناخت کئے جاتے ہیں۔ جب کوئی اُن کو دُکھ دینا چاہتا ہے اور اُس ایذا پر اصرار کرتا ہے اور باز نہیں آتا تب خدا صاعقہ کی طرح اُسپر گرتا ہے اور طوفان کی طرح اپنے غضب کے حلقہ میں اُسکو لے لیتا ہے اور بہت جلد ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ ہے۔ جس طرح تم دیکھتے ہو کہ آفتاب کی روشنی اور کرمِ شب چراغ کی روشنی میں کوئی اشتباہ نہیں ہو سکتا اسی طرح وہ نور جو اُنکو دیا جاتا ہے اور وہ نشان جو اُن کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ روحانی نعمتیں جو اُن کو عطا ہوتی ہیں۔ اُن کے ساتھ کسی کا اشتباہ واقع نہیں ہو سکتا اور اُن کی نظیر کسی فرد میں پائی نہیں جاتی۔ خدا اُن پر نازل ہوتا ہے اور خدا کا عرش اُن کا دل ہو جاتا ہے اور وہ ایک اور چیز بنجاتے ہیں جسکی تہ تک دُنیا نہیں پہنچ سکتی۔

اور یہ سوال کہ کیوں خدا اُن سے ایسا تعلق پکڑ لیتا ہے؟ اس کا یہ جواب ہے کہ خدا نے انسان کی ایسی فطرت رکھی ہے کہ وہ ایک ایسے ظرف کی طرح ہے جو کسی قسم کی محبت سے خالی نہیں رہ سکتا اور خلا یعنی خالی رہنا اُس میں محال ہے پس جب کوئی ایسا دل ہو جاتا ہے کہ نفس کی محبت اور اُسکی آرزوؤں اور دنیا کی محبت اور اُسکی تمنّاؤں سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور سفلی محبتوں کی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے تو ایسے دل کو جو غیر کی محبت سے خالی ہو چکا ہے خدا تعالیٰ تجلیات حسن و جمال کے ساتھ اپنی محبت سے پُر کر دیتا ہے تب دُنیا اُس سے دشمنی کرتی ہے کیونکہ دنیا شیطان کے سایہ کے نیچے چلتی ہے اس لئے وہ راستباز سے پیار نہیں کر سکتی۔ مگر خدا اسکو ایک بچہ کی طرح اپنے کنارِ عاطفت میں لے لیتا ہے اور اسکے لئے ایسی ایسی طاقت الوہیت کے کام دکھلاتا ہے جس سے ہر ایک دیکھنے والے کی آنکھ کو چہرہ خدا کا نظر آجاتا ہے۔ پس اسکا وجود خدا نما ہوتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔

اور یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور پیشگوئیاں ان کی تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں اور نیز وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور اس قدر انکی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے۔ ایسا ہی اُن کے معارف اور حقایق بھی کیفیت اور کمیّت میں تمام بنی نوع سے بڑھ کر ہوتے ہیں اور خدا کے کلام کے متعلق وہ معارف صحیحہ انکو سُوجھتے ہیں جو دوسروں کو نہیں سُوجھ سکتے کیونکہ وہ روح القدس سے مدد پاتے ہیں اور جس طرح اُن کو ایک زندہ دل دیا جاتا ہے اسی طرح اُنکو ایک زبان عطا کی جاتی ہے۔ اور اُن کے معارف حال کے چشمہ میں سے نکلتے ہیں نہ محض قال کے گندہ کیچڑ سے اور انسانی فطرت کی تمام عمدہ شاخیں اُن میں پائی جاتی ہیں اور اسی کے مقابل پر تمام قسم کی نصرت بھی اُن کو عطا ہوتی ہے۔ اُنکے سینے کھولے جاتے ہیں اور اُن کو خدا کی راہ میں ایک غیر معمولی شجاعت بخشی جاتی ہے وہ خدا کے لئے موت سے نہیں ڈرتے اور آگ میں جل جانے سے خوف نہیں کرتے۔ ان کے دودھ سے ایک دُنیا سیراب ہوتی ہے اور کمزور دل قوت پکڑتے ہیں۔ خدا کی رضاجوئی کے لئے اُن کے دل قربان ہوتے ہیں وہ اُسی کے ہو جاتے ہیں اسی لئے خدا اُنکا ہو جاتا ہے اور جب وہ اپنے سارے دل سے خدا کی طرف جھکتے ہیں تو خدا اُسی طرح اُن کی طرف جُھکتا ہے کہ ہر ایک کو پتہ لگ جاتا ہے کہ ہر میدان میں خدا اُن کی پاسداری کرتا ہے درحقیقت خدا کے لوگوں کو کوئی شناخت نہیں کر سکتا۔ مگر وہی قادر خدا جسکی دلوں پر نظر ہے پس جس دل کو وہ دیکھتا ہے کہ سچ مچ اسکی طرف آگیا اُس کیلئے عجیب عجیب کام دکھلاتا ہے اور اُسکی مدد کے لئے ہر ایک راہ میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ اُس کے لئے وہ قدرتیں دکھلاتا ہے جو دُنیا پر مخفی ہیں۔ اور اُس کے لئے ایسا غیرت مند ہو جاتا ہے کہ کوئی خویش اپنے خویش کے لئے ایسی غیرت دکھلا نہیں سکتا اپنے علم میں سے اُسکو علم دیتا ہے اور اپنی عقل میں سے اُسکو عقل بخشتا ہے اور اُسکو اپنے لئے ایسا محو کر دیتا ہے کہ دوسرے

تمام لوگوں سے اُس کے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ خدا کی محبت میں مر کر
ایک نیا تولد پاتے ہیں اور فنا ہو کر ایک نئے وجود کے وارث بنتے ہیں۔ خدا اُن کو غیروں
کی آنکھ سے ایسا ہی پوشیدہ رکھتا ہے جیسا کہ وہ آپ پوشیدہ ہے۔ مگر پھر بھی اپنے چہرہ
کی چمک اُن کے مُنہ پر ڈالتا ہے اور اپنا نور اُن کی پیشانی پر برساتا ہے جس سے وہ پوشیدہ
نہیں رہ سکتے۔ اور اُن پر جب کوئی مصیبت آوے تو وہ اُس سے پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ آگے
قدم بڑھاتے ہیں۔ اور اُن کا آج کا دن کل کے دن سے جو گذر گیا معرفت اور محبت میں
زیادہ ہوتا ہے اور ہر ایک دم محبتانہ تعلق اُن کا ترقی میں ہوا کرتا ہے اور اُنکی شدت محبت
اور توکل اور تقویٰ کی وجہ سے اُنکی دعائیں رد نہیں ہوتیں اور وہ ضائع نہیں کی جاتیں
کیونکہ وہ خدا کی رضا جوئی میں گم ہو جاتے ہیں اور اپنی رضا ترک کر دیتے ہیں اس لئے خدا بھی
اُنکی رضا جوئی کرتا ہے۔ وہ نہاں در نہاں ہوتے ہیں۔ دنیا اُن کو شناخت نہیں کر سکتی
کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دُور چلے جاتے ہیں اور ان کے بارہ میں سرسری رائیں نکالنے والے
ہلاک ہو جاتے ہیں۔ نہ دوست اُنکی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے نہ کوئی دشمن کیونکہ وہ احدیت
کی چادر کے اندر مخفی ہوتے ہیں۔ کون اُنکی پوری حقیقت جانتا ہے مگر وہی جس کے جذبات
محبت میں وہ سرمست ہیں وہ ایک قوم ہے جو خدا نہیں مگر خدا سے ایک دم بھی الگ نہیں۔
وہ سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے۔ سب سے زیادہ خدا سے وفا کرنے والے۔ سب سے زیادہ
خدا کی راہ میں صدق اور استقامت دکھلانے والے۔ سب سے زیادہ خدا پر توکل کرنیوالے۔ سب سے
زیادہ خدا کی رضا کو ڈھونڈھنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کا ساتھ اختیار کرنیوالے۔ سب سے زیادہ
اپنے ربّ عزیز سے محبت کرنیوالے ہیں اور تعلق باللہ میں اُن کا اُس جگہ تک قدم ہے جہاں تک
انسانی نظریں نہیں پہنچتیں اسلئے خدا ایک ایسی خارق عادت نصرت کے ساتھ اُنکی طرف دوڑتا ہے
کہ گویا وہ اور ہی خدا ہے۔ اور وہ کام اُنکے لئے دکھلاتا ہے کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی کسی غیر کیلئے اُسنے
دکھلائے نہیں ❊

باب چہارم

اپنے حالات کے بیان میں یعنے اِس بات کے بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے ان اقسام ثلاثہ میں سے کس قسم میں داخل فرمایا ہے

خدا تعالیٰ اِس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اُس کے راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلب سلیم تھا۔ یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اُس کا بجز خدائے عزّ و جلّ کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ مَیں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوا۔ مگر مَیں نے کسی حصۂ عمر میں بجز خدائے عزّ و جلّ کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا گویا رومی صاحب نے میرے لئے ہی یہ دو شعر بنائے تھے:۔ ؎

من زہر جمعیتے نالاں شدم جُفتِ خوشحالاں و بدحالاں شدم
ہر کسی از ظنِ خود شد یارِ من واز درونِ من نجست اسرارِ من

اگرچہ خدا نے کسی چیز میں میرے ساتھ کمی نہیں رکھی اور اِس درجہ تک ہر ایک نعمت اور راحت مجھے عطا کی کہ میرے دل اور زبان کو یہ طاقت ہرگز نہیں کہ مَیں اُس کا شکر ادا کرسکوں تاہم میری فطرت کو اُس نے ایسا بنایا ہے کہ مَیں دُنیا کی فانی چیزوں سے ہمیشہ دل برداشتہ رہا ہوں۔ اور اُس زمانہ میں بھی جبکہ میں اِس دنیا میں ایک نیا مسافر تھا اور میرے بالغ ہونے کے ایام ابھی تھوڑے تھے مَیں اِس تپش محبت سے خالی نہیں تھا جو خدائے عزّ و جلّ سے ہونی چاہیئے اور اسی تپش محبت کی وجہ سے میں ہرگز کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوسکا

عقاید خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کے برخلاف تھے یا کسی قسم کی توہین کو مستلزم تھی۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی مذہب مجھے پسند نہ آیا کیونکہ اس کے ہر ایک قدم میں خدائے عزّوجلّ کی توہین ہے ایک عاجز انسان جو اپنے نفس کی بھی مدد نہ کر سکا اُسکو خدا ٹھیرایا گیا۔ اور اسی کو خالق السمٰوات والارض سمجھا گیا۔ دُنیا کی بادشاہت جو آج ہے اور کل نابود ہو سکتی ہے اُس کے ساتھ ذلت جمع نہیں ہو سکتی۔ پھر خدا کی حقیقی بادشاہی کے ساتھ اتنی ذلتیں کیوں جمع ہو گئیں کہ وہ قید میں ڈالا گیا اس کو کوڑے لگے۔ اور اسکے مُنہ پر تھوکا گیا۔ اور آخر بقول عیسائیوں کے ایک لعنتی موت اُس کے حصہ میں آئی جس کے بغیر وہ اپنے بندوں کو نجات نہیں دے سکتا تھا ✤ کیا ایسے کمزور خدا پر کچھ بھروسہ ہو سکتا ہے اور کیا خدا بھی ایک فانی انسان کی طرح مرجاتا ہے اور پھر صرف جان نہیں بلکہ اُسکی عصمت اور اُس کی ماں کی عصمت پر بھی یہودیوں نے ناپاک تہمتیں لگائیں اور کچھ بھی اُس خدا سے نہ ہو سکا کہ زبردست طاقتیں دکھلا کر اپنی بریّت ظاہر کرتا پس ایسے خدا کا ماننا عقل تجویز نہیں کر سکتی۔ جو خود مصیبت زدہ ہونے کی حالت میں مرگیا اور یہودیوں کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا اور یہ کہنا کہ اُس نے عمداً اپنے تئیں صلیب پر چڑھایا تا اُسکی اُمت کے گناہ بخشے جائیں اس سے زیادہ کوئی بیہودہ خیال نہیں ہوگا جس شخص نے تمام رات اپنی جان بچانے کے لئے رو رو کر ایک باغ میں دعا کی اور وہ بھی منظور نہ ہوئی اور پھر گھبراہٹ اسقدر اُس پر غالب آئی کہ صلیب پر چڑھنے کے وقت ایلی ایلی لما سبقتنی کہکر اپنے خدا کو خدا کرکے پکارا اور اس شدّت بیقراری میں باپ کہنا بھی بھول گیا۔ کیا اُسکی نسبت کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اس نے اپنی مرضی سے جان دی۔ عیسائیوں کے اس متناقض بیان کو کون سمجھ سکتا ہے کہ ایک طرف تو یسوع کو خدا ٹھیرایا جاتا ہے۔ پھر وُہی خدا کسی اور خدا کے آگے رو رو کر دعا کرتا ہے جبکہ تینوں خدا یسوع کے اندر ہی موجود تھے اور وہ اُن سب کا مجموعہ تھا تو پھر اُس نے کس کے آگے رو رو کر دعا کی۔ اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک اُن تین خداؤں کے علاوہ کوئی اور بھی زبردست

✤ یہ بات کہ اس لعنتی موت پر مسیح خود راضی ہوگیا تھا اس دلیل سے ردّ ہو جاتی ہے کہ مسیح نے باغ میں رو رو کر دعا کی کہ وہ پیالہ اُس سے ٹل جائے اور پھر صلیب پر کھینچنے کے وقت چیخ مار کر کہا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اگر وہ اس صلیبی موت پر راضی تھا تو اُس نے کیوں دعائیں کیں۔ اور یہ خیال کہ مسیح کی صلیبی موت خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر ایک رحمت تھی اور خدا نے خوش ہو کر ایسا کام کیا تھا تا دنیا مسیح کے خون سے نجات پا دے تو یہ وہم اس دلیل سے ردّ ہو جاتا ہے کہ اگر درحقیقت اُس دن رحمت الٰہی جوش میں آئی تھی تو کیوں اُس دن سخت زلزلہ آیا یہاں تک کہ ہیکل کا پردہ پھٹ گیا اور کیوں سخت آندھی آئی اور سورج تاریک ہوگیا اس سے تو صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح کو صلیب دینے پر سخت ناراض تھا جسکی وجہ سے چالیس برس تک خدا نے یہودیوں کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہ طرح طرح کے عذابوں [illegible] ..... میں مبتلا رہے اوّل سخت طاعون سے ہلاک ہوئے اور آخر طیطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں یہودی مارے گئے۔ منہ

خدا ہے جو اُن سے الگ اور اُن پر حکمران ہے جس کے آگے تینوں خداؤں کو رونا پڑا ۔

پھر جس غرض کیلئے خودکشی اختیار کی گئی وہ غرض بھی تو پوری نہ ہوئی٭ غرض تو یہی تھی کہ یسوع کو ماننے والے گناہ اور دُنیا پرستی اور دُنیا کے لالچوں سے باز آجائیں - مگر نتیجہ برعکس ہوا - اس خودکشی سے پہلے تو کسی قدر یسوع کے ماننے والے رو بخدا بھی تھے مگر بعد اسکے جیسے جیسے خودکشی اور کفارہ کے عقیدہ پر زور دیا گیا اُسی قدر دُنیا پرستی اور دُنیا کے لالچ اور دنیا کی خواہش اور شراب خوری اور قمار بازی اور بدنظری اور ناجایز تعلقات عیسائی قوم میں بڑھ گئے کہ جیسے ایک خونخوار اور تیز رو دریا پر جو ایک بند لگایا گیا تھا وہ بند یک دفعہ ٹوٹ جائے ۔ اور اردگرد کے تمام دیہات اور زمین کو تباہ کردے یہ بھی یاد رہے کہ صرف گناہ سے پاک ہونا انسان کے لئے کمال نہیں ہزاروں کیڑے مکوڑے اور چرند و پرند ایسے ہیں کہ کوئی گناہ نہیں کرتے پس کیا ان کی نسبت ہم خیال کر سکتے ہیں کہ وہ خدا تک پہنچ گئے ہیں - پس سوال یہ ہے کہ مسیح نے روحانی کمالات کے حاصل کرنیکے لئے کونسا کفارہ دیا انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے دو چیزوں کا محتاج ہے - اوّل بدی سے پرہیز کرنا - دوم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہیں ہے پس اصل بات یہ ہے کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے یہ دونوں قوتیں اسکی فطرت کے اندر موجود ہیں - ایک طرف تو جذبات نفسانی اُسکو گناہ کی طرف مایل کرتے ہیں اور دوسری طرف محبت الٰہی کی آگ جو اُسکی فطرت کے اندر مخفی ہے وہ اس گناہ کے خس و خاشاک کو اس طرح پر جلا دیتی ہے جیسا کہ ظاہری آگ ظاہری خس و خاشاک کو جلاتی ہے مگر اُس روحانی آگ کا افروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے معرفت الٰہی پر موقوف ہے - کیونکہ ہر ایک چیز کی محبت اور عشق اسکی معرفت سے وابستہ ہے جس چیز کے حُسن اور خوبی کا تمہیں علم نہیں تم اُس پر عاشق نہیں ہو سکتے پس خدائے عزّ و جلّ کی خوبی اور حُسن و جمال کی معرفت اُسکی محبّت پیدا کرتی ہے اور محبت کی آگ سے گناہ جلتے ہیں مگر سنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ معرفت عام لوگوں کو نبیوں

٭ افسوس کہ قرون ثلثہ کے بعد بعض مسلمانوں کے فرقوں کا یہ مذہب ہو گیا کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر زندہ چلے گئے اور اب تک وہیں زندہ مع جسم عنصری بیٹھے ہیں انپر موت نہیں آئی اور اس طرح ان نادان مسلمانوں نے عیسائی مذہب کو بڑی مدد دی ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی موت کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں حالانکہ قرآن شریف نے کئی مقامات میں بتصریح انکی موت کا ذکر کیا ہے

کی معرفت ملتی ہے اور اُنکی روشنی سے وہ روشنی حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ اُن کو دیا گیا وہ اُن کی پیروی سے سب کچھ پا لیتے ہیں۔

مگر افسوس کہ عیسائی مذہب میں معرفت الٰہی کا دروازہ بند ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہمکلامی پر مُہر لگ گئی ہے اور آسمانی نشانوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ پھر تازہ بتازہ معرفت کس ذریعہ سے حاصل ہو۔ صرف قصوں کو زبان سے چاٹو۔ ایسے مذہب کو ایک عقلمند کیا کرے جس کا خدا ہی کمزور اور عاجز ہے اور جس کا سارا مدار قصوں اور کہانیوں پر ہے۔

اسی طرح ہندو مذہب جس کی ایک شاخ آریہ مذہب ہے وہ سچائی کی حالت سے بالکل گرا ہوا ہے اُن کے نزدیک اِس جہان کا ذرہ ذرہ قدیم ہے جن کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں پس ہندوؤں کو اُس خدا پر ایمان نہیں جسکے بغیر کوئی چیز ظہور میں نہیں آئی اور جس کے بغیر کوئی چیز قایم نہیں رہ سکتی۔ اور کہتے ہیں کہ اِن کا پرمیشر کسی کے گناہ معاف نہیں کر سکتا گویا اُسکی اخلاقی حالت انسان کی اخلاقی حالت سے بھی گری ہوئی ہے جبکہ ہم اپنے گنہ گاروں کے گنہ معاف کر سکتے ہیں اور اپنے نفوس میں ہم یہ قوت پاتے ہیں کہ جو شخص سچے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کرے اور اپنے فعل پر سخت نادم ہو اور آیندہ کے لئے اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرے اور تذلل اور انکسار سے ہمارے سامنے توبہ کرے تو ہم خوشی کے ساتھ اس کے گناہ معاف کر سکتے ہیں بلکہ معاف کرنے سے ہمارے اندر ایک خوشی پیدا ہوتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ وہ پرمیشر جو خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جس کے پیدا کردہ گنہ گار ہیں اور اُن کے گناہ کرنے کی طاقتیں بھی اُسی کی طرف سے ہیں اسمیں عمدہ خلق نہیں اور جب تک کروڑوں سال تک ایک گناہ کی سزا نہ دے خوش نہیں ہوتا۔ ایسے پرمیشر کے ماتحت رہ کر کیونکر کوئی نجات پا سکتا ہے اور کیونکر کوئی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔

غرض میں نے خوب غور سے دیکھا کہ یہ دونوں مذہب راستبازی کے مخالف ہیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جس قدر اِن مذاہب میں روکیں اور نومیدی پائی جاتی ہیں میں سب کو

اِس رسالہ میں لکھ نہیں سکتا۔ صرف بطور خلاصہ لکھتا ہوں کہ وہ خدا جس کو پاک روحیں تلاش کرتی ہیں اور جس کو پانے سے انسان اسی زندگی میں سچی نجات پا سکتا ہے اور اُس پر انوار الٰہی کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ اور اُسکی کامل معرفت کے ذریعہ سے کامل محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ اُس خدا کی طرف یہ دونوں مذہب رہبری نہیں کرتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ڈالتے ہیں ایسا ہی ان کے مشابہ دُنیا میں اور مذاہب بھی پائے جاتے ہیں مگر یہ سب مذاہب خدائے واحد لاشریک تک نہیں پہنچا سکتے اور طالب کو تاریکی میں چھوڑتے ہیں۔

یہ وہ تمام مذاہب ہیں جن میں غور کرنے کے لئے مَیں نے ایک بڑا حصّہ عمر کا خرچ کیا اور نہایت دیانت اور تدبّر سے اُن کے اصول میں غور کی۔ مگر سب کو حق سے دُور اور مہجور پایا ہاں یہ مبارک مذہب جس کا نام اسلام ہے وہی ایک مذہب ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور وہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے پاک تقاضاؤں کو پورا کرنیوالا ہے یہ ظاہر ہے کہ انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ ہر ایک بات میں کمال کو چاہتا ہے۔ پس چونکہ انسان خدا تعالیٰ کی تعبد ابدی کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے وہ اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا جسکی شناخت میں اُسکی نجات ہے اُسی کی شناخت کے بارے میں صرف چند بیہودہ قصّوں پر صبر رکھے اور وہ اندھا رہنا نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کے متعلق پورا علم پاوے گویا اُسکو دیکھ لے۔ سو یہ خواہش اُسکی محض اسلام کے ذریعہ سے پوری ہو سکتی ہے۔ اگرچہ بعض کی یہ خواہش نفسانی جذبات کے نیچے چُھپ گئی ہے اور جو لوگ دُنیا کی لذات کو چاہتے ہیں اور دُنیا سے محبت کرتے ہیں وہ بوجہ سخت محجوب ہونے کے نہ خدا کی کچھ پرواہ رکھتے ہیں اور نہ خدا کے وصال کے طالب ہیں کیونکہ دُنیا کے بُت کے آگے وہ سرنگوں ہیں۔ لیکن اسمیں کچھ شک نہیں کہ جو شخص دُنیا کے بُت سے رہائی پائے اور دائمی اور سچی لذّت کا طالب ہو وہ صرف قصّوں والے مذہب پر خوش نہیں ہو سکتا اور نہ اُس سے کچھ تسلّی پا سکتا ہے۔ ایسا شخص محض اسلام میں اپنی تسلّی پائیگا۔ اِسلام کا خدا کسی

اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور جو لوگ پورے زور سے اُس کی طرف دوڑتے ہیں اُنکے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصّہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اُس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا سو مَیں نے جو کچھ پایا اُس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصّہ پا سکتا ہے۔ اور مَیں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دُنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبّت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ یعنی اُن کو کہدے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے بلکہ یکطرفہ محبت کا دعوےٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف و گزاف ہے جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اُس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اُسکے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اُسکی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوّت جذب اُس کو عنایت ہوتی ہے۔ اور ایک نور اُسکو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے

محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اُس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت
اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے
تب خدا جو اسکے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے اور جس
طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے
پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب
جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اُترتا ہے اور اُس کے
دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے یہی وہ امر ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ پہلی کتابوں
میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کرکے بیان کیا گیا ہے اس کے بھی یہ معنی نہیں ہیں
کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کفر ہے اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے
بلکہ یہ معنے ہیں کہ ان کامل راستبازوں کے آئینۂ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا
اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اُس کا بیٹا ہوتا ہے
کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے پس جبکہ
ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اُس میں باقی نہیں رہی تجلیات الٰہیہ
کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کیلئے بطور بیٹے کے
ہو جاتی ہے۔ اسی بناء پر توریت میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا بیٹا ہے
اور عیسیٰ ابن مریم کو جو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا۔ اگر عیسائی لوگ اسی حد تک ٹھہرے رہتے
کہ جیسے ابراہیم اور اسحاق اور اسمٰعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور
سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلائے ہیں۔
ایسا ہی عیسیٰ بھی ہے تو اُن پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں
ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کرکے پکارا گیا ہے ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کرکے پکارا گیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام

نبی خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا ہیں۔ بلکہ یہ تمام استعارات ہیں محبت کے پیرایہ میں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں بہت ہیں جب انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسا محو ہوتا ہے جو کچھ بھی نہیں رہتا۔ تب اسی فنا کی حالت میں ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس حالت میں ان کا وجود درمیان نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا یعنی ان لوگوں کو کہہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے نومید مت ہو خدا تمام گناہ بخش دیگا۔ اب دیکھو اس جگہ یَا عِبَادَ اللّٰہ کی جگہ یَا عِبَادِی کہدیا گیا حالانکہ لوگ خدا کے بندے ہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے مگر استعارہ کے رنگ میں بولا گیا۔

ایسا ہی فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ یعنی جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت خدا کی بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب ان تمام آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ٹھیرایا گیا۔ مگر ظاہر ہے کہ وہ خدا کا ہاتھ نہیں ہے۔

ایسا ہی ایک جگہ فرمایا فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا۔ پس تم خدا کو یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ پس اس جگہ خدا تعالیٰ کو باپ کے ساتھ تشبیہ دی اور استعارہ بھی صرف تشبیہ کی حد تک ہے۔

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے یہودیوں کا ایک قول بطور حکایت عن الیہود قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ یعنی ہم خدا کے بیٹے اور اُس کے پیارے ہیں۔ اس جگہ ابناء کے لفظ کا خدا تعالیٰ نے کچھ رد نہیں کیا کہ تم کفر بکتے ہو بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تم خدا کے پیارے ہو تو پھر وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے اور ابناء کا دوبارہ ذکر بھی نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہودیوں کی کتابوں میں خدا کے پیاروں کو

بیاکر کے بھی پکارتے تھے ؂

اَبْ اِس تمام بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے ؂ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبّت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اُسکے دل میں محبّت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جُھک جاتا ہے اور اُس کا اُنس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبّت الٰہی کی ایک خاص تجلّی اُس پر پڑتی ہے اور اُس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبّت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اُسکی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

یہ تو کسب اور سلوک کی ہم نے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ اُن کی شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خدا سے محبّت کرتے ہیں اور اس کے رسول یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا اُن کو روحانی تعلق ہوجاتا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور پھر جیسا جیسا اُن پر زمانہ گذرتا ہے وہ اندرونی آگ عشق اور محبّت الٰہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبّت رسول کی آگ ترقی پکڑتی ہے۔ اور اِن تمام امور میں خدا اُن کا متولّی اور متکفّل ہوتا ہے اور جب وہ محبت اور عشق کی آگ انتہا تک پہنچ جاتی ہے تب وہ نہایت بیقراری اور دردمندی سے چاہتے ہیں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو اور اسی میں اُنکی لذّت اور یہی ان کا آخری مقصد ہوتا ہے۔ تب اُن کے لئے زمین پر خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کسی کیلئے اپنے عظیم الشان

؂ اگر کوئی کہے کہ غرض تو اعمال صالحہ بجا لانا ہے تو پھر ناجی اور مقبول بننے کیلئے پیروی کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال صالحہ کا صادر ہونا خدا تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے پس جبکہ خدا تعالیٰ نے ایک کو اپنی عظیم الشان مصلحت سے امام اور رسول مقرر فرمایا اور اسکی اطاعت کے لئے حکم دیا تو جو شخص اس حکم کو پاکر پیروی نہیں کرتا اُسکو اعمال صالحہ کی توفیق نہیں دی جاتی ۔ منہ

نشان ظاہر نہیں کرتا اور کسی کو آئندہ زمانہ کی عظیم الشان خبریں نہیں دیتا۔ مگر انہیں کو جو اُس کے
عشق اور محبت میں محو ہوتے ہیں اور اُسکی توحید اور جلال کے ظاہر ہونیکے ایسے خواہاں ہوتے ہیں جیسا کہ وہ
خود ہوتا ہے۔ یہ بات اُنہیں سے مخصوص ہے کہ حضرت الوہیت کے خاص اسرار اُن پر ظاہر ہوتے ہیں
اور غیب کی باتیں کمال صفائی سے اُن پر منکشف کی جاتی ہیں اور یہ خاص عزت دوسرے
کو نہیں دی جاتی۔

شاید ایک نادان خیال کرے کہ بعض عام لوگوں کو بھی کبھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بعض
مرد یا عورتیں دیکھتے ہیں کہ کسی کے گھر میں لڑکی یا لڑکا پیدا ہوا تو وہی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض
کو دیکھتے ہیں کہ وہ مر گیا تو وہ مر بھی جاتا ہے یا بعض ایسے ہی چھوٹے چھوٹے واقعات دیکھ لیتے
ہیں تو وہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔ تو میں اس وسوسہ کا پہلے ہی جواب دے آیا ہوں کہ ایسے
واقعات کچھ چیز ہی نہیں ہیں اور نہ کسی نیک بختی کی ان میں شرط ہے بہت سے خبیث طبع اور
بدمعاش بھی ایسی خوابیں اپنے لئے یا کسی اور کیلئے دیکھ لیتے ہیں لیکن وہ امور جو خاص
طور کے غیب ہیں وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں۔ وہ لوگ عام لوگوں کی
خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ اکثر اُن کے مکاشفات
نہایت صاف ہوتے ہیں اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات مکدّر اور
مشتبہ ہوتے ہیں اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت
اِس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا کہ ایک
بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے تیسرے اُن سے ایسے عظیم الشان نشان
ظاہر ہوتے ہیں کہ دوسرا شخص اُنکی نظیر پیش نہیں کر سکتا چوتھے اِن کے نشانوں میں
قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار اُن میں
نمودار ہوتے ہیں اور صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے اُن مقبولوں کی عزت اور قرب کو دنیا
پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور اُنکی وجاہت دلوں میں بٹھانا چاہتا ہے مگر جن کا خدا سے کامل تعلق

نہیں ان میں یہ بات پائی نہیں جاتی۔ بلکہ انکی بعض خوابوں یا الہاموں کی سچائی ان کے لئے
ایک بلا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے اِن کے دلوں میں تکبّر پیدا ہوتا ہے اور تکبّر سے وہ مرتے
ہیں اور اُس جڑھ سے مخالفت پیدا کرتے ہیں جو شاخ کی سرسبزی کا موجب ہوتی ہے۔ ای شاخ
یہ مانا کہ تو سرسبز ہے اور یہ بھی قبول کیا کہ تجھے پھول اور پھل آتے ہیں مگر جڑھ سے الگ مت ہو
کہ اس سے تو خشک ہو جائیگی اور تمام برکتوں سے محروم کیجائیگی۔ کیونکہ تو جُزو ہے کُل نہیں ہے
اور جو کچھ تجھ میں ہے وہ تیرا نہیں بلکہ وہ سب جڑھ کا فیضان ہے۔ ٭٭

اب میں بموجب آیۂ کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنی نسبت بیان کرتا
ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کرکے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری
کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔ میری تائید میں اُس نے وہ نشان
ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اگر میں اُن کو فرداً فرداً شمار کروں
تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی میری
قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اسکو ثبوت دے سکتا ہوں۔ بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں
خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور بعض
نشان اِس قسم کے ہیں جن میں ہر محل میں اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اس نے
پوری کیں۔ بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں اُس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ
اِھَانَتَكَ کے میرے پر حملہ کرنیوالوں کو ذلیل اور رسوا کیا۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں
جو مجھ پر مقدمات دائر کرنیوالوں پر اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی۔ اور بعض
نشان اس قسم کے ہیں جو میری مدّت بعثت سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ مدت
دراز کسی کاذب کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور بعض نشان زمانہ کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں
یعنی یہ کہ زمانہ کسی امام کے پیدا ہونے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جنمیں
دوستوں کے حق میں میری دعائیں منظور ہوئیں اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو شریر دشمنوں پر

٭٭ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب آسمان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اس نبی کی برکت سے عام طور پر ایک نور حسب مراتب استعدادات آسمان سے
نازل ہوتا ہے اور انتشار روحانیت ظہور میں آتا ہے تب ہر ایک شخص خوابوں کے دیکھنے میں ترقی کرتا ہے اور امام کی استعداد رکھنے والے الہام پانے میں اور روحانی امور

میری بددعا کا اثر ہوا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری دُعا سے بعض خطرناک بیماروں
نے شفا پائی اور اُنکی شفا کی پہلی خبر دی گئی۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میرے لئے
اور میری تصدیق کیلئے عام طور پر خدا نے حوادث ارضی یا سماوی ظاہر کئے۔ اور بعض نشان
اِس قسم کے ہیں جو میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو مشاہیر فقراء میں سے تھے
خوابیں آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین صاحب العلم
سندھ جن کے مرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور
بعض نشان اِس قسم کے ہیں کہ ہزارہا انسانوں نے محض اِسوجہ سے میری بیعت کی کہ خواب
میں ان کو بتلایا گیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے اور بعض نے اِسوجہ سے بیعت کی
کہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دُنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری
خلیفہ اور مسیح موعود ہے۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو بعض اکابر نے میری پیدائش یا بلوغ سے پہلے
میرا نام لیکر میرے مسیح موعود ہونیکی خبر دی جیسے نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ ساکن جمالپور ضلع لدھیانہ
اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن کا دامن ہر ایک قوم کے مقابل پر اور ہر ایک ملک تک اور
ہر ایک زمانہ تک وسیع چلا گیا ہے اور وہ سلسلہ مباہلات ہے جس کے بہت سے نمونے دُنیا نے
دیکھ لئے ہیں اور مَیں کافی مقدار دیکھنے کے بعد مباہلہ کی رسم کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں
لیکن ہر ایک جو مجھے کذّاب سمجھتا ہے اور ایک مکّار اور مفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعوے
مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذّب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اُس کو
میرا افترا خیال کرتا ہے وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو
اُسکو بہرحال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے یعنی خدا تعالیٰ
کے سامنے یہ اقرار چند اخباروں میں شایع کرے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ
بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے
کا دعویٰ کرتا ہے درحقیقت کذّاب ہے اور یہ الہام جنمیں سے بعض اُس نے اِس کتاب میں لکھے ہیں

٭ ہر ایک منصف مولوی غلام دستگیر قصوری کی کتاب کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح اُس نے اپنے طور پر میرے ساتھ مباہلہ کیا اور اپنی کتاب فیض رحمانی میں اُسکو شائع کر دیا اور پھر اس مباہلہ کے صرف چند روز
بعد فوت ہوگیا اور کس طرح چراغدین جموں والے نے اپنے طور سے مباہلہ کیا اور لکھا کہ ہم دونوں میں سے جھوٹے کو خدا
ہلاک کرے اور پھر اس سے صرف چند روز بعد طاعون سے مع اپنے دونوں لڑکوں کے ہلاک ہوگیا۔ منہ

یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ سب اس کا افترا ہے اور میں اسکو درحقیقت اپنی کامل بصیرت
اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مفتری اور کذّاب اور دجّال سمجھتا ہوں پس اے
خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذاب اور مفتری اور کافر اور بیدین
نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر ورنہ
اس کو عذاب میں مبتلا کر آمین ۔

ہر ایک کے لئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کیلئے یہ دروازہ کھلا ہے۔ اور میں
اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس دعائے مباہلہ کے بعد جس کو عام طور پر مشتہر کرنا ہوگا اور کم سے کم
تین نامی اخباروں میں درج کرنا ہوگا۔ ایسا شخص جو اس تصریح کے ساتھ قسم کھا کر مباہلہ کرے
اور آسمانی عذاب سے محفوظ رہے تو پھر میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اس مباہلہ میں
کسی میعاد کی ضرورت نہیں یہ شرط ہے کہ کوئی ایسا امر نازل ہو جسکو دل محسوس کریں۔

اب چند الہام الٰہی ذیل میں مع ترجمہ کے لکھے جاتے ہیں* جن کے لکھنے سے غرض یہ
ہے کہ ایسے مباہلہ کرنیوالے کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ان تمام
میرے الہامات کو اپنے اس مضمون مباہلہ میں (جسکو شایع کریگا) لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شائع
کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں ہے اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام
الہامات کو میں نے غور سے دیکھ لیا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ انسان کا افترا
ہے یعنی اس شخص کا افترا ہے اور اس پر کوئی الہام
خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بالخصوص
عبدالحکیم خاں نام ایک شخص جو
اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہے
جو بیعت توڑ کر مرتد ہو گیا ہے خاص طور پر اس جگہ مخاطب ہے
اب ہم وہ الہامات بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں

* ان الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کی تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرہ وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے
ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شاید سو سو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں پس اسوجہ سے انکی قرأت ایک ترتیب سے نہیں
اور شاید آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ اکثر وحی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان پر جاری ہوتی اور
دل سے جوش مارتی ہے پھر خدا تعالیٰ ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے ٹکڑہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور پھر دوسری دفعہ سنتا ہے کہ وہ تمام فقرہ کسی ایک ہی خاص ترتیب پر نہیں رکھے جاتے بلکہ ترتیب کے لحاظ سے
انکی قرأت مختلف طور پر کیجاتی ہے اور بعض فقرے مکرر وحی میں پہلے الفاظ سے کچھ بدلائے جاتے ہیں یہ عادت صرف خدا تعالیٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار بہتر جانتا ہے منہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا احمد بارک اللہ فیک ۔ ما رمیت اذ رمیت

اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تو نے چلایا وہ تو نے نہیں چلایا

ولکن اللہ رمٰی ۔ الرحمٰن علم القراٰن ۔ لتنذر

بلکہ خدا نے چلایا خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اسکے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کیے۔ تاکہ تو ان

قومًا ما انذر اٰباء ھم ولتستبین سبیل

لوگوں کو ڈراوے جنکے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم

المجرمین ۔ قل انی امرت وانا اول المؤمنین ۔

ہو جائے کہ کون تجھ سے برگشتہ ہوتا ہے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانیوالا ہوں

قل جاء الحق وزھق الباطل ۔ ان الباطل کان

کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل بھاگنے والا ہی تھا

زھوقا ۔ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔

ہر ایک برکت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے

فتبارک من علم وتعلم ۔ وقالوا ان ھذا الا

پس بڑا مبارک وہ ہی جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔ اور کہینگے کہ یہ وحی نہیں ہے۔ یہ کلمات تو اپنی

اختلاق ۔ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون

طرف سے بنائے ہیں۔ اُن کو کہہ کہ وہ خدا ہے جس نے یہ کلمات نازل کیے پھر انکو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑ دے

قل ان افتریتہ فعلیّ اجرام شدید ۔

اُن کو کہہ اگر یہ کلمات میرا افترا ہے اور خدا کا کلام نہیں تو پھر میں سخت سزا کے لائق ہوں

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ؕ

اور اُس انسان سے زیادہ تر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افترا کیا اور جھوٹ باندھا۔

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین

خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

الحقّ لیظہرہٗ علی الدّین کلہٖ ؕ لا مبدّل لکلماتہٖ ؕ

تا اُس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں کوئی اُنکو بدل نہیں سکتا۔

یقولون انّٰی لک ھٰذا ان ھٰذا الا قول البشر ؕ

اور لوگ کہینگے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہوا جو الہام کرکے بیان کیا جاتا ہے یہ تو انسان کا قول ہے

واعانہٗ علیہ قومٌ اٰخرون ؕ افتأتون السّحر

اور دوسروں کی مدد سے بنایا گیا ہے - اے لوگو! کیا تم ایک فریب میں دیدہ و دانستہ

وانتم تبصرون ؕ ھَیْھَات ھیھات لما توعدون ؕ

پھنستے ہو جو کچھ تمہیں یہ شخص وعدہ دیتا ہے اس کا ہونا کب ممکن ہے

مِنْ ھٰذا الذی ھُو مھین جاھل او مجنون۔

پھر ایسے شخص کا وعدہ جو حقیر اور ذلیل ہے یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے جو بے ٹھکانے باتیں کرتا ہے۔

قُل عندی شھادۃٌ مِن اللہ فھل انتم مُسلمون ؕ

ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کروگے یا نہیں

قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون ؕ

پھر ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤگے یا نہیں

ولقد لبثتُ فیکم عمرًا من قبلہٖ افلا تعقلون ؕ ھٰذا من رحمۃ ربّک یتمّ

اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم میں ہی رہتا تھا کیا تم سمجھتے نہیں۔ یہ مرتبہ تیرے ربّ کی رحمت سے ہے وہ اپنی

نعمتہ علیک۔ فبشر وما انت بنعمۃ ربک بمجنون۔

نعمت تیرے پر پوری کریگا پس تو خوشخبری دے اور خدا کے فضل سے تو دیوانہ نہیں ہے

لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون۔

تیرا آسمان پر ایک درجہ اور ایک مرتبہ ہے۔ اور نیز اُن لوگوں کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔

ولک نُری آیات ونھدم ما یعمرون۔ الحمد للہ الذی

اور تیرے لئے ہم نشان دکھلائینگے اور جو عمارتیں بناتے ہیں ہم ڈھا دینگے۔ اُس خدا کی تعریف ہے جس نے

جعلک المسیح ابن مریم۔ لا یُسئل عما یفعل وھم

تجھے مسیح ابن مریم بنایا وہ اُن کاموں سے پوچھا نہیں جاتا جو کرتا ہے اور لوگ اپنے کاموں سے

یُسئلون۔☆ وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا

پوچھے جاتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے

قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ انی مھین من اراد

اس نے کہا کہ اسکی نسبت جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے میں اُس شخص کی اہانت کرونگا جو تیری اہانت

اھانتک۔ انی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ کتب اللہ

کا ارادہ کرے گا میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے خدا نے لکھ چھوڑا

لاغلبنّ انا ورسلی وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔

ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے اور وہ مغلوب ہونیکے بعد جلد غالب ہو جائیں گے۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔

خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ نیکوکار ہیں۔

اریک زلزلۃ الساعۃ۔ انی احافظ کل من فی الدار

قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آنے والا ہے جو تمہیں دکھاؤنگا اور میں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے زندہ رکھونگا

☆ قال یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیًا منسیًا۔ اسجگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس مامور میں مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولد ہوا اور اس لحاظ سے یہ مامور ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو دردِ زہ سے مشابہت رکھتی ہے اس کو

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ

اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ حق آیا اور باطل بھاگ

الْبَاطِلُ۔ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔

گیا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔

بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ۔ اَنْتَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ۔

یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی تو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے

کَفَیْنَاکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ۔ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ

وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں انکے لئے ہم کافی ہیں۔ کیا مَیں تمہیں بتلاؤں کہ کن لوگوں پر شیطان

الشَّیَاطِیْنُ تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ۔ وَلَا تَیْئَسْ

اترا کرتے ہیں ہر ایک کذاب بدکار پر شیطان اترتے ہیں اور تو خدا کی

مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَ

رحمت سے نومید مت ہو خبردار رہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے خبردار رہو کہ خدا کی مدد

اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔

قریب ہے وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچیگی اور ایسی راہوں سے پہنچیگی کہ وہ راہ

یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔

لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئینگے گہری ہو جائینگی اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئینگے کہ جن راہوں پر وہ چلینگے وہ عمیق ہو جائینگی

یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ

خدا اپنی طرف سے تیری مدد کریگا تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کے دلوں میں ہم اپنی

مِّنَ السَّمَآءِ۔ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ۔ قَالَ رَبُّکَ

طرف سے الہام کرینگے۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ تیرا رب فرماتا ہے

انہ نازل من السماء ما یرضیک۔ انا فتحنا لک
کہ ایک ایسا امر آسمان سے نازل ہوگا جس سے تو خوش ہو جائیگا۔ ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو
فتحاً مبیناً۔ فتح الولی فتح و قربناہ نجیا۔
عطا کرینگے۔ ولی کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اسکو ایک ایسا قرب بخشا کہ ہمراز اپنا بنا دیا
اشجع الناس۔ ولو کان الایمان معلقا بالثریا
وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے اور اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہ وہیں جا کر اسکو لے لیتا۔
لنالہ۔ انار اللہ برھانہ۔ کنت کنزاً مخفیاً
خدا اسکی حجت روشن کریگا۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا
فاحببت ان اعرف۔ یا قمر یا شمس انت منی وانا
پس میں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ظاہر ہوا اور
منک۔ اذا جاء نصر اللہ وانتھی امر الزمان الینا
میں تجھ سے۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا
وتمت کلمۃ ربک۔ الیس ھذا بالحق۔ ولا تصعر
تب کہا جائیگا کہ کیا یہ شخص جو بھیجا گیا حق پر نہ تھا اور چاہیئے کہ تو مخلوق الٰہی کے ملنے کے وقت
لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ ووسع مکانک
چیں بر جبیں نہ ہو اور چاہیئے کہ تو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے۔ اور تجھے لازم ہے کہ اپنے مکان کو وسیع کر تو لوگ
وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم
اور ایمان والوں کو خوش خبری دے کہ خدا کی حضور میں ان کا قدم صدق پر ہے
واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک۔ اصحاب الصفۃ
اور جو کچھ تیری رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سنا جو تیری جماعت میں داخل ہونگے صفہ کے رہنے والے

وما ادراك ما اصحاب الصفة۔ ترى اعينهم
اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے رہنے والے تو دیکھیگا کہ انکی آنکھوں سے
تفيض من الدمع۔ يصلون عليك۔ ربنا اننا سمعنا
آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا
مناديا ينادى للايمان۔ وداعيا الى الله وسراجا منيرا۔
ہم نے ایک منادی کرنیوالیکی آواز سنی ہے جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور خدا کیطرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے
يا احمد فاضت الرحمة على شفتيك۔ انك باعيننا۔
اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی تو میری آنکھوں کے سامنے ہے
سميتك المتوكل۔ يرفع الله ذكرك ويتم نعمته
مَیں نے تیرا نام متوکل رکھا خدا تیرا ذکر بلند کریگا اور اپنی نعمت دنیا
عليك فى الدنيا والآخرة۔ بورکت يا احمد۔
اور آخرت میں تیرے پر پوری کرے گا۔ اے احمد تُو برکت دیا گیا
وكان ما بارك الله فيك حقا فيك۔ شانك عجيب
اور جو کچھ تجھے برکت دی گئی وہ تیرا ہی حق تھا تیری شان عجیب ہے
واجرك قريب۔ الارض والسماء معك كما هو معى
اور تیرا اجر قریب ہے۔ آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں
انت وجيه فى حضرتى اخترتك لنفسى
تو میری درگاہ میں وجیہ ہے مَیں نے تجھے اپنے لئے چُنا
سبحان الله تبارك وتعالى زاد مجدك
خدائے پاک بڑا برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا

ینقطع اباءک ویبدء منک٭

تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔

وما کان اللّٰہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب

اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا دے

اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وتمت کلمۃ ربک ھذا

اور جب خدا تعالیٰ کی مدد اور فتح آئیگی اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا تب کہا جائے گا

الذی کنتم بہ تستعجلون۔ اردت ان استخلف فخلقت

کہ یہ وہی امر ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔ مَیں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو میں نے

اٰدم۔ دنٰی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی۔

اس آدم کو پیدا کیا۔ وہ خدا سے نزدیک ہوا۔ پھر مخلوق کی طرف جھکا اور خدا اور مخلوق کے درمیان

یحیی الدین ویقیم الشریعۃ۔ یا اٰدم اسکن انت

ایسا ہو گیا جیسا کہ دو قوسوں کے درمیان کا خط ہوتا ہے۔ دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کریگا اے آدم

وزوجک الجنۃ۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ

تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔ اے مریم تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو

٭ حاشیہ۔ یاد رہے کہ ظاہری بزرگی اور وجاہت کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت شہرت رکھتا تھا بلکہ اس زمانہ تک بھی کہ خاندان کی دنیوی شوکت زوال کے قریب قریب تھی۔ میرے دادا صاحب کے اس نواح میں بیاسی گاؤں اپنی ملکیت کے تھے اور پہلے اس سے وہ والیان ملک کے رنگ میں بسر کرتے تھے۔ اور کسی سلطنت کے ماتحت نہ تھے اور پھر رفتہ رفتہ حکمت اور مشیت ایزدی سے سکھوں کے زمانہ میں چند لڑائیوں کے بعد سب کچھ کھو بیٹھے اور صرف چند گاؤں اُن کے قبضہ میں تھے اور وہ گاؤں اور ہاتھ سے جاتے رہے اور صرف چار گاؤں رہ گئے

یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ ۔ نُصِرتَ

اے احمد تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو ۔ تجھے مدد دی جائے گی

وقالوا لات حین مناص ۔ ان الذین کفروا

اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے

وصدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیہم رجل من فارس ؕ

اور خدا کے راہ کے مانع ہوئے ان کا ایک فارسی الاصل آدمی نے ردّ کیا

شکر اللّٰہ سعیہ ؕ ام یقولون نحن جمیع منتصر ؕ

خدا اُسکی کوشش کا شکرگذار ہے ۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک زبردست جماعت تباہ کرنیوالے ہیں

بقیہ حاشیہ اور اس طرح پر دنیوی شوکت جو کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی زوال پذیر ہو گئی ۔ بہرحال یہ خاندان اس نواح میں بہت شہرت رکھتا تھا ۔ مگر خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ یہ عزت صرف دنیوی حیثیت تک محدود رہے کیونکہ دنیا کی عزتوں کا بجز بیجا مشیخت اور تکبر اور غرور کے اور کوئی ماحصل نہیں اسلئے اب خدا تعالیٰ اپنی پاک وحی میں وعدہ دیتا ہے اور مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ اب یہ خاندان اپنا رنگ بدل لیگا اور اس خاندان کا سلسلہ تم سے شروع ہوگا اور پہلا ذکر منقطع ہو جائیگا اور اس وحی الٰہی میں کثرت نسل کی طرف بھی اشارہ ہے یعنی نسل بہت ہو جائیگی ۔ اور جیسا کہ بظاہر سمجھا گیا ہے یہ خاندان مغلیہ خاندان کے نام سے شہرت رکھتا ہے لیکن خدائے عالم الغیب نے جو دانائے حقیقت حال ہے بار بار اپنی وحی مقدس میں ظاہر فرمایا ہے جو یہ فارسی خاندان ہے اور مجھ کو ابناء فارس کرکے پکارا ہے جیسا کہ وہ میری نسبت فرماتا ہے انّ الذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیہم رجل من فارس شکر اللّٰہ سعیہ یعنی جو لوگ کافر ہوکر خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ایک فارسی الاصل نے ان کا ردّ لکھا ہے خدا اسکی اس کوشش کا شکرگذار ہے پھر وہ ایک اور وحی میں میری نسبت فرماتا ہے لو کان الایمان معلّقا بالثریا لنالہ

سیہزم الجمع ویولون الدبر۔ انک الیوم لدینا

یہ سب لوگ بھاگ جائینگے اور پیٹھ پھیر لیں گے تو ہمارے نزدیک آج صاحب مرتبہ

مکین امین۔ وان علیک رحمتی فی الدنیا والدین۔

امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے۔

وانک من المنصورین۔ یحمدک اللہ ویمشی الیک۔

اور تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے شامل نصرت الٰہی ہوتی ہے خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چل رہا ہے

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا۔ خلق آدم فاکرمہ۔

وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرا دیا اُس نے اس آدم کو پیدا کیا اور پھر اسکو عزت دی

بقیہ حاشیہ رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا کے ساتھ معلق ہوتا تو ایک فارسی الاصل انسان وہاں بھی اُس کو پا لیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ معلوم نہیں کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ تھا اور انکے والد کا نام مرزا عطا محمد۔ مرزا عطا محمد کے والد مرزا گل محمد۔ مرزا گل محمد کے والد مرزا فیض محمد اور مرزا فیض محمد کے والد مرزا محمد قائم۔ مرزا محمد قائم کے والد مرزا محمد اسلم۔ مرزا محمد اسلم کے والد مرزا دلاور۔ مرزا دلاور کے والد مرزا الہ دین۔ مرزا الہ دین کے والد مرزا جعفر بیگ۔ مرزا جعفر بیگ کے والد مرزا محمد بیگ۔ مرزا محمد بیگ کے والد مرزا عبد الباقی۔ مرزا عبد الباقی کے والد مرزا محمد سلطان۔ مرزا محمد سلطان کے والد مرزا ہادی بیگ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے انکو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب دیا جاتا ہے بہرحال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔ منہ

❊ حاشیہ در حاشیہ میرے خاندان کی نسبت ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے سلمان منا اہل البیت (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے ہم میں سے ہے جو اہلبیت ہیں یہ وحی الٰہی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض دادیاں اس عاجز کی سادات میں سے تھیں اور دو صلح سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعہ سے اسلام کے اندرونی فرقوں میں ہوگی اور بہت کچھ تفرقہ اٹھ جائیگا اور دوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائیگی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائینگے تب خاتمہ ہوگا۔ منہ

جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ بشریٰ لک یا احمدی

یہ رسول خدا ہے تمام نبیوں کے پیرایہ میں یعنی ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت اس میں موجود ہے۔ تجھے بشارت ہو اے میرے احمد تو میری

اَنْتَ مُرادی و معی۔ سرّک سرّی۔ انی ناصرک۔

مراد اور میرے ساتھ ہے   تیرا بھید میرا بھید ہے   میں تیری مدد کروں گا۔

انی حافظک۔ انی جاعلک للناس اماما۔ اکان

میں تیرا نگہبان رہوں گا۔ میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا اور وہ تیرے پیرو

للناس عجبا۔ قل ھو اللہ عجیب۔ لا یسئل عما یفعل

ہونگے۔ کیا ان لوگوں کو تعجب آیا کہ خدا ذو العجائب ہے   وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا

وھم یسئلون۔ وتلک الایام نداولھا بین الناس۔

اور لوگ پوچھے جاتے ہیں   اور یہ دن   ہم لوگوں میں   پھیرتے رہتے ہیں۔

وقالوا ان ھذا الا اختلاق۔ قل ان کنتم تحبون

اور کہیں گے کہ یہ تو صرف   ایک بناوٹ ہے   کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو

اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اذا نصر اللہ المؤمن

تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔   جب خدا تعالیٰ مومن کی مدد کرتا ہے

جعل لہ الحاسدین فی الارض۔ ولا راد لفضلہ۔

تو زمین پر اسکے کئی حاسد مقرر کر دیتا ہے   اور اسکے فضل کو کوئی رد نہیں کر سکتا

فالنار موعدھم۔ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون

پس جہنم ان کے وعدہ کی جگہ ہے۔   کہ خدا نے یہ کلام اتارا ہے پھر انکو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑ دے

واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا انؤمن

اور جب انکو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ لوگ ایمان لائے   کہتے ہیں کیا ہم

كَمَا اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا

بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں خبردار ہو کہ درحقیقت وہی لوگ بیوقوف ہیں مگر اپنی نادانی پر

يَعْلَمُوْنَ ۭ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۭ

مطلع نہیں اور جب انکو کہا جائے کہ زمین پر فساد مت کرو

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۭ قُلْ جَآءَكُمْ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ فَلَا

کہتے ہیں کہ بلکہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں کہ تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس اگر

تَكْفُرُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۭ اَمْ تَسْئَلُهُمْ مِّنْ خَرْجٍ فَهُمْ

مومن ہو تو انکار مت کرو کیا تو ان سے کچھ خراج مانگتا ہے پس وہ

مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ فَهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ

اس چٹی کے وجہ سے ایمان لانیکا بوجھ اٹھا نہیں سکتے بلکہ ہم نے انکو حق دیا اور وہ حق لینے سے کراہت کرتے ہیں

تلطف بالناس وترحم عليهم ۭ انت فيهم بمنزلة موسٰى واصبر

لوگوں کے ساتھ لطف اور رحم کے ساتھ پیش آ۔ تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور ان کی

على ما يقولون ۭ لعلك باخع نفسك الا يكونوا مؤمنين ۭ

باتوں پر صبر کر ۔ کیا تو اس لئے اپنے تئیں ہلاک کرے گا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے

لا تقف ما ليس لك به علم ۭ ولا تخاطبني في الذين ظلموا

اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں اور ان لوگوں کے بارہ میں جو ظالم ہیں مجھ سے گفتگو مت کر

انهم مغرقون ۭ واصنع الفلك باعيننا ووحينا ۔

کیونکہ وہ سب غرق کیئے جائینگے ۔ اور ہماری آنکھوں کے روبرو کشتی تیار کر ۔ اور ہمارے اشارہ سے

ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله ۭ يد الله فوق ايديهم ۭ

وہ لوگ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو انکے ہاتھوں پر ہے

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْ کَفَّرَ ✤ اَوْ قِدْ لِیْ یَا ھَامَانُ۔

اور یاد کر وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے تیری تکفیر کی اور تجھے کافر ٹھیرایا

لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ عَلٰٓی اِلٰہِ مُوْسٰی ط وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ ط

اور کہا اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا تا میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اسکو جھوٹا سمجھتا ہوں

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ✠ ط مَا کَانَ لَہٗٓ اَنْ یَّدْخُلَ

ہلاک ہوگئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور وہ آپ بھی ہلاک ہوگیا اُسکو نہیں چاہیئے تھا کہ اس معاملہ میں

فِیْھَآ اِلَّا خَآئِفًا ط وَمَآ اَصَابَکَ فَمِنَ اللّٰہِ الْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا ط

دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو کچھ تجھے رنج پہنچیگا وہ تو خدا کی طرف سے ہے اس جگہ ایک فتنہ برپا ہوگا

فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ ط اَلَآ اِنَّھَا فِتْنَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ ط

پس صبر کر جیسا کہ اولوا العزم نبیوں نے صبر کیا وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔

لِیُحِبَّ حُبًّا جَمًّا ط حُبًّا مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْاَکْرَمِ ط

تا وہ تجھ سے محبت کرے وہ اس خدا کی محبت ہے جو بہت غالب اور بہت بزرگ ہے

شَاتَانِ تُذْبَحَانِ ط وَکُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ط وَلَا تَھِنُوْا

دو بکریاں ذبح کی جائینگی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہوگا۔ تم کچھ غم مت کرو

وَلَا تَحْزَنُوْا ط اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ط اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ

اور اندوہگیں مت ہو کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط وَاِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ھُزُوًا ط

چیز پر قادر ہے اور تجھے اُنہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے

اَھٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ ط قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے جسکو خدا نے مبعوث فرمایا۔ انکو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں

✤ کفر سے مراد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ہے کیونکہ اُس نے استفتا لکھ کر نذیر حسین کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا علیہ ما یستحقہٗ - منہ

✠ اس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی ۲۰ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ اس زمانہ میں شایع ہو چکی ہے جبکہ میری نسبت تکفیر کا فتویٰ ہجان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکفیر کے فتویٰ کا بانی بھی وہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا اور تکفیر سے ایک مدت دراز پہلے یہ خبر دی جو براہین احمدیہ میں درج ہے - منہ

یوحی الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القراٰن

میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے

لا یمسّہ الا المطھّرون۔ قل ان ھدی اللّٰہ ھو

کسی دوسری کتاب میں نہیں اسکے اسرار تک وہی پہنچتے ہیں جو پاک دل ہیں کہہ ہدایت دراصل خدا کی ہدایت ہی ہے

الھدیٰ۔ وقالوا لولا نُزّل علٰی رجل من قریتین

اور کہیں گے کہ یہ وحی الٰہی کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوئی جو دو شہروں میں سے

عظیم٭۔ وقالوا انّٰی لک ھٰذا۔ انّ ھٰذا لمکر مکرتموہ

کسی ایک شہر کا باشندہ ہو۔ اور کہینگے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوگیا۔ یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں نے

فی المدینۃ۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون۔

مل کر بنایا یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں مگر تو انہیں دکھائی نہیں دیتا

قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ عسٰی

ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے عنقریب خدا چاہتا

ربکم ان یرحمکم وان عدتم عُدنا۔ وجعلنا جھنم

ہے تا تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کروگے تو ہم بھی عذاب دینے

للکافرین حصیرا۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

کی طرف عود کرینگے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قیدخانہ بنایا ہے۔ اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے

قل اعملوا علٰی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔

انکو کہہ کہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر عمل کرو اور میں اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھ لوگے کہ کس کی خدا مدد کرتا ہے

لا یقبل عمل مثقال ذرّۃ من غیر التقوٰی۔ ان اللّٰہ مع

کوئی عمل بغیر تقویٰ کے ایک ذرہ قبول نہیں ہو سکتا خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے

٭ یعنی اس شخص کو المہدی ہونے کا دعویٰ ہے جو چھوٹا سا ایک گاؤں قادیان کا رہنے والا ہے کیوں المہدی مکہ یا مدینہ میں سے ظاہر نہ ہوا۔ منہ

الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ قل ان افتریتہ
جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔ کہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو میری

فعلیّ اجرامی۔ ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔
گردن پر میرا گناہ ہے اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم ہی میں رہتا تھا کیا تم کو سمجھ نہیں

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ۔ ولنجعلہ اٰیۃ للناس
کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے اور ہم اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان

ورحمۃ منّا وکان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ
اور ایک نمونہ رحمت بنائیں گے اور یہ ابتدا سے مقدر تھا یہی امر ہے جس میں تم

تمترون۔ سلام علیک جُعلت مبارکا۔ انت مبارک فی الدنیا
شک کرتے تھے۔ تیرے پر سلام تو مبارک کیا گیا تو دنیا اور آخرت میں

والاٰخرۃ۔ امراض الناس وبرکاتہ۔ بخرام کہ وقت
مبارک ہے تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی ٭

تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دیگا

٭ حاشیہ۔ یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی روحانی اور جسمانی دو نو قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے روحانی طور پر اسلئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار ہا لوگ بیعت کرنیوالے ایسے ہیں کہ پہلے انکی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنیکے بعد اُن کے عملی حالات درست ہوگئے اور طرح طرح کے معاصی سے اُنہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانیہ سے

اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ربّ الافواج اس طرف توجہ کریگا اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں۔

یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین
اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور میں تیرے

اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامۃ
تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا

بقیہ حاشیہ پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دعا اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں۔ میرا لڑکا مبارک احمد قریباً دو برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا کہ حالت یاس ظاہر ہو گئی اور ابھی میں دعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہو گیا ہے یعنی اب بس کرو دعا کا وقت نہیں مگر میں نے دعا کرنا بس نہ کیا اور جب میں نے اسی حالت توجہ الی اللہ میں لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا تو معاً مجھے اُس کا دم آتا محسوس ہوا اور ابھی میرے ہاتھ اس سے علیحدہ نہیں کیا تھا کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آکر بیٹھ گیا۔
اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہو گیا اور بیہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہو گیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھیرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اُس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اُس نے فرمایا ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اِس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہو گئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اَور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل

ثُلّۃ من الاوّلین ؕ وثلّۃ من الاٰخرین۔ میں اپنی
ان میں سے ایک پہلا گروہ ہو اور ایک پچھلا
چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو
اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو
قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں

بقیہ حاشیہ کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کیلئے بہت کچھ سامان ہاتھ آجائیگا۔ اسی حالت میں مَیں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونیکے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسّر آگئی جو استجابت دعا کیلئے ایک کھُلی کھُلی نشانی ہے اور مَیں اس خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور مَیں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور مَیں چار رکعت پوری کرچکا تھا فی الفور اسکو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگاکر دیکھا کہ تپ کا نام ونشان نہیں اور ہذیان اور بیتابی اور بے ہوشی بالکل دُور ہوچکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔ مجھے اس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا ؎

پھر ایک مدّت کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ نواب سردار محمد علیخان رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا قادیان میں سخت بیمار ہوگیا اور آثار یاس اور نومیدی کے ظاہر ہوگئے انہوں نے میری طرف دعا کے لئے التجا کی۔ مَیں نے اپنے بیت الدعا میں جاکر ان کے لئے دُعا کی اور دُعا کے بعد معلوم ہوا کہ گویا تقدیر مبرم ہے اور اسوقت دعا کرنا عبث ہے تب مَیں نے کہا کہ یا الٰہی اگر دعا قبول نہیں ہوتی

سے اُس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی

توُ مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید

وتفریدی۔ فحان ان تعان وتعرف بین الناس

اور تفرید　　پس وہ وقت آتا ہے کہ تُو مدد دیا جائیگا اور دنیا میں مشہور کیا جائیگا

انت منی بمنزلۃ عرشی۔ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ ✱

تو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے　　تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔

انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق۔ نحن اولیاءکم

تو مجھ سے بمنزلہ اُس انتہائی قرب کے ہے جس کو دنیا نہیں جان سکتی۔　ہم تمہارے متوّلی　　اور

بقیہ حاشیہ　تو میں شفاعت کرتا ہوں کہ میری لئے اسکو اچھا کردے یہ لفظ میرے مُنہ سے نکل گئے۔ مگر بعد میں میں بہت نادم ہوُا کہ ایسا میں نے کیوں کہا اور ساتھ ہی مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعنی کس کو مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی شفاعت کرے۔ میں اس وحی کو سُن کر چپ ہوگیا اور ابھی ایک منٹ نہیں گذرا ہوگا کہ پھر یہ وحی الٰہی ہوئی کہ انک انت المجاز یعنی تجھے شفاعت کرنیکی اجازت دی گئی۔ بعد میں پھر میں نے دعا پر زور دیا اور مجھے محسوس ہوُا کہ اب یہ دعا خالی نہیں جائیگی چنانچہ اُسی دن بلکہ اسی وقت لڑکے کی حالت رُو بصحت ہوگئی گویا وہ قبر میں سے نکلا میں یقیناً جانتا ہوں کہ معجزات احیائے موتیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ نہ تھے میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس قسم کے احیائے موتیٰ بہت سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آچکے ہیں۔ اور ایک دفعہ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہوگیا اور مدّت تک علاج ہوتا رہا کچھ فایدہ نہ ہوُا تب اسکی اضطراری حالت دیکھ کر میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوُا بَرَّقَ طِفْلِی بَشِیْر یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھولدیں تب اُسی دن خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اسکی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ اور ایک مرتبہ میں خود بیمار ہوگیا یہاں تک کہ قرب اجل سمجھ کر تین مرتبہ مجھے سورۃ یٰس

✱ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھیرا رکھا ہے اسلئے مصلحت الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھکر الفاظ اس عاجز کیلئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو خدا بناتے تھے اس امت میں بھی ایک ہے جسکی نسبت اس سے بڑھکر ایسے الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں۔ منہ

فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ
متکفل دنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تو غضبناک ہو میں غضبناک ہوتا ہوں

وَکُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ مَنْ عَادٰی وَلِیًّا لِّیْ فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ
اور جن سے تو محبت کرے میں بھی محبت کرتا ہوں۔ اور جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں لڑنے کیلئے اُسکو

لِلْحَرْبِ۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ
متنبہ کرتا ہوں میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ اور اُس شخص کو ملامت کرونگا کہ اسکو ملامت کرے

وَاُعْطِیْکَ مَا یَدُوْمُ۔ یَاْتِیْکَ الْفَرَجُ۔ سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ۔
اور تجھے وہ چیز دونگا جو ہمیشہ رہیگی کشایش تجھے ملیگی اس ابراہیم پر سلام

بقیہ حاشیہ سُنائی گئی مگر خدا تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرماکر بغیر ذریعہ کسی دوا کے مجھے شفا بخشی اور جب میں صبح اٹھا تو بالکل شفا تھی اور ساتھ ہی یہ وحی الٰہی ہوئی وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ یعنی اگر تم اس رحمت کے بارہ میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کی تو اس شفا کی کوئی نظیر پیش کرو۔ اسی طرح بہت سی ایسی صورتیں پیش آئیں جو بغرض دعا اور توجہ سے خدا تعالیٰ نے بیماروں کو اچھا کر دیا جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ ابھی ۸ جولائی ۱۹۰۶ء کے دن سے جو پہلی رات تھی میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی بیماری سے سخت گھبراہٹ اور اضطراب میں تھا۔ ایک رات تو شام سے صبح تک تڑپ تڑپ کر اُس نے بسر کی اور ایک دم نیند نہ آئی اور دوسری رات میں اُس سے سخت تر آثار ظاہر ہوئے اور بیہوشی میں اپنی بوٹیاں توڑتا تھا اور ہذیان کرتا تھا اور ایک سخت خارش بدن میں تھی۔ اسوقت میرا دل دردمند ہوا اور الہام ہوا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تب معاً دعا کے ساتھ مجھے کشفی حالت میں معلوم ہوا کہ اسکے بستر پر چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور پڑے ہیں اور وہ اُسکو کاٹ رہے ہیں اور ایک شخص اٹھا اور اُس نے تمام وہ جانور اکٹھے کرکے ایک چادر میں باندھ دیئے اور کہا کہ اسکو باہر پھینک آؤ اور پھر وہ کشفی حالت جاتی رہی

صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ تفردنا بذالک۔ فاتخذوا
ہمنے اس سے صاف دوستی کی اور غم سے نجات دی ہم اس امر میں اکیلے ہیں سوتم
من مقام ابراھیم مصلّی۔ انا انزلناہ قریبا من القادیان
اس ابراہیم کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر چلو ہم نے اُسکو قادیان کے قریب اُتارا ہے
وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ صدق اللّٰہ ورسولہ
اور وہ عین ضرورت کے وقت اُتارا ہے اور ضرورت کے وقت آترا ہے۔ خدا اور اسکے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی
وکان امر اللّٰہ مفعولا۔ الحمد للّٰہ الذی جعلک المسیح
اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔ اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح

بقیہ حاشیہ اور مَیں نہیں جانتا کہ پہلے وہ کشفی حالت دُور ہوئی یا پہلے مرض دُور ہو گئی اور لڑکا آرام سے فجر تک سویا رہا اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے یہ خاص معجزہ مجھ کو عطا فرمایا ہے اس لئے مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اس معجزہ شفاء الامراض کے بارے میں کوئی شخص روئے زمین پر میرا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اگر مقابلہ کا ارادہ کرے تو خدا اُسکو شرمندہ کریگا۔ کیونکہ یہ خاص طور پر مجھ کو موہبت الٰہی ہے جو معجزانہ نشان دکھلانیکے لئے عطا کی گئی ہے مگر اسکے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک بیمار اچھا ہو جائیگا بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اکثر بیماروں کو میرے ہاتھ پر شفا ہوگی ؎

اور اگر کوئی چالاکی اور گستاخی سے اس معجزہ میں میرا مقابلہ کرے اور یہ مقابلہ ایسی صورت سے کیا جائے کہ مثلاً قرعہ اندازی سے بیس۲۰ بیمار میرے حوالہ کیئے جائیں اور بیس۲۰ اسکے حوالے کیئے جائیں تو خدا تعالیٰ ان بیماروں کو جو میرے حصہ میں آئیں شفا یابی میں صریح طور پر فریق ثانی کے بیماروں سے زیادہ رکھیگا اور یہ نمایاں معجزہ ہوگا۔ افسوس کہ اِس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں ورنہ نظیر کے طور پر بہت سے عجیب واقعات بیان کیئے جاتے۔ منہ

ابن مریم۔ لا یُسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ اٰثرک اللّٰہ

ابن مریم بنایا ہے وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور لوگ پوچھے جاتے ہیں خدا نے

علٰی کلّ شیء۔ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا

تجھے ہر ایک چیز میں سے چُن لیا دنیا میں کئی تخت اُترے پر تیرا

تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ یریدون ان یطفئوا

تخت سب سے اوپر بچھایا گیا ارادہ کرینگے کہ خدا کے نور کو بجھادیں

نور اللّٰہ۔ الا ان حزب اللّٰہ ھم الغالبون۔ لا تخف۔

خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی کچھ خوف مت کر

انک انت الاعلٰی۔ لا تخف انی لا یخاف لدیّ

تو ہی غالب ہوگا کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قرب میں کسی سے

المرسلون۔ یریدون ان یطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم

نہیں ڈرتے دشمن ارادہ کرینگے کہ اپنے مُنہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھادیں

واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ننزّل علیک

اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں ہم آسمان سے تیرے پر

اسرارا من السماء۔ ونمزق الاعداء کل ممزق۔

کئی پوشیدہ باتیں نازل کرینگے اور دشمنوں کے منصوبوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردینگے

ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون۔

اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو وہ باتھ دکھاوینگے جس سے وہ ڈرتے

فلا تحزن علی الذی قالوا۔ ان ربک لبالمرصاد۔

ہیں۔ پس انکی باتوں سے کچھ غم مت کر کہ تیرا خدا ان کی تاک میں ہے

مَا أُرسل نبی الّا أخزی به الله قوماً لّا یؤمنون۔

کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جس کے ساتھ خدا نے اُن لوگوں کو رسوا نہیں کیا جو اس پر ایمان نہیں لاتے تھے

سننجیك۔ سنعلیك۔ سأُکرمك اکراماً عجباً۔ اُریحك

ہم تجھے نجات دینگے ہم تجھے غالب کرینگے اور میں تجھے ایسی بزرگی دونگا جس سے لوگ تعجب میں پڑینگے میں تجھے آرام

ولا اُجیحك واُخرج منك قوماً ولك نری اٰیات

دونگا اور تیرا نام نہیں مٹاؤنگا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کرونگا اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھاینگے

ونهدم ما یعمرون۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یُضاع

اور ہم اُن عمارتوں کو ڈھا دینگے جو بنائی جاتی ہیں۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضایع نہیں

وقته۔ کمثلك دُرٌّ لا یضاع۔ لك درجة فی السماء

کیا جائیگا۔ اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا۔ آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے۔

وفی الذین هم یبصرون۔ یُبدی لك الرحمٰن شیئاً

اور نیز ان لوگوں کی نگہ میں جنکو آنکھیں دی گئی ہیں۔ خدا ایک کرشمہ قدرت تیرے لئے ظاہر کریگا۔

یخرون علی المساجد۔ یخرون علی الاذقان۔ ربنا اغفر لنا

اس سے منکر لوگ سجدہ گاہوں میں گرینگے اور اپنی ٹھوڑیوں پر گر پڑینگے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہمارے

ذنوبنا انا کنا خاطئین۔ تاالله لقد اٰثرك الله علینا

گناہ بخش ہم خطا پر تھے اور پھر تجھے مخاطب کرکے کہیں گے کہ خدا کی قسم خدا نے ہم سب میں سے

وان کنا لخاطئین۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر الله

تجھے چن لیا اور ہماری خطا تھی جو ہم برگشتہ رہے تب کہا جائیگا کہ آج جو تم ایمان لائے تم پر کچھ سرزنش نہیں

لکم وهو ارحم الراحمین۔ یعصمك الله من العدا

خدا نے تمہارے گناہ بخش دیئے اور وہ ارحم الراحمین ہے خدا تجھے دشمنوں کے شر سے بچائیگا

ویسطو بکل من سطا۔ ذٰلک بما عصوا و کانوا یعتدون۔

اور اس شخص پر حملہ کریگا جو تیرے پر حملہ کرتا ہے کیونکہ وہ لوگ حد سے نکل گئے ہیں اور نافرمانی کی راہوں قدم رکھا ہے

الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ۔ یا جبال اوّبی معہ والطیر۔

کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے ۔ اے پہاڑو اور اے پرندو میرے اس بندہ کے ساتھ وجد اور رقت سے میری یاد کرو

سلامٌ قولًا من رب رحیم۔ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ انی مع الروح معک و مع اھلک۔ لا تخف

تم سب پر اس خدا کا سلام جو رحیم ہے ۔ اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ ۔ مَیں اور روح القدس تیرے ساتھ ہیں اور تیرے اہل کے ساتھ ۔ مت ڈر

انی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ ان وعد اللّٰہ اتٰی۔

میرے قرب میں میرے رسول نہیں ڈرتے ۔ خدا کا وعدہ آیا

و رکل و رکٰی فطوبٰی لمن وجد و رأٰی۔ امم یسّرنا لھم الھدٰی۔ و امم حق علیھم العذاب۔ و قالوا لست مرسلا۔

اور زمین پر ایک پاؤں مارا اور خلل کی اصلاح کی پس مبارک وہ جس نے پایا اور دیکھا ۔ بعض نے ہدایت پائی ۔ اور بعض مستوجب عذاب ہو گئے ۔ اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں

قل کفٰی باللّٰہ شھیدا بینی و بینکم و من عندہٗ علم الکتاب۔

کہ میری سچائی پر خدا گواہی دے رہا ہے ۔ اور وہ لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں

ینصرکم اللّٰہ فی وقت عزیز۔ حکم اللّٰہ الرحمٰن لخلیفۃ اللّٰہ السلطان۔ یؤتٰی لہ الملک العظیم۔ و تفتح علٰی یدہٖ ✽

خدا ایک عزیز وقت میں تمہاری مدد کرے گا ۔ خدائے رحمٰن کا حکم ہے اسکے خلیفہ کے لئے جسکی آسمانی بادشاہت ہے ۔ اس کو ملک عظیم دیا جائیگا ۔ اور خزینے اُس کے لئے

✽ کسی آیندہ زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگر ان کنجیوں کا ظہور حضرت عمر فاروق کے ذریعہ سے ہوا خدا جب اپنے ہاتھ سے ایک قوم بناتا ہے تو پسند نہیں کرتا کہ ہمیشہ انکو لوگ پاؤں کے نیچے کچلتے رہیں آخر بعض بادشاہ انکی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر وہ ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا۔ منہ

الخزاین ذالک فضل اللہ وفی اعینکم عجیب۔ قل یا ایّھا

کھولے جائینگے یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب کہ اے

الکفّار انّی من الصّادقین۔ فانتظروا اٰیاتی حتّٰی حین۔

منکرو میں صادقوں میں سے ہوں پس تم میرے نشانوں کا ایک وقت تک انتظار کرو

سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم۔ حجّۃ قائمۃ وفتح

ہم عنقریب انکو اپنے نشان انکے اردگرد اور انکی ذاتوں میں دکھائینگے اُس دن حجت قایم ہوگی اور کھلی کھلی فتح

مبین۔ انّ اللہ یفصل بینکم۔ انّ اللہ لا یھدی من ھو مسرف

ہوجائیگی خدا اُس دن تم میں فیصلہ کر دیگا خدا اُس شخص کو کامیاب نہیں کرتا جو حد سے نکلا ہوا اور

کذّاب۔ ووضعنا عنک وزرک الّذی انقض ظھرک وقطع

کذّاب ہو اور ہم وہ بھار تیرا اُٹھا لینگے جس نے تیری کمر توڑ دی اور ہم اس

دابر القوم الّذین لا یؤمنون۔ قل اعملوا علٰی مکانتکم انّی عامل

قوم کو جڑھ سے کاٹ دینگے جو ایک حق الامر پر ایمان نہیں لاتے۔ انکو کہہ کہ تم اپنے طور پر اپنی کامیابی کے لئے عمل

فسوف تعلمون۔ انّ اللہ مع الّذین اتّقوا والّذین ھم محسنون

میں مشغول رہو اور میں بھی عمل میں مشغول ہوں پھر دیکھو گے کہ کس کی عمل میں قبولیت پیدا ہوتی ہے خدا انکے ساتھ ہوگا جو تقوی اختیار کرتے ہیں اور انکے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں

ھل اتٰک حدیث الزّلزلۃ۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا۔

کیا تجھے آنیوالے زلزلہ کی خبر نہیں ملی یاد کر جبکہ سخت طور پر زمین ہلائی جائیگی

واخرجت الارض اثقالھا۔ وقال الانسان ما لھا۔ یومئذٍ

اور زمین جو کچھ اُس کے اندر سے باہر پھینک دیگی اور انسان کہیگا کہ زمین کو کیا ہوگیا کہ یہ غیر معمولی بلا اسمیں

تحدّث اخبارھا۔ بانّ ربّک اوحٰی لھا۔ احسب النّاس

پیدا ہوگئی اُس دن زمین اپنی باتیں بیان کریگی کہ کیا اسپر گذرا خدا اسکے لئے اپنے رسول پر وحی نازل کریگا کہ یہ مصیبت پیش آئی ہے کیا لوگ

٭ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ وقت آتا ہے کہ حق کھل جائیگا اور تمام جھگڑے طے ہوجائیں گے اور یہ فیصلہ آسمانی نشانوں کے ساتھ ہوگا زمین بگڑ گئی ہے اب آسمان اس کے ساتھ جنگ کریگا۔ منہ

اِن یترکوا۔ وما یاتیھم الا بغتۃ۔ یسئلونک احق ھو۔

خیال کرتے ہیں کہ یہ زلزلہ نہیں آئیگا ضرور آئیگا اور ایسے وقت آئیگا کہ وہ بالکل غفلت میں ہونگے اور ہر ایک اپنے دنیا کے کام میں مشغول ہوگا کہ زلزلہ انکو پکڑ لیگا۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایسے زلزلہ کا آنا سچ ہے۔

قل اِی و ربی انہ لحق۔ ولا یُرَدّ عن قوم یعرضون۔

کہ خدا کی قسم اس زلزلہ کا آنا سچ ہے اور خدا سے برگشتہ ہونیوالے کسی مقام میں اس سے بچ نہیں سکتے

الرحی یدور و ینزل القضاء۔ لم یکن الذین کفروا من

یعنی کوئی مقام انکو پناہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر گھر کے دروازہ میں بھی کھڑے ہیں تو توفیق نہ پائیں گے جو اس سے باہر ہو جائیں

اھل الکتٰب والمشرکین منفکین حتّٰی تاتیھم البیّنۃ۔

چکی اپنے عمل سے ایک چکی گردش میں آئیگی اور قضا نازل ہوگی جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے حق کے منکر ہو گئے وہ بجز اس نشان

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اُرِیک زلزلۃ

عظیم کے باز آنیوالے نہ تھے اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا میں تجھے قیامت والا زلزلہ

الساعۃ۔ یریکم اللہ زلزلۃ الساعۃ۔ لمن الملک الیوم

دکھاؤں گا۔ خدا تجھے قیامت والا زلزلہ دکھائے گا اُس دن کہا جائیگا آج کس کا ملک ہے

للہ الواحد القہار۔ چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان

کیا اس خدا کا ملک نہیں جو سب پر غالب ہے اور میں اس زلزلہ کے نشان کی پنج مرتبہ تم کو چمک دکھلاؤنگا

کی پنج بار۔ اگر چاہوں تو اُس دن خاتمہ۔ انّی احافظ

اگر چاہوں تو اُس دن دنیا کا خاتمہ کردوں میں ہر ایک کو جو تیرے

کل من فی الدار۔ اریک ما یُرضیک۔ رفیقوں کو کہدو

گھر میں ہوگا اسکی حفاظت کرونگا اور میں تجھے وہ کرشمہ قدرت دکھلاؤں گا جس سے تو خوش ہو جائیگا رفیقوں کو

کہ عجایب در عجایب کام دکھلانیکا وقت آگیا ہے

کہدو کہ عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے

٭ اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسیقدر ہلکے اور خفیف ہونگے اور دنیا اُن کو معمولی سمجھے گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دیگا یہانتک کہ وہ تمنا کرینگے کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے۔ اب یاد رہے کہ اس وحی الٰہی کے بعد اسوقت تک جو ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے آ چکے ہیں یعنی ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء اور ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں شاید چار زلزلے پہلے ایسے ہونگے جیسا کہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا واللہ اعلم۔ منہ

انا فتحنا لك فتحًا مبينًا ؕ ليغفر لك اللّٰه ما تقدم من ذنبك

میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کروں گا جو کھلی کھلی فتح ہو گی تا کہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخشدے جو پہلے

وما تأخر ۔ انی انا التواب ؕ من جاءك جاءنی ۔ سلام

ہیں اور پچھلے ہیں ۔ میں توبہ قبول کرنے والا ہوں جو شخص تیرے پاس آئیگا وہ گویا میرے پاس آئیگا ۔

عليكم طبتم ؕ نحمدك ونصلی ؕ صلوٰة العرش الی الفرش ؕ

تم پر سلام تم پاک ہو ۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں عرش سے فرش تک تیری پر درود ہے

نزلت لك ولك نری ايات ۔ الامراض تشاع ۔ والنفوس

میں تیرے لئے اترا ہوں اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤنگا ۔ ملک میں بیماریاں پھیلیں گی اور بہت جانیں

تضاع ۔ وما كان اللّٰه ليغير ما بقوم حتّٰی يغيروا ما

ضائع ہونگی اور خدا ایسا نہیں ہے جو اپنی تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی جبتک وہ قوم اپنے

بانفسهم ۔ انه اوى القرية ۔ لولا الاكرام ۔ لهلك المقام ؕ

دلوں کے خیالات کو نہ بدل ڈالیں وہ اس گاؤں کو کسیقدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لیگا اگر مجھے تیری عزت کا پاس نہ ہوتا تو تمام گاؤں کو ہلاک کر دیتا

انی احافظ كل من فی الدار ؕ ما كان اللّٰه ليعذبهم

میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہے بچالونگا کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے

وانت فيهم ؕ امن است در مکان محبت سرائے ما

نہیں مریگا خدا ایسا نہیں ہے کہ جن میں تو ہے انکو عذاب کرے ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے

بھونچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کر دی ۔

ایک زلزلہ آئیگا اور بڑی سختی سے آئیگا اور زمین کو زیر و زبر کر دیگا

يوم تأتی السماء بدخان مبين ؕ وتری الارض يومئذ خامدة

اس دن آسمان سے ایک کھلا کھلا دھواں نازل ہوگا اور اس دن زمین زرد پڑ جائیگی یعنی سخت قحط کے

* قانونِ قدرت کا قاعدہ ہے کہ وہ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر زلزلے اور طرح طرح کے عیب ان پر لگاتے ہیں گویا دنیا کے تمام عیبوں اور جرائم کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور جیسا کہ تو وہی مجموعہ میں اب ان دو ساد وں کا کیا جواب دیا ہے جو نفس کی فراست کے ساتھ مخلوط ہیں اس لئے بہشتِ الٰہی کے جوش سے تمام جھگڑوں کا فیصلہ کر دیتا ہے اور کوئی ایسا عظیم الشان نشان ظاہر کرتا ہے جس سے اس کی بریت ظاہر ہو جاتی ہے یہی لیغفر لک اللّٰہ کے حقیقی معنی ہیں ۔ منہ

** حاشیہ ۔ اوٰی کا لفظ عرب کی زبان میں اس موقعہ پر استعمال پاتا ہے جبکہ کسیقدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو اپنی پناہ میں لیا جائے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الم يجدك يتيمًا فاوٰی اور جیسا کہ فرماتا ہے اوينٰهما الٰی ربوة ذات قرار و معين ۔ منہ

*** یعنی اس زلزلہ کے لئے جو قیامت کا نمونہ ہوگا یہ علامتیں ہیں کہ کچھ دن پہلے اس سے قحط پڑیگا اور زمین خشک جائیگی نہ معلوم کہ معاً اسکے بعد یا کچھ دیر کے بعد زلزلہ آئیگا ۔ منہ

مصفرۃ۔ اُکرمك بعد توھینك۔ یریدون ان لایتم

آثار ظاہر ہونگے۔ مَیں بعد اسکے جو مخالف تیری توہین کریں تجھے عزت دونگا اور تیرا اکرام کرونگا وہ ارادہ کرینگے جو تیرا کام ناتمام رہے

امرك۔ واللّٰہ یابی الا ان یتم امرك۔ انی انا الرحمان ساجعل

اور خدا نہیں چاہتا جو تجھے چھوڑ دے جبتک تیرے تمام کام پورے نہ کرے۔ مَیں رحمان ہوں ہر ایک امر میں تجھے سہولت دونگا

لك سھولۃ فی کل امر۔ اریك برکات من کل طرفٍ۔

ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا

نزلت الرحمۃ علٰی ثلٰث۔ العین وعلی الاخریین۔ تردّ الیك

میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہوئی ایک آنکھیں اور دو اور عضو میں یعنی انکو سلامت رکھوں گا اور

انوار الشباب۔ تریٰ نسلاً بعیدا۔ انا نبشرك بغلام مظھر

جوانی کے نور تیری طرف عود کرینگے اور تو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لیگا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے

الحق والعلٰی۔ کان اللّٰہ نزل من السماء۔ انا نبشرك بغلام

ہیں جسکے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اُتریگا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں

نافلۃ لك۔ سبحٰنك اللّٰہ ورافاك۔ وعلمك مالم تعلم

جو تیرا پوتا ہوگا خدانے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے

انہ کریم تمشّی امامك وعادی لك من عادٰی۔ وقالوا

جن کا تجھے علم نہ تھا وہ کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا اور تیرے دشمنوں کا وہ دشمن ہوا اور کہیں گے

ان ھٰذا الا اختلاق۔ الم تعلم ان اللّٰہ علٰی کل شیءٍ قدیر۔

کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے اے معترض کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے

یُلقی الروح علٰی من یشاء من عبادہ۔ کل برکۃ من محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم

جسپر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوّت اُسکو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد صلعم سے ہے

✤ یہ خدا تعالیٰ کی وحی یعنی تریٰ نسلاً بعیداً قریباً تیس سال کی ہے۔ منہ ✱ یعنی وہ بڑے نشان جو دنیا میں ظاہر ہوں گے ضرور ہے جو پہلے اُن سے توہین کیجائے اور طرح طرح کی بُری باتیں کہی جائیں اور الزام لگائے جائیں۔ تب بعد اس کے آسمان سے خوفناک نشان ظاہر ہونگے یہی سُنت اللہ ہے کہ پہلی نوبت منکروں کی ہوتی ہے اور دوسری خدا کی۔ منہ

فتبارك من علّم و تعلّم ۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی

پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا جسنے تعلیم پائی۔ خدانے وقت کی ضرورت محسوس

مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔* انی معك و مع اھلك

کی اور اسکو محسوس کرنے اور نبوت کی مہر نے جسمیں بشدت قوت کا فیضان ہے بڑا کام کیا یعنی تیرے مبعوث ہونیکے دو باعث ہیں (۱) خدا کا ضرورت کو محسوس کرنا اور (۲) آنحضرت کی مہر نبوت کا فیضان

و مع کل من احبك ۔ تیرے لئے میرا نام

میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھے پیار کرتا ہے۔ تیرے لئے میرے نام نے اپنی

چمکا۔ روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ فبصرك الیوم

چمک دکھلائی روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا پس آج نظر تیری

حدید ۔ اطال اللہ بقاءك ۔ اسّی یا اُس پر پانچ چار زیادہ

تیز ہے خدا تیری عمر دراز کرے گا اسّی برس یا پانچ چار زیادہ

یا پانچ چار کم ۔ میں تجھے بہت برکت دُونگا۔ یہانتک

یا پانچ چار کم۔

کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے تیرے لئے میرا نام

چمکا۔ پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھاؤں گا خدا کے مقبولوں

میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور ان کی تعظیم

---

* حاشیہ ۔ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدانے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جسمیں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمّتی ہے اور ایک پہلو

ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں۔ اور وہ سلامتی کے
شہزادے کہلاتے ہیں۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار
تیرے آگے ہے* پر تو نے وقت کو نہ پہچانا
نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں

بقیہ حاشیہ پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھیرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنے میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر انکی نبوت موسیٰؑ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہِ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰؑ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہِ راست اُنکو منصب نبوت ملا۔ اور ان کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو رشد اور صلاح اور تقویٰ سے بہت ہی کم حصہ ملا تھا اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی امت اولیاء اللہ کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی اور کوئی شاذ و نادر ان میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے بلکہ اکثر

* یہ پیشگوئی ایک ایسے شخص کے بارہ میں ہے جو مرید بنکر پھر مرتد ہوگیا اور بہت شوخیاں دکھلائیں اور گالیاں دیں اور زبان درازی میں آگے سے آگے بڑھا پس خدا فرماتا ہے کہ کیوں آگے بڑھتا ہے کیا فرشتوں کی تلواریں نہیں دیکھتا۔ منہ۔

رب فرق بین صادق وکاذب۔ انت تریٰ کل مصلح

اے خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کر کے دکھلا تو ہر ایک مصلح اور صادق کو جانتا ہے

وصادق۔ رب کل شئ خادمک رب فاحفظنی۔ وانصرنی

اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگہ رکھ اور میری مدد کر

وارحمنی۔ خدا قاتل تو باد۔ و مرا از شر تو محفوظ دارد۔

اور مجھ پر رحم کر۔ اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خدا تجھے تباہ کرے اور تیرے شر سے مجھ کو نگہ رکھے

زلزلہ آیا اُٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں

یعنی وہ بھونچال جو وعدہ دیا گیا ہے جلد آنیوالا ہے اس وقت خدا کے بندے قیامت کا نمونہ دیکھ کر نمازیں پڑھیں گے

بقیہ حاشیہ ان میں سرکش فاسق فاجر دنیا پرست ہوتے رہے ہیں اور اسی وجہ سے ان کی نسبت حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ کی قوت تاثیر کا توریت اور انجیل میں اشارہ تک نہیں ہے توریت میں جا بجا حضرت موسیٰؑ کے صحابہ کا نام ایک سرکش اور سخت دل اور مرتکب معاصی اور مفسد قوم لکھا ہے جن کی نافرمانیوں کی نسبت قرآن شریف میں بھی یہ بیان ہے کہ ایک لڑائی کے موقع کے وقت میں انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو یہ جواب دیا تھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون ۔ یعنی تو اور تیرا رب دونو جا کر دشمنوں سے لڑائی کرو ہم تو اسی جگہ بیٹھیں گے یہ حال تھا انکی فرمانبرداری کا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں وہ جوش عشق الٰہی پیدا ہوا اور توجہ قدسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تاثیر اُن کے دلوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح سر کٹائے۔ کیا کوئی پہلی امت میں ہمیں دکھا سکتا ہے یا نشان دے سکتا ہے کہ انہوں نے بھی صدق اور صفائی دکھلایا یہ تو حضرت موسیٰؑ کے صحابہ کا حال تھا۔ اب حضرت مسیحؑ کے صحابہ کا حال سنو کہ ایک نے تو جس کا نام یہودا اسکریوطی تھا تیس روپیہ لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرادیا

یظھرک اللّٰہ ویثنی علیک۔ لولاک لما خلقت الافلاک*

خدا تجھے غالب کریگا اور تیری تعریف لوگوں میں شائع کریگا۔ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا

ادعونی استجب لکم۔ دست تو دعائے تو ترحم زخدا۔

مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا تیرا ہاتھ ہے اور تیری دعا اور خدا کی طرف سے رحم ہے

زلزلہ کا دھکا۔ عفت الدیار محلھا و مقامھا۔

زلزلہ کا دھکا جس سے ایک حصہ عمارت کا مٹ جائیگا مستقل سکونت کی جگہ اور عارضی سکونت

تتبعھا الرادفۃ۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

کی جگہ سب مٹ جائینگی اُسکے بعد ایک اور زلزلہ آئیگا۔ بہار جب دوبارہ آئیگی تو پھر ایک اور زلزلہ آئیگا

بقیہ حاشیہ اور پطرس حواری جس کو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں اس نے حضرت مسیح کے روبرو اُنپر لعنت بھیجی اور باقی جس قدر حواری تھے وہ مصیبت کا وقت دیکھ کر بھاگ گئے اور ایک نے بھی استقامت نہ دکھلائی اور ثابت قدم نہ رہے اور بزدلی ان پر غالب آگئی۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تلواروں کے سایہ کے نیچے وہ استقامتیں دکھلائیں اور اس طرح مرنے پر راضی ہوئے جن کی سوانح پڑھنے سے رونا آتا ہے پس وہ کیا چیز تھی جس نے ایسی عاشقانہ روح اُن میں پھونک دی اور وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے اُن میں اسقدر تبدیلی کردی یا تو جاہلیت کے زمانہ میں وہ حالت اُنکی تھی کہ وہ دنیا کے کیڑے تھے اور کوئی معصیت اور ظلم کی قسم نہیں تھی جو اُن سے ظہور میں نہیں آئی تھی اور یا اس نبی کی پیروی کے بعد ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا اُن کے اندر سکونت پذیر ہو گیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وہی توجہ اس پاک نبی کی تھی جو اُن لوگوں کو سفلی زندگی سے ایک پاک زندگی کی طرف کھینچ کر لے آئی اور جو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کا سبب تلوار نہیں تھی بلکہ وہ اس تیرہ سال کی آہ وزاری اور دعا اور تضرع کا اثر تھا

* حاشیہ۔ ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنی ملایک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ منہ۔

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ ربّ اخّر وقت

پھر بہار جب بار سوم آئیگی تو اسوقت اطمینان کے دن آجائینگے اور اسوقت تک خدا کی نشان ظاہر کرےگا اے خدا بزرگ

ھٰذا۔ اخّرہ اللّٰہ الیٰ وقت مسمّیٰ※ تری نصراً عجیباً

زلزلہ کے ظہور میں کسی قدر تاخیر کردے خدا نمونۂ قیامت کے زلزلہ کے ظہور میں ایک وقت مقرر تک تاخیر کردیگا تب تو ایک عجیب مدد دیکھیگا

ویخرّون علی الاذقان۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا انّا کنّا

اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں پر گرینگے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہمیں بخش اور ہمارے گناہ معاف کر ہم خطا پر تھے

خاطئین۔ یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک۔ لا تثریب علیکم الیوم

اور زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی میں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی اے خطا کارو! آج تم پر

بقیّہ حاشیہ۔ جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے اور مکہ کی زمین بول اُٹھی کہ میں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اسکی آہ وزاری سے بھر گیا۔ خدا بے نیاز ہے اُسکو کسی ہدائت یا ضلالت کی پرواہ نہیں پس یہ نور ہدائت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا۔ اور پھر دنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دور اور مہجور ہوگئی مگر اسلام میں چشمہ توحید جاری رہا یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ **لعلّک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین** یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کردیگا جو یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی امت میں جو اس درجہ کی صلاح وتقویٰ پیدا نہ ہوئی اسکی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دلسوزی امت کے لئے اُن نبیوں میں نہیں تھی. افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف

※ پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونۂ قیامت ہوگا بہت جلد آنیوالا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اُس زلزلہ کے ظہور کے لیے ایک نشان ہوگا اس لیے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لیے بشارت دیگا اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کرینگے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی ایسا ہی اسکا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اس کے لیے اور نام بھی ہوں گے مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اُس زلزلہ نمونۂ قیامت میں کچھ تاخیر ڈالدی جائے اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اسی وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ربّ اخّر وقت ھٰذا۔ اخّرہ اللہ الیٰ وقتٍ مسمّی یعنی خدا نے دعا قبول کرکے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈالدیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپکر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ زلزلہ نمونۂ قیامت آنے میں تاخیر ہوگئی اس لیے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی (دیکھو صفحہ ۱۰۱)

یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ تلطف بالنّاس

کوئی ملامت نہیں خدا تمہارے گناہ بخش دیگا وہ ارحم الراحمین ہے۔ لوگوں کے ساتھ لطف او ر مدارت

وترحّم علیھم انت فیھم بمنزلۃ موسیٰ۔ یأتی علیک زمنٌ

سے پیش آ تو مجھ سے بمنزلہ موسیٰ کے ہے تیرے پر موسیٰ کے زمانہ کی طرح

کمثل زمن موسیٰ۔ انا ارسلنا الیکم رسولًا شاھدًا علیکم

ایک زمانہ آئے گا ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اُسی رسول

کما ارسلنا الٰی فرعون رسولًا۔ آسمان سے بہت دودھ

کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ آسمان سے بہت دودھ

بقیہ حاشیہ خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اِس اُمت کو یہ دعا سکھلاتا ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم ۝ صراط الذین انعمت علیھم۔ پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔ افسوس کہ تعصب اور نادانی کے جوش سے کوئی اس آیت میں غور نہیں کرتا۔ بڑا شوق رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہو مگر خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مرگیا اور اسکی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ یعنی ہم نے عیسیٰ اور اُسکی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفّٰے پانی کے چشمے اُسمیں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے اسی وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ کی طرح مفقود ہے یہ کسقدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔ اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی وہی مسیح موعود کہلائیگا۔ منہ

بقیہ حاشیہ۔ لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریبًا چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی۔

اُترا ہے محفوظ رکھو۔ انی انرتک واخترتک تیری

اترا ہے یعنی معارف اور حقائق کا دودھ۔ میںنے تجھے روشن کیا اور چن لیا اور تیری

خوش زندگی کا سامان ہو گیا ہے۔ واللہ خیر من کل شئ

خوشں زندگی کا سامان ہو گیا ہے خدا ہر چیز سے بہتر ہے

عندی حسنۃ ھی خیر من جبل۔ بہت سے سلام میری تیرے پر

میرے قرب میں ایک نیکی ہے جو وہ ایک پہاڑ سے زیادہ ہے تیرے پر بکثرت میرے سلام

ہوں۔ انا اعطیناک الکوثر۔ ان اللہ مع الذین اھتدوا

ہیں ہم نے کثرت سے تجھے دیا ہے خدا ان کے ساتھ ہے جو راہ راست اختیار کرتے ہیں

والذین ھم صادقون۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم

اور جو صادق ہیں خدا ان کے ساتھ ہے جو تقوے اختیار کرتے ہیں

محسنون۔ اراد اللہ ان یبعثک مقاما محمودا۔ دو

اور نیکو کار ہیں خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جس میں تو تعریف کیا جائیگا دو

نشان ظاہر ہوں گے۔ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون

نشان ظاہر ہوں گے اور اے مجرمو آج تم الگ ہو جاؤ

یکاد البرق یخطف ابصارھم۔ ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون

خدا کے نشانوں کی برق انکی آنکھیں اُچک کر لے جائے گی یہ وہی بات ہے جس کیلئے جلدی کرتے تھے۔

یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک۔ کلام افصحت من

اے احمد تیری لبوں پر رحمت جاری ہے تیرا کلام خدا کی طرف سے

لدن رب کریم۔ در کلام تو چیزے ست کہ شعراء را در آن

فصیح کیا گیا ہے تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو

دخلے نیست۔ ربّ علّمنی ما ھو خیر عندک۔ یعصمک اللّٰہ من

دخل نہیں اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے

العدا و یسطو بکل من سطا۔ برزما عندھم من الرماح۔ انی

بچائے گا اور حملہ کرنیوالوں پر حملہ کردیگا انہوں نے جو کچھ انکے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کر دیئے

ساخبرہ فی اٰخر الوقت۔ انک لست علی الحق۔ ان اللّٰہ رؤف

میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدوں گا کہ تو حق پر نہیں ہے خدا رؤف و رحیم ہے

رحیم۔ انا النّا لک الحدید۔ انی مع الافواج اٰتیک

ہم نے تیرے لئے لوہے کو نرم کردیا میں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا

بغتۃً۔ انی مع الرسول اُجیب۔ اُخطی و اُصیب۔* وقالوا انّٰی لک

میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دونگا اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کرونگا

ھٰذا۔ قل ھو اللّٰہ عجیب۔ جاءنی ایل** واختار۔ و ادار اصبعہٗ

اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا کہ خدا ذوالعجائب ہے میرے پاس آیل آیا اور اُس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو

واشار۔ ان وعد اللّٰہ اتی۔ فطوبٰی لمن وجد و رأی۔ الامراض

گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا۔ پس مبارک وہ جو اسکو پاوے اور دیکھے طرح طرح کی بیماریاں

تشاع والنفوس تضاع۔ انی مع الرسول اقوم۔

پھیلائی جائینگی اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہوگا۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔

---

* حاشیہ۔ اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنی رکھتے ہیں کہ میں خطا بھی کرونگا اور صواب بھی یعنی جو میں چاہونگا کبھی کرونگا اور کبھی نہیں میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں آجاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ میں مومن کی قبض روح کے وقت تردد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردد سے پاک ہے اسی طرح یہ وحی الٰہی کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی میں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔ منہ

** اس جگہ آیل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اسلئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ منہ

وافطروا صوم ۔ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم

میں افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا اور ایک مدت مقرر تک میں اس زمین سے علیحدہ نہیں ہوں گا

واجعل لک انوار القدوم ۔ واقصدک واروم ۔ واعطیک

اور تیرے لئے اپنے آنیکے نور عطا کرونگا اور تیری طرف قصد کروں گا اور وہ چیز تجھے دونگا

مایدوم ۔ انا نرث الارض ناکلھا من اطرافھا ۔ نقلوا

جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہیگی ۔ ہم زمین کے وارث ہونگے اور اطراف سے اسکو کھاتے آئینگے کئی لوگ

الی المقابر ۔ ظفر من اللہ وفتح مبین ۔ ان ربی قوی قدیر

قبروں کی طرف نقل کرینگے اس دن خدا کی طرف سے کھلی فتح ہوگی میرا رب زبردست قدرت والا ہے

انہ قوی عزیز ۔ حلّ غضبہ علی الارض ۔ انی صادق

اور وہ قوی اور غالب ہے اس کا غضب زمین پر نازل ہوگا ۔ میں صادق ہوں

انی صادق ولیشھد اللہ لی ۔ اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں

میں صادق ہوں اور خدا میری گواہی دیگا ۔ اے ازلی ابدی خدا میری

کو پکڑ کے آ ۔ ضاقت الارض بما رحبت ۔ رب انی مغلوب فانتصر

مدد کے لئے آ زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہوگئی ہے اے میرے خدا میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے لے

فسحقھم تسحیقا ۔ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں

پس ان کو پیس ڈال کہ وہ زندگی کی وضع سے دور جا پڑے ہیں

---

* حاشیہ ظاہر ہے کہ خدا روزہ رکھنے اور افطار سے پاک ہے اور یہ الفاظ اپنے اصلی معنوں کی رو سے اسکی طرف منسوب نہیں ہو سکتے پس یہ صرف ایک استعارہ ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ کبھی میں اپنا قہر نازل کرونگا اور کبھی کچھ مہلت دونگا اس شخص کی مانند جو کبھی کھاتا ہے اور کبھی روزہ رکھ لیتا ہے اور اپنے تئیں کھانے سے روکتا ہے اور اس قسم کے استعارات خدا کی کتابوں میں بہت ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کو خدا کہیگا کہ میں بیمار تھا میں بھوکا تھا میں ننگا تھا ۔ الخ ۔ منہ

انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہ کن فیکون۔ تو در منزل ما چو بار بار آئی ٭

تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔ اے میرے بندے چونکہ تو میری فرودگاہ میں

خدا ابر رحمت ببارید یا نے ٭ انا امتنا اربعۃ عشر دوابا ط

بار بار آتا ہے اسلئے اب تو خود دیکھ لے کہ تیری پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہ۔ ہم نے چودہ چار پایوں کو ہلاک کر دیا۔

ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون۔ سر انجام جاہل جہنم بود ٭

کیونکہ وہ نافرمانی میں حد سے گذر گئے تھے جاہل کا انجام جہنم ہے

کہ جاہل نکو عاقبت کم بود ٭ میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا۔

جاہل کا خاتمہ بالخیر کم ہوتا ہے میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا

انّی اُمرتُ من الرحمٰن فاتونی۔ انی حمی الرحمٰن۔ انی لاجد

میں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں پس تم میری طرف آجاؤ۔ میں خدا کا چراگاہ ہوں اور مجھے گم گشتہ یوسف

ریح یوسف لولا ان تفنّدون۔ الم تر کیف فعل

کی خوشبو آئی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ یہ شخص بہک رہا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے

ربک باصحاب الفیل ط الم یجعل کیدھم فی تضلیل ط

اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا کیا اُس نے اُن کے مکر کو اُلٹا کر اُنہیں پر نہیں مارا

وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا ٭

وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا

انّا عفونا عنک۔ لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ ط

ہمنے تجھے معاف کیا خدا نے بدر میں یعنی اس چودھویں صدی میں تمہیں ذلت میں پا کر تمہاری مدد کی

وقالوا ان ھذا الا اختلاق۔ قل لو کان من عند غیر اللہ

اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے انکو کہ اگر یہ کاروبار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا

٭ اس کی تصریح نہیں کی گئی۔ واللہ اعلم۔ منہ

لوجدتم فیه اختلافا کثیرا۔ قل عندی شهادة من الله

تو اس میں بہت اختلاف تم دیکھتے انکو کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے

فهل انتم مؤمنون۔ یاتی قمر الانبیا۔ و امرک یتاتّٰی۔

پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں - نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام پورا ہو جائیگا

وامتازوا الیوم ایها المجرمون۔ بھونچال آیا اور بشدت آیا

اور آج اے مجرمو! تم الگ ہو جاؤ - بڑی شدت سے زلزلہ آئیگا اور اوپر کی

زمین تہ و بالا کر دی✣۔ هذا الذی کنتم به تستعجلون۔

زمین نیچے کر دیگا - یہ وہی وعدہ ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے

انی احافظ کل من فی الدار۔ سفینة وسکینة۔ انی معک

میں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے اس زلزلہ سے بچالونگا کشتی ہے اور آرام ہے میں تیرے ساتھ

ومع اهلک۔ ارید ما تریدون۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری

اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں میں وہی ارادہ کرونگا جو تمہارا ارادہ ہے۔ بنگالہ کی نسبت پیشگوئی ہے جو تقسیم بنگالہ

کیا گیا تھا اب انکی دلجوئی ہوگی۔

سے اہل بنگالہ کی دلآزاری کی گئی خدا فرماتا ہے کہ پھر وہ وقت آتا ہے کہ پھر کسی پیرایہ میں اہل بنگالہ کی دلجوئی کیجائیگی۔

✣ حاشیہ۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جیسا کہ یسعیاہ نبی کے زمانہ میں ہوا کہ اس نبی کی پیشگوئی کے مطابق پہلے ایک عورت مسمات علمہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ پھر بعد اسکے حزقیاہ بادشاہ نے فتح پائی اسی طرح اس زلزلہ سے پہلے منظور محمد لدھانوی کی بیوی کو جس کا نام محمدی بیگم ہے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس بڑے زلزلہ کیلئے نشان ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہوگا مگر ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آویں اس لڑکے کے مفصلہ ذیل نام ہونگے۔ بشیر الدولہ[1] کیونکہ وہ ہماری فتح کیلئے نشان ہوگا۔ کلمۃ اللہ خان[2] یعنی خدا کا کلمہ عالم کباب[3] ورڈ[4]۔ شادی خان[5]۔ کلمۃ العزیز[6] وغیرہ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جس سے حق کا غلبہ ہوگا تمام دنیا خدا کے ہی کلمے ہیں اسلئے اسکا نام کلمۃ اللہ رکھنا غیر معمولی بات نہیں ہے - وہ لڑکا اب کی دفعہ وہ لڑکا پیدا نہیں ہوا کیونکہ خدا نے فرمایا اخرہ اللہ الی وقت مسمّٰی یعنی وہ زلزلۃ الساعۃ جسکے لئے وہ لڑکا نشانی ہوگا ہم نے اسکو ایک اور وقت پر ڈال دیا منہ

الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر و النسب۔ الحمد للہ الذی اذھب

اس خدا کو تعریف ہے جس نے داماد ی اور نسب کی رو سے تیرے پر احسان کیا۔ اُس خدا کو تعریف ہے جس نے میرا غم

عنی الحزن۔ و اٰتانی ما لم یؤت احد من العالمین۔ یٰسٓ انک

دور کیا اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی اے سردار تو خدا کا

لمن المرسلین۔ علٰی صراط مستقیم۔ تنزیل العزیز الرحیم۔

مرسل ہے راہ راست پر اُس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنیوالا ہے

اردت ان استخلف فخلقت اٰدم یحیی الدین و یقیم الشریعۃ

میں نے ارادہ کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا وہ دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کریگا۔

چو دور خسروی آغاز کردند ٭ مسلماں را مسلماں باز کردند

جب مسیح السلطان کا دور شروع کیا گیا۔ تو مسلمانوں کو جو صرف رسمی مسلمان تھے نئے سرے مسلمان بنانے لگے

انّ السمٰوات والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما۔ قرب اجلک

آسمان اور زمین ایک گٹھڑی کی طرح بندھے ہوئے تھے ہم نے ان دونوں کو کھول دیا یعنی زمین نے اپنی پوری قوت ظاہر کی اور آسمان نے بھی۔

المقدّر۔ انّ ذا العرش یدعوک۔ ولا نبقی لک من المخزیات

اب تیرا وقت موت قریب آگیا۔ ذوالعرش تجھے بلاتا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر نہیں چھوڑینگے

ذکرا۔ قلّ میعاد ربک۔ ولا نبقی لک من المخزیات شیئاً۔

تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی امر رسوا کنندہ باقی نہیں چھوڑینگے

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن خدا کی طرف سے

زندگی کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اُس دن سب جماعت دل برداشتہ

سب پر اداسی چھا جائیگی۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔

اور اداس ہو جائیگی کئی واقعات کے ظہور کے بعد پھر تیرا واقعہ

٭ یعنی خدا نے تجھ پر یہ احسان کیا کہ ایک شریف اور معزز اور شہرت یافتہ اور باوجاہت خاندان سے تجھے پیدا کیا اور دوسرے یہ احسان کیا کہ ایک معزز دہلی کے سادات کے خاندان سے تیری بیوی آئی۔ منہ

٭ خدا تعالٰی کی کتابوں میں مسیح آخر الزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے اِس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے یعنی وہ آئندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا اور بڑے بڑے اکابر اُس کے پیرو ہوں گے۔ منہ

پھر تیرا واقعہ ہوگا۔ تمام عجائبات قدرت دکھلانے کے

ظہور میں آئیگا قدرت الٰہی کے کئی عجائب کام پہلے دکھلائے جائیں گے پھر

بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ جاء وقتک ونبقی لک الاٰیات

تمہاری موت کا واقعہ ظہور میں آئیگا۔ تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے روشن نشان چھوڑینگے

باھرات۔ جاء وقتک ونبقی لک الاٰیات بیّنات

تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے کھلے نشان باقی رکھیں گے۔

ربّ توفّنی مسلماً والحقنی بالصالحین۔ اٰمین

اے میرے خدا اسلام پر مجھے وفات دے اور نیکوکاروں کے ساتھ مجھ ملادے۔ آمین۔

خاتمہ

بعض معترضین کے اعتراضات کے جواب میں

چونکہ اِس پُرآشوب زمانہ میں مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوگئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی کرنا نجات کیلئے ضروری نہیں سمجھتے اور صرف خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ماننا بہشت میں داخل ہونیکے لئے کافی خیال کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ محض افترا اور ظلم کے طور پر یا اپنی غلط فہمی سے میرے پر طرح طرح کے بیجا اعتراض کرتے ہیں۔ جن اعتراضوں سے بعض کا مطلب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تا لوگوں کو اس سلسلہ سے بیزار کریں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ دقایق دین کے سمجھنے سے اُن کی طبیعتیں قاصر ہیں اور اُنکی طبیعت میں شر نہیں مگر فہم رسا بھی نہیں اور نہ وسعت علمی ہے جس سے وہ خود بخود حقیقت حال دریافت کرسکیں اسلئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس خاتمہ میں اُن سب کے شبہات کا ازالہ کیا جاوے +

کچھ ضرورت نہ تھا کہ میں ان شبہات کے دور کرنے کیلئے توجہ کرتا کیونکہ میری بہت سی کتابوں کے متفرق مقامات میں ان بیہودہ اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے لیکن ان دنوں میں **عبد الحکیم خان** نام ایک شخص جو پٹیالہ کی ریاست میں اسسٹنٹ سرجن ہے جو پہلے اس سے ہماری سلسلہ بیعت میں داخل تھا مگر بباعث کمی ملاقات اور قلت صحبت دینی حقایق سے محض بے خبر اور محروم تھا اور تکبّر اور جہل مرکب اور رعونت اور بدظنی کی مرض میں مبتلا تھا اپنی بدقسمتی سے مرتد ہو کر اس سلسلہ کا دشمن ہو گیا ہے اور جہاں تک اس سے ہو سکا خدا کے نور کو معدوم کرنیکے لئے اپنی جاہلانہ تحریروں میں زہریلی پھوکوں سے کام لے رہا ہے تا اس شمع کو بجھاوے جو خدا کے ہاتھ سے روشن ہے اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ اختصار کے لحاظ سے بعض اس کے ایسے اعتراضات کا جواب لکھدیا جاوے جو عوام کو مطلع کرنیکے لئے قابل جواب ہیں کیونکہ عوام پر یہ امر بباعث غفلت اور مشغولی دنیا کے البتہ مشکل ہے کہ تمام میری کتابیں تلاش کر کے اُنمیں سے یہ جواب معلوم کریں۔

سو پہلے وہ امر لکھنے کے لائق ہے جسکی وجہ سے عبد الحکیم خان ہماری جماعت سے علیحدہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نجات اُخروی حاصل کرنیکے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر **ایمان** لانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک جو خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے (گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذّب ہے) وہ **نجات** پائیگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اُس کے نزدیک ایک شخص اسلام سے **مرتد** ہو کر بھی نجات پا سکتا ہے اور ارتداد کی سزا دینا اُس کو ظلم ہے۔ مثلاً حال میں ہی جو ایک شخص عبد الغفور نام مرتد ہو کر آریہ سماج میں داخل ہوا اور دھرم پال نام رکھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تکذیب میں دن رات کمربستہ ہے وہ بھی عبد الحکیم خان کے نزدیک سیدھا بہشت میں جائیگا کیونکہ آریہ لوگ بت پرستی سے دستکش ہیں مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ایسے عقیدہ کی رو سے **انبیاء** علیہم السلام کا مبعوث ہونا محض بیہودہ اور لغو کام ٹھیرے گا کیونکہ جب ایک شخص انبیاء علیہم السلام کا مکذب اور دشمن ہو کر بھی خدا کو ایک جاننے سے **نجات** پا سکتا ہے تو پھر اس

صورت میں گویا انبیاء صرف عبث طور پر دنیا میں بھیجے گئے ✽ ورنہ اُن کے بغیر بھی کام چل سکتا تھا اور اُن کے وجود کی کوئی بڑی بھاری ضرورت نہ تھی۔ اور اگر یہ سچ تھا کہ صرف خدا کو واحد لاشریک کہنا ہی کافی ہے تو گویا یہ بھی ایک شرک کی قسم ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لازمی طور پر ملایا گیا اور درحقیقت اس خیال کے لوگ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنا شرک ہی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی کامل توحید اسی میں تصوّر کرتے ہیں کہ اُس کے ساتھ کسی کا نام نہ ملایا جائے اور ان کے نزدیک دین اسلام سے خارج ہونا نجات سے مانع نہیں۔ اور اگر مثلاً ایک ہی دن میں سب کے سب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کر کے گمراہ فلسفیوں کی طرح مجرد توحید کو کافی سمجھیں اور اپنے تئیں قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مستغنی خیال کریں اور مکذب ہو جائیں۔ تو ان کے نزدیک یہ سب لوگ باوجود مرتد ہونے کے نجات پا جائینگے اور بلاشبہ بہشت میں داخل ہونگے۔

مگر یہ بات کسی ادنیٰ عقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے اِس زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے، کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے اور اسکی ہستی اور وجود اور وحدانیت پر ایمان لاتا ہے ایسا ہی اس کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاوے اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور و مسطور ہے سب پر ایمان رکھے یہی وہ امر ہے جو ابتدا سے مسلمانوں کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے۔ اور اسی پر محکم عقیدہ رکھنے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں دیں اور کئی صادق مسلمان جو کفار کے ہاتھ میں عہد نبوی میں گرفتار ہو گئے تھے انکو بار بار یہ فہمایش کی گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو جاؤ تو تم ہمارے ہاتھ سے رہائی پاؤ گے لیکن انہوں نے انکار نہ کیا اور اسی راہ میں جان دی یہ باتیں اسلام کے واقعات میں ایسی مشہور ہیں کہ جو شخص ایک ادنیٰ واقفیت بھی اسلامی تاریخ سے رکھتا ہوگا اسکو ہمارے اِس بیان سے انکار نہیں ہوگا۔

✽ اگر یہ بات سچ ہے کہ وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالے اور اُن کے دشمن ہیں محض اپنی خیالی توحید سے نجات پا جائینگے تو بجائے اس کے کہ ان کفار کو قیامت میں کوئی عذاب ہو انبیاء خود ایک قسم کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے جبکہ وہ اپنے سخت دشمنوں اور مکذبوں اور اہانت کرنے والوں کو بہشت کے تختوں پر بیٹھے دیکھیں اور اسی طرح ہر ایک قسم کی ناز و نعمت میں انکو پائینگے اور ممکن ہے کہ اسوقت بھی وہ لوگ ٹھٹھا کر کے نبیوں کو کہیں کہ تمہاری تکذیب اور توہین نے ہمارا کیا بگاڑا تب بہشت میں رہنا نبیوں پر تلخ ہو جائیگا۔ منہ

اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ اسلامی لڑائیاں مدافعت کے طور پر تھیں یعنی ابتدا ان کی کفار کی طرف سے تھی۔ اور کفار عرب اپنے حملوں سے باز نہیں آتے تھے اس خوف سے کہ مبادا دین اسلام جزیرہ عرب میں پھیل جائے اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے ساتھ لڑنے کا حکم ہوا تھا۔ تا مظلوموں کو اُن فرعونوں کے ہاتھ سے رہائی بخشیں۔ مگر اس میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ پھر بھی اگر کفار کو یہ پیغام دیا جاتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی **نبوت** کا ماننا کچھ ضروری نہیں اور آنجناب پر ایمان لانا کچھ شرط نجات نہیں صرف اپنے طور پر خدا کو واحد لاشریک سمجھو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکذب اور مخالف اور دشمن رہو اور اس بات کی ضرورت نہیں کہ انکو اپنا سردار اور پیشوا سمجھو تو اسقدر اس خونریزی کی نوبت نہ آتی بالخصوص یہودی جو خدا کو واحد لاشریک سمجھتے تھے **کیا وجہ** کہ اُن سے لڑائیاں کی گئیں یہاں تک کہ بعض موقعوں میں کئی ہزار یہودی گرفتار کرکے ایک ہی دن میں قتل کئے گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر صرف توحید نجات کے لئے کافی تھی تو یہودیوں سے خواہ نخواہ لڑائیاں کرنا اور اُن میں سے ہزاروں کو قتل کرنا یہ فعل سراسر ناجائز اور حرام تھا۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس فعل کے کیوں مرتکب ہوئے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا علم نہ تھا

اور اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ **تمام نبی** یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اسکے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں **خلاصہ** تمام امت کو سکھلایا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے **وجود** کا پتہ دینے والے اور اُسکے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور **محال امر تھا** اگرچہ زمین و آسمان پر غور کرکے اور انکی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت

کر سکتا ہے کہ اس کارخانۂ پُر حکمت کا بنانیوالا کوئی ضرور ہونا چاہئیے لیکن اس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہئیے اور اس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے **بہت فرق** ہے واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف **انبیاء** علیہم السلام ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے درحقیقت موجود ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس قدر عقل بھی کہ نظام عالم کو دیکھ کر صانع حقیقی کی ضرورت محسوس ہو یہ مرتبہ عقل بھی نبوت کی شعاعوں سے ہی مستفیض ہے اگر انبیاء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا تو اس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقاء اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نہیں برستا تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں اور جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین میں بھی پانی جوش مارتا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمینی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے اور پھر جب ایک مدت دراز اس بات پر گذرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دنیا میں بُت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے پس جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتاب نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے ان میں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو؟ ہرگز نہیں اسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

پس چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے **خدا کا شناخت کرنا** نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے اسلئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے جب خدا تعالیٰ اپنے تئیں دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اُسکی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں

بھیجتا ہے اور اپنی وحی اُس پر نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اُس کے ذریعہ سے دکھلاتا ہے تب دُنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم قانون ازلی کے رو سے خدا شناسی کے لئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے اُن پر ایمان لانا توحید کی ایک جزو ہے اور بجز اس ایمان کے توحید کامل نہیں ہو سکتی کیونکہ ممکن نہیں کہ بغیر ان آسمانی نشانوں اور قدرت نما عجائبات کے جو نبی دکھلاتے ہیں اور معرفت تک پہنچاتے ہیں وہ خالص توحید جو چشمۂ یقین کامل سے پیدا ہوتی ہے میسر آسکے وہی ایک قوم ہے جو خدا نما ہے جن کے ذریعہ سے وہ خدا جس کا وجود دقیق در دقیق اور مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے اور ہمیشہ سے وہ کنز مخفی جس کا نام خدا ہے نبیوں کے ذریعہ سے ہی شناخت کیا گیا ہے ورنہ وہ توحید جو خدا کے نزدیک توحید کہلاتی ہے جس پر عملی رنگ کامل طور پر چڑھا ہوا ہوتا ہے اُس کا حاصل ہونا بغیر ذریعہ نبی کے جیسا کہ خلاف عقل ہے ویسا ہی خلاف تجارب سالکین ہے۔

بعض نادانوں کو جو یہ وہم گذرتا ہے کہ گویا نجات کے لئے صرف توحید کافی ہے نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں گویا وہ روح کو جسم سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں یہ وہم سراسر دلی کوری پر مبنی ہے صاف ظاہر ہے کہ جب کہ توحید حقیقی کا وجود ہی نبی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بغیر اسکے ممتنع اور محال ہے تو وہ بغیر نبی پر ایمان لانے کے میسر کیونکر آسکتی ہے اور اگر نبی کو جو جڑھ توحید کی ہے ایمان لانے میں علیحدہ کر دیا جائے تو توحید کیونکر قایم رہیگی توحید کا موجب اور توحید کا پیدا کرنے والا اور توحید کا باپ اور توحید کا سرچشمہ اور توحید کا مظہر اتم صرف نبی ہی ہوتا ہے اسی کے ذریعہ سے خدا کا مخفی چہرہ نظر آتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ **خدا ہے** بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت احدیت جلشانہٗ کی ذات نہائت درجہ استغنا اور بے نیازی میں پڑی ہے اُس کو کسی کی ہدائت اور ضلالت کی پروا نہیں اور دوسری طرف وہ بالطبع یہ بھی تقاضا فرماتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے اور اُسکی رحمت ازلی سے لوگ فایدہ اُٹھاویں پس وہ ایسے دل پر

جو اہل زمین کے تمام دلوں میں سے محبت اور قرب او سبحانہٗ کا حاصل کرنے کے لئے کمال درجہ پر فطرتی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور نیز مکمل درجہ کی ہمدردی بنی نوع کی اسکی فطرت میں ہے تجلی فرماتا ہے اور اس پر اپنی ہستی اور صفات ازلیہ ابدیہ کے انوار ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وہ خاص اور اعلیٰ فطرت کا آدمی جسکو دوسرے لفظوں میں **نبی** کہتے ہیں اسکی طرف کھینچا جاتا ہے پھر وہ نبی بوجہ اسکے کہ ہمدردی بنی نوع کا اس کے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے اپنی روحانی توجہات اور تضرع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اس پر ظاہر ہوا ہے دوسرے لوگ بھی اُسکو شناخت کریں اور نجات پاویں اور وہ دلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا ہے اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے جیسا کہ اِس آیت میں اشارہ ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ٭ تب اگرچہ خدا مخلوق سے بے نیاز اور مستغنی ہے مگر اُس کے دائمی غم اور حزن اور کرب و قلق اور تذلل اور نیستی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفا پر نظر کر کے مخلوق کے مستعد دلوں پر اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اس کی پُرجوش دعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک صعبناک شور ڈالتی ہیں خدا تعالیٰ کے نشان زمین پر بارش کی طرح برستے ہیں اور عظیم الشان خوارق دنیا کے لوگوں کو دکھلائے جاتے ہیں جن سے دنیا دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے۔ لیکن اگر وہ پاک نبی اس قدر دعا اور تضرع اور ابتہال سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرتا اور خدا کے چہرہ کی چمک دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے اپنی قربانی نہ دیتا اور ہر ایک قدم میں صدہا موتیں قبول نہ کرتا تو خدا کا چہرہ دنیا پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا کیونکہ خدا تعالیٰ بوجہ استغناء ذاتی کے بے نیاز ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ اور وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی خدا تو تمام دنیا سے بے نیاز ہے اور جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور ہماری طلب میں کوشش کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں اُنہیں کے لئے ہمارا یہ قانون قدرت ہے کہ ہم اُن کو اپنی راہ دکھلا دیا کرتے ہیں سو خدا کی راہ میں سب سے اوّل قربانی دینے والے نبی ہیں۔ ہر ایک اپنے لئے

٭ (ترجمہ) یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دیگا کہ کافر لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ منہ

کوشش کرتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام دوسروں کے لئے کوشش کرتے ہیں لوگ سوتے ہیں
اور وہ اُن کیلئے جاگتے ہیں اور لوگ ہنستے ہیں اور وہ اُن کے لئے روتے ہیں۔
اور دُنیا کی رہائی کے لئے ہر ایک مصیبت کو بخوشی اپنے پر وارد کر لیتے ہیں یہ سب اسلئے کرتے ہیں
کہ تا خدا تعالیٰ کچھ ایسی تجلی فرماوے کہ لوگوں پر ثابت ہو جاوے کہ خدا موجود ہے اور مُستعد
دلوں پر اُسکی ہستی اور اُسکی توحید منکشف ہو جاوے تا کہ وہ نجات پائیں پس وہ جانی دشمنوں
کی ہمدردی میں مرتے ہیں اور جب انتہا درجہ پر ان کا درد پہنچتا ہے اور اُنکی دردناک آہوں سے
(جو مخلوق کی رہائی کے لئے ہوتی ہیں) آسمان پُر ہو جاتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اپنے چہرہ کی چمک
دکھلاتا ہے اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنی ہستی اور اپنی توحید لوگوں پر ظاہر کرتا ہے
پس اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدا دانی کے متاع رسول کے دامن سے ہی دُنیا کو ملتی ہے بغیر اسکے
ہرگز نہیں مل سکتی اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا
کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی اُنکو نجاست سے اُٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا اور وہ جو روحانی
بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے اُن کے آگے روحانی اعلیٰ درجہ کی غذائیں اور شیریں
شربت رکھ دیے۔ اُنکو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا۔ پھر معمولی انسان سے مہذب انسان
بنایا۔ پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر ان کے لئے نشان ظاہر کئے کہ
اُنکو خدا دکھلا دیا اور اُن میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی کہ اُنہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے
یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی امت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ انکے صحبت یاب ناقص رہے
پس میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام **محمد** ہے (ہزار ہزار درود
اور سلام اُس پر) یہ کس **عالی مرتبہ کا نبی** ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا
اور اسکی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔* افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے
اسکے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا **وہ توحید** جو دُنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ
اسکو دنیا میں لایا اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی

میں اسکی جان گداز ہوئی اسلئے خدا نے جو اسکے دل کے راز کا واقف تھا اُسکو تمام انبیاء اور تمام **اولین و آخرین** پر فضیلت بخشی اور اُسکی مرادیں اُسکی زندگی میں اُسکو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُسکے کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ **ذرّیت شیطان** ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُسکو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُسکو عطا کیا گیا ہے جو اُسکے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اسکے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں **اسی بزرگ نبی** کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔

وہ لوگ جو اس غلط خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوے یا مرتد ہو جائے اور توحید پر قایم ہو اور خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو وہ بھی نجات پا جائیگا اور ایمان نہ لانے یا مُرتد ہونے سے اُس کا کچھ بھی حرج نہ ہوگا جیسا کہ عبدالحکیم خان کا مذہب ہے ایسے لوگ درحقیقت توحید کی حقیقت سے ہی بے خبر ہیں۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ یوں تو شیطان بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے مگر صرف واحد سمجھنے سے نجات نہیں ہو سکتی بلکہ نجات تو دو امر پر موقوف ہے۔

(۱) ایک یہ کہ یقین کامل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لاوے
(۲) دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیّت جلشانہٗ کی اُسکے دل میں جاگزین ہو کہ جس کے استیلا اور غلبہ کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت عین اُسکی راحت جان ہو جسکی بغیر وہ جی ہی نہ سکے اور اُسکی محبت تمام اغیار کی محبتوں کو پامال اور معدوم کر دے یہی توحید حقیقی ہے

کہ بجز متابعت ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ کیوں حاصل نہیں ہو سکتی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے۔ جسکو عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی برہان عقلی اِس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اِس حد تک ہے کہ اِس عالم کی صنعتوں پر نظر کرکے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شے ہے اور اِس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام اور مشتبہ ہے اِسلئے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کر سکتا بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں آخرکار دہریہ بن جاتے ہیں۔ اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ بھی اُنکو فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور خدا تعالیٰ کے کاملوں پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں اور اُن کی یہ حجت ہے کہ دنیا میں ہزارہا ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فایدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو اور باطل طور پر اُن چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ افسوس وہ نادان نہیں جانتے کہ عدمِ علم سے عدمِ شے لازم نہیں آتا۔ اس قسم کے لوگ کئی لاکھ اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اول درجہ کے عقلمند اور فلسفی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست اُنکو ملتی تو وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے اور اگر وجود باری جلشانہٗ پر کوئی برہان یقینی عقلی اُن کو مُلزم کرتی تو وہ سخت بیحیائی اور ٹھٹھے اور ہنسی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر نہ ہو جاتے۔ پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفان شبہات سے نجات نہیں پا سکتا بلکہ ضرور غرق ہوگا اور ہرگز ہرگز شربت توحید خالص اسکو میسر نہیں آئیگا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بدبودار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے توحید میسر آسکتی ہے اور اس سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ نادانو! جبتک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اُسکی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بد مذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قایل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے اُن نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ غرض یہی سچ ہے کہ جبتک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اُس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اُسکے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قایل ہو سکتا ہے اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے ٭

اور وہ زبردست نشان جو نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت کو ثابت کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کی صفات جمالی اور جلالی کو اکمل اور اتم طور پر ثابت کر کے اس کی عظمت اور محبت دلوں میں بٹھاتے ہیں اور جب ان نشانوں سے جنکی جڑھ زبردست اور اقتداری پیشگوئیاں ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت اور اُسکے صفات جمالیہ اور جلالیہ پر یقین آجاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو اُسکی ذات اور جمیع صفات میں واحد لاشریک جانتا ہے اور اُسکی خوبیوں اور روحانی حُسن و جمال پر نظر ڈال کر اُس کی محبت میں کھویا جاتا ہے اور پھر اُسکی عظمت اور جلال اور بے نیازی پر نظر ڈال کر اُس سے ڈرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ دن بدن خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے یہاں تک کہ تمام سفلی تعلقات توڑ کر روح محض رہ جاتا ہے اور تمام صحن سینہ اُسکا محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے اور خدا کے وجود کے مشاہدہ سے اُس کے وجود پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ موت کے بعد ایک نئی زندگی پاتا ہے تب اس فنا کی حالت میں کہا جاتا ہے کہ اسکو توحید حاصل ہو گئی ہے پس جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وہ کامل توحید جو سرچشمہ نجات ہے بجز نبی کامل کی پیروی کے حاصل ہو ہی نہیں سکتی ٭

اب اِس تقریر سے ظاہر ہے کہ خدا کے رسول کو ماننا توحید کے ماننے کے لئے علّت موجبہ کی طرح ہے اور اِن کے باہمی ایسے تعلقات ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا ہو ہی نہیں سکتے اور جو شخص بغیر پیروی رسول کے توحید کا دعویٰ کرتا ہے اسکے پاس صرف ایک خشک ہڈی ہے جس میں مغز نہیں اور اُس کے ہاتھ میں محض ایک مردہ چراغ ہے جسمیں روشنی نہیں ہے اور ایسا شخص کہ جو یہ خیال کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتا ہو وہ نجات پائیگا یقیناً سمجھو کہ اُس کا دل **مجذوم** ہے اور وہ اندھا ہے اور اُس کو توحید کی کچھ بھی خبر نہیں کہ کیا چیز ہے اور ایسی توحید کے اقرار میں شیطان اس سے بہتر ہے کیونکہ اگرچہ شیطان عاصی اور نافرمان ہے لیکن وہ اس بات پر تو یقین رکھتا ہے کہ خدا موجود ہے* مگر اس شخص کو تو خدا پر یقین بھی نہیں

اب خلاصہ کلام یہ کہ جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ بغیر اسکے کہ کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے صرف توحید کے اقرار سے اُسکی نجات ہو جائیگی ایسے لوگ پوشیدہ مرتد ہیں اور در حقیقت وہ اسلام کے دشمن ہیں اور اپنے لئے ارتداد کی ایک راہ نکالتے ہیں انکی حمایت کرنا کسی دیندار کا کام نہیں ہے افسوس کہ ہمارے مخالف باوجود مولوی اور اہل علم کہلانے کے اِن لوگوں کی ایسی حرکات سے خوش ہوتے ہیں دراصل یہ بیچارے ہمیشہ اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو جاوے کہ جس سے میری ذلت اور اہانت ہو۔ مگر اپنی بدقسمتی سے آخر نامراد ہی رہتے ہیں۔ پہلے اُن لوگوں نے میرے پر کفر کا فتویٰ تیار کیا اور قریباً دو سو ۲۰۰ مولوی نے اُس پر مُہریں لگائیں اور ہمیں کافر ٹھیرایا گیا اور اُن فتووں میں

* حاشیہ۔ اگر کوئی کہے کہ جس حالت میں شیطان کو خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر یقین ہے تو پھر وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کیوں کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اسکی نافرمانی انسان کی نافرمانی کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ اسی عادت پر انسان کی آزمایش کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ ایک راز ہے جس کی تفصیل انسان کو نہیں دی گئی اور انسان کی خاصیت اکثر اور اغلب طور پر یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت علم کامل حاصل کرنے سے ہدایت پا لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ہاں جو لوگ شیطانی سرشت رکھتے ہیں وہ اِس قاعدہ سے باہر ہیں۔ منہ

یہاں تک تشدد کیا گیا کہ بعض علماء نے یہ بھی لکھا کہ یہ لوگ کفر میں یہود اور نصاریٰ سے
بھی بدتر ہیں اور عام طور پر یہ بھی فتوے دیئے کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں
دفن نہیں کرنا چاہیئے اور ان لوگوں کے ساتھ سلام اور مصافحہ نہیں کرنا چاہیئے اور انکے پیچھے
نماز درست نہیں۔ کافر جو ہوئے۔ بلکہ چاہیئے کہ یہ لوگ مساجد میں داخل نہ ہونے پاویں کیونکہ کافر
ہیں مسجدیں ان سے پلید ہو جاتی ہیں اور اگر داخل ہو جائیں تو مسجد کو دھوڈالنا چاہیئے اور
ان کا مال چورانا درست ہے اور یہ لوگ واجب القتل ہیں کیونکہ مہدی خونی کے آنے سے انکاری
اور جہاد سے منکر ہیں۔ مگر باوجود ان فتووں کے ہمارا کیا بگاڑا۔ جن دنوں میں یہ فتوے
ملک میں شایع کیا گیا ان دنوں میں دس آدمی بھی میری بیعت میں نہ تھے۔ مگر آج خدا تعالیٰ کے
فضل سے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور حق کے طالب بڑے زور سے اس جماعت
میں داخل ہو رہے ہیں۔ کیا مومنوں کے مقابل پر کافروں کی مدد خدا ایسی ہی کیا کرتا ہے؟
پھر اس جھوٹھ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان
اور کلمہ گو کو کافر ٹھیرایا حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی انکے
علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ
لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے کہ ہم سے
سیدھے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی
اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہمنے ان لوگوں کو کافر ٹھیرایا تھا
اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوائے کفر سے پہلے شایع ہوا
ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہو تو وہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے
کہ کافر تو ٹھیرا دیں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگا دیں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہے اس قدر
خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے؟۔
اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھیرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قایل بھی ہو گئے

کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا کہ بموجب انہیں کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے۔

غرض ان لوگوں نے چند روز تک اس جھوٹی خوشی سے اپنا دل خوش کر لیا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور پھر جب وہ خوشی باسی ہو گئی اور خدا نے ہماری جماعت کو تمام ملک میں پھیلا دیا تو پھر کسی اور منصوبہ کی تلاش میں لگے۔

تب انہیں دنوں میں میری پیشگوئی کے مطابق پنڈت لیکھرام آریہ سماجی کو میعاد کے اندر کسی نے ہلاک کر دیا مگر افسوس کہ کسی مولوی کو یہ خیال نہ آیا کہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلامی نشان ظاہر ہوا بلکہ بعض نے ان میں سے بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلائی کہ کیوں گورنمنٹ پیشگوئی کرنے والے کو نہیں پکڑتی مگر اس آرزو میں بھی خائب اور خاسر رہے اور پھر کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے ایک خون کا مقدمہ میرے پر دائر کیا۔ پھر کیا کہنا تھا اس قدر خوشی ان لوگوں کو ہوئی کہ گویا پھولے اپنے جامہ میں نہ سماتے تھے اور بعض مسجدوں میں سجدے کر کے میرے لئے اس مقدمہ میں پھانسی وغیرہ کی سزا مانگتے تھے اور اس آرزو میں انہوں نے اس قدر سجدے اور رو رو کر کئے تھے کہ ان کی ناکیں بھی گھس گئیں مگر آخر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق جو پہلے شائع کیا گیا تھا بڑی عزت سے میں بری کیا گیا اور اجازت دی گئی کہ اگر چاہو تو ان عیسائیوں پر نالش کرو۔ مختصر یہ کہ اس آرزو میں بھی ہمارے مخالف مولوی اور ان کے زیر اثر نامراد ہی رہے۔

پھر کچھ دنوں کے بعد کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور میں میرے نام دائر کیا اور میرے مخالف مولویوں نے اس کی تائید میں آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی کچہری میں جا کر گواہیاں دیں اور ناخنوں تک زور لگایا اور ان کو بڑی امید ہوئی کہ اب کی دفعہ ضرور کامیاب ہوں گے اور ان کو جھوٹی خوشی پہنچانے کے لئے ایسا اتفاق ہوا کہ آتمارام نے اس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کے لئے مستعد ہو گیا اس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتمارام کو اس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کرے گا چنانچہ یہ کشف میں نے اپنی جماعت کو

سُنا دیا اور پھر ایسا ہوا کہ قریباً بیس پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اُس کے مر گئے اور آخر یہ اتفاق ہوا کہ آتما رام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اُس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی مگر اخیر پر خدا نے اُسکو اس حرکت سے روک دیا لیکن تاہم اُس نے سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ میں بری کیا گیا٭ اور کرم دین پر سزا قائم رہی اور میرا جرمانہ واپس ہوا مگر آتما رام کے دو بیٹے واپس نہ آئے ۔

پس جس خوشی کے حاصل ہونے کی کرم دین کے مقدمہ میں ہمارے مخالف مولویوں کو تمنا تھی وہ پوری نہ ہو سکی اور خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کے مطابق جو میری کتاب مواہب الرحمان میں پہلے سے چھپکر شائع ہو چکی تھی میں بری کیا گیا اور میرا جرمانہ واپس کیا گیا اور حاکم مجوز کو منسوخی حکم کے ساتھ یہ تنبیہ ہوئی کہ یہ حکم اُس نے بیجا دیا۔ مگر کرم دین کو جیسا کہ میں مواہب الرحمان میں شایع کر چکا تھا سزا مل گئی اور عدالت کی رائے سے اسکے کذاب ہونے پر مہر لگ گئی اور ہمارے تمام مخالف مولوی اپنے مقاصد میں نامراد رہے افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اسقدر متواتر نامرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہوا کہ اس شخص کے ساتھ در پردہ ایک ہاتھ ہے جو ان کے ہر ایک حملہ سے اس کو بچاتا ہے۔ اگر بدقسمتی نہ ہوتی تو ان کے لئے یہ ایک معجزہ تھا کہ اُن کے ہر ایک حملہ کے وقت خدا نے مجھ کو اِن کے شر سے بچایا اور نہ صرف بچایا بلکہ پہلے اس سے خبر بھی دیدی کہ وہ بچائیگا۔ اور ہر ایک مرتبہ اور ہر ایک مقدمہ میں خدا تعالیٰ مجھے خبر دیتا رہا کہ میں تجھے بچاؤنگا۔ چنانچہ وہ اپنے وعدہ کے موافق مجھے محفوظ رکھتا رہا٭٭۔ یہ ہیں خدا کے اقتداری نشان کہ ایک طرف تمام دُنیا ہمارے ہلاک کرنے کیلئے جمع ہے اور ایک طرف وہ قادر خدا ہے کہ اِنکے ہر ایک حملہ سے مجھے بچاتا ہے۔

پھر ایک اور خوشی کا موقعہ ہمارے مخالفوں کو پیش آیا کہ جب چراغ دین جموں والا جو میرا مرید تھا مرتد ہو گیا اور بعد ارتداد میں نے رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفا میں اسکی نسبت خدا تعالیٰ سے یہ الہام پاکر شایع کیا کہ وہ غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک کیا جائیگا۔ تو بعض مولویوں نے محض میری ضد سے اسکی رفاقت اختیار کی اور اس نے ایک کتاب بنائی جس کا نام منارۃ المسیح

٭ ڈویژنل جج امرتسر جو ایک انگریز تھا پوری تحقیق سے اس مقدمہ میں کام لیا اور جیسا کہ شرط انصاف ہے وہ فیصلہ کیا جو کامل تحقیقات اور عدالت کی رو سے چاہیے تھا اور اپنے فیصلہ میں اپنے ان الفاظ میں لکھا کہ جو الفاظ اپیلانٹ مستغاث علیہ نے کرم دین رسپانڈنٹ مستغیث کے حق میں استعمال کیے تھے جو جب از روئے حیثیت عرفی سمجھے گئے یعنی کذاب اور لئیم کا لفظ اگر اپیلانٹ ان الفاظ سے بڑھکر کرم دین کے حق میں استعمال کرتا تو بھی کرم دین ان الفاظ کا مستحق تھا۔ منہ

٭٭ یہ تمام پیشگوئیاں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں ہمارے مخالفوں کو خدا کے سامنے یہ جواب دینا ہوگا کہ وہ کیوں ان سب نشانوں کو بھول گئے۔ منہ

رکھا اور اس میں مجھے دجال قرار دیا اور یہ الہام شائع کیا کہ میں رسول ہوں اور خدا کے مرسلوں میں سے ایک مرسل ہوں اور حضرت عیسیٰ نے مجھے ایک عصا دیا ہے کہ تا میں اس عصا سے اس دجّال کو (یعنی مجھ کو) قتل کروں چنانچہ منارۃ المسیح میں قریب نصف کے یہی بیان ہے کہ یہ شخص دجال ہے اور میرے ہاتھ سے تباہ ہوگا۔ اور بیان کیا کہ یہی خبر مجھے خدا نے اور عیسیٰ نے بھی دی ہے مگر آخر کار جو ہوا لوگوں نے سنا ہوگا کہ یہ شخص ۴؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دو نو بیٹوں کے طاعون سے فوت ہو کر میری پیشگوئی کی تصدیق کر گیا اور بڑی نومیدی سے اُس نے جان دی اور مرنے سے چند دن پہلے ایک مباہلہ کا کاغذ اُس نے لکھا جس میں اپنا اور میرا نام ذکر کرکے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو خدا کی قدرت کہ وہ کاغذ ابھی کاتب کے ہاتھ میں ہی تھا اور وہ کاپی لکھ رہا تھا کہ چراغدین مع اپنے دونو بیٹوں کے اُسی دن ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا فاعتبروا یا اولی الابصار یہ ہیں میرے مخالف الہاموں کا دعویٰ کرنے والے جو مجھے دجّال ٹھیراتے ہیں کوئی شخص اُنکے انجام پر غور نہیں کرتا۔ القصہ حضرات مولوی صاحبان چراغ دین مرتد کا ساتھ دیکر بھی اپنی مراد کو نہ پہنچ سکے۔

پھر بعد اسکے ایک اَور چراغدین پیدا ہوا یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم خان یہ شخص بھی مجھے دجّال ٹھیراتا ہے اور پہلے چراغدین کی طرح اپنے تئیں مرسلین میں سے شمار کرتا ہے مگر معلوم نہیں کہ پہلے چراغدین کی طرح میرے قتل کرنے کیلئے اسکو بھی حضرت عیسیٰ نے عصا دیا ہے یا نہیں[✣] تکبر اور غرور میں تو پہلے چراغدین سے بھی بہت بڑھکر ہے اور گالیاں دینے میں بھی اُس سے زیادہ مشق ہے اور افترا میں اس سے بڑھکر قدم ہے اِس مشتعل طبع مشت خاک کی ارتداد سے بھی ہمارے مخالف مولویوں کو بہت خوشی ہوئی گویا ایک خزانہ مل گیا مگر اُن کو چاہیئے کہ اتنا

✣ حاشیہ۔ حضرت عیسیٰ نے جو میرے قتل کرنیکے لئے چراغدین کو عصا دیا معلوم نہیں کہ یہ جوش اور غضب کیوں اُنکے دل میں بھڑکا۔ اگر اسلئے ناراض ہو گئے کہ میںنے انکا مرنا دنیا میں شائع کیا ہے تو یہ اُنکی غلطی ہے میںنے شائع نہیں کیا بلکہ اُس نے شائع کیا ہے جسکی مخلوق ہماری طرح حضرت عیسیٰ بھی ہیں اگر شک ہو تو یہ آیت دیکھیں وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اور نیز یہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اور تعجب کہ جسکو وہ میرے ہلاک کرنیکے لئے عصا دیتے ہیں وہ آپ ہی ہلاک ہو جاتا ہے یہ خوب عصا ہے۔ سُنا ہے کہ دوسرے چراغدین یعنی عبدالحکیم خان نے بھی میری موت کے بارہ میں کوئی پیشگوئی پہلے چراغدین کی طرح کی ہے مگر معلوم نہیں کہ اُس میں کوئی عصا کا بھی ذکر ہے یا نہیں۔ منہ

خوش نہ ہوں اور پہلے چراغدین کو یاد کریں وہ خدا جس نے ہمیشہ انکو ایسی خوشیوں سے نامراد رکھا ہے وہ خدا اب بھی ہے اور اس کی پیشگوئی نے جیسا کہ پہلے چراغدین کے انجام سے خبر دی تھی اسی طرح اُس علیم خبیر نے اس دوسرے چراغدین یعنی عبدالحکیم کے انجام کی خبر دی ہے پھر خوشی کا کیا مقام ہے ذرا صبر کریں اور انجام دیکھیں۔ اور پھر تعجب کا مقام ہے کہ ایک نادان مرتد کے ارتداد سے اس قدر کیوں خوشی کی جاتی ہے خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اگر ایک بدقسمتی سے مرتد ہوتا ہے تو اُسکی جگہ ہزار آتا ہے۔

اور پھر ماسوا اسکے کیا کسی مرتد کے ارتداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سلسلہ جس میں سے یہ مرتد خارج ہوا حق نہیں ہے کیا ہمارے مخالف علماء کو خبر نہیں کہ کئی بدبخت حضرت موسیٰ کے زمانہ میں اُن سے مرتد ہو گئے تھے پھر کئی لوگ حضرت عیسیٰ سے مرتد ہوئے اور پھر کئی بدبخت اور بدقسمت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آپ سے مرتد ہو گئے چنانچہ مسیلمہ کذاب بھی مرتدین میں سے ایک تھا۔ پس عبدالحکیم مرتد کے ارتداد سے خوش ہونا اور اسکو سلسلہ حقہ کے بطلان کی ایک دلیل قرار دینا ان لوگوں کا کام ہے جو محض نادان ہیں ہاں یہ لوگ چند روز کے لئے ایک جھوٹی خوشی کا موجب ضرور ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ خوشی جلد زایل ہو جاتی ہے۔

یہ وہی عبدالحکیم خاں ہے جس نے اپنی کتاب میں میرا نام لیکر یہ لکھا ہے کہ ایک شخص اُن کے دعویٰ مسیح موعود ہونے سے منکر تھا تب مجھ کو خواب میں دکھایا گیا کہ یہ منکر طاعون سے مر جائیگا چنانچہ وہ طاعون سے مر گیا۔ مگر اب خود گستاخی سے مرتد ہو کر گالیاں دیتا اور سخت بدزبانی کرتا اور جھوٹی تہمتیں لگاتا ہے کیا اب طاعون کا وقت جاتا رہا؟!

یہ تو ہم بیان کر چکے کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے اور جو مدار نجات ہے اور جو شیطانی توحید سے ایک علیحدہ امر ہے وہ بجز اسکے کہ وقت کے نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے اور انکی اطاعت کی جائے میسر نہیں آسکتا اور صرف توحید خشک بجز اطاعت

رسول کے کچھ چیز نہیں بلکہ اُس مُردہ کی طرح ہے جس میں روح نہیں۔ اب یہ بیان کرنا رہ گیا کہ کیا قرآن شریف نے ہمارے بیان کے مطابق انسانی نجات کو اطاعت رسول کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے یا اس کے برخلاف قرآنی تعلیم ہے۔ سو اس حقیقت کے سمجھانے کے لئے ہم آیاتِ ذیل پیش کرتے ہیں۔

(۱) قولہ تعالیٰ قُلْ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الجزو نمبر ۱۸ سورۃ نور۔

(ترجمہ) کہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور یہ مسلّم اور بدیہی امر ہے کہ خدا کے احکام سے تخلف کرنا معصیت اور موجب دخول جہنم ہے اور اس مقام میں جس طرح خدا اپنی اطاعت کے لئے حکم فرماتا ہے ایسا ہی رسول کی اطاعت کیلئے حکم فرماتا ہے سو جو شخص اُس کے حکم سے مُنہ پھیرتا ہے وہ ایسے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جسکی سزا جہنم ہے۔

(۲) قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم (الجزو ۲۶ سورۃ حجرات)

ترجمہ اے ایمان والو خدا اور رسول کے حکم سے بڑھ کر کوئی بات نہ کرو یعنی ٹھیک ٹھیک احکام خدا اور رسول پر چلو اور نافرمانی میں خدا سے ڈرو خدا سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص محض اپنی خشک توحید پر بھروسہ کرکے (جو در اصل وہ توحید بھی نہیں) رسول سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے اور رسول سے قطع تعلق کرتا ہے اور اُس سے بالکل اپنے تئیں علیحدہ کر دیتا ہے اور گستاخی سے قدم آگے رکھتا ہے وہ خدا کا نافرمان ہے اور نجات سے بے نصیب۔

(۳) قولہ تعالیٰ من کان عدوًّا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدوٌّ للکافرین (الجزو ۱ سورۃ بقرہ)

ترجمہ یعنی جو شخص خدا اور اُس کے فرشتوں اور اسکے پیغمبروں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو تو خدا ایسے کافروں کا خود دشمن ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص توحید خشک کا تو قائل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا مکذب ہے، وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے لہٰذا بموجب منشاء اس آیت کے خدا اُس کا دشمن ہے اور وہ خدا کے نزدیک کافر ہے تو پھر اس کی نجات کیونکر ہوسکتی ہے۔

(۴) قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علٰی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالاً بعیداً (الجزو ۵ سورۃ نساء)

ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا پر ایمان لاؤ اور اُسکے رسول پر اور اُسکی اُس کتاب پر جو اس رسول پر نازل ہوئی ہے یعنی قرآن شریف پر اور اُس کتاب پر ایمان لاؤ جو پہلے نازل ہوئی یعنی توریت وغیرہ پر اور جو شخص خدا پر اور اُسکے فرشتوں پر اور اُسکے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لائیگا وہ حق سے بہت دور جا پڑا یعنی نجات سے محروم رہا۔

(۵) قولہ تعالیٰ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً (الجزو ۲۲ سورۃ احزاب)

ترجمہ کسی مومن یا مومنہ کو جایز نہیں ہے کہ جب خدا اور اُس کا رسول کوئی حکم کرے تو ان کو اس حکم کے رد کرنے میں اختیار ہو اور جو شخص خدا اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ حق سے بہت دور جا پڑا ہے یعنی نجات سے بے نصیب ہے۔ کیونکہ نجات اہل حق کیلئے ہے

(۶) قولہ تعالیٰ ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارًا۔ خالدًا فیھا ولہ عذاب مھین۔ الجزو ۴ سورۃ نساء

ترجمہ جو شخص خدا اور رسول کی نافرمانی کرے اور اُسکی حدوں سے باہر ہو جائے خدا اُس کو جہنم میں داخل کریگا اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیگا اور اس پر ذلیل کرنیوالا عذاب نازل ہوگا۔

اب دیکھو کہ رسول سے قطع تعلق کرنے میں اس سے بڑھ کر اور کیا وعید ہوگا کہ خدائے عزّوجلّ فرماتا ہے کہ جو شخص رسول کی نافرمانی کرے اسکے لئے دائمی جہنم کا وعدہ ہے مگر میاں عبد الحکیم کہتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم کا مکذب اور نافرمان ہو اگر وہ توحید پر قایم ہو تو وہ بلاشبہ بہشت میں

جائیگا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان کے پیٹ میں کس قسم کی توحید ہے کہ باوجود نبی کریم کی مخالفت اور نافرمانی کے جو توحید کا سرچشمہ ہے بہشت تک پہنچا سکتی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔

(۷) قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (الجزو ۵ سورۃ نساء)
ترجمہ یعنے ہر ایک نبی ہمنے اِس لئے بھیجا ہے کہ تا خدا کے حکم سے اُسکی اطاعت کیجائے اب ظاہر ہے کہ جبکہ بمنشاء اس آیت کے نبی واجب الاطاعت ہے پس جو شخص نبی کی اطاعت سے باہر ہو وہ کیونکر نجات پا سکتا ہے۔

(۸) قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین (الجزو ۳ آل عمران) ترجمہ اُن کو کہہ کہ اگر خدا سے تم محبت کرتے ہو پس آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گنہ بخشے اور خدا غفور و رحیم ہے ان کو کہہ کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرو پس اگر وہ اطاعت سے موہنہ پھیر لیں تو خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔
اِن آیات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ گناہوں کی مغفرت اور خدا تعالیٰ کا پیارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے وابستہ ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں۔

(۹) قولہ تعالیٰ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔ اولٰئک ھم الکافرون حقا۔ واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولٰئک سوف یؤتیھم اجورھم (الجزو ۶ سورۃ نساء)
ترجمہ وہ لوگ جو خدا اور رسول سے منکر ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ خدا اور اُسکے رسولوں میں تفرقہ ڈالدیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لائینگے اور بعض پر نہیں یعنی صرف خدا کا ماننا یا صرف بعض رسولوں پر ایمان لانا کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ خدا کے ساتھ رسول پر بھی ایمان لاویں یا

سب نبیوں پر ایمان لاویں اور چاہتے ہیں کہ خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر بین بین مذہب اختیار کرلیں وہی پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب مہیا کر رکھا ہے اور وہ لوگ جو خدا اور رسول پر ایمان لاتے ہیں اور خدا اور اُسکے رسولوں میں تفرقہ نہیں ڈالتے یعنی یہ تفرقہ اختیار نہیں کرتے کہ صرف خدا پر ایمان لاویں مگر اُسکے رسولوں پر ایمان نہ لاویں یا یہ تفرقہ پسند کرتے ہیں کہ بعض رسولوں پر تو ایمان لاویں اور بعض سے برگشتہ رہیں ان لوگوں کو خدا اُن کا اجر دیگا۔

اب کہاں ہیں میاں عبد الحکیم خان مُرتد۔ جو میری اِس تحریر سے مجھ سے برگشتہ ہو گیا۔ چاہئے اب آنکھ کھول کر دیکھے کہ کس طرح خدا نے اپنی ذات پر ایمان لانا رسولوں پر ایمان لانے سے وابستہ کیا ہے اسمیں راز یہ ہے کہ انسان میں توحید قبول کرنیکی استعداد اُس آگ کی طرح رکھی گئی ہے جو پتھر میں مخفی ہوتی ہے اور رسول کا وجود چقماق کی طرح ہے جو اس پتھر پر ضرب توجہ لگا کر اُس آگ کو باہر نکالتا ہے پس ہرگز ممکن نہیں کہ بغیر رسول کی چقماق کے توحید کی آگ کسی دل میں پیدا ہو سکے توحید کو صرف رسول زمین پر لاتا ہے اور اُسی کی معرفت یہ حاصل ہوتی ہے خدا مخفی ہے اور وہ اپنا چہرہ رسول کے ذریعہ دکھلاتا ہے ✤

(۱۰) قولہ تعالےٰ یا ایّھا النّاس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فاٰمنوا خیرًا لکم وان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض وکان اللہ علیمًا حکیما (الجزو نمبر ۶۔ سورۃ نساء) ترجمہ اے لوگو! تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ آیا ہے پس تم اُس رسول پر ایمان لاؤ۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے اور اگر تم کفر اختیار کرو تو خدا کو تمہاری کیا

✤ حاشیہ۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اُن کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذا بما صلّیت علیٰ محمّدٍ۔ منہ

کیا پروا ہے زمین و آسمان سب اُسی کا ہے اور سب اُسکی اطاعت کر رہے ہیں اور خدا علیم اور حکیم ہے ؛

(۱۱) قولہ تعالیٰ کُلَّمَا اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ۔ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۔ الجزو ۲۹ سورۃ الملک

ترجمہ اور جب دوزخ میں کوئی فوج کافروں کی پڑیگی تو جو فرشتے دوزخ پر مقرر ہیں وہ دوزخیوں کو کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا وہ کہیں گے کہ ہاں آیا تو تھا مگر ہمنے اُسکی تکذیب کی اور ہم نے کہا کہ خدا نے کچھ نہیں اُتارا - اب دیکھو ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دوزخی دوزخ میں اِس لئے پڑینگے کہ وہ وقت کے نبیوں کو قبول نہیں کرینگے ؛

(۱۲) قولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا ۔ الجزو ۲۶ سورۃ حجرات

ترجمہ سوا اسکے نہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان لائے پھر بعد اسکے ایمان پر قایم رہے اور شکوک و شبہات میں نہیں پڑے - دیکھو اِن آیات میں خدا تعالیٰ نے حصر کر دیا ہے کہ خدا کے نزدیک مومن وہی لوگ ہیں کہ جو صرف خدا پر ایمان نہیں لاتے بلکہ خدا اور رسول دونو پر ایمان لاتے ہیں پھر بغیر ایمان بالرسول کے نجات کیونکر ہو سکتی ہے اور بغیر رسول پر ایمان لانیکے صرف توحید کس کام آسکتی ہے ؛

(۱۳) قولہ تعالیٰ وَ مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ ۔ (الجزو ۱۰ سورۃ توبہ) ترجمہ یعنی اس بات کا سبب جو کفار کے صدقات قبول نہیں کئے جاتے صرف یہ ہے کہ وہ خدا اور اُس کے رسول سے منکر ہیں - اب دیکھو ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ رسول پر ایمان نہیں لاتے اُن کے اعمال ضایع ہو جاتے ہیں - خدا اُن کو قبول نہیں کرتا - اور پھر جب اعمال ضایع ہوئے تو نجات کیونکر ہوگی ؛ ✤

(۱۴) قولہ تعالیٰ ۔ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ۔ الجزو ۲۶ سورۃ محمد)

✤ یہ تمام آیات اُن لوگوں کے متعلق ہیں جنہوں نے رسول کے وجود پر اطلاع پائی اور رسول کی دعوت اُن کو پہنچ گئی اور جو لوگ رسول کے وجود سے بالکل بے خبر ہے اور نہ اُن کو دعوت پہنچی اُنکی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اُنکے حالات کا علم خدا کو ہے اُن سے وہ معاملہ کرے گا جو اُس کے رحم اور انصاف کا تقاضا ہے ۔ منہ

ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور وہ کلام جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُس پر ایمان لائے اور وہی حق ہے ایسے لوگوں کے خدا گناہ بخش دیگا اور اُن کے دلوں کے اصلاح کریگا۔ اب دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی وجہ سے کس قدر خدا تعالیٰ اپنی خوشنودی ظاہر فرماتا ہے کہ اُن کے گناہ بخشتا ہے اور ان کے تزکیہ نفس کا خود متکفل ہوتا ہے۔ پھر کیسا بدبخت وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں اور غرور اور تکبر سے اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے سعدیؒ نے سچ کہا ہے :۔

محال ست سعدی کہ راہِ صفا	تواں رفت جز در پےِ مصطفےٰ
برد مہرِ آں شاہ سوئے بہشت	حرام است بر غیر بُوئے بہشت

(۱۵) قولہ تعالیٰ۔ الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و رسولہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ذٰلک الخزی العظیم الجزو ۱۰ سورۃ توبہ

ترجمہ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو شخص خدا اور رسول کی مخالفت کرے خدا اسکو جہنم میں ڈالیگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیگا یہ ایک بڑی رسوائی ہے اب بتلادیں میاں عبد الحکیم خان کہ انکی کیا رائے ہے کیا خدا کے اِس حکم کو قبول کرینگے یا بہادری سے اِن آیتوں کے وعید کو اپنے سر پر لے لیں گے ۔

(۱۶) قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ (الجزو ۳، ۱۷) ترجمہ اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئیگا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کریگا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اُسکی مدد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر استوار

ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا۔ تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں ؁

اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی اُمّت کیلئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ ورنہ مواخذہ ہوگا۔ اب بتلادیں میاں عبدالحکیم خان نیم مُلّا خطرہ ایمان کہ اگر صرف توحید خشک سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے کیوں مواخذہ کریگا جو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے مگر توحید باری کے قایل ہیں ؁

علاوہ اسکے توریت استثناء باب ۱۸ میں ایک یہ آیت موجود ہے کہ جو شخص اس آخرالزمان نبی کو نہیں مانیگا میں اُس سے مطالبہ کرونگا پس اگر صرف توحید ہی کافی ہے تو یہ مطالبہ کیوں ہوگا؟ کیا خدا اپنی بات کو بھول جائیگا اور میںنے بقدر کفایت قرآن شریف میں سے یہ آیات لکھی ہیں ورنہ قرآن شریف اس قسم کی آیات سے بھرا ہوا ہے چنانچہ قرآن شریف انہیں آیات سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم ✣ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں رسولوں اور نبیوں کی راہ پر چلا جن پر تیرا انعام اور اکرام ہوا ہے۔

✣ حاشیہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان سچے دین پر ہو تو اعمال صالحہ بجالانے سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام پاتا ہے۔ اسی طرح سنت الٰہی واقع ہے کہ سچے دین والا صرف اس حد تک ٹھیرایا نہیں جاتا جس حد تک وہ اپنی کوشش سے چلتا ہے اور اپنی سعی سے قدم رکھتا ہے بلکہ جب اسکی کوشش حد تک پہنچ جاتی ہے اور انسانی طاقتوں کا کام ختم ہو جاتا ہے تب عنایت الٰہی اُس کے وجود میں اپنا کام کرتی ہے اور ہدایت الٰہی اس مرتبہ تک اُسکو علم اور عمل اور معرفت میں ترقی بخشتی ہے جس مرتبہ تک وہ اپنی کوشش سے نہیں پہنچ سکتا تھا جیسا کہ ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ اختیار کرتے ہیں اور جو کچھ اُن سے اور اُن کی قوتوں سے ہو سکتا ہے بجالاتے ہیں تب عنایت حضرت احدیت ان کا ہاتھ پکڑتی ہے اور جو کام ان سے نہیں ہو سکتا تھا وہ آپ کر دکھلاتی ہے۔ منہ

اب اس آیت سے کہ جو پنجوقت نماز میں پڑھی جاتی ہے ظاہر ہے کہ خدا کا روحانی انعام جو معرفت اور محبت الٰہی ہے صرف رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے ہمیں معلوم نہیں کہ میاں عبد الحکیم خان نماز بھی پڑھتے ہیں یا نہیں اگر پڑھتے ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ ان آیات کے معنوں سے بے خبر رہتے مگر جب ان کے نزدیک صرف توحید ہی کافی ہے تو پھر نماز کی کیا ضرورت ہے نماز تو رسول کا ایک طریق عبادت بتلایا ہوا ہے جسکو رسول کی متابعت سے کچھ غرض نہیں اُسکو نماز سے کیا غرض ہے اسکے نزدیک تو موحد برہمو بھی نجات یافتہ ہیں کیا وہ نماز پڑھتے ہیں اور جبکہ اُسکے نزدیک ایک شخص اسلام سے مرتد ہو کر بھی بوجہ اپنی خشک توحید کے نجات پا سکتا ہے؎ اور ایسا آدمی بھی نجات پا سکتا ہے جو یہود یا نصاریٰ یا آریوں میں سے موحّد ہے گو اسلام کا مکذب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے تو پھر اسکی یہی رائے ہوگی کہ نماز لاحاصل اور روزہ بے سُود ہے۔ مگر ایک مومن کے لئے تو صرف یہی آیت کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانی دولت کے مالک صرف انبیاء اور رُسل ہیں اور ہر ایک کو انکی پیروی سے حصہ ملتا ہے۔

پھر سورہ بقرہ کے شروع میں یہ آیات ہیں:۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ترجمہ یہ کتاب جو شکوک و شبہات سے پاک ہے متقیوں کیلئے ہدایت نامہ ہے۔ اور متقی وہ لوگ ہیں جو خدا پر (جسکی ذات مخفی در مخفی ہے) ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قایم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کی راہ میں کچھ دیتے اور اُس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تیرے پر نازل ہوئی اور نیز ان کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ سے پہلے نازل ہوئیں وہی لوگ خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی ہیں جو نجات پائینگے ؎

؎ عبد الحکیم خان کے نزدیک جہاں تک اسکی عبارت سے سمجھا جاتا ہے ارتداد کیلئے یہ بھی ایک عذر ہے کہ جس شخص کو اپنی رائے میں اسلام کی سچائی کے کافی دلائل نہیں ملے وہ اسلام سے مرتد ہو کر بھی نجات پا سکتا ہے کیونکہ اسلام کی حقانیت پر اسکو تسلی حاصل نہیں ہوئی مگر اسکو بیان کرنا چاہیئے تھا کہ کس حد تک اتمام حجت اُسکے نزدیک ہے۔ منہ

اب اُٹھو اور آنکھ کھولو اے میاں عبد الحکیم مُرتد! کہ خدا تعالیٰ نے اِن آیات میں فیصلہ کر دیا ہے اور نجات پانا صرف اسی بات میں حصر کر دیا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاویں اور اُسکی بندگی کریں۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض اور اختلاف نہیں ہوسکتا پس جبکہ اللہ جلشانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے نجات کو وابستہ کر دیا ہے تو پھر بے ایمانی ہے کہ ان آیات قطعیۃ الدلالت سے انحراف کر کے **متشابہات** کی طرف دوڑیں۔ متشابہات کی طرف وہی لوگ دوڑتے ہیں جن کے دل نفاق کی مرض سے بیمار ہوتے ہیں۔

اور اِن آیات میں جو معرفت کا نکتہ مخفی ہے وہ یہ ہے کہ آیات ممدوحہ بالا میں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ **الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ** یعنی یہ وہ کتاب ہے جو خدا تعالیٰ کے علم سے ظہور پذیر ہوئی ہے اور چونکہ اُس کا علم جہل اور نسیان سے پاک ہے اسلئے یہ کتاب ہر ایک شک و شبہ سے خالی ہے اور چونکہ خدا تعالےٰ کا علم انسانوں کی تکمیل کیلئے اپنے اندر ایک کامل طاقت رکھتا ہے اسلئے یہ کتاب متقین کیلئے ایک کامل ہدایت ہے* اور ان کو اُس مقام تک پہنچاتی ہے جو انسانی فطرت کی ترقیات کے لئے آخری مقام ہے اور خدا ان آیات میں فرماتا ہے کہ متقی وہ ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قایم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں

* حاشیہ۔ جبتک کسی کتاب کے علل اربعہ کامل نہ ہوں وہ کتاب کامل نہیں کہلا سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے اِن آیات میں قرآن شریف کے علل اربعہ کا ذکر فرما دیا ہے اور وہ چار ہیں (۱) علت فاعلی (۲) علت مادّی (۳) علت صوری (۴) علت غائی۔ اور ہر چہار کامل درجہ پر ہیں پس الٓمٓ علت فاعلی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے معنی ہیں انا اللہ اعلم یعنی کہ میں جو خدا ہوں عالم الغیب ہوں میں نے اس کتاب کو اُتارا ہے پس چونکہ خدا اس کتاب کی علت فاعلی ہے اس لئے اس کتاب کا فاعل ہر ایک فاعل سے زبردست اور کامل ہے۔ اور علت مادّی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یعنی یہ وہ کتاب ہے جس نے خدا کے علم سے خلعت وجود پہنا ہے

اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں وہی ہدایت کے سر پر ہیں اور وہی نجات پائیں گے
ان آیات سے یہ تو معلوم ہوا کہ نجات بغیر نبی کریم پر ایمان لانے اور اُسکی ہدایات نماز وغیرہ کے بجالانے کے
نہیں مل سکتی۔ اور جھوٹے ہیں وہ لوگ جو نبی کریم کا دامن چھوڑ کر محض خشک توحید سے نجات ڈھونڈھتے
ہیں مگر یہ عقدہ قابل حل رہا کہ جبکہ وہ لوگ ایسے راستباز ہیں کہ پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے اور نماز بھی
ادا کرتے اور روزہ بھی رکھتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کے راہ میں کچھ دیتے ہیں اور
قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان بھی رکھتے ہیں تو پھر یہ فرمانا کہ ھدًی للمتقین یعنی انکو
یہ کتاب ہدایت دیگی اس کے کیا معنی ہیں وہ تو ان سب باتوں کو بجالا کر پہلے ہی سے ہدایت یافتہ
ہیں اور حاصل شدہ کو حاصل کرانا یہ تو ایک امر عبث معلوم ہوتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ باوجود ایمان اور عمل صالح کے کامل استقامت اور کامل ترقی
کے محتاج ہیں جسکی رہنمائی صرف خدا ہی کرتا ہے انسانی کوشش کا اس میں دخل نہیں۔ استقامت سے
مراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دل میں رچ جائے کہ کسی ابتلاء کے وقت ٹھوکر نہ کھاویں اور ایسے طرز
اور ایسے طور پر اعمال صالحہ صادر ہوں کہ ان میں لذت پیدا ہو اور مشقت اور تلخی محسوس نہ ہو اور
ان کے بغیر جی ہی نہ سکیں گویا وہ اعمال روح کی غذا ہو جائیں اور اُسکی روٹی بن جائیں اور اُس کا
آب شیریں بن جائیں کہ بغیر اُس کے زندہ نہ رہ سکیں غرض استقامت کے بارے میں ایسی حالات پیدا ہو جائیں
جن کو انسان محض اپنی سعی سے پیدا نہیں کر سکتا بلکہ جیسا کہ روح کا خدا کی طرف سے فیضان ہوتا ہے
وہ فوق العادت استقامت بھی خدا کی طرف سے پیدا ہو جائے۔

بقیہ حاشیہ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا علم تمام علوم سے کامل تر ہے اور علت صوری کی کمال کی طرف اشارہ
کرتا ہے۔ یہ فقرہ لاریب فیہ۔ یعنی یہ کتاب ہر ایک غلطی اور شک و شبہ سے پاک ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ
جو کتاب خدا تعالیٰ کے علم سے نکلی ہے وہ اپنی صحت اور ہر ایک عیب سے مبرا ہونے میں بے مثل و بے مانند ہے اور لاریب فیہ میں
اکمل اور اتم ہے اور علت غائی کی کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ھدًی للمتقین یعنی یہ کتاب ہدایت کامل متقین کیلئے ہے اور جہاں تک
انسانی سرشت کیلئے زیادہ سے زیادہ ہدایت ہو سکے وہ اس کتاب کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ منہ

اور ترقی سے مُراد یہ ہے کہ وہ عبادت اور ایمان جو انسانی کوششوں کی انتہا ہے اس کے علاوہ وہ حالات پیدا ہو جائیں جو محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانیکے بارے میں انسانی سعی اور عقل صرف اس حد تک رہبری کرتی ہے کہ اُس پوشیدہ خدا پر جس کا چہرہ نہیں دیکھا گیا ایمان لایا جائے اسی وجہ سے شریعت جو انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتی اِس بات کے لئے مجبور نہیں کرتی کہ انسان اپنی طاقت سے ایمان بالغیب سے بڑھکر ایمان حاصل کرے ہاں راستبازوں کو اسی آیت ھدی للمتقین میں وعدہ دیا گیا ہے کہ جب وہ ایمان بالغیب پر ثابت قدم ہو جائیں اور جو کچھ وہ اپنی سعی سے کر سکتے ہیں کر لیں تب خدا ایمان کی حالت سے عرفان کی حالت تک اُنکو پہنچا دیگا۔ اور ان کے ایمان میں ایک اور رنگ پیدا کر دیگا قرآن شریف کی سچائی کی یہ ایک نشانی ہے کہ وہ جو اسکی طرف آتے ہیں اُن کو اُس مرتبہ ایمان اور عمل پر رکھنا نہیں چاہتا کہ جو وہ اپنی کوشش سے اختیار کرتے ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو کیونکر معلوم ہو کہ خدا موجود ہے بلکہ وہ انسانی کوششوں پر اپنی طرف سے ایک ثمرہ مرتب کرتا ہے جسمیں خدائی چمک اور خدائی تصرف ہوتا ہے مثلاً جیسا کہ میں نے بیان کیا انسان خدا پر ایمان لانیکے بارہ میں اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ وہ اس پوشیدہ خدا پر ایمان لاوے جس کے وجود پر ذرہ ذرہ اس عالم کا گواہ ہے مگر انسان کی یہ تو طاقت ہی نہیں ہے کہ محض اپنے ہی قدموں اور اپنی ہی کوشش اور اپنے ہی زور بازو سے خدا کے انوار الوہیت پر اطلاع پاوے اور ایمانی حالت سے عرفانی حالت تک پہنچ جاوے اور مشاہدہ اور رویت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرلے۔

اسی طرح انسانی سعی اور کوشش نماز کے ادا کرنے میں اِس سے زیادہ کیا کر سکتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے پاک اور صاف ہو کر اور نفی خطرات کر کے نماز ادا کریں اور کوشش کریں کہ نماز ایک گری ہوئی حالت میں نہ رہے اور اس کے جس قدر ارکان حمد و ثنا حضرت عزت اور توبہ و استغفار اور دعا اور درود ہیں۔ وہ دلی جوش سے صادر ہوں لیکن یہ تو انسان کے

اختیار میں نہیں ہے کہ ایک فوق العادت محبت ذاتی اور خشوع ذاتی اور محویت سے بھرا ہوا ذوق و شوق اور ہر ایک کدورت سے خالی حضور اسکی نماز میں پیدا ہو جائے گویا وہ خدا کو دیکھ لے اور ظاہر ہے کہ جب تک نماز میں یہ کیفیت پیدا نہ ہو وہ نقصان سے خالی نہیں اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی وہ ہیں جو نماز کو کھڑی کرتے ہیں اور کھڑی وہی چیز کیجاتی ہے جو گرنے کے لئے مستعد ہے پس آیت یقیمون الصلوٰۃ کے یہ معنی ہیں کہ جہاں تک انسے ہو سکتا ہے نماز کو قایم کرنیکے لئے کوشش کرتے ہیں اور تکلف اور مجاہدات سے کام لیتے ہیں مگر انسانی کوششیں بغیر خدا تعالیٰ کے فضل کے بیکار ہیں اسلئے اُس کریم و رحیم نے فرمایا ھُدًی لّلمتقین یعنے جہاں تک ممکن ہو وہ تقویٰ کی راہ سے نماز کی اقامت میں کوشش کریں پھر اگر وہ میرے کلام پر ایمان لاتے ہیں تو میں اُن کو فقط اُنہی کی کوشش اور سعی پر نہیں چھوڑونگا بلکہ میں آپ انکی دستگیری کرونگا۔ تب اُن کی نماز ایک اور رنگ پکڑ جائیگی اور ایک اور کیفیت ان میں پیدا ہو جائیگی۔ جو ان کے خیال و گمان میں بھی نہیں تھی۔ یہ فضل محض اس لئے ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور جہاں تک ان سے ہو سکا اسکے احکام کے مطابق عمل میں مشغول رہے غرض نماز کے متعلق جس زاید ہدایت کا وعدہ ہے وہ یہی ہے کہ اسقدر طبعی جوش اور ذاتی محبت اور خشوع اور کامل حضور میسر آجائے کہ انسان کی آنکھ اپنے محبوب حقیقی کے دیکھنے کے لئے کھلجائے اور ایک خارق عادت کیفیت مشاہدہ جمال باری کی میسر آجائے جو لذات روحانیہ سے سراسر معمور ہو اور دنیوی رزایل اور انواع و اقسام کے معاصی قولی اور فعلی اور بصری اور سماعی سے دل کو متنفر کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات۔

ایسا ہی مالی عبادت جسقدر انسان اپنی کوشش سے کر سکتا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ اپنے اموال مرغوبہ میں سے کچھ خدا کے لئے دیوے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا ہے ومما رزقنٰھم ینفقون اور جیسا کہ ایک دوسری جگہ فرمایا ہے لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا مما تحبّون لیکن ظاہر ہے کہ اگر مالی عبادت میں انسان صرف اسی قدر بجا لاوے کہ اپنے

اموال محبوبہ مرغوبہ میں سے کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیوے تو یہ کچھ کمال نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ ماسوی سے بکلی دست بردار ہو جاوے اور جو کچھ اُس کا ہے وہ اس کا نہیں بلکہ خدا کا ہو جائے یہاں تک کہ جان بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا کرنیکے لئے طیار ہو کیونکہ وہ بھی مما رزقنٰھم میں داخل ہے خدا تعالیٰ کا منشاء اُسکے قول مما رزقنا سے صرف درہم و دینار نہیں ہے بلکہ یہ بڑا وسیع لفظ ہے جس میں ہر ایک وہ نعمت داخل ہے جو انسان کو دی گئی ہے ✤

غرض اِس جگہ بھی ھدًی للمتقین فرمانے سے خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ جو کچھ انسان کو ہر ایک قسم کی نعمت مثلاً اسکی جان اور صحت اور علم اور طاقت اور مال وغیرہ میں سے دیا گیا ہے اسکی نسبت انسان اپنی کوشش سے صرف مما رزقنٰھم ینفقون تک اپنا اخلاص ظاہر کرسکتا ہے اور اس سے بڑھ کر بشری قوتیں طاقت نہیں رکھتیں لیکن خدا تعالیٰ کا قرآن شریف پر ایمان لانیوالے کیلئے اگر وہ مما رزقنٰھم ینفقون کی حد تک اپنا صدق ظاہر کریگا بموجب آیۃ ھدًی للمتقین کے یہ وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس قسم کی عبادات میں بھی کمال تک اُسکو پہنچا دیگا اور کمال یہ ہے کہ اسکو یہ قوت ایثار بخشی جائیگی کہ وہ شرح صدر سے یہ سمجھ لیگا کہ جو کچھ اُس کا ہے خدا کا ہے اور کبھی کسی کو محسوس نہیں کرائیگا کہ یہ چیزیں اسکی تھیں جسکے ذریعہ سے اُس نے نوع انسان کی خدمت کی مثلاً احسان کے ذریعہ سے کبھی انسان کسی کو محسوس کراتا ہے کہ اُس نے اپنا مال دوسرے کو دیا مگر یہ ناقص حالت ہے کیونکہ وہ تبھی محسوس کریگا کہ جب اُس چیز کو اپنی چیز سمجھے گا پس جب بموجب آیت ھدًی للمتقین کے خدا تعالیٰ قرآن شریف پر ایمان لانیوالے کو اس مقام سے ترقی بخشیگا تو وہ یہاں تک اپنی تمام چیزوں کو خدا کی چیزیں سمجھ لیگا کہ محسوس کرانیکی مرض بھی اسکے دل میں سے جاتی رہے گی اور نوع انسان کے لئے ایک مادری ہمدردی اُس کے دل میں پیدا ہو جائیگی بلکہ اُس سے بھی بڑھکر اور کوئی چیز اُسکی اپنی نہیں رہیگی۔ بلکہ سب خدا کی ہو جائیگی اور یہ تب ہوگا کہ جب وہ سچے دل سے قرآن شریف اور نبی کریمؐ پر ایمان لائیگا۔ بغیر اسکے نہیں۔ پس کس قدر گمراہ وہ لوگ ہیں جو بغیر متابعت

✤ حاشیہ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بباعث ضعف بشریت انسان کی فطرت میں ایک بخل بھی ہے کہ اگر ایک پہاڑ سونے کا بھی اسکے پاس ہو تب بھی ایک حصہ بخل کا اس کے اندر رہتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اپنا تمام مال اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے لیکن جب بموجب آیت ھدًی للمتقین کے ایک ترقی یافتہ انسان کو شرح صدر حاصل ہو جاتی ہے [illegible] منہ

قرآن شریف اور رسول کریم کے صرف خشک توحید کو موجب نجات ٹھہراتے ہیں بلکہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ ایسے لوگ خدا پر سچا ایمان رکھتے ہیں نہ دُنیا کے لالچوں اور خواہشوں سے پاک ہو سکتے ہیں چہ جائیکہ وہ کسی کمال تک ترقی کریں اور یہ بات بھی بالکل غلط اور کورانہ خیال ہے کہ انسان خود بخود نعمت توحید حاصل کر سکتا ہے بلکہ توحید خدا کی کلام کے ذریعہ سے ملتی ہے اور اپنی طرف سے جو کچھ سمجھتا ہے وہ شرک سے خالی نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی کوشش صرف اس حد تک ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کر کے اس کی کتاب پر ایمان لاوے اور صبر سے اُسکی پیروی کرے اس سے زیادہ انسان میں طاقت نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے آیۃ ھدًی للمتقین میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر اسکی کتاب اور رسول پر کوئی ایمان لائے گا تو وہ مزید ہدایت کا مستحق ہوگا اور خدا اُسکی آنکھ کھولیگا اور اپنے مکالمات مخاطبات سے مشرف کریگا* اور بڑے بڑے نشان اُسکو دکھائیگا یہاں تک کہ وہ اِسی دُنیا میں اُس کو دیکھ لیگا کہ اُس کا خدا موجود ہے اور پوری تسلّی پائیگا۔ خدا کا کلام کہتا ہے کہ اگر تو میرے پر کامل ایمان لاوے تو میں تیرے پر بھی نازل ہونگا۔ اسی بنا پر حضرت امام **جعفر صادق** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس اخلاص اور محبت اور شوق سے خدا کے کلام کو پڑھا کہ وہ الہامی رنگ میں میری زبان پر بھی جاری ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ مکالمات الٰہیہ کیا شئے ہیں اور کس حالت میں کہا جائیگا کہ خدا کسی شخص سے مکالمہ فرماتا ہے بلکہ اکثر نادان لوگ شیطانی القا کو بھی خدا کا کلام سمجھنے لگتے ہیں۔ اور ان کو شیطانی اور رحمانی الہام میں تمیز نہیں۔ پس یاد رہے کہ رحمانی الہام اور وحی کے لئے اول شرط یہ ہے کہ انسان محض خدا کا ہو جائے اور شیطان کا کوئی حصہ اُس میں نہ رہے کیونکہ جہاں مُردار ہے ضرور ہے کہ وہاں کُتے بھی جمع ہو جائیں اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ھل انبئکم علٰی من تنزل الشیاطین۔ تنزل علٰی کل افاک اثیم۔ مگر جس میں شیطان کا حصہ نہیں رہا اور وہ سفلی زندگی سے ایسا دور ہوا کہ گویا مر گیا اور راستباز اور وفادار بندہ بن گیا اور خدا کی طرف آگیا اُس پر شیطان حملہ نہیں کر سکتا

* درحقیقت کمال متابعت یہی ہے کہ وہی رنگ پکڑے اور وہی انوار دل پر وارد ہو جائیں۔ دخلتُ لنا رٍ فصرتُ نارًا۔ منہ

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ جو شیطان کے ہیں اور شیطان کی عادتیں اپنے اندر رکھتے ہیں انہیں کی طرف شیطان دوڑتا ہے کیونکہ وہ شیطان کے شکار ہیں۔ ✻

اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذّت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا سمیع و علیم و رحیم ہے اسلئے وہ اپنے متقی اور راستباز اور وفادار بندوں کو اُن کے معروضات کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال و جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں جب بندہ عجز و نیاز کے رنگ میں ایک سوال کرتا ہے تو اِسکے بعد چند منٹ تک اس پر ایک ربودگی طاری ہو کر اس ربودگی کے پردہ میں اُس کو جواب ملجاتا ہے پھر بعد اسکے بندہ اگر کوئی سوال کرتا ہے تو پھر دیکھتے دیکھتے اس پر ایک اور ربودگی طاری ہو جاتی ہے اور بدستور اُس کے پردہ میں جواب ملجاتا ہے اور خدا ایسا کریم اور رحیم اور حلیم ہے کہ اگر ہزار دفعہ بھی ایک بندہ کچھ سوالات کرے تو جواب مل جاتا ہے مگر چونکہ خدا تعالیٰ بے نیاز بھی ہے اور حکمت اور مصلحت کی بھی رعایت رکھتا ہے اس لئے بعض سوالات کے جواب میں اظہار مطلوب نہیں کیا جاتا اور اگر یہ پوچھا جاوے کہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ جوابات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں نہ شیطان کی طرف سے اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں۔

ماسوا اِس کے شیطان گُنگا ہے اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گُنگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہو سکتا صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈالدیتا ہے اُسکو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ لذیذ اور باشوکت کلام کر سکے اور یا چند گھنٹہ تک سلسلہ کلام کا سوالات کے جواب میں جاری رکھ سکے اور وہ بہرہ بھی ہے ہر ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور وہ عاجز بھی ہے اپنے الہامات میں کوئی قدرت اور اعلیٰ درجہ کی غیب گوئی کا نمونہ دکھلا نہیں سکتا ۞ اور اس کا گلا بھی بیٹھا ہوا ہے پُر شوکت اور بلند آواز سے بول نہیں سکتا مخنثوں کی طرح اُسکی آواز دھیمی ہے انہیں علامات سے شیطانی وحی

✻ یہ سوال کہ آیا شیطانی خواب یا الہام میں کوئی غیبی خبر ہو سکتی ہے یا نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ شیطانی خواب یا الہام میں جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کبھی خبر غیب تو ہو سکتی ہے مگر وہ تین علامتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے (۱) اول یہ کہ وہ غیب کوئی اقتداری غیب نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس قسم کے غیب ہوتے ہیں کہ فلاں شخص جو شرارت سے باز نہیں آتا ہم اُسکو ہلاک کریں گے اور فلاں شخص جس نے صدق دکھلایا ہم اُسکو ایسی ایسی عزت دینگے اور ہم اپنے نبی کی تائید کے لئے فلاں فلاں نشان دکھلائیں گے اور ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکیگا اور ہم منکروں پر فلاں عذاب وارد کریں گے اور مومنوں کو اس طور کی فتح اور نصرت دینگے۔ یہ اقتداری غیب ہیں جو حکومت کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں ایسی پیشگوئیاں شیطان نہیں کر سکتا (۲) دوسری شیطانی خواب یا الہام بخیل کی طرح ہوتا ہے اس میں کثرت سے غیب نہیں ہوتا اور رحمانی ملہم کے مقابل پر ایسا شخص بھاگ جاتا ہے کیونکہ رحمانی ملہم کے مقابل پر اُسکا غیب اسقدر قلیل المقدار ہوتا ہے جیسا کہ سمندر کے مقابل پر ایک قطرہ۔ (۳) تیسری اکثر اُس پر جھوٹ غالب ہوتا ہے مگر رحمانی خواب یا الہام پر سچ غالب ہوتا ہے یعنی اگر کل الہامات کو دیکھا جائے تو رحمانی الہام میں کثرت سچ کی ہوتی ہے اور شیطانی میں اُسکے برخلاف۔ (دیکھو صفحہ ۱۴۰)

کو شناخت کرلوگے۔ لیکن خدا تعالیٰ گُنگے اور بہرے اور عاجز کی طرح نہیں وہ سُنتا ہے اور برابر جواب دیتا ہے اور اُس کے کلام میں شوکت اور ہیبت اور بلندی آواز ہوتی ہے اور کلام پُراثر اور لذیذ ہوتا ہے اور شیطان کا کلام دھیما اور زنانہ اور مشتبہ رنگ میں ہوتا ہے اسمیں ہیبت اور شوکت اور بلندی نہیں ہوتی اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی تھک جاتا ہے اور اسمیں بھی کمزوری اور بزدلی ٹپکتی ہے مگر خدا کا کلام تھکنے والا نہیں ہوتا اور ہر ایک قسم کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور بڑے بڑے غیبی امور اور اقتداری وعدوں پر مشتمل ہوتا ہے اور خدائی جلال اور عظمت اور قدرت اور قدوسی کی اس سے بُو آتی ہے اور شیطان کے کلام میں یہ خاصیت نہیں ہوتی اور نیز خدا تعالیٰ کا کلام ایک قوی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک میخ فولادی کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے اور دل پر ایک پاک اثر کرتا ہے اور دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور جس پر نازل ہوتا ہے اُسکو مرد میدان کردیتا ہے یہاں تک کہ اگر اُسکو تیز تلوار کے ساتھ ٹکڑہ ٹکڑہ کردیا جاوے یا اُسکو پھانسی دیا جاوے یا ہر ایک قسم کا دُکھ جو دُنیا میں ممکن ہے پہنچایا جاوے اور ہر ایک قسم کی بے عزتی اور توہین کیجائے یا آتش سوزاں میں بٹھایا جاوے یا جلایا جاوے وہ کبھی نہیں کہیگا کہ یہ خدا کا کلام نہیں جو میرے پر نازل ہوتا ہے کیونکہ خدا اُسکو یقین کامل بخش دیتا ہے اور اپنے چہرہ کا عاشق کردیتا ہے اور جان اور عزت اور مال اُسکے نزدیک ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک تنکا وہ خدا کا دامن نہیں چھوڑتا اگرچہ تمام دُنیا اُسکو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے اور توکّل اور شجاعت اور استقامت میں بے مثل ہوتا ہے مگر شیطان سے الہام پانیوالے یہ قوت نہیں پاتے وہ بزدل ہوتے ہیں کیونکہ شیطان بُزدل ہے۔

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ امر جو عبد الحکیم خاں کی ضلالت کا باعث ہوا ہے جس کی وجہ سے اُسکو یہ خیال گذرا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں وہ قرآن شریف کی ایک آیت کی غلط فہمی ہے جو باعث کمی علم اور کمی تدبّر کے اُس سے ظہور میں آئی اور وہ آیت یہ ہے۔ انّ الّذین اٰمنوا والّذین ھادوا والنصاریٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹) اور ہم نے کل کا لفظ رحمانی خوابوں یا الہاموں کی نسبت اسلئے استعمال نہیں کیا کہ انمیں بھی بعض الہام یا خواب متشابہات کے رنگ میں ہوتے ہیں یا جزئیات کی طور پر کوئی غلطی ہو جاتی ہے اور جاہل نادان ایسی پیشگوئیوں کو جھوٹ سمجھ لیتے ہیں اور انکا وجود محض ابتلا کے لئے ہوتا ہے اور بعض ربّانی پیشگوئیاں وعید کی قسم سے ہوتی ہیں جن کا تخلف جائز ہوتا ہے۔ اور نیز یاد رہے کہ شیطانی الہام فاسق اور ناپاک آدمی کو بھی ہو سکتا ہے مگر رحمانی الہامات کی کثرت صرف اُنکو ہوتی ہے جو پاک دل ہوتے اور خدا تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ منہ

والصّابئین من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربّھم ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ٭ (ترجمہ) یعنی جو لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور جو لوگ یہود و نصاریٰ اور ستارہ پرست ہیں جو شخص اُن میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائیگا اور اعمال صالحہ بجالائیگا خدا اُسکو ضایع نہیں کریگا اور ایسے لوگوں کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن کو کچھ خوف نہیں ہوگا اور نہ غم ۔ ٭

یہ آیت ہے جس سے باعث نادانی اور کج فہمی یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی کچھ ضرورت نہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ اپنے نفس امّارہ کے پیرو ہو کر محکمات اور بیّنات قرآنی کی مخالفت کرتے ہیں اور اسلام سے خارج ہونیکے لئے متشابہات کی پناہ ڈھونڈھتے ہیں۔ اُن کو یاد رہے کہ اس آیت سے وہ کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا اس بات کو مستلزم پڑا ہوا ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے **اللہ** کے نام کی قرآن شریف میں یہ تعریف کی ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو ربّ العالمین اور رحمٰن اور رحیم ہے جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت **محمد** مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیا اور خیر الرّسل ہے۔ اور یوم آخر قرآن شریف کی رو سے یہ ہے جسمیں مُردے جی اُٹھیں گے اور پھر ایک فریق بہشت میں داخل کیا جائیگا جو جسمانی اور روحانی نعمت کی جگہ ہے۔ اور ایک فریق دوزخ میں داخل کیا جاویگا جو روحانی اور جسمانی عذاب کی جگہ ہے۔ اور خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اس یوم آخر پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔

پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود لفظ اللہ اور یوم آخر کے بتصریح ایسے معنی کر دئے جو اسلام سے مخصوص ہیں تو جو شخص اللہ پر ایمان لائیگا اور یوم آخر پر ایمان لائے گا اُس کے لئے یہ لازمی امر ہوگا کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے اور کسی کا

٭ اگر اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف توحید کافی ہے تو پھر مفصلہ ذیل آیت سے یہ ثابت ہوگا کہ شرک وغیرہ سب گناہ بغیر توبہ کے بخشے جائینگے اور وہ آیت یہ ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انّہ ھو الغفور الرحیم۔ منہ

اختیار نہیں ہے کہ ان معنوں کو بدل ڈالے۔ اور ہم اِس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے کوئی ایسے معنے ایجاد کریں کہ جو قرآن شریف کے بیان کردہ معنوں سے مغایر اور مخالف ہوں ہم نے اوّل سے آخر تک قرآن شریف کو غور سے دیکھا ہے اور توجہ سے دیکھا۔ اور بار بار دیکھا اور اُس کے معانی میں خوب تدبّر کیا ہے ہمیں بدیہی طور پر معلوم ہوا ہے کہ قرآن شریف میں جس قدر صفات اور افعال الٰہیہ کا ذکر ہے ان سب صفات کا موصوف اسم اللہ ٹھہرایا گیا ہے مثلاً کہا گیا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایسا ہی اِس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن اتارا۔ اللہ وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ پس جبکہ قرآنی اصطلاح میں اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاوے تبھی اوس کا ایمان معتبر اور صحیح سمجھا جائیگا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے۔ خدا تعالیٰ نے اِس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ مَنْ اٰمَنَ بِالرَّحْمٰنِ یا مَنْ اٰمَنَ بِالرَّحِیْمِ یا مَنْ اٰمَنَ بِالْکَرِیْمِ بلکہ یہ فرمایا کہ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ اور اللہ سے مُراد وہ ذات ہے جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے اور ایک عظیم الشان صفت اُسکی یہ ہے کہ اُس نے قرآن شریف کو اوتارا۔ اِس صورت میں ہم صرف ایسے شخص کی نسبت کہ سکتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان لایا جبکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا ہو اور قرآن شریف پر بھی ایمان لایا ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے کیا معنی ہوئے تو یاد رہے کہ اسکے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اُن کا ایمان معتبر نہیں ہے جبتک خدا کے رسول پر ایمان نہ لاویں یا جب تک اُس ایمان کو کامل نہ کریں۔ اِس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف میں اختلاف نہیں ہے پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ صدہا آیتوں میں تو خدا تعالیٰ یہ فرماوے کہ صرف توحید کافی نہیں ہے۔ بلکہ اُس کے نبی پر ایمان لانا نجات کیلئے ضروری ہے بجز اِس صورت کے کہ کوئی اس نبی سے بیخبر رہا ہو اور پھر کسی ایک آیت میں

برخلاف اسکے یہ بتلاوے کہ صرف توحید سے ہی نجات ہو سکتی ہے قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی کچھ ضرورت نہیں اور طرفہ یہ کہ اس آیت میں توحید کا ذکر بھی نہیں اگر توحید مراد ہوتی تو یوں کہنا چاہئے تھا کہ من اٰمن بالتوحید۔ مگر آیت کا تو یہ لفظ ہے کہ من آمن باللّٰہ۔ پس آمن باللّٰہ کا فقرہ ہم پر یہ واجب کرتا ہے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ قرآن شریف میں اللہ کا لفظ کن معنوں پر آتا ہے۔ ہماری دیانت کا یہ تقاضا ہونا چاہئے کہ جب ہمیں خود قرآن سے ہی یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن بھیجا۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو ہم اُسی معنی کو قبول کرلیں جو قرآن شریف نے بیان کئے اور خود روی اختیار نہ کریں ۔

ماسوا اسکے ہم بیان کر چکے ہیں کہ نجات حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا کرے اور نہ صرف یقین بلکہ اطاعت کیلئے بھی کمربستہ ہو جائے اور اسکی رضامندی کی راہوں کو شناخت کرے۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے یہ دونوں باتیں محض خدا تعالیٰ کے رسولوں کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتی آئی ہیں پھر کس قدر یہ لغو خیال ہے کہ ایک شخص توحید تو رکھتا ہو مگر خدا تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہیں لاتا وہ بھی نجات پائیگا۔ اے عقل کے اندھو اور نادان! توحید بجز ذریعہ رسول کے کب حاصل ہو سکتی ہے۔ اسکی تو ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک شخص روز روشن سے تو نفرت کرے اور اُس سے بھاگے اور پھر کہے کہ میرے لئے آفتاب ہی کافی ہے دن کی کیا حاجت ہے وہ نادان نہیں جانتا کہ کیا آفتاب کبھی دن سے علیحدہ بھی ہوتا ہے۔ ہائے افسوس یہ نادان نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی در مخفی اور غیب در غیب اور وراء الوراء ہے اور کوئی عقل اُسکو دریافت نہیں کر سکتی جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ یعنی بصارتیں اور بصیرتیں اُسکو پا نہیں سکتیں اور وہ اُن کے انتہا کو جانتا ہے اور اُنپر غالب ہے۔ پس اُس کی توحید محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی

باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بتوں یا انسانوں یا سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے دستکش ہوتا ہے ایسا ہی نفسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے یعنی اپنی روحانی جسمانی طاقتوں پر بھروسہ کرنے سے اور ان کے ذریعہ سے عُجب کی بلا میں گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاوے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحید کامل حاصل نہیں ہو سکتی ٭ اور جو شخص اپنی کسی قوت کو شریک باری ٹھیراتا ہے وہ کیونکر موحّد کہلا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے جا بجا توحید کامل کو پیروی رسول سے وابستہ کیا ہے کیونکہ کامل توحید ایک نئی زندگی ہے اور بجز اس کے نجات حاصل نہیں ہو سکتی جبتک خدا کے رسول کا پیرو ہو کر اپنی سفلی زندگی پر موت وارد نہ کرے۔ علاوہ اس کے قرآن شریف میں بموجب قول ان نادانوں کے تناقص لازم آتا ہے کیونکہ ایک طرف تو جا بجا وہ یہ فرماتا ہے کہ بجز ذریعہ رسول توحید حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر دوسری طرف گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حاصل ہو سکتی ہے حالانکہ توحید اور نجات کا آفتاب اور اسکو ظاہر کرنیوالا صرف رسول ہی ہوتا ہے اسی کی روشنی سے توحید ظاہر ہوتی ہے پس ایسا تناقض خدا کی کلام کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا ٭

بڑی غلطی اس نادان کی یہ ہے کہ اس نے توحید کی حقیقت کو بالکل نہیں سمجھا توحید ایک نور ہے جو آفاقی و انفسی معبودوں کی نفی کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے اور وجود کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر جاتا ہے پس وہ بجز خدا اور اسکے رسول کے ذریعہ کے محض اپنی طاقت سے کیونکر حاصل ہو سکتا ہے انسان کا فقط یہ کام ہے کہ اپنی خودی پر موت وارد کرے اور اس شیطانی نخوت کو چھوڑ دے کہ میں علوم میں پرورش یافتہ ہوں اور ایک جاہل کی طرح اپنے تئیں تصوّر کرے اور دعا میں لگا رہے تب توحید کا نور خدا کی طرف سے اس پر نازل ہوگا اور ایک نئی زندگی اسکو بخشیگا۔

اخیر پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ہم فرض محال کے طور پر یہ مان لیں کہ اللہ کا لفظ ایک عام معنوں پر مشتمل ہے جس کا ترجمہ خدا ہے اور ان معنوں کو نظر انداز کر دیں جو قرآن شریف پر نظر تدبر ڈال کر معلوم ہوتے ہیں یعنی یہ کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ وہ وہ

ذات ہے جس نے قرآن شریف بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تب بھی یہ آیۃ مخالف کو مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو ماننا نجات کے لئے کافی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر جو خدا تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اور مستجمع جمیع صفات کاملہ حضرت عزت ہے ایمان لائے گا تو خدا اُسکو ضایع نہیں کریگا اور کشاں کشاں اُسکو اسلام کی طرف لے آئیگا کیونکہ ایک سچائی دوسری سچائی میں داخل ہونیکے لئے مدد دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لانیوالے آخر حق کو پا لیتے ہیں۔

قرآن شریف میں یہ وعدہ ہے کہ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے گا خدا اُسکو ضایع نہیں کریگا اور حق اُس پر کھول دیگا اور راہ راست اُسکو دکھائیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

پس اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانیوالا ضائع نہیں کیا جاتا آخر اللہ تعالیٰ پوری ہدایت اُسکو کر دیتا ہے چنانچہ صوفیوں نے صدہا مثالیں اسکی لکھی ہیں کہ بعض غیر قوم کے لوگ جب کمال اخلاص سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ میں مشغول ہوئے تو خدا تعالیٰ نے اُنکو اُنکے اخلاص کا یہ بدلہ دیا کہ اُنکی آنکھیں کھول دیں اور خاص اپنی دستگیری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اُنپر ظاہر کر دی۔ یہی معنی اس آیت کے آخری فقرہ کے ہیں۔ فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ خدا تعالیٰ کا اجر جبتک دُنیا میں ظاہر نہیں ہوتا آخرت میں بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ پس دُنیا میں خدا پر ایمان لانے کا یہ اجر ملتا ہے کہ ایسے شخص کو خدا تعالیٰ پوری ہدایت بخشتا ہے اور ضایع نہیں کرتا اسی کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ یعنے وہ لوگ جو درحقیقت اہل کتاب ہیں اور سچے دل سے خدا پر اور اُس کی کتابوں پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں وہ آخر کار اِس نبی پر ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہاں خبیث آدمی جن کو اہل کتاب نہیں کہنا چاہیئے وہ ایمان نہیں لاتے۔ ایسا ہی سوانح اسلام میں اسکی بہت سی

مثالیں پائی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا کریم و رحیم ہے اگر کوئی ایک ذرہ بھی نیکی کرے تب بھی اسکی جزا میں اسلام میں اُسکو داخل کر دیتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ کسی صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے کفر کی حالت میں محض خدا تعالیٰ کے خوش کرنیکے لئے بہت کچھ مال مساکین کو دیا تھا۔ کیا اُس کا ثواب بھی مجھ کو ہوگا تو آپنے فرمایا کہ وہی صدقات ہیں جو تجھ کو اسلام کی طرف کھینچ لائے۔ پس اسی طرح جو شخص کسی غیر مذہب میں خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک جانتا ہے اور اُس سے محبت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بموجب آیت فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ آخر اُسکو اسلام میں داخل کر دیتا ہے۔ یہی معاملہ **باوا نانک** کو پیش آیا۔ جب اُس نے بڑے اخلاص سے بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید کو اختیار کیا اور خدا تعالیٰ سے محبت کی تو وہی خدا جس نے آیت ممدوحہ بالا میں فرمایا ہے فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اُس پر ظاہر ہوا اور اپنے الہام سے اسلام کی طرف اُسکو رہبری کی تب وہ مسلمان ہوگیا۔ اور حج بھی کیا۔

اور کتاب بحر الجواہر میں لکھا ہے کہ ابو الخیر نام ایک یہودی تھا جو پارسا طبع اور راستباز آدمی تھا اور خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک جانتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بازار میں چلا جاتا تھا تو ایک مسجد سے اسکو آواز آئی کہ ایک لڑکا قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ رہا تھا:-

الٓمّٓ ۚ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۔

یعنی کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ یوں ہی وہ نجات پا جاوینگے صرف اس کلمہ سے کہ ہم ایمان لائے اور ابھی خدا کی راہ میں ان کا امتحان نہیں کیا گیا کہ کیا ان میں ایمان لانیوالوں کی سی استقامت اور صدق اور وفا بھی موجود ہے یا نہیں؟ اس آیت نے ابو الخیر کے دل پر بڑا اثر کیا اور اُس کے دل کو گداز کر دیا۔ تب وہ مسجد کی دیوار کے ساتھ کھڑا ہو کر زار زار رو دیا۔ رات کو حضرت سیدنا و مولنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی خواب میں آئے اور فرمایا یا ابا الخیر اعجبنی ان مثلک مع کمال فضلک ینکر بنبوتی یعنی اے ابو الخیر مجھے تعجب آیا کہ تیرے جیسا انسان باوجود اپنے کمال

فضل اور بزرگی کے میری نبوت سے انکار کرے پس صبح ہوتے ہی ابوالخیر مسلمان ہوگیا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ میں اس بات کو بالکل سمجھ نہیں سکتا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے اور اسکو واحد لاشریک سمجھے اور خدا اُس کو دوزخ سے تو نجات دے مگر نابینائی سے نجات نہ دے حالانکہ نجات کی جڑھ معرفت ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا یا اس سے بھی بدتر۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ جس نے خدا کے رسولوں کو شناخت نہیں کیا اُس نے خدا کو بھی شناخت نہیں کیا۔ خدا کے چہرے کا آئینہ اُسکے رسول ہیں ہر ایک جو خدا کو دیکھتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ پس یہ کس قسم کی نجات ہے کہ ایک شخص دُنیا میں تمام عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذب اور منکر رہا اور قرآن شریف سے انکاری رہا اور خدا تعالیٰ نے اُسکو آنکھیں نہ بخشیں اور دل نہ دیا اور وہ اندھا ہی رہا اور اندھا ہی مر گیا اور پھر نجات بھی پاگیا یہ عجیب نجات ہے! اور ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس شخص پر رحمت کرنا چاہتا ہے پہلے اُسکو آنکھیں بخشتا ہے اور اپنی طرف سے اسکو علم عطا کرتا ہے۔ صدہا آدمی ہماری سلسلہ میں ایسے ہونگے کہ وہ محض خواب یا الہام کے ذریعہ سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذات وسیع الرحمت ہے اگر کوئی ایک قدم اُسکی طرف آتا ہے تو وہ دو قدم آتا ہے اور جو شخص اُسکی طرف جلدی سے چلتا ہے تو وہ اُسکی طرف دوڑتا آتا ہے اور نابینا کی آنکھیں کھولتا ہے پھر کیونکر قبول کیا جائے کہ ایک شخص اُسکی ذات پر ایمان لایا اور سچے دل سے اُسکو وحدہٗ لاشریک سمجھا اور اس سے محبت کی اور اُسکے اولیا میں داخل ہوا۔ پھر خدا نے اُسکو نابینا رکھا اور ایسا اندھا رہا کہ خدا کے نبی کو شناخت نہ کرسکا اسی کی تائید حدیث ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ یعنی جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا اور صراط مستقیم سے بے نصیب رہا۔

اَب ہم اُن چند وساوس کا جواب دیتے ہیں جن کا جواب بعض حق کے طالبوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے اور اکثر انہیں وہ وساوس ہیں کہ جو عبد الحکیم خان اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے تحریراً یا تقریراً لوگوں کے دلوں میں ڈالے اور اپنے مرتد ہونے پر ایسی مُہر لگا دی کہ اب غالباً اُس کا خاتمہ اسی پر ہوگا۔ میں نے اِن چند وساوس کا جواب منشی برہان الحق صاحب شاہجہان پور کے اصرار سے لکھا ہے جو انہوں نے نہایت انکسار سے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے چنانچہ میں ذیل میں منشی برہان الحق کے خط کی اصل عبارت ہر ایک سوال میں لکھ کر اسکا جواب دیتا ہوں وباللہ التوفیق۔

سوال (۱)

تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اسجگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ پھر ریویو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے خدا نے اِس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے۔ پھر ریویو صفحہ ۴۷۸ میں لکھا ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔

الجواب یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھیراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔ قُلْ اُجَرِّدُ نَفْسِیْ مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ۔ یعنی ان کو کہدے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ

میں میںنے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنیکی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہونگے اسلئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شایع کیا لیکن بعد اسکے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنیوالا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اسکے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کیلئے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنیوالا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میںنے براہین احمدیہ میں لکھدیا تھا اور پھر میں نے اسپر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی اُمت میں سے آئیگا اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کیلئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے اُس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اُس نے کہا کہ میں تجھے تمام دُنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دُونگا پس یہ اُس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُسکو جزئی فضیلت قرار

دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قایم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی[✤] اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی تیئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر ردّ کر سکتا ہوں۔ میں اُس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اسلئے خدا نے چاہا کہ مجھے اُس سے کم نہ رکھے میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہوں گے جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ مگر میں اُنکی پروا نہیں کرتا۔ میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اُس روشنی سے جو مجھے دیگئی تاریکی میں آسکتا ہوں خلاصہ یہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنیوالا ہوں۔ جبتک مجھے اُس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوایل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اُس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اسکے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونیکا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ ان سے آسمان پھٹ جائیں پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھکر ہیں جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اُسکو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے۔ مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔

[✤] یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سنکر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنیکے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اسلئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔ اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ منہ

اسجگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اِس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اُس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کیلئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کیلئے مناسب وقت تھا مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے✽ کیونکہ اُس وقت ان کی ضرورت نہ تھی اس لئے حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جسکی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اِسی وجہ سے انجیل میں انکو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اُس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُسی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کیلئے کافی تھیں تو بلاشبہ اُنکے کمالات بھی اُسی پیمانہ کے لحاظ سے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ۔ یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت سے زیادہ اُن کو نازل نہیں کیا کرتے پس یہ حکمت الٰہیہ کے برخلاف ہے کہ ایک نبی کو اُمت کی اصلاح کے لئے وہ علوم دئے جائیں جن علوم سے وہ اُمت مناسبت ہی نہیں رکھتی بلکہ حیوانات میں بھی خدا تعالیٰ کا یہی قانون قدرت پایا جاتا ہے مثلاً گھوڑے کو اس غرض کیلئے خدا نے پیدا کیا ہے

✽ حاشیہ۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے یہ کتنا بڑا نشان اُنکو دیا گیا اس کا یہ جواب ہے کہ واقعی طور پر مردہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ہاں جو مردہ کے طور پر بیمار تھے اگر اُن کو زندہ کیا تو اس جگہ بھی ایسے مُردے زندہ ہو چکے ہیں اور پہلے نبی بھی کرتے رہے ہیں جیسے الیاس نبی۔ مگر عظیم الشان نشان وہ ہیں جن کو خدا دکھلا رہا ہے اور دکھلائے گا۔ منہ

قطع مسافت میں عمدہ کام دے اور ہر ایک میدان میں دوڑنے سے اپنے سوار کا حامی اور مددگار ہو اسلئے ایک بکری ان صفات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ وہ اس غرض کیلئے پیدا نہیں کی گئی۔ ایسا ہی خدا نے پانی کو پیاس بجھانے کیلئے پیدا کیا ہے اسلئے آگ اسکے قایم مقام نہیں ہو سکتی انسانی سرشت بہت سی شاخوں پر مشتمل ہے اور کئی مختلف قوتیں خدا نے اس میں رکھی ہیں لیکن انجیل نے صرف ایک ہی قوت عفو اور درگذر پر زور دیا ہے گویا انسانی درخت کی صدہا شاخوں میں سے صرف ایک شاخ انجیل کے ہاتھ میں ہے پس اس سے حضرت عیسٰی کی معرفت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کہاں تک ہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت انسانی فطرت کے انتہا تک پہنچی ہوئی ہے اسلئے قرآن شریف کامل نازل ہوا۔ اور یہ کچھ بُرا ماننے کی بات نہیں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یعنے بعض نبیوں کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے اور ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام میں اخلاق میں عبادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ظلّی طور پر حاصل کر سکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات تمام انبیاء کے ہیں اسلئے اس نے ہماری پنجوقتہ نماز میں ہمیں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اے ہمارے خدا ہم سے پہلے جس قدر نبی اور رسول اور صدیق اور شہید گذر چکے ہیں ان سب کے کمالات ہم میں جمع کر۔ پس اس امت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسکو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنے اندر جمع کر دیں یہ تو عام طور پر حکم ہے اور خواص کے مدارج خاصّہ اسی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس امت کے باکمال صوفی اس پوشیدہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانی فطرتوں کے کمال کا دائرہ اسی اُمّت نے پورا کیا ہے بات یہ ہے کہ جس طرح ایک چھوٹا سا تخم زمین میں بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ

وہ اپنے کمال کو پہنچ کر ایک بڑا درخت بن جاتا ہے اسی طرح انسانی سلسلہ نشو و نما پاتا گیا اور انسانی قوتیں اپنے کمال میں بڑھتی گئیں یہاں تک کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ اپنے کمال تام تک پہنچ گئیں ❖

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اسکی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کیلئے تھی اسلئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کیلئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی وھٰذا تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ آتے تو اس کام کو انجام نہ دے سکتے۔ اور اگر قرآن شریف کی جگہ توریت نازل ہوتی تو اس کام کو ہرگز انجام نہ دے سکتی جو قرآن شریف نے دیا۔ انسانی مراتب پردۂ غیب میں ہیں اس بات میں بگڑنا اور منہ بنانا اچھا نہیں۔ کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا؟❖ اگر قرآن شریف کی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے تو وہ آیت پیش کرنی چاہئے۔ سخت مردود وہ شخص ہوگا جو قرآنی آیت سے انکار کرے۔ ورنہ میں اس پاک وحی کے مخالف کیونکر خلاف واقعہ کہہ سکتا ہوں جو قریباً تیئیس برس سے مجھ کو تسلی دے رہی ہے اور ہزارہا خدا کی گواہیاں اور فوق العادت نشان اپنے ساتھ رکھتی ہے خدا تعالیٰ کے کام مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں اُس نے دیکھا

❖ حاشیہ۔ خدا تعالیٰ کے کاموں کا کوئی انتہا نہیں پا سکتا۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم الشان نبی گذرے ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے توریت دی اور جنکی عظمت اور وجاہت کی وجہ سے بلعم باعور بھی اُن کا مقابلہ کر کے تحت الثریٰ میں ڈالا گیا اور کُتّے کے ساتھ خدا نے اُسکی مشابہت دی وہی موسیٰ ہے جسکو ایک بادیہ نشین شخص کے علوم روحانیہ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا اور اُن غیبی اسرار کا کچھ پتہ نہ لگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فوجدا عبداً من عبادنا اٰتیناہ رحمۃً من عندنا وعلّمناہ من لدنّا علماً۔ منہ

کہ ایک شخص کو محض بوجہ خدا بنایا گیا ہے جس کی چالیس کروڑ آدمی پرستش کر رہے ہیں۔ تب اُس نے مجھے ایسے زمانہ میں بھیجا کہ جب اس عقیدہ پر غلو انتہا تک پہنچ گیا تھا اور تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اُس پر نہیں کی گئی تا لوگ سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا میری نسبت اپنے نشانوں کے ساتھ گواہی دیتا ہے تو میری تکذیب تقویٰ کے برخلاف ہے اور جیسا کہ دانیال نبی نے بھی لکھا ہے میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے۔ اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائیگا جو اُس نے کبھی دکھائے نہیں گویا خدا زمین پر خود اتر آئیگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے یوم یأتی ربّک فی ظلل من الغمام یعنی اُس دن بادلوں میں تیرا خدا آئیگا یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کریگا اور اپنا چہرہ دکھلائیگا کفر اور شرک نے بہت غلبہ کیا اور وہ خاموش رہا اور ایک مخفی خزانہ کی طرح ہو گیا اب چونکہ شرک اور انسان پرستی کا غلبہ کمال تک پہنچ گیا اور اسلام اُنکے پاؤں کے نیچے کچلا گیا اس لئے خدا فرماتا ہے کہ میں زمین پر نازل ہونگا اور وہ قہری نشان دکھلاؤنگا کہ جب سے نسل آدم پیدا ہوئی ہے کبھی نہیں دکھلائے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ مدافعت بقدر حملۂ دشمن ہوتی ہے پس جس قدر انسان پرستوں کو شرک پر غلو ہے وہ غلو بھی انتہا تک پہنچ گیا ہے اسلئے اب خدا آپ لڑیگا وہ انسانوں کو کوئی تلوار نہیں دیگا اور نہ کوئی جہاد ہوگا ہاں اپنا ہاتھ دکھلائیگا۔ یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ دو مسیح ظاہر ہوں گے اور آخری مسیح (جس سے اس زمانہ کا مسیح مراد ہے) پہلے مسیح سے افضل ہوگا۔ اور عیسائی ایک ہی مسیح کے قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہی مسیح ابن مریم جو پہلے ظاہر ہوا آمد ثانی میں بڑی قوت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کے فرقوں کا فیصلہ کریگا اور کہتے ہیں کہ اس قدر جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ آمد اول کو اس سے کچھ نسبت نہیں ؎

بہرحال یہ دونوں فرقے قائل ہیں کہ آنیوالا مسیح جو آخری زمانہ میں آئیگا اپنے

جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلی مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے اور اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حَکَم رکھا ہے اور تمام دنیا کے مذاہب کا فیصلہ کرنیوالا اور محض اپنے دم سے کفار کو مارنیوالا اقرار دیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اس کے ساتھ ہوگا اور اس کی توجہ اور دُعا بجلی کا کام کریگی اور وہ ایسی اتمام حجت کریگا کہ گویا ہلاک کردیگا۔ غرض نہ اہل کتاب نہ اہل اسلام اس بات کے قایل ہیں کہ پہلا مسیح آنیوالے مسیح سے افضل ہے۔ یہود تو دو مسیح قرار دیکر آخری مسیح کو نہایت افضل سمجھتے ہیں اور جو لوگ اپنی غلط فہمی سے صرف ایک ہی مسیح مانتے ہیں وہ بھی دوسری آمد کو نہایت جلالی آمد قرار دیتے ہیں اور پہلی آمد کو اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے۔ پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اُس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ عزیزو! جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آنیوالا مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اُسکو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آنیوالا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حَکَم جو کچھ ہے پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیجدیا اب خدا سے لڑو۔ ہاں میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی بھی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو ؛

سوال (۲)

حضور عالی نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں جگہ لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کیلئے تلوار نہیں اُٹھائی مگر عبد الحکیم کو جو خط تحریر فرمایا ہے اسمیں یہ فقرہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی دعوت کے لئے زمین میں خون کی نہریں چلادیں اسکا کیا مطلب ہے۔

الجواب میں اب بھی کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو جبراً نہیں پھیلایا اور جو تلوار اُٹھائی گئی وہ اس لئے نہیں تھی کہ دھمکی دیکر اسلام قبول کرایا جائے بلکہ اس میں دو امر

ملحوظ تھے (۱) ایک تو بطور مدافعت یہ لڑائیاں تھیں کیونکہ جبکہ کفار نے حملہ کر کے تلوار کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہا تو بجز اسکے کیا چارہ تھا کہ اپنی حفاظت کیلئے تلوار اُٹھائی جاتی۔
(۲) دوسری قرآن شریف میں ان لڑائیوں سے ایک زمانہ پہلے یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ جو لوگ اس رسول کو نہیں مانتے خدا اُنپر عذاب نازل کریگا۔ چاہے تو آسمان سے اور چاہے تو زمین سے اور چاہے تو بعض کی تلوار کا مزہ بعض کو چکھا دے۔ اسی طرح اس مضمون کی اور بھی پیشگوئیاں تھیں جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں اب سمجھنا چاہیئے کہ وہ خط جو میں نے عبد الحکیم خاں کو لکھا تھا اسمیں میرا یہی مطلب تھا کہ اگر رسول کا ماننا غیر ضروری ہے تو خدا تعالیٰ نے اِس رسول کے لئے یہ اپنی غیرت کیوں دکھلائی کہ کفار کے خون کی نہریں چلا دیں یہ سچ ہے کہ اسلام کے لئے جبر نہیں کیا گیا مگر چونکہ قرآن شریف میں یہ وعدہ موجود ہے کہ جو لوگ اس رسول کے مکذّب اور منکر ہیں وہ عذاب سے ہلاک کئے جائینگے اس لئے ان کے عذاب کے لئے یہ تقریب پیش آئی کہ خود اُن کافروں نے لڑائیوں کیلئے سبقت کی تب جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی وہ تلوار ہی سے مارے گئے اگر رسول کا انکار کرنا خدا کے نزدیک ایک سہل امر تھا اور باوجود انکار کے نجات ہو سکتی تھی تو پھر اس عذاب کے نازل کرنیکی کیا ضرورت تھی جو ایسے طور سے نازل ہوا جسکی دنیا میں نظیر نہیں پائی جاتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ان یک کاذبًا فعلیہ کذبہ ط وان یک صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم یعنی اگر یہ رسول جھوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائیگا لیکن اگر سچا ہے تو تمہاری نسبت جو عذاب کے بعض وعدے کئے گئے ہیں وہ پورے ہونگے ✤

اب غور کا مقام ہے کہ اگر خدا کے رسول پر ایمان لانا غیر ضروری ہے تو ایمان نہ لانے پر عذاب کا کیوں وعدہ دیا گیا ظاہر ہے کہ جبر سے اپنا دین منوانا اور تلوار سے مسلمان کرنا یہ اور امر ہے مگر اُس شخص کو سزا دینا جو سچے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور مقابلہ سے پیش آتا ہے اور اُس کو دکھ دیتا ہے یہ اور بات ہے۔ سزا دینے کے لئے یہ امر شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو جائے بلکہ انکار کے ساتھ مقابلہ کرنیوالے واجب القتل ہو چکے تھے اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے انکو یہ رعایت

✤ بعض کا لفظ اسلئے اختیار کیا گیا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں یہ ضروری نہیں کہ وہ سب کی سب پوری ہو جائیں بلکہ بعض کا انجام معافی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ منہ

دی گئی تھی کہ اگر مشرف باسلام ہو جائیں تو وہ سزا معاف ہو جائیگی اور پھر ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے
ان الذین کفروا بآیات اللّٰہ لھم عذاب شدید واللّٰہ عزیز ذوانتقام الجزو ۳
سورۃ آل عمران یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کی آیتوں سے منکر ہو گئے اُن کے لئے سخت عذاب
ہے اور خدا غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اس آیت میں بھی منکروں کیلئے
عذاب کا وعدہ ہے لہٰذا ضرور تھا کہ اُن پر عذاب نازل ہوتا پس خدا تعالیٰ نے تلوار کا عذاب اُنپر
وارد کیا۔ اور پھر ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ
ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم
وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذٰلک لھم خزی فی الدنیا ولھم
فی الاٰخرۃ عذاب عظیم الجزو ۶ سورۃ المائدۃ یعنی سوا اسکے نہیں بدلہ ان لوگوں
کا کہ جو خدا اور رسول سے لڑتے اور زمین پر فساد کے لئے دوڑتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں
یا سولی دیئے جائیں یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹے جائیں یا جلاوطن کرکے قید
رکھے جائیں یہ رسوائی ان کی دنیا میں ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔ پس اگر خدا تعالےٰ
کے نزدیک ہمارے رسول کریم کی عدول حکمی اور اُس کا مقابلہ کچھ چیز نہیں تھا تو ایسے منکروں کو
جو موحد تھے (جیسا کہ یہودی) انکار اور مقابلہ کی وجہ سے اس قدر سخت سزا یعنی طرح طرح کے
عذابوں سے موت کی سزا دینے کے لئے خدا تعالیٰ کی کتاب میں کیوں حکم لکھا گیا اور کیوں ایسی سخت
سزائیں دی گئیں کیونکہ دونوں طرف موحّد تھے اس طرف بھی اور اُس طرف بھی اور کسی گروہ میں کوئی
مشرک نہ تھا اور باوجود اس کے یہودیوں پر کچھ بھی رحم نہ آیا اور اُن موحّد لوگوں کو محض انکار
اور مقابلہ رسول کی وجہ سے بُری طرح قتل کیا گیا یہانتک کہ ایک دفعہ دس ہزار یہودی ایک ہی
دن میں قتل کئے گئے حالانکہ اُنھوں نے صرف اپنے دین کے حفاظت کے لئے انکار اور مقابلہ کیا تھا
اور اپنے خیال میں پکّے موحّد تھے اور خدا کو ایک جانتے تھے۔

ہاں یہ بات ضرور یاد رکھو کہ بے شک ہزاروں یہودی قتل کئے گئے مگر اس غرض سے

نہیں کہ تا وہ مسلمان ہو جائیں بلکہ محض اس غرض سے کہ خدا کے رسول کا مقابلہ کیا اِس لئے وہ خدا کے نزدیک مستوجب سزا ہوگئے اور پانی کی طرح اُن کا خون زمین پر بہایا گیا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر توحید کافی ہوتی تو یہودیوں کا کوئی جرم نہ تھا وہ بھی تو موحّد تھے وہ محض انکار اور مقابلۂ رسول کی وجہ سے کیوں خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل سزا ٹھیرے۔

سوال (۳)

جناب عالی۔ عبد الحکیم کو جو آپ نے خط تحریر فرمایا ہے اُس میں لکھا ہے کہ فطرتی ایمان ایک لعنتی چیز ہے اس کا مطلب بھی سمجھنے میں نہیں آیا۔

الجواب خلاصہ اور مدعا میری تحریر کا یہ ہے کہ جو ایمان خدا تعالیٰ کے رسول کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتا اور محض انسانی فطرت خدا تعالیٰ کے وجود کی ضرورت محسوس کرتی ہے جیسا کہ فلسفیوں کا ایمان ہے اس کا آخری نتیجہ اکثر لعنت ہی ہوتا ہے کیونکہ ایسا ایمان تاریکی سے خالی نہیں ہوتا اِس لئے وہ لوگ جلدی اپنے ایمان سے پھسل کر دہریہ بنجاتے ہیں پہلے تو صحیفۂ فطرت اور قانون قدرت پر زور دیتے ہیں مگر چونکہ شمع رسالت کی روشنی ساتھ نہیں ہوتی جلد تاریکی میں پڑ کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ مبارک اور بے خطر وہ ایمان ہے جو خدا کے رسول کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ایمان صرف اس حد تک نہیں ہوتا کہ خدا کے وجود کی ایک ضرورت ہے بلکہ صدہا آسمانی نشان اُسکو اس حد تک پہنچا دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ خدا موجود ہے پس اصل بات یہ ہے کہ خدا پر ایمان مستحکم کرنیکے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مثل میخوں کے ہے اور خدا پر اُسی وقت تک ایمان قایم رہ سکتا ہے جبتک کہ رسول پر ایمان ہو اور جب رسول پر ایمان نہ رہے تو خدا پر ایمان لانے میں بھی کوئی آفت آجاتی ہے اور خشک توحید انسان کو جلد گمراہی میں ڈالتی ہے اسی واسطے میں نے کہا کہ فطرتی ایمان لعنتی ہے یعنی جسکی بنیاد صرف صحیفۂ فطرت ہے اور جسکی بنا مجرّد فطرت پر ہے اور رسول کی روشنی سے حاصل نہیں آخر وہ لعنتی خیال تک پہنچا دیتا ہے۔ غرض خدا کے رسول کو چھوڑ کر اور رسول کے معجزات کو چھوڑ کر محض فطرت کے لحاظ سے جس کا ایمان ہے

وہ ایک دیوار ریگ ہے وہ آج بھی تباہ ہوا اور کل بھی۔ ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے
جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اس ایمان کو زوال نہیں ہوتا اور اس کا
انجام بد نہیں ہوتا۔ ہاں جو شخص سرسری طور پر رسول کا تابع ہو گیا اور اُس کو شناخت نہیں کیا
اور اُسکے انوار سے مطلع نہیں ہوا اُس کا ایمان بھی کچھ چیز نہیں اور آخر ضرور وہ مرتد ہو گا
جیسا کہ مسیلمہ کذّاب اور عبداللہ ابن ابی سرح اور عبیداللہ بن جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں اور یہودا اسکریوطی اور پانسو اور عیسائی مُرتد حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں اور
جموں والا چراغ دین اور عبدالحکیم خان ہمارے اِس زمانہ میں مرتد ہوئے

سوال (۴)

پہلی کتابوں ازالۂ اوہام وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ بھی کچھ کوئی پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئینگے
مری پڑیگی۔ لڑائیاں ہونگی قحط پڑینگے لیکن اب کئی تحریروں میں دیکھا گیا ہے کہ انہیں
پیشگوئیوں کو جناب والا نے عظیم الشان پیشگوئیاں قرار دیا ہے ؛

الجواب یہ بات صحیح نہیں ہے کہ میں نے انہیں پیشگوئیوں کو عظیم الشان قرار دیا ہے ہر ایک چیز کی عظمت
یا عدم عظمت اسکی مقدار اور کیفیت سے اور نیز اسکے حالات خاصّہ یا معمولی حالات سے ظاہر
ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس ملک میں طاعون اور زلزلوں کی خبر دی تھی وہ ملک ایسا
ہے کہ اکثر اسمیں طاعون کا دورہ رہتا ہے اور کشمیر کی طرح اسمیں زلزلے بھی آتے رہتے ہیں اور
قحط بھی پڑتے ہیں اور لڑائیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے اور حضرت مسیح کی پیشگوئی میں نہ کسی
خارق عادت زلزلہ کا ذکر ہے اور نہ کسی خارق عادت مری یعنی طاعون کا۔ اس صورت میں کوئی عقلمند
ایسی پیشگوئیوں کو عظمت اور وقعت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا ٭ مگر جس ملک کے لئے ✝

٭ حاشیہ ہاں ممکن ہے کہ اصل پیشگوئیوں میں تحریف ہو گئی ہو جبکہ ایک انجیل کی بیسیوں انجیلیں بن گئی ہیں
تو کسی عبارت میں تحریف ہونا کونسا ایسا امر ہے جو بعید از عقل ہو سکتا ہے مگر ہمارا موجودہ انجیلوں پر اعتراض ہے
اور خدا نے ان انجیلوں کو محرّف مبدّل قرار دیکر ہمیں ان اعتراضوں کا موقع دیا ہے منہ

✝ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیوں میں جو انجیلوں میں پائی جاتی ہیں صرف معمولی اور نرم لفظ ہیں کسی شدید اور
ہیبت ناک زلزلہ یا ہیبت ناک طاعون کا اُن میں ذکر نہیں ہے مگر میری پیشگوئیوں میں اِن دونوں واقعات کی نسبت ایسی لفظ ہیں جو ..... خارق عادت ہونا ثابت کرتے ہیں۔ منہ

میں نے طاعون کی خبر دی اور شدید زلزلوں سے اطلاع دی ہے وہ اس ملک کی حالت کے لحاظ سے درحقیقت عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ کیونکہ اگر اس ملک کے صدہا سال کی تاریخ دیکھی جائے تب بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اس ملک میں طاعون پڑی ہو چہ جائیکہ ایسی طاعون جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر دیا چنانچہ طاعون کی نسبت میری پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ ملک کا کوئی حصہ طاعون سے خالی نہیں رہیگا اور سخت تباہی آئے گی اور وہ تباہی زمانہ دراز تک رہیگی۔ اب کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے جیسا کہ اب پیشگوئی کے مطابق سخت تباہیاں طاعون سے ظہور میں آئیں پہلے اس ملک میں کبھی ظہور میں آیا تھا ہرگز نہیں۔ رہا زلزلہ وہ بھی میری طرف سے کوئی معمولی پیشگوئی نہیں تھی بلکہ پیشگوئی میں یہ الفاظ تھے کہ ایک حصہ ملک کا اس سے تباہ ہو جائیگا جیسا کہ ظاہر ہے کہ وہ تباہی جو اس زلزلہ سے کانگڑہ اور بھاگسو خاص جوالا مکھی پر آئی دو ہزار برس تک اسکی نظیر نہیں ملتی کہ کبھی زلزلہ سے ایسا نقصان ہوا چنانچہ انگریز محققوں نے بھی یہی گواہی دی ہے پس اس صورت میں میری پر اعتراض کرنا محض جلد بازی ہے۔

سوال (۵)

جناب عالی نے متفرق طور پر بہت سے اشتہارات میں لکھا ہے کہ مذہب کی خرابی کی وجہ سے دنیا میں عذاب نازل نہیں ہوتا بلکہ شوخی اور شرارت اور مرسلین کے ساتھ استہزا کرنے سے عذاب آتا ہے اب سان فرانسسکو وغیرہ میں جو زلزلے آئے ہیں جناب عالی نے اپنی تصدیق کا اُن کو نشان قرار دیا ہے۔ یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ یہ زلزلے آپکی تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں

الجواب میں نے کبھی نہیں کہا کہ یہ تمام زلزلے جو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات میں آئے ہیں یہ محض میری تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں کسی اور امر کا اسمیں دخل نہیں۔ ہاں میں کہتا ہوں کہ میری تکذیب ان زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام نبی اس بات پر متفق ہیں کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اس طرح پر جاری ہے کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں تب اُس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے

اور کوئی حصہ دنیا کا اسکی تکذیب کرتا ہے تب اسکا مبعوث ہونا دوسرے شریر لوگوں کی سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں ایک محرک ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے گذشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے اسکے لئے اس بات کا علم ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا پس اس سے زیادہ میرا مطلب نہ تھا کہ ان زلزلوں کا موجب میری تکذیب ہو سکتی ہے۔ یہی قدیم سے سنت اللہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ سو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں اگرچہ اصل سبب اُن پر عذاب نازل ہونے کا اُنکے گذشتہ گناہ تھے مگر یہ زلزلے انکو ہلاک کرنیوالے میری سچائی کا ایک نشان تھے کیونکہ قدیم سُنّت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنے کے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں اور نیز اسوجہ سے کہ میں نے براہین احمدیہ اور بہت سی اپنی کتابوں میں یہ خبر دی تھی کہ میرے زمانہ میں دنیا میں بہت سے غیر معمولی زلزلے آئیں گے اور دوسری آفات بھی آئینگی اور ایک دنیا اُن سے ہلاک ہو جائیگی۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشان ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جن کو اس رسول کی خبر بھی نہیں جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے ایک دُنیا پر عذاب آیا بلکہ پرند چرند بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے۔

غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کی جائے یا اُسکو ستایا جائے تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہی بیان فرماتی ہیں اور قرآن شریف یہی فرماتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی تکذیب کی وجہ سے مصر کے ملک پر طرح طرح کی آفات نازل ہوئیں جوئیں برسیں

مینڈکیں برسیں خون برسا اور عام قحط پڑا۔ حالانکہ ملک مصر کے دور دور کے باشندوں کو حضرت موسیٰ کی خبر بھی نہ تھی اور نہ اُن کا اس میں کچھ گناہ تھا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ تمام مصریوں کے پہلوٹھے بچے مارے گئے اور فرعون ایک مدت تک ان آفات سے محفوظ تھا اور جو محض بے خبر تھے وہ پہلے مارے گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب سے قتل کرنا چاہا تھا ان کا تو بال بینگا بھی نہ ہوا اور وہ آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن چالیس برس بعد جب وہ صدی گذرنے پر تھی۔ تو طیطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں یہودی قتل کئے گئے اور طاعون بھی پڑی۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ عذاب محض حضرت عیسیٰ کی وجہ سے تھا۔

ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا اور اکثر اس قحط میں غریب ہی مارے گئے اور بڑے بڑے سردار فتنہ انگیز جو دُکھ دینے والے تھے مدت تک عذاب سے بچے رہے خلاصہ کلام یہ کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہے اور اُسکی تکذیب کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جنمیں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں جن کا اُس تکذیب سے کچھ تعلق نہیں پھر رفتہ رفتہ ائمۃ الکفر پکڑے جاتے ہیں اور سب سے آخر بڑے شریروں کا وقت آتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے انّا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا یعنی ہم آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتے جاتے ہیں اس میری بیان میں اُن بعض نادانوں کے اعتراضات کا جواب آگیا ہے جو کہتے ہیں کہ تکفیر تو مولویوں نے کی تھی اور غریب آدمی طاعون سے مارے گئے اور کانگڑہ اور بھاگسو کے پہاڑ کے صدہا آدمی زلزلہ سے ہلاک ہو گئے اُن کا کیا قصور تھا اونہوں نے کونسی تکذیب کی تھی۔ سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ زمین میں ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے اور آسمان سے عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے

کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں جیسا کہ اُن قہری نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔ فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا صرف غریب مارے گئے لیکن آخر کار خدا نے فرعون کو مع اُسکے لشکر کے غرق کیا یہ سنت اللہ ہے جس سے کوئی واقفکار انکار نہیں کر سکتا ؏

سوال (۶)

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہلِ قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کرکے کافر بن جائیں۔ صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبًا او کذب بایاتہٖ ٭ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افترا کرنیوالا دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنیوالا پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اسپر پڑیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اسکے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔ یعنی

٭ ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے اسپر قرینہ یہ ہے کہ مفتری کے مقابل پر مکذب کتاب اللہ کو ظالم ٹھیرایا ہے اور بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھیراتا ہے اسلئے میری تکفیر کرتا ہے۔ منہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری اُمت میں سے ہی مسیح موعود آئے گا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو اُن نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس دنیا سے گذر گئے ہیں اور یحییٰ شہید کے پاس دوسرے آسمان میں اُن کو دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کیلئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھیراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھیرا کیونکہ میں انکی نظر میں مفتری ہوں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قالت الاعراب اٰمنّا۔ قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنے عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ان سے کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنیوالوں کا نام مومن نہیں رکھتا پھر وہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھے کافر ٹھیرا کر اپنے کفر پر مُہر لگا دی۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے پھر جبکہ قریباً دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھیرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور انہیں کے فتوے سے یہ بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے تو اب اس بات کا سہل علاج ہے کہ اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت

اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو اُنکو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شایع کردیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شُبہ نپایا جاوے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کی مکذّب نہ ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائینگے اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ما زنا زانٍ وھو مؤمن وما سرق سارق وھو مؤمنٌ یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہوسکتا ہے اگر یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہوجاتا ہے تو اپنے مولویوں کا فتوے مجھے دکھلادیں میں قبول کرلوں گا۔ اور اگر کافر ہوجاتا ہے تو دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شایع کردیں بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں انکے اسلام میں شک کروں بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرۃ اُن میں نہ پائی جائے ✻

سوال (۷)

دعوت پہنچ جانے سے کیا مراد ہے۔

الجواب۔ دعوت پہنچا دینے میں دو امر ضروری ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ شخص جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ لوگوں کو اطلاع دیدے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور انکو انکی غلطیوں پر متنبہ کردے کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو یا فلاں فلاں عملی حالت میں تم سست ہو۔ دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلایل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے اور عادت اللہ اس طرح پر ہے کہ اول اپنے نبیوں اور مرسلوں کو اس قدر مہلت دیتا ہے کہ دنیا کی بہت سے حصہ میں اُن کا نام پھیل جاتا ہے اور اُن کے دعوے سے لوگ مطلع ہوجاتے ہیں اور پھر آسمانی نشانوں اور دلایل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ لوگوں پر اتمام حجت کردیتا ہے

✻ جیسا کہ میں نے بیان کیا کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہوجاتا ہے کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے وہ اُسکے کفر کی نفی کرتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ جسقدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ اُن تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں ...... جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھیرایا ہے پس میں اب بھی اہلِ قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ایک وجہ کفر کی پیدا ہوگئی ہے انکو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔ منہ

اور دنیا میں خارق عادت طور پر شہرت دینا اور روشن نشانوں کے ساتھ اتمام حجت
کرنا خدا تعالیٰ کے نزدیک غیر ممکن نہیں جس طرح تم دیکھتے ہو کہ ایک دم میں آسمان کے ایک کنارہ سے
بجلی چمکتی اور دوسرے کنارہ تک پھیل جاتی ہے اسی طرح خدا کے حکم سے خدا کے رسولوں
کو شہرت دی جاتی ہے اور خدا کے فرشتے زمین پر اُترتے اور سعید لوگوں کے دلوں میں
ڈالتے ہیں کہ جن راہوں کو تم نے اختیار کر رکھا ہے وہ صحیح نہیں ہیں تب ایسے لوگ راہ راست
کی تلاش میں لگ جاتے ہیں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے
امام وقت کی خبر ان لوگوں کو پہنچ جاتی ہے بالخصوص یہ زمانہ تو ایسا زمانہ ہے کہ چند دنوں میں
ایک نامی ڈاکو کی بھی بدنامی کے ساتھ تمام دنیا میں شہرت ہو سکتی ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے بندے جن کے ساتھ
ہر وقت خدا ہے وہ اس دنیا میں شہرت نہیں پا سکتے اور مخفی رہتے ہیں اور خدا ان کی شہرت پر قادر
نہیں ہوتا۔* میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ایسے طور سے میرے شامل حال ہے کہ میری اتمام حجت
کیلئے اور اپنے نبی کریم کے اشاعت دین کیلئے خدا تعالیٰ نے وہ سامان مقرر کر رکھے ہیں کہ پہلے
اس سے کسی نبی کو میسر نہیں آئے تھے چنانچہ میرے وقت میں ممالک مختلفہ کے باہمی تعلقات بباعث
سواری ریل اور تار اور انتظام ڈاک اور انتظام سفر بحری اور بری اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ
گویا اب تمام ممالک ایک ہی ملک کا حکم رکھتے ہیں بلکہ ایک ہی شہر کا حکم رکھتے ہیں اور
ایک شخص اگر سیر کرنا چاہے تو تھوڑی مدت میں تمام دنیا کا سیر کر کے آسکتا ہے ماسوا اسکے
کتابوں کا لکھنا ایسا سہل اور آسان ہو گیا ہے کہ ایسی ایسی چھاپوں کی کلیں ایجاد ہو گئی ہیں کہ جس کسی
ضخیم کتاب کے چند مجلد سو برس میں بھی نہیں لکھ سکتے تھے اسکے کئی لاکھ نسخے ایک دو برس میں لکھے سکتے
ہیں اور تمام ملک میں شایع ہو سکتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے تبلیغ کیلئے بھی اس قدر آسانیاں
ہو گئی ہیں کہ ہمارے ملک میں آج سے سو برس پہلے اُن کا نام و نشان نہ تھا اور آج سے پہلے
اگر پچاس برس پر نظر ڈالی جائے تو ثابت ہو گا کہ اکثر لوگ ناخواندہ اور جاہل تھے مگر اب بباعث
کثرت مدارس کے جو دیہات میں بھی قایم کئے گئے ہیں اسقدر استعداد علمیت لوگوں کو حاصل ہو گئی

* آج سے پچیس[۲۵] برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کا یہ الہام میری نسبت موجود ہے یہ اُس زمانہ کا الہام ہے کہ جب میں ایک پوشیدہ زندگی بسر کرتا تھا اور بجز میرے والد صاحب کے چند تعارف رکھنے والوں کے کوئی مجھ کو جانتا بھی نہیں تھا اور وہ الہام یہ ہے انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس۔ یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے پس وہ وقت آگیا ہے کہ تجھے ہر ایک قسم کی مدد دیجائیگی اور دنیا میں تو عزت کے ساتھ شہرت دیا جائیگا۔ اور شہرت دینے کے وعدہ کو توحید اور تفرید کے ساتھ ذکر کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ جلال اور عزت کے ساتھ شہرت پانا اصل حق خدائے واحد لاشریک کا ہے پھر جسپر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہو وہ اپنی نہایت محویت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور رنگ دوئی اُس سے جاتا رہتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اسی طرح اس کو عزت اور جلال اور عظمت کے ساتھ شہرت دیتا ہے جیسا کہ وہ اپنے تئیں شہرت دیتا ہے کیونکہ توحید اور تفرید یہ حق پیدا کرتی ہے کہ وہ ایسی ہی عزت حاصل کرے۔

ہے کہ وہ دینی کتابوں کو بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری طرف سے تبلیغ کی کارروائی یہ ہوئی ہے کہ میں نے پنجاب اور ہندوستان کے بعض شہروں جیسے امرتسر لاہور جالندھر سیالکوٹ اور دہلی اور لدھیانہ وغیرہ میں بڑے بڑے مجمعوں میں خود جاکر خداتعالیٰ کے پیغام کو پہنچایا ہے اور ہزارہا انسانوں کے روبرو اسلامی تعلیم کی خوبیاں پیش کی ہیں اور ستر کے قریب کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو اور انگریزی میں حقانیت اسلام کے بارہ میں جن کی جلدیں ایک لاکھ کے قریب ہونگی تالیف کر کے ممالک اسلام میں شایع کی ہیں اور اسی مقصد کیلئے کئی لاکھ اشتہار شایع کیا ہے* اور خداتعالیٰ کے فضل اور اس کی ہدایت سے تین لاکھ سے زیادہ لوگ میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے آجتک توبہ کر چکے ہیں اور اس قدر سرعت سے یہ کارروائی جاری ہے کہ ہر ایک ماہ میں صدہا آدمی بیعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ اور ہمارے سلسلہ سے غیر ملکوں کے لوگ بے خبر نہیں ہیں بلکہ ممالک امریکہ اور یورپ کے دور دراز ملکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے یہاں تک کہ امریکہ میں کئی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور خود انہوں نے غیر معمولی زلزلوں کی پیشگوئیوں کو ہمارے نشانوں کا ثبوت دینے کیلئے امریکہ کے نامی اخباروں میں شایع کرایا ہے اور یورپ کے بعض لوگ بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں اور اسلامی بلاد کا تو کیا ذکر کریں کہ اب تک جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کچھ زیادہ تین لاکھ سے اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور ہزارہا نشانوں سے لوگ اطلاع پا چکے ہیں اور اکثر ان میں صالح اور نیک بخت ہیں۔

*حاشیہ افسوس کہ ہماری جماعت کی ایمانداری اور اخلاص پر اعتراض کرنے والے دیانت اور راستبازی سے کام نہیں لیتے اس جماعت میں بعض لوگوں نے اپنی استقامت کے وہ نمونے دکھلائے ہیں جن کی اس زمانہ میں نظیر ملنا مشکل ہے مثلاً ایک خداترس اور منصف مزاج کو مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی استقامت پر نظر انصاف ڈالنی چاہئے اور سوچنا چاہیئے کہ کیا اس سے بڑھکر کوئی شخص دنیا میں استقامت کا نمونہ دکھا سکتا ہے مولوی صاحب موصوف ایک جلیل الشان فاضل علوم عربیہ میں تھے اور تمام عمر حدیث اور تفسیر کے درس میں بسر کی تھی اور انکو الہام بھی ہوتا تھا اور پچاس ہزار کے قریب ان کے پیرو اور شاگرد تھے۔

* ایکدفعہ سولہ ہزار اشتہار حقانیت اسلام کے بارہ میں انگریزی میں ترجمہ کرا کر ممالک یورپ اور امریکہ میں بھیجے شایع کیا تھا جو کئی انگریزی اخباروں میں بھی شایع ہو گیا تھا اور وہ اشتہارات ان مقامات یورپ اور امریکہ میں پہنچائے گئے تھے جہاں لوگ اسلامی خوبیوں سے بے خبر تھے اور ایک انگریز امریکہ کا رہنے والا ویب نام جو ابھی اُن دنوں میں مسلمان نہیں ہوا تھا اسکو بھی وہ اشتہار پہنچے تھے جن کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور اب تک مسلمان ہے۔ منہ

سوال (۸)

اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ نری خشک توحید مدارِ نجات نہیں ہو سکتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے علیحدہ ہو کر کوئی عمل کرنا انسان کو ناجی نہیں بنا سکتا لیکن طمانیت قلب کے لئے عرض پرداز ہیں کہ عبد الحکیم خاں نے جو آیات لکھی ہیں ان کا کیا مطلب ہے مثلاً انّ الّذین اٰمنوا والّذین ھادوا والنصارٰی والصابئین من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحًا فلھم اجرھم عند ربّھم اور جیسا کہ یہ آیت بلٰی من اسلم وجھہٗ للّٰہ وھو محسن فلہٗ اجرہٗ عند ربّہٖ۔ اور جیسا کہ یہ آیت تعالوا الٰی کلمۃٍ سواءٍ بیننا وبینکم ان لا نعبد الّا اللّٰہ ولا نشرک بہٖ شیئًا ولا یتّخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون اللّٰہ۔

الجواب واضح ہو کہ قرآن شریف میں ان آیات کے ذکر کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بغیر اسکے جو رسول پر ایمان لایا جائے نجات ہو سکتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بغیر اسکے کہ خدائے واحد

بقیہ حاشیہ

اور دنیوی عزت بھی بہت رکھتے تھے یہاں تک کہ ریاست کابل کے امیروں کی نظر میں ایک بزرگوار اور شیخ الوقت تسلیم کئے گئے تھے اور گورنمنٹ انگریزی اور ریاست میں جاگیر رکھتے تھے انہوں نے میری سچائی ماننے پر اپنی جان دیدی ان کو بہت سمجھایا گیا کہ مجھ سے انکار کریں پر انہوں نے کہا کہ میں نادان نہیں۔ میں بصیرت کی راہ سے ایمان لایا ہوں۔ میں ان کو ترک نہیں کر سکتا مگر جان کو ترک کر دونگا۔ امیر نے کئی دفعہ اُن کو سمجھایا کہ آپ بزرگوار ہیں لوگ شورش کرتے ہیں مصلحت وقت سمجھ لیں انہوں نے کہا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہوں۔ میں اپنا ایمان ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ میں جانتا ہوں جس سے میں نے بیعت کی ہے وہ حق پر ہے اور تمام دُنیا سے بہتر ہے اور آنیوالا مسیح یہی ہے اور عیسٰی مر گیا تب مولویوں نے شور مچایا کہ کافر ہو گیا کیوں قتل نہ کیا جاوے مگر امیر نے پھر بھی قتل کرنے میں تاخیر کی۔ آخر یہ حجت پیش کیگئی کہ یہ لوگ جہاد کے منکر ہیں کہ اب غیر قوموں سے تلوار کے ساتھ دین کے لئے لڑنا نہیں چاہئے چنانچہ مولوی صاحب نے اس الزام سے انکار نہ کیا اور کہا کہ یہی وعدہ ہے کہ مسیح کو خدا آسمان سے مدد دیگا اب جہاد حرام ہے اور پھر وہ نہایت بےرحمی سے سنگسار کئے گئے اور اُن کے عیال گرفتار کر کے کسی دور دراز گوشہ ریاست کابل میں پہنچائے گئے اور اُنکی جماعت کے آدمی اس سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ اب جیا اور شرم سے سوچنا چاہئے کہ ایک فاضل جلیل سے جو دنیا اور دین میں عزت رکھتا تھا جس نے میرے لئے جان دی عبد الحکیم کو کیا نسبت ہے اگر وہ مرتد ہو گیا تو ایسے آدمی کے ارتداد سے جو علوم عربیہ سے بالکل محروم ہے دین کو کیا نقصان پہنچا ایسا ہی عماد الدین جو مولوی کہلاتا تھا مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا تھا اُس نے اسلام کا کیا بگاڑا تھا یہ خیال کریں کہ یہ بھی کچھ بگاڑ دیگا اسی طرح دھرم پال جو انہیں دنوں میں اسلام کو مرتد ہو گیا اس نے کیا بگاڑا۔ ؎ در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است۔ آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد۔ منہ

لاشریک اور یوم آخرت پر ایمان لایا جاوے نجات نہیں ہو سکتی٭ اور اللہ پر پورا ایمان تبھی ہو سکتا ہے کہ اُس کے رسولوں پر ایمان لاوے وجہ یہ کہ وہ اس کی صفات کے مظہر ہیں اور کسی چیز کا وجود بغیر وجود اُس کی صفات کے بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا۔ لہٰذا بغیر علم صفات باری تعالیٰ کے معرفت باری تعالیٰ ناقص رہ جاتی ہے کیونکہ مثلاً یہ صفات اللہ تعالیٰ کے کہ وہ بولتا ہے سنتا ہے پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے رحمت یا عذاب کرنے پر قدرت رکھتا ہے بغیر اسکے کہ رسول کے ذریعہ سے اُن کا پتہ لگے کیوں کر اُن پر یقین آسکتا ہے اور اگر یہ صفات مشاہدہ کے رنگ میں ثابت نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کا وجود ہی ثابت نہیں ہوتا تو اس صورت میں اس پر ایمان لانیکے کیا معنی ہوں گے اور جو شخص خدا پر ایمان لاوے ضرور ہے کہ اُسکے صفات پر بھی ایمان لاوے اور یہ ایمان اُسکو نبیوں پر ایمان لانیکے لئے مجبور کریگا۔ کیونکہ مثلاً خدا کا کلام کرنا اور بولنا بغیر ثبوت خدا کی کلام کے کیونکر سمجھ آسکتا ہے اور اس کلام کو پیش کرنے والے مع اُس کے ثبوت کے صرف نبی ہیں۔

پھر یہ بھی واضح ہو کہ قرآن شریف میں دو قسم کی آیات ہیں ایک محکمات اور بیّنات جیسا کہ یہ آیت ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا ہ اولٰئک ھم الکافرون حقا ج واعتدنا للکافرین عذابا مھینا ہ یعنی جو لوگ ایسا ایمان لانا نہیں چاہتے جو خدا پر بھی ایمان لاویں اور اُسکے رسولوں پر بھی اور چاہتے ہیں کہ خدا کو اُسکے رسولوں سے علیحدہ کر دیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں یعنی خدا پر ایمان لاتے ہیں اور رسولوں پر نہیں یا بعض رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں اور ارادہ کرتے ہیں کہ بین بین راہ اختیار کر لیں یہی لوگ واقعی طور پر کافر اور پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کیلئے ذلیل کرنیوالا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ یہ تو آیات محکمات ہیں جن کی ہم ایک بڑی تفصیل ابھی لکھ چکے ہیں۔

٭ قرآن شریف میں عادۃ اللہ ہے کہ بعض جگہ تفصیل ہوتی ہے اور بعض جگہ اجمال سے کام لیا جاتا ہے اور پڑھنے والے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ مجمل آیتوں کے ایسے طور سے معنی کرے کہ آیات مفصلہ سے مخالف نہ ہو جائیں مثلاً خدا تعالیٰ نے تصریح سے فرما دیا کہ شرک نہیں بخشا جائیگا مگر قرآن شریف کی یہ آیت کہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا اِس آیت سے مخالف معلوم ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ شرک نہیں بخشا جائیگا۔ پس یہ الحاد ہوگا کہ اس آیت کے وہ معنی کئے جائیں کہ جو آیات محکمات بیّنات کے مخالف ہیں۔ منہ

دوسری قسم کی آیات متشابہات ہیں جن کے معنی باریک ہوتے ہیں اور جو لوگ راسخ فی العلم ہیں ان لوگوں کو اُن کا علم دیا جاتا ہے اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ آیات محکمات کی کچھ پروا نہیں رکھتے اور متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور محکمات کی علامت یہ ہے کہ محکمات آیات خدا تعالیٰ کے کلام میں بکثرت موجود ہیں اور خدا تعالیٰ کا کلام اُن سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اُن کے معنی کھلے کھلے ہوتے ہیں اور اُن کے نہ ماننے سے فساد لازم آتا ہے مثلاً اسی جگہ دیکھ لو کہ جو شخص محض خدا تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور اُسکے رسولوں پر ایمان نہیں لاتا اُسکو خدا تعالیٰ کی صفات سے منکر ہونا پڑتا ہے مثلاً ہمارے زمانہ میں برہمو جو ایک نیا فرقہ ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر نبیوں کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سنتا ہے تو بولتا بھی ہے پس اگر اُس کا بولنا ثابت نہیں تو سننا بھی ثابت نہیں اس طرح پر ایسے لوگ صفات باری سے انکار کرکے دہریوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں اور صفات باری جیسے ازلی ہیں ویسے ابدی بھی ہیں اور اُن کو مشاہدہ کے طور پر دکھلانیوالے محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور نفی صفات باری نفی وجود باری کو مستلزم ہے اس تحقیق سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانیکے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا کس قدر ضروری ہے کہ بغیر ان کے خدا پر ایمان لانا ناقص اور ناتمام رہ جاتا ہے۔ اور نیز آیاتِ محکمات کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ انکی شہادت نہ محض کثرت آیات سے بلکہ عملی طور پر بھی ملتی ہے یعنے خدا کے نبیوں کی متواتر شہادت اُن کے بارہ میں پائی جاتی ہے جیسا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف اور دوسری نبیوں کی کتابوں کو دیکھیگا اُسکو معلوم ہوگا کہ نبیوں کی کتابوں میں جس طرح خدا پر ایمان لانیکی تاکید ہے ایسا ہی اُس کے رسولوں پر بھی ایمان لانیکی تاکید ہے۔ اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ ان کے ایسے معنے ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالف پڑتی ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض

ممکن نہیں اسلئے جو قلیل ہے بہرحال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے اور میں لکھ چکا ہوں کہ اللہ
کے لفظ پر غور کرنا اس وسوسہ کو مٹا دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اُسکے اپنے بیان میں
اللہ کے لفظ کی یہ تصریح ہے کہ اللہ وہ خُدا ہے جس نے کتابیں بھیجی ہیں اور نبی بھیجے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو
ملیں گے کیونکہ جن منازل تک بباعث پیروی نور رسالت پیروی کرنیوالے پہنچ سکتے ہیں محض
اندھے نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے اسم
اللہ کو اپنے تمام صفات اور افعال کا موصوف ٹھیرایا ہے تو اللہ کے لفظ کے معنی کرنیکے وقت
کیوں اس ضروری امر کو ملحوظ رکھا جاوے۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ قرآن شریف سے پہلے عرب کے
لوگ اللہ کے لفظ کو کن معنوں پر استعمال کرتے تھے مگر ہمیں اس بات کی پابندی کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ
نے قرآن شریف میں اول سے آخر تک اللہ کے لفظ کو انہیں معنوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے
کہ وہ رسولوں اور نبیوں اور کتابوں کا بھیجنے والا اور زمین اور آسمان کا پیدا کرنیوالا اور
فلاں فلاں صفت سے متصف اور واحد لاشریک ہے۔ ہاں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کا کلام نہیں
پہنچا اور وہ بالکل بیخبر ہیں اُن سے اُن کے علم اور عقل اور فہم کے موافق مواخذہ ہوگا لیکن یہ
ہرگز ممکن نہیں کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو
ملیں گے کیونکہ جن منازل تک بباعث پیروی نور رسالت پیروی کرنیوالے پہنچ سکتے ہیں
محض اندھے نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے*

پھر اس ظلم کو تو دیکھو کہ باوجود اسکے کہ قرآن شریف کی صدہا آیتیں بلند آواز سے کہ رہی
ہیں کہ نری توحید موجب نجات نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے ساتھ رسول کریم پر ایمان لانا شرط ہے
پھر بھی میاں عبد الحکیم خاں ان آیات کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور یہودیوں کی طرح ایک
دو آیت جو مجمل طور پر واقع ہیں انکو اُلٹے معنی کرکے بار بار پیش کرتے ہیں۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے
کہ اگر ان آیات کے یہی معنی ہیں جو عبد الحکیم پیش کرتا ہے تب اسلام دُنیا سے رخصت ہو جاتا ہے

* اگر اس مجمل آیۃ کے یہ معنی کئے جائیں تو کیا وجہ کہ اس دوسری مجمل آیت یعنی ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا کی رو سے اعتقاد یہ رکھا جائے کہ شرک بھی بخشا جائیگا۔ منہ

اور جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام مثل نماز روزہ وغیرہ کے سکھلائے ہیں وہ سب کچھ بیہودہ اور لغو اور عبث ٹھہرتا ہے کیونکہ اگر یہی بات ہے کہ ہر ایک شخص اپنی خیالی توحید سے نجات پا سکتا ہے تو پھر نبی کی تکذیب کچھ بھی گناہ نہیں اور نہ مرتد ہونا کسی کا کچھ بگاڑ سکتا ہے پس یاد رہے کہ قرآن شریف میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جو نبی کریم کی اطاعت سے لاپروا کرتی ہو اور اگر بالفرض وہ دو تین آیتیں ان صدہا آیتوں کے مخالف ہوتیں تب بھی چاہئے تھا کہ قلیل کو کثیر کے تابع کیا جاتا نہ کہ کثیر کو بالکل نظرانداز کر کے ارتداد کا جامہ پہن لیں اور اس جگہ آیات کلام اللہ میں کوئی تناقض بھی نہیں صرف اپنے فہم کا فرق اور اپنی طبیعت کی تاریکی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ کے لفظ کے وہ معنی کریں جو خدا تعالیٰ نے خود کئے ہیں نہ کہ اپنی طرف سے یہودیوں کی طرح اور معنی بنا دیں *

ماسوا اس کے خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے رسولوں کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ وہ ہر ایک سرکش اور سخت منکر کو اس پیرایہ سے بھی ہدایت کیا کرتے ہیں کہ تم صحیح اور خالص طور پر خدا پر ایمان لاؤ اُس سے محبت کرو اسکو واحد لاشریک سمجھو تب تمہاری نجات ہو جائیگی۔ اور اس کلام سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ پورے طور سے خدا پر ایمان لائیں گے تو خدا اُن کو اسلام قبول کرنیکی توفیق دیدیگا۔ قرآن شریف کو یہ لوگ نہیں پڑھتے اس میں صاف لکھا ہے کہ خدا پر سچا ایمان لانا اُسکے رسول پر ایمان لانیکے لئے موجب ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کا سینہ اسلام کو قبول کرنیکے لئے کھولا جاتا ہے۔ اسلئے میرا بھی یہی دستور ہے کہ جب کوئی آریہ یا برہمو یا عیسائی یا یہودی یا سکھ یا اور منکر اسلام کج بحثی کرتا ہے اور کسی طرح باز نہیں آتا تو آخر کہدیا کرتا ہوں کہ تمہاری اس بحث سے نہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا تم خدا پر پورے اخلاص سے ایمان لاؤ۔ اس سے وہ تمہیں نجات دیگا۔ مگر اس کلمہ سے میرا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بغیر متابعت نبی کریم کے نجات مل سکتی ہے بلکہ میرا یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو شخص پورے صدق سے خدا پر ایمان لائیگا خدا اُس کو توفیق بخش دیگا اور اپنے رسول پر ایمان لانیکے لئے اُسکا سینہ کھول دیگا۔ ایسا ہی میں نے تجربہ سے دیکھا ہے

کہ ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق بخشتی ہے اور ایک نیک عمل دوسرے نیک عمل کی طاقت دیدیتا ہے۔ تذکرۃ الاولیا میں یہ ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند دن بارش رہی اور بہت مینہ برسا۔ مینہ تھم جانیکے بعد میں اپنے کوٹھے پر کسی کام کیلئے چڑھا اور میرا ہمسایہ ایک بڈھا آتش پرست تھا وہ اُس وقت اپنے کوٹھے پر بہت سے دانے ڈال رہا تھا۔ میں نے سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ چند روز سے بباعث بارش پرندے بھوکے ہیں مجھے اُن پر رحم آیا اس لئے میں یہ دانے اُن کے لئے ڈال رہا ہوں تا مجھے ثواب ہو میں نے جواب دیا کہ اے بڈھے تیرا یہ خیال غلط ہے تو مشرک ہے اور مشرک کو کوئی ثواب نہیں ملتا کیونکہ تو آتش پرست ہے یہ کہہ کر میں نیچے اُتر آیا کچھ مدت کے بعد مجھے حج کرنیکا اتفاق ہوا اور میں مکہ معظمہ پہنچا اور جب میں طواف کر رہا تھا تو میرے پیچھے سے ایک طواف کرنیوالے نے مجھے میرا نام لیکر آواز دی جب مینے پیچھے کی طرف دیکھا تو وہی بڈھا تھا جو مشرف باسلام ہو کر طواف کر رہا تھا اس نے مجھے کہا کہ کیا اُن دانوں کا جو مینے پرندوں کو ڈالے تھے مجھے ثواب ملا یا نہ ملا؟ پس جبکہ پرندوں کو دانہ ڈالنا آخر کھینچکر اسلام کیطرف لے آتا ہے تو پھر جو شخص اُس سچے بادشاہ قادر حقیقی پر ایمان لاوے تو کیا وہ اسلام سے محروم رہیگا۔ ہرگز نہیں ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد　　　اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

یاد رہے کہ اول توحید بغیر پیروی نبی کریم کے کامل طور پر حاصل نہیں ہوسکتی جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات جو اُسکی ذات سے الگ نہیں ہوسکتیں بغیر آئینۂ وحی نبوت کے مشاہدہ میں آ نہیں سکتیں۔ اُن صفات کو مشاہدہ کے رنگ میں دکھلانے والا محض نبی ہوتا ہے علاوہ اسکے اگر بفرض محال حصول اُنکا فقط طور پر ہو جائے تو وہ شرک کی آلایش سے خالی نہیں جبتک کہ خدا اسی مغشوش متاع کو قبول کرکے اسلام میں داخل کر دے کیونکہ جو کچھ انسان کو خدا تعالیٰ سے اُس کے رسول کی معرفت ملتا ہے وہ ایک آسمانی پانی ہوا ہیں

اپنے فخر اور عُجب کو کچھ دخل نہیں لیکن انسان اپنی کوشش سے جو کچھ حاصل کرتا ہے اس میں ضرور کوئی شرک کی آلائش پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یہی حکمت تھی کہ توحید کو سکھلانے کیلئے رسول بھیجے گئے۔ اور انسانوں کی محض عقل پر نہیں چھوڑا گیا تا توحید خالص ہے اور انسانی عُجب کا شرک اسمیں مخلوط نہ ہو جائے اور اسی وجہ سے فلاسفہ ضالّہ کو توحید خالص نصیب نہیں ہوئی کیونکہ وہ رعونت اور تکبّر اور عُجب میں گرفتار رہے اور توحید خالص نیستی کو چاہتی ہے اور وہ نیستی جب تک انسان سچے دل سے یہ نہ سمجھے کہ میری کوشش کا کچھ دخل نہیں محض انعام الٰہی ہے حاصل نہیں ہو سکتی مثلاً ایک شخص تمام رات جاگ کر اور اپنے نفس کو مصیبت میں ڈالکر اپنی کھیت کی آب پاشی کر رہا ہے اور دوسرا شخص تمام رات سوتا رہا اور ایک بادل آیا اور اُسکے کھیت کو پانی سے بھر دیا اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا وہ دونوں خدا کا شکر کرنے میں برابر ہونگے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ زیادہ شکر کریگا جس کی کھیت کو بغیر اُسکی محنت کے پانی دیا گیا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کے کلام میں بار بار آیا ہے کہ اُس خدا کا شکر کرو جس نے رسول بھیجے اور تمہیں توحید سکھائی۔

سوال (۹)

جن لوگوں نے نیک نیتی کے ساتھ آنحضرتؐ کا خلاف کیا یا کرتے ہیں یعنی آنجناب کی رسالت سے منکر ہیں اور توحید الٰہی کے قایل ہیں نیک عمل بجا لاتے ہیں اور بدعملوں سے پرہیز کرتے ہیں اُن کی نسبت کیا عقیدہ رکھا جائے۔

الجواب ۔ انسان کی نیک نیتی تسلّی پانے پر ثابت ہوتی ہے پس جبکہ بجز اسلام کے کسی مذہب میں تسلّی نہیں مل سکتی تو نیک نیتی کا ثبوت کیا ہوا۔ مثلاً عیسائی مذہب کا یہ حال ہے کہ وہ کھلے کھلے طور پر ایک انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور وہ انسان بھی وہ کہ جو تختہ مشق مصائب ہے* اور آریہ سماج والے اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں لائے کیونکہ اُنکے نزدیک وہ خالق نہیں تا مخلوق پر نظر کر کے خالق کی شناخت ہو اور اُنکے مذہب کی رو سے خدا تعالیٰ معجزات نہیں دکھلاتا اور نہ وید کے زمانہ میں دکھلائے تا معجزوں کے ذریعہ سے پرمیشر کا ثبوت ملے

* کیا کوئی کانشنس یا نورِ قلب اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک عاجز انسان جو گذشتہ نبیوں سے بڑھ کر ایک ذرّہ بھر کوئی کام دکھلا نہیں سکا بلکہ ذلیل یہودیوں سے ماریں کھاتا رہا وہی خدا اور وہی زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اور مجرموں کو سزا دینے والا ہے اور کیا کوئی عقل قبول کر سکتی ہے کہ خدائے قادر باوجود اپنی بے انتہا طاقتوں کے کسی دوسرے کی مدد کا محتاج رہے ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتا کہ عیسیٰ کیسا خدا تھا کہ جو اپنی مخلصی کیلئے تمام رات رو رو کر دعا کرتا رہا تعجب کہ جبکہ تینوں خدا اُسکے اندر تھے تو وہ چوتھا خدا کون تھا جس کی جناب میں اُس نے رو رو کر ساری رات دعا کی اور پھر وہ دعا قبول بھی نہ ہوئی ایسے خدا پر کیا امید رکھی جائے جس پر ذلیل یہودی غالب آ گئے اور اُسکا پیچھا نہ چھوڑا جب تک سولی پر نہ چڑھا دیا۔ آریوں کا تو گویا کوئی خدا ہی نہیں انادی جو ہوئے کیا یہ ہدایت انسان کو کچھ تسلی دے سکتی ہے مگر اسلام وہ خدا پیش کرتا ہے جس پر انسانی فطرت اور تمام انبیاءؑ کا اتفاق ہے جو اسلام کے کامل پرستاروں پر اپنی طاقتیں ظاہر کرتا ہے۔ منہ

اور اُن کے پاس اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ صفات جو پرمیشر کی طرف منسوب کی جاتے ہیں
فی الحقیقت اُسمیں موجود ہیں جیسے علم غیب اور سُننا اور بولنا اور قدرت رکھنا اور دیالو ہونا۔
پس اُنکا پرمیشر صرف فرضی پرمیشر ہے یہی عیسائیوں کا حال ہے اُن کے خدا کے الہام پر بھی
مہر لگ گئی ہے۔ پس ایسے پرمیشر یا خدا پر ایمان لانے سے تسلی کیونکر ہو اور جو شخص اپنے خدا
پر کامل الیقین نہیں رکھتا وہ کیونکر کامل طور پر خدا کی محبت کر سکے اور کیونکر شرک سے خالی ہو سکے۔ خدا نے اپنے رسول
نبی کریم کی اتمام حجت میں کسر نہیں رکھی وہ ایک آفتاب کی طرح آیا اور ہر ایک پہلو سے اپنی
روشنی ظاہر کی۔ پس جو شخص اس آفتاب حقیقی سے مُنہ پھیرتا ہے اُسکی خیر نہیں ہم اُسکو نیک نیت
نہیں کہہ سکتے۔ کیا جو شخص مجذوم ہے اور جذام نے اُس کے اعضاء کھا لئے ہیں وہ کہہ سکتا ہے
کہ میں مجذوم نہیں یا مجھے علاج کی حاجت نہیں اور اگر کہے تو کیا ہم اُسکو نیک نیت کہہ سکتے ہیں ماسواء اسکے اگر فرض
طور پر کوئی ایسا شخص دنیا میں ہو کہ وہ باوجود پوری نیک نیتی اور ایسی پوری کوشش کے
کہ جیسا کہ وہ دنیا کے حصول کیلئے کرتا ہے اسلام کی سچائی تک نہیں پہنچ سکا تو اسکا حساب خدا
کے پاس ہے مگر ہمنے اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی آدمی دیکھا نہیں* اسلئے ہم اسبات کو قطعاً محال جانتے
ہیں کہ کوئی شخص عقل اور انصاف کی رو سے کسی دوسرے مذہب کو اسلام پر ترجیح دے سکے
نادان اور جاہل لوگ نفس امّارہ کی تعلیم سے ایک بات سیکھ لیتے ہیں کہ صرف توحید کافی ہے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ مگر یاد رہے کہ توحید کی ماں نبی ہی ہوتا
ہے جس سے توحید پیدا ہوتی ہے اور خدا کے وجود کا اُسی سے پتہ لگتا ہے اور خدا تعالیٰ سے زیادہ اتمام
حجت کو کون جانتا ہے اُس نے اپنے نبی کریم کی سچائی ثابت کرنیکے لئے زمین و آسمان
نشانوں سے بھر دیا ہے اور اب اس زمانہ میں بھی خدا نے اِس ناچیز خادم کو بھیجکر ہزارہا
نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیلئے ظاہر فرمائے ہیں جو بارش کی طرح برس رہے ہیں
تو پھر اتمام حجت میں کونسی کسر باقی ہے جس شخص کو مخالفت کرنیکی عقل ہے وہ کیوں موافقت
کی راہ کو سوچ نہیں سکتا اور جو رات کو دیکھتا ہے کیوں اُسکو روز روشن میں نظر نہیں آتا۔

* اسلام ایک ایسا فطرت کے موافق مذہب ہے کہ اُسکی سچائی ایک جاہل اور ناخواندہ ہندو کی بھی دو منٹ میں سمجھ میں آسکتی
ہے کیونکہ جو کچھ اُسکے مقابل پر دوسری قوموں نے قبول کیا ہوا ہے وہ تمام عقائد قابل شرم اور ایک غمگین کے ہنسانے کا

حالانکہ تکذیب کی راہوں کی نسبت تصدیق کی راہ بہت سہل ہے ہاں جو شخص مسلوب العقل کی طرح ہے
اور انسانی قوتوں سے کم حصہ رکھتا ہے اُسکا حساب خدا کی سپرد کرنا چاہیئے اسکے بارہ میں
ہم کلام نہیں کر سکتے وہ ان انسانوں کی طرح ہے جو خورد سالی اور بچپن میں مرجاتی ہیں مگر ایک
شریر مکذب یہ عذر نہیں کر سکتا کہ میں نیک نیتی سے تکذیب کرتا ہوں دیکھنا چاہیئے کہ اسکے
حواس اس لایق ہیں یا نہیں کہ مسئلہ توحید اور رسالت کو سمجھ سکے اگر معلوم ہوتا ہے کہ سمجھ سکتا ہے مگر
شرارت سے✤ تکذیب کرتا ہے تو وہ کیونکر معذور رہ سکتا ہے اگر کوئی آفتاب کی روشنی کو دیکھ کر
یہ کہے کہ دن نہیں بلکہ رات ہے تو کیا ہم اُسکو معذور سمجھ سکتے ہیں اسی طرح جو لوگ دانستہ کج بحثی
کرتے ہیں اور اسلام کے دلایل کو توڑ نہیں سکتے کیا ہم خیال کر سکتے ہیں کہ وہ معذور ہیں۔ اور
اسلام تو ایک زندہ مذہب ہے جو شخص زندہ اور مُردہ میں فرق کر سکتا ہے وہ کیوں اسلام کو ترک
کرتا اور مُردہ مذہب کو قبول کرتا ہے خدا تعالیٰ اِس زمانہ میں بھی اسلام کی تائید میں بڑے بڑے
نشان ظاہر کرتا ہے اور جیسا کہ اِس بارہ میں میں خود صاحب تجربہ ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ
اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان
ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دُعائیں قبول کرتا ہے اور
کس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو
میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی غالب رہوں گا۔ کیا کوئی ہے؟!!
کہ اس امتحان میں میرے مقابل پر آوے ہزارہا نشان خدا نے محض
اسلئے مجھے دئے ہیں کہ تا دشمن معلوم کرے کہ دین اسلام سچا ہے میں اپنی
کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اُسکی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے میں بھیجا
گیا ہوں۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور اپنی جہالت
سے ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ شریر آدمی پہلی نبیوں
کے وقت میں ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ مگر وہ آفتاب پر تھوکنا چاہتے ہیں اور اپنے جھوٹ

✤ جو شخص بیدلیل ایک انسان کو خدا بناتا ہے یا بیدلیل خدا کو خالق ہونے سے جواب دیتا ہے کیا وہ اسلام کی سچائی کے صاف صاف دلایل سمجھ نہیں سکتا۔ منہ

اور افترا سے اپنی بات کو رنگ دیکر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اُن کو خدا تعالیٰ کی سنت کی خبر نہیں اُن کو خدا تعالیٰ کی کتابوں کا علم نہیں یا کسی کو علم ہے اور محض شرارت سے ایسا کہتا ہے اُن کے نزدیک تو گویا یونس نبی بھی جھوٹا تھا جسکی قطعی پیشگوئی جس کے ساتھ کوئی شرط نہ تھی پوری نہ ہوئی۔ مگر میری دو پیشگوئیاں جن کو وہ بار بار پیش کرتے ہیں یعنی آتھم اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت وہ اپنے شرائط کے لحاظ سے پوری ہو گئی ہیں کیونکہ انکے ساتھ شرطیں تھیں اِن شرطوں کے لحاظ سے تاخیر ہوئی۔ اِن لوگوں کو معلوم نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں میں ضروری نہیں ہوتا کہ وہ پوری ہو جائیں اِس پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے اور میں اِس بارہ میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ اس کی تفصیل میں میری کتابیں بھری پڑی ہیں۔ آتھم تو موجب پیشگوئی کے فوت ہو گیا اور احمد بیگ بھی بموجب پیشگوئی کے فوت ہو گیا اب اس کے داماد کی نسبت روتے ہیں اور وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت جو سنت اللہ ہے اُسکو بھول جاتے ہیں۔ اگر شرم اور حیا اور انصاف ہو تو دو فردیں بنا کر ایک فرد میں وہ پیشگوئیاں لکھیں جو انکی دانست میں پوری نہیں ہوئیں اور دوسری فرد میں وہ پیشگوئیاں ہم تحریر کرینگے جن سے کوئی انکار نہیں کرسکتا تب انکو معلوم ہوگا کہ وہ ایک دریا کے مقابل پر جو نہایت مصفا ہے ایک قطرہ پیش کرتے ہیں جو انکے نزدیک مصفا نہیں۔

غرض یہ امر سوچنے کے لائق ہے کہ صرف دو پیشگوئیوں پر اُن کا اتنا ماتم اور سیاپا ہے مگر اس جگہ ہزارہا پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں اور کئی لاکھ انسان اِن کے گواہ ہیں اگر ان کو خدا کا خوف ہے تو کیوں ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اس طرح تو یہودی بھی اب تک لکھتے ہیں کہ اکثر پیشگوئیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ بارہ حواریوں کے بارہ تختوں کی پیشگوئی اور اُسی زمانہ میں اُن کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی وغیرہ۔ ✱

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حُجّت تمام دُنیا پر پوری ہو چکی ہے اور آپ کے انوار سورج سے زیادہ چمک رہے ہیں پھر انکار کے ساتھ نیک نیتی کیونکر جمع ہوسکتی ہے اور جس شخص سے یہ بدعملی ظہور میں آئے کہ ایک کھلی کھلی سچائی کو رد کیا اُسکی نسبت ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ

✱ حضرت موسیٰ کی توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک شام میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں پہنچا دینگے مگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی حضرت موسیٰ بھی راہ میں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل بھی راہ میں ہی مر گئے صرف اولاد انکی وہاں گئی۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی کہ بارہ تخت ان کے حواریوں کو ملینگے وہ پیشگوئی بھی غلط نکلی اب موسیٰ اور عیسیٰ دونوں کی نبوت سے دست بردار ہو جاؤ۔ سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد ولا یوفی یعنی کبھی وعدہ دیا جاتا ہے اور اسکا ایفا نہیں ہوتا پھر وعید کی شرطی پیشگوئیوں پر اسقدر شور مچانا کسقدر بے علمی پر دلالت کرتا ہے۔ منہ

وہ نیک اعمال بجالاتا ہے۔ تیرہ سو برس سے یہ منادی ہو رہی ہے اور ہزارہا اہل کرامات و خوارق اپنے اپنے زمانہ میں حجّت پوری کر گئے ہیں پس کیا اب تک حجت پوری نہیں ہوئی آخر منکر کسی حد تک معذور ہونیکے لایق ہوتا ہے نہ کہ ہزارہا معجزات اور خوارق اور خدا کے نشان دیکھ کر اور تعلیم کو عمدہ پاکر اور خالص توحید اسلام میں دیکھ کر پھر کہتا جائے کہ ابھی میری تسلی نہیں ہوئی"۔

بالآخر ہم اس خاتمہ میں چند امور ضروریہ بیان کر کے اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں۔

ازانجملہ ایک یہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اُس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اُسکی عادت ہے یہ افترا میرے پر کیا ہے یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی جو شخص بکلی نام سے بھی بے خبر ہے اُس پر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونیکے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ مُنہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اُس پر کوئی گرفت نہ ہو اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جسکی تائید کے لئے میں بھیجا گیا یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اُس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنیکی پیشگوئی کی۔

ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکے بارہ میں بھی ہے کہ جس شخص کو

٭ اخویم عبد الحکیم خان ایک اور سخت غلطی اور ضلالت میں پھنسا ہوا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اسلام کے مفہوم میں یہ امر داخل نہیں ہے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے حالانکہ تمام مسلمان ازل کے اتفاق سے اسلام تمام نہیں ہوتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا جائے اسی وجہ سے قرآن شریف و احادیث ... عہد لیا گیا تھا کہ جب حضرت خاتم الانبیاء کا ظہور ہو تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ اور پھر ایک اور دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت اسلام کے خطوط عیسائی بادشاہوں کو لکھے ...

٭ اہل یورپ کو کیونکر ہم بیخبر کہہ سکتے ہیں جنہوں نے قرآن شریف کے ترجمے کر کے شایع کئے اور آپ تفسیریں لکھیں اور حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کے ترجمے کئے اور لغت عرب کی بڑی بڑی کتابیں تالیف کیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اسلام کے کتب خانے یورپ میں موجود ہیں اس قدر مسلمانوں کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا۔

اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اس لئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہونگے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک اُن پر بھی اُن کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہرحال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اُس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھیر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر ہی کو کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اُسکو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اسلئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۸) مقوقس اور حبش کے بادشاہ کی طرف اُس میں اَسْلِمْ تَسْلَمْ کا لفظ تھا یعنی اسلام لا اس سے تو سلامت رہے گا۔ حالانکہ بعض اُن عیسائی بادشاہوں میں سے موحّد تھے تثلیث کے قائل نہ تھے اور یہ ثابت شدہ امر ہے اور یہودی بھی تثلیث کے قائل نہ تھے پھر انکو اسلام کی دعوت کیا معنی رکھتی تھی وہ تو پہلے ہی اسلام میں داخل تھے۔ منہ

رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اوّل قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لایق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اُس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اُسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفسًا الّا وُسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اُسکی نسبت نجات کا حکم دیں اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اسمیں دخل نہیں اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ علم محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اُس کے نزدیک باوجود دلایل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اتمام حجت نہیں ہوا ہمیں دعوے سے کہنا نہیں چاہیئے کہ فلاں شخص پر اتمام حجت نہیں ہوا ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے اور چونکہ ہر ایک پہلو کے دلایل پیش کرنے اور نشانوں کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کے ہر ایک رسول کا یہی ارادہ رہا ہے کہ وہ اپنی حجت لوگوں پر پوری کرے اور اس بارے میں خدا بھی اُس کا موید رہا ہے اس لئے جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر حجت پوری نہیں ہوئی وہ اپنے انکار کا ذمہ وار آپ ہے اور اس بات کا بار ثبوت اُسی کی گردن پر ہے اور وہی اس بات کا جواب دہ ہوگا کہ باوجود دلایل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں اور ہر ایک قسم کی رہنمائی کے کیوں اُس پر حجت پوری نہیں ہوئی یہ بحث محض فضول اور فرضی بکواس ہے کہ جس پر حجت پوری نہیں ہوئی وہ باوجود اس کے کہ اُس نے اسلام پر اطلاع پائی انکار کی حالت میں نجات پا جائیگا بلکہ ایسے تذکرہ میں خدا تعالیٰ کی ہتک ہے کیونکہ جس قادر توانا نے اپنے رسول کو بھیجا اُسکی اسمیں کسر شان ہے اور نیز تخلف وعدہ لازم آتا ہے کہ باوجود اسکے کہ اُس نے یہ وعدہ بھی کیا کہ میں اپنی حجت پوری کرونگا۔

✻ اس مقام میں یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ جس دین کو ایسا شخص اختیار کر رہا ہے وہ دین بمقابلہ اسلام کس قسم کی توحید اور عظمت حضرت باری پیش کرتا ہے عجیب بات ہے کہ ایسے لوگ جنکے دین میں نہ خدا کی عظمت ہے نہ خدا کی توحید نہ خدا کی شناخت کی کوئی راہ۔ وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم پر دین اسلام کی حجت پوری نہیں ہوئی ایک عیسائی جو صرف ایک عاجز انسان کو خدا مانتا ہے یا ایک آریہ جسکے نزدیک خدا خالق ہے نہ تازہ نشانوں سے اپنا ثبوت دے سکتا ہے وہ کس منہ سے کہہ سکتا ہے کہ بہ نسبت اسلام میرا دین اچھا ہے کیا وہ اپنے مذہب کی خوبی دکھلانیکے لئے نیوگ کو پیش کریگا جس میں باوجود زندہ ہونے ایک عورت کے خاوند کے دوسرا شخص اُس سے ہم بستر ہو سکتا ہے۔ منہ

پھر بھی وہ مکذبین پر اپنی حجت پوری نہیں کر سکا اور اُنہوں نے اُسکے رسول کی تکذیب بھی کی اور پھر نجات بھی پا گئے اور ہم جب خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھتے ہیں جو اُس نے دین اسلام کیلئے ظاہر کئے اور پھر ہم دلایل عقلیہ و نقلیہ کو دیکھتے ہیں اور ہزارہا خوبیاں اسلام میں پاتے ہیں جو غیر قوموں کے مذاہب میں نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے کا دروازہ محض اسلام میں ہی کھُلا دیکھتے ہیں اور دوسرے مذاہب کو ایسی حالت میں پاتے ہیں کہ وہ یا تو مخلوق پرستی میں گرفتار ہیں اور یا خدا تعالیٰ کو خالق الکل اور مبدء الکل اور سرچشمۂ کُل فیوض کا نہیں مانتے تو ہمیں ایسے لوگوں پر افسوس آتا ہے جو ان بیہودہ باتوں کو دنیا میں پھیلاتے ہیں کہ جو شخص اسلام پر اطلاع تو رکھتا ہو مگر اس پر اتمام حجت نہ ہو وہ نجات پائیگا بظاہر ہے کہ صحیح واقعات کو نہ ماننا گو عمداً نہ ہو تب بھی وہ نقصان رسان ہوتا ہے مثلاً طبیبوں نے یہ اشتہار دیا ہے کہ آتشک زدہ عورت کے نزدیک مت جاؤ اور ایک شخص نے ایسی عورت سے صحبت کی اب اس کا یہ کہنا بیفایدہ ہوگا کہ میں طبیبوں کے اس اشتہار سے بیخبر تھا مجھے کیوں آتشک ہوگئی باوا نانک صاحب نے سچ کہا ہے ع مندے کمیں نانکا جد کد مندا ہو*

اے نادانو! جبکہ خدا نے اپنی سنّت کے موافق اپنے دین قویم کی حجت پوری کردی تو اب اسمیں شبہات کو دخل دینا اور باوجود خدا کے اتمام حجت کے بیہودہ باتوں کو پیش کرنا کیا ضرورت ہے اگر درحقیقت خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا ہوگا کہ اس پر اتمام حجت نہیں ہوا تو اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں ہاں جو اسلام سے محض بیخبر ہے اگر بیخبری میں مرجاوے جیسے نابالغ بچے اور مجانین یا کسی ایسے ملک کے رہنے والے جہاں اسلام نہیں پہنچا وہ معذور رہیں۔

ازانجملہ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ عبد الحکیم خاں نے اپنے دوسرے ہم جنسوں کی پیروی کرکے میرے پر یہ الزام لگائے ہیں کہ میں جھوٹ بولتا رہا ہوں اور میں دجّال ہوں حرام خور ہوں اور خائن ہوں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں طرح طرح کی میری عیب شماری کی ہے چنانچہ

* یعنی اسے نانک بُرے کاموں سے آخر بُرائی پیش آتی ہے۔

میرا نام شکم پرست نفس پرست متکبر دجال شیطان جاہل مجنون کذاب سست حرام خور عہد شکن خائن رکھا ہے اور دوسرے کئی عیب لگائے ہیں جو اسکی کتاب المسیح الدجال میں لکھے ہوئے ہیں اور یہی تمام عیب ہیں جو ابتک یہودی حضرت عیسیٰ پر لگاتے ہیں۔ پس یہ خوشی کی بات ہے کہ اِس اُمت کے یہودیوں نے بھی وہی عیب میرے پر لگائے مگر میں نہیں چاہتا کہ ان تمام الزاموں اور گالیوں کا جواب دوں بلکہ میں ان تمام باتوں کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں اگر میں ایسا ہی ہوں جیسا کہ عبد الحکیم اور اُسکے ہمجنسوں نے مجھے سمجھا ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے بڑھ کر میرا دشمن اور کون ہوگا اور اگر میں خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا نہیں ہوں تو پھر میں یہی بہتر طریق سمجھتا ہوں کہ اِن باتوں کا جواب خدا تعالیٰ پر چھوڑ دوں۔ ہمیشہ اسی طرح سنت اللہ ہے کہ جب کوئی فیصلہ زمین پر ہو نہیں سکتا تو اس مقدمہ کو جو اُس کے کسی رسول کی نسبت ہوتا ہے خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور آپ فیصلہ کرتا ہے اور اگر مخالفوں میں سے کوئی غور کرے تو اُن کے الزاموں سے بھی میری ایک کرامت ہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب کہ میں ایک ایسا ظالم اور شریر آدمی ہوں کہ ایک طرف تو عرصہ پچیس سال سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہوں اور رات کو اپنی طرف سے دو چار باتیں بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ خدا کا یہ الہام ہے اور پھر دوسری طرف خدا تعالیٰ کی مخلوق پر یہ ظلم کرتا ہوں کہ ہزارہا روپیہ انکا بد دیانتی سے کھالیا ہے عہد شکنی کرتا ہوں جھوٹ بولتا ہوں اور نفس پرستی کیلئے ان کا نقصان کر رہا ہوں اور تمام دنیا کا عیب اپنے اندر رکھتا ہوں پھر بجائے غضب کے خدا کی رحمت مجھ پر نازل ہوتی ہے ہر ایک منصوبہ جو میرے لئے کیا جاتا ہے خدا دشمنوں کو اس میں نامراد رکھتا ہے اور ان ہزارہا گناہوں اور افتراؤں اور ظلم اور حرامخوریوں کی وجہ سے نہ میرے پر کوئی بجلی گرتی ہے اور نہ میں زمین میں دھنسایا جاتا ہوں بلکہ تمام دشمنوں کے مقابل پر مجھے مدد ملتی ہے چنانچہ باوجود کئی انکے حملوں کے میں بچایا گیا ✤ اور باوجود ہزاروں روکوں کے کئی لاکھ تک میری جماعت خدا نے کر دی پس اگر یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے اگر اسکی نظیر مخالفوں کے پاس موجود ہے تو وہ پیش کریں ورنہ بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا اُن کے پاس پچیس سال کے مفتری کی کوئی

✤ کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں میرے پر خون کا مقدمہ دائر کیا گیا میں اُس سے بچایا گیا بلکہ بریّت کی خبر پہلے سے مجھے دیدی گئی اور قانون ڈاک کے خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جسکی سزا چھ ماہ قید تھی اُس سے بھی میں بچایا گیا اور بریّت کی خبر پہلے سے مجھے دیدی گئی۔ اسی طرح مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں ایک فوجداری مقدمہ میرے پر چلایا گیا آخر اس میں بھی خدا نے مجھے رہائی بخشی اور دشمن اپنے مقصد میں نامراد رہے اور اُس رہائی کی پہلے مجھے خبر دیگئی پھر ایک مقدمہ فوجداری جہلم کے ایک مجسٹریٹ سنسار چند نام کی عدالت میں کرم دین نام ایک شخص نے مجھ پر دائر کیا اس سے بھی میں بری کیا گیا اور بریّت کی خبر پہلے سے خدا نے مجھے دیدی پھر ایک مقدمہ گورداسپور میں اُسی کرم دین نے فوجداری میں میرے نام دائر کیا اُسمیں بھی میں بری کیا گیا اور بریّت کی خبر پہلے سے خدا نے مجھے دی اسی طرح میرے دشمنوں نے آٹھ حملے میرے پر کئے اور آٹھ میں ہی نامراد رہے اور خدا کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو آج سے پچیس سال پہلے براہین احمدیہ میں درج ہے یعنی یہ کہ ینصرک اللہ فی مواطن۔ کیا یہ کرامت نہیں؟ منہ

نظیر ہے جس کو باوجود اس مدت کے افترا کے صدہا نشان تائید اور نصرت الٰہی کے دیئے گئے ہوں اور وہ دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچایا گیا ہو۔ فأتوا بها ان کنتم صادقین۔

خلاصہ کلام یہ کہ اب ہمارا اور مخالفوں کا جھگڑا انتہا تک پہنچ گیا ہے اور اب یہ مقدمہ وہ خود فیصلہ کریگا جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر میں صادق ہوں تو ضرور ہے کہ آسمان میری لئے ایک زبردست گواہی دے جس سے بدن کانپ جائیں اور اگر میں پچیس۲۵ سالہ مجرم ہوں جس نے اِس مدت دراز تک خدا پر افترا کیا تو میں کیونکر بچ سکتا ہوں اِس صورت میں اگر تم سب میری دوست بھی بنجاؤ تب بھی میں ہلاک شدہ ہوں کیونکہ خدا کا ہاتھ میرے مخالف ہے۔ اے لوگو! تمہیں یاد رہے کہ میں کاذب نہیں بلکہ مظلوم ہوں اور مفتری نہیں بلکہ صادق ہوں میرے مظلوم ہونے پر ایک زمانہ گذر گیا ہے یہ وہی بات ہے کہ آج سے ۲۵ برس پہلے خدا نے فرمائی جو براہین احمدیہ میں شایع ہوئی یعنی خدا کا یہ الہام کہ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ یہ اُس وقت کا الہام ہے جبکہ میری طرف سے نہ کوئی دعوت تھی اور نہ کوئی منکر تھا صرف پیشگوئی کے رنگ میں یہ الفاظ تھے جو مخالف مولویوں نے پورے کئے سو انہوں نے جو چاہا کیا اب اِس پیشگوئی کے دوسرے فقرے کے ظہور کا وقت ہے یعنے یہ فقرہ کہ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

افسوس کہ جو خدا تعالیٰ کے نشان کھلے طور پر ظاہر ہوئے اُن سے انہوں نے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا اور جو بعض نشان سمجھ میں نہیں آئے اُنکو ذریعۂ اعتراض بنالیا۔ اِس لئے میں جانتا ہوں کہ اب اِس فیصلہ میں دیر نہیں آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک خدا کے مامور سے جو چاہا ان لوگوں نے کیا اور جو چاہا لکھا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ عبدالحکیم خاں اپنے رسالہ ذکر الحکیم کے پینتالیس۴۵ صفحہ میں میری نسبت یہ لکھتا ہے "مجھے آپ کی طرف سے کوئی لغزش نہیں وہی ایمان ہے کہ آپ مثیل مسیح ہیں مسیح ہیں مثیل انبیاء ہیں" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۲

میں سطر ۵ اسی لیکر سطر ۲۰ تک میری تصدیق میں اُسکی اپنی عبارت یہ ہے جو جلی قلم سے لکھی جاتی ہے

"ایک مولوی محمد حسن بیگ میری خالہ زاد بھائی تھے حضور کے سخت مخالف تھے اُن کی نسبت خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ اگر وہ مسیح الزمان کی مخالفت پر اڑا رہا تو پلیگ سے ہلاک ہو جائیگا اس کی سکونت بھی شہر سے باہر ایک ہوادار کشادہ مکان میں تھی یہ خواب میں نے اُس کے حقیقی بھائی اور چچا اور دیگر عزیزوں کو سنا دیا تھا۔ ایک سال بعد وہ پلیگ سے ہی فوت ہوا۔" دیکھو عبد الحکیم خان کا رسالہ ذکر الحکیم صفحہ ۱۲۔

اب دیکھو کہ ایک طرف تو یہ شخص میرے مسیح موعود ہونے کا اقرار کرتا ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ میری تصدیق کے بارہ میں ایک خواب بھی پیش کرتا ہے جو سچّی نکلی۔

پھر اُسی کتاب کے آخر میں اور نیز اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام دجال اور شیطان بھی رکھتا ہے اور مجھے خائن اور حرامخور اور کذّاب ٹھیراتا ہے یہ عجیب بات ہے کہ عبد الحکیم خان نے اپنے ان دو متناقض بیانوں میں چند روز کا بھی فرق نہیں رکھا ایک طرف تو مجھے مسیح موعود کہا اور اپنے خواب کے ساتھ میری تصدیق کی اور پھر ساتھ ہی دجّال اور کذّاب بھی کہہ دیا۔ مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ ایسا کیوں کیا مگر ہر ایک کو سوچنا چاہئے کہ اِس شخص کی حالت ایک مخبّط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے ایک طرف تو مجھے سچّا مسیح قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق میں ایک سچی خواب پیش کرتا ہے جو پوری ہوگئی اور دوسری طرف مجھ سب کافروں سے بدتر سمجھتا ہے کیا اس سے بڑھکر کوئی اور تناقض ہوگا اور جن عیبوں کو وہ میری طرف منسوب کرتا ہے اُسکو خود سوچنا چاہئے تھا کہ جب خواب کی رو سے میری سچائی کی اُسکو تصدیق ہو چکی تھی بلکہ میری تصدیق کیلئے خدا نے حسن بیگ کو طاعون سے ہلاک بھی کر دیا تھا* تو کیا ایک دجّال کیلئے خدا نے اُسکو مارا اور کیا خدا کو وہ عیب معلوم نہ تھے جو بیس سال کے بعد اسکو معلوم ہو گئے✢ اور یہ عذر اسکا قابل قبول نہ ہوگا کہ مجھ کو شیطانی خوابیں آتی ہیں اور یہ بھی ایک شیطانی خواب تھی کیونکہ یہ تو ہم قبول کر سکتے ہیں کہ اسکو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابیں آتی ہونگی اور شیطانی الہام بھی ہوتے ہونگے مگر یہ ہم قبول

✢ یہ بات بھی غور کے لایق ہے کہ جو شخص بیس۲۰ سال تک تحریر اور تقریر میں میری تائید کرتا رہا اور مخالفوں کے ساتھ جھگڑتا رہا۔ اب بیس۲۰ سال کے بعد کونسی نئی بات اسکو معلوم ہوئی جو عیب اس نے لکھے ہیں وہ تو وہی ہیں جن کا جواب وہ آپ دیا کرتا تھا۔ منہ

نہیں کر سکتے کہ یہ شیطانی خواب ہے کیونکہ شیطان کو کسی کے ہلاک کرنے کیلئے قدرت نہیں دیگئی ہاں شیطانی خوابیں اور شیطانی الہام وہ ہیں جو اب میری مخالفت کی حالت میں اس کو ہوتے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ کوئی نمونہ خدائی طاقت کا نہیں سو اُسکو کوشش کرنی چاہیئے کہ شیطان اس سے دور ہو جائے۔

اور منجملہ امور قابل تذکرہ کے ایک یہ ہے کہ عبدالحکیم خاں نے اپنے رسالہ المسیح الدجّال میں دوسرے مخالفوں کی طرح عوام کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ گویا میری پیشگوئیاں غلط نکلتی رہی ہیں۔ چنانچہ جو پیشگوئی عبداللہ آتھم کی نسبت تھی اور جو پیشگوئی احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی اور جو ایک پیشگوئی مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے بعض رفیقوں کی نسبت تھی ان سب کو بیان کرکے یہ دعوے کیا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئیں مگر میں ان پیشگوئیوں کی نسبت بارہا لکھ چکا ہوں کہ وہ سنت اللہ کے موافق پوری ہو چکی ہیں عبداللہ آتھم کی نسبت اور نیز احمد بیگ اور اسکے داماد کی نسبت صدہا مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں شرطی تھیں عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ وہ پندرہ مہینے میں ہلاک ہوگا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے یہ لفظ نہیں تھے کہ بشرطیکہ ظاہری طور پر مسلمان بھی ہو جائے رجوع ایک ایسا لفظ ہے جو دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے٭ سو اُس نے اسی مجلس میں جس میں ساٹھ یا ستر یا کچھ کم و بیش آدمی موجود تھے پیشگوئی سُننے کے بعد آثار رجوع ظاہر کئے یعنی جب میں نے پیشگوئی سُنا کر اُسکو یہ کہا کہ تم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب میں دجال کہا ہے اُس کی سزا میں یہ پیشگوئی ہے کہ پندرہ مہینے کے اندر تمہاری زندگی کا خاتمہ ہوگا تب اُس کا رنگ زرد ہو گیا اور اس نے اپنی زبان باہر نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور بلند آواز سے کہا کہ میں نے ہرگز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام دجال نہیں رکھا۔ اس مجلس میں مسلمانوں میں سے ایک رئیس امرتسر کے بھی موجود تھے جن کا نام شاید یوسف شاہ تھا اور بہت سے عیسائی اور مسلمان تھے بالخصوص

٭ مثلاً اگر کسی کی نسبت یہ پیشگوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینہ تک مجذوم ہو جائیگا پس اگر وہ بجائے پندرہ کے بیسویں مہینہ میں مجذوم ہو جائے اور ناک اور تمام اعضا گر جائیں تو کیا وہ مجاز ہوگا کہ یہ کہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی نفس واقعہ پر نظر چاہیئے۔ منہ

عیسائیوں میں سے ڈاکٹر مارٹن کلارک بھی تھا جس نے بعد میں میرے پر خون کا مقدمہ دائر کیا تھا
ان سب کو حلف کے ساتھ پوچھنا چاہیئے کہ کیا یہ امر وقوع میں آیا تھا یا نہیں اور اگر درحقیقت
یہ الفاظ عبداللہ آتھم کے مُنہ سے نکلے تھے تو اب خود سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ شوخی اور شرارت کے
الفاظ تھے یا عجز و نیاز اور رجوع کے الفاظ تھے میں نے تو اس قسم کے عجز و نیاز کے الفاظ اپنی
تمام عمر میں کسی عیسائی کے مُنہ سے نہیں سُنے بلکہ اکثر اُنکی کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت گالیوں سے بھری ہوئی دیکھی ہیں پھر جبکہ ایک مخالف شخص نے عین مباحثہ
کے وقت میں اس قدر تذلّل اور انکسار کے ساتھ دجال کہنے سے انکار کیا اور بعد میں وہ
پندرہ مہینہ تک خاموش رہا بلکہ روتا رہا تو پھر کیا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس بات کا حق
نہ رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ شرط کے موافق اُسکو فائدہ پہنچاتا ✤ پھر بہت مدت تک بھی اُسکی
زندگی نہیں ہوئی بلکہ چند ماہ کے بعد فوت ہوگیا اُس نے بعد اس کے کوئی شوخی نہیں دکھلائی
اور جو کچھ اسکی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ عیسائیوں کا اپنا کرتب ہے غرض نفس پیشگوئی تو اُسکی
موت تھی اُسکے موافق وہ میری زندگی میں ہی مرگیا۔ خدا نے میری عمر بڑھا دی اور اُس کی
زندگی کا خاتمہ کردیا۔ اب اسی بات پر زور دینا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا کس قدر ظلم اور تعصب ہے
اے نادان کیا تو یونس ؑ کے قصہ سے بھی بیخبر ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے یونس ؑ
کی پیشگوئی میں کوئی شرط بھی نہیں تھی تب بھی توبہ و استغفار سے اُسکی قوم بچ گئی حالانکہ اُسکی قوم
کی نسبت خدا تعالیٰ کا قطعی وعدہ تھا کہ وہ ضرور چالیس ۴۰ دن کے اندر ہلاک ہو جائیگی مگر کیا وہ

✤ حاشیہ۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لایق ہے کہ عبداللہ آتھم کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی اور لیکھرام کی نسبت
بھی موت کی پیشگوئی تھی مگر عبداللہ آتھم نے عجز و نیاز دکھلا دیا اسلئے اُسکی موت میں اصل میعاد سے چند ماہ کی تاخیر واقع ہوئی اور
لیکھرام نے پیشگوئی سننے کے بعد شوخی ظاہر کی در بازاروں اور مجمعوں میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں
دیتا رہا اسلئے قبل اسکے کہ اُسکی اصل میعاد بھی پوری ہوتی وہ پکڑا گیا اور ابھی ایک سال باقی رہتا تھا کہ وہ مارا گیا
عبداللہ آتھم سے خدا تعالیٰ نے اپنی جمالی صفت کو ظاہر کیا اور لیکھرام سے جلالی صفت کو۔ وہ قادر ہے کم بھی کرسکتا ہے… اور زیادہ بھی۔ منہ

✤ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ آتھم نے دجال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور پیشگوئی کا اصل موجب یہی لفظ تھا۔ منہ

اس پیشگوئی کے مطابق چالیس دن کے اندر ہلاک ہوگئی اگر چاہو تو دُرِّ منثور میں ان کا قصہ دیکھ لو یا یوحنّا نبی کی کتاب بھی ملاحظہ کرو حد سے زیادہ کیوں شرارت دکھلاتے ہو کیا ایک دن مرنا نہیں۔ شوخی اور بددیانتی ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی ٭

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو ہم اشتہارات میں پہلے سے شایع کر چکے ہیں یہ تھے ایّتھا المرأۃ توبی توبی فانّ البلاء علٰی عقبک یہ الہامی الفاظ ہیں اور اس میں مخاطب اس عورت کی نانی ہے جسکی نسبت یہ پیشگوئی ہے اور ایک مرتبہ میں نے یہ الہام مولوی عبداللہ صاحب کی اولاد میں سے ایک شخص کو بمقام ہوشیارپور قبل از وقت سنایا تھا شاید اُن کا نام عبدالرحیم تھا یا عبدالواحد تھا۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر ایک بلا آنے والی ہے اور اس پیشگوئی میں احمد بیگ اور اُس کے داماد کی خبر دی گئی تھی چنانچہ احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا٭ اور اس عورت کی لڑکی پر بلا آگئی کیونکہ وہ احمد بیگ کی بیوی تھی اور احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اُس کے اقارب پر غالب آگیا۔ یہاں تک کہ بعض نے اُنہیں سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کرو پس خدا نے اُن کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیشگوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی اور جو کچھ مولوی محمد حسین اور اور اُن کے رفقا کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کے الہام میں لکھی گئی تھی اُس کی نسبت کوئی تاریخ مقرر نہ تھی صرف میری دعا میں اپنے الفاظ تھے الہامی الفاظ نہ تھے۔

٭حاشیہ۔ تعجب ہے کہ جو لوگ احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کبھی وہ یہ زبان پر نہیں لاتے کہ اس پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے کیونکہ احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا ہے اگر ان میں کچھ دیانت ہوتی تو یوں بیان کرنا چاہئے تھا کہ اس پیشگوئی کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا ہو چکا ہے اور دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے مگر تعصب بھی ایک عجیب بلا ہے کہ انصاف کے لفظ کو زبان پر نہیں آنے دیتا۔ منہ

اور صرف میری طرف سے دعا تھی کہ اتنی مدت میں ایسا ہو سو خداوند تعالیٰ اپنی وحی کا پابند ہوتا ہے اس پر فرض نہیں ہے کہ جو اپنی طرف سے التجا کی جائے بعینہٖ اُس کو ملحوظ رکھے اس لئے پیشگوئی میں جو عربی میں شایع ہو چکی ہے کوئی مدت مقرر نہیں ہے کہ فلاں مہینہ یا برس میں رسوا کیا جائیگا اور یہ تو معلوم ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ اختیار رکھتا ہے کہ اُن کو کسی کے عجز و نیاز سے یا اپنی طرف سے ملتوی کر دے تمام اہل سنت بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کیونکہ وعید کی پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بلا کسی کے لئے مقدر ہوتی ہے جو صدقات خیرات اور توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اس بلا کو صرف اپنے علم میں رکھے اور اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے مرسل پر ظاہر نہ کرے تب تو وہ صرف بلائے مقدر کہلاتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوتی ہے اور اگر اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے رسول کو اس بلا کا علم دیدے تب وہ پیشگوئی ہو جاتی ہے اور دُنیا کی تمام قومیں اِس بات پر اتفاق رکھتی ہیں کہ آنے والی بلائیں خواہ وہ پیش گوئی کے رنگ میں ظاہر کی جائیں اور خواہ صرف خدا تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوں وہ صدقہ خیرات اور توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہیں تبھی تو لوگ مصیبت کے وقت میں صدقہ خیرات دیا کرتے ہیں ورنہ بے فایدہ کام کون کرتا ہے۔ اور تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ صدقہ۔ خیرات اور توبہ و استغفار سے رد بلا ہوتا ہے اور میرا اپنا ذاتی تجربہ ہے کہ بسا اوقات خدا تعالیٰ میری نسبت یا میری اولاد کی نسبت یا میرے کسی دوست کی نسبت ایک آنیوالی بلا کی خبر دیتا ہے اور جب اسکے دفع کیلئے دعا کیجاتی ہے تو پھر دوسرا الہام ہوتا ہے کہ ہم نے اس بلا کو دفع کر دیا پس اگر اسطرح پر وعید کی پیشگوئی ضروری الوقوع ہے تو میں بیسیوں دفع جھوٹا بن سکتا ہوں اور اگر ہمارے مخالفوں اور بداندیشوں کو اِس قسم کی تکذیب کا شوق ہے اگر چاہیں تو میں اس قسم کی کئی پیشگوئیاں اور پھر اُنکی منسوخی کی انکو اطلاع دیدیا کروں۔ ہماری اسلامی تفسیروں میں اور نیز بائیبل میں بھی لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی نسبت

وقت کے نبی نے پیشگوئی کی تھی کہ اُس کی عمر پندرہ دن رہ گئی ہے مگر وہ بادشاہ تمام رات روتا رہا۔ تب اُس نبی کو دوبارہ الہام ہوا کہ ہم نے پندرہ دن کو پندرہ سال کے ساتھ بدل دیا ہے یہ قصہ جیسا کہ میں نے لکھا ہے ہماری کتابوں اور یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ اب کیا تم یہ کہو گے کہ وہ نبی جس نے بادشاہ کی عمر کے بارے میں صرف پندرہ دن بتلائے تھے اور پندرہ دن کے بعد موت بتلائی تھی وہ اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلا یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں منسوخی کا سلسلہ اُسکی طرف سے جاری ہے یہاں تک کہ جو جہنّم میں ہمیشہ رہنے کا وعید قرآن شریف میں کافروں کیلئے ہے وہاں بھی یہ آیت موجود ہے اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۔ یعنی کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لیکن اگر تیرا رب چاہے کیونکہ جو کچھ وہ چاہتا ہے اُسکے کرنے پر وہ قادر ہے لیکن بہشتیوں کے لئے ایسا نہیں فرمایا کیونکہ وہ وعدہ ہے۔ وعید نہیں ہے۔ *

اخیر پر میں بڑے زور سے اور بڑے دعوے سے اور بڑی بصیرت سے یہ کہتا ہوں کہ جو جو اعتراض میری پیشگوئیوں پر ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اور اُسکے ہمجنس مولویوں نے کئے ہیں میں دکھلا سکتا ہوں کہ اولوالعزم نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں جسکی کسی پیشگوئی پر انہیں اعتراضات کے مشابہ کوئی اعتراض نہ ہو اور صرف یونسؑ کا قصّہ میں پیش نہیں کرونگا بلکہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور حضرت سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں خدا کی کلام میں اُسکی نظیر دکھلاؤں گا مگر میں یہ سُننا چاہتا ہوں کہ کیا اسوقت یہ تمام لوگ ان تمام نبیوں کو چھوڑنے کیلئے طیار ہیں اور کیا وہ اس بات کے لئے مستعد بیٹھے ہیں کہ اس ثبوت کے پیش کرنے کے بعد جیسا کہ وہ مجھے گالیاں دیتے ہیں اُنکو بھی گالیاں دینگے اور جیسا کہ مجھے کاذب ٹھیرایا ہے انہیں بھی کاذب ٹھیراوینگے۔ اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو! کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو ہائے افسوس کیوں تم دانستہ آگ میں پڑتے ہو اور کیوں تم اس قدر ایمان اور تقویٰ سے دُور

* قرآن شریف میں کفّار اور مشرکین کی سزا کے لئے بار بار ابدی جہنم کا ذکر ہے اور بار بار فرمایا ہے خَالِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا اور پھر باوجود اس کے قرآن شریف میں دوزخیوں کے حق میں اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ بھی موجود ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ یاتی علیٰ جهنّم زمان لیس فیها احدٌ ونسیم الصبا تحرك ابوابها۔ یعنی جہنّم پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اسمیں کوئی بھی نہ ہوگا اور نسیم صبا اسکے کواڑوں کو ہلائے گی اور بعض کتب میں زبان پارسی میں یہ حدیث لکھی ہے۔ ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم۔ منہ

چلے گئے کہ تمہارے دل میں یہ خوف بھی نہیں رہا کہ یہ اعتراض کس کس پاک اور مقدس پرواردہوں گے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۔ یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائے گا کیونکہ خدا کذاب کے کام کو انجام تک نہیں پہنچاتا وجہ یہ کہ اس سے صادق اور کاذب کا معاملہ باہم مشتبہ ہو جائیگا۔ اور اگر یہ رسول سچا ہے تو اسکی بعض وعید کی پیشگوئیاں ضرور وقوع میں آئینگی پس اس آیت میں جو بعض کا لفظ ہے صریح طور پر اس میں یہ اشارہ ہے کہ سچا رسول جو وعید کی پیشگوئیاں یعنی عذاب کی پیشگوئیاں کرتا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب کی سب ظہور میں آجائیں ہاں یہ ضروری ہے کہ بعض اُنمیں سے ظہور میں آجائیں جیسا کہ یہ آیت فرما رہی ہے یصبکم بعض الذی یعدکم اب آنکھ کھول کر دیکھو کہ وہ وعید کی چند پیشگوئیاں جو میری طرف سے شائع ہوئی تھیں اُن میں سے کس قوت اور شان کے ساتھ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی جسکی نسبت یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ وہ معمولی موت سے نہیں مریگا بلکہ خدا کا غضب کسی حربہ سے اُس کا کام تمام کریگا اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ عید کے متصل اُسکی موت کا واقعہ ہوگا اور یہ بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ اُس کے واقعہ کے بعد ملک میں طاعون پڑیگی اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ صرف پیشگوئی نہیں بلکہ یہ واقعہ میری بددعا کا ایک نتیجہ ہوگا کیونکہ اسکی زبان درازیاں انتہا تک پہنچ گئی تھیں پس وہ خدا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو برباد کرنا نہیں چاہتا۔ اُس کا غضب لیکھرام پر نازل ہوا اور اُسکو دردناک عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔

پھر سوچنا چاہئے کہ احمد بیگ کی نسبت جو میری تکذیب کے لئے کمر بستہ تھا اور دن رات ہنسی ٹھٹھا کرتا تھا کس صفائی سے پیشگوئی نے اپنا ظہور کیا اور وہ میعاد کے اندر محرقہ تپ سے ہوشیارپور کے شفاخانہ میں فوت ہو گیا اور اُس کے اقارب میں اُسکی موت سے تہلکہ برپا ہوا یہ وہی احمد بیگ ہے جسکے داماد کی نسبت ابتک ہمارے مخالف ماتم اور سیاپا کر رہے ہیں کہ کیوں نہیں مرتا اور نہیں جانتے کہ دائیں ٹانگ تو اس پیشگوئی کی احمد بیگ ہی تھا جس نے اپنی جوانا مرگ

مرنے سے ثابت کر دیا کہ پیشگوئی سچی ہے اور پھر جیسا کہ پیشگوئی میں لکھا تھا کہ احمد بیگ کی موت کے قریب اور موتیں بھی اُسکے عزیزوں کی ہونگی وہ امر بھی وقوع میں آگیا اور احمد بیگ کا ایک لڑکا اور دو ہمشیرہ انہیں ایام میں فوت ہوگئے۔ تو اب ہمارے مخالف بتلادیں کہ فقرہ آیۃ یصبکم بعض الذی یعدکم اس پر صادق آیا یا نہیں۔ پس جبکہ میری بعض وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت اُن کو خود اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کمال صفائی سے پوری ہوگئیں تو پھر باوجود اسلام کے دعوے کے کیوں یہ آیت ممدوحہ انکی مدنظر نہیں رہتی یعنی یصبکم بعض الذی یعدکم کیا پوشیدہ طور پر ارتداد کے لئے طیاری تو نہیں اور یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کیلئے کوشش کیگئی اور طمع دی گئی اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہیں سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہوجاتا ہے کوئی مولوی اس بات سے بیخبر نہ ہوگا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اُسکو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کا پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا فعل اُسکے ثبوت کے لئے کافی ہے اور پھر حضرت عمر کا ایک صحابی کو کڑے پہنانا دوسری دلیل ہے اور اسلام کی ترقی کیلئے بھی قرآن شریف میں ایک پیشگوئی تھی پھر کیوں اسلام کی ترقی کے لئے جان توڑ کر کوشش کی گئی تھی۔ یہاں تک کہ مؤلفۃ القلوب کے لئے کئی لاکھ روپیہ دیا گیا اور اسجگہ تو زمین وغیرہ کے لئے اصل تحریک خود احمد بیگ کی طرف سے تھی۔

پھر سوچنے کا مقام ہے کہ ایک طرف تو یہ دو تین پیشگوئیاں ہیں جو ہمارے مخالف اپنی نابینائی کی وجہ سے بار بار پیش کرتے ہیں جن کا پلید پس خوردہ عبد الحکیم کو بھی کھانا پڑا۔ اور دوسری طرف میری تائید میں خدا تعالیٰ کے نشانوں کا ایک دریا بہ رہا ہے جس سے یہ لوگ بے خبر نہیں ہیں اور کوئی مہینہ شاذ و نادر ایسا گذرتا ہوگا کہ جسمیں کوئی نشان ظاہر نہ ہو ان نشانوں پر کوئی نظر نہیں ڈالتا نہیں دیکھتے کہ خدا کیا کر رہا ہے۔ ایک طرف طاعون زبان حال کہ رہی ہے کہ قیامت کے دن نزدیک ہیں اور دوسری طرف خارق عادت زلزلے جو کبھی

اس طور سے اس ملک میں نہیں آئے تھے۔ خبر دے رہے ہیں کہ خدا کا غضب زمین پر بھڑک رہا ہے اور آئے دن ایسی ہی نئی آفات نازل ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے طور بدل گئے ہیں اور ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی بڑی آفت دکھلانی چاہتا ہے اور ہر ایک آفت جو ظاہر ہوتی ہے پہلے سے اُسکی مجھے خبر دی جاتی ہے اور میں بذریعہ اخبار یا رسایل یا اشتہار کے اُسکو شایع کر دیتا ہوں چنانچہ میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ اندھی آتی ہے اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا کہ پہلے تھوڑے نشان دکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دکھلایا گیا جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کریگا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئینگے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائیگا جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑیگا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں کہ **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا** یہ پچیس برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا اور اِن دنوں میں پورا ہوگا جسکے کان سننے کے ہیں وہ سنے۔

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں۔ جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلا عبد الحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں اب ہم اُن کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کے لئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی اُنکی گنجایش نہیں ہو سکتی اس لئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس نشان اُن میں سے لکھتے ہیں۔ انمیں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں اور بعض اس اُمت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان

* خدا تعالیٰ نے مجھے صرف پنجاب کی ہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے طاعون وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کے لئے مامور ہوں پس یہی سچ ہے کہ [illegible] آفتیں اور زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لے گی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بعض حصے تباہ ہو چکے ہیں ایسی طرح کسی دن یورپ کے لئے دن پیش ہے اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ...... ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہیگا وہ دیکھ لے گا۔ منہ

خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر اُن پیشگوئیوں کو تقدم زمانی ہے اِس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی اُنہیں کو مقدم رکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبروار لکھی جائینگی۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ پہلا نشان۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابوداؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس اُمّت کیلئے ایک شخص مبعوث فرمائیگا جو اُسکے لئے دین کو تازہ کریگا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں ۲۴ سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماء امت میں مسلّم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعویٰ کے وقت اِس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو اُن مولوی صاحبوں سے یہ بھی بعید ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونیکا دعویٰ کیا ہے بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانیکی کوشش کی ہے پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو اُنہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصّہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونیکا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمت ایک بڑے حصہ دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُسکے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں اگر تم یہ بتلادو گے تو ہم مجدد بھی بتلا دینگے ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اسپر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے۔

ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئس[۲۳] سال گذر گئے ہیں پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جسکے دعوے پر پچیس[۲۵] برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس دعویٰ کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑیگا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دُنیا سے اُٹھا دیگا۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد ؏

۲۔ نشان ۔ صحیح دارقطنی میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النّصف منہ ترجمہ یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اس کی اول رات میں ہوگا یعنی تیرھویں[۱۳] تاریخ میں اور سورج کا گرہن اسکے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا یعنے اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں[۲۸] تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتدائے دُنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی معہود کے وقت اُس کا ہونا مقدر ہے۔ اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جسکو عرصہ قریباً بارہ[۱۲] سال کا گذر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے

اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شایع کئے اِس لئے یہ نشان آسمانی میرے لئے متعین ہوا دوسری اِس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ برس پہلے اِس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اسکے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی۔

اور بڑا افسوس ہے کہ ہمارے مخالف سراسر تعصب سے یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ چاند گرہن پہلی رات میں ہوگا اور سورج گرہن بیچ کے دن میں مگر ایسا نہیں ہوا یعنی اِن کے زعم کے موافق "چاند گرہن شب ہلال کو ہونا چاہیئے تھا جو قمری مہینہ کی پہلی رات ہے اور سورج گرہن قمری مہینے کے پندرھویں دن کو ہونا چاہیئے تھا جو مہینے کا بیچواں دن ہے" مگر اس خیال میں سراسر ان لوگوں کی نا سمجھی ہے کیونکہ دنیا جب سے پیدا ہوئی ہے چاند گرہن کے لئے تین راتیں خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں اور چاند گرہن کی پہلی رات جو خدا کے قانون قدرت کے مطابق ہے وہ قمری مہینے کی تیرھویں رات ہے اور سورج کے گرہن کے لئے تین دن خدا کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنی قمری مہینے کا ستائیسواں اٹھائیسواں اور انتیسواں دن۔ اور سورج کے تین دن گرہن میں سے قمری مہینہ کے رو سے اٹھائیسواں[۲۸] دن بیچ کا دن ہے سو انہیں تاریخوں میں عین حدیث کے منشاء کے موافق سورج اور چاند کا رمضان میں گرہن ہوا یعنی چاند گرہن رمضان کی تیرھویں رات میں ہوا اور سورج گرہن اسی رمضان کے اٹھائیسویں دن ہوا۔

اور عرب کے محاورہ میں پہلی رات کا چاند قمر کبھی نہیں کہلاتا بلکہ تین دن تک اُس کا

نام ہلال ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال کہلاتا ہے۔ دوسرا یہ اعتراض ہے کہ اگر ہم قبول کریں کہ چاند کی پہلی رات سے مراد تیرھویں[۱۳] رات ہے اور سورج کے بیچ کے دن سے مراد اٹھائیسواں[۲۸] دن ہے تو اس میں خارق عادت کونسا امر ہوا کیا رمضان کے مہینہ میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن نہیں ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دو نو گرہن جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں اگر کسی کا یہ دعوےٰ ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں یہ دونوں گرہن رمضان میں کبھی کسی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے خاص کر یہ امر کس کو معلوم نہیں کہ اسلامی سن یعنی تیرہ سو[۱۳۰۰] برس میں کئی لوگوں نے محض افترا کے طور پر مہدی موعود ہونیکا دعویٰ بھی کیا بلکہ لڑائیاں بھی کیں مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُن کے وقت میں چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں دونوں جمع ہوئے تھے اور جب تک یہ ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک بلاشُبہ یہ واقعہ خارق عادت ہے کیونکہ خارق عادت اُسی کو تو کہتے ہیں کہ اُس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے اور صرف حدیث ہی نہیں بلکہ قرآن شریف نے بھی اسکی طرف اشارہ کیا ہے دیکھو آیت وخسف القمر وجمع الشمس والقمر ✝

تیسرا یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع متصل نہیں ہے صرف امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آئمہ اہلبیت کا یہی طریق تھا کہ وہ بوجہ اپنی وجاہت ذاتی کے سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے انکی یہ عادت شائع متعارف ہے چنانچہ شیعہ مذہب میں صدہا اسی قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور خود امام دارقطنی نے اس کو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہے ماسوا اس کے یہ حدیث ایک غیبی امر پر مشتمل ہے جو تیرہ سو[۱۳۰۰] برس کے بعد ظہور میں آگیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت

✝ خدا تعالیٰ نے خصوصیت سے قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نشانی یہ بیان کی ہے کہ ایک ہی مہینہ میں شمس اور قمر کے کسوف خسوف کا اجتماع ہوگا اور اسی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا کہ اس وقت مکذب کو فرار کی جگہ نہیں رہے گی جس سے ظاہر ہے کہ وہ کسوف خسوف مہدی معہود کے زمانہ میں ہوگا خلاصہ یہ ہے چونکہ وہ کسوف خسوف مہدی معہود کی تصدیق کے مطابق واقع ہوگا اسلئے مکذبوں پر حجت پوری ہو جائیگی۔ منہ

مہدی موعود ظاہر ہوگا اُس کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن تیرھویں[۱۳] رات کو ہوگا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن اٹھائیسویں دن ہوگا اور ایسا واقعہ کسی مدعی کے زمانہ میں بجز مہدی معہود کے زمانہ کے پیش نہیں آئیگا اور ظاہر ہے کہ ایسی کھلی کھلی غیب کی بات بتلانا بجز نبی کے اور کسی کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لا یظھر علٰی غیبہٖ احدًا الّا من ارتضٰی من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر بجز برگزیدہ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ پس جبکہ یہ پیشگوئی اپنی معنوں کے رو سے کامل طور پر پوری ہو چکی تو اب یہ بیجے بہانے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے یا امام محمد باقر کا قول ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہرگز نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو یا کوئی قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہو دنیا ختم ہونے تک پہنچ گئی مگر بقول ان کے اب تک آخری زمانہ کے متعلق کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور اس حدیث سے بڑھکر اور کونسی حدیث صحیح ہوگی جس کے سر پر محدثین کی تنقید کا بھی احسان نہیں بلکہ اُس نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کرکے دکھلا دیا کہ وہ صحت کے اعلےٰ درجہ پر ہے۔* خدا کے نشانوں کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے ورنہ یہ عظیم الشان نشان ہے جو مجھ سے پہلے ہزاروں علماء اور محدثین اسکے وقوع کے امیدوار تھے اور منبروں پر چڑھ چڑھ کر اور رو رو کر اسکو یاد دلایا کرتے تھے چنانچہ سب سے آخر مولوی محمد لکھوکے والے اسی زمانہ میں اسی گرہن کی نسبت اپنی کتاب احوال الآخرت میں ایک شعر لکھ گئے ہیں جس میں مہدی موعود کا وقت بتایا ہے اور وہ یہ ہے۔

تیرھویں چند ستیہویں† سورج گرہن ہوسی اس سالے ✽ اندر ماہ رمضانے لکھیا ہک روایت والے

پھر دوسرے بزرگ جن کا شعر صدہا سال سے مشہور چلا آتا ہے یہ لکھتے ہیں۔

درسنِ غاشیٔ[۱۳۱۱] ہجری دو قِران خواہد بود ✽ از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود

یعنی چودھویں صدی[۱۳۱۱] میں جب چاند اور سورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہوگا تب وہ مہدی معہود اور دجال کے ظہور کا ایک نشان ہوگا۔ اس شعر میں ٹھیک سن کسوف و خسوف درج ہوا ہے۔

* فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔ منہ

† شعر میں ستائیسویں کا لفظ سہو کاتب ہے یا خود مولوی صاحب سے بباعث بشریت سہو ہو گیا ہے ورنہ جس حدیث کا یہ شعر ترجمہ ہے اس میں بجائے ستائیس کے اٹھائیسویں تاریخ ہے۔ منہ

۳۔ تیسرا نشان ذوالسنین ستارہ کا نکلنا ہے جسکے طلوع ہونیکا زمانہ مسیح موعود کا وقت مقرر تھا اور مدت ہوئی کہ وہ طلوع ہو چکا ہے اسی کو دیکھ کر عیسائیوں کے بعض انگریزی اخبارات میں شایع ہوا تھا کہ اب مسیح کے آنیکا وقت آگیا۔

۴۔ چوتھا نشان ایک نئی سواری کا نکلنا ہے جو مسیح موعود کے ظہور کی خاص نشانی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اونٹنیاں بیکار ہو جائینگی اور ایسا ہی حدیث مسلم میں ہے۔ ولیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا یعنی اُس زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور کوئی اُن پر سفر نہیں کریگا۔ ایام حج میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اونٹنیوں پر سفر ہوتا ہے اب وہ دن بہت قریب ہے کہ اس سفر کے لئے ریل طیار ہو جائیگی تب اس سفر پر یہ صادق آئیگا کہ لیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا

۵۔ پانچواں نشان حج کا بند ہونا ہے جو صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں حج کرنا کسی مدت تک بند ہو جائیگا۔ سو بباعث طاعون ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء وغیرہ میں یہ نشان بھی ظہور میں آگیا۔

۶۔ چھٹا نشان کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شایع ہونا جیسا کہ آیت وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بباعث چھاپہ کی کلوں کے جس قدر اس زمانہ میں کثرت اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اسکے بیان کی ضرورت نہیں۔

۷۔ نشان کثرت سے نہریں جاری کیئے جانا جیسا کہ آیت وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ سے ظاہر ہوتا ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ اس زمانہ میں اس کثرت سے نہریں جاری ہوئی ہیں جن کی کثرت سے دریا خشک ہوئے جاتے ہیں۔

۸۔ آٹھواں نشان نوع انسان کی باہمی تعلقات کا بڑھنا اور ملاقاتوں کا طریق سہل ہو جانا ہے جیسا کہ آیت وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ سے ظاہر ہے سو بذریعہ ریل اور تار کے یہ امر ایسا ظہور میں آیا ہے کہ گویا دنیا بدل گئی ہے

۹۔ نواں نشان زلزلوں کا متواتر آنا اور سخت ہونا ہے جیسا کہ آیت یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؎ سے ظاہر ہے سو غیر معمولی زلزلے دنیا میں آرہے ہیں۔

۱۰۔ دسواں نشان طرح طرح کی آفات سے اس زمانہ میں انسانوں کا کثرت سے ہلاک ہونا ہے جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت کا مطلب ہے۔ وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیٰمۃ او معذبوھا ترجمہ کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے کچھ مدت پہلے ہلاک نہیں کرینگے یا کسی حد تک اس پر عذاب وارد نہیں کرینگے سو یہی وہ زمانہ ہے کیونکہ طاعون اور زلزلوں اور طوفان اور آتش افشاں پہاڑوں کے صدمات اور باہمی جنگوں سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور اس قدر اسباب موت کے اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں اور اس شدت سے وقوع میں آئے ہیں کہ اس مجموعی حالت کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔

۱۱۔ گیارھواں نشان دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت بہت لوگ پاک کئے جائینگے اور سفید کئے جائیں گے اور آزمائے جائینگے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھیگا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کیجائیگی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کیجائیگی ایک ہزار دو سو نوے (۱۲۹۰) دن ہونگے✝ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس (۱۳۳۵) روز تک آتا ہے" اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونیوالا تھا سو دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے کہ اس وقت سے جو یہود اپنی رسم قربانی سوختنی✱ کو چھوڑ دینگے اور بدچلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے ایک ہزار دو سو نوے (۱۲۹۰) سال ہونگے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا سو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا کیونکہ میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور اور مبعوث ہونیکے چھپ کر شایع ہوئی ہے اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے (۱۲۹۰) ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ

✱ حاشیہ۔ یہود اپنی کتابوں کی تعلیم کے موافق قربانی سوختنی کے پابند تھے جو ہیکل کے آگے بکرے ذبح کرکے آگ میں جلاتے تھے اسمیں شریعت کا راز یہ تھا کہ اسی طرح انسان کو خدا تعالیٰ کے آگے اپنے نفس کی قربانی دینی چاہئے اور نفسانی جذبات اور سرکشیوں

✝ دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے اور اس جگہ وہ نبی ہجری سال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اسلامی فتح اور غلبہ کا پہلا سال ہے۔ منہ

ومخاطبہ پا چکا تھا پھر سات سال بعد کتاب براہین احمدیہ جس میں یہ دعویٰ مسطور ہے تالیف ہو کر شائع کی گئی جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ کے سرورق پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

از بس کہ یہ مغفرت کا دکھلاتی ہے راہ　　تاریخ بھی یا غفور نکلی وہ واہ
۱۲۹۷

سو دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سو نوے برس لکھے ہیں اس کتاب براہین احمدیہ میں جس میں میری طرف سے مامور اور منجانب اللہ ہونے کا اعلان ہے صرف سات برس اس تاریخ سے زیادہ ہیں جن کی نسبت میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ ان سات برس سے پہلے کا ہے یعنی بارہ سو نوے کا۔ ۱۲۹۰ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس ۱۳۳۵ برس لکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے اور یہ پیشگوئی ظنی نہیں ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے بارہ میں انجیل میں ہے اُس کا اس سے توارد ہو گیا ہے اور وہ بھی یہی زمانہ مسیح موعود کا قرار دیتی ہے چنانچہ اسمیں مسیح موعود کے زمانہ کی یہ علامتیں لکھی ہیں کہ اُن دنوں میں طاعون پڑیگی زلزلے آئیں گے لڑائیاں ہونگی اور چاند اور سورج کا کسوف خسوف ہوگا۔ پس اسمیں کیا شک ہے کہ جس زمانہ کے آثار انجیل ظاہر کرتی ہے اُسی زمانہ کی دانیال بھی خبر دیتا ہے اور انجیل کی پیشگوئی دانیال کی پیشگوئی کو قوت دیتی ہے کیونکہ وہ سب باتیں اس زمانہ میں وقوع میں آ گئی ہیں اور ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کی وہ پیشگوئی جو بائیبل میں سے استنباط کی گئی ہے اسکی موید ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود آدم کی تاریخ پیدایش

بقیہ حاشیہ۔ کو جلا دینا چاہیئے اس قربانی کا عملدرآمد کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود نے ترک کر دیا تھا اور دوسری مکروہات میں مبتلا ہو گئے تھے جیسا کہ ظاہر ہے پس جب حقیقی سوختنی قربانی یہود نے ترک کر دی جس سے مراد خدا کی راہ میں اپنا نفس قربان کرنا اور جذبات نفسانیہ کو جلا دینا ہے تب خدا تعالیٰ کے قہری عذاب نے جسمانی قربانی سے بھی اُنکو محروم کر دیا پس یہود کی پوری بدچلنی کا وہ زمانہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے اسی زمانہ میں یہود کا پورا استیصال ہوا اور اسلامی قربانیاں جو حج بیت اللہ میں خانہ کعبہ کے سامنے کیجاتی ہیں یہ در اصل انہیں قربانیوں کے قائم مقام ہیں جو یہود بیت المقدس کے سامنے کرتے تھے صرف فرق یہ ہے کہ اسلام میں سوختنی قربانی نہیں یہود ایک سرکش قوم تھی ان کے لئے نفسانی جذبات کو جلا دینا ضروری سمجھ کر یہ نشان ظاہری قربانی میں رکھا گیا تھا اسلام کیلئے اس نشان کی ضرورت نہیں صرف اپنے تئیں خدا کی راہ میں قربان کرنا کافی ہے۔ منہ

سے چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا چنانچہ قمری حساب کے رو سے جو اصل حساب اہل کتاب کا ہے میری ولادت چھٹے ہزار کے آخر میں تھی اور چھٹے ہزار کے آخر میں مسیح موعود کا پیدا ہونا ابتدا سے ارادہ الٰہی میں مقرر تھا کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اول سے مناسبت چاہیئے اور چونکہ حضرت آدم بھی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو وجہ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیسا کہ خود وہ فرماتا ہے اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا✤۔ اسی لئے تمام اہل کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اُس کے ظہور کا وقت چودھویں صدی ہجری لکھا ہے✤۔ اور اہل اسلام کے اہل کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی توام کے طور پر ہوگی یعنے جیسا کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں حوا۔ ایسا ہی مسیح موعود بھی توام کے طور پر پیدا ہوگا سو الحمد للہ والمنۃ کہ متصوفین کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توام پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اُسکے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ چینی الاصل ہوگا✝ بہرحال یہ تینوں پیشگوئیاں ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں اور بباعث تظاہر کے یقین کی حد تک پہنچ گئی ہیں جن سے کوئی عقلمند انکار نہیں کرسکتا۔

✤ دیکھو حجج الکرامہ تصنیف نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپال۔ منہ

✝ اس سے مطلب یہ ہے کہ اُس کے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ چینی الاصل [illegible]

۱۲۔ نشان۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیشگوئی زلزلوں اور طاعون کی جیسا کہ ابھی لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود کا اسوقت ظاہر ہونا ضروری ہے۔

۱۳۔ نشان۔ چھ ہزار برس کے آخر پر مسیح موعود کے ظاہر ہونیکی پیشگوئی جو بیبل سے استنباط کیگئی ہے۔

۱۴۔ نشان۔ میری نسبت نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی جسکے اشعار میں نے اپنی کتاب نشانِ آسمانی میں نقل کئے ہیں۔

۱۵۔ نشان۔ میری نسبت گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی جسکو میں نے ازالہ اوہام میں مفصل لکھ دیا ہے۔

۱۶۔ نشان۔ میری نسبت پیر صاحب العلم سندھی نے جسکے ایک لاکھ مرید تھے اور وہ اپنی نواح میں مشہور بزرگ تھے خواب میں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے اس خواب کو میں تحفہ گولڑویہ میں شایع کر چکا ہوں اسلئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔

۱۷۔ نشان۔ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کا الہام کہ یہ شخص حق پر ہے اور مسیح موعود بھی ہے اور اسکے ساتھ کئی متواتر خوابیں تھیں جنہوں نے مولوی صاحب موصوف کو وہ استقامت بخشی کہ آخر انہوں نے میری تصدیق کے لئے کابل کی سرزمین میں امیر کابل کے حکم سے جان دی اُنکو کئی مرتبہ امیر نے فہمایش کی کہ اُس شخص کی بیعت اگر چھوڑ دو تو پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزت کی جائیگی مگر اُنہوں نے کہا کہ میں جان کو ایمان پر مقدم نہیں رکھ سکتا آخر اُنہوں نے اس راہ میں جان دی اور کہا کہ اس راہ میں خدا کی رضامندی کے لئے جان دینا پسند کرتا ہوں تب وہ پتھروں سے سنگسار کئے گئے اور ایسی استقامت دکھلائی کہ ایک آہ بھی اُنکے مُنہ سے نہ نکلی اور چالیس دن تک اُن کی نعش پتھروں میں پڑی رہی اور پھر ایک مرید احمد نور نام نے اُن کی لاش دفن کی اور بیان کیا گیا ہے کہ اُنکی قبر سے اب تک مشک کی خوشبو آتی ہے اور ایک بال اُن کا یہاں پہنچایا گیا جس سے اب تک مشک کی خوشبو آتی ہے اور ہمارے بیت الدعا کے ایک گوشہ میں ایک شیشہ میں آویزاں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار محض ایک مفتری کا فریب تھا تو شہید مرحوم کو اتنے دور دراز فاصلہ پر سے کیوں میری سچائی کے بارہ میں الہام ہوئے اور کیوں متواتر خوابیں آئیں وہ تو میرے نام سے بھی بے خبر تھے محض خدا نے اُن کو میری خبر دی کہ پنجاب میں مسیح موعود پیدا ہو گیا تب اُنہوں نے پنجاب کی خبروں کی تفتیش شروع

☆ ایک پادری صاحب لکھتے ہیں کہ طاعون اور زلزلوں کا آنا مسیح موعود ہونے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ پہلے زمانوں میں بھی طاعون [illegible] [illegible]

..... کی کوئی نظیر پیش کریں ماسوا اس کے اگر پہلے دنیا میں طاعون ہوتی رہی ہے اور زلزلے آتے رہے ہیں اور لڑائیاں ہوتی رہی ہیں تو اسوقت مسیح موعود ہونیکا کوئی مدعی موجود نہ تھا۔ پس جبکہ ایسے غیر معمولی زلزلوں اور طاعون سے پہلے ایک مدعی مسیحیت موجود ہو گیا۔ اور بعد اس کے یہ سب علامتیں انجیل .....

کی اور جب یہ پتہ مل گیا کہ درحقیقت ایک شخص قادیان متعلقہ پنجاب ضلع گورداسپور میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تب سب کچھ چھوڑ کر میری طرف بھاگے اور قریباً دو ماہ یہاں رہے اور پھر واپسی پر شریر مخبروں کی مخبری سے گرفتار کئے گئے اور جب گرفتاری کے بعد کہا گیا کہ اپنی بیوی اور بچوں سے ملاقات کرلو تو کہا کہ اب مجھ کو ان کی ملاقات کی ضرورت نہیں میں اُن کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں اور جب حکم سنایا گیا کہ آپ سنگسار کئے جاؤ گے تو کہا میں چالیس دن سے زیادہ مردہ نہیں رہوں گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو خدا کی کتابوں میں لکھا گیا کہ مومن مرنے سے چند روز بعد یا نہایت چالیس دن تک زندہ کیا جاتا اور آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔ یہ وہی جھگڑا ہے جو اب تک ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی نسبت چلا آتا ہے ہم موافق کتاب اللہ کے انکی رفع روحانی ہونیکے قائل ہیں اور وہ کتاب اللہ کی مخالفت کر کے اور خدا کے حکم قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کو پیروں کے نیچے رکھ کر رفع جسمانی ہونیکے قائل ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ یہ دجال ہے کیونکہ لکھا ہے کہ تیس دجال آئینگے وہ نہیں سوچتے کہ اگر تیس دجال آنیوالے تھے تو اس حساب کی رو سے ہر ایک دجال کے مقابل پر تیس مسیح بھی تو چاہئے تھے یہ کیا غضب ہے کہ دجال تو تیس آ گئے مگر مسیح ایک بھی نہ آیا یہ اُمت کیسی بدقسمت ہے کہ اُس کے حصہ میں دجال ہی رہ گئے اور سچے مسیح کا منہ دیکھنا ایک نصیب نہ ہوا حالانکہ اسرائیلی سلسلہ میں تو صدہا نبی آئے تھے۔

غرض جس سلسلہ میں عبد اللطیف شہید جیسے صادق اور ملہم خدا نے پیدا کئے جنہوں نے جان بھی اس راہ میں قربان کردی اور خدا سے الہام پاکر میری تصدیق کی ایسے سلسلہ پر اعتراض کرنا کیا یہ تقویٰ میں داخل ہے ایک پارسا طبع صالح اہل علم کا ایک جھوٹے انسان کیلئے اس قدر عاشقانہ جوش کب ہوسکتا ہے۔

کس بہر کسے سر ندہد جاں نفشاند عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

عشق است کہ در آتش سوزاں بنشاند ۔ عشق است کہ بر خاکِ مذلت غلطاند
بے عشق دلے پاک شود من نپذیرم ۔ عشق است کزین دام بیکدم برہاند

صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف شہید نے اپنے خون کے ساتھ سچائی کی گواہی دی الاستقامت فوق الکرامت مگر آجکل کے اکثر علماء کا یہ قاعدہ ہی کہ دو دو روپیہ سے اُن کے فتوے بدل جاتے ہیں اور ان کی باتیں خدا کے خوف سے نہیں بلکہ نفس کے جوش سے ہوتی ہیں لیکن عبد اللطیف شہید مرحوم وہ صادق اور متقی خدا کا بندہ تھا جس نے خدا کی راہ میں نہ اپنی بیوی کی پرواکی نہ بچوں کی نہ اپنی جان عزیز کی۔ یہ لوگ ہیں جو حقانی علماء ہیں جن کے اقوال اور اعمال پیروی کے لایق ہیں۔ جنہوں نے اخیر تک خدا کی راہ میں اپنا صدق نباہ دیا۔

از بندگانِ نفس رہِ آں یگاں مپرس ۔ ہر جا کہ گرد خاست سواری دراں مجو
آں کس کہ ہست از پئے آں یار بیقرار ۔ رو صحبتش گزیں قراری دراں مجو
بر آستاں آنکہ ز خود رفت بہر یار ۔ چوں خاک باش و مرضیِ یارے دراں مجو
مرداں تلخ کامی و حرقت بدور سند ۔ حرقت گزیں و فتح حصاری دراں مجو
بر مسندِ غرور نشستن طریق نیست ۔ ایں نفسِ دوں بسوز و نگاری دراں مجو

۱۸۔ اٹھارھواں نشان خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین یعنی اگر یہ نبی ہمارے پر افترا کرتا تو ہم اِس کو دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر اسکی وہ رگ کاٹ دیتے جو جان کی رگ ہے۔ یہ آیت اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اسکے معنوں میں عموم ہے جیسا کہ تمام قرآن شریف میں یہی محاورہ ہے کہ بظاہر اکثر امر و نہی کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں لیکن اُن احکام میں دوسرے بھی شریک ہوتے ہیں یا وہ احکام دوسروں کیلئے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ یہ آیت وَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا یعنے اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں اُن سے نہ کر جنمیں اُنکی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو اِس آیت کے مخاطب تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن دراصل مرجع کلام امت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ آپ کی خورد سالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں اُن کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے اور اسی کی طرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا یعنی تیرے رب نے چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔ اس آیت میں بت پرستوں کو جو بت کی پوجا کرتے ہیں سمجھایا گیا ہے کہ بت کچھ چیز نہیں ہیں اور بتوں کا تم پر کچھ احسان نہیں ہے اُنہوں نے تمہیں پیدا نہیں کیا اور تمہاری خورد سالی میں وہ تمہارے متکفل نہیں تھے اور اگر خدا جایز رکھتا کہ اُس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو انکی خوردسالی میں ضایع ہونے سے بچاتے ہیں پس خدا کی ربوبیت کے بعد انکی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ؂

اِس جملہ معترضہ کے بعد پھر ہم اصل کلام کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو فرمایا کہ اگر وہ ہم پر کچھ افترا کرتا تو ہم اُس کو ہلاک کر دیتے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ غیرت اپنی ظاہر کرتا ہے کہ آپ اگر مفتری ہوتے تو آپ کو ہلاک کر دیتا۔ مگر دوسروں کی نسبت یہ غیرت نہیں ہے۔ اور دوسرے خواہ کیسا ہی خدا پر افترا کریں اور جھوٹے الہام بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا کریں اُن کی نسبت خدا کی غیرت جوش نہیں مارتی یہ خیال جیسا کہ غیر معقول ہے ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں کے برخلاف بھی ہے اور ابتک توریت میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ

جو شخص خدا پر افترا کریگا اور جھوٹا دعوے نبوت کا کریگا وہ ہلاک کیا جاوے گا۔ علاوہ اسکے قدیم سے علماء اسلام آیت لو تقوّل علینا کو عیسائیوں اور یہودیوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے بطور دلیل پیش کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ جبتک کسی بات میں عموم نہ ہو وہ دلیل کا کام نہیں دے سکتی۔ بھلا یہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر افترا کرتے تو ہلاک کئے جاتے اور تمام کام بگڑ جاتا لیکن اگر کوئی دوسرا افترا کرے تو خدا ناراض نہیں ہوتا بلکہ اُس سے پیار کرتا ہے اور اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ مہلت دیتا ہے اور اُس کی نصرت اور تائید کرتا ہے اس کا نام تو دلیل نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ یہ تو ایک دعویٰ ہے کہ جو خود دلیل کا محتاج ہے۔ افسوس میری عداوت کیلئے ان لوگوں کی کہانتک نوبت پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے نشانوں پر بھی حملہ کرنے لگے چونکہ ان لوگوں کو معلوم ہے کہ میرے اس دعوے وحی اور الہام پر پچیس۲۵ سال سے زیادہ گذر چکے ہیں* جو آنحضرت ؐ کے ایام بعثت سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ وہ تیئس برس تھے اور یہ تیس۳۰ سال کے قریب اور ابھی معلوم نہیں کہ کہانتک خدا تعالیٰ کے علم میں میرے ایام دعوت کا سلسلہ ہے اسلئے یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افترا کرنیوالا اور جھوٹا ملہم بننے والا اپنے ابتداء افترا سے تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے اور خدا اُسکی نصرت اور تائید کرسکتا ہے اور اسکی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے اے بیباک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے جو کچھ خدا نے اپنے لطف و کرم سے میرے ساتھ معاملہ کیا یہانتک کہ اس مدت دراز میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنیکے لئے اُٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو رسوا کیا اگر اس مدت اور اس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو ورنہ بموجب آیت لو تقوّل علینا یہ نشان بھی ثابت ہو گیا اور تم اس سے پوچھے جاؤ گے۔

۱۹۔ اُنیسواں نشان یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے جو نواب بہاولپور کے پیر تھے میری تصدیق کے لئے ایک خواب دیکھا جسکی بنا پر میری محبت خدا تعالیٰ نے اُنکے دل میں ڈالدی اور اسی بنا پر

* یاد رہے کہ اگر میرے زمانہ الہام کو اس تاریخ سے لیا جائے جب اول حصہ براہین احمدیہ کا لکھا گیا تھا جس کو اس سال پچیس۲۵ برس گذر گئے ہیں تو میرے الہام کے زمانہ کو تیس سال کے قریب ہوتے ہیں اور جب براہین احمدیہ کے چار حصص شائع کئے گئے تو تب پچیس۲۵ سال گذر گئے ہیں اور جب وہ زمانہ لیا جائے کہ جب سلسلہ الہام شروع ہوا تو تیس۳۰ سال ہو گئے ہیں۔ منہ

کتاب اشارات فریدی میں جو خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات ہیں جابجا خواجہ صاحب موصوف میری تصدیق فرماتے ہیں اہل فقر کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ظاہری جھگڑوں میں بہت کم پڑتے ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو بذریعہ خواب یا کشف یا الہام پتہ ملتا ہے اُس پر ایمان لاتے ہیں پس چونکہ خواجہ غلام فرید صاحب پیر صاحب العلم کی طرح پاک باطن تھے اسلئے خدا نے اُن پر میری سچائی کی حقیقت کھولدی اور کئی مولوی جیسے مولوی غلام دستگیر خواجہ صاحب کو میرا مکذب بنانیکے لئے آپ کے گاؤں میں پہنچے جیسا کہ کتاب اشارات فریدی میں خواجہ صاحب نے خود یہ حالات بیان کئے ہیں اور بعض غزنویوں کا بھی خواجہ صاحب موصوف کے پاس خط پہنچا مگر آپ نے کسی کی بھی پروا نہیں کی اور ان خشک مُلاؤں کو ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ وہ ساکت ہوگئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپکا خاتمہ مصدق ہونیکی حالت میں ہُوا چنانچہ وہ خطوط جو آپ نے میری طرف لکھے اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسقدر میری محبت اُنکے دل میں ڈالدی تھی اور کس قدر اپنے فضل سے میرے بارہ میں اُن کو معرفت بخش دی تھی۔
خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملوں کا جابجا جواب دیا ہے جیسا کہ ایک جگہ اشارات فریدی میں لکھا ہے کہ کسی نے خواجہ صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کی کہ آتھم میعاد کے بعد مرا انہوں نے میرا نام لیکر فرمایا کہ اس بات کی کیا پروا ہے میں جانتا ہوں کہ آتھم انہیں کے نفس سے مرا ہے یعنی انہیں کی توجہ اور عقد ہمت نے آتھم کا خاتمہ کر دیا*۔ اور کسی نے میری نسبت آپ کو کہا کہ ہم ان کو مہدی معہود کیونکر مان لیں کیونکہ مہدی موعود کی ساری علامتیں جو حدیثوں میں لکھی ہیں ان میں پائی نہیں جاتیں تب خواجہ صاحب اس کلمہ پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو کہو کہ تمام قرار دادہ نشان جو لوگوں نے پہلے سے سمجھ رکھے تھے کس نبی یا رسول میں سب کے سب پائے گئے اگر ایسا وقوع میں آتا تو کیوں بعض کافر رہتے اور بعض ایمان لاتے یہی سنت اللہ ہے کہ جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنے والے نبی کے بارہ میں لکھی جاتی ہیں وہ تمام باتیں اپنی ظاہری الفاظ کے ساتھ ہرگز پوری نہیں ہوتیں

* میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ اپنے مفہوم کے مطابق پوری ہوگئی اگر آتھم لوگوں کے روبرو جو ساٹھ یا ستّر تھے دجّال کہنے سے رجوع نہ کرتا تو اسوقت کہہ سکتے تھے کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی مگر جبکہ آتھم نے رجوع کیا تو ضرور تھا کہ وہ شرط کا فائدہ اُٹھاتا بلکہ اگر آتھم باوجود اسقدر رجوع کے جو اس نے اپنی عزت اور حشمت کی کچھ پروا نہ کرکے عیسائیوں کی مجمع میں ظاہری ...... رجوع کیا پھر بھی پندرہ مہینہ کے اندر مرجاتا تو خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اعتراض ہوتا تب کہہ سکتے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مگر اب باوجود رجوع کے پھر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جنکو دین اور دیانت سے کچھ سروکار نہیں ہاں جب آتھم پندرہ مہینہ کے گذرنے کے بعد شوخ چشم ہوگیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کا شکر گذار نہ رہا۔ تب ایک دوسری پیشگوئی کے مطابق میرے آخری اشتہار سے پندرہ مہینہ کے اندر مرگیا بہرحال اُسکی موت پندرہ مہینہ سے باہر نہ نکل سکی۔ چنانچہ ایک عقلمند نے باوجود عیسائی ہونے کے اقرار کیا ہے کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہوگئی۔ اور انکار ہٹ دھرمی ہے۔ منہ

بعض جگہ استعارات ہوتے ہیں بعض جگہ خود اپنی سمجھ میں فرق پڑ جاتا ہے اور بعض جگہ پرانی باتوں میں کچھ تحریف ہو جاتی ہے اسلئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پوری ہو جائیں اُن سے فائدہ اٹھائیں اور وقت اور ضرورت کو مد نظر رکھیں اور اگر تمام مقررکردہ علامتوں کو اپنی سمجھ سے مطابق کرنا ضروری ہوتا تو تمام نبیوں سے دست بردار ہونا پڑتا اور انجام اس کا بجز محرومی اور بے ایمانی کے کچھ نہ ہوتا۔ کیونکہ کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس پر تمام قرار دادہ علامتیں ظاہری طور پر صادق آگئی ہوں کوئی نہ کوئی کسر رہ گئی ہے۔ یہودی پہلے مسیح کی نسبت یعنی حضرت عیسیٰ کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اُسوقت آئیگا کہ جب پہلے اس سے الیاس نبی دوبارہ زمین پر آجائیگا۔ پس کیا الیاس آگیا؟ ایسا ہی یہودیوں کا اس بات پر اصرار تھا کہ آنیوالا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے ہوگا پس کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوا؟ پھر جبکہ یہودیوں کے خیال کے موافق جس پر انکے تمام نبیوں کا اتفاق تھا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا پھر اگر مہدی موعود فاطمی یا عباسی خاندان سے ظاہر نہ ہوا تو ہمیں کونسی تعجب کی جگہ ہے خدا کی پیشگوئی میں کئی اسرار مخفی ہوتے ہیں۔ اور امتحان بھی منظور ہوتا ہے*۔

پس جبکہ یہودی اپنے خیالات پر زور دینے سے ایمان سے محروم رہے تو مسلمانوں کے لئے یہ عبرت پکڑنے کا مقام ہے کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں میں سے بعض یہودی ہو جائینگے یعنی یہودیوں کی عادت اختیار کرینگے اور ان کے قدم پر چلیں گے جیسا کہ لکھا ہے کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے بھی زنا کیا ہوگا تو وہ بھی کرینگے پس کس قدر خوف کا مقام ہے اکثر یہودیوں نے صرف اس سبب سے حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں کیا کہ اس بات کو انہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ جب تک ساری علامتیں اور ساری نشانیاں اُن میں اپنے خیال کے موافق پوری ہوتی نہ دیکھ لیں تب تک ماننا جائز نہیں اور آخر کفر کے گڑھے میں گر گئے اور اس بات پر اب تک اڑے ہوئے ہیں کہ پہلے الیاس آنا چاہئے پھر مسیح اور خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے چاہئے۔ غرض خواجہ غلام فرید صاحب کو خدا تعالیٰ نے

* حدیثوں کو خوب غور کرکے پڑھو وہ مہدی معہود کی نسبت اس قدر اختلاف رکھتی ہیں کہ گویا تناقضات کا مجموعہ ہے بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی فاطمی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ عباسی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ رجل من امتی یعنی میری امت سے ایک شخص ہوگا اور ابن ماجہ کی حدیث نے ان سب روایات پر پانی پھیر دیا ہے کیونکہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ لا مہدی الا عیسیٰ یعنی عیسیٰ ہی مہدی ہے اسکے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ پھر مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے پس جس رنگ پر پیشگوئی ظہور میں آئی اور جو کچھ حکم موعود نے فیصلہ کیا وہی صحیح ہے۔ منہ

یہ نور باطن عطا کیا تھا کہ وہ ایک ہی نظر میں صادق اور کاذب میں فرق کر لیتے تھے۔
خدا اُن کو غریق رحمت کرے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین

۲۰۔ بیسواں نشان۔ قریباً تیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ تو ایک نسل بعید کو دیکھے گا اس الہام کے صدہا آدمی گواہ ہیں اور کئی مرتبہ چھپ چکا ہے اب اِسکے موافق ظہور میں آیا کہ میں نے وہ اولاد دیکھی جو پیشگوئی کے وقت موجود نہ تھی اور پھر اولاد کی اولاد دیکھی اور نہ معلوم ابھی کہاں تک اس پیشگوئی کا اثر ہے۔

۲۱۔ اکیسواں نشان یہ کہ عرصہ تخمیناً تیس برس کا ہوا ہے کہ جب میرے والد صاحب خدا اُن کو غریق رحمت کرے اپنی آخری عمر میں بیمار ہوئے تو جس روز اُن کی وفات مقدر تھی دوپہر کے وقت مجھ کو الہام ہوا والسماء والطارق اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ ان کی وفات کی طرف اشارہ ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد پڑیگا اور یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے بندہ کو عزا پرسی تھی تب میں نے سمجھ لیا کہ میرے والد صاحب غروب آفتاب کے بعد فوت ہو جائینگے اور کئی اور لوگوں کو اس الہام کی خبر دی گئی اور مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس پر جھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے کہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اُس دن میرے والد صاحب کی اصل مرض جو درد گردہ تھی دور ہو چکی تھی صرف تھوڑی سی زحیر باقی تھی اور اپنی طاقت سے بغیر کسی کے سہارے کے پاخانہ میں جاتے تھے جب سورج غروب ہوا اور وہ پاخانہ سے آکر چارپائی پر بیٹھے تو بیٹھتے ہی جان کندن کا غرغرہ شروع ہوا اُسی غرغرہ کی حالت میں اُنہوں نے مجھے کہا کہ دیکھا یہ کیا ہے اور پھر لیٹ گئے اور پہلے اس سے مجھے کبھی اس بات کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص غرغرہ کے وقت میں بول سکے اور غرغرہ کی حالت میں صفائی اور استقامت سے کلام کر سکے بعد اس کے عین اسوقت جبکہ آفتاب غروب ہوا وہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور یہ ان سب الہاموں سے

پہلا الہام اور پہلی پیشگوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی دوپہر کے وقت خدا نے مجھے اسکی اطلاع دی کہ ایسا ہونیوالا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہو گئی اور مجھے فخر کی جگہ ہے اور میں اس بات کو فراموش نہیں کرونگا کہ میرے والد صاحب کے وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزا پرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کرینگے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اُس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دیکر اُسکی قسم کھاوے مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزّ و جلّ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزا پرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسی کی موافق ظہور میں آیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

۲۲۔ بائیسواں نشان یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں ابھی لکھ چکا ہوں جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اس خبر کے سُننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے جو انکے حیات سے مشروط تھی اسلئے یہ خیال گذرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اُسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا **الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ** یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے اس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے درحقیقت یہ امر بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی میں دلی تسلّی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑھ اس خاصیت کی وہ یقین ہی ہے جو وحی الٰہی پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ جو باوجود دعوے الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنّی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی۔ ایسے الہاموں کا

ضرر اُن کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اُسکے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ تو میں نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضایع نہیں کریگا تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اُس کو سُنایا اور اُسکو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اُسکو کسی نگینہ میں کُھدوا کر اور مُہر بنوا کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کے لئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے۔

یہ اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دُنیا کو میری طرف رجوع دیدیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئینگے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اُٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اُس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے* اور شائد اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہیئے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے

* حاشیہ۔ اگرچہ منی آرڈروں کے ذریعہ ہزارہا روپے آچکے ہیں مگر اُس سے زیادہ وہ ہیں جو خود مخلص لوگوں نے آکر دئے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں کہ ان کے نام کیا کیا ہیں۔ منہ

یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی یعنی الیس اللہ بکاف عبدہٗ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اُس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلّت اور ادبار اور اقبال ہے اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں۔ اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

۲۳ تیئیسواں نشان۔ ڈپٹی عبد اللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہوگئی ہے اور یہ دراصل دو پیشگوئیاں تھیں اول یہ کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مر جائیگا دوسری یہ کہ اگر وہ اپنے اس کلام سے باز آجائیگا جو اُس نے شایع کیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دجّال تھے تو پندرہ مہینے* کے اندر نہیں مریگا اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں موت کی پیشگوئی اِس بنا پر تھی کہ آتھم نے اپنی ایک کتاب اندرونہ بیبل نام میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں آتھم کے مرنے کیلئے پندرہ مہینے کی میعاد تھی مگر ساتھ ہی یہ شرط تھی جس کے یہ الفاظ تھے کہ ”بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے“ مگر آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کر لیا اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر دجّال کہنے سے ندامت ظاہر کی اور اس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ یا ستر آدمی ہیں جن میں سے نصف کے قریب عیسائی ہیں اور نصف کے قریب مسلمان۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ پچاس کے قریب اب تک اُنمیں سے زندہ ہونگے جن کے روبرو آتھم نے دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا لفظ منہ پر نہیں لایا۔ اب سوچنا چاہئے کہ کیسی بدذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے کہ باوجود اس کھلے کھلے رجوع کے جو آتھم نے ساٹھ یا ستر آدمیوں کے روبرو کیا پھر بھی کہا جائے کہ اُس نے

* اس بات کی ہزاروں آدمیوں کو خبر ہوگی کہ جب آتھم کو بموجب شرط الہام کے تاخیر دی گئی تو اس نے اس تاخیر کا کوئی شکر ادا نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ بلا سر سے ٹل گئی حق پوشی اختیار کی اور کہا کہ میں نہیں ڈرا اور قسم کھانے سے بھی انکار کیا حالانکہ عیسائی مذہب کے ساری بزرگ قسم کھاتے آئے ہیں اور انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے خود قسم کھائی پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی لہذا اسکی اس حق پوشی کے بعد خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ وہ اب جلد فوت ہو جائیگا۔ تب میں نے اس بارہ میں ایک اشتہار شایع کیا پس عجیب بات ہے کہ اس اشتہار کی تاریخ سے جو میں نے اس دوسرے الہام کی رو سے اسکی موت کے بارہ میں شایع کیا تھا وہ پندرہ ۱۵ مہینے کے اندر مر گیا سو خدا نے آتھم کے لئے جبکہ اس نے سچائی کی راہ چھوڑ دی اور حق پوشی کی وہی پندرہ ۱۵ مہینے قائم رکھے جسکے بارہ میں ہمارے مخالفوں کو گمراہی میں [illegible]

رجوع نہیں کیا تمام مدار غضب الٰہی کا تو دجال کے لفظ پر تھا اور اسی بنا پر پیشگوئی تھی اور اُسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تھا مسلمان ہونیکا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں پس جب اُس نے نہایت انکساری سے رجوع کیا تو خدا نے بھی رحمت کے ساتھ رجوع کیا الہام الٰہی کا تو یہ مدعا نہیں تھا کہ جبتک آتھم اسلام نہ لاوے ہلاکت سے نہیں بچیگا کیونکہ اسلام کے انکار میں تو ساری عیسائی شریک ہیں خدا اسلام کیلئے کسی پر جبر نہیں کرتا اور ایسی پیشگوئی بالکل غیر معقول ہے کہ فلاں شخص اگر اسلام نہ لاوے تو فلاں مدت تک مر جاویگا دُنیا ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو منکر اسلام ہیں اور جیسا کہ میں بار بار لکھ چکا ہوں محض انکار اسلام سے کوئی عذاب کسی پر دنیا میں نہیں آسکتا بلکہ اس گناہ کی باز پرس صرف قیامت کو ہوگی۔ پھر آتھم کی اس میں کونسی خصوصیت تھی کہ بوجہ انکار اسلام اُسکی موت کی پیشگوئی کی گئی اور دوسروں کیلئے نہیں کی گئی بلکہ پیشگوئی کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس کی نسبت دجّال کا لفظ استعمال کیا تھا جس قول سے اُس نے ساٹھ یا ستر انسانوں کے روبرو رجوع کیا جنمیں سے بہت سے شریف اور معزز تھے جو اس مجلس میں موجود تھے پھر جبکہ اُس نے اس لفظ سے رجوع کر لیا بلکہ بعد اسکے روتا رہا تو خدا تعالیٰ کی جناب میں رحم کے قابل ہو گیا مگر صرف اسی قدر کہ اُس کی موت میں چند ماہ کی تاخیر ہو گئی اور میری زندگی میں ہی مر گیا اور وہ بحث جو ایک مباہلہ کے رنگ میں تھی اُس کی رو سے وہ بوجہ اپنی موت کے جھوٹا ثابت ہوا۔ تو کیا اب تک وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بیشک پوری ہو گئی اور نہایت صفائی سے پوری ہوئی ایسے دلوں پر خدا کی لعنت ہے کہ ایسے صریح نشانوں پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے اگر وہ چاہیں تو آتھم کے رجوع پر میں چالیس آدمی کے قریب گواہ پیش کر سکتا ہوں اور اسی وجہ سے اُس نے قسم بھی نہ کھائی حالانکہ تمام عیسائی قسم کھاتے آئے ہیں اور حضرت مسیح نے خود قسم کھائی اور ہمیں اس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ آتھم اب زندہ موجود نہیں گیارہ برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ وہ مر چکا ہے۔

۲۴۔ نشان۔ ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا۔ پہلے بیہوشی پھر غشی۔ پھر موت۔ ساتھ ہی اسکی یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک

مخلص دوست کی نسبت جسکی موت سے ہمیں رنج پہنچیگا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا اور الحکم ۳۰ رجون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شایع کیا گیا پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہماری ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑیخاں اسسٹنٹ سرجن ایک کہانی موت سے قصور میں گذر گئے اول بیہوش ہوئے پھر یکدفعہ غشی طاری ہوگئی پھر اس ناپایدار دنیا سے کوچ کیا اور انکی موت اور اس الہام میں صرف بتیس دن کا فرق تھا۔

۲۵ پچیسواں نشان۔ کرم دین جہلمی کے اُس مقدمہ فوجداری کی نسبت پیشگوئی ہے جو اس نے جہلم میں مجھ پر دایر کیا تھا جس پیشگوئی کے یہ الفاظ خدا تعالی کی طرف سے تھے ربّ کلّ شیءٍ خادمک ربّ فاحفظنی وانصرنی وارحمنی اور دوسرے الہامات بھی تھے جن میں بریت کا وعدہ تھا چنانچہ خدا تعالی نے اس مقدمہ سے مجھ کو بری کر دیا۔

۲۶ ۔ چھبیسواں نشان۔ کرم دین جہلمی کے اُس مقدمہ فوجداری میں میری بریت ہے جو گورداسپور میں چندولال اور آتمارام مجسٹریٹ کی عدالت میں میرے پر دایر تھا اور پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا کہ آخر بریت ہوگی چنانچہ میں بری ہوا۔

۲۷ ۔ ستائیسواں نشان۔ کرم دین جہلمی کی سزا یابی کی نسبت پیشگوئی ہے جسکی رو سے آخر وہ سزا پا گیا دیکھو میری کتاب مواھب الرحمان صفحہ ۱۲۹ سطر ۸ یہ تینوں پیشگوئیاں بڑی تفصیل کے ساتھ مواہب الرحمان میں درج ہیں اور یہ کتاب مواہب الرحمان اُسوقت تالیف ہو کر شایع کی گئی تھی جبکہ پیشگوئی کا کوئی انجام معلوم نہ تھا پیشگوئی کی عبارت یہ ہے جو کتاب موصوف میں شایع ہوئی۔

ومن اٰیاتی ما انبأنی العلیم الحکیم فی امر رجل لئیم۔ وبھتانہ العظیم واُوحی الیّ انہ یرید ان یتخطف عرضک۔ ثم یجعل نفسہ غرضک۔ واراني فیہ رؤیا ثلٰث مرات۔ واراني ان العدو اعدّ لذالک ثلٰثۃ حماۃ للتوھین والاعنات ورئیت کانی احضرت محاکمۃ کالماخوذین ورئیت ان اٰخر امری نجات بفضل ربّ العٰلمین۔ ولو بعد حین۔ وبُشّرتُ ان البلاء یردّ علی عدوی الکذّاب المھین۔ فاشعت کلما رئیت والھمت قبل ظھورہ فی جریدۃ یسمی الحکم

وفی جریدۃ اُخریٰ یُسمّٰی البدر۔ ثم قعدت کالمنتظرین۔ وما مرّ علی ما رئیت الّا سنۃ فاذا ظھر قدر اللہ علٰی ید عدوٍّ مبین اسمہ کرم الدین......
وقد ظھر بعض انباءہ تعالٰی من اجزاء ھٰذہ القضیۃ فیظھر بقیتھا کما وعد من غیر الشکّ والشبھۃ ٭ ترجمہ اور منجملہ میرے نشانوں کے ایک یہ ہے کہ جو خدائے علیم و حکیم نے ایک لئیم شخص کی نسبت اور اس کے بہتان عظیم کی نسبت مجھے خبر دی۔ اور مجھے اپنی وحی سے اطلاع دی کہ یہ شخص میری عزت دور کرنے کیلئے حملہ کریگا اور انجام کار میرا نشانہ آپ بن جائیگا۔ اور خدا نے تین خوابوں میں یہ حقیقت میرے پر ظاہر کی اور خواب میں میرے پر ظاہر کیا کہ یہ دشمن تین حمایت کرنیوالے اپنی کامیابی کے لئے مقرر کریگا تا کہ کسی طرح اہانت کرے اور رنج پہنچاوے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ گویا میں کسی عدالت میں گرفتار کی طرح حاضر کیا گیا ہوں اور مجھے دکھلایا گیا کہ انجام ان حالات کا میری نجات ہی اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہو اور مجھے بشارت دی گئی کہ اس دشمن کذاب مہین پر بلا رد کی جائے گی پس ان تمام خوابوں اور الہامات کو میں نے قبل از وقت شایع کر دیا اور جن اخباروں میں شایع کیا ایک کا نام ان میں سے الحکم ہے اور دوسری کا نام البدر۔ پھر میں انتظار کرتا رہا کہ کب یہ پیشگوئی کی باتیں ظہور میں آئینگی پس جب ایک برس گذرا تو یہ مقدر باتیں کرم دین کے ہاتھ سے ظہور میں آگئیں (یعنی اس نے ناحق میرے پر فوجداری مقدمات دائر کئے) پس اُس کے مقدمات دائر کرنے سے پیشگوئی کا ایک حصہ تو پورا ہو گیا اور جو باقی حصہ ہے یعنی میرا اس کے مقدمات سے نجات پانا۔ اور آخر اسی کا سزایاب ہونا۔ یہ بھی عنقریب پورا ہو جائیگا۔ اس حصہ عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کے وقت تک نہ مجھے کرم دین کے مقدمات سے نجات اور رہائی ملی تھی اور نہ وہ سزایاب ہوا تھا بلکہ یہ سب کچھ پیشگوئی کے طور پر لکھا گیا تھا۔ یہ ترجمہ ہے اُس پیشگوئی کا جو عربی میں اوپر لکھی گئی ہے جسمیں بتلایا گیا ہے کہ کرم دین میرے سزا دلانے کیلئے فوجداری میں مقدمات دائر کریگا اور کئی حمایتی اُسکو مدد دینگے آخر وہ خود سزا پائیگا اور خدا مجھے اُس کی شر سے نجات دیگا۔

٭ جو مقدمات کرم دین کے متعلق جہلم اور گورداسپور کی عدالت سے فیصلہ ہوئے اُنکی تاریخ سے بھی ظاہر ہے کہ کرم دین کی سزایابی اور میری بریّت کی پیشگوئی ان مقدمات کے فیصلہ سے پہلے میری کتاب مواہب الرحمن میں شایع ہو چکی تھی جو شخص چاہے عدالت میں جا کر ان فیصلوں کی تاریخیں دیکھ لے اور اس پیشگوئی کے پوری ہونے کے مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی محمد وغیرہ جو آتمارام کی کچہری میں حاضر ہوئے تھے گواہ ہیں۔ منہ

سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اب سوچنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی کس قدر غیب پر مشتمل ہے کیا کسی انسان یا شیطان کا کام ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جو میری عزت اور دشمن کی ذلت کا حکم دیتی ہے۔

۲۸۔ اٹھائیسواں نشان۔ آتما رام کی اولاد کی موت کی نسبت پیشگوئی۔ چنانچہ بیس دن میں دو لڑکے اُس کے مر گئے۔ اس پیشگوئی کے گواہ وہ جماعت کے لوگ ہیں جو گورداسپور میں میرے ساتھ مقدمہ میں حاضر تھے

۲۹۔ اُنتیسواں نشان۔ لالہ چندو لال مجسٹریٹ اکسٹرا اسسٹنٹ گورداسپورہ کے تنزل کی نسبت پیشگوئی۔ چنانچہ وہ گورداسپور سے تبدیل ہو کر ملتان منصفی پر چلا گیا۔

۳۰۔ تیسواں نشان۔ ایک شخص ڈوئی نام امریکہ کا رہنے والا تھا اُس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا اُس کا خیال تھا کہ میں اسلام کی بیخکنی کرونگا حضرت عیسیٰ کو خدا مانتا تھا میں نے اُسکی طرف لکھا کہ میرے ساتھ مباہلہ کرے اور ساتھ اسکے یہ بھی لکھا کہ اگر وہ مباہلہ نہیں کریگا تب بھی خدا اُسکو تباہ کردیگا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی امریکہ کے کئی اخباروں میں شایع کی گئی اور اپنے انگریزی رسالہ میں بھی شایع کی گئی۔ آخر اس پیشگوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کی ملکیت سے اُسکو جواب مل گیا اور بڑی ذلت پیش آئی اور آپ مرض فالج میں گرفتار ہوگیا ایسا کہ اب وہ ایک قدم بھی آپ چل نہیں سکتا۔ ہر ایک جگہ اُٹھا کر لیجاتے ہیں اور امریکہ کے ڈاکٹروں نے رائے دی ہے کہ اب یہ قابل علاج نہیں شاید چند ماہ تک مر جائیگا۔

۳۱۔ اکتیسواں نشان۔ میری بریت کے بارہ میں ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں پیشگوئی تھی جو اُس نے میرے پر خون کا مقدمہ کیا تھا چنانچہ اس پیشگوئی کے موافق میں بری ہوگیا۔

۳۲ بتیسواں نشان۔ ٹکس کے مقدمہ میں پیشگوئی ہے جو بعض شریر لوگوں نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ مخبری کی تھی کہ ہزارہا روپیہ کی انکو آمدنی ہے ٹکس لگانا چاہیئے اور خدا تعالےٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ اسمیں وہ لوگ نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

۳۳۔ تینتیسواں نشان۔ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس میری نسبت بہ نیت سزا دلانیکے فوجداری میں ایک مقدمہ پولیس نے بنایا تھا اور اُسکی نسبت خدا تعالیٰ نے

مجھے بتلایا کہ ایسی کوشش کرنیوالے نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا انا تجالدنا فانقطع العدو واسبابہ یعنی ہم نے تلوار کے ساتھ جنگ کیا پس نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن ہلاک ہوگیا اور اُس کے اسباب بھی ہلاک ہوئے۔ اس جگہ دشمن سے مراد ایک ڈپٹی انسپکٹر ہے جس نے ناحق عداوت سے مقدمہ بنایا تھا آخر طاعون سے ہلاک ہوا۔

۳۴۔ چونتیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہوگیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ اُن کی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خدا نے مجھے بشارت دیکر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا اور اُس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ تب میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شایع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گذری تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہوگیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔

۳۵۔ پینتیسواں نشان یہ ہے کہ پہلا لڑکا محمود احمد پیدا ہونیکے بعد میرے گھر میں ایک اور لڑکا پیدا ہونیکی خدا نے مجھے بشارت دی اور اس کا اشتہار بھی لوگوں میں شایع کیا گیا چنانچہ دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اُسکا نام بشیر احمد رکھا گیا۔

۳۶۔ چھتیسواں نشان یہ ہے کہ بشیر احمد کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہونیکی خدا نے مجھے بشارت دی چنانچہ وہ بشارت بھی بذریعہ اشتہار لوگوں میں شایع کیگئی بعد اسکے تیسرا لڑکا پیدا ہوا اور اُسکا نام شریف احمد رکھا گیا۔

۳۷۔ سینتیسواں نشان یہ ہے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے حمل کے ایام میں ایک لڑکی کی بشارت دی اور اُسکی نسبت فرمایا تُنَشَّأُ فی الحلیۃ یعنی زیور میں نشو و نما پائے گی یعنی نہ خوردسالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اسکے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا اور اُسکی پیدایش سے جب سات روز گذرے تو عین عقیقہ کے دن یہ خبر آئی کہ پنڈت لیکھرام پیشگوئی کے مطابق کسی کے ہاتھ سے مارا گیا تب ایک ہی وقت میں

دو نشان پورے ہوئے۔

۳۸۔ اٹھتیسواں نشان۔ یہ ہے کہ لڑکی کے بعد مجھے ایک اور پسر کی بشارت دی گئی چنانچہ وہ بشارت قدیم دستور کے موافق شائع کی گئی اور پھر لڑکا پیدا ہوا اور اُسکا نام مبارک احمد رکھا گیا۔

۳۹۔ اُنتالیسواں نشان یہ ہے کہ مجھے وحی الٰہی سے بتلایا گیا کہ ایک اور لڑکی پیدا ہوگی مگر وہ فوت ہو جائیگی چنانچہ وہ الہام قبل از وقت بہتوں کو بتلایا گیا بعد اسکے وہ لڑکی پیدا ہوئی اور چند ماہ بعد فوت ہو گئی۔

۴۰۔ چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دیگئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ دخت کرام چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شاید ان دونوں میں سے ایک میں شایع کیا گیا اور پھر اسکے بعد لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے۔

۴۱۔ اکتالیسواں نشان یہ ہے کہ عرصہ بیس۲۰ یا اکیس۲۱ برس کا گذر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شایع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پاویں گے اسی پیشگوئی کی طرف مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹ میں اشارہ ہے یعنی اس عبارت میں الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اربعۃ من البنین وانجز وعدہ من الاحسان یعنی اسد تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دئے اور اپنا وعدہ پورا کیا (جو میں چار لڑکے دوں گا) چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں:۔ محمود احمد۔ بشیر احمد شریف احمد مبارک احمد جو زندہ موجود ہیں۔

۴۲۔ بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے وبشرنی بخامسٍ فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے

والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شایع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انا نبشرک بغلامٍ نافلۃً لک۔ نافلۃً من عندی۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

۴۳۔ تینتالیسواں نشان یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب کشتی نوح میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کے زمانہ میں ہمیں ٹیکہ کی ضرورت نہیں ہوگی خدا ہماری اور اُن سب کی جو ہمارے گھر میں ہیں آپ حفاظت کریگا۔ اور بالمقابل عافیت ہماری ساتھ رہیگی لیکن بعض ٹیکہ لگوانیوالے جان کا نقصان اُٹھائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعض لوگوں نے ٹیکہ سے اس قدر نقصان اُٹھایا کہ اُن کی بینائی جاتی رہی اور بعض کے اور اعضا میں خلل پیدا ہوگیا اور سب سے زیادہ یہ کہ ملکوال ضلع گجرات میں ایک ہی دفعہ انیس آدمی ٹیکہ سے مر گئے۔

۴۴۔ چوالیسواں نشان یہ ہے کہ سردار نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ* کا لڑکا عبد الرحیم خان ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مُردہ کے حکم میں تھا اُسوقت میں نے اس کیلئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی میں اسکے لئے شفاعت کرتا ہوں اسکے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ۔ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے تب میں خاموش ہو گیا بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا انک انت المجاز۔ یعنی تجھے شفاعت کرنیکی اجازت دی گئی تب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی۔ تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر

* نواب صاحب موصوف عرصہ پانچ سال سے اپنی ریاست گاہ سے ہجرت کر کے قادیان میں مقیم ہیں اور سابقین میں سے ہیں۔ منہ۔

آیا اور تندرست ہوگیا۔ اور زندہ موجود ہے۔

۴۵ ۔ پینتالیسواں نشان یہ ہے کہ میرے مخلص دوست مولوی نوردین صاحب کا ایک لڑکا فوت ہوگیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا۔ اُس کے فوت ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی ظاہر کی اِس خیال سے کہ مولوی صاحب لاولد رہ گئے تب میں نے اُن کیلئے بہت دعا کی اور دُعا کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی کہ تمہاری دُعا سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس بات کا نشان کہ وہ محض دُعا کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے یہ بتایا گیا کہ اُس کے بدن پر بہت سے پھوڑے نکل آئیں گے چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالحیؔ رکھا گیا اور اُس کے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جن کے داغ ابتک موجود ہیں۔ اور یہ پھوڑوں کا نشان لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا۔

۴۶ ۔ چھیالیسواں نشان یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ بجز ایک مقام کے پنجاب کے تمام اضلاع میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائیگی اور ہر ایک مقام طاعون سے آلودہ ہو جائیگا اور بہت مری پڑیگی اور ہزارہا لوگ طاعون کا شکار ہو جائینگے اور کئی گاؤں ویران ہو جائینگے۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے سیاہ درخت لگائے گئے ہیں چنانچہ یہ پیشگوئی کئی ہزار اشتہار اور رسالوں کے ذریعہ سے میں نے اس ملک میں شایع کی۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی چنانچہ تین لاکھ کے قریب ابتک جانوں کا نقصان ہوا اور ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اب اس ملک سے کبھی طاعون دور نہیں ہوگی جبتک یہ لوگ اپنی تبدیلی نہ کریں۔

۴۷ ۔ سینتالیسواں نشان یہ ہے کہ ایک شخص مسمّی چراغدین ساکن جموں میرے مریدوں میں داخل ہوا تھا پھر مرتد ہوگیا اور رسول ہونیکا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں عیسیٰ کا رسول ہوں۔ اور اُس نے میرا نام دجال رکھا اور کہا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا ہے تا اس دجال کو اس عصا کے ساتھ قتل کروں۔ اور میں نے اُسکی نسبت٭ یہ پیشگوئی کی کہ وہ غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون سے ہلاک ہوگا اور خدا اُسکو غارت کریگا چنانچہ وہ ۴ ؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

٭ دیکھو رسالہ دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء۔ منہ

۴۸۔اٹھتالیسواں نشان یہ ہے کہ میں نے مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ وہ تین سال کے عرصہ میں فوت ہو جائیگا چنانچہ وہ تین سال کی مدت کے اندر فوت ہو گیا
۴۹۔اُنچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنیوالا ہے جو بعض حصہ پنجاب میں ایک سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے:۔ زلزلہ کا دھکا۔ عفت الدیار محلھا ومقامھا چنانچہ وہ پیشگوئی ۴۔اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوئی۔
۵۰۔پچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اُس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پھر ایک اور زلزلہ آئیگا۔ اُس الہامی پیشگوئی کی ایک عبارت یہ تھی "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"۔ چنانچہ ۲۸۔فروری ۱۹۰۶ء کو وہ زلزلہ آیا اور کوہستانی جگہوں میں بہت سا نقصان جانوں اور مالوں کے تلف ہونے سے ہوا۔
۵۱۔اکاونواں نشان یہ ہے کہ پھر میں نے ایک اور پیشگوئی کی تھی کہ مدت تک زلزلے متواتر آتے رہیں گے۔ اُن میں سے چار زلزلے بڑے ہونگے اور پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا چنانچہ زلزلے اب تک آتے ہیں اور ایسے دو مہینے کم گذرتے ہیں جنہیں کوئی زلزلہ نہیں آجاتا اور یقیناً یاد رکھنا چاہیئے کہ بعد اسکے سخت زلزلے آنیوالے ہیں خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یہ سب تیری سچائی کیلئے نشان ہیں۔
۵۲۔باونواں نشان یہ کہ پنڈت دیانند جو آریوں کیلئے بطور گرُو کے تھا جب اُسکا فتنہ حد سے بڑھ گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ اب اُسکی زندگی کا خاتمہ ہے چنانچہ اُسی سال میں وہ فوت ہو گیا میں نے یہ پیشگوئی ایک آریہ شرمپت نام کو جو ساکن قادیان ہے قبل از وقوع بتلا دی تھی اور وہ اب تک زندہ ہے۔
۵۳۔ترپنواں نشان یہ ہے کہ اُسی شرمپت کا ایک بھائی بسمبر داس نام ایک فوجداری مقدمہ میں شاید ڈیڑھ سال کیلئے قید ہو گیا تھا تب شرمپت نے اپنی اضطراب کی حالت میں مجھ سے دعا کی درخواست کی

چنانچہ میں نے اسکی نسبت دعا کی تو مینے بعد اسکی خواب میں دیکھا کہ میں اس دفتر میں گیا ہوں جس جگہ قیدیوں کے ناموں کے رجسٹر تھے اور ان رجسٹروں میں ہر ایک قیدی کی میعاد قید لکھی تھی تب مینے وہ رجسٹر کھولا جس میں بسمبر داس کی قید کی نسبت لکھا تھا کہ اتنی قید ہے اور مینے اپنے ہاتھ سے اسکی نصف قید کاٹ دی اور جب اسکی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل کیا گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ انجام مقدمہ کا یہ ہوگا کہ مثل مقدمہ ضلع میں واپس آئیگی اور نصف قید بسمبر داس کی تخفیف کیجائیگی مگر بری نہیں ہوگا اور میں نے وہ تمام حالات اس کے بھائی لالہ شرمپت کو قبل از ظہور انجام مقدمہ بتلادئے تھے اور انجام کار ایسا ہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔

۵۴۔ چونواں نشان۔ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کے قتل ہونیکی نسبت پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔

۵۵۔ پچپنواں نشان۔ میاں عبد اللہ سنوری کی ایک ناکامی کی نسبت پیشگوئی ہے اس پیشگوئی کے پورے ہونیکا گواہ خود میاں عبد اللہ سنوری ہے۔

۵۶۔ چھپنواں نشان۔ یہ مینے دہلی میں اپنی شادی کی نسبت پیشگوئی کی تھی یہ الہام مینے بہتوں کو بتایا تھا جو ابتک زندہ موجود ہیں اور اسکی نسبت براہین میں ایک الہام ہے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سادات میں وہ رشتہ ہوگا۔ اذکر نعمتی رئیت خدیجتی۔٭

۵۷۔ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی نسبت براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ وہ میری نسبت تکفیر کیلئے کوشش کریگا اور کافر ٹھیرانے کیلئے استفتا لکھے گا۔

۵۸۔ اٹھاونواں نشان۔ مولوی نذیر حسین دہلوی کی نسبت براہین احمدیہ میں پیشگوئی ہے کہ وہ فتوائے تکفیر دے گا۔

۵۹۔ انسٹھواں نشان۔ شیخ مہر علی ہوشیارپوری کی نسبت پیشگوئی یعنی خواب میں مینے دیکھا کہ اسکے گھر میں آگ لگ گئی اور پھر مینے اسکو بجھایا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر میری دعا سے رہائی ہوگی یہ تمام پیشگوئی مینے خط میں لکھ کر شیخ مہر علی کو اس سے اطلاع دی بعد اسکے پیشگوئی

٭ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سادات کی نانی ہے پس الہام میں ایک تو یہ اشارہ تھا کہ تمہاری بیوی قوم کی سید ہوگی اور دوسری یہ پیشگوئی تھی کہ اسکی اولاد سے ایک بڑی نسل پیدا ہوگی۔ منہ

کے مطابق اس پر قید کی مصیبت آئی اور پھر قید کے بعد پیشگوئی کے دوسرے حصہ کے مطابق اُس نے رہائی پائی۔

۶۰۔ ساٹھواں نشان۔ بعد میں شیخ مہر علی کی نسبت ایک اور یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ ایسا اور سخت بلا میں مبتلا ہوگا چنانچہ بعد اسکے وہ مرض فالج میں مبتلا ہوگیا اور پھر حال معلوم نہیں۔

۶۱۔ اکسٹھواں نشان۔ اپنے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی ہے جس میں میری ایک بیٹی کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا **اے عمّی بازیٔ خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی**۔ یہ پیشگوئی بھی اسی شرمپت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی بیوقت اور ناگہانی موت ہوگی جو موجب صدمہ ہوگی جب یہ الہام ہوا تو اُس دن یا اس سے ایک دن پہلے شرمپت مذکور کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا اُسنے امین چند نام رکھا اور مجھے آکر اُس نے بتلایا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جسکا نام میں نے امین چند رکھا ہے میں نے کہا کہ ابھی مجھے الہام ہوا ہے کہ اے عمی بازیٔ خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی اور ہنوز اس الہام کے میرے پر معنی نہیں کھلے میں ڈرتا ہوں کہ اس سے مراد تیرا لڑکا امین چند ہی ہو کیونکہ تیری میری پاس آمد و رفت بہت ہے اور الہامات میں کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ کسی تعلق رکھنے والے کی نسبت الہام ہوتا ہے وہ یہ بات سن کر ڈر گیا اور اُسنے گھر میں جاتے ہی اپنے لڑکے کا نام بدلا دیا یعنی بجائے امین چند کے گوکل چند نام رکھدیا وہ لڑکا اب تک زندہ ہے اور ان دنوں میں کسی ضلع کے بندوبست میں نقلنویس ہے اور بعد اسکے میرے پر کھولا گیا کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہوگیا اور میری اُس لڑکی کو اُسکی موت کا صدمہ پہنچا اور اس بیچ میں اگر شرمپت مذکور جو سخت متعصب آریہ ہے گواہ بن گیا اگر کہو کہ خدا کے الہام کے اُسی وقت کیوں معنی نہ کھولے گئے تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ مقطعات قرآنی کے اب تک معنی نہیں کھولے گئے۔ کون جانتا ہے کہ طٰہٰ کیا چیز ہے اور نٓ کیا چیز ہے اور کٓھٰیٰعٓصٓ کیا چیز ہے اور آیت سیھزم الجمع کی نسبت حدیث میں ہے

کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اب تک مجھے اُس کے معنی معلوم نہیں اور نیز آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ایک خوشہ بہشتی انگور کا دیا گیا کہ یہ ابوجہل کیلئے ہے اور میں اسکی تاویل سمجھ نہ سکا جبتک کہ عکرمہ اسکا بیٹا مسلمان ہوا اور مجھے ہجرت کی زمین بتلائی گئی اور میں نہ سمجھ سکا کہ وہ مدینہ ہے غرض ایسے اعتراض بوجہ بیخبری سنت اللہ کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

۶۲- باسٹھواں نشان قیصر روم کی تباہی کی نسبت پیشگوئی ہے اسکا مفصل حال میری کتابوں میں مذکور ہے

۶۳- تریسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ منصوبوں سے میں بچایا جاؤنگا چنانچہ آجتک باوجود متعدد حملوں کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کے شر سے مجھے بچایا۔

۶۴- چونسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ جسقدر میرے پر مقدمات کئے جائینگے مجھے فتح ہوگی چنانچہ ہر ایک مقدمہ میں مجھے

۶۵- پینسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ اس قدر لوگ میرے پاس آئینگے کہ قریب ہوگا کہ میں اُن کی کثرت ملاقات سے تھک جاؤں۔ چنانچہ کئی لاکھ آدمی میرے پاس آیا۔

۶۶ چھیاسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں اصحاب الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کئی مخلص لوگ اپنے وطنوں سے ہجرت کرکے

۶۷- ستسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ مجھے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کیجائیگی جس کا کوئی مقابلہ نہیں

۶۸- اڑسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں شاہد نزاع کی پیشگوئی جس کا پورا ہونا براہین احمدیہ میں مفصل لکھا ہے۔

۶۹- انہترواں نشان۔ حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شایع کی تھی میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔

۷۰- سترواں نشان۔ براہین احمدیہ میں باعث تکذیب طاعون پیدا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی سو پچیس برس بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔

۷۱- اکہترواں نشان جو کتاب سر الخلافہ کے صفحہ ۶۲ میں میں نے لکھا ہے یہ ہے کہ مخالفوں پر طاعون پڑنے کیلئے میں نے دعا کی تھی یعنے ایسے مخالف جنکی قسمت میں ہدایت نہیں سو اُس دعا سے کئی سال بعد اس ملک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گذر گئے اور وہ دعا یہ تھی۔

وخذ ربّ من عادی الصلاح ومفسدا ۞ ونزّل علیہ الرجز حقًا ودمّر[1]

وفرّج کروبی یا کریمی ونجّنی ۞ ومزّق خصیمی یا الٰہی وعفّر[2]

[1] ترجمہ اے میرے خدا جو شخص نیک راہ اور نیک کام کا دشمن ہے اور فساد کرتا ہے اسکو پکڑ اور اسپر طاعون کا عذاب نازل کر اور اسکو ہلاک کر دے

[2] اور میری بے قراریاں دور کر اور مجھے غموں سے نجات دے اے میرے کریم۔ اور میرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر اور خاک میں ملا دے۔ یہ پیشگوئی

اور پھر کتاب اعجاز احمدی میں یہ پیشگوئی تھی۔

اذا ما غضبنا غاضب اللہ صائلاً ❊ علی معتد یؤذی وبالسوء یجہر
جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اُس شخص پر غضب کرتا ہے جو حد سے بڑھ جاتا ہو اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے

ویأتی زمان کاسر کل ظالم ❊ وھل یھلکن الیوم الا المدمّر
اور وہ زمانہ آرہا ہے کہ ہر ایک ظالم کو توڑے گا اور وہی ہلاک ہوں گے جو اپنے گناہوں کے باعث ہلاک ہو چکے ہیں

وانی لشر الناس ان لم یکن لھم ❊ جزاء اھانتھم صغار یصغّر
اور میں سب بد لوگوں سے بدتر ہوں گا اگر ان کے لئے اُنکی اہانت کی جزا اہانت نہ ہو

قضی اللہ ان الطعن بالطعن بیننا ❊ فذلک طاعون اتاھم لیبصروا
خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کا بدلہ طعن ہے پس وہی طاعون ہے جو اُن کو پکڑیگی

ولما طغی الفسق المبید بسیلہ ❊ تمنیت لو کان الوباء المتبر
اور جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنیوالی طاعون چاہیئے

اور اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ ع اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی ❊ اور یہ الحکم اور البدر میں شائع کیا گیا۔ اور پھر مذکورہ بالا دعائیں جو دشمنوں کی سخت ایذا کے بعد کی گئیں جناب الٰہی میں قبول ہو کر پیشگوئیوں کے مطابق طاعون کا عذاب اُن پر آگ کی طرح برسا اور کئی ہزار دشمن جو میری تکذیب کرتا اور بدی سے نام لیتا تھا ہلاک ہو گیا۔ لیکن اس جگہ ہم نمونہ کے طور پر چند سخت مخالفوں کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ سب سے پہلے مولوی رسل بابا باشندۂ امرتسر ذکر کے لائق ہے جس نے میرے ردّ میں کتاب لکھی اور بہت سخت زبانی دکھلائی اور چند روزہ زندگی سے پیار کر کے جھوٹ بولا آخر خدا کے وعدہ کے موافق طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اسکے ایک شخص محمد بخش نام جو ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ تھا عداوت اور ایذا پر کمربستہ ہوا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اس کے ایک شخص چراغدین نام ساکن جموں اُٹھا جو رسول ہونیکا دعویٰ کرتا تھا جس نے میرا نام دجال رکھا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے خواب میں عصا دیا ہے تا میں عیسیٰ کے

❊ یہ پیشگوئی حمامۃ البشریٰ میں ہے۔ منہ

عصا سے اس دجّال کو ہلاک کرون سو وہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اُسکے حق میں رسالہ دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء میں اُسکی زندگی مین ہی شائع کیگئی تھی ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کو معہ اپنے دونون بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ کہاں گیا عیسیٰ کا عصا جس کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا؟ اور کہاں گیا اُس کا الہام انی لمن المرسلین؟ افسوس اکثر لوگ قبل تزکیہ نفس کے حدیث النفس کو ہی الہام قرار دیتے ہیں اسلئے آخرکار ذلت اور رسوائی سے انکی موت ہوتی ہے اور انکے سوا اور بھی کئی لوگ ہیں جو ایذا اور اہانت مین حد سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے قہر سے نہیں ڈرتے تھے اور دن رات ہنسی اور ٹھٹھا اور گالیاں دینا اُن کا کام تھا آخرکار طاعون کا شکار ہوگئے جیسا کہ منشی محبوب عالم صاحب احمدی لاہور سے لکھتے ہیں کہ ایک میرا چچا تھا جس کا نام نور احمد تھا وہ موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کا باشندہ تھا اُس نے ایک دن مجھے کہا کہ مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دعوے پر کیون کوئی نشان نہیں دکھلاتے میں نے کہا اُنکے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون ہے جو پیشگوئی کے بعد آئی جو دنیا کو کھاتی جاتی ہے تو اس بات پر وہ بول اٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئیگی بلکہ طاعون مرزا صاحب کو ہی ہلاک کرنیکے لئے آئی ہے[✠] اور اس کا اثر ہم پر ہرگز نہیں ہوگا مرزا صاحب پر ہی ہوگا اسی قدر گفتگو پر بات ختم ہوگئی جب میں لاہور پہنچا تو ایک ہفتہ کے بعد مجھے خبر ملی کہ چچا نور احمد طاعون سے مرگئے اور اُس گاؤں کے بہت سے لوگ اِس گفتگو کے گواہ ہین اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ چھپ نہین سکتا۔

اور میاں معراج الدین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی زین العابدین جو مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کردہ تھا اور مولوی غلام رسول قلعہ والے کے رشتہ داروں میں سے تھا اور دینی تعلیم سے فارغ التحصیل تھا اور انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک مقرب مدرس تھا اُس نے حضور کے صدق کے بارہ میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار مین ایک دوکان پر کھڑے ہو کر مباہلہ کیا پھر تھوڑے دنون کے بعد بمرض طاعون مرگیا اور نہ صرف وہ بلکہ اُسکی بیوی بھی طاعون سے مرگئی اور اس کا داماد بھی جو محکمہ اکونٹنٹ جنرل مین ملازم تھا طاعون سے مرگیا۔ اِسی طرح اُسکے گھر کے سترہ آدمی مباہلہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہوگئے۔

[✠] یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی نظر میں بطور مباہلہ کے تھے۔ منہ۔

یہ عجیب بات ہے کیا کوئی اِس بھید کو سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجّال تو میں ٹھیرا۔ مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہو جاتی ہے؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہرِ الٰہی نازل ہے جو موت بھی ہوتی ہے اور پھر ذلت اور رسوائی بھی۔ اور میاں معراج الدین لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ اُسکو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی کی عمر میں ہی شکارِ موت ہوا۔

سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حافظ سلطان سیالکوٹی حضور کا سخت مخالف تھا یہ وہی شخص تھا جس نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں آپ کی سواری گذرنے پر آپ پر راکھ ڈالے آخر وہ سخت طاعون سے اسی سنہ ۱۹۰۶ء میں ہلاک ہوا اور اُسکے گھر کے نو یا دس آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی شہر سیالکوٹ میں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حکیم محمد شفیع جو بیعت کر کے مرتد ہو گیا تھا جس نے مدرسۃ القرآن کی بنیاد ڈالی تھی آپکا سخت مخالف تھا یہ بدقسمت اپنی اغراض نفسانی کی وجہ سے بیعت پر قائم نہ رہ سکا اور سیالکوٹ کی محلہ لوہاراں کے لوگ جو سخت مخالف تھے عداوت اور مخالفت میں اُنکا شریک ہو گیا۔ آخر وہ بھی طاعون کا شکار ہوا اور اُسکی بیوی اور اُسکی والدہ اور اُسکا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اُسکے مدرسہ کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

ایسا ہی مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا اور ہر وقت استہزا اور ٹھٹھا اُس کا کام تھا اور ہر ایک بات طنز اور شوخی سے کرتا تھا وہ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور ایک دن اُس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون طاعون کرتے ہو ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو پس اس سے دو دن بعد طاعون سے مر گیا۔

۷۲۔ بہترواں نشان۔ بعض سخت مخالف جنہوں نے مباہلہ کے طور پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہا تھا وہ خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو کر مرے جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی پہلے اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا اور بعض دیوانہ ہو کر مر گئے جیسا کہ مولوی

شاہ دین لودھیانوی اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبداللہ لودھانوی جو اول درجہ کے مخالف تھے تینوں فوت ہو گئے۔ ایسا ہی عبدالرحمن محی الدین لکھوکے والے اپنی اس الہام کے بعد کہ کاذب پر خدا کا عذاب نازل ہوگا فوت ہو گئے۔

۷۳۔ تہترواں نشان۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی طور پر مجھ سے مباہلہ کیا اور اپنی کتاب میں دعا کی کہ جو کاذب ہے خدا اُسکو ہلاک کرے پھر اس دُعا سے چند دن بعد آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ یہ کس قدر مخالف مولویوں کیلئے نشان تھا اگر وہ سمجھتے۔

۷۴۔ چوہترواں نشان۔ ایسا ہی مولوی محمد حسن بھیں والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا جیسا کہ مَیں نے مفصل اپنی کتاب مواہب الرحمن میں لکھا ہے۔

۷۵۔ پچھترواں نشان۔ میںنے اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ ۳۵ سے صفحہ ۴۸ تک یہ پیشگوئی لکھی ہے کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ رمضان میں جو خسوف کسوف ہوا یہ آنیوالے عذاب کا ایک مقدمہ ہے چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ملک میں ایسی طاعون پھیلی کہ ابتک تین لاکھ کے قریب لوگ مر گئے۔

۷۶۔ چھہترواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے القیت علیك محبّۃ منّی ولتصنع علیٰ عینی یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالونگا اور میں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کرونگا۔ یہ اُسوقت کا الہام ہے کہ جب ایک شخص بھی میری ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا پھر ایک مدت کے بعد یہ الہام پورا ہوا اور ہزارہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اُس نے میری محبت بھر دی بعض نے میری لئے جان دیدی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دُکھ دئے گئے اور ستائے گئے اور ہزارہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں٭۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اُن کے دل محبت سے پُر ہیں

٭حاشیہ۔ میں اپنی تحریر میں اسجگہ تک پہنچا تھا اور یہ فقرہ لکھ چکا تھا کہ اسی وقت ایک مخلص صادق کا خط آیا جو میرے سلسلہ میں داخل ہے اور چونکہ وہ خط اس فقرہ کے عین لکھنے کے وقت آیا اور اسکی مناسب حال تھا اسلئے ذیل میں اسکو لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ میری بڑی تمنا یہ ہے کہ قیامت میں حضور والا کے زیر سایہ جماعت بابرکت میں شامل ہوں جیسا کہ اب ہوں۔ آمین حضور عالی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اس قدر محبت ذات والاصفات کی ہے کہ میرا تمام مال و جان آپ پر قربان ہے اور میرا ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں میری بھائی اور والدین آپ پر نثار ہوں خدا میرا خاتمہ آپکی محبت اور اطاعت میں کرے۔ آمین

اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دستبردار ہو جائیں یا اپنے جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ طیار ہیں جب میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا! درحقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہے تو نے ان دلوں کو ایسے پُر آشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور اُنکو استقامت بخشی یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے۔

۷۷۔ ستترہواں نشان۔ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہوگیا تھا کہ کوئی دوا فایدہ نہیں کر سکتی تھی اور بینائی جاتے رہنے کا اندیشہ تھا جب شدت مرض انتہا تک پہنچ گئی تب میں نے دعا کی تو الہام ہوا بَرَّق طِفلی بشیر۔ یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا تب اُسی دن یا دوسرے دن وہ شفایاب ہوگیا۔ یہ واقعہ بھی قریباً سو آدمی کو معلوم ہوگا۔

۷۸۔ اٹھہترہواں نشان۔ جب چھوٹی مسجد میں نے تعمیر کی جو ہمارے گھر کے ساتھ ایک کوچہ پر ہے تب مجھے خیال آیا کہ اسکی کوئی تاریخ چاہیئے تب خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ یہ ایک پیشگوئی تھی اور اسی سے مادۂ تاریخ بنائے ۱۳۰۰ مسجد نکلتا ہے۔

۷۹۔ اناسیواں نشان۔ براہین احمدیہ میں اس جماعت احمدیہ کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے کہ زرع اخرج شطأہ فاٰزرہ فاستغلظ فاستوٰی علیٰ سُوقِہ یعنی پہلے ایک بیج ہوگا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا پھر موٹا ہوگا پھر اپنی ساقوں پر قائم ہوگا یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اِس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اُسکی نشو و نما کے بارہ میں آج سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی ایسے وقت میں کہ نہ اُس وقت جماعت تھی اور نہ کسی کو مجھ سے تعلق بیعت تھا بلکہ کوئی انہیں سے میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اسکے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے یہ جماعت پیدا کر دی جو اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ میں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح تھا جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا۔ پھر میں ایک مدت تک مخفی رہا پھر میرا ظہور ہوا اور بہت سی

شاخون نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔ سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔

۸۰- اسّی وان نشان۔ براہین احمدیہ مین یہ پیشگوئی ہے۔ یرید ون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنی مخالف لوگ ارادہ کرینگے کہ نور خدا کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اپنے نور کو پورا کریگا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اُسوقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا پھر بعد اسکے حسب بیان پیشگوئی دُنیا مین عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظمہ سے اہل مکہ کے پاس خلاف واقعہ باتین بیان کرکے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے۔ اور میری تکفیر کا دنیا میں ایک شور ڈالا گیا قتل کے فتوے دیئے گئے۔ حکام کو اُکسایا گیا۔ عام لوگوں کو مجھ سے اور میری جماعت سے بیزار کیا گیا۔ غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنیکے لئے کوشش کی گئی مگر خدا تعالےٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور ان کے ہمجنس اپنی کوششوں مین نامراد اور ناکام رہے افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہین اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئیں کیا بجز خدا تعالیٰ کے یہ کسی اور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اُسکی نظیر پیش کرو۔ نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں مین نامراد نہ رہتے۔ کس نے اُنکو نامراد رکھا؟ اُسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔

۸۱- اکاسیوان نشان۔ براہین احمدیہ مین ایک یہ بھی پیشگوئی ہے۔ یعصمک اللہ من عندہ ولو لم یعصمک الناس یعنی خدا تجھے آپ تمام آفات سے بچائیگا۔ اگرچہ لوگ نہیں چاہینگے کہ تو آفات سے بچ جائے یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں ایک زاویۂ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور کوئی مجھ سے نہ تعلق بیعت رکھتا تھا نہ عداوت بعد اس کے جب مسیح موعود ہونیکا دعوے مین نے کیا تو سب مولوی اور اُنکے ہمجنس آگ کی طرح ہو گئے اُن دنوں میں میری پر ایک پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک نام نے خون کا مقدمہ کیا اس مقدمہ میں مجھے یہ تجربہ ہو گیا کہ پنجاب کے

مولوی میرے خون کے پیاسے ہیں اور مجھے ایک عیسائی سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور گالیاں نکالتا ہے بدتر سمجھتے ہیں کیونکہ بعض مولویوں نے اس مقدمہ میں میرے مخالف عدالت میں حاضر ہو کر اس پادری کے گواہ بن کر گواہیاں دیں اور بعض اس دعا میں لگے رہے کہ پادری لوگ فتح پاویں۔ میں نے معتبر ذریعہ سے سُنا ہے کہ وہ مسجدوں میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ اے خدا اس پادری کی مدد کر اُسکو فتح دے۔ مگر خدائے علیم نے اُن کی ایک نہ سُنی۔ نہ گواہی دینے والے اپنی گواہی میں کامیاب ہوئے اور نہ دعا کرنیوالوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ یہ علماء ہیں دین کے حامی اور یہ قوم ہے جس کیلئے لوگ قوم قوم پکارتے ہیں۔ ان لوگوں نے میری پھانسی دلانے کیلئے اپنے تمام منصوبوں سے زور لگایا اور ایک دشمن خدا اور رسول کی مدد کی۔ اور اس جگہ طبعاً دلوں میں گذرتا ہے کہ جب یہ قوم کے تمام مولوی اور اُن کے پیرو میری جانی دشمن ہو گئے تھے پھر کس نے مجھے اُس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچایا حالانکہ آٹھ گواہ میرے مجرم بنانے کیلئے گذر چکے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ اُسی نے بچایا جس نے پچیس برس پہلے یہ وعدہ دیا تھا کہ تیری قوم تو تجھے نہیں بچائیگی اور کوشش کریگی کہ تو ہلاک ہو جائے مگر میں تجھے بچاؤنگا جیسا کہ اس نے پہلے سے فرمایا تھا جو براہین احمدیہ میں آج سے پچیس برس پہلے درج ہے اور وہ یہ ہے فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا یعنی خدا نے اُس الزام سے اُسکو بری کیا جو اُس پر لگایا گیا تھا اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔

۸۲۔ بیاسیواں نشان۔ یہ پیشگوئی ہے جو بارہا میرے رسالوں میں درج ہو چکی ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۔ اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ ۔ یعنی خدا اس طاعون کو اس قوم سے دور نہیں کریگا اور اپنا ارادہ نہیں بدلائیگا جبتک لوگ اپنے دلوں کی حالت نہ بدلا لیں اور خدا انجام کار اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیگا۔ اور فرمایا کہ لَوْلَا الْاِكْرَامُ لَهَلَكَ الْمَقَامُ ۔ یعنی اگر میں تمہاری عزت کا پاس نہ کرتا تو میں اس تمام گاؤں کو ہلاک کر دیتا اور اُنمیں سے ایک بھی نہ چھوڑتا اور فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اور خدا ایسا نہیں ہے

کہ ان سب کو عذاب سے ہلاک کردیتا۔ حالانکہ تو انہیں مین رہتا ہے۔ یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کا یہ فقرہ کہ اٰوَی القریۃ اس کے یہ معنی ہین کہ خدا تعالیٰ کسی قدر عذاب کے بعد اس گاؤن کو اپنی پناہ مین لے لیگا یہ معنی نہین ہین کہ ہرگز اس مین طاعون نہیں آئیگی۔ اٰوی کا لفظ عربی زبان مین اُس پناہ دینے کو کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی حد تک مصیبت رسیدہ ہوکر پھر امن مین آجاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے المیجدک یتیماً فاٰوٰی یعنی خدا نے تجھے یتیم پایا اور یتیمی کے مصائب مین تجھے مبتلا دیکھا پھر پناہ دی۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے اٰوینا ھما الیٰ ربوۃ ذات قرارٍ و معین۔ یعنی ہم نے عیسیٰ اور اُسکی ماں کو بعد اسکے جو یہودیوں نے اُنپر ظلم کیا اور حضرت عیسیٰ کو سولی دینا چاہا ہم نے عیسیٰ اور اُسکی ماں کو پناہ دی اور دونوں کو ایک ایسے پہاڑ پر پہنچا دیا جو سب پہاڑوں سے اونچا تھا یعنی کشمیر کا پہاڑ جسمین خوشگوار پانی تھا اور بڑی آسائش اور آرام کی جگہ تھی اور جیسا کہ سورۃ الکھف میں یہ آیت ہے۔ فأوا الی الکھف ینشر لکم ربکم من رحمتہ الجزو نمبر ۱۵ سورہ کہف۔ یعنی غار کی پناہ مین آجاؤ اسطرح پر خدا اپنی رحمت تم پر پھیلائیگا۔ یعنی تم ظالم بادشاہ کی ایذا سے نجات پاؤگے۔ غرض اٰوٰی کا لفظ ہمیشہ اُس موقع پر آتا ہے کہ جب ایک شخص کسی حد تک کوئی مصیبت اُٹھا کر پھر امن مین داخل کیا جاتا ہے۔ یہی پیشگوئی قادیان کی نسبت ہے چنانچہ صرف ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔ بعد اُس کے کم ہوتی گئی یہان تک کہ اب کے سال مین ایک شخص بھی قادیان میں طاعون سے نہیں مرا۔ حالانکہ ارد گرد صدہا آدمی طاعون سے فوت ہو گئے۔

۸۳۔ تراسیؔ ان النشان۔ ایک دفعہ مین اپنے اُس چوبارہ مین بیٹھا ہوا تھا جو چھوٹی مسجد سے ملحق ہے جس کا نام خدا تعالیٰ نے بیت الفکر رکھا ہے اور میرے پاس میرا ایک خدمتگار حامد علی نام پیر دبا رہا تھا اتنے مین مجھے الہام ہوا تُرَدُّ نفخۃ الیماً یعنی تو ایک دردناک رات دیکھیگا۔ مین نے حامد علی کو کہا کہ اسوقت مجھے یہ الہام ہوا ہے اُس نے مجھے یہ جواب دیا

کہ آپکے ہاتھ پر ایک پھنسی ہے شاید اُسی کی طرف اشارہ ہو میںنے اُس کو کہا کہ کجا ہاتھ اور کجا ران۔ یہ خیال بیہودہ اور غیر معقول ہے اور پھنسی تو درد بھی نہین کرتی۔ اور نیز الہام کے یہ معنی ہین کہ تو دیکھے گا نہ کہ اب دیکھ رہا ہے۔ بعد اس کے ہم دونوں چوبارہ پر سے اُترے تا بڑی مسجد مین جا کر نماز پڑھین اور نیچے اُتر کر مَیںنے دیکھا کہ دو شخص گھوڑی پر سوار میری طرف آرہے ہیں دونوں بغیر کاٹھی کے دو گھوڑوں پر سوار تھے اور دونوں کی عمر بیسؔ برس سے کم تھی وہ مجھے دیکھ کر وہین ٹھہر گئے اور ایک نے اُن مین سے کہا کہ یہ میرا بھائی جو دوسرے گھوڑے پر سوار ہے درد ران سے سخت بیمار رہے اور سخت لاچار ہے اسلئے ہم آئے ہین کہ آپ اِن کے لئے کوئی دوا تجویز کرین۔ تب میںنے حامد علی کو کہا کہ الحمد للہ کہ میرا الہام اس قدر جلد پورا ہوا کہ صرف اسی قدر دیر لگی کہ جس قدر زینہ پر سے اُترنے مین دیر لگی ہے شیخ حامد علی اب تک موجود ہے جو موضع تھہ غلام نبی کا باشندہ ہے اور ان دنون مین میری پاس ہے۔ کوئی شخص دوسرے کیلئے اپنے ایمان کو ضائع نہین کرسکتا بلکہ اگر درمیان تعلق مریدی کا ہو اور کوئی شخص اپنے مرید کو یہ کہے کہ میں نے اپنے لئے ایک جھوٹی کرامت بنائی ہے تو میرے لئے گواہی دے۔ تب وہ اپنے دل میں ضرور کہیگا کہ یہ تو ایک مکّار اور بد آدمی ہے میںنے ناحق اسکے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے اسی طرح جس قدر میں نے اس رسالہ مین پیشگوئیان لکھی ہین ہزارہا مرید میرے اُنکی سچائی کے گواہ ہین۔ ایک جاہل کہیگا کہ مرید کی گواہی کا کیا اعتبار ہے مَیں کہتا ہوں کہ اس گواہی جیسی اور کوئی گواہی ہی نہین کیونکہ یہ تعلق محض دین کیلئے ہوتا ہے اور انسان اُسی کا مرید بنتا ہے جس کو اپنے دانست میں تمام دُنیا سے زیادہ پارسا طبع اور متقی اور راستگو خیال کرتا ہے پھر جب مرشد کا یہ حال ہو کہ صدہا جھوٹی پیشگوئیاں اپنی طرف سے تراش کر مریدوں کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ میرے لئے جھوٹ بولو اور کسی طرح جھوٹ بولکر مجھے ولی بنا دو اُس کو کیونکر اسکے مرید نیک آدمی کہہ سکتے ہیں اور کیونکر دل و جان سے اُسکی خدمت کرسکتے ہین بلکہ اُسکو تو ایک شیطان کہین گے اور اُس سے بیزار ہو جائینگے اور مین نعوذ ایسے مرید پر لعنت

بھیجتا ہوں جو میری طرف جھوٹی کرامتیں منسوب کریں اور ایسا مرشد بھی لعنتی ہے جو جھوٹی کرامتیں بناوے۔

۸۴۔ نشان۔ ۲۵ ؍ اگست ۱۹۰۶ء کو یکدفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا بیرا بحس ہو گیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی اور چونکہ مینے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اسلئے مجھے خیال گذرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں ساتھ ہی سخت درد تھی۔ دل میں گھبراہٹ تھی کروٹ بدلنا مشکل تھا۔ رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتت اعدا کا خیال آیا مگر محض دین کیلئے نہ کسی اور امر کے لئے۔ تب مینے جناب الٰہی میں دعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بیوقت موت میں شماتت اعدا ہے تب مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا۔ ان اللّٰہ علٰی کل شیءٍ قدیر۔ ان اللّٰہ لا یخزی المؤمنین یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کیا کرتا پس اُسی خدائے کریم کی مجھے قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اسوقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اس پر افترا کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آ گئی اور پھر یکدفعہ جب آنکھ کھلی تو مینے دیکھا کہ مرض کا نام و نشان نہیں رہا تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں اُٹھا۔ اور امتحان کیلئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اُس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اُس کے رسول کی پیروی کی اور کیا بد نصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذو العجائب خدا پر ایمان نہیں لائے۔

۸۵۔ نشان۔ ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار رہا اور سولہ ۱۶ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرحوم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کیلئے آئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور مینے سنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ آج کل یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے بٹالہ میں ابھی میں ایک جنازہ پڑھکر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہوا ہے اور ایسا اتفاق ہوا

کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اسی دن اسی مرض سے بیمار ہوا اور آٹھویں دن مر گیا اور جب سولہ دن میری مرض پر گذرے تو آثار نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور مینے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سورۃ یٰسٓ سنائی گئی جب میری مرض اِس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ اور علاج چھوڑ و اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو تب بہت جلدی دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور مینے اس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اُس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وہ تمام مرض دور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہوا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علٰی عبدنا فأتوا بشفاءٍ من مثلہ۔

۸۶۔ نشان۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے مینے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج بھی ہے اُس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا تب اُسوقت مجھے غنودگی آگئی اور میں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی مینے بیتابی کی حالت میں اُس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھدیا اور تھوڑی سی نیند آگئی جب میں بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا:۔ اذا مرضت فھو یشفی یعنی جب تو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔

۸۷۔ ستاسیواں نشان۔ یہ پیشگوئی ہے کہ میری اُس شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب یعنی اُس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہاری نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئیگی یہ الہام شادی کیلئے ایک پیشگوئی تھی جس سے مجھے فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر میں انجام دونگا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر میں ہمیشہ کیلئے اس بوجھ کا متحمل ہو سکونگا تو مینے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان

اخراجات کی مجھ مین طاقت نہین تب یہ الہام ہوا کہ ہرچہ باید نوعروسی را ہمہ سامان کنم۔ وآنچہ درکار شما باشد عطائے آن کنم۔ یعنی جو کچھ تمہین شادی کیلئے درکار ہوگا تمام سامان اُسکا مین آپ کرونگا اور جو کچھ تمہین وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہیگی آپ دیتا رہون گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا۔ شادی کیلئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا ان ضروری اخراجات کے لئے منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ لاہور نے پانسو روپیہ مجھے قرضہ دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر مین طبابت کرتے تھے دوسو روپیہ یا تین سو روپیہ مجھے بطور قرضہ دیا۔ اسوقت منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا مینے انکو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرما دیا ہے پھر شادی کرنیکے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہوگیا اور یا وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میری پر ایک بوجھ تھا اور یا اب وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اسکے کئی غربا اور درویش اس لنگرخانہ مین روٹی کھاتے ہیں اور یہ پیشگوئی لالہ شرمپت آریہ اور ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقفکارون کو اس کی اطلاع دیگئی تھی اور منشی عبدالحق اکونٹنٹ لاہوری اگرچہ اسوقت مخالفین کے زمرہ مین ہین مگر مین امید نہین رکھتا کہ وہ اس سچی شہادت کا اخفا کرین۔ واللہ اعلم

۸۸۔ اٹھاسیواں نشان۔ جب دلیپ سنگھ کی نسبت اخبارون مین بار بار بیان کیا گیا تھا کہ وہ پنجاب میں آئیگا تب مجھے دکھایا گیا کہ وہ ہرگز نہین آئیگا بلکہ روکا جائیگا اور مینے قریباً پانسو آدمیون کو اس پیشگوئی سے مطلع کیا تھا اور ایک اشتہار مین بھی جو دو ورقہ تھا اجمالاً اس پیشگوئی کو لکھا تھا چنانچہ آخرکار ایسا ہی ظہور مین آیا۔

۸۹۔ نواسیواں نشان۔ مینے سید احمد خان کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ آخر عمر مین ان کو کچھ تکالیف پیش آئینگی اور ان کی عمر کے دن تھوڑے باقی ہین اور یہ مضمون اشتہارات مین شائع

کر دیا تھا چنانچہ اسکے بعد ایک شریر ہندو کے غبن مال کی وجہ سے سید احمد خاں کو آخری عمر میں بہت غم اور صدمہ اٹھانا پڑا اور بعد اسکے تھوڑے دن تک ہی زندہ رہے اور اسی غم اور صدمہ سے اُن کا انتقال ہوگیا۔

۹۰- نوّےواں نشان۔ ایک دفعہ قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جسکی سزا پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید تھی اور بظاہر سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی تھی تب بعد دعا خواب میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائیگا اس مقدمہ کا مخبر ایک عیسائی رلیا رام نام تھا جو امرتسر میں وکیل تھا اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اُس نے میری طرف ایک سانپ بھیجا ہے اور میں نے اس سانپ کو مچھلی کی طرح تل کر اُسکی طرف واپس بھیجدیا ہے چونکہ وہ وکیل تھا اس لئے میرے مقدمہ کی نظیر گویا اُسکے لئے کارآمد تھی اور تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی۔ چنانچہ وہ مقدمہ پہلی پیشی میں ہی خارج ہوگیا۔

۹۱- اکانوےواں نشان۔ براہین احمدیہ میں پچیس برس پہلے تمام ممالک میں شایع ہو چکی ہے یعنی ہر حصہ پنجاب اور ہندوستان اور بلاد عرب اور شام اور کابل اور بخارا غرض تمام بلاد اسلامیہ میں پہنچائی گئی ہے اسمیں یہ ایک پیشگوئی ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ یعنی خدا کی وحی میں میری طرف سے یہ دعا تھی کہ اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ جیسا کہ اب میں اکیلا ہوں اور تجھ سے بہتر کون وارث ہے یعنی اگرچہ میں اسوقت اولاد بھی رکھتا ہوں اور والد بھی اور بھائی بھی لیکن روحانی طور پر ابھی میں اکیلا ہی ہوں اور تجھ سے ایسے لوگ چاہتا ہوں جو روحانی طور پر میرے وارث ہوں یہ دعا اس آئندہ امر کیلئے پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ روحانی تعلق والوں کی ایک جماعت میری ساتھ کر دیگا جو میرے ہاتھ پر توبہ کرینگے سو خدا کا شکر ہے کہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی پنجاب اور ہندوستان سے ہزارہا سعید لوگوں نے میرے ہاتھ پر بعیت کی ہے اور ایسا ہی سرزمین ریاست امیر کابل سے بہت سے لوگ میری بعیت میں داخل ہوئے ہیں اور میرے

لئے یہ عمل کافی ہے کہ ہزار آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزارہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جبتک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہو سکتا اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے اگرچہ یہ درست ہے کہ اُن کی فطرت میں پہلے ہی سے ایک مادہ رشد اور سعادت کا مخفی تھا مگر وہ کُھلے طور پر ظاہر نہیں ہوا جبتک اُنہوں نے بیعت نہیں کی غرض خدا کی شہادت سے ثابت ہے کہ پہلے میں اکیلا تھا اور میرے ساتھ کوئی جماعت نہ تھی اور اب کوئی مخالف اس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ اب ہزارہا لوگ میرے ساتھ ہیں۔ پس خدا کی پیشگوئیاں اِس قسم کی ہوتی ہیں جن کے ساتھ نصرت اور تائید الٰہی ہوتی ہے کون اس بات میں مجھے جھٹلا سکتا ہے کہ جب یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ نے فرمائی اور براہین احمدیہ میں درج کر کے شائع کی گئی اُس وقت جیسا کہ خدا نے فرمایا میں اکیلا تھا اور بجز خدا کے میرے ساتھ کوئی نہ تھا میں اپنے خویشوں کی نگاہ میں بھی حقیر تھا کیونکہ اُنکی راہیں اور تھیں اور میری راہ اور تھی اور قادیان کے تمام ہندو بھی باوجود سخت مخالفت کے اس گواہی کے دینے کیلئے مجبور ہونگے کہ میں درحقیقت اُس زمانہ میں ایک گمنامی کی حالت میں بسر کرتا تھا اور کوئی نشان اس بات کا موجود نہ تھا کہ اسقدر ارادت اور محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھنے والے میرے ساتھ شامل ہو جائیں گے اب کہو کیا یہ پیشگوئی کرامت نہیں ہے کیا انسان اس پر قادر ہے اور اگر قادر ہے تو زمانہ حال یا سابق زمانہ میں سے اسکی کوئی نظیر پیش کرو۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین

۹۲- بانوہ وان نشان۔ وہ مباہلہ ہے جو عبد الحق غزنوی کے ساتھ بمقام امرتسر کیا گیا تھا جسکو آج گیارہ سال گذر گئے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ عبد الحق نے مباہلہ کیلئے بہت اصرار کیا تھا اور مجھے اسکے ساتھ مباہلہ کرنے میں تامل تھا کیونکہ جس شخص کی شاگردی کی

طرف وہ اپنے تئیں منسوب کرتا تھا وہ میرے خیال میں ایک صالح آدمی تھا یعنی مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم غزنوی اور اگر میرے زمانہ کو وہ پاتا تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے دعوے کے ساتھ قبول کرتا اور ردّ نہ کرتا مگر وہ مرد صالح میری دعوت سے پہلے ہی وفات پا گیا اور جو کچھ عقیدہ میں غلطی تھی وہ قابل مواخذہ نہیں کیونکہ اجتہادی غلطی معاف ہے مواخذہ دعوت اور اتمام حجت کے بعد شروع ہوتا ہے مگر اسمیں شک نہیں کہ وہ متقی اور راستباز تھا اور تبتل اور انقطاع اُس پر غالب تھا اور عباد صالحین میں سے تھا میں نے اُس کی وفات کے بعد ایک دفعہ اُسکو خواب میں دیکھا اور میں نے اُسکو کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک تلوار میری ہاتھ میں ہے جس کا قبضہ میرے ہاتھ میں اور نوک آسمان میں ہے اور میں یمین و یسار میں اُس تلوار کو چلاتا ہوں اور ہر ایک ضرب سے ہزارہا مخالف مرتے ہیں اسکی تعبیر کیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے ایسی حجت کہ جو زمین سے آسمان تک پہنچے گی اور رکوئی اس کو روک نہیں سکے گا اور یہ جو دیکھا کہ کبھی دہنی طرف تلوار چلائی جاتی ہے اور کبھی بائیں طرف اس سے مراد دونوں قسم کے دلائل ہیں جو آپ کو دیئے جائیں گے یعنی ایک عقل اور نقل کے دلائل دوسرے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں کے دلائل سو ان دونوں طریق سے دُنیا پر حجت پوری ہوگی اور مخالف لوگ ان دلائل کے سامنے انجام کار ساکت ہو جائیں گے گویا مر جائینگے اور پھر فرمایا کہ جب میں دنیا میں تھا تو میں امیدوار تھا کہ ایسا کوئی انسان پیدا ہوگا یہ الفاظ ہیں جو اُن کے مُنہ سے نکلے ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

جب وہ زندہ تھے ایک دفعہ مقام خیردی میں اور دوسری دفعہ مقام امرتسر میں اُن سے میری ملاقات ہوئی میں نے اُنہیں کہا کہ آپ ملہم ہیں ہمارا ایک مدعا ہے اُسکے لئے آپ دعا کرو مگر میں آپ کو نہیں بتلاؤنگا کہ کیا مدعا ہے انہوں نے کہا در پوشیدہ داشتن برکت است و من انشاء اللہ دعا خواہم کرد و الہام امر اختیاری نیست۔ اور میرا مدعا یہ تھا کہ دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام روز بروز تنزل میں ہے خدا اُس کا مددگار ہو۔ بعد اسکے میں قادیان میں چلا آیا تھوڑے دنوں کے بعد

بذریعہ ڈاک اُن کا خط مجھے ملا جسمیں یہ لکھا تھا کہ "این عاجز برائے شما دعا کردہ بود القاشد وانصرنا علی القوم الکافرین فقیر راکم اتفاق مے افتد کہ بدین جلدی القاشود این اخلاص شما مے بینم"

غرض عبد الحق کے بہت اصرار کے بعد مین نے اُسکی طرف لکھا کہ مین کسی مسلمان کلمہ گو سے مباہلہ کرنا نہیں چاہتا اُس نے جواب مین لکھا کہ جب ہم نے تم پر کفر کا فتویٰ دیدیا تو اب تمہارے نزدیک ہم کافر ہوگئے تو پھر مباہلہ مین کیا مضائقہ غرض اُسکے سخت اصرار کے بعد مین مباہلہ کیلئے امرتسر میں آیا اور چونکہ مجھے مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم سے دلی محبت تھی اور مین اُن کو اپنے اس منصب کے لئے بطور ارہاص کے سمجھتا تھا یا جیسا کہ یحییٰ عیسیٰ کے پہلے ظاہر ہوا اس لئے میرے دل نے عبد الحق کیلئے کسی بددعا کو پسند نہیں کیا بلکہ میری نظر مین وہ قابل رحم تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کس کو بُرا کہتا ہے وہ اپنے خیال مین اسلام کیلئے ایک غیرت دکھلاتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تائید مین خدا کا کیا ارادہ ہے۔

بہرحال مباہلہ مین جو اُس نے چاہا کہا مگر میری دعا کا مرجع میرا ہی نفس تھا اور مین جناب الٰہی مین یہی التجا کر رہا تھا کہ اگر مین کاذب ہون تو کاذبون کی طرح تباہ کیا جاؤن اور اگر مین صادق ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے اس بات کو گیارہ برس گذر گئے جب یہ مباہلہ ہوا تھا بعد اس کے جو کچھ خدا نے میری نصرت اور مدد کی مین اس مختصر رسالہ مین اُسکو بیان نہیں کرسکتا یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ جب مباہلہ کیا گیا تو میرے ساتھ صرف چند آدمی تھے جو انگلیوں پر شمار ہوسکتے تھے اور اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ میری بیعت کرچکے ہین اور مالی مشکلات اس قدر تھے کہ بیس روپیہ ماہوار بھی نہیں آتے تھے اور قرضہ لینا پڑتا تھا اور اب میرے سلسلہ کی تمام شاخون سے قریباً تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے اور خدا نے اسکے بعد بڑے بڑے قوی نشان دکھلائے جس نے مقابلہ کیا آخر وہ تباہ ہوا جیسا کہ ان نشانون کے دیکھنے سے جو محض بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے ہین ظاہر ہوگا کہ خدا نے کیسی کیسی میری مدد کی ایسی ہی ہزارہا

نشان نصرت الٰہی کے ظاہر ہو چکے ہیں جو صرف اُن میں سے اس قدر بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے اگر کسی شخص میں حیا اور انصاف ہو تو اُس کیلئے یہ نشان میری تصدیق کے لئے کافی ہیں۔

اور یہ حجت اُٹھانا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا اور یہ کہ عیسائیوں نے بہت گالیاں دیں اور بہت شوخی کی تو سمجھنا چاہیئے کہ کیا عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیتے ٹھٹھا نہیں کرتے اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کتابیں اب تک لکھی نہیں چکے اور ہنسی ٹھٹھے کو انتہا تک نہیں پہنچا دیا تو کیا ان بدقسمت لوگوں کی ان حرکات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مشتبہ ہو گئی یا آپ کی اس سے کچھ رسوائی ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔ یعنی کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے جاہل آدمیوں نے ٹھٹھا نہیں کیا دیکھنا تو یہ چاہیئے کہ کیا ٹھٹھا کرنے میں وہ حق بجانب تھے یا محض شیطنت اور شرارت تھی یہ امر ثابت شدہ ہے کہ آتھم پیشگوئی کے مطابق چند روز زندہ رہا اور پھر پیشگوئی کے مطابق پندرہ مہینے کے اندر مر گیا اور اُسکی موت کی تاخیر بوجہ اُسکی رجوع کے تھی اس بات کو دنیا جانتی ہے کہ آتھم نے قریباً ستّر آدمی کے روبرو دجّال کہنے سے رجوع کیا لہٰذا خدا نے چند ماہ تک اسکی موت میں تاخیر ڈالدی اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد اسکو اس دنیا سے اٹھا بھی لیا کیونکہ دوسری پیشگوئی میں یہ بھی تھا کہ گو تاخیر کیگئی مگر پھر بھی آتھم پندرہ مہینے کے اندر فوت ہو جائیگا چنانچہ گیارہ سال گذر گئے کہ وہ مر گیا اور میں اب تک زندہ ہوں کیا آتھم نے قریباً ستّر آدمیوں کے روبرو دجّال کہنے سے رجوع نہیں کیا پھر کیا ضرور نہ تھا کہ اُسکو کسی قدر تاخیر دی جاتی۔ میں اس خیال سے حیرت کے دریا میں ڈوب جاتا ہوں کہ اس صاف اور صریح پیشگوئی کا کیوں انکار کرتے ہیں آخر کہنا پڑتا ہے کہ جن دلوں پر پردے ہیں وہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے اور مسلمان کہلا کر پھر عیسائیوں کو مدد دیتے ہیں اور وعید لعنت اللہ علی الکاذبین سے نہیں ڈرتے کوئی انسان دروغ اور افترا سے فتحیاب نہیں ہو سکتا دروغ گو کا انجام ذلت

اور رسوائی ہے اور سچائی کی آخر فتح ہے۔

عبدالحق کے ساتھ مباہلہ کرنے کے بعد جس قدر تائید اور نصرت الٰہی کے مجھے الہام ہوئے اور جس طرح عظمت اور شوکت سے وہ پوری ہوئے وہ تمام حال میری ان تمام کتابوں میں بھرا پڑا ہے جو مباہلہ کے بعد لکھی گئی ہیں جو چاہے دیکھ لے مجھے بار بار اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں میں صرف مختصر طور پر کہتا ہوں کہ بمجرد اسکے کہ میں مباہلہ کرکے اپنے مکان پر آیا اُسی وقت تائید اور نصرت الٰہی کے الہام شروع ہوگئے* اور خدا نے متواتر بشارتیں مجھے دیں اور مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں دنیا میں تجھے ایک بڑی عزّت دونگا تجھے ایک بڑی جماعت بناؤنگا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھاؤنگا اور تمام برکات کا تیرے پر دروازہ کھولوں گا چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق کئی لاکھ آدمی میری جماعت میں داخل ہوا جو اُس راہ میں اپنی جان قربان کرتے ہیں اور اُسوقت سے آجتک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا۔ اور اس قدر ہر ایک طرف سے تحائف آئے کہ اگر وہ سب جمع کیے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر جاتے اور مخالف لوگوں نے میرے پر مقدمے اُٹھائے اور مجھے ہلاک کرنا چاہا لیکن سب کے مُنہ کالے ہوئے اور ہر ایک مقدمہ میں انجام کار میری عزّت اور اُنکی نامرادی تھی اور مباہلہ کے بعد تین لڑکے بھی میرے پیدا ہوئے اور مجھے خدا نے عزّت کے ساتھ ایسی دُنیا میں شہرت دی کہ ہزارہا لوگ ذی عزّت میری جماعت میں داخل ہوئے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہر ایک شخص جس کو اس بات پر اطلاع ہوگی کہ مباہلہ کے پہلے میری عزّت کیا تھی اور کسقدر میری جماعت تھی اور کیا میری آمدنی تھی اور اولاد میری کس قدر تھی پھر بعد اس کے کیا ترقی ہوئی اُس کو گو کیسا ہی دشمن ہو ماننا پڑیگا کہ مباہلہ کے بعد خدا نے برکت پر برکت دینے سے میری سچائی کی گواہی دی۔ اب عبدالحق سے پوچھنا چاہیئے کہ اُسکو مباہلہ کے بعد کونسی برکت ملی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک کھلا کھلا معجزہ ہے اور قریب ہے کہ اندھا بھی اسکو دیکھ لے مگر افسوس ان لوگوں پر کہ جو رات کو دیکھتے ہیں اور دن کو اندھے ہو جاتے ہیں۔ مباہلہ کے دن سے آجتک مجھ پر فضل کی بارشیں ہو رہی ہیں اور جیسا کہ

* اگر کسی کو شک ہو تو مباہلہ کے بعد جو الہام میں نے شائع کیے اُنکو میری کتابوں اور اخباروں میں دیکھ لے۔ منہ

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا۔ سو اُس نے ایسا ہی میرے ساتھ معاملہ کیا اور وہ نعمتیں دیں اور وہ نشان دکھلائے جو میں شمار نہیں کر سکتا اور وہ عزت دی کہ کئی لاکھ انسان میرے پاؤں پر گر رہے ہیں۔

۹۳۔ ترانواں نشان۔ اپنے امور وراثت کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض غیر قابض جدی شرکاء نے جو قادیان کی ملکیت میں ہمارے شریک تھے دخلیابی کا دعویٰ عدالت گورداسپور میں کیا تب میں نے دعا کی کہ وہ اپنے مقدمہ میں ناکام رہیں اسکو جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا اُجیبُ کُلَّ دُعَائِکَ اِلَّا فِیْ شُرَکَائِکَ† یعنی میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارہ میں نہیں۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ اسی عدالت میں یا انجام کار کسی اور عدالت میں مدعی فتح پا جائیں گے۔ یہ الہام اِس قدر زور سے ہوا تھا کہ میں نے سمجھا کہ شاید قریب محلہ کے لوگوں تک آواز پہنچی ہوگی اور میں جناب الٰہی کے اس منشاء سے مطلع ہو کر گھر گیا اور میرے بھائی میرزا غلام قادر مرحوم اُسوقت زندہ تھے میں نے روبرو تمام گھر کے لوگوں کے سب حال اُنکو کہہ دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اب ہم مقدمہ میں بہت کچھ خرچ کر چکے ہیں اگر پہلے سے کہتے تو ہم مقدمہ نہ کرتے مگر یہ عذر اُن کا محض سرسری تھا اور انکو اپنی کامیابی اور فتح پر یقین تھا چنانچہ پہلی عدالت میں تو اُنکی فتح ہو گئی مگر چیف کورٹ میں مدعی کامیاب ہو گئے اور تمام عدالتوں کا خرچہ ہمارے ذمہ پڑا اور علاوہ اس کے دو روپیہ جو پیروی مقدمہ کیلئے آپ قرضہ اُٹھایا تھا وہ بھی دینا پڑا اِس طرح کئی ہزار روپیہ کا نقصان ہوا اور میرے بھائی کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا کیونکہ میں نے ان کو کئی مرتبہ کہا تھا کہ شرکاء کا اپنا حصہ میرزا اعظم بیگ لاہوری کے پاس بیچا ہے آپکا حق شفعہ ہے روپیہ دیکر لیلو۔ مگر انہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا اور وقت ہاتھ سے نکل گیا اِسلئے اس بات پر پچھتاتے رہے کہ کیوں ہم نے الہام الٰہی پر عمل نہ کیا یہ واقعہ اس قدر مشہور ہے کہ پچاس آدمی کے قریب اس واقعہ کو جانتے ہیں کیونکہ یہ الہام بہتسے لوگوں کو سُنایا گیا تھا جنمیں سے بعض ہندو بھی ہیں۔

† اردو میں بھی الہام ہوا تھا جو یہی فقرہ ہے۔ اس الہام میں جس قدر خدا نے اپنے اس عاجز بندہ کو عزت دی وہ ظاہر ہے۔ ایسا فقرہ مقام محبت میں استعمال ہوتا ہے اور خاص شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے ہر ایک کے لئے استعمال نہیں ہوتا ہے۔ منہ

۹۴۔ چورانواں نشان۔ ایک دفعہ میں لُدھیانہ کی طرف سے قادیان کی طرف ریل گاڑی میں چلا آتا تھا اور میرے ساتھ شیخ حامد علی میرا خدمتگار اور چند اور آدمی بھی تھے جب ہم کسی قدر مسافت طے کر چکے تو تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا نصف ترا نصف عمالیق را اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ وراثت کا حصہ ہے کہ کسی وارث کی موت سے ہمیں ملیگا اور نیز دل میں ڈالا گیا کہ عمالیق سے مراد میرے چچازاد بھائی ہیں جو مخالفت بھی رکھتے تھے اور قد کے بھی لمبے تھے گویا خدا نے مجھ کو موسیٰ ٹھیرایا اور ان کو مخالف موسیٰ جب میں قادیان میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہماری شرکاء میں سے ایک کی عورت امام بی بی نام مرض اسہال کبدی سے بیمار ہے چنانچہ وہ چند دن کے بعد مر گئی اور ہم دونوں گروہ کے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں تھا اس لئے اِسکی زمین میں سے آدھی تو ہمارے حصہ میں آئی اور آدھی زمین ہمارے چچازاد بھائیوں کے حصہ میں گئی اور اس پر وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جس کے پورے ہونے اور بیان کرنے پر ایک جماعت گواہ ہے اور نیز شیخ حامد علی بھی جو زندہ موجود ہے۔

۹۵۔ پچانواں نشان۔ ایک دفعہ مجھے لُدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا اور میرے ساتھ وہی شیخ حامد علی اور دوسرا شخص فتح خان نام ساکن ایک گاؤں متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور کا اور تیسرا شخص عبدالرحیم نام ساکن انبالہ چھاؤنی تھا اور بعض اور بھی تھے جو یاد نہیں رہے جس صبح ہم نے ریل پر سوار ہونا تھا مجھے الہام کے ذریعہ سے بتایا گیا تھا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ حرج بھی۔ مَیں نے اپنے ان تمام ہمراہیوں کو کہا کہ نماز پڑھ کر دعا کر لو کیونکہ مجھے یہ الہام ہوا ہے چنانچہ سب نے دعا کی اور پھر ہم ریل پر سوار ہو کر ہر ایک طور کی عافیت سے پٹیالہ میں پہنچ گئے جب ہم سٹیشن پر پہنچے تو وزیر اعظم ریاست کا خلیفہ محمد حسن مع اپنے تمام ارکان ریاست کے جو شاید اٹھارہ گاڑیوں پر سوار ہوں گے پیشوائی کیلئے موجود دیکھے اور جب آگے بڑھے تو شاید سات ہزار کے قریب دوسرے عام و خاص شہر کے رہنے والے ملاقات کیلئے موجود تھے اس حد تک تو خیر گذری نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ کوئی حرج۔ لیکن جب واپس آنیکا ارادہ ہوا تو

وہی وزیر صاحب مع اپنے بھائی سید محمد حسین صاحب کے جو شاید ان دنوں میں ممبر کونسل ہیں مجھے ریل پر سوار کرنے کیلئے سٹیشن پر میرے ہمراہ گئے اور ان کے ساتھ نواب علی محمد خان صاحب مرحوم جھجر والے بھی تھے جب ہم سٹیشن پر پہنچے تو ریل کے چلنے میں کچھ دیر تھی مَیں نے ارادہ کیا کہ عصر کی نماز یہیں پڑھ لوں اسلئے مَیں نے چوغہ اُتار کر وضو کرنا چاہا اور چوغہ وزیر صاحب کے ایک ملازم کو پکڑا دیا اور پھر چوغہ پہن کر نماز پڑھ لی اور اس چوغہ میں زاد راہ کے طور پر کچھ روپیہ تھے اور اسی میں ریل کا کرایہ بھی دینا تھا جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو مَیں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ تا ٹکٹ کیلئے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومال جسمیں روپیہ تھا گم ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ چوغہ اُتارنے کے وقت کہیں گر پڑا۔ مگر مجھے بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہو گیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کر کے ریل پر سوار ہو گئے جب ہم دوراہہ کے سٹیشن پر پہنچے تو شاید اُسوقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ کے لئے ریل ٹھیرتی تھی میرے ایک ہمراہی شیخ عبد الرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا کہ کیا لدھیانہ آگیا اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خود غرضی سے جواب دیا کہ ہاں آگیا تب ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے اتنے میں ریل روانہ ہو گئی اُترنے کے ساتھ ہی ایک ویرانہ سا سٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دھوکا دیا گیا وہ ایسا ویرانہ سٹیشن تھا کہ نہ بیٹھنے کے لئے چارپائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرج کے پیش آنے سے دوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پورا ہو گیا اس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اس کے سٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا اُس نے افسوس کیا کہ کسی نے ناحق شرارت سے آپ کو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آئیگی اگر گنجائش ہوئی تو مَیں اسمیں بٹھا دوں گا تب اُس نے اس امر کے دریافت کیلئے تار دی اور جواب آیا کہ گنجائش ہے تب ہم آدھی رات کو سوار ہو کر لودہانہ میں پہنچ گئے گویا

یہ سفر اسی پیشگوئی کے لئے تھا۔

۹۶۔ چھیانواں نشان۔ ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لدھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہو گئے ہیں آپ دعا کریں تا وہ کھل جائیں جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے میں نے بذریعہ خط اُن کو اطلاع دے دی پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے۔ اور اُنکو بشدت اعتقاد ہو گیا پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا اور جس گھڑی انہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اُسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط اُنکی طرف سے آنیوالا ہے تب میں نے بلا توقف اُنکی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کرینگے دوسرے دن وہ خط آگیا اور جب میرا خط اُن کو ملا تو وہ دریائے حیرت میں ڈوب گئے کہ غیب کی خبر کس طرح مل گئی کیونکہ میرے اس راز کی خبر کسی کو نہ تھی اور ان کا اعتقاد اس قدر بڑھا کہ وہ محبت اور ارادت میں فنا ہو گئے اور انہوں نے ایک چھوٹی سی یادداشت کی کتاب میں وہ دونوں نشان مذکورہ بالا درج کر دیئے اور ہمیشہ اُن کو پاس رکھتے تھے جب میں پٹیالہ میں گیا اور جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے جب وزیر سید محمد حسن صاحب کی ملاقات ہوئی تو اتفاقاً سلسلہ گفتگو میں وزیر صاحب اور نواب صاحب کا میرے خوارق اور نشانوں کے بارہ میں کچھ تذکرہ ہوا تب نواب صاحب مرحوم نے ایک چھوٹی سی کتاب اپنی جیب میں سے نکال کر وزیر صاحب کے سامنے پیش کر دی اور کہا کہ میری ایمان اور ارادت کا باعث تو یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں اور جب کچھ مدت کے بعد اُن کی موت سے ایک دن پہلے میں انکی عیادت کے لئے لدھیانہ میں اُن کے مکان پر گیا تو وہ بواسیر کے مرض سے بہت کمزور ہو رہے تھے اور بہت خون آ رہا تھا اس حالت میں وہ اُٹھ بیٹھے اور اپنے اندر کے کمرہ میں چلے گئے اور وہی چھوٹی کتاب لے آئے اور کہا کہ یہ میں نے بطور حرز جان رکھی ہے اور اس کے دیکھنے سے میں تسلی پاتا ہوں اور وہ مقام دکھلائے جہاں دونوں پیشگوئیاں لکھی ہوئی تھیں۔ پھر جب قریب

نصف کے یا زیادہ رات گذری تو وہ فوت ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اب تک اُن کے کتب خانہ میں وہ کتاب ہوگی۔

۹۷۔ ستانواں نشان۔ یہ ایک پیشگوئی اخبار الحکم اور البدر میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہ تَخْرُجُ الصُّدُوْرُ اِلَی الْقُبُوْرِ اسکے معنوں کی تفہیم خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوئی تھی کہ پنجاب کے صدر نشین مولوی جو اپنی اپنی جگہ مفتی سمجھے جاتے ہیں جو ماتحت مولویوں کے اُستاد اور شیخ ہیں وہ بعد اس الہام کے قبروں کی طرف انتقال کرینگے۔ سو بعد اسکے تمام مولویوں کے شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے وہی میری نسبت سب سے پہلے فتوے دینے والے تھے جنہوں نے میرے کفر کا فتویٰ دیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے اُستاد تھے اور اُنہوں نے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے استفتاء پر یہ کلمات میری نسبت لکھے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس مولوی نے یہ فتوے دیکر تمام پنجاب میں آگ لگا دی تھی اور لوگ اس قدر ڈر گئے تھے کہ ہم سے مصافحہ کرنے سے بھی بیزار ہو گئے تھے کہ شاید اس قدر تعلق سے بھی ہم کافر ہو جائیں گے۔ پھر مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی اپنے یکطرفہ مباہلہ کے بعد انتقال کر گئے۔ افسوس کہ مکہ والوں کو ان کے اس موت کی خبر نہیں ہوئی تا اپنے فتوے واپس لیتے۔ پھر لدھیانہ کے مفتی مولوی محمد مولوی عبد اللہ مولوی عبد العزیز جنہوں نے کئی دفعہ مباہلہ کے رنگ میں لعنت اللّٰہ علی الکاذبین کہا تھا وہ بھی اس الہام کے بعد گذر گئے۔ پھر امرتسر کے مفتی مولوی رسل بابا تھے وہ بھی کوچ کر گئے اسی طرح بہت سے پنجاب کے مولوی اور بعض ہندوستان کے مولوی اس الہام کے بعد اس جہان کو چھوڑ گئے اگر ان سب کی اس جگہ فہرست لکھی جاوے تو وہ بھی ایک رسالہ بنیگا اور اس قدر جو لکھا گیا وہ پیشگوئی کی صداقت ظاہر کرنیکے لئے کافی ہے اور اگر کوئی اسقدر پر سیر نہ ہو تو

ایک لمبی فہرست ہم دے سکتے ہیں۔

۹۸۔ اٹھانواں نشان۔ چند سال ہوئے ہیں کہ سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب تاجر مدراس جو اول درجہ کے مخلص جماعت میں سے ہیں قادیان میں آئے تھے اور اُنکی تجارت کے امور میں کوئی تفرقہ اور پریشانی واقع ہوگئی تھی انہوں نے دعا کیلئے درخواست کی تب یہ الہام ہوا جو ذیل میں درج ہے قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے۔ اس الہامی عبارت کا یہ مطلب تھا کہ خدا تعالیٰ ٹوٹا ہوا کام بنا دے گا مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد بنا بنایا توڑ دیگا۔ چنانچہ یہ الہام قادیان میں ہی سیٹھ صاحب کو سُنایا گیا اور تھوڑے دن ہی گذرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کے تجارتی امور میں رونق پیدا کردی اور ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوئے کہ فتوحات مالی شروع ہوگئیں اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ بنا بنایا کام ٹوٹ گیا۔

۹۹۔ ننانواں نشان۔ ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خاں کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے چنانچہ میں نے دو آریہ شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو صبح کے وقت یعنی ڈاک آنیکے وقت سے بہت پہلے یہ پیشگوئی بتلا دی مگر اُن دونوں آریوں نے بوجہ مخالفت مذہبی کے اس بات پر ضد کی کہ ہم تب مانینگے کہ جب ہم میں سے کوئی ڈاکخانہ میں جاوے اور اتفاقاً ڈاکخانہ کا سب پوسٹماسٹر بھی ہندو ہی تھا تب میں نے انکی اس درخواست کو منظور کیا اور جب ڈاک آنیکا وقت ہوا تو اُن دونوں میں سے ملاوامل آریہ ڈاک لینے کے لئے گیا اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ سرور خان نے مبلغ دس روپے بھیجے ہیں اب یہ نیا جھگڑا پیش آیا کہ سرور خان کون ہے کیا وہ محمد لشکر خان کا کوئی قرابتی ہے یا نہیں اور آریوں کا حق تھا کہ اسکا فیصلہ کیا جاوے تا اصل حقیقت معلوم ہو تب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ مصنف عصائے موسیٰ کی طرف جو اُسوقت ہوتی مردان میں تھے اور ابھی مخالف نہیں تھے خط لکھا گیا کہ اس جگہ یہ بحث درپیش ہے اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرور خان کی محمد لشکر خان سے کچھ قرابت ہے

یا نہیں چند روز کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کا ہوتی مردان سے جواب آیا جس میں لکھا تھا کہ سرور خان ارباب لشکر خان کا بیٹا ہے تب دونوں آریہ لاجواب رہ گئے۔ اب دیکھو یہ اس قسم کا علم غیب ہے کہ عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ بجز خدا کے کوئی اس پر قادر ہو سکے۔ اس پیشگوئی میں دونوں طرف مخالفوں کی گواہی ہے یعنی ایک طرف تو دو آریہ ہیں جن کی نسبت میرا بیان ہے کہ ان کو یہ پیشگوئی میں نے سُنائی تھی اور ان میں سے ایک خط لانیکے لئے ڈاکخانہ میں گیا تھا اور دوسری طرف منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ ہیں جو ان دنوں لاہور میں ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں اپنی کتاب عصائے موسیٰ شائع کی ہے اور جو کچھ چاہا میری نسبت لکھا۔ ہاں میں اسقدر کہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے ان دو طرفہ گواہوں سے حلفاً پوچھنا چاہیئے نہ محض معمولی بیان سے کیونکہ ملاوامل اور شرمپت وہ متعصب آریہ ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں اشتہار دیئے اور منشی الٰہی بخش صاحب وہی منشی صاحب ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں عصائے موسیٰ تالیف کر کے بہتوں کو دھوکہ دیا ہے پس بجز قسم کے چارہ نہیں اور یہ پیشگوئی بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ منشی صاحب کینجدمتمیں خط بھیجا گیا تھا اور اُنکا مذکورہ بالا جواب آیا تھا اسلئے کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ ہر دو آریہ اس پیشگوئی سے انکار کریں یا منشی الٰہی بخش صاحب خط کے بھیجنے سے انکار کریں اور اگر انکار بھی کریں تو یہ امر تو اب بھی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ سرور خان کا ارباب لشکر خان سے کوئی رشتہ ہے یا نہیں۔

۱۰۰۔ سوواں نشان۔ براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اُس کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے اور پیشگوئی کی عبارت یہ ہے لا تیئس من روح اللّٰہ الا ان روح اللّٰہ قریب الا ان نصر اللّٰہ قریب۔ یأتیک من کل فج عمیق۔ یأتون من کل فج عمیق۔ ینصرک اللّٰہ من عندہ۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ ولا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس۔ دیکھو صفحہ ۲۴۲ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء و ۱۸۸۲ء مطبع سفیر ہند پریس امرتسر (ترجمہ) خدا کے

فضل سے نومید مت ہو اور یہ بات سُن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور اس کثرت سے آئیں گے کہ وہ راہیں جن پر وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کریگا۔ تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کے دلوں میں ہم آپ الہا کرینگے مگر چاہیئے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئینگے بدخلقی نہ کرے اور چاہیئے کہ تو اُنکی کثرت دیکھ کر ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔ اُس پیشگوئی کو آجتک چھبیس۲۶ برس گذر گئے جب یہ براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی۔ اور یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور ان سب میں سے جو آج میرے ساتھ ہیں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا اور میں اُن لوگوں میں سے نہیں تھا جن کا کسی وجاہت کی وجہ سے دُنیا میں ذکر کیا جاتا ہے۔ غرض کچھ بھی نہیں تھا اور میں صرف ایک احد من الناس تھا اور محض گمنام تھا اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا مگر شاذ و نادر۔ ایسے چند آدمی جو میرے خاندان سے پہلے ہی سے تعارف رکھتے تھے اور یہ وہ واقعہ ہے کہ قادیان کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اسکے برخلاف شہادت نہیں دے سکتا۔ بعد اسکے خدا تعالیٰ نے اِس پیشگوئی کے پورا کرنیکے لئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دیئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتا اور ہر چند مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور اُنہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوع خلائق نہ ہو یہانتک کہ مکّہ تک سے بھی فتوے منگوائے گئے اور قریباً دو سو مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دیئے بلکہ واجب القتل ہونے کے بھی فتوے شائع کیئے گئے لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے اور انجام یہ ہوا کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی اور ہندوستان میں بھی جابجا یہ تخم ریزی ہوگئی بلکہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز بھی مشرف باسلام ہو کر اس جماعت میں داخل ہوئے اور اسقدر فوج در فوج قادیان

میں لوگ آئے کہ لوگوں کی کثرت سے کئی جگہ سے قادیان کی سڑک ٹوٹ گئی اس پیشگوئی کو خوب سوچنا چاہیئے اور خوب غور سے سوچنا چاہیئے کہ اگر یہ خدا کی طرف سے پیشگوئی نہ ہوتی تو یہ طوفان مخالفت جو اُٹھا تھا اور تمام پنجاب اور ہندوستان کے لوگ مجھ سے ایسے بگڑ گئے تھے جو مجھے پَیروں کے نیچے کچلنا چاہتے تھے ضرور تھا کہ وہ لوگ اپنی جان توڑ کوششوں میں کامیاب ہو جاتے اور مجھے تباہ کر دیتے لیکن وہ سب کے سب نامراد رہے اور مَیں جانتا ہوں کہ ان کا اس قدر شور اور میرے تباہ کرنے کیلئے اس قدر کوشش اور یہ پُرزور طوفان جو میری مخالفت میں پیدا ہوا یہ اسلئے نہیں تھا کہ خدا نے میری تباہ کرنے کا ارادہ کیا تھا بلکہ اس لئے تھا کہ تا خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوں اور تا خدائے قادر جو کسی سے مغلوب نہیں ہوسکتا ان لوگوں کے مقابل پر اپنی طاقت اور قوت دکھلاوے اور اپنی قدرت کا نشان ظاہر کرے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح بویا گیا اور بعد اس کے ہزاروں پَیروں کے نیچے کچلا گیا اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شور بغاوت میرے اس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا۔ پھر بھی مَیں ان صدمات سے بچ جاؤں گا؟ سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہوا بلکہ بڑھا اور پھولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے یہ خدائی کام ہیں جن کے ادراک سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں وہ کسی سے مغلوب نہیں ہوسکتا۔ اے لوگو! کبھی تو خدا سے شرم کرو! کیا اسکی نظیر کسی مفتری کی سوانح میں پیش کر سکتے ہو اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ بھی ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے ہلاک کرنے کیلئے اس قدر تکلیف اُٹھاتے بلکہ میرے مارنے کے لئے خدا ہی کافی تھا جب ملک میں طاعون پھیلی تو کئی لوگوں نے دعویٰ کر کے کہا کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک کیا جائیگا مگر عجیب قدرت حق ہے کہ وہ سب لوگ آپ ہی طاعون سے ہلاک ہو گئے اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تیری حفاظت کروں گا اور طاعون تیرے نزدیک نہیں آئیگی بلکہ یہ بھی مجھے فرمایا کہ مَیں

لوگوں کو یہ کہوں کہ آگ سے (یعنی طاعون سے) ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے اور نیز مجھے فرمایا کہ میں اس تیرے گھر کی حفاظت کرونگا اور ہر ایک جو اس چاردیوار کے اندر ہے وہ طاعون سے بچا رہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اس نواح میں سب کو معلوم ہے کہ طاعون کے حملہ سے گاؤں کے گاؤں ہلاک ہو گئے اور ہمارے اردگرد قیامت کا نمونہ رہا مگر خدا نے ہمیں محفوظ رکھا۔

۱۰۱- ایکسو ایک نشان۔ جب میں ۱۹۰۳ء میں کرم دین کے فوجداری مقدمہ کی وجہ سے جہلم میں جا رہا تھا تو راہ میں مجھے الہام ہوا اُرِیکَ بَرَکَاتٍ مِنْ کُلِّ طَرَفٍ یعنی میں ہر ایک پہلو سے تجھے برکتیں دکھلاؤنگا اور یہ الہام اسی وقت تمام جماعت کو سنا دیا گیا بلکہ اخبار الحکم میں درج کر کے شائع کیا گیا اور یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ جب میں جہلم کے قریب پہنچا✢ تو تخمیناً دس ہزار سے زیادہ آدمی ہوگا کہ وہ میری ملاقات کیلئے آیا اور تمام سڑک پر آدمی تھے اور ایسی انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدہ کرتے تھے اور پھر ضلع کی کچہری کے اردگرد اس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ حکام حیرت میں پڑ گئے۔ گیارہ سو آدمیوں نے بیعت کی اور قریباً دو سو کے عورت بیعت کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوئی۔ اور کرم دین کا مقدمہ جو میرے پر تھا خارج کیا گیا۔ اور بہت سے لوگوں نے ارادت اور انکسار سے نذرانے دیئے اور تحفے پیش کئے اور اس طرح ہم ہر ایک طرف سے برکتوں سے مالامال ہو کر قادیان میں واپس آئے اور خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے وہ پیشگوئی پوری کی۔

۱۰۲- نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی زَادَ مَجْدَكَ یَنْقَطِعُ اٰبَاءُكَ وَیُبْدَءُ مِنْكَ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰- (ترجمہ) خدا ہر ایک عیب سے پاک اور بہت برکتوں والا ہے وہ تیری بزرگی زیادہ کریگا تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا* اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی تجھ سے بنیاد ڈالیگا۔ یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے کہ جب کسی قسم کی عظمت میری طرف منسوب نہیں ہوتی تھی اور میں ایسی گمنام کی طرح تھا

* اس الہام میں یہ بھی اشارہ تھا کہ آبائی وجوہ معاش سب بند ہو جائینگے اور خدا تعالیٰ نئی برکتیں عطا کریگا چنانچہ ہماری والد صاحب کی وجوہ معاش کچھ تو گورنمنٹ میں ضبط ہو گئے اور کچھ شرکاء کو مل گئے اور ہم خالی ہاتھ رہ گئے پھر خدا نے اپنی طرف سے سب کچھ مہیا کیا۔ منہ

✢ راستہ میں لاہور سے آگے گوجرانوالہ اور وزیر آباد اور گجرات وغیرہ سٹیشنوں پر اسقدر لوگ ملاقات کیلئے آئے کہ سٹیشنوں پر انتظام رکھنا مشکل ہو گیا۔ ٹکٹ پلیٹ فارم ختم ہونیکی وجہ سے لوگ بلا ٹکٹ پلیٹ فارم پر چلے گئے اور بعض مقامات پر گاڑی کو کثرت ہجوم کی وجہ سے زیادہ دیر تک ٹھیرایا گیا اور نہایت نرمی سے زائرین کو ملازمین ریل نے گاڑی سے علیحدہ کیا بعض جگہ کچھ دور تک لوگ گاڑی کو پکڑے ہوئے ساتھ چلے گئے خوف تھا کہ کوئی آدمی نہ مر جاوے۔ ان واقعات کو مخالف اخباروں نے بھی مثل پیسہ اخبار و وفا دار کے شائع کیا تھا۔ منہ

جو گویا دنیا میں نہیں تھا۔ اور وہ زمانہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اُس پر اب قریباً تیئس برس گذر گئے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی جو اسوقت ہزارہا آدمی میری جماعت کے حلقہ میں داخل ہیں اور اس سے پہلے کون جانتا تھا کہ اس قدر میری عظمت دنیا میں پھیلے گی پس افسوس اُن پر جو خدا کے نشانوں پر غور نہیں کرتے پھر اس پیشگوئی میں جس کثرت نسل کا وعدہ تھا اسکی بنیاد بھی ڈالی گئی۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے بعد چار فرزند نرینہ اور ایک پوتہ اور دو لڑکیاں میرے گھر میں پیدا ہوئیں جو اُس وقت موجود نہ تھیں۔

۱۰۳۔ ایک سو تین نشان۔ ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کو سخت بخار ہو گیا اور ان کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور اُنہوں نے مرنیوالوں کی طرح وصیت کر دی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصّہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالےٰ کا یہ الہام ہے انّی احافظ کلّ من فی الدار تب میں اُنکی عیادت کے لئے گیا اور اُنکو پریشان اور گھبراہٹ میں پاکر میں نے اُن کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعوئے الہام غلط ہے یہ کہکر میں نے انکی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا۔

۱۰۴۔ ایکسو چار نشان۔ ایک دفعہ میرا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہو گیا غشی پر غشی پڑتی تھی اور میں اسکے قریب مکان میں دعا میں مشغول تھا اور کئی عورتیں اسکے پاس بیٹھی تھیں کہ ایک دفعہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا تب میں اسکے پاس آیا اور اُس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو دو تین منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہو گیا۔ تب مجھے خیال آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا احیاء موتی بھی اسی قسم کا تھا اور پھر نادانوں نے اس پر حاشیئے چڑھا دیئے۔

۱۰۵۔ ایک سو پانچواں نشان۔ ایک دفعہ میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی

نسبت مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ ان کی زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں بعد میں وہ یکدفعہ سخت بیمار ہو گئے یہانتک کہ صرف استخوان باقی رہ گئیں اور اس قدر دبلے ہو گئے کہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے تھے کہ کوئی اس پر بیٹھا ہوا ہے یا خالی چارپائی ہے پاخانہ اور پیشاب اوپر ہی نکل جاتا تھا اور بیہوشی کا عالم رہتا تھا۔ میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضیٰ مرحوم بڑے حاذق طبیب تھے انہوں نے کہدیا کہ اب یہ حالت یاس اور نومیدی کی ہے صرف چند روز کی بات ہے مجھ میں اُس وقت جوانی کی قوت موجود تھی اور مجاہدات کی طاقت تھی اور میری فطرت ایسی واقع ہے کہ میں ہر ایک بات پر خدا کو قادر جانتا ہوں اور درحقیقت اسکی قدرتوں کا کون انتہا پا سکتا ہے اور اُسکے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں بجز اُن امور کے جو اُسکے وعدہ کے برخلاف یا اُسکی پاک شان کے منافی اور اسکی توحید کی ضد ہیں اسلئے میں نے اُس حالت میں بھی اُنکے لئے دعا کرنی شروع کی اور میں نے دل میں یہ مقرر کر لیا کہ اس دُعا میں۔ میں تین باتوں میں اپنی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا میں حضرت عزت میں اس لائق ہوں کہ میری دعا قبول ہو جائے

دوسری یہ کہ کیا خواب اور الہام جو وعید کے رنگ میں آتے ہیں اُنکی تاخیر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

تیسری یہ کہ کیا اس درجہ کا بیمار جسکے صرف استخوان باقی ہیں دُعا کے ذریعہ سے اچھا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ غرض میں نے اس بناء پر دعا کرنی شروع کی۔ پس قسم ہے مجھے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دعا کے ساتھ ہی تغیر شروع ہو گیا اور اس اثنا میں ایک دوسری خواب میں میں نے دیکھا کہ وہ گویا اپنے دالان میں اپنے قدموں سے چل رہے ہیں اور حالت یہ تھی کہ دوسرا شخص کروٹ بدلاتا تھا۔ جب دعا کرتے کرتے پندرہ دن گذرے تو ان میں صحت کے ایک ظاہری آثار پیدا ہو گئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند قدم چلوں چنانچہ وہ کسی قدر سہارے سے اٹھے اور سوٹے کے سہارے سے چلنا شروع کیا اور پھر سوٹا بھی چھوڑ دیا چند روز تک پورے تندرست ہو گئے اور بعد اسکے پندرہ برس تک زندہ رہے اور پھر فوت ہو گئے جس سے

معلوم ہوا کہ خدا نے اُنکی زندگی کے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دیئے ہیں یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے۔ مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔

نشان ۱۰۶۔ ایک دفعہ تمثلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور مَیں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہییں تب مَیں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کیلئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامّل کے سُرخی کی قلم سے اس پر دستخط کیئے اور دستخط کرنیکے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اُسوقت نہایت رقت کا عالم تھا اِس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ مَیں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اُس پر دستخط کر دیئے اور اُسی وقت میری آنکھ کُھل گئی اور اُسوقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حُجرہ میں میرے پَیر دبا رہا تھا کہ اُسکے روبرو غیب سے سُرخی کے قطرے میرے کُرتے اور اُسکی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سکینڈ کا بھی فرق نہ تھا ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھیگا اور شک کریگا کیونکہ اُسکو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جسکو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا اسی طرح خدا نیستی سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض مَیں نے یہ سارا قصہ میاں عبد اللہ کو سُنایا اور اسوقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے عبد اللہ جو ایک رؤیت کا گواہ ہے اُسپر بہت اثر ہوا اور اُس نے میرا کُرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اُسکے پاس موجود ہے۔

۱۰۷۔ کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دُنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہانتک کہ زمین زیروزبر ہو جائیگی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور

دس لاکھ آدمی اب تک بے خانماں ہیں۔ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر نشان ہو سکتا ہے یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تمام دُنیا کا خدا ہے نہ صرف پنجاب کا اور اُس نے تمام دُنیا کے لئے یہ خبریں دی ہیں نہ صرف پنجاب کے لئے یہ بدقسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں کو ناحق ٹال دینا اور خدا کی کلام کو غور سے نہ پڑھنا اور کوشش کرتے رہنا کہ کسی طرح حق چھپ جائے مگر ایسی تکذیب سے سچائی چھپ نہیں سکتی۔

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اسکے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُنکا پتہ نہیں ملیگا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائینگے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دُنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنی خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدّت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنیوالے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم

اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اُسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کیے گئے اور وہ چُپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جسکے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔

۱۰۸ نشان۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہو یہ ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم یعنی میں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں پس میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ یہ الہام مدّت پچیس[۲۵] برس سے براہین احمدیہ میں درج ہے اسجگہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کی عیب جوئی کی تھی اور اُس کو ردّ کر دیا تھا مگر آخر خدا نے اُسی آدم کو خلیفہ بنایا اور سب کو اُسکے آگے سر جھکانا پڑا۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ میرے مخالف علماء اور اُن کے ہمجنسوں نے عیب جوئی میں کمی نہ کی اور تباہ کرنیکے لئے کوئی دقیقہ مکر کا اُٹھا نہیں رکھا مگر آخر کار خدا نے مجھے غالب کیا اور خدا بس نہیں کریگا جبتک جھوٹ کو اپنے پیروں کے نیچے نہ کچلے۔

۱۰۹ نشان۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہو کر شائع ہو چکا ہے یہ ہے۔ وکذالک مننّا علی یوسف

لنصرف عنہ السوء والفحشاء ولتنذر قوماً ما انذر اٰباءھم فھم غفلون

دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۵ (ترجمہ) اور اسی طرح ہم نے اپنے نشانوں کے ساتھ اس یوسف پر احسان کیا تا کہ جو بدی اور عیب اس کی طرف منسوب کئے جائیں گے اُن سے ہم اُسکو بچالیں اور تا کہ ان نشانوں کی عظمت کی وجہ سے اس لائق ہو کہ غافلوں کو ڈراوے کیونکہ درحقیقت انہیں لوگوں کا وعظ دلوں پر اثر کرتا ہے جن کو خدا اپنی طرف سے عظمت اور امتیاز بخشتا ہے۔ اس جگہ خدا تعالیٰ نے میرا نام یوسفؑ رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنی جہالت سے یوسفؑ کو بہت دکھ دیا تھا اور اس کے ہلاک کرنے میں کسر نہیں رکھی تھی خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا اور اشارہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بھی جو قومی اخوت رکھتے ہیں ہلاک اور تباہ کرنے کیلئے بڑے بڑے فریب کرینگے مگر آخر کار وہ نامراد رہیں گے اور خدا اُن پر کھول دیگا کہ جس شخص کو تم نے ذلیل کرنا چاہا تھا میں نے اُسکو عزت کا تاج پہنایا۔ تب بہتوں پر کھل جائیگا کہ ہم غلطی پر تھے جیسا کہ وہ ایک دوسرے الہام میں فرماتا ہے:۔

یخرّون علی الاذقان سجّداً ربنا اغفر لنا انّا کنا خاطئین۔ تاللہ لقد اٰثرک اللہ علینا و ان کنّا لخاطئین۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین یعنی وہ لوگ اپنی ٹھوڑیوں پر سجدہ کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے گریں گے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش ہم خطا پر تھے اور تجھے مخاطب کرکے کہیں گے کہ بخدا خدا نے ہم سب میں سے تجھے چن لیا اور ہم خطا پر تھے۔ تب خدا رجوع کرنیوالوں کو کہیگا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں کیونکہ تم ایمان لائے۔ خدا تمہیں تمہاری پہلی لغزشیں بخش دیگا کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔

غرض اس پیشگوئی میں دو امر غیب کا بیان ہے (۱) اوّل یہ کہ آئندہ زمانہ میں قوم میں سخت مخالف پیدا ہو جائینگے اور حسد کا شعلہ ایسا اُن میں جوش مارے گا جیسا کہ یوسفؑ کے بھائیوں میں جوش مارا تھا تب وہ سخت دشمن بن جائینگے اور تباہ اور ہلاک کرنیکے لئے طرح طرح کے

منصوبے کرینگے اور یہ امر کہ قوم میں سے مخالف پیدا ہو جائیں گے اور بڑی بڑی شرارت کرینگے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے کیونکہ یہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہے جس کو پچیس برس کا عرصہ گذر گیا ہے اور اُسوقت قوم میں سے میرا کوئی مخالف نہ تھا کیونکہ ابھی تو براہین احمدیہ بھی شائع نہ ہوئی تھی۔ پھر مخالفت کی کیا وجہ تھی۔ پس بلاشبہ یہ خبر کہ کسی زمانہ میں ایسے دشمن جانی پیدا ہو جائیں گے جو پہلے اخوت اسلامی کی وجہ سے بھائیوں کے طور پر تھے یہ ایک امر غیب ہے جو خدا نے قبل از وقوع ظاہر کیا اور براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ (۲) دوسرا امر غیب اس پیشگوئی میں یہ ہے کہ اس مخالفت کا یہ انجام بتا دیا ہے کہ آخر کار وہ دشمن خائب خاسر رہیں گے اور بہتیرے اُنہیں سے یوسف کے بھائیوں کی طرح رجوع کرینگے اور اُسوقت خدا اس عاجز کو یوسف کی طرح تاج عزت پہنائیگا اور وہ عظمت اور بزرگی بخشیگا جسکی کسی کو توقع نہ تھی چنانچہ بہت سا حصہ اس پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے کیونکہ ایسے دشمن پیدا ہو گئے جو میرا استیصال چاہتے ہیں اور درحقیقت یہ لوگ اپنے ارادہ میں یوسف کے بھائیوں سے بھی بُرے ہیں۔ سو خدا نے کئی لاکھ انسان میرے تابع کرکے اور مجھے ایک خاص عزت اور عظمت بخش کر اُن کو ذلیل کیا اور وہ وقت آتا ہے کہ اس سے بڑھکر خدا تعالیٰ میری شان ظاہر کریگا اور بڑے بڑے مخالفوں میں سے جو سعید ہیں انکو کہنا پڑیگا کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِيْن اور کہنا پڑیگا کہ تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا۔

۱۰۱۔ نشان۔ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَر۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْن وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْن دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶۔ (ترجمہ) ہم ایک کثیر جماعت تجھے عطا کرینگے۔ اوّل ایک پہلا گروہ جو آفات کے نزول سے پہلے ایمان لائینگے۔ دوم دوسرا گروہ جو قہری نشانوں کے بعد ایمان لائینگے۔ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ جس قدر براہین احمدیہ میں پیشگوئیاں ہیں انپر پچیس برس گذر گئے ہیں اور وہ اُس زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں جبکہ میرے ساتھ ایک انسان بھی نہ تھا اگر یہ بیان غلط ہے تو گویا میرا تمام دعویٰ باطل ہے پس واضح ہو

کہ یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں درج ہے جو اس تنہائی اور بیکسی کے زمانہ میں ایک ایسی زمانہ کی خبر دیتی ہے جبکہ ہزارہا آدمی میری بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ سو اس زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ غیب کی خبر دینا بجز خدا کے کسی کی طاقت میں نہیں۔ علم غیب خاصّہ خدا ہے مگر اب تو ہمارے مخالفوں کی نظر میں علم غیب بھی خاصہ خدا نہیں دیکھئے کہاں تک ترقی کرینگے۔

۱۱۱۔ نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے۔ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اس پیشگوئی پر پچیس برس گذر گئے یہ اُس زمانہ کی ہے جبکہ مَیں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ بباعث سخت مخالفت بیرونی اور اندرونی کے کوئی ظاہری امید نہیں ہوگی کہ یہ سلسلہ قائم ہو سکے لیکن خدا اپنے چمک دار نشانوں سے دُنیا کو اِس طرف کھینچ لیگا اور میری تصدیق کے لئے زور آور حملے دکھائیگا۔ چنانچہ اُنہیں حملوں میں سے ایک طاعون ہے جسکی ایک مدّت پہلے خبر دی گئی تھی۔ اور اُنہیں حملوں میں زلزلے ہیں جو دُنیا میں آرہے ہیں اور نہ معلوم اور کیا کیا حملے ہونگے اور اسمیں کیا شک ہے کہ جیسا کہ اس پیشگوئی میں بیان فرمایا ہے خدا نے محض اپنی قدرت نمائی سے اس جماعت کو قائم کر دیا ہے ورنہ باوجود اس قدر قومی مخالف کے یہ امر محالات میں سے تھا کہ اس قدر جلدی سے کئی لاکھ انسان میرے ساتھ ہو جائیں اور مخالفوں نے بہتیری کوششیں کیں مگر خدا تعالیٰ کے ارادہ کے مقابل پر ایک پیش نہ گئی۔

۱۱۲۔ نشان۔ ہمارا ایک مقدمہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں چند موروثی اسامیوں پر تھا مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہوگی مَیں نے کئی لوگوں کے آگے وہ خواب بیان کی منجملہ اُن کے ایک ہندو بھی تھا جو میرے پاس آمد و رفت رکھتا تھا اُس کا نام شرمپت ہے جو زندہ موجود ہے اُس کے پاس بھی مَیں نے یہ پیشگوئی بیان کر دی تھی کہ اس مقدمہ میں ہماری فتح ہوگی

بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جس روز اس مقدمہ کا اخیر حکم سُنایا جانا تھا ہماری طرف سے کوئی شخص حاضر نہ ہوا اور فریق ثانی جو شاید پندرہ یا سولہ آدمی تھے حاضر ہوئے عصر کے وقت اُن سب نے واپس آکر بازار میں بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا تب وہی شخص مسجد میں میرے پاس دوڑتا آیا اور طنزاً کہا کہ لو صاحب آپکا مقدمہ خارج ہوگیا مَیں نے کہا کہ کس نے بیان کیا اُس نے جواب دیا کہ سب مدعا علیہم آگئے ہیں اور بازار میں بیان کر رہے ہیں۔ یہ سُنتے ہی مَیں حیرت میں پڑ گیا کیونکہ خبر دینے والے پندرہ آدمی سے کم نہ تھے اور بعض اُن میں سے مسلمان اور بعض ہندو تھے۔ تب جو کچھ مجھ کو فکر اور غم لاحق ہوا اُس کو مَیں بیان نہیں کر سکتا وہ ہندو تو یہ بات کہکر خوش خوش بازار کی طرف چلا گیا گویا اسلام پر حملہ کرنے کا ایک موقعہ اُسکو مل گیا مگر جو کچھ میرا حال ہوا اُس کا بیان کرنا طاقت سے باہر ہے عصر کا وقت تھا مَیں مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور دل سخت پریشان تھا کہ اب یہ ہندو ہمیشہ کے لئے یہ کہتا رہیگا کہ کسقدر دعوے سے ڈگری ہونے کی پیشگوئی تھی اور وہ جھوٹی نکلی۔ اتنے میں غیب سے ایک آواز گونج کر آئی اور آواز اس قدر بلند تھی کہ مَیں نے خیال کیا کہ باہر سے کسی آدمی نے آواز دی ہے آواز کے یہ لفظ تھے کہ ڈگری ہوگئی ہے مسلمان ہے! یعنی کیا تو باور نہیں کرتا تب مَیں نے اُٹھ کر مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آدمی نہ پایا۔ تب یقین ہوگیا کہ فرشتہ کی آواز ہے مَیں نے اُس ہندو کو پھر اُسی وقت بلایا اور فرشتہ کی آواز سے اسکو اطلاع دی مگر اُس کو باور نہ آیا صبح مَیں خود بٹالہ کی تحصیل میں گیا اور تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام ایک شخص تھا وہ اسوقت ابھی تحصیل میں نہیں آیا تھا اس کا مثلخوان متھرا داس نام ایک ہندو موجود تھا مَیں نے اُس سے دریافت کیا ہمارا مقدمہ خارج ہوگیا اُس نے کہا کہ نہیں بلکہ ڈگری ہوگئی مَیں نے کہا کہ فریق مخالف نے قادیان میں جاکر یہ مشہور کر دیا ہے کہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے اُس نے کہا کہ ایک طور سے اُنہوں نے بھی سچ کہا ہے بات یہ ہے کہ جب تحصیلدار فیصلہ لکھ رہا تھا تو مَیں ایک ضروری حاجت کے لئے اسکی بیٹھی سے اُٹھ کر چلا گیا تھا۔ تحصیلدار نیا تھا اُسکو مقدمہ کی

پیش و پس کی خبر نہ تھی فریق مخالف نے ایک فیصلہ اسکے روبرو پیش کیا جس میں موروثی اسامیوں کو بلا اجازت مالک کے اپنے اپنے کھیتوں سے درخت کاٹنے کا اختیار دیا گیا تھا تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکھ کر مقدمہ خارج کر دیا اور اُنکو رخصت کر دیا جب میں آیا تو تحصیلدار نے وہ فیصلہ مجھے دیا کہ شامل مثل کر و جب میں نے اُسکو پڑھا تو میں نے تحصیلدار کو کہا کہ یہ تو آپ نے بڑی بھاری غلطی کی کیونکہ جس فیصلہ کی بنا پر آپ نے یہ حکم لکھا ہے وہ اپیل کے محکمہ سے منسوخ ہو چکا ہے مدعا علیہم نے شرارت سے آپکو دھوکا دیا ہے اور مَیں نے اُسی وقت محکمہ اپیل کا فیصلہ جو مثل سے شامل تھا اُنکو دکھلا دیا۔ تب تحصیلدار نے بلا توقف اپنا پہلا فیصلہ چاک کر دیا اور ڈگری کر دی یہ ایک پیشگوئی ہے کہ ایک ہندوؤں کی جماعت اور کئی مسلمان اسکے گواہ ہیں اور وہی شرمپت اس کا گواہ ہے جو بہت خوشی سے یہ خبر لیکر میرے پاس آیا تھا کہ مقدمہ خارج ہو گیا فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ خدا کے کام عجیب قدرتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اس پیشگوئی کی تمام وقعت اس سے پیدا ہوئی کہ ہماری طرف سے کوئی حاضر نہ ہوا اور تحصیلدار نے غلط فیصلہ فریق ثانی کو سنا دیا دراصل یہ سب کچھ خدا نے کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خاص عظمت اور وقعت پیشگوئی میں ہرگز پیدا نہ ہوتی۔

۱۴۳۔ نشان۔ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی ہے کہ شاتان تذبحان۔ وکُلّ من علیہا فان۔ یعنی دو بکریاں ذبح کی جائینگی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر مریگا یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں درج ہے جو آج سے پچیس۲۵ برس پہلے شائع ہو چکی ہے مجھے مدّت تک اسکے معنی معلوم نہ ہوئے بلکہ اور اور جگہ کو محض اجتہاد سے اس کا مصداق ٹھیرایا لیکن جب مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم اور شیخ عبد الرحمٰن انکے تلمیذ سعید امیر کابل کے ناحق ظلم سے قتل کئے گئے تب روز روشن کی طرح کھل گیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق یہی دونوں بزرگ ہیں کیونکہ شاۃ کا لفظ نبیوں کی کتابوں میں صرف صالح انسان پر بولا گیا ہے اور ہماری تمام جماعت میں ابھی تک بجز ان دونوں بزرگوں کے کوئی شہید نہیں ہوا اور جو لوگ ہماری جماعت سے باہر اور دین اور دیانت

سے محروم ہیں اُن پر شاۃ کا لفظ اطلاق نہیں پا سکتا اور پھر اس پر اور قرینہ یہ ہے کہ اس الہام کے ساتھ یہ دوسرا فقرہ ہے کہ لا تھنوا ولا تحزنوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایسی موتیں ہونگی جو ہمارے غم اور حزن کا موجب ہونگی اور ظاہر ہے کہ دشمن کی موت سے کوئی غم نہیں ہو سکتا اور جب صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف شہید اسی جگہ قادیان میں تھے اُس وقت بھی اُن کے بارہ میں یہ الہام ہوا تھا قتل خیبۃ وزید ھیبۃ یعنی مخالفوں سے نومید ہونے کی حالت میں قتل کیا جائیگا اور اس کا مارا جانا بہت ہیبت ناک ہوگا۔

۱۱۴۔ نشان۔ طاعون کے پھیلنے کے بارہ میں مجھے الہام ہوا۔ الامراض تشاع والنفوس تضاع یعنی مرضیں پھیلائی جائینگی اور جانوں کا نقصان ہوگا۔ اب جو شخص چاہے دیکھ لے کہ مَیں نے اس الہام کو طاعون کے پھیلنے سے پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کر دیا تھا پھر بعد اسکے پنجاب میں اس قدر طاعون کا زور ہوا کہ ہزارہا گھر موت سے ویران ہو گئے۔

۱۱۵۔ نشان۔ رسالہ سراج منیر میں طاعون کے آنیکی نسبت یہ ایک پیشگوئی ہے۔ یا مسیح الخلق عدوانا۔ یعنی اے وہ مسیح جو مخلوق کے لئے بھیجا گیا ہماری طاعون کی خبر لے۔ پھر بعد اسکے سخت طاعون پڑی اور ہزارہا بندگان خدا طاعون سے ڈر کر میری طرف دوڑے گویا اُن کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ یا مسیح الخلق عدوانا۔ اور یہ پیشگوئی جس طرح میری کتاب سراج منیر میں درج ہے اسی طرح صدہا آدمیوں کو قبل از وقوع اس سے اطلاع دی گئی تھی۔

۱۱۶۔ نشان۔ ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا۔ عبد اللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا میں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں اور رکھ بھی وید پر ختم کر بیٹھے ہیں اس الہام الٰہی کو ذکر کیا اور میں نے بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ آیا تو میں

حق پر نہیں۔ انہیں سے ایک ہندو بشن داس نام قوم کا برہمن جو آجکل ایک جگہ کا پٹواری ہے بول اُٹھا کہ میں اسکا امتحان کرونگا اور میں ڈاکخانہ میں جاؤں گا۔ اُن دنوں میں قادیان میں ڈاک دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی وہ اُسی وقت ڈاکخانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہوکر جواب لایا کہ درحقیقت عبداللہ خاں نام ایک شخص نے جو ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہوکر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا اور اُس کے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونیکے آثار ظاہر تھے۔ تب میں نے اُسکو کہا کہ اُس نے بتایا جو پوشیدہ بھید جانتا ہے وہی خدا ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں چونکہ ہندو لوگ اُس زندہ خدا سے محض ناواقف ہیں جو ہمیشہ اپنی قدرتوں اور اسلام پر سچائی کے نمونے ظاہر کرتا رہتا ہے اسلئے عام طور پر ہندوؤں کی یہ عادت ہے کہ اوّل تو خدا تعالیٰ کی عجائب نشانوں سے انکار کرتے ہیں اور جب کوئی ایسا شخص انکو ملجائے کہ غیب کی پوشیدہ باتیں اُس کے ہاتھ سے ظاہر ہوں تب حیرت اور تعجب کے دریا میں ڈوب جاتے ہیں۔ اِسی طرح لالہ شرمپت کا حال ہوا تھا۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں اِس کا بھائی بسمبر داس اور ایک اور شخص خوشحال نام کسی جرم میں قید ہوگئے تھے اور شرمپت نے امتحان کے رو سے نہ کسی اعتقاد سے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اس مقدمہ کا انجام کیا ہوگا اور دعا کی بھی درخواست کی تھی تب میں کئی دن اُسکے لئے دعا کرتا رہا آخر وہ خدا جو عالم الغیب ہے اُس نے رات کو وقت یہ پوشیدہ امر میرے پر کھول دیا کہ مقدمہ کا انجام یہ ہوگا کہ بسمبر داس کی نصف قید تخفیف کر دی جائیگی جیسا کہ مَیں نے اپنی کشفی حالت میں دیکھا تھا کہ آدھی قید اُسکی خود میں نے اپنی قلم سے کاٹ دی ہے مگر میرے پر ظاہر کیا گیا کہ خوشحال کو پوری قید بھگتنی پڑیگی ایک دن بھی کاٹا نہیں جائیگا اور بسمبر داس کی نصف قید رہ جانا صرف دعا کے اثر سے ہوگا مگر دونوں میں سے کوئی بھی بری نہیں ہوگا اور ضرور ہے کہ مثل ضلع میں واپس آوے اور انجام وہ ہو جو بیان کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ جب یہ سب باتیں پوری ہوگئیں تو شرمپت حیرت میں پڑا اور ہمارے خدا کی قدرتوں نے

اُس کو سخت حیران کر دیا اور اُس نے میری طرف رقعہ لکھا کہ یہ سب باتیں آپ کی نیک بختی کی وجہ سے پوری ہو گئیں۔ افسوس کہ اُس نے پھر بھی اسلام کے نور سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا اور آج کل وہ آریہ ہے اور ہدایت تو ایک طرف مجھے تو ان لوگوں پر اتنی بھی امید نہیں کہ وہ سچی گواہی دے سکیں اگرچہ بظاہر یہی لاف وگزاف ہو کہ سچائی کی حمایت کرنی چاہیئے مگر اس پر عمل نہیں ہاں میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسے گواہ یعنی شرمپت کو حلف دی جائے اور حلف میں جھوٹ کی حالت میں اولاد پر اثر پڑنے کا اقرار کرایا جائے تو پھر ضرور سچ بول دیگا میری کئی پیشگوئیوں کی گواہیاں اسکے پاس ہیں ممکن ہے کہ پیچھا چھڑانے کیلئے یہ کہدے کہ مجھے یاد نہیں مگر حلف ایک ایسی چیز ہے کہ ضرور اس سے یاد آجائیگا اور اگر جھوٹ بولیگا تو یقیناً یاد رکھو کہ میرا خدا اُسے سزا دیگا اور یہ بھی ایک نشان ظاہر ہوگا وہ کھلے کھلے نشانوں کا گواہ ہے۔ میں خدائے قادر کا شکر کرتا ہوں کہ میرے نشانوں کے صرف مسلمان ہی گواہ نہیں بلکہ دُنیا میں جس قدر قومیں ہیں وہ سب میرے نشانوں کی گواہ ہیں فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔

۱۱۷۔ نشان۔ ایک دفعہ ایک آریہ ملاوامل نام مرض دق میں مبتلا ہو گیا اور آثار نومیدی ظاہر ہوتے جاتے تھے اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک زہریلا سانپ اُس کو کاٹ گیا وہ ایک دن اپنی زندگی سے نومید ہو کر میرے پاس آکر رو پڑا میں نے اُسکے حق میں دُعا کی تو جواب آیا قلنا یانار کونی برداً وسلاماً یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا چنانچہ بعد اسکے وہ ایک ہفتہ میں اچھا ہو گیا۔ اور اب تک زندہ موجود ہے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۷ مگر یقین ہے کہ اسکی گواہی کے لئے بھی حلف کی ضرورت پڑیگی۔

۱۱۸۔ نشان۔ ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری مقدمہ کی وجہ سے (جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا) موجود تھا مجھے الہام ہوا یسئلونک عن شانک قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ پھر انکو اپنی لہو و لعب

میں چھوڑ دے سو مَیں نے یہ الہام اپنی اُس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی جو
چالیس ۴۰ آدمی سے کم نہیں ہوں گے سنا دیا جن میں مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور خواجہ کمال الدین
صاحب بی اے پلیڈر بھی تھے پھر بعد اسکے جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے
مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں
لکھا ہے مَیں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے اُسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے
تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا قریباً عصر کے وقت پورا ہو گیا اور ہماری
تمام جماعت کے زیادت ایمان کا موجب ہوا۔

۱۱۹۔ نشان سنہ ۱۹۰۰ء میں ایسا اتفاق ہوا کہ میرے چچازاد بھائیوں میں سے امام الدین
نام ایک مخالف تھا اُس نے یہ ایک فتنہ برپا کیا کہ ہمارے گھر کے آگے ایک دیوار
کھینچدی اور ایسے موقعہ پر دیوار کھینچی کہ مسجد میں آنے جانیکا راستہ رُک گیا اور جو مہمان میری
نشست کی جگہ پر میرے پاس آتے تھے یا مسجد میں آتے تھے وہ بھی آنے سے رُک گئے اور مجھے اور میری
جماعت کو سخت تکلیف پہنچی گویا ہم محاصرہ میں آ گئے۔ ناچار دیوانی میں منشی خدا بخش صاحب
ڈسٹرکٹ جج کے محکمہ میں نالش کیگئی جب نالش ہو چکی تو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ ناقابل فتح
ہے اور اسمیں یہ مشکلات ہیں کہ جس زمین پر دیوار کھینچی گئی ہے اُسکی نسبت کسی پہلے وقت کی
مثل کے رو سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعا علیہ یعنی امام الدین قدیم سے اسکا قابض ہے اور یہ زمین
دراصل کسی اور شریک کی تھی جسکا نام غلام جیلانی تھا اور اُسکے قبضہ میں سے نکل گئی تھی تب اُس نے
امام الدین کو اس زمین کا قابض خیال کر کے گورداسپور میں بصیغہ دیوانی نالش کی تھی اور بوجہ ثبوت
مخالفانہ قبضہ کے وہ نالش خارج ہو گئی تھی تب سے امام الدین کا اس پر قبضہ چلا آتا ہے اب
اسی زمین پر امام الدین نے دیوار کھینچ دی ہے کہ یہ میری زمین ہے غرض نالش کے بعد ایک
پرانی مثل کے ملاحظہ سے یہ ایسا عقدہ لاینحل ہمارے لئے پیش آ گیا تھا جس سے صریح معلوم ہوتا تھا
کہ ہمارا دعویٰ خارج کیا جائیگا کیونکہ جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے ایک پرانی مثل سے یہی ثابت ہوتا تھا

کہ اس زمین پر قبضہ امام الدین کا ہے۔ اُس سخت مشکل کو دیکھ کر ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین نے
ہمیں یہ بھی صلاح دی تھی کہ بہتر ہوگا کہ اس مقدمہ میں صلح کی جائے یعنی امام الدین کو بطور خود
کچھ روپیہ دیکر راضی کر لیا جائے لہٰذا میں نے مجبوراً اس تجویز کو پسند کر لیا تھا مگر وہ ایسا انسان
نہیں تھا جو راضی ہوتا۔ اُسکو مجھ سے بلکہ دین اسلام سے ایک ذاتی بغض تھا اور اُس کو پتہ
لگ گیا تھا کہ مقدمہ چلانے کا ان پر قطعاً دروازہ بند ہے لہٰذا وہ اپنی شوخی میں اور بھی بڑھ گیا
آخر ہم نے اس بات کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا مگر جہاں تک ہم نے اور ہمارے وکیل نے سوچا کوئی
بھی صورت کامیابی کی نہیں تھی کیونکہ پرانی مثل سے امام الدین کا ہی قبضہ ثابت ہوتا تھا اور
امام الدین کی یہاں تک بدنیتی تھی کہ ہمارے گھر کے آگے جو صحن تھا جس میں آکر ہماری جماعت
کے لئے ٹھیرتے تھے وہاں ہر وقت مزاحمت کرتا اور گالیاں نکالتا تھا اور نہ صرف اسی قدر
بلکہ اُس نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ ہمارا مقدمہ خارج ہونے کے بعد ایک لمبی دیوار ہمارے گھر کے دروازوں
کے آگے کھینچدے تا ہم قیدیوں کی طرح محاصرہ میں آجائیں اور گھر سے باہر نکل نہ سکیں اور
نہ باہر جا سکیں یہ دن بڑی تشویش کے تھے یہاں تک کہ ہم ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ
بِمَا رَحُبَتْ کا مصداق ہو گئے اور بیٹھے بیٹھے ایک مصیبت پیش آگئی اس لئے جناب
الٰہی میں دعا کی گئی اور اُس سے مدد مانگی گئی۔ تب بعد دعا مندرجہ ذیل الہام ہوا اور یہ الہام
علیحدہ علیحدہ وقتوں کے نہیں بلکہ ایک ہی دفعہ ایک ہی وقت میں ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ اسوقت سید فضل شاہ
صاحب لاہوری برادر سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر متعین بارہ مولہ کشمیر میرے پَیر دبا رہا تھا
اور دوپہر کا وقت تھا کہ یہ سلسلہ الہام دیوار کے مقدمہ کی نسبت شروع ہوا۔ میں نے سید صاحب
کو کہا کہ یہ دیوار کے مقدمہ کی نسبت الہام ہے۔ آپ جیسا جیسا یہ الہام ہوتا جائے لکھتے جائیں
چنانچہ انہوں نے قلم دوات اور کاغذ لے لیا پس ایسا ہوا کہ ہر ایک دفعہ غنودگی کی حالت طاری ہی
ہو کر ایک ایک فقرہ وحی الٰہی کا جیسا کہ سنت اللہ ہے زبان پر نازل ہوتا تھا* اور جب
ایک فقرہ ختم ہو جاتا تھا اور لکھا جاتا تھا تو پھر غنودگی آتی تھی اور دوسرا فقرہ وحی الٰہی کا زبان پر

* عجب بات ہے کہ اس الہام میں بشارت فضل کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور جس کا ہاتھ سے بوقت نزول یہ وحی قلمبند کرائی گئی
اُس کا نام بھی فضل ہے۔ منہ

جاری ہوتا تھا یہاں تک کہ کل وحی الٰہی نازل ہوکر سید فضل شاہ صاحب لاہوری کی قلم سے لکھی گئی اور اس میں تفہیم ہوئی کہ یہ اس دیوار کے متعلق ہے جو امام الدین نے کھینچی ہے جس کا مقدمہ عدالت میں دائر ہے اور یہ تفہیم ہوئی کہ انجام کار اس مقدمہ میں فتح ہوگی چنانچہ مَیں نے اپنی ایک کثیر جماعت کو یہ وحی الٰہی سنا دی اور اس کے معنی اور شان نزول سے اطلاع دیدی اور اخبار الحکم میں چھپوا دیا اور سب کچھ کہہ دیا کہ اگرچہ مقدمہ اب خطرناک اور صورت نومیدی کی ہے مگر آخر خدا تعالیٰ کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیگا جس میں ہماری فتح ہوگی کیونکہ وحی الٰہی کا خلاصہ مضمون یہی تھا اب ہم اس وحی الٰہی کو مع ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

الرحیٰ۔ تدور و ینزل القضآء۔ ان فضل اللّٰہ لاٰتٍ ولیس لاحدٍ ان یردّ مااتیٰ۔ قل ای وربّی انّہ لحق لا یتبدّل ولا یخفیٰ۔ وینزل ما تعجب منہ وحی من ربّ السمٰوات العلیٰ۔ انّ ربّی لا یضل ولا ینسیٰ ظفر مبین۔ وانما یوخرھم الیٰ اجل مسمّیٰ۔ انت معی وانا معک۔ قل اللّٰہ ثم ذرہ فی غیّہ یتمطّیٰ۔ انہ معک وانہ یعلم السرّ وما اخفیٰ۔ لا الٰہ الّا ھو یعلم کل شیءٍ ویریٰ۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنیٰ۔ انا ارسلنا احمد الیٰ قومہٖ فاعرضوا وقالوا کذّابٌ اشر۔ وجعلوا یشھدون علیہ و یسیلون الیہ کماءٍ منھمر۔ ان حِبّی قریب۔ انہ قریب مستتر۔

* حاشیہ۔ وحی الٰہی کے نزول کے وقت کی غنودگی بھی ایک خارق عادت امر ہے یہ جسم کے طبعی اسباب سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ جہاں تک ضرورتوں کا سامان پیش ہو ہر ایک ضرورت اور دعا کے وقت محض قدرت سے غنودگی پیدا ہوجاتی ہے مادّی اسباب کا کچھ بھی اس میں دخل نہیں ہوتا۔ پس اس سے آریہ سماج والوں کے مذہب کا بطلان ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ انسانی زندگانی اور تمام عوارض کا سلسلہ مادّی اسباب تک محدود رکھتے ہیں تبھی تو وہ نیستی سے ہستی ہونے کے قائل نہیں اور ان کے نزدیک ہر ایک چیز کے ظہور کے لئے مادّی اسباب کا موجود ہونا ضروری ہے پس اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ وحی الٰہی کے بھی منکر ہیں۔ منہ

(ترجمہ) چکّی پھرے گی اور قضا و قدر نازل ہوگی یعنی مقدمہ کی صورت بدل جائے گی جیسا کہ چکّی جب گردش کرتی ہے تو وہ حصہ چکّی کا جو سامنے ہوتا ہے بباعث گردش کے پردہ میں آجاتا ہے اور وہ حصہ جو پردہ میں ہوتا ہے وہ سامنے آجاتا ہے مطلب یہ کہ مقدمہ کی موجودہ حالت میں جو صورت مقدمہ حاکم کی نظر کے سامنے ہے جو ہمارے لئے مضر اور نقصان رسان ہے یہ صورت قائم نہیں رہیگی اور ایک دوسری صورت پیدا ہو جائیگی جو ہمارے لئے مفید ہے اور جیسا کہ چکّی کو گردش دینے سے جو مُنہ کے سامنے حصہ چکّی کا ہوتا ہے وہ پیچھے کو چلا جاتا ہے اور جو پیچھے کا حصہ ہوتا ہے وہ مُنہ کے سامنے آجاتا ہے اسی طرح جو مخفی اور در پردہ باتیں ہیں وہ مُنہ کے سامنے آجائیں گی اور ظاہر ہو جائینگی اور جو ظاہر ہیں وہ ناقابل التفات اور مخفی ہو جائیں گی اور پھر بعد اسکے فرمایا کہ یہ خدا کا فضل ہے جس کا وعدہ دیا گیا یہ ضرور آئیگا اور کسی کو مجال نہیں جو اسکو ردّ کر سکے یعنی آسمان پر یہ فیصلہ یافتہ امر ہے کہ یہ صورت موجودہ مقدمہ کی جس سے یاس اور نومیدی ٹپکتی ہے یکدفعہ اُٹھا دیجائیگی اور ایک اور صورت ظاہر ہو جائیگی جو ہماری کامیابی کے لئے مفید ہے جس کا ہنوز کسی کو علم نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے میرے خدا کی قسم کہ یہی بات سچ ہے اس امر میں نہ کچھ فرق آئیگا اور نہ یہ امر پوشیدہ رہیگا اور ایک بات پیدا ہو جائیگی جو تجھے تعجب میں ڈالیگی۔ یہ اُس خدا کی وحی ہے جو بلند آسمانوں کا خدا ہے میرا ربّ اس صراط مستقیم کو نہیں چھوڑتا جو اپنے برگزیدہ بندوں سے عادت رکھتا ہے اور وہ اپنے ان بندوں کو بھولتا نہیں جو مدد کرنے کے لائق ہیں۔ سو تمہیں اس مقدمہ میں کُھلی کُھلی فتح ہوگی مگر اس فیصلہ میں اُس وقت تک تاخیر ہے جو خدا نے مقرر کر رکھا ہے تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو کہہ ہر ایک امر میرے خدا کے اختیار میں ہے پھر اس مخالف کو اس کی گمراہی اور ناز اور تکبّر میں چھوڑ دے (یہ فقرہ وحی الٰہی کا ایک تسلّی دینے کا فقرہ ہے کیونکہ جب ہماری نالش کے بعد اکثر قانون دان سمجھ گئے تھے کہ یہ دعوٰی بے بنیاد ہے ضرور خارج ہو جائیگا اور امام الدین مدعا علیہ کو ہر ایک پہلو سے

یہ خبریں مل گئی تھیں کہ قانون کے رو سے ہماری کامیابی کی سبیل بند ہے تو اس وجہ سے
اُس کا تکبر بہت بڑھ گیا تھا اور وہ دعوے سے کہتا تھا کہ وہ مقدمہ عنقریب خارج ہو جائے گا
بلکہ یہی سمجھو کہ خارج ہو گیا اور شریر لوگوں نے اسکا ساتھ دیا۔ چنانچہ یہ بات قریباً تمام
گاؤں میں مشہور ہو گئی تھی کہ اس مقدمہ کو ہمارے مخالفوں نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ گویا
مقدمہ اُن کے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے سو اس جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیوں اس قدر
ناز اور رعونت دکھلا رہے ہو ہر ایک امر خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ ہر ایک
چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ قادر تیری سنتا
ہے اُسکو پوشیدہ باتوں کا علم ہے بلکہ جو نہایت پوشیدہ باتیں ہیں جو انسان کے فہم
سے بھی برتر ہیں وہ بھی اسکو معلوم ہیں ماحصل اس فقرہ وحی الٰہی کا یہ ہے کہ اسجگہ بھی ایک
پوشیدہ امر ہے کہ جواب تک نہ تجھی معلوم ہے اور نہ تمہارے وکیل کو اور نہ اُس حاکم کو جسکی عدالت
میں یہ مقدمہ ہے اور پھر فرمایا کہ وہی خدا حقیقی معبود ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہیں انسان
کو نہیں چاہیئے کہ کسی دوسرے پر توکل کرے کہ گویا وہ اُس کا معبود ہے ایک خدا ہی ہے
جو یہ صفت اپنے اندر رکھتا ہے وہی ہے جسکو ہر ایک چیز کا علم ہے اور جو ہر ایک چیز کو
دیکھ رہا ہے اور وہ خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقوےٰ اختیار کرتے ہیں اور
اُس سے ڈرتے ہیں اور جب کوئی نیکی کرتے ہیں تو نیکی کے تمام باریک لوازم کو ادا کرتے
ہیں سطحی طور پر نیکی نہیں کرتے اور نہ ناقص طور پر بلکہ اُسکی عمیق در عمیق شاخوں کو بجا لاتے
ہیں اور کمال خوبی سے اُسکا انجام دیتے ہیں سو انہیں کی خدا مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اُسکی
پسندیدہ راہوں کے خادم ہوتے ہیں اور ان پر چلتے ہیں اور چلاتے ہیں۔ اور پھر فرمایا
کہ ہم نے احمد کو یعنی اس عاجز کو اُسکی قوم کی طرف بھیجا پس قوم اُس سے روگردان ہو گئی اور
انہوں نے کہا کہ یہ تو کذّاب ہے دُنیا کے لالچ میں پڑا ہوا ہے یعنی ایسے ایسے حیلوں سے دُنیا
کمانا چاہتا ہے اور انہوں نے عدالتوں میں اُسپر گواہیاں دیں تا اُسکو گرفتار کرا دیں اور وہ

ایک تند سیلاب کی طرح جو اوپر سے نیچے کی طرف آتا ہے اُس پرانے حملوں کے ساتھ گر رہی ہیں مگر وہ کہتا ہے کہ میرا پیارا مجھ سے بہت قریب ہے وہ قریب تو ہے مگر مخالفوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ یہ پیشگوئی ہے جو اُس وقت کی گئی تھی جبکہ مخالف دعویٰ سے کہتے تھے کہ بالیقین مقدمہ خارج ہو جائیگا اور میری نسبت کہتے تھے کہ ہم اُنکی گھر کے تمام دروازوں کے سامنے دیوار کھینچکر وہ دُکھ دینگے کہ گویا وہ قید میں پڑ جائیں گے اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں خدا نے اس پیشگوئی میں خبر دی کہ میں ایک ایسا امر ظاہر کرونگا جس سے جو مغلوب ہے وہ غالب اور جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائیگا۔ اور یہ پیشگوئی اس قدر شائع کی گئی تھی کہ بعض ہماری جماعت کے لوگوں نے اسکو حفظ کر لیا تھا اور صدہا آدمی اس سے اطلاع رکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ کیونکر ہوگا۔ غرض کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ پیشگوئی قبل از وقت بلکہ کئی مہینے فیصلہ سے پہلے عام طور پر شائع ہو چکی تھی اور الحکم اخبار میں درج ہو کر دور دراز ملک کے لوگوں تک اس کی خبر پہنچ چکی تھی پھر فیصلہ کا دن آیا۔ اُس دن ہمارے مخالف بہت خوش تھے کہ آج اخراج مقدمہ کا حکم سُنایا جائیگا اور کہتے تھے کہ آج سے ہمارے لئے ہر ایک قسم کی ایذا کا موقع ہاتھ آ جائیگا وہی دن تھا جس میں پیشگوئی کی اس بیان کے معنی کھلنے تھے کہ وہ ایک امر مخفی ہے جس سے مقدمہ پلٹا کھائیگا اور آخر میں وہ ظاہر کیا جائیگا۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ اُس دن ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین کو خیال آیا کہ پرانی مثل کا انڈکس دیکھنا چاہیئے یعنی ضمیمہ جس میں ضروری احکام کا خلاصہ ہوتا ہے جب وہ دیکھا گیا تو اسمیں وہ بات نکلی جسکے نکلنے کی توقع نہ تھی یعنی حاکم کا تصدیق شدہ یہ حکم نکلا کہ اس زمین پر قابض نہ صرف امام الدین ہے بلکہ میرزا غلام مرتضیٰ یعنی میرے والد صاحب بھی قابض ہیں۔ تب یہ دیکھنے سے میرے وکیل نے سمجھ لیا کہ ہمارا مقدمہ فتح ہو گیا۔ حاکم کے پاس یہ بیان کیا گیا اُس نے فی الفور وہ انڈکس طلب کیا اور چونکہ دیکھتے ہی اسپر حقیقت کھل گئی اس لئے اُس نے بلا توقف امام الدین پر ڈگری

زمین کی مع خرچہ کردی اگر وہ کاغذ پیش نہ ہوتا تو حاکم مجوز بجز اس کے کیا کر سکتا تھا کہ مقدمہ کو خارج کرتا اور دشمن بدخواہ کے ہاتھ سے ہمیں تکلیفیں اُٹھانی پڑتیں۔ یہ خدا کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور یہ پیشگوئی درحقیقت ایک پیشگوئی نہیں بلکہ دو پیشگوئیاں ہیں کیونکہ ایک تو اس میں فتح کا وعدہ ہے اور دوسرے ایک امر مخفی کے ظاہر کرنے کا وعدہ ہے جو سب کی نظر سے پوشیدہ تھا اور ہم اس جگہ بہت خوشی اور خدا کے شکر کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی سچائی کا گواہ حاکم مجوز مقدمہ بھی خدا کی قضا و قدر نے کر دیا ہے جس شہادت سے وہ اپنے تئیں علیحدہ نہیں کر سکتا گو ہمارا مذہبی مخالف ہے یعنی شیخ خدا بخش ڈسٹرکٹ جج کیونکہ وہ گواہی دے سکتا ہے کہ ہمارے وکیل نے باوجود کئی پیشیوں کے اس قوی حجّت کو پیش نہیں کیا صرف مقدمہ کے آخری مرحلہ پر محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ عقیدہ کھلا چنانچہ ہر ایک شخص جو شیخ خدا بخش کے فیصلہ کو دیکھے گا اس پر فی الفور ظاہر ہو جائیگا کہ مدّت تک ہمارا پلیڈر محض سماعی شہادتوں سے کام لیتا رہا جو ایک جوڈیشل فیصلہ کے مقابل پر ہیچ تھیں کیونکہ امام الدین مدعا علیہ نے جس مثل کو اپنے مخصوص قبضہ ثابت کرنے کیلئے پیش کیا تھا اس میں تو صرف امام الدین کا نام تھا میرے والد صاحب کا نام نہ تھا اس میں بھید یہ تھا کہ غلام جیلانی اصل مالک زمین نے امام الدین پر ہی نالش کی تھی اور اسکی عرضی پر مدعا علیہ صرف امام الدین ہی لکھا گیا تھا اور پھر اطلاع پانے کے بعد میرے والد صاحب نے بذریعہ اپنے مختار کے مدعا علیہم میں اپنا نام بھی لکھوا دیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم دونوں قابض ہیں اور وہ کاغذات کسی اتفاق سے تلف ہو گئے تھے اور صرف امام الدین کا نام مدعی کے عرضی دعوے پر باقی رہ گیا تھا جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ قابض زمین صرف امام الدین ہے سو یہی مخفی راز تھا جو ہمیں معلوم نہ تھا اور جب خدا تعالیٰ نے چاہا تو انڈکس کی مدد سے وہ مخفی حقیقت ظاہر ہو گئی اور جیسا کہ پیشگوئی میں ہے ایک دم میں چکّی پھر گئی۔ ظاہر ہے کہ چکّی کی روش سے جو حصہ چکّی کا آنکھ سے پوشیدہ ہوتا ہے وہ آنکھ کے سامنے آجاتا ہے اور

جو سامنے ہوتا ہے وہ پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ پس یہی حال اس مقدمہ کا ہوا یعنی جو وجوہات قبل اس سے حاکم کی نظر کے سامنے تھے یعنی یہ کہ غلام جیلانی مدعی نے اپنی عرضی دعوے میں صرف امام الدین کو قابض ظاہر کیا ہے اندکس پیدا ہونے سے یکدفعہ یہ وجوہات ناپید ہو گئے اور چکّی کی پوشیدہ طرف کی طرح نئے وجوہات نظر کے سامنے آگئے اور جس پوشیدہ امر کے لئے اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ آخر کار میں ظاہر کردوں گا وہ ظاہر ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ غلام جیلانی کی نالش کا مقدمہ ایک پرانے زمانہ کا تھا جس پر قریباً چالیس برس کے گذر گئے تھے اور وہ مقدمہ میرے والد صاحب کے وقت کا تھا مجھ کو اس سے کچھ اطلاع نہ تھی اور چونکہ مدعی کے عرضی دعوے میں صرف امام الدین کا نام مدعا علیہ لکھا گیا تھا اور باقی کاغذات تلف ہو چکے تھے اور تیس ۳۰ برس گذر گئے تھے جبکہ میرے والد صاحب اور نیز بعد اُن کے میرے بڑے بھائی بھی فوت ہو چکے تھے اِسلئے اِن پوشیدہ باتوں کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی

اب سوچنا چاہیئے کہ یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے جو نصرت الٰہی سے خمیر کی گئی ہے اب جو شخص ایسی پیشگوئیوں کی بھی تکذیب کریگا تو ہمیں اُسکے اسلام کی کچھ خیر نظر نہیں آتی افسوس کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نُصرت کی بھی قدر نہیں کرتے ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لوگ محض اپنے تعصب سے یہ بکواس کرتے تھے کہ قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں اور علماء اسلام جواب تو دیتے تھے مگر سچ بات تو یہ ہے کہ پیشگوئیوں اور خوارق کے مُنکر کا جواب دینا اُسی شخص کا کام ہے جو پیشگوئی دکھلا بھی سکے ورنہ محض باتوں سے یہ تنازع فیصلہ پا نا نہیں پس جبکہ پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنیکے لئے مجھے بھیجا۔ اب کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں۔ مَیں بے وقت نہیں آیا بلکہ اُس وقت آیا کہ جب اسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ اے آنکھوں کے اندھو! تمہیں سچائی کا مخالف بننا کس نے سکھلایا! دین تباہ ہو گیا اور بیرونی حملوں اور اندرونی بدعات نے تمام

اعضاء دین کے زخمی کر دیئے اور صدی میں سے بھی تیئیس۲۳ برس گذر گئے اور کئی لاکھ
مسلمان مرتد ہو کر خدا اور رسول کے دشمن ہو گئے مگر تم کہتے ہو کہ اسوقت کوئی خدا کی طرف سے تو نہیں مگر دجّال آ گیا۔
بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی
نہیں کی۔ یاد رکھو کہ وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا اب وہ زمانہ آ گیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا
چاہتا ہے کہ وہ رسول **محمد عربی** صلعم جسکو گالیاں دی گئیں جس کے نام کی بے عزتی کی
گئی جس کی تکذیب میں بد قسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں
وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے۔ اُس کے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا
گیا۔ مگر آخر اُسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا اُسکے غلاموں* اور خادموں میں سے ایک میں
ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ
کھولا گیا ہے۔ اے نادانو! تم کفر کہو یا کچھ کہو تمہاری تکفیر کی اُس شخص کو کیا پروا ہے
جو خدا کے حکم کے موافق دین کی خدمت میں مشغول ہے اور اپنے پر خدا کی عنایات کو
بارش کی طرح دیکھتا ہے وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر اترا تھا وہی میرے دل پر بھی
اُترا ہے مگر اپنی تجلّی میں اُس سے زیادہ۔ وہ بھی بشر تھا اور میں بھی بشر ہوں اور جس
طرح دھوپ دیوار پر پڑتی ہے اور دیوار نہیں کہہ سکتی کہ میں سورج ہوں۔ اسلئے ہم دونوں
ان تجلیات سے اپنے نفس کی کوئی ذاتی عزت نہیں نکال سکتے۔ کیونکہ وہ حقیقی آفتاب کہہ سکتا
ہے کہ مجھ سے الگ ہو کر پھر دیکھ کہ تجھ میں کونسی عزت ہے۔ اسی طرح عیسیٰ نے ایک وقت
میں تو یہ کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور دوسرے وقت بقول عیسائیوں کے شیطان کے پیچھے پیچھے پھرتا رہا
اگر اسمیں حقیقی روشنی ہوتی تو یہ ابتلا اسکو پیش نہ آتا۔ کیا شیطان خدا کی بھی آزمائش
کر سکتا ہے۔ پس چونکہ عیسیٰ انسان تھا اس لئے انسانی آزمائشیں اُس کو پیش آئیں۔
اور عیسیٰ کی دعاؤں میں بھی کوئی اقتدار نہ تھا صرف انسان کی طرح جناب الٰہی میں عجز و نیاز تھا
یہی وجہ ہے کہ باغ والی دعا میں اس قدر وہ رویا کہ اُس کے کپڑے آنسوؤں سے بھر گئے۔ مگر باوجود اسکے

* اس کے متعلق ایک الہامی شعر بھی ہے جو یہ ہے۔ ع برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے۔ جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے۔ منہ

عیسائی کہتے ہیں کہ پھر بھی وہ دعا قبول نہ ہوئی لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ قبول ہو گئی اور خدا نے اُسکو صلیب سے بچا لیا اور صرف یونس کی طرح قبر میں داخل ہوا اور یونس کی طرح زندہ ہی داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا اُس کا رونا اور اُس کی روح کا گداز ہونا موت کے قائم مقام تھا ایسی دُعائیں قبول ہوتی ہیں جیسی مریم کے بیٹے نے باغ میں کی*

اس درگاہ بلند میں آسان نہیں دُعا ✤ جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

۱۲۰۔ نشان۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے متعلق خدا نے میرے لئے ایک نشان ظاہر کیا تھا چونکہ اس نشان کے اوّل گواہ مفتی محمد صادق صاحب اڈیٹر اخبار بدر ہیں اسلئے اُنہیں کے ہاتھ کا خط بطور شہادت ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود الصلوٰۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ جناب عالی مجھے جو کچھ معلوم ہے خدمت میں عرض کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جب کتاب امہات المومنین عیسائیوں کی طرف سے اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی تو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ممبروں نے گورنمنٹ میں اس مضمون کا میموریل بھیجا تھا کہ اس کتاب کی اشاعت بند کیجائے اور اُس کے مصنف سے جس نے ایسی گندی کتاب لکھی ہے باز پُرس ہو۔ اُن ایام میں یہ عاجز لاہور میں دفتر اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا اور دو چار روز کے واسطے کسی رخصت کی تقریب پر قادیان آیا ہوا تھا جبکہ حضور کی خدمت میں اُن کے میموریل کا ذکر کیا گیا تو مجھے خوب یاد ہے کہ حضور بہت سے آدمیوں کے ساتھ جن میں حضرت مولوی محمد علیصاحب ایم اے بھی تھے باغ کی طرف سیر کو جا رہے تھے۔ تب حضور نے فرمایا کہ یہ بات انجمن نے ٹھیک نہیں کی۔ ہم اس میموریل کے سخت مخالف ہیں۔ چنانچہ حضور نے اس مخالفت کو اپنی ایک تحریر میں جو بصورت میموریل بخدمت گورنمنٹ بھیجی تھی صاف طور پر ۴ مئی ۱۸۹۸ء کو شائع بھی

* مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے سولی دیئے جانے کی نسبت کوئی خواب دیکھی ہوگی اسلئے اُن کے دل میں یہ خوف دامنگیر ہوا کہ اگر میں سولی دیا گیا تو شریر یہودی لعنتی ہونے کی تہمت میرے پر لگائیں گے پس اسی وجہ سے انہوں نے جان توڑ کر دعا کی اور وہ دعا قبول ہو گئی اور خدا نے اس تقدیر کو اس طرح بدل دیا کہ گو لعنتی سولی پر چڑھائے گئے قبر میں بھی داخل کیے گئے مگر یونس کی طرح زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے نبی بہادر ہوتے ہیں ذلیل یہودیوں کا اُنکو خوف نہ تھا۔ منہ

کر دیا تھا جس پر انجمن والوں نے بہت شور مچایا اور اخباروں میں حضور کے برخلاف مضمون شائع کیے انہیں دنوں میں جب حضور باہر سیر کر رہے تھے تو حضور نے فرمایا تھا کہ ہمیں انجمن حمایت اسلام لاہور کی اِس کارروائی کے متعلق الہام ہوا ہے سنذکرون ما اقول لکم و افوض امری الی اللّٰہ - اور اسکے ترجمہ اور تفہیم میں حضور نے فرمایا کہ عنقریب انجمن والے میری بات کو یاد کرینگے کہ اِس طریق کے اختیار کرنے میں ناکامی ہے اور جس امر کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو رد کرنا اور انکا جواب دینا اس امر کو خدا تعالےٰ کو سونپتا ہوں یعنی خدا میرے کام کا محافظ ہوگا مگر وہ ارادہ جو انجمن والوں نے کیا ہے کہ امہات المومنین کے مؤلف کو سزا دلائیں ہمیں اُن کو کامیابی ہرگز نہ ہوگی اور بعد میں انکو یاد آئیگا کہ جو پیش از وقت بتلایا گیا تھا وہ واقعی اور درست تھا اس الہام کے سُننے کے ایک دو دن کے بعد جب میں واپس لاہور گیا تو حسب معمول مسجد گمٹی بازار لاہور میں ایک جلسہ کیا گیا - اور اس جلسہ میں یہ عاجز اپنے قادیان کے سفر کی رپورٹ سُناتا تھا چنانچہ حضور کا یہ الہام اور اُسکی تشریح ایک گروہ کثیر کو وہاں سُنائی گئی اور ہنوز میں سُنا ہی چکا تھا کہ ایک شخص نے خبر دی کہ انجمن کو لفٹننٹ گورنر کی طرف سے جواب آگیا ہے اور انکا میموریل نامنظور ہوا ہے اور مؤلف رسالہ امہات المومنین کسی قانون کے مواخذہ کے نیچے نہیں آسکتا تب اِس خبر کا سُننا تمام حاضرین جلسہ کے واسطے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا اور سب نے خدا تعالےٰ کے عجیب کاموں پر اُس کی حمد کی - (راقم) حضورؑ کی جوتیوں کا غلام محمد صادق

۱۲۱ - نشان - جن دنوں میں ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ واقع ہوا تھا اُسوقت چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو خبر ملی تھی کہ اسی زلزلہ پر حصر نہیں اور بھی زلزلے آئیں گے - اِس لئے میں مصلحتاً باغ میں مع عیال و اطفال اور اکثر اپنی جماعت کے لوگوں کے چلا گیا تھا اور وہاں ایک بڑے میدان میں دو خیمے لگا کر ہم بسر کرتے تھے انہیں دنوں میں میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہو گئے تھے کسی وقت تپ مفارقت نہیں کرتا تھا اور کھانسی ساتھ

تھی۔ میرے مخلص دوست مولوی حکیم نور دین صاحب علاج کرتے تھے مگر فائدہ محسوس نہ ہوتا تھا یہاں تک نوبت پہنچی کہ نشست و برخاست سے عاری ہوگئی چارپائی پر بٹھا کر خیمہ میں شام کے وقت عورتیں لیجاتی تھیں اور صبح چارپائی پر باغ میں لے آتی تھیں اور دن بدن جسم لاغر ہوتا جاتا تھا آخر مَیں نے توجہ سے دعا کی تب الہام ہوا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ یعنی میرا رب میرے ساتھ ہے عنقریب وہ مجھے بتلا دے گا کہ مرض کیا ہے اور علاج کیا ہے اِس الہام سے چند منٹ بعد ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ بیماری بباعث حرارتِ جگر ہے اور دل میں ڈالا گیا کہ کتاب شفاء الاسقام کا نُسخہ اس کیلئے مفید ہوگا سو وہ نسخہ بنایا گیا اور وہ قرص تھے جب تین یا چار قرص کھائے گئے تو ایک دن صبح کے وقت مَیں نے خواب میں دیکھا کہ عبد الرحمٰن نام ایک شخص ہماری مکان میں آیا ہے اور وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ بخار ٹوٹ گیا۔ اور یہ عجیب قدرت الٰہی ہے کہ ایک طرف یہ خواب دیکھی گئی اور دوسری طرف جب مَیں نے نبض دیکھی تو بخار کا نام و نشان نہ تھا پھر یہ الہام ہوا۔ تو در منزل ما چو بار بار آئی۔ خدا ابر رحمت ببارید یا نے۔ اس پیشگوئی کی بھی ایک جماعت گواہ ہے جس کا جی چاہے دریافت کرلے۔

۱۲۲۔ نشان۔ عرصہ تیس ۳۰ برس کے قریب گذرا ہے کہ ایک مرتبہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلند چبوترہ ہے جو دوکان کے مشابہ ہے اور شاید اس پر چھت بھی ہے اسمیں ایک نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے جو قریباً سات برس کی عمر کا تھا۔ میرے دل میں گذرا کہ یہ فرشتہ ہے اُس نے مجھے بلایا یا مَیں خود گیا یہ یاد نہیں۔ لیکن جب مَیں اُسکے چبوترہ کے پاس جا کر کھڑا ہوا تو اُس نے ایک نان جو نہایت لطیف تھا اور چمک رہا تھا اور بہت بڑا تھا گویا چار نان کے مقدار پر تھا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مجھے دیا اور کہا کہ یہ نان لو یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے سو دس برس کے بعد اس خواب کا ظہور ہو گیا۔ اگر کوئی دل کی صفائی سے قادیان میں آکر رہے تو اُسے معلوم ہوگا کہ وہی روٹی جو فرشتے نے دی تھی دو وقت ہمیں

غیب سے ملتی ہے کئی عیالدار دو وقت یہاں سے روٹی کھاتے ہیں کئی نابینا اور اپاہج اور مسکین دو وقت اس لنگرخانہ سے روٹی لے جاتے ہیں اور ہر ایک طرف سے مہمان آتے ہیں۔ اور اوسط تعداد روٹی کھانیوالوں کی ہر روز دو سو اور کبھی تین سو اور کبھی زیادہ ہوتی ہے جو دو وقت اس لنگر سے روٹی کھاتے ہیں اور دوسرے مصارف مہمانداری کے الگ ہیں اور اوسط خرچ بہت کفایت شعاری سے پندرہ سو روپیہ ماہواری ہوتا ہے مگر اور کئی متفرق خرچ ہیں جو اس کے علاوہ ہیں۔ اور یہ خدا کا معجزہ بیس۲۰ برس سے مَیں دیکھ رہا ہوں۔ کہ غیب سے ہمیں وہ روٹی ملتی ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ کل کہاں سے آئیگی لیکن آجاتی ہے حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی تو یہ دعا تھی کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے لیکن خدائے کریم ہمیں بغیر دعا کے ہر روز کی روٹی دے رہا ہے اور جیسا کہ فرشتہ نے کہا تھا کہ یہ روٹی تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کیلئے ہے اسی طرح خدائے کریم مجھے اور میرے ساتھ کے درویشوں کو ہر روز اپنی طرف سے یہ دعوت بھیجتا ہے پس ہر روز نئی دعوت اس کی ہمارے لئے ایک نیا نشان ہے۔

۱۲۳۔ نشان۔ ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں* رہا اور کہا کہ مَیں ایک مذہبی جلسہ** کرنا چاہتا ہوں آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے مَیں نے عذر کیا پر اُس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں چونکہ مَیں جانتا ہوں کہ مَیں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ مَیں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اسکے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اسلئے مَینے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القا کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے مَینے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میری اندر پھونک دی گئی ہے مَینے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اسوقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ مَینے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا جو کچھ

* یاد آیا اُس کا نام سوامی شوگن چندر تھا۔ منہ
** اس جلسہ کا نام دھرم مہوتسو جلسہ اعظم مذاہب مشہور کیا گیا تھا۔ منہ

لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے میں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنیوالے کیلئے مشکل ہو گیا کہ اس قدر جلدی سے اسکی نقل لکھے۔ جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ **مضمون بالا رہا** خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اُس مجمع میں پڑھا گیا تو اسکے پڑھنے کے وقت سامعین کیلئے ایک عالم وجد تھا۔ اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے اُن کے مُنہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین سے بالا رہا اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو لاہور سے انگریزی میں ایک اخبار نکلتا ہے اس نے بھی شہادت کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا۔ اور شاید بیس کے قریب ایسی اُردو اخبار بھی ہوں گے جنہوں نے یہی شہادت دی اور اس مجمع میں بجز بعض متعصب لوگوں کے تمام زبانوں پر یہی تھا کہ یہی مضمون فتحیاب ہوا اور آجتک صدہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے رہے ہیں۔ غرض ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیشگوئی پوری ہو گئی کہ مضمون بالا رہا۔ یہ مقابلہ اس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سنائی تھیں جن میں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے۔ لیکن جب خدا نے میرے ہاتھ اسلامی راستی کا عصا ایک پاک اور پُر معارف تقریر کے پیرایہ میں اُنکے مقابل پر چھوڑا تو وہ **اژدہا بن کر** سب کو نگل گیا۔ اور آجتک قوم میں میری اس تقریر کا تعریف کے ساتھ چرچا ہے جو میرے مُنہ سے نکلی تھی فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

۱۲۴۔ نشان۔ تصنیف براہین احمدیہ کے زمانہ میں جبکہ لوگوں کا میری طرف کچھ رجوع نہ تھا اور نہ دنیا میں شہرت تھی روپیہ کی سخت ضرورت پیش آئی اُسکے لئے میں نے دعا کی تب

* مضمون چونکہ پانچ سوالات مشتہرہ کے ہر ایک پہلو کے متعلق تھا اسلئے اُسکے پڑھنے کیلئے مقررہ وقت کافی نہ تھا لہٰذا تمام حاضرین کے انشراح صدر سے درخواست کرنے پر اسکے پڑھنے کے لئے ایک دن اور بڑھایا گیا یہ بھی عام قبولیت کا نشان ہے۔ منہ

یہ الہام ہوا دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ فی شائل مقیاس دِن وِل یو گو ٹو امرت سر۔ یعنی دس دن کے بعد روپیہ ضرور آئیگا پہلے اِس سے کچھ نہیں آئے گا خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دُم اُٹھاتی ہے تب اُسکا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئیگا تب تم امرت سر میں بھی جاؤ گے۔ یہ پیشگوئی مَیں نے تین ہندوؤں یعنی شرمپت۔ ملاوامل۔ بشنداس کو جو آریہ ہیں سُنادی اور اُن کو کہدیا کہ یاد رکھو کہ یہ روپیہ ڈاک کے ذریعہ سے آئیگا اور دس دن تک ڈاک کے ذریعہ سے کچھ بھی نہیں آئیگا۔ اور علاوہ ان ہندوؤں کے اور بہت سے مسلمانوں کو یہ پیشگوئی قبل از وقت سُنادی اور خوب مشہور کردی کیونکہ اس پیشگوئی میں دو پہلو بہت عجیب تھے۔ ایک یہ کہ قطعی طور پر حکم دیا گیا تھا کہ دس دن تک کچھ نہیں آئیگا اور گیارھویں دن بلا توقف اور بلا فاصلہ روپیہ آئیگا۔ دوسرا پہلو یہ عجیب تھا کہ روپیہ آنے کے ساتھ ہی کچھ ایسا اتفاق پیش آجائیگا کہ تمہیں امرت سر جانا پڑیگا پس یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی ظاہر ہوا کہ الہام کے دن سے دس دن تک ایک پیسہ بھی نہ آیا اور مذکورہ بالا آریان ہر روز ڈاک خانہ میں جاکر تفتیش کرتے رہے اور اُن دنوں میں ڈاکخانہ کا سب پوسٹ ماسٹر بھی ہندو تھا۔ جب گیارھواں دن چڑھا تو ان آریوں کے لئے ایک عجیب تماشے کا دن تھا اور وہ بہت خوشی سے اس بات کے امیدوار تھے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تب بعض ان میں سے ڈاکخانہ میں گئے اور غمگین صورت بناکر واپس آئے اور بیان کیا کہ آج محمد افضل خان نام ایک سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سو دس روپیہ بھیجے ہیں اور ایسا ہی ایک شخص نے ؏۲۰ روپیہ بھیجے غرض اُس دن ایک سو تیس روپے آئے جن سے وہ کام پورا ہوگیا جسکے لئے ضرورت تھی اور اُسی دن جبکہ یہ روپیہ آیا عدالت خفیفہ امرت سر سے ایک شہادت کے ادا کرنے کیلئے میرے نام سمن آگیا اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا اس پیشگوئی کے پورا ہونے

ایک جماعت گواہ ہے اور اسکی اس طرح پر بھی تصدیق ہو سکتی ہے کہ قادیان کے ڈاکخانہ کا رجسٹر دیکھا جائے تو جس دن یہ ایک سو تیس روپیہ آئے ہیں اُس دن سے دس دن پہلے کی تاریخوں میں رجسٹر میں ایک پیسے کا منی آرڈر بھی میرے نام نہیں پاؤ گے اور پھر اگر اُسی تاریخ عدالت خفیفہ امرتسر کے دفتر میں تلاش کرو گے تو اسمیں ایک شخص پادری رجب علی نام کے مقدمہ میں میرا اظہار شامل مثل پاؤ گے اور یہ ۱۸۸۴ء کا نشان ہے۔ اسی پتہ سے ڈاکخانہ کا رجسٹر ملاحظہ ہو سکتا ہے اور اسی پتہ سے عدالت خفیفہ امرتسر میں میرے اظہار کا پتہ لگ سکتا ہے اور اگر ہندو گواہ انکار کریں تو حلف دینے سے وہ سچ سچ بیان کر سکتے ہیں اور جبکہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۶۹ و صفحہ ۴۷۰ میں درج ہے اور ان آریوں کا حوالہ دیا گیا ہے تو عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس پیشگوئی کے گواہ رویت نہیں تھے تو باوجود سخت مخالف ہونے کے اس مدت تک اُن کا خاموش رہنا عقل تجویز نہیں کر سکتی وہ اس زمانہ سے کہ جب سن عیسوی ۱۸۸۴ء تھا اس زمانہ تک کہ اب ۱۹۰۶ء ہے باوجود علم اِس بات کے کہ بار بار کتابوں اور اشتہاروں میں اُن کے نام بطور گواہوں کے ہم لکھ رہے ہیں کیوں خاموش رہے انکا حق تھا کہ ان تمام شہادتوں کی تکذیب کرتے جو براہین احمدیہ میں انکی نسبت درج ہیں۔ یاد رہے کہ تین ہندوؤں کی شہادتیں براہین احمدیہ میں پیشگوئیوں کے بارہ میں درج ہیں سب سے اوّل لالہ شرمپت کھتری دوسرا لالہ ملاوامل کھتری تیسرا بشنداس برہمن ہے اور براہین احمدیہ کی ہر ایک عبارت میں آریوں سے مراد یہی لوگ ہیں بعض جگہ اور بھی ہیں اور اس پیشگوئی میں ایک انگریزی فقرہ ہے وہ بھی میرے لئے بطور نشان کے ہے کیونکہ میں انگریزی بالکل نہیں جانتا۔ پس اِس پیشگوئی کو خدا تعالیٰ نے اُردو اور عربی اور انگریزی میں بیان کرکے ہر ایک طرح سے اُس کے منشاء کو کھول دیا ہے اور یہ ایک بڑا نشان ہے مگر اُن کے لئے جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہیں۔

۱۲۵ نشان ۔ واضح ہو کہ منجملہ ہیبت ناک اور عظیم الشان نشانوں کے پنڈت لیکھرام

کی موت کا نشان ہے جس کی بنیادی پیشگوئی کا سرچشمہ میری کتابیں برکات الدعاء اور کرامات الصادقین اور آئینہ کمالات اسلام ہیں جن میں قبل از وقوع خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام قتل کے ذریعہ سے چھ سال کے اندر اس دنیا سے کوچ کر جائیگا اور اُس کے قتل کیے جانے کا دن عید سے دوسرا دن ہوگا یعنی شنبہ کا دن اور یہ اسلئے مقرر کیا گیا کہ تا عید کا دن جو جمعہ تھا اِس بات پر دلالت کرے کہ جس دن مسلمانوں کے گھر میں دو عیدیں ہونگی اُس سے دوسرے دن آریوں کے گھر میں دو ماتم ہونگے٭ اور یہ پیشگوئی نہ صرف میری کتابوں میں درج ہے بلکہ لیکھرام نے خود اپنی کتاب میں نقل کر کے اپنی قوم میں اس پیشگوئی کی قبل از وقوع شہرت دیدی تھی اور اس پیشگوئی کے مقابل پر اُس نے اپنی کتاب میں میری نسبت یہ لکھا کہ میرے پرمیشر نے مجھے یہ الہام کیا ہے کہ یہ شخص (یعنی یہ خاکسار) تین سال کے اندر ہیضہ سے مرجائیگا کیونکہ کذاب ہے٭٭ لیکھرام کا یہ الہام سہ سالہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب میری موت کی نسبت عبد الحکیم خاں نے سہ سالہ الہام شائع کیا ہے غرض میری یہ پیشگوئی لیکھرام کے بالمقابل تھی اور بطور مباہلہ کے تھی اور لیکھرام کی اب تک وہ کتابیں موجود ہیں اور آریوں میں بہت شہرت یافتہ ہیں جن میں لیکھرام نے اپنے پرمیشر کی طرف منسوب کر کے وہ پیشگوئی لکھی ہے ایسا ہی میری پیشگوئی بھی جسمیں لیکھرام کی موت کی نسبت چھ سال قرار دیئے گئے تھے کئی لاکھ انسانوں میں شہرت پاچکی تھی چنانچہ رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری میں یہ پیشگوئی درج کی گئی اور وہ عربی کتاب ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ لیکھرام کی نسبت خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھ خبر دی ہے کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہوگا اور اُس کا جُرم یہ ہے کہ وہ خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور بُرے لفظوں کے ساتھ توہین کرتا تھا۔ یہ کتاب لیکھرام کے مرنے سے پانچ برس پہلے پنجاب اور ہندوستان میں خوب شائع ہوگئی تھی اور پھر اشتہار ۲۲- فروری ۱۸۹۳ء میں جو میری کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شامل ہے لیکھرام کی موت سے کئی سال پہلے صاف طور پر میں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ لیکھرام گوسالہ سامری کیطرح

٭ دوسرے دن آریوں کے گھر میں دو ماتم ہونگے ایک یہ کہ انکا لیڈر مارا گیا دوسرا یہ کہ ہماری پیشگوئی پوری ہو کر انکے مذہب کا باطل ہونا ثابت ہوا۔ منہ

٭٭ دیکھو کتاب تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۱ - اور کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۱ جسمیں یہ بھی لکھا ہے کہ تین سال کے اندر آپ کا خاتمہ ہوگا اور آپکی ذریّت میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ منہ

٭ لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا تھا اور جمعہ کے روز عید الفطر تھی اور جمعہ خود اسلام میں عید کا دن ہے گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لیکھرام کے قتل سے پہلے دن مسلمانوں کی دو عیدیں ہونگی۔ منہ

ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ جیسا کہ گوسالہ سامری شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا یہی لیکھرام کا حال ہوگا اور یہ اُس کے قتل کی طرف اشارہ تھا چنانچہ لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا اور ان دنوں میں شنبہ سے پہلے جمعہ کے دن مسلمانوں کی عید ہوئی تھی ایسا ہی گوسالہ سامری بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور وہ یہود کی عید کا دن تھا اور گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کرنیکے بعد جلایا گیا تھا ایسا ہی لیکھرام بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنیکے بعد جلایا گیا کیونکہ اوّل قاتل نے اسکی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور پھر ڈاکٹر نے اسکے زخم کو زیادہ کھولا اور بالآخر جلایا گیا اور پھر گوسالہ سامری کی طرح اُسکی ہڈیاں دریا میں ڈالی گئیں اور خدا تعالیٰ نے گوسالہ سامری سے اس لئے اُس کو تشبیہ دی کہ وہ گوسالہ محض بے جان تھا اور اس زمانہ کے ان کھلونے کی طرح تھا جن کی کَل دبانے سے آواز نکلتی ہے اسی طرح اس گوسالہ میں سے ایک آواز نکلتی تھی پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل لیکھرام بے جان تھا اور اُس میں روحانی زندگی نہیں آئی تھی اور اُسکی آواز محض گوسالہ سامری کی طرح تھی اور سچا علم اور سچا گیان اور خدا تعالےٰ سے سچا تعلّق اور سچی محبّت اُس کو نصیب نہیں تھی یہ آریوں کا قصور تھا کہ اُس بے جان کو جس میں روحانیت کی جان نہ تھی اور محض مُردہ تھا اس مقام پر کھڑا کر دیا جس پر کوئی زندہ کھڑا ہونا چاہیئے تھا اِس لئے اس کا گوسالہ سامری کی طرح انجام ہوا۔

اِس پیشگوئی کے وقت بعض اخبار والوں نے بھی میرے پر حملے کیئے چنانچہ پرچہ انیس ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۵۔ مارچ ۱۸۹۳ء میں اخبار مذکور کے اڈیٹر نے بھی ایک حملہ کیا اور وہ یہ تھا کہ اگر لیکھرام کو تھوڑی سی درد سر یا تپ آیا تو کہدیا جائیگا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مَیں نے اسکے جواب میں برکات الدعا میں لکھا کہ اگر ایسی معمولی بات ہوئی تو مَیں سزا کے لائق ٹھیروں گا لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کا نشان صاف صاف طور پر دکھائی دے تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ جواب برکات الدعا

کے پہلے صفحہ میں ہی شائع کیا گیا تھا چاہو تو دیکھ لو۔

اور یہ امر کہ کن پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل کیا جائیگا پس واضح ہو کہ وہ تین ہیں۔ اوّل ایک پیشگوئی کہ جو رسالہ برکات الدعا میں لیکھرام کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی وہ اسکے قتل کی صاف طور پر خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے **عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب و عذاب**۔ یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے جو بیجان ہے اور اس میں محض ایک آواز ہے جسمیں روحانیت نہیں اسلئے اُسکو وہ عذاب دیا جائیگا جو گوسالہ سامری کو دیا گیا تھا اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گوسالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا تھا۔ پس اِس پیشگوئی میں صریح اور صاف طور پر لیکھرام کے قتل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اسکے لئے وہ عذاب مقرر کیا گیا ہے جو گوسالہ سامری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

دوسری پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کی خبر دیتی ہے وہ ایک کشف ہے جو رسالہ برکات الدعا کے حاشیہ پر درج ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ ۲؍ اپریل ۱۸۹۳ء کو مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اُسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں ملائک شداد و غلاظ میں سے ہے۔ وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اسکی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور مَیں اُس کو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے اُس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا اور کہا کہ وہ کہاں ہے * تب مَیں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے کی سزا کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ دیکھو ٹائٹل پیج برکات الدعا مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء۔ اسکے بعد ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء میں لیکھرام بذریعہ قتل ہلاک ہو گیا اور اُسکی

---

* حاشیہ۔ ابتک مجھے معلوم نہیں کہ وہ اور شخص کون ہے اِس فرشتہ خونی نے اُس کا نام تو لیا مگر مجھے یاد نہ رہا کاش اگر مجھے یاد ہوتا تو اُسے مَیں متنبہ کرتا تا اگر ہو سکتا تو مَیں اُسے وعظ و نصیحت سے توبہ کی طرف مائل کرتا لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھرام کا روپ یا یوں کہو کہ اُسکا بروز ہے اور توہین اور گالیاں دینے میں اُسکا مثیل ہے۔ واللّٰہ اعلم منہ

موت سے تخمیناً پانچ برس پہلے یہ کشف رسالہ برکات الدعا میں چھاپ کر شائع کیا گیا تھا۔ اور یاد رہے کہ لیکھرام کے مارے جانیکی پیشگوئی صرف پیشگوئی نہیں تھی بلکہ میں نے اسکی ہلاک ہونیکے لئے دعا کی تھی اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا تھا کہ وہ چھ۶ برس کے اندر ہلاک کیا جائے گا اگر وہ حد سے زیادہ زبان درازی نہ کرتا اور علانیہ طور پر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیتا تو چھ۶ برس پورے کر کے مرتا۔ مگر اسکی زبان درازیوں نے وہ مُدّت بھی پوری ہونے نہ دی اور ایک برس ابھی باقی تھا کہ وہ پنجۂ اجل میں گرفتار ہوگیا۔ اس کے برخلاف ڈپٹی عبد اللہ آتھم نے نرمی کا طریق اختیار کیا یہاں تک کہ جب مَیں اس مباحثہ کے لئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر جاتا تھا تو مجھے دیکھ کر وہ تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور کمینہ طبع عیسائی اسکو منع کرتے تھے مگر وہ اِس تعظیم سے باز نہیں آتا تھا اور نہ صرف اِس قدر بلکہ اُس نے دجّال کہنے سے جلسۂ عام میں رجوع بھی کیا اور عیسائیوں کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھا اسلئے خدا نے میعاد مقررہ سے زیادہ اُسکو مہلت دیدی لیکھرام وہ تھا جو اپنی شوخیوں کی وجہ سے اصلی میعاد بھی پوری نہ کر سکا اور عبد اللہ آتھم وہ تھا جو اپنے ادب اور نرمی کی وجہ سے علاوہ اصل میعاد کے پندرہ مہینہ تک اور زندہ رہا اور بہرحال پندرہ مہینہ کے اندر مر گیا خدا نے اُسکو مہلت بھی دیدی اور پھر اپنی بات کو بھی نہ چھوڑا یعنی بہرحال اُسکی موت کے لئے پندرہ مہینے قائم رہے ؎

اور مَیں نے سیّد احمد خان کو مخاطب کر کے اپنی کتاب برکات الدعا میں لکھا تھا کہ لیکھرام کی موت کے لئے مَیں نے دعا کی ہے اور وہ دعا قبول ہوگئی ہے سو آپ کے لئے جو قبولیّت دعا کے مُنکر ہیں یہ نمونہ دعائے مُستجاب کافی ہے مگر میری اس تحریر پر ہنسی کیگئی کیونکہ لیکھرام ابھی زندہ اور ہر طرح سے تندرست اور توہین اسلام میں سخت سرگرم تھا اور مَیں نے اس مراد سے کہ لوگ پیشگوئی کو یاد کرلیں اشعار میں سیّد احمد خان کو مخاطب کیا اور وہ اشعار یہ ہیں جو میری کتاب برکات الدعا میں درج ہیں اور اُس وقت شائع کیئے

گئے جب لیکھرام زندہ موجود تھا

سید احمد خاں صاحب سی ایس آئی کی طرف نظم میں ایک خط جو دعا کی قبولیت کا منکر تھا۔

سوئے دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب	می درخشد در خور دمی تابد اندر ماہتاب
لیکن آں روئے حسیں از غافلاں ماند نہاں	عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامن پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست	ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہ کوچۂ یار قدیم	جاں سلامت بایدت از خود رہا سر بتاب
تا کلامش عقل و فہم ناسزایاں کم رسد	ہر کہ از خود گم شود او یابد آں راہ صواب
مشکل قرآں نہ از ابنائے دنیا حل شود	ذوق آں می داند آں مستے کہ نوشد آں شراب
ایکہ آگاہی ندادندت ز انوارِ درون	در حق ما ہر چہ گوئی نیستی جائے عتاب
از سرِ عِلم و نصیحت ایں سخنہا گفتہ ایم	تا مگر زیں مرہمے بہ گردد آں زخم خراب
از دعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دعا	چوں علاج مے ز مے وقتِ خمار و التہاب
ایکہ گوئی گر دعاہا را اثر بودی کجاست	سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب

ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرتہائے حق
قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب * (یعنی دعا در موت لیکھرام)

یہ کل نقل مطابق اصل ہے اور اس میں یہ تشریح درج ہے کہ یہ دعا لیکھرام کی نسبت کی گئی تھی۔ اور کتاب کرامات الصادقین میں ایک شعر لکھا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب ہو گی چنانچہ عید جمعہ کو ہوئی اور لیکھرام شنبہ کے دن مارا گیا اور وہ شعر یہ ہے۔

وَبَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَقَالَ مُبَشِّرًا
سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ

* دیکھو صفحہ ۲-۳ سطر ۔ سر ورق برکات الدعاء ۔ منہ

یعنی مجھے لیکھرام کی موت کی نسبت خدا نے بشارت دی اور کہا کہ تو اس واقعہ کو عید کے
دن میں پہچان لے گا اور عید اُس سے قریب ہو گی یہ پیشگوئی کہ لیکھرام کی موت عید کے
دن کے قریب واقع ہوگی بعض آریہ سماج والوں کی اخباروں میں چھپ چکی ہے جیسا کہ سماچار میں

واضح ہو کہ لیکھرام کی موت کے بارے میں پیشگوئی حق الیقین تک پہنچ گئی ہے

اور جو شخص اس پیشگوئی کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرنا چاہے اُسے چاہیئے کہ
اوّل میری کتاب آئینہ کمالات اسلام و الاشتہار پڑھے اور پھر میری کتاب برکات الدعا
کی وہ عبارت غور سے پڑھے جس میں مَیں نے سیّد احمد خاں کی طرف لکھا تھا کہ آپ جس کو کہیں کہ مَیں
لیکھرام کی موت کے لئے دعا کی تھی پس تم یقیناً یاد رکھو کہ وہ میعاد کے اندر مر جائیگا پھر طالب
حق کو چاہیئے کہ اسکے بعد وہ کتاب آئینہ کمالات اسلام کے اشتہار میں میرا وہ نوٹ پڑھے
جس میں مَیں نے آریوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ لیکھرام کی موت کی نسبت میری دعا قبول
ہو چکی ہے اب اگر تمہارا مذہب سچّا ہے تو اپنے پرمیشر سے پرارتھنا اور دعا کرو کہ وہ اس
قطعی موت سے بچ جائے اور ایسا ہی طالب حق کو چاہیئے کہ برکات الدعا کے اخیر میں میرے
اس کشف کو پڑھے جسمیں مَیں نے لکھا ہے کہ ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا جس کی آنکھوں سے خون
ٹپکتا تھا اور اُس نے مجھے آکر کہا کہ لیکھرام کہاں ہے✤ اور ایک اور شخص کا بھی نام لیا کہ وہ
کہاں ہے اور پھر چاہیئے کہ طالب حق کرامات الصادقین میں وہ شعر پڑھے جسمیں لکھا ہے
کہ لیکھرام عید کے دن کے قریب ہلاک ہوگا اور پھر چاہیئے کہ طالب حق آئینہ کمالات اسلام کا الہام
پڑھے جسمیں لیکھرام کی نسبت لکھا ہے عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب و عذاب۔
یعنی لہ کمثلہ نصب و عذاب ترجمہ یہ گوسالہ بے جان ہے جس میں روحانیت کی جان
نہیں صرف آواز ہی آواز ہے پس وہ سامری کے گوسالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا
یاد رہے کہ عبارت لہ نصب و عذاب کی تصریح موافق تفہیم الٰہی یہ ہے کہ لہ کمثلہ
نصب و عذاب سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں لیکھرام

✤ خونی فرشتہ کے اس قول سے یہ اشارہ تھا کہ لیکھرام قتل کیا جائیگا۔ منہ

کے قتل کیے جانے کی نسبت تین الہام ہیں۔ اوّل خونی فرشتہ جو میرے پر ظاہر ہوا اور اُس نے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے۔ دوسرا یہی الہام یعنی عجل جسدٌ لہ خوارٌ لہ نصبٌ وعذاب یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے اور گوسالہ سامری کی مانند وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا تیسرا وہ شعر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا اور قبل از وقت یعنی پانچ سال لیکھرام کی موت سے پہلے شائع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے۔

الا اے دشمنِ نادان و بیراہ بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ

یعنی اے لیکھرام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کردیگی کیوں نہیں ڈرتا۔ اب ہم وہ کُل اشعار اِس جگہ لکھ دیتے ہیں جن میں مذکورہ بالا الہامی شعر ہے اور نیچے اُن کے لیکھرام پشاوری کی نعش کی وہ تصویر لکھ دینگے جو خود آریہ صاحبوں نے شائع کی اور ہمیں اُس بدقسمت لیکھرام کی حالت پر نہایت افسوس آتا ہے کہ چند دن اسلام پر زبان درازی کرکے آخر اُسنے جوانا مرگ جان دی اور وہ قریباً دو ماہ تک قادیان میں بھی میرے پاس رہا تھا اور پہلے اسکی ایسی طبیعت نہیں تھی مگر شریر لوگوں نے اُسکی طبیعت کو خراب کردیا اُس نے بڑی خواہش کے ساتھ یہ قبول کیا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور امور غیبیہ کُھلتے ہیں تو مَیں اسلام قبول کرلوں گا مگر قادیان کے بعض شریر الطبع لوگوں نے اُسکے دل کو خراب کردیا اور میری نسبت بھی اُن نالائق ہندوؤں نے بہت کچھ جھوٹھی باتیں اُس کو سُنائیں تا وہ میری صحبت سے متنفر ہو جائے پس ان بدصحبتوں کی وجہ سے روز بروز وہ ردّی حالت کی طرف گرتا گیا مگر جہاں تک میرا خیال ہے ابتدا میں اسکی ایسی ردّی حالت نہ تھی صرف مذہبی جوش تھا جو ہر ایک اہل مذہب حق رکھتا ہے کہ اپنے مذہب کی پابندی میں بپابندی حق پرستی وانصاف بحث کرے وہ ایک مرتبہ اپنے قتل کیئے جانے سے ایک برس پہلے لاہور کے اسٹیشن پر ایک چھوٹی سی مسجد میں مجھے ملا

اور میں وضو کر رہا تھا اور وہ نمستے کر کے چند منٹ کھڑا رہا اور پھر چلا گیا مجھے افسوس ہے
کہ اُسوقت نماز کی وجہ سے مَیں اُس سے بات نہ کر سکا اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ قادیان کے
ہندوؤں نے اُسکو میری باتیں سُننے کا موقع نہ دیا اور محض افترا سے اُسکو جوش دلایا اور
مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ خون اُن کی گردن پر ہے وہ باوجود اسقدر جوش کے اپنی طبیعت
میں ایک سادگی بھی رکھتا تھا کیونکہ شریر لوگوں کی باتوں سے بغیر تفتیش اور تفحص کے
متاثر ہو جاتا تھا اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُسکو ایک گوسالہ سے مشابہت دی بہر حال ہم
اسکی ناگہانی موت سے بغیر افسوس کے نہیں رہ سکتے مگر کیا کیا جائے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف
سے مقدر تھا وہ پورا ہونا ضروری تھا ہم ان اشعار کے نیچے جو ذیل میں لکھیں گے پنڈت
لیکھرام کی اُس نعش کی تصویر دکھائیں گے جو آریہ صاحبوں نے شایع کی ہے یہ اُسوقت کی تصویر
ہے جبکہ وہ مقتول ہونیکے بعد ارتھی پر رکھا گیا تھا اور ایک جماعت کثیر اُسکے ساتھ تھی
یہ تصویر ہم نے اس رسالہ میں اِس لئے شایع کی ہے تا اگر ممکن ہو تو کوئی اس حالت سے عبرت پکڑے
اور مذہبی مباحثات میں وہ طریق اختیار نہ کرے جو خدا کو پسند نہیں۔ اس امر کو خدا تعالےٰ جانتا
ہے کہ مجھے کسی سے بُغض نہیں ہے اگرچہ میں لیکھرام کے معاملہ میں اس بات سے تو خوش ہوں کہ
خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی مگر دوسری پہلو سے میں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت
میں مرا اگر وہ میری طرف رجوع کرتا تو میں اُسکے لئے دعا کرتا تا یہ بلا ٹل جاتی اُسکے لئے ضروری
نہ تھا کہ اس بلا کے رد کرانیکے لئے مسلمان ہو جاتا بلکہ صرف اسقدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ
زبانی سے اپنے مُنہ کو روک لیتا اور اُسکی طرف سے بصریح ظلم تھا کہ وہ ہمارے نبی صلے اللہ کو بغیر کامل
علم اور وسیع واقفیت کے کاذب اور مفتری کہتا تھا اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام
کو بھی گالیاں دیتا تھا اور جو خدا کا برگزیدہ نبی ایسے وقت میں آیا کہ جب تمام عرب اور فارس
اور شام اور روم اور تمام بلادِ یورپ مخلوق پرستی میں گرفتار تھے اور باقرار پنڈت دیانند
اُس زمانہ میں تمام آریہ ورت بھی بُت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا اور کسی حصہ زمین میں خدا کی

توحید قایم نہیں رہی تھی اور اسی نبی نے ظاہر ہو کر توحید کو نئے سرے قایم کیا اور زمین پر خدا کے جلال اور عظمت کا سکہ جمایا اور ہزارہا نشانوں اور معجزات سے اپنی سچائی ظاہر کی اور اب تک اسکے معجزات ظہور میں آرہے ہیں۔ پس کیا یہ شرافت اور تہذیب کا طریق تھا کہ ایسے عظیم الشان نبی کو جو خدا کے جلال کو زمین پر ظاہر کرنے والا اور بت پرستی کو نابود کرنیوالا اور نئے سرے توحید کو قایم کرنے والا تھا گندی گالیوں سے یاد کیا جاوے؟ اور کبھی بھی بس نہ کیا جاوے؟ بازاروں میں گالیاں دیں عام مجمعوں میں گالیاں دیں؟ ہر ایک کوچہ و گلی میں گالیاں دیں؟ خدا غضب میں دھیما ہے اور نہایت کریم و رحیم ہے مگر آخر سرکش اور بے حیا کو پکڑتا ہے۔ معاملہ آخرت کا ابھی مخفی ہے مگر ایسے مذہب کو ضرور خدا کی طرف سے کہنا پڑتا ہے جو زندہ خدا کے زندہ نشان دکھاتا ہو انسان ہر ایک عمدہ تعلیم کی نقل اتار سکتا ہے مگر خدا کے نشانوں کی نقل نہیں اتار سکتا۔ پس اس معیار کی رو سے آج روئے زمین پر زندہ مذہب صرف اسلام ہے مگر باوجود اس کے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہندوؤں کے پیشوا اور اوتار کاذب اور مکار تھے اور نہ (نعوذ باللہ) ہم ان کو گالیاں دیتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ کوئی آباد بستی اور ملک نہیں جس میں اس نے کوئی نبی نہ بھیجا ہو جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ یعنے کوئی ایسی امت نہیں جس میں خدا کا کوئی نبی نہ آیا ہو مگر ہم اس عقیدہ کو سمجھ نہیں سکتے کہ باوجود خدا کے وسیع بلاد اور اقالیم کے جو سب اسکی ہدایت کے محتاج ہیں اور سب اسکے بندے ہیں پھر بھی خدا تعالیٰ کا قدیم سے آریہ ورت سے ہی تعلق رہا اور دوسری قومیں اسکی براہ راست ہدایت سے محروم رہی ہیں۔ خدا کا موجودہ قانون بھی ہم اسکے برخلاف پاتے ہیں وہ . . . . . دوسرے ممالک میں اب بھی اپنی وحی اور الہام سے اپنے وجود کا پتہ دیتا ہے اپنے بندوں کی نسبت خدا کی طرف سے یہ کش پات اور طرفداری اسکی ذات کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی جو شخص اسکی طرف دل اور جان سے رجوع

کرے وہ بھی اسکی طرف رجوع برحمت کرتا ہے خواہ ہندی ہو اور خواہ عربی وہ کسی کو ضایع کرنا نہیں چاہتا اُس کی رحمت عام ہے کسی خاص ملک سے محدود نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ جسمانی طور پر بھی خدا تعالےٰ کی نعمتیں ہر ایک جگہ پائی جاتی ہیں ہر ایک ملک میں پانی موجود ہے جیسا کہ آریہ ورت میں موجود ہے ہر ایک ملک میں اناج موجود ہے جیسا کہ آریہ ورت میں موجود ہے ہر ایک ملک میں وہ نعمتیں موجود ہیں جیسا کہ آریہ ورت میں موجود ہیں تو پھر جبکہ خدا نے جسمانی طور پر اپنے فیضان میں کسی قوم اور ملک سے فرق نہیں کیا تو کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ روحانی طور پر اُس نے فرق کیا ہے اُس کے سب بندے ہیں کیا کالے اور کیا گورے۔ اور کیا ہندی اور کیا عربی۔ پس یہ غیر محدود صفات والا خدا کسی تنگ دائرہ میں محدود نہیں ہو سکتا اور اُسکو محدود کرنا تنگ ظرفی اور نادانی ہے۔

اب ہم وہ اشعار ذیل میں لکھتے ہیں جن میں لیکھرام کے قتل کیے جانے کی پیشگوئی ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں یہ اشعار اُسکے مارے جانے سے پانچ برس پہلے طبع ہو کر تمام پنجاب اور ہندوستان میں شایع ہو چکے ہیں اور وہ یہ ہیں اور ان کے آخر میں لیکھرام کی نعش کی تصویر چسپاں کی گئی ہے۔

اشعار

عجب نورے است درجانِ محمدؐ — عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

ز ظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبّانِ محمدؐ

عجب دارم دلِ آن ناکسان را — کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

خدا زاں سینہ بیزار است صد بار — کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را
کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس
بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت
بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست بُرہانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ
دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

دریں رہ گر کُشندم ور بسوزند
نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ

بسے سہل است از دنیا بُریدن
بیادِ حُسن و احسانِ محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من
کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کُشتۂ آنِ محمدؐ

مرا آں گوشۂ چشمے بباید
نخواہم جز گلستانِ محمدؐ

دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید
کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ

من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم
کہ دارد جا بہ بُستانِ محمدؐ

تو جانِ ما منوّر کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ
نباشد نیز شایانِ محمدؐ

تصویر پنڈت لیکھرام صاحب

چہ ہیبت ہا بداد ند ایں جوان را | کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ
رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم | بجو در آل و اعوانِ محمدؐ
الا اے دشمنِ نادان و بے راہ | بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ | ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است | بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ ٭

٭ لیکھرام نے بار بار مجھ کو لکھا تھا کہ میں کرامت دیکھنا چاہتا ہوں اور اپنی کتابوں میں بھی بار بار بیان کیا تھا کہ مجھے کرامت دکھلاؤ مگر خدا تعالیٰ جو حکیم ہے ہر ایک کے مناسب حال اسکو کرامت دکھاتا ہے پس جبکہ لیکھرام کی زبان ہمارے نبی صلعم کو گالیاں دینے میں چھری کی طرح چلتی تھی اور اپنی زبان سے ہزارہا دل اُس نے زخمی کر دیئے تھے اسلئے خدا نے چھری کا ہی نشان دکھلایا اور اُسکی بدزبانی ایک چھری مجسّم ہو کر اسکے اندر داخل ہوئی اور انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہی خدا کا قہری نشان ہے جو سن سکتا ہے وہ سُنے اور جب وہ زندہ تھا یہ بھی کہتا تھا کہ میں قبول نہیں کرونگا جبتک کوئی ستارہ آسمان سے نہ گرے پس چونکہ وہ اپنی تئیں آریہ قوم کا ستارہ جانتا تھا اور قوم بھی اسکو ستارہ بیان کرتی تھی اسلئے وہ ستارہ گرا اور آریوں کے لئے اُسکا گرنا بہت سخت ہوا۔ منہ

۱۲۶ ۔ نشان ۔ لودہانہ میں ایک صاحب میر عباس علی نام تھے جو بیعت کرنے والوں میں داخل تھے چند سال تک انہوں نے اخلاص میں ایسی ترقی کی کہ انکی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایک دفعہ الہام ہوا اصلھا ثابتٌ و فرعھا فی السماء اس الہام سے صرف اس قدر مطلب تھا کہ اُس زمانہ میں وہ راسخ الاعتقاد تھے اور ایسے ہی انہوں نے اُس زمانہ میں آثار ظاہر کیئے۔ کہ اُن کے لئے بجز میرے ذکر کے اور کوئی ورد نہ تھا اور ہر ایک میری خط کو نہایت درجہ متبرک سمجھ کر اپنے ہاتھ سے اُسکی نقل کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور اگر ایک خشک ٹکڑا بھی دستر خوان کا ہو تو متبرک سمجھ کر کھا جاتے تھے اور سب سے پہلے لدھیانہ سے وہی قادیان میں آئے تھے ایک مرتبہ مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دکھایا گیا کہ عباس علی ٹھوکر کھائیگا اور برگشتہ ہو جائیگا وہ میرا خط بھی انہوں نے میرے ملفوظات میں درج کر لیا بعد اسکے جب اُن کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ کو کہا کہ مجھ کو اس کشف سے جو میری نسبت ہوا بڑا تعجب ہوا کیونکہ میں تو آپ کے لئے مرنے کو طیار ہوں۔ مینے جواب دیا کہ جو کچھ آپکے لئے مقدر ہے وہ پورا ہوگا۔ بعد اس کے جب وہ زمانہ آیا کہ مینے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا تو وہ دعویٰ اُن کو ناگوار گذرا۔ اول دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہے بعد اس کے اس مباحثہ کے وقت جو مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سے لدھیانہ میں میری طرف سے ہوا تھا اور اس تقریب سے چند دن اُن کو مخالفوں کی صحبت بھی میسر آگئی تو نوشتہ تقدیر ظاہر ہو گیا اور وہ صریح طور پر بگڑ گئے۔ اور پھر ایسے بگڑے کہ وہ یقین دل کا اور وہ نورانیت مُنہ کی جو تھی سب جاتی رہی اور ارتداد کی تاریکی ظاہر ہوگئی اور مرتد ہونے کے بعد ایک دن وہ لدھیانہ میں پیر افتخار احمد صاحب کے مکان پر مجھے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کا اور ہمارا اس طرح پر مقابلہ ہو سکتا ہے کہ ایک حجرہ میں ہم دونوں بند کیئے جائیں اور دس دن تک بند رہیں پھر جو جھوٹا ہوگا مر جائیگا میں نے کہا میر صاحب ایسی خلاف شرع آزمایشوں کی کیا ضرورت ہے کسی نبی نے خدا کی آزمایش نہیں کی مگر مجھے اور آپ کو خدا

دیکھ رہا ہے وہ قادر ہے کہ بطور خود جھوٹے کو سچے کے روبرو ہلاک کردے اور خدا کے
نشان تو بارش کی طرح برس رہے ہیں اگر آپ طالب صادق ہیں تو قادیان میں میرے
ساتھ چلیں جواب دیا کہ میری بیوی بیمار ہے میں جا نہیں سکتا اور شاید یہ جواب دیا کہ
کسی جگہ گئی ہوئی ہے یاد نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ اب بس خدا کے فیصلہ کے منتظر رہو۔ پھر
اسی سال میں وہ فوت ہوگئے اور کسی حجرہ میں بند کئے جانے کی ضرورت نہ رہی پس یہ
خوف کا مقام ہے کہ آخر عباس علی کا کیا انجام ہوا اور اس قدر ترقی کے بعد ایک ہی دم
میں تنزل کے گڑھے میں پڑ گیا۔ اور اس کے حالات سے یہ تجربہ ہوا کہ اگر کسی شخص کی
نسبت خوشنودی کا بھی الہام ہو تو بسا اوقات خوشنودی بھی کسی خاص وقت تک ہوتی
ہے* یعنے جب تک کہ کوئی خوشنودی کے کام کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں
کافروں پر جا بجا غضب ظاہر فرماتا ہے اور جب ان میں سے کوئی مومن ہو جاتا ہے تو معاً
وہ غضب رحمت کے ساتھ بدل جاتا ہے اور اسی طرح کبھی رحمت غضب کے ساتھ بدل جاتی ہے
اسی وجہ سے حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص بہشتیوں کے اعمال بجا لاتا ہے یہاں
تک کہ اس میں اور بہشت میں ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے اور دراصل قضاوقدر میں وہ
جہنمی ہوتا ہے تو آخر کار کوئی ایسا عمل یا کوئی ایسا عقیدہ اس سے سرزد ہو جاتا ہے کہ وہ جہنم میں
ڈالا جاتا ہے اسی طرح ایک شخص بہشتی ہوتا ہے اور جہنمیوں کے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس
میں اور جہنم میں صرف ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے آخر کار اُسکی تقدیر غالب آجاتی
ہے اور پھر وہ نیک عمل بجا لانا شروع کرتا ہے اور اسی پر اس کی موت ہوتی ہے اور بہشت
میں داخل کیا جاتا ہے اور اس پیشگوئی کی سچائی کا یہ ثبوت ہے جس سے کوئی مخالف انکار
نہیں کر سکتا کہ وہ کتاب میر عباس علی کی جسمیں اُس نے اپنے ہاتھ سے میری یہ پیشگوئی لکھی
ہے (جو پوری ہو گئی) وہ اب تک موجود ہے اور میں نے اُسکی وفات کے بعد اُسکو ایک مرتبہ خواب میں
دیکھا کہ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے (جو سر سے پیر تک سیاہ ہیں) اور مجھ سے قریباً سو قدم کے فاصلہ

* اسی لئے ہر وقت نماز میں یہ دعا خدا تعالیٰ نے سکھلائی ہے (اور فرض کردی ہے کہ اسکے بدوں نماز نہیں ہوسکتی) کہ غیر المغضوب علیھم یعنی ایسا نہ ہو کہ ہم منعم علیہ ہونے کے بعد مغضوب علیہ ہو جاویں پس ہمیشہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ منہ

پر کھڑا ہے اور مجھ سے مدد کے طور پر کچھ مانگتا ہے میں نے جواب دیا کہ اب وقت گذر گیا اب ہم میں اور تم میں بہت فاصلہ ہے تُو میرے تک پہنچ نہیں سکتا۔

۱۲۷ نشان۔ ایک شخص سہج رام نام امرتسر کی کمشنری میں سررشتہ دار تھا اور پہلے وہ ضلع سیالکوٹ میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا سررشتہ دار تھا اور وہ مجھ سے ہمیشہ مذہبی بحث رکھا کرتا تھا اور دین اسلام سے فطرتاً ایک کینہ رکھتا تھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے انہوں نے تحصیلداری کا امتحان دیا تھا اور امتحان میں پاس ہو گئے تھے اور وہ ابھی گھر میں قادیان میں تھے اور نوکری کے امیدوار تھے ایک دن میں اپنے چوبارہ میں عصر کے وقت قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب میں نے قرآن شریف کا دوسرا صفحہ اُلٹانا چاہا تو اسی حالت میں میری آنکھ کشفی رنگ پکڑ گئی اور میں نے دیکھا کہ سہج رام سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور عاجزی کرنے والوں کی طرح دانت نکالے ہوئے میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ میرے پر رحم کرادو میں نے اُسکو کہا کہ اب رحم کا وقت نہیں اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اسی وقت یہ شخص فوت ہو گیا ہے اور کچھ خبر نہ تھی بعد اس کے میں نیچے اُترا اور میرے بھائی کے پاس چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور اُنکی نوکری کے بارہ میں باتیں کر رہے تھے میں نے کہا کہ اگر پنڈت سہج رام فوت ہو جائے تو وہ عہدہ بھی عمدہ ہے ان سب نے میری بات سن کر قہقہہ مار کر ہنسی کی کہ کیا چنگے بھلے کو مارتے ہو دوسرے دن یا تیسرے دن خبر آگئی کہ اُسی گھڑی سہج رام ناگہانی موت سے اِس دنیا سے گذر گیا۔

۱۲۸ نشان۔ ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی کی گئی تھی جس کے یہ الفاظ تھے "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُن کی دلجوئی ہوگی" اسکی تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ سب کو معلوم ہے گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کی نسبت حکم نافذ کیا تھا اور یہ حکم بنگالیوں کی دل شکنی کا باعث اسقدر ہوا تھا۔ کہ گویا اُنکے گھر وں میں ماتم پڑ گیا تھا اور اُنہوں نے

تقسیم بنگالہ کے رُک جانے کی نسبت بہت کوشش کی مگر ناکام رہے بلکہ برخلاف اِس کے یہ نتیجہ ہوا کہ اُنکا شور وغوغا گورنمنٹ کے افسروں نے پسند نہ کیا اور اُنکی نسبت ان افسروں کی طرف سے جو کچھ کارروائیاں ہوئیں ہیں اس جگہ اُس کی تفصیل کی بھی ضرورت نہیں۔ خاص کر فلر لفٹنٹ گورنر کو انہوں نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اُن ایّام میں کہ بنگالی لوگ اپنے افسروں کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھا رہے تھے اور سر فلر کے انتظام سے جان بلب تھے۔ مجھے مذکورہ بالا الہام ہوا یعنی یہ کہ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُن کی دلجوئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے اس پیشگوئی کو انہیں دنوں میں شایع کر دیا۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ بنگالہ کا لفٹنٹ گورنر فلر صاحب جس کے ہاتھ سے بنگالی لوگ تنگ آ گئے تھے اور اس قدر نالاں تھے کہ اُن کی آہیں آسمان تک پہنچ گئی تھیں یک دفعہ مستعفی ہو گیا وہ کاغذات شایع نہیں کیئے گئے جن کی وجہ سے استعفا دیا گیا مگر فلر صاحب کے استعفا پر جس قدر خوشی کا اظہار بنگالیوں نے کیا ہے جیسا کہ بنگالی اخباروں سے ظاہر ہے وہ سب سے بڑھکر گواہ اس بات پر ہے کہ بنگالیوں نے فلر کی علیحدگی میں اپنی دلجوئی محسوس کی ہے اور فلر کے استعفا دینے سے اُن کے خوشی کے جلسے اور عام طور پر خوشی کے نعرے اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ درحقیقت فلر کی علیحدگی سے اُن کی دلجوئی ہوئی ہے بلکہ پورے طور پر دلجوئی ہو گئی ہے اور یہ کہ انہوں نے فلر کی علیحدگی کو اپنے لئے گورنمنٹ کا بڑا احسان سمجھا ہے پس فلر کے استعفا میں جس غرض کو کہ گورنمنٹ نے اپنی کسی مصلحت سے پوشیدہ کیا ہے وہ غرض بنگالیوں کی بے حد خوشیوں سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس سے بڑھکر پیشگوئی کے پورا ہونیکا اور کیا ثبوت ہوگا کہ بنگالیوں نے اپنی دلجوئی اس کارروائی میں خود مان لی ہے اور گورنمنٹ کا بے انتہا شکر کیا ہے اور یہ میری پیشگوئی صرف ہمارے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں ہی شایع نہیں ہوئی تھی بلکہ پنجاب کے بہت سے اخباروں نے اس کو شائع کیا تھا۔ یہاں تک کہ خود بنگالہ کے بعض

نامی اخباروں نے اس پیشگوئی کو شائع کر دیا تھا۔

اور ایک اور دلیل اس بات پر کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے یہ ہے کہ **امرت بازار پتر کا** کلکتہ کا انگریزی اخبار جو بنگالیوں کا سب سے زیادہ مشہور اخبار ہے لکھتا ہے جس کے فقرہ ذیل کو اخبار **سول اینڈ ملٹری** گزٹ لاہور نے ۲۲؍ اگست ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں درج کیا ہے اور وہ یہ ہے "یا غلب ہے کہ اس کا یعنی فلر کا جانشین (نیا لفٹنٹ گورنر) خاص دلجوئی کی پالیسی اختیار کریگا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ عین ہمارے مقصد کے مطابق ہے۔

اخبار مذکور کے اس فقرہ سے بھی ظاہر ہے کہ اس نے اس بارہ میں اپنے اطمینان ظاہر کی ہے کہ ضروری لفٹنٹ گورنر کا یہ فرض ہوگا کہ بنگالیوں کی دلجوئی کرتا رہے۔ پس اخبار مذکور بھی پیشگوئی کے پورا ہونے کی ایک شہادت ہے۔

پھر آخر میں ہم اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایک اور زبردست دلیل لکھتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک انگریز افسر جو پچاش سال گورنمنٹ کے ایک ممتاز عہدہ پر رہا ہے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۴؍ اگست ۱۹۰۶ء میں ایک لمبی چٹھی کے اثناء میں جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ فلر کا استعفاء عین بنگالی بابوؤں کے منشاء کے مطابق ہے لکھتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اسکی یعنی فلر کے جانشین کو یہ حکم (حکام بالا سے) ملا ہے اور اُس نے اُس کو قبول کیا ہے کہ شر انگیز بابوؤں کے ساتھ دلجوئی کا طریق اختیار کرے۔

اب دیکھو کہ کس صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی خدا تازہ بتازہ اپنے نشان دکھلاتا جاتا ہے آہ کیسے غافل دل ہیں کہ پھر قبول نہیں کرتے ہم ان متواتر نشانوں سے ایسے یقین سے بھر گئے ہیں جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے مگر افسوس کہ ہماری مخالفوں کو اس آب زلال سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس بد قسمتی کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ کوئی قوم نہیں جسمیں میرے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور کوئی فرقہ

نہیں جو میرے نشانوں کا گواہ نہیں۔ اگر ان نشانوں کے گواہ دس[۱] کروڑ بھی کہیں تو
کچھ مبالغہ نہیں ہوگا مگر مخالفوں کے حال پر رونا آتا ہے کہ انہوں نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا
اگر یہ نشان نبیوں کو دکھلائے گئے حضرت عیسیٰ بن مریم کے وقت میں یہودیوں کو دکھلائے
جاتے تو وہ ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق نہ ہوتے۔ اور اگر لوط کی قوم ان نشانوں
کا مشاہدہ کرتی تو وہ ایک بھاری زلزلہ سے زمین کے نیچے نہ دبائی جاتی۔ مگر افسوس
ان دلوں پر کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوئے اور ہر ایک تاریکی سے زیادہ انکے
دل کی تاریکی بڑھ گئی اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ زمانہ نے ہر ایک دنیوی سامان میں ترقی
کی ایسا ہی کفر اور بے ایمانی میں بھی ترقی کی۔ پس یہ ترقی یافتہ کفر چاہتا ہے کہ کوئی
معمولی عذاب ان پر نازل نہ ہو بلکہ وہ عذاب نازل ہو جو ابتداء دنیا سے آج تک
کبھی نازل نہیں ہوا۔ بہرحال ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ جس روشنی کو مخالفوں نے
قبول نہیں کیا اور اندھے رہے وہی روشنی ہماری بصارت اور معرفت کی زیادت کا موجب ہو گئی

شَرِبْنَا مِنْ عُیُوْنِ اللّٰہِ مَاءً ۔ بِوَحْیٍ مُشْرِقٍ حَتّٰی رَوِیْنَا
ہم نے خدا کے چشموں سے ایک پانی پیا ۔ جو روشن وحی کا پانی ہے یہانتک کہ ہم سیراب ہو گئے
رَأَیْنَا مِنْ جَلَالِ اللّٰہِ شَمْسًا ۔ فَآمَنَّا وَصَدَّقْنَا یَقِیْنًا
ہم نے خدا کی بزرگی کا ایک آفتاب دیکھا ۔ پس ہم ایمان لائے اور یقین کے ساتھ تصدیق کی
تَجَلَّتْ مِنْہُ آیٌ فِیْ قَطِیْعِیْ ۔ وَاُخْرٰی فِیْ عَشَائِرِ کَافِرِیْنَا
اسکا ایک قسم کے نشان تو میری جماعت میں ظاہر ہوئے اور دوسری قسم کے نشان کافروں کے گروہ میں ظہور پذیر ہوئے

۱۲۹۔ نشان۔ مولوی رسل بابا امرتسری جس نے میرے مقابل پر محض بیہودہ
اور لغو طور پر رسالہ حیات المسیح لکھا تھا اس کا یہ مقولہ تھا کہ اگر یہ طاعون مسیح موعود کی صداقت
کا نشان ہے تو کیوں مجھ کو طاعون نہیں ہوتی آخر وہ طاعون سے پکڑا گیا اور اُس کے
عین طاعون کے دنوں میں جمعہ کے روز مجھ کو الہام ہوا کہ یموت قبل یومی ھذا[۱]

یعنی آئندہ جمعہ سے پہلے مر جائیگا چنانچہ وہ آئندہ جمعہ سے پہلے ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ½۵ بجے صبح کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اور یہ میرا الہام اسکی موت سے پہلے شایع کیا گیا تھا اور الحکم میں بھی شایع ہو چکا ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے یہ الہام ہوا **سلام علیك یا ابراھیم سلام علی امرك صرت فایزا۔** یعنی اے ابراہیم تیرے پر سلام تو فتحیاب ہو گیا۔

۱۳۰ نشان۔ میں نے اپنے رسالہ انجام آتھم میں بہت سی مخالف مولویوں کا نام لیکر مباہلہ کی طرف اُن کو بلایا تھا اور صفحہ ۶۶ رسالہ مذکور میں یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی ان میں سے مباہلہ کرے تو میں یہ دعا کروں گا کہ ان میں سے کوئی اندھا ہو جائے اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو اور کوئی بے وقت موت سے مر جائے اور کوئی بے عزت ہو اور کسی کو مال کا نقصان پہنچے۔ پھر اگرچہ تمام مخالف مولوی مرد میدان بن کر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے مگر پس پشت گالیاں دیتے رہے اور تکذیب کرتے رہے۔ چنانچہ اِن میں سے رشید احمد گنگوہی نے صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہیں کہا بلکہ اپنے ایک اشتہار میں مجھے شیطان کے نام سے پکارا ہے آخر نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ تمام بالمقابل مولویوں میں سے جو باون ۵۲ تھے آج تک صرف بیس زندہ ہیں اور وہ بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار باقی سب فوت ہو گئے مولوی رشید احمد اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا جیسا کہ مباہلہ کی دعا میں تھا۔ مولوی شاہ دین دیوانہ ہو کر مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر خود اپنے مباہلہ سے مر گیا اور جو زندہ ہیں اُن میں سے کوئی بھی آفات متذکرہ بالا سے خالی نہیں حالانکہ ابھی انہوں نے مسنون طور پر مباہلہ نہیں کیا تھا۔

۱۳۱ نشان۔ ناظرین میرے اس رسالہ میں پڑھیں گے کہ ایکدفعہ میں نے لسمبرداران درزمریت کھنڑی کے بارہ میں ایک پیشگوئی کی تھی کہ وہ اس مقدمہ فوجداری سے جو اس پر بنا تھا بری تو نہیں ہو گا مگر نصف قید رہ جائیگی بعد اسکے ایسا اتفاق ہوا کہ جب لسمبرداس

نصف قید بھگت کر رہا ہوگیا جیسا کہ پہلے سے پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا تو اسکو وارثوں نے خلاف واقعہ طور پر یہ مشہور کر دیا کہ بسمبر داس بری ہوگیا رات کا وقت تھا اور میں اپنی بڑی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا جب ایک شخص علی محمد نام مُلّا ساکن قادیان نے مسجد میں آکر یہ بیان کیا کہ بسمبر داس بری ہوگیا ہے اور بازار میں اُس کو مبارکبادیاں مل رہی ہیں تو مجھے یہ خبر سُنتے ہی بہت صدمہ پہنچا اور دل میں بیقراری پیدا ہوئی کہ متعصب ہندو اس بات پر حملہ کرینگے کہ تم نے تو یہ خبر دی تھی کہ بسمبر داس بری نہیں ہوگا اب دیکھو وہ تو بری ہوگیا مجھے اس غم سے ایک ایک رکعت نماز کی ایک ایک سال کے برابر ہوگئی اور جب میں نماز میں کسی رکعت کے بعد سجدہ میں گیا تو اس وقت میرا اضطرار نہایت تک پہنچ گیا تھا تب سجدہ کی حالت میں ہی بلند آواز سے خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا لا تخف۔ انّك انت الاعلٰی۔ یعنی کچھ خوف مت کر تُو ہی غالب ہے۔ پھر میں منتظر رہا کہ یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوگی۔ مگر کوئی نشان ظاہر ہوا۔ میں بار بار اسی شرمپت سے پوچھتا تھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ بسمبر داس بری ہوگیا تو وہ یہی جواب دیتا تھا کہ وہ درحقیقت بری ہوگیا ہے مجھے جھوٹھ بولنے کی کیا ضرورت تھی اور اس گاؤں میں جس سے میں دریافت کرتا وہ یہی کہتا تھا کہ ہم نے بھی سُنا ہے کہ وہ بری ہوگیا ہے اسی طرح قریباً چھ ماہ گذر گئے یا کچھ کم و بیش اور شریر لوگ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے جیسا کہ اُن کی قدیم سے عادت ہے۔ مگر شرمپت نے کوئی ٹھٹھا اور ہنسی نہیں کی جس سے مجھے یقین ہوا کہ اب تو اُس نے شرافت کا برتاؤ مجھ سے کیا ہے مگر پھر بھی میں اُسکے روبرو نادم ہوتا تھا کہ اس قدر تاکید سے میں نے اُسکو اُسکے بھائی کے بری نہ ہونے کی خبر دی تھی اور اب یہ صورت پیش آئی لیکن تاہم اپنے خدا پر میرا پختہ ایمان تھا اور مجھے یقین تھا کہ خدا کوئی نظارہ قدرت دکھلائیگا اور ممکن ہے کہ بری ہونیکے بعد پھر ماخوذ ہوجائے مگر یہ مجھے خبر نہ تھی کہ خود یہ خبر بریّت ہی ایک بناوٹ ہے۔ بعد اسکے ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت آٹھ بجے

کے قریب بٹالہ کا ایک تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام جس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے بطور دورہ قادیان میں آیا کیونکہ قادیان تحصیل بٹالہ کے متعلق ہے اور وہ ہمارے مکان پر آگیا اور ابھی گھوڑے پر سے نہیں اُترا تھا کہ چند ہندو جیسا کہ اُنکی رسم ہے اُسکو سلام کرنیکے لئے آگئے اور اُن میں بسمبر داس بھی تھا۔ تب تحصیلدار نے بسمبر داس کو دیکھ کر کہا کہ بسمبر داس ہم اس سے خوش ہوئے کہ تم نے قید سے رہائی پائی۔ مگر افسوس کہ تم بری نہ ہوئے میں نے تو اِس بات کو سنتے ہی سجدہ شکر کیا اور فی الفور شرمپت کو بلایا کہ تو کس لئے اتنی مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتا رہا کہ بسمبر داس بری ہو گیا اور مجھے ناحق دُکھ دیا۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک معذوری کی وجہ سے یہ جھوٹ بولنا پڑا اور وہ یہ ہے کہ ہماری قوم میں رشتوں اور ناطوں کے وقت ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں نکتہ چینیاں ہوتی ہیں اور کسی بدچلنی کے ثابت ہونے سے لڑکیاں ملنی مشکل ہو جاتی ہیں سو اسی معذوری سے میں خلاف واقعہ کہتا رہا اور خلاف واقعہ شہرت دی۔

۱۳۲ نشان)۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے وقت ہم مع اپنے تمام اہل و عیال کے باغ میں چلے گئے تھے اور ایک میدان ہماری زمین کا جس میں پانچ ہزار آدمی کی گنجائش ہو سکتی تھی ہم نے سونیکے لئے پسند کیا اور اس میں ۲ دو خیمے لگائے اور ارد گرد قناتوں سے پردہ کرا دیا۔ مگر پھر بھی چوروں کا خطرہ تھا کیونکہ جنگل تھا اس کے قریب ہی بعض دیہات میں نامی چور رہتے ہیں جو کئی مرتبہ سزا پا چکے ہیں۔ ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرہ کیلئے پھرتا ہوں جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اُس نے کہا کہ آگے فرشتوں کا پہرہ ہے یعنی تمہارے پہرہ کی کچھ ضرورت نہیں تمہاری فرودگاہ کے ارد گرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں پھر بعد اسکے الہام ہوا **اِمن است در مقام محبت سرائے ما**۔ پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ ارد گرد کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا باشندہ جو نامی چور تھا چوری کے ارادہ

سے ہمارے باغ میں آیا اور اسکا نام بشن سنگھ تھا۔ رات کا پچھلا حصّہ تھا جب وہ اِس اِرادہ سے باغ میں داخل ہوا مگر موقعہ نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت میں بیٹھ گیا۔ اور بہت سی پیاز اُس نے توڑی اور ایک ڈھیر لگا دیا اور پھر کسی نے دیکھ لیا تب وہاں سے دوڑا اور وہ اس قدر قوی ہیکل تھا کہ اُس کو دس آدمی بھی پکڑ نہ سکتے۔ اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اُس کو پکڑا ہوا نہ ہوتا دوڑنے کے وقت ایک گڑھے میں پیر اس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اُٹھا مگر آگے پیچھے سے لوگ پہنچ گئے اور اس طرح پر سردار بشن سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت میں جاتے ہی سزایاب ہو گئے بعد اس کے ہمارے سکونتی مکان میں سے جو باغ میں ہے جس میں ہم دن کے وقت رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلا سانپ تھا اور بڑا لمبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح اپنی سزا کو پہنچا اور اس طرح پر فرشتوں کی حفاظت کا ثبوت ہمیں دست بدست مل گیا۔✣

۱۳۳۔نشان۔ مَیں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تاہم خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کو بطور موہبت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے جیسا کہ براہین کے صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۳ و ۴۸۴ وصفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے جس پر ۲۵ برس گذر گئے اور وہ یہ ہے

I love you. I am with you. Yes I am happy. Life of pain. I shall help you. I can, what I will do. We can, what We will do. God is coming by His army. He is with you to Kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord. God maker of earth and heaven.

✣ اس پیشگوئی کے گواہ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے اور تمام جماعت کے لوگ ہیں کہ جو باغ میں رہکر

آئی لَو یُو۔ آئی ایم وِدْ یُو۔ یس آئی ایم ہیپی۔ لائف آف پین۔ آئی شیل ہیلپ یو۔ آئی کین واٹ آئی وِل ڈُو۔ وی کین واٹ وی وِل ڈو۔ گوڈ از کمنگ بائی ہز آرمی۔ ہِی اِزْ وِدْ یو ٹو کِل اینمی۔ دِی ڈیز شل کم وَین گوڈ شیل ہیلپ یو۔ گلوری بی ٹو دِی لارڈ۔ گوڈ میکر آف اَرتھ اینڈ ہیوَن ۔✤

(ترجمہ) مَیں تم سے محبت کرتا ہوں۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہاں مَیں خوش ہوں زندگی دُکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے) مَیں تمہاری مدد کروں گا۔ مَیں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔ ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے۔ خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان۔

یہ وہ پیشگوئی ہے کہ انگریزی میں خدائے واحد لاشریک نے کی حالانکہ مَیں انگریزی خوان نہیں ہوں اور بکلّی اس زبان سے ناواقف ہوں مگر خدا نے چاہا کہ اپنے آئندہ وعدوں کو اس ملک کے تمام شہرت یافتہ زبانوں میں شائع کرے سو اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ جو تمہاری موجودہ حالت دُکھ اور تکلیف کی ہے مَیں اس کو دُور کروں گا اور مَیں تمہاری مدد کروں گا اور ایک فوج کے ساتھ تمہارے پاس آؤنگا اور دشمن کو ہلاک کرونگا اس پیشگوئی میں سے بہت کچھ حصہ پورا ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک نعمت کا دروازہ میرے پر کھول دیا ہے اور ہزارہا انسان دل و جان سے میری بیعت میں داخل

✤ حاشیہ۔ چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الٰہی میں ایک سرعت ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریمر یعنی صرف ونحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اسکی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں مثلاً یہ آیت ان ھٰذان لساحران

ہو گئے ہیں۔ اس پیشگوئی کے وقت میں کون جانتا تھا کہ کس وقت اس قدر نصرت آئے گی سو یہ عجیب پیشگوئی ہے جس کے الفاظ بھی ایک نشان ہیں یعنی انگریزی عبارت اور معانی بھی نشان ہیں کیونکہ ان میں آئندہ کی خبر ہے۔

۱۳۴۔ نشان۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۳ میں اس نشان کا مفصل ذکر ہے خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آنیوالے ہیں چنانچہ یہ الہام بھی اُنہیں آریوں کو بتلایا گیا جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور الہام میں یہ تفہیم ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اس روز وزیر سنگھ نامی ایک بیمار نے آکر مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس روپیہ شاید ڈاک کی معرفت آئیں گے چنانچہ ڈاکخانہ میں اپنا ایک معتبر بھیجا گیا وہ جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس آج صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں جن کے ساتھ ایک کارڈ بھی ہے اس خبر کے سننے سے بہت حیرانی ہوئی کیونکہ میں آریوں کو اس پیشگوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکیس ۲۱ روپے آئیں گے اور اُن کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آچکا ہے اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جسکا بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکی اُس خبر سے کہ صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں زیادہ روپیہ سے قطعاً نومیدی ہو گئی اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جنکو یہ اطلاع دی گئی تھی دل میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج ہمیں تکذیب کا موقعہ مل گیا اور میں نہایت اضطراب میں تھا کہ یک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا۔ بست و یک آئے ہیں اس میں شک نہیں۔ میں نے آریوں کو یہ الہام سُنایا وہ اور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا کیونکہ ایک ملازم سرکاری نے جو سب پوسٹماسٹر تھا علانیہ طور پر کہدیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں بعد اِس کے اتفاقاً ایک آریہ اُن آریوں میں سے ڈاکخانہ میں گیا اور اُسکو ڈاک منشی نے اِس کے استفسار سے یا خود بخود کہا کہ در اصل بیس ۲۰ روپے آئے ہیں اور پہلے یوں ہی میرے مُنہ سے

نکل گیا تھا کہ پانچ روپئے آئے ہیں اور ساتھ اس کے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کا ایک کارڈ بھی تھا اور یہ روپیہ ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا تھا جس دن یہ الہام ہوا پس اس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کیلئے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی تا اگر یوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔

۱۳۵۔ نشان۔ ایک دفعہ بباعث مرض ذیابطس جو قریباً بیس سال سے مجھے دامنگیر ہے آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء کا سخت خطرہ ہوتا ہے تب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے نزلت الرحمۃ علی ثلٰث العین وعلی الاخریین یعنی تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی ایک آنکھیں اور دو اور عضو اور اُن کی تصریح نہیں کی۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ پندرہ بیس برس کی عمر میں میری بینائی تھی ایسی ہی اس عمر میں بھی کہ قریباً ستر برس تک پہنچ گئی ہے وہی بینائی ہے سو یہ وہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالیٰ کی وحی میں دیا گیا تھا۔

۱۳۶۔ نشان۔ مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہوگئی تھی یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف تصنیف کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اس حالت میں مجھے الہام ہوا تُرَدُّ الیک انوار الشباب۔ یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے جائیں گے بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گم شدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہوگئی کہ میں ہر روز دو دو جزو نو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف

کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آگیا ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں
ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں - اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے
حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے اور یہ دونوں مرضیں
اُسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونیکا شایع کیا ہے
میں نے اُن کیلئے دُعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا
کہ ابتدا سے مسیح موعود کیلئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں
کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتریگا۔ سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی
حالت کے ساتھ شامل کی گئیں انبیاء علیہم السلام کے اتفاق سے زرد چادر کی تعبیر
بیماری ہے اور دو زرد چادریں دو بیماریاں ہیں جو دو حصہ بدن پر مشتمل ہیں اور میرے پر
بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی کھولا گیا ہے کہ دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں اور
ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ پورا ہوتا۔

یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ (۱) وہ دو زرد
چادروں کے ساتھ اُترے گا (۲) اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتریگا۔
(۳) اور نیز یہ کہ کافر اُس کے دم سے مرینگے (۴) اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی
دیگا کہ گویا غسل کرکے حمام میں سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اُسکے سر پر سے موتیوں
کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئینگے (۵) اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا
طواف کریگا۔ (۶) اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑیگا۔ (۷) اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل
کریگا (۸) اور نیز یہ کہ وہ بیوی کریگا اور اُسکی اولاد ہوگی۔ (۹) اور نیز یہ کہ وہی ہے
جو دجال کا قاتل ہوگا (۱۰) اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ فوت ہوگا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل کیا جائیگا۔ وتلک عشرۃ کاملۃ
پس دو زرد چادروں کی نسبت ہم بیان کرچکے ہیں کہ وہ دو بیماریاں ہیں جو بطور

علامت کے مسیح موعود کے جسم کو اُن کا روز ازل سے لاحق ہونا مقدر کیا گیا تھا تا اسکی غیر معمولی صحت بھی ایک نشان ہو۔

اور دو فرشتوں سے مراد اُس کے لئے دو قسم کے غیبی سہارے ہیں جن پر اُنکی اتمام حجت موقوف ہے (۱) ایک ذہنی علم متعلق عقل اور نقل کیساتھ اتمام حجت جو بغیر کسب اور اکتساب کے اسکو عطا کیا جائیگا۔ (۲) دوسری اتمام حجت نشانوں کے ساتھ جو بغیر انسانی دخل کے خدا کی طرف سے نازل ہونگے اور دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اُس کا اترنا اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسکی ترقی کے لئے غیب سے سامان میسر ہوں گے اور اُنکے سہارے سے کام چلیگا۔ اور میں اِس سے پہلے ایک خواب بیان کر چکا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں دیگئی ہے جس کا قبضہ تو میرے ہاتھ میں ہے اور نوک اُسکی آسمان میں ہے اور میں دونوں طرف اُسکو چلاتا ہوں اور ہر ایک طرف چلانے سے صدہا انسان قتل ہوتے جاتے ہیں جسکی تعبیر خواب ہی میں ایک بندہ صالح نے یہ بیان کی کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے اور دہنی طرف سے مراد وہ اتمام حجّت ہے جو بذریعہ نشانوں کے ہوگا اور بائیں طرف سے وہ اتمام حجت مُراد ہے جو بذریعہ عقل اور نقل کے ہوگا اور یہ دونوں طور کا اتمام حجت بغیر انسانی کسب اور کوشش کے ظہور میں آئیگا۔

اور کافروں کو اپنے دم سے مارنا اِس سے یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود کے نفس سے یعنی اُس کی توجہ سے کافر ہلاک ہونگے اور مسیح موعود کا ایسا دکھائی دینا کہ گویا وہ حمام سے غسل کر کے نکلا ہے اور موتیوں کے دانوں کی طرح آب غسل کے قطرے اُس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں اس کشف کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود اپنی بار بار کی توبہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو اُسکو خدا کے ساتھ ہے تازہ کرتا رہیگا گویا ہر وقت غسل کرتا ہے اور اُس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح اُسکے سر پر سے ٹپکتے ہیں یہ نہیں کہ انسانی سرشت کے برخلاف اسمیں کوئی خارق عادت امر ہے ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا

لوگوں نے اس سے پہلے خارق عادت امر کا عیسیٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا جس نے کروڑہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے کہ انسانی عادت کے برخلاف عیسیٰ آسمان سے اُترے فرشتے بھی ساتھ ہوں اور اپنے مُنہ کی پھونک سے لوگوں کو ہلاک کرے اور موتیوں کی طرح قطرے اسکے بدن سے ٹپکتے ہوں غرض مسیح موعود کے بدن سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکنے کے معنی جو میں نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے دیکھے تھے تو کیا اس سے کڑے ہی مراد تھے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گائیاں ذبح ہوتے دیکھیں تو کیا اُس سے گائیاں ہی مراد تھیں۔ ہرگز نہیں بلکہ اِن کے اور معانی تھے پس اِسی طرح مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رنگ میں دیکھنا کہ گویا وہ غسل کرکے آتا ہے اور غسل کے قطرے موتیوں کی طرح اُسکے سر پر سے ٹپکتے ہیں اِس کے یہی معنی ہیں کہ وہ بہت توبہ کرنیوالا۔ اور رجوع کرنیوالا ہوگا اور ہمیشہ اُسکا تعلق خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ رہیگا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور پاک رجوع کے پاک قطرے موتیوں کے دانوں کی طرح اُسکے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کو غسل سے مشابہت دی ہے جیسا کہ نماز کی خوبیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے گھر کے دروازے کے آگے نہر ہو اور وہ پانچ وقت اُس نہر میں غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر میل رہ سکتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں تب آپ نے فرمایا کہ اسی طرح جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے (جو جامع توبہ اور استغفار اور دعا اور تضرع اور نیاز اور تحمید اور تسبیح ہے) اسکے نفس پر بھی گناہوں کی میل نہیں رہ سکتی گویا وہ پانچ وقت غسل کرتا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے غسل کے بھی یہی معنی ہیں ورنہ جسمانی غسل میں کونسی کوئی خاص خوبی ہے اس طرح تو ہندو بھی ہر روز صبح کو غسل کرتے ہیں اور غسل کے قطرے بھی ٹپکتے ہیں افسوس کہ جسمانی خیال کے آدمی ہر ایک روحانی امر کو جسمانی امور کی طرف ہی کھینچ کر لے جاتے ہیں اور یہود کی طرح

اسرار اور حقایق سے ناآشنا ہیں۔

اور یہ امر کہ مسیح موعود دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا یعنی دجال بھی خانہ کعبہ کا طواف کریگا اور مسیح موعود بھی۔ اسکے معنی خود ظاہر ہیں کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ دجّال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا یا یہ کہ مسلمان ہو جائیگا۔ یہ دونوں باتیں خلاف نصوص حدیثیہ ہیں پس بہرحال یہ حدیث قابل تاویل ہے اور اسکی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جس کا نام دجال ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہوگا اور وہ اسلام کو نابود کرنیکے لئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اُسکے گرد طواف کریگا تا اسلام کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دے اور اُسکے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکز اسلام کا طواف کریگا جسکی تمثلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف سے مسیح موعود کی غرض یہ ہوگی کہ اِس چور کو پکڑے جسکا نام دجال ہے اور اسکی دست درازیوں سے مرکز اسلام کو محفوظ رکھے یہ بات ظاہر ہے کہ رات کیوقت چور بھی گھروں کا طواف کرتا ہے اور چوکیدار بھی۔ چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ نقب لگاوے اور گھر والوں کو تباہ کرے اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ چور کو پکڑے اور اُسکو سخت عقوبت کے زندان میں داخل کرادے تا اُسکی بدی سے لوگ امن میں آجاویں۔ پس اس حدیث میں اسی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں وہ چور جسکو دجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ناخنوں تک زور لگائے گا کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کردے☆ اور مسیح موعود بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرہ

☆حاشیہ خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ وہ دجال جس سے ڈرایا گیا ہے وہ آخری زمانہ کے گمراہ پادری ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کا طریق چھوڑ دیا ہے کیونکہ اس نے سورہ ممدوحہ میں یہی دعا سکھلائی ہے کہ ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ ایسے یہودی نہ بن جائیں جن پر حضرت عیسیٰ کی نافرمانی اور عداوت سے غضب نازل ہوا تھا اور نہ ایسے عیسائی بن جائیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو چھوڑ کر اسکو خدا بنا دیا تھا اور ایک ایسا جھوٹ اختیار کیا جو تمام جھوٹوں سے بڑھکر ہے اور اسکی تائید میں حد سے زیادہ فریب اور مکر استعمال میں لائے اس لئے آسمان پر اُن کا نام دجال رکھا گیا اگر کوئی اور دجال ہوتا تو اس آیت میں اس سے پناہ مانگنی ضروری تھی یعنی سورۃ فاتحہ میں بجائے ولا الضالین کے ولا الدجال ہونا چاہئے تھا اور یہی معنی واقعات نے ظاہر کئے ہیں کیونکہ جس آخری فتنہ سے ڈرایا گیا تھا زمانہ نے اسی فتنہ کو پیش کیا ہے جو تثلیث پر غلو کرنے کا فتنہ ہے۔ منہ

آسمان تک پہنچائے گا اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہو جائیں گے تا اس آخری جنگ میں اُسکی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا اور نہ درماندہ ہوگا اور نہ سُست ہوگا اور ناخنوں تک زور لگائیگا کہ تا اُس چور کو پکڑے اور جب اُسکی تضرعات انتہا تک پہنچ جائینگی تب خدا اُسکے دل کو دیکھے گا کہ کہاں تک وہ اسلام کیلئے پگھل گیا تب وہ کام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کریگا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسّر آجائیگی۔

اِس مسیح کے آخری دنوں میں سخت بلائیں نازل ہونگی اور سخت زلزلے آئینگے اور تمام دنیا سے امن جاتا رہیگا یہ بلائیں صرف اس مسیح کی دُعا سے نازل ہونگی تب ان نشانوں کے بعد اُسکی فتح ہوگی۔ وہی فرشتے ہیں جو استعارہ کے لباس میں لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود اُن کے کاندھوں پر نزول کریگا۔ آج کون خیال کر سکتا ہے کہ یہ دجّالی فتنہ جس سے مراد آخری زمانہ کے ضلالت پیشہ پادریوں کے منصوبے ہیں انسانی کوششوں سے فرو ہو سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ آسمان کا خدا خود اس فتنہ کو فرو کریگا وہ بجلی کی طرح گریگا اور طوفان کی طرح آئیگا اور ایک سخت آندھی کی طرح دنیا کو ہلا دیگا کیونکہ اُسکے غضب کا وقت آگیا مگر وہ بے نیاز ہے۔ قدرت کی پتھر کی آگ انسانی تضرعات کی ضرب کی محتاج ہے آہ کیا مشکل کام ہے۔ آہ کیا مشکل کام ہے۔ ہم نے ایک قربانی دینا ہے جب تک ہم وہ قربانی ادا نہ کریں کسرِ صلیب نہیں ہوگا ایسی قربانی کو جبتک کسی نبی نے ادا نہیں کیا اُسکی فتح نہیں ہوئی اور اسی قربانی کی طرف اِس آیت کریمہ میں اشارہ ہے وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ یعنی نبیوں نے اپنے تئیں مجاہدہ کی آگ میں ڈالکر فتح چاہی پھر کیا تھا ہر ایک ظالم سرکش تباہ ہو گیا اور اسی کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے۔

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد ٭ ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

اور صلیب کے توڑنے سے یہ سمجھنا کہ صلیب کی لکڑی یا سونے چاندی کی صلیبیں توڑ دی جائینگی یہ سخت غلطی ہے اس قسم کی صلیبیں تو ہمیشہ اسلامی جنگوں میں

ٹوٹتی رہی ہیں بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑ دیگا اور بعد اس کے دُنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشوونما نہیں ہوگا ایسا ٹوٹے گا کہ پھر قیامت تک اُسکا پیوند نہیں ہوگا۔ انسانی ہاتھ اُسکو نہیں توڑینگے بلکہ وہ خدا جو تمام قدرتوں کا مالک ہے جس طرح اُس نے اس فتنہ کو پیدا کیا تھا اسی طرح اُسکو نابود کرے گا اُسکی آنکھ ہر ایک کو دیکھتی ہے اور ہر ایک صادق اور کاذب اُسکی نظر کے سامنے ہے وہ غیر کو یہ عزت نہیں دیگا مگر اس کے ہاتھ کا بنایا ہوا مسیح یہ شرف پائیگا جسکو خدا عزت دے کوئی نہیں جو اُسکو ذلیل کر سکے وہ مسیح ایک بڑے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے سو وہ کام اس کے ہاتھ پر فتح ہوگا اس کا اقبال صلیب کے زوال کا موجب ہوگا اور صلیبی عقیدہ کی عمر اُس کے ظہور سے پوری ہو جائے گی اور خود بخود لوگوں کے خیالات صلیبی عقیدہ سے بیزار ہونے چلے جائیں گے جیسا کہ آجکل یورپ میں ہو رہا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ ان دنوں میں عیسائیت کا کام صرف تنخواہ دار پادری چلا رہے ہیں اور اہل علم اس عقیدہ کو چھوڑتے جاتے ہیں پس یہ ایک ہوا ہے جو صلیبی عقیدہ کے برخلاف یورپ میں چل پڑی ہے اور ہر روز تند اور تیز ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہی مسیح موعود کے ظہور کے آثار ہیں کیونکہ وہی دو فرشتے جو مسیح موعود کے ساتھ نازل ہونیوالے تھے صلیبی عقیدہ کے برخلاف کام کر رہے ہیں اور دُنیا ظلمت سے روشنی کی طرف آتی جاتی ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ دجالی طلسم کھلے کھلے طور پر ٹوٹ جائے کیونکہ عمر پوری ہوگئی ہے۔

اور یہ پیشگوئی کہ خنزیر کو قتل کریگا یہ ایک نجس اور بدزبان دشمن کو مغلوب کرنیکی طرف اشارہ ہے اور اسکی طرف اشارہ ہے کہ ایسا دشمن مسیح موعود کی دعا سے ہلاک کیا جائیگا

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہو گی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اسکی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کریگا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔

اور یہ پیشگوئی کہ وہ دجّال کو قتل کریگا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ظہور سے دجالی فتنہ روبزوال ہو جائیگا اور خود بخود کم ہوتا جائے گا اور دانشمندوں کے دل توحید کی طرف پلٹا کھا جائینگے۔ واضح ہو کہ دجّال کے لفظ کی دو تعبیریں کی گئی ہیں ایک یہ کہ دجال اُس گروہ کو کہتے ہیں جو جھوٹ کا حامی ہو اور مکر اور فریب سے کام چلاوے۔ دوسری یہ کہ دجّال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے پس قتل کرنیکے یہ معنی ہیں کہ اس شیطانی فتنہ کا ایسا استیصال ہو گا کہ پھر قیامت تک کبھی اس کا نشوونما نہیں ہو گا گویا اس آخری لڑائی میں شیطان قتل کیا جائیگا۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل ہو گا اسکے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائے گی یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلطیاں ہیں جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر ہوگا کہ موت کے بعد وہ اس رتبہ کو پائیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اُسکو ملیگا۔ اور اسکی رُوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے جا ملیگی گویا ایک ہی قبر میں ہیں اصل معنی یہی ہیں جس کا جی چاہے دوسرے معنی کرے۔ اس بات کو روحانی لوگ جانتے ہیں۔ کہ موت کے بعد جسمانی قرب کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی قرب رکھتا ہے اُسکی روح آپ کی روح سے نزدیک کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔

اور یہ پیشگوئی کہ وہ قتل نہیں کیا جائیگا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خاتم الخلفا کا قتل ہونا موجب ہتک اسلام ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل سے بچائے گئے۔

۱۳۷۔ نشان یہ عظیم الشان نشان لیکھرام کا مباہلہ ہے واضح ہو کہ مَیں نے سرمہ چشم آریہ

کے خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا اور لکھا تھا کہ جو تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے صحیح نہیں ہے اور جو تکذیب قرآن شریف کی آریہ صاحبان کرتے ہیں اُس تکذیب میں وہ کاذب ہیں اگر اُن کو دعویٰ ہے کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے سچی ہے اور یا نعوذ باللہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں تو وہ مجھ سے مباہلہ کرلیں اور لکھا گیا تھا کہ سب سے پہلے مباہلہ کے لئے لالہ٭ مرلیدھر مخاطب ہیں جن سے بمقام ہوشیار پور بحث ہوئی تھی پھر بعد اسکے ہمارے مخاطب لالہ جیونداس سکرٹری آریہ سماج لاہور ہیں اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

میری اس تحریر پر پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں جو ۱۸۸۸ء میں اُس نے شائع کی تھی جیسا کہ اس کتاب کے اخیر میں یہ تاریخ درج ہے میرے ساتھ مباہلہ کیا۔ چنانچہ وہ مباہلہ کے لئے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ میں بطور تمہید یہ عبارت لکھتا ہے۔

چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلیدھر صاحب و منشی جیون داس صاحب بسبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں بنا بران اپنے بادشاہ اور اُن کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیاز مند نے اپنے ذمہ لیا پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغ گو را تا بدر وازہ باید رسانید عمل کر کے میرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی (یعنی مباہلہ کو)

٭ ظاہر ہے کہ مباہلہ کی دو چار سطر کے لئے کسی فرصت کی ضرورت نہ تھی مباہلہ کا خلاصہ تو صرف یہ فقرہ ہے کہ اپنا اور فریق ثانی کا نام لیکر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو پس کیا ماسٹر مرلیدھر اور منشی جیونداس کو اتنی کم فرصتی تھی کہ یہ دو سطر بھی نہیں لکھ سکتے تھے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں سچ کے مقابل پر ڈر گئے اور لیکھرام اپنی بد قسمتی سے شوخ دیدہ اور اندھا آدمی تھا اس نے اپنی فطرتی شوخی سے اُن کی بلا اپنے ذمہ لے لی آخر مباہلہ کے بعد ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ منہ

منظور کرتا ہوں اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشہور۔

مضمون مُباہلہ

مَیں نیاز التیام لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما مصنّفِ تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ ہذا اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ مَیں نے اوّل سے آخر تک رسالہ سُرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا۔ اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اُس کے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا بلکہ اُن کے بُطلان کو بروئے سَت دھرم رسالہ ہذا میں شائع کیا میرے دل میں مرزا جی کی دلیلوں نے کچھ بھی اثر نہیں کیا اور نہ وہ راستی کے متعلق ہیں۔ مَیں اپنے جگت پتا پرمیشر کو ساکھی جانکر اقرار کرتا ہوں کہ جیسا کہ ہر چہار وید مقدس میں ارشاد ہدایت بنیاد ہے اس پر مَیں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری رُوح اور تمام ارواح کو کبھی نیستی یعنی قطعی ناش نہیں ہے اور نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ میری رُوح کو کسی نے نیست سے ہست نہیں کیا (یعنی میری رُوح کا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں بلکہ خود بخود قدیم سے ہے) بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہیگا۔* ایسا ہی میرا جسمی مادہ یعنی پرکرتی یا پرمانو بھی قدیمی یا انادی پرماتما کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود

* حاشیہ۔ یہ کیسا فضول فقرہ ہے کہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہیگا ظاہر ہے کہ جبکہ ارواح بقول آریہ سماج کے اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ قدیم سے خود بخود ہیں تو پھر اُن کو پرمیشر کی قدرت کے ساتھ تعلق ہی کیا ہے اِن قوتوں کو نہ پرمیشر بڑھا سکتا ہے نہ گھٹا سکتا ہے اور نہ ان میں کسی طرح کا تصرّف کر سکتا ہے وہ تمام ارواح تو بقول آریوں کے اپنے اپنے وجود کے آپ ہی پرمیشر ہیں اور ایک ذرہ پرمیشر کا انپر احسان نہیں۔ پس یاد رہے کہ یہ مقولہ لیکھرام اور اسکے دوسرے ہم مذہبوں کا کہ ارواح پرماتما کی انادی قدرت میں رہتے ہیں اور رہیں گے یہ صرف اپنے غلط مذہب کی پردہ پوشی کیلئے بولا جاتا ہے کیونکہ انسان کا کانشنس اُس کو ہر وقت ایسے بیہودہ عقائد پر ملزم کرتا ہے اگر خدا روحوں

نہیں ہوں گے اور تمام جگت کا سرجن ہار ایک ہی کرتار ہے دوسرا کوئی نہیں میں پرمیشر کی طرح تمام دنیا کا مالک یا صانع نہیں ہوں اور نہ سرب بیاپک ہوں اور نہ انترجامی بلکہ ایں مہاں شکتی مان کا ایک ادنیٰ سیوک ہوں مگر اس کے گیان اور شکتی میں ہمیشہ سے ہوں معدوم کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی عدم خانہ کہیں ہے بلکہ کسی چیز کو عدم نہیں ایسا ہی وید کی

بقیہ حاشیہ اور ان کی قوتوں اور ذرات عالم اور ان کی قوتوں کا پیدا کرنیوالا نہیں تو پھر وہ ان کا خدا بھی نہیں ہوسکتا اور یہ کہنا کہ اگرچہ ہم ارواح کو انکے تجرد کی حالت میں خدا کے بندے اور مخلوق نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس نے ان کو نہیں بنایا لیکن جب پرمیشر ارواح کو اجسام میں ڈالتا ہے تو اس قدر اپنی کارروائی سے ان کا پرمیشر بن جاتا ہے یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ جس پرمیشر نے ارواح اور پرماؤں کو مع ان کی تمام قوتوں کے پیدا نہیں کیا کوئی دلیل اس بات پر قائم نہیں ہوسکتی کہ وہ ان کے جوڑنے پر قادر ہے اور محض بعض کا بعض سے جوڑنا اس کو پرمیشر بننے کا حق نہیں بخش دیگا بلکہ اس صورت میں تو وہ اس نان بائی کی طرح ہے جس نے آٹا بازار سے لیا اور لکڑی کسی لکڑی فروش سے اور آگ ہمسایہ سے اور پھر روٹی پکائی۔ اور اس صورت میں پرمیشر کے وجود پر کوئی بھی ثبوت نہیں کیونکہ اگر ارواح مع اپنی تمام قوتوں کے قدیم سے خود بخود ہیں تو پھر اس پر کیا دلیل ہے کہ ارواح اور پرماؤں کا اتصال اور انفصال بھی قدیم سے خود بخود نہیں جیسا کہ دہریوں کا خیال ہے اس لئے آریہ سماج والے اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتے اور نہ اُنکے پاس کوئی دلیل ہے۔ یہ ہے خلاصہ وید کے گیان کا جس پر فخر کیا جاتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دو قسم کے دلائل قائم ہوسکتے ہیں اوّل اس حالت میں دلیل قائم ہوتی ہے کہ جب اسکی ذات کو سرچشمہ تمام فیوض کا مان لیا جائے اور اُسی کو ہر ایک ہستی کا پیدا کنندہ تسلیم کر لیا جائے تو اس صورت میں خواہ ذرات عالم پر نظر کریں یا ارواح پر یا اجسام پر ضروری طور پر ماننا پڑیگا کہ ان تمام مصنوعات کا ایک صانع ہے۔
دوسرا طریق خدا تعالیٰ کی شناخت کا اس کے تازہ بتازہ نشان ہیں جو انبیاء اور اولیاء

اس الضافانہ تعلیم کو بھی مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ مکتی یعنی نجات کرموں کے مطابق مہاکلپ تک ملتی ہے (یعنی دائمی نجات نہیں صرف ایک مقررہ مُدّت تک ہے) بعد اسکے پرماتما کی نیاکے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے۔ محدود کرموں کا بے حد پھل نہیں (کرم تو محدود ہیں مگر وفادار پرستار کی نیت محدود نہیں ہوتی اور نیز کرم کا محدود ہونا اسکی مرضی سے نہیں)

بقیہ حاشیہ کی معرفت ظاہر ہوتے ہیں سو آریہ سماج والے اُن سے بھی مُنکر ہیں اس لئے اُن کے پاس اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہیں۔

عجیب بات ہے کہ آریہ لوگ یوں تو بات بات میں اپنے پرمیشر کو پِتا پِتا کر کے پکارتے ہیں جیسا کہ ابھی لیکھرام نے اپنے مضمون مباہلہ میں لکھا ہے مگر معلوم نہیں کہ وہ کس طور کا پِتا ہے کیا اِس طور کا پِتا جیسا کہ ایک متبنّیٰ ایک اجنبی شخص کو اپنا باپ کہدیتا ہے یا ایسا پِتا جو نیوگ کے ذریعہ سے فرضی طور پر بنایا جاتا ہے اور ایک آریہ کی عورت اپنی پاکدامنی کو خاک میں ملا کر دوسرے سے اپنا مُنہ کالا کراتی ہے اور اس طرح پر اس عورت کا خاوند اس بچہ کا پِتا بنجاتا ہے جو نیوگ کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے پس اگر پرمیشر آریوں کا ایسا ہی پِتا ہے تب تو ہمیں کلام کرنیکی گنجائش نہیں لیکن اگر اس طرح کا پِتا ہے کہ ارواح اور ذرات عالم مع اپنی تمام قوتوں کے اسکے ہاتھ سے نکلے ہیں اور اسی سے وجود پذیر ہیں تو یہ بات آریوں کے اصول کے برخلاف ہے اگر پوچھو کہ کیوں انکے اصول کے برخلاف ہے تو واضح ہو کہ آریوں کے اصول کے مطابق تمام ارواح پرمیشر کے قدیمی شریک ہیں جو اُس سے وجود پذیر نہیں ہوئیں تو پھر ہم پرمیشر کو اُن کا پِتا کیونکر کہہ سکتے ہیں وہ تو خود بخود ہیں جیسے کہ پرمیشر خود بخود۔ مگر یہ اصول غلط ہے معرفت کی آنکھ سے دیکھنے والے معلوم کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ باپ میں قوتیں اور خاصیتیں اور خصلتیں ہوتی ہیں ویسی ہی بیٹے میں بھی پائی جاتی ہیں پس اسی طرح چونکہ ارواح خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں ان میں ظلّی طور پر وہ رنگ پایا جاتا ہے جو خدا کی ذات میں موجود ہے اور جیسے جیسے خدا کے بندے اسکی محبت اور پرستش کے ذریعہ سے صفوت اور پاکیزگی میں ترقی کرتے ہیں وہ رنگ تیز ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ظلّی طور پر ایسے انسانوں میں خدا کے انوار ظاہر ہونے شروع ہو جاتے

مَیں ویدوں کی ان سب تعلیموں کو دلی یقین سے مانتا ہوں...... اور مَیں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشر گناہوں کو بالکل نہیں بخشتا [عجیب پرمیشر ہے] میرا کسی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہیں [یعنی کسی کی دُعا کسی کے حق میں قبول نہیں ہوتی] مَیں خدا کو راشی یا ظالم نہیں جانتا [لفظ مرتشی ہے جس کے معنی ہیں رشوت لینے والا۔ راشی لفظ نہیں ہے لیکھرام کی علمیت کا یہ نمونہ ہے کہ بجائے مرتشی کے راشی لکھتا ہے] اور مَیں وید کی رو سے اس بات پر کامل و صحیح یقین رکھتا ہوں کہ چاروں وید ضرور ایشر کا گیان ہیں انمیں ذرا بھی غلطی یا جھوٹ یا کوئی قصہ کہانی نہیں۔ ان کو ہمیشہ ہر نئی دُنیا میں پرماتما جگت کی ہدایت عام کیلئے پرکاش کیا کرتا ہے۔ اِس سرشٹی کے آغاز میں جب انسانی خلقت شروع ہوئی پرماتما نے ویدوں کو شری اگنیؔ۔ شری وایوؔ۔ شری آدتؔ۔ شری انگرہ جیوؔ۔ چار رشیوں کے آتماؤں میں الہام دیا مگر جبرئیل یا کسی اور چٹھی رساں کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی ✠ کیونکہ وہ

بقیہ حاشیہ ہیں۔ صاف طور پر ہمیں دکھائی دیتا ہے کہ انسانی فطرت میں خدا کے پاک اخلاق مخفی ہیں جو تزکیہ نفس سے ظاہر ہوجاتے ہیں مثلاً خدا رحیم ہے ایسا ہی انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد رحم کی صفت سے حصہ لیتا ہے۔ خدا جوادؔ ہے ایسا ہی انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد جود کی صفت سے حصہ لیتا ہے ایسا ہی خدا ستّار ہے خدا کریم ہے خدا غفور ہے اور انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد ان تمام صفات سے حصہ لیتا ہے۔ پس کس نے یہ صفات فاضلہ انسان کی رُوح میں رکھ دئیے ہیں اگر خدا نے رکھے ہیں تو اس سے ثابت ہے کہ وہ ارواح کا خالق ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ خود بخود ہیں تو اس کا جواب یہی کافی ہے کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ منہ

✠ حاشیہ جسمانی نظام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان ہوا کے ذریعہ سے سُنتا ہے اور سورج کے ذریعہ سے دیکھتا ہے پھر جسمانی نظام میں یہ دو چٹھی رساں کیوں مقرر کیے گئے حالانکہ خدا کا جسمانی روحانی قانون باہم مطابق ہونا چاہیئے۔ افسوس وید کا گیان ہر جگہ پر صحیفہ قدرت کے مخالف پڑا ہے اور کون کہتا ہے کہ خدا ہر جگہ نہیں بلکہ وہ ہر جگہ بھی ہے اور ذوالعرش بھی ہے۔ نادان اس معرفت کے نکتہ کو نہیں سمجھا۔ یہ بات ... توحید قائم نہیں رہ سکتی اور ہر ایک چیز کو اور ہر ایک تاثیر کو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے باہر ماننا پڑتا ہے اور فرشتہ کا مفہوم تو یہی ہے کہ وہ چیزیں ہیں جو خدا کے حکم سے کام کر رہی ہیں پس جبکہ یہ قانون ضروری اور مسلم ہے تو پھر جبرئیل اور میکائیل سے کیوں انکار کیا جائے۔ منہ

آسمان یا عرش پر نہیں بلکہ سرب بیاپک ہے۔ مَیں یہ بھی مانتا ہوں کہ وید ہی سب سے کامل اور مقدس گیان کے پستک ہیں۔ آریہ ورت سے ہی تمام دُنیا نے فضیلت سیکھی آریہ لوگ ہی سب کے اُستاد اوّل ہیں آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ۵۔ ۶ ہزار سال سے آئے ہیں اور توریت۔ زبور انجیل۔ قرآن وغیرہ کتب لائے ہیں مَیں دلی یقین سے اُن پستکوں کو مطالعہ کرنے سے اور سمجھنے سے ...... اُنکی تمام مذہبی ہدایتوں کو بناوٹی اور جعلی اصلی الہام کے بدنام کرنیوالی تحریریں خیال کرتا ہوں ...... اُنکی سچائی کی دلیل سوائے طمع یا نادانی یا تلوار کے اُنکے پاس کوئی نہیں ...... اور جس طرح مَیں اُور رستی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی قرآن اور اسکے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں اُنکو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں [لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین] لیکن میرا دوسرا فریق میرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اُسکی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے اور جس طرح میں قرآن وغیرہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ویسے ہی وہ اُمّی محض سنسکرت اور ناگری سے محروم مطلق بغیر پڑھنے یا دیکھنے ویدوں کے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے۔*

اسے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔

راقم آپکا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور

حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور۔ پنجاب

---

*حاشیہ۔ اگر مَیں نے وید نہیں پڑھے بھلا یہ تو غنیمت ہے کہ لیکھرام نے چاروں وید کنٹھ کر لئے تھے اسجگہ بھی بجز لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کیا کہہ سکتے ہیں۔ بحث اصولوں پر ہوتی ہے جبکہ آریہ سماج والوں نے اپنے ہاتھ سے وید کے اصول شائع کر دیئے تو ان پر بحث کرنا ہر ایک عقلمند کا حق ہے اور یہ سراسر غلط ہے کہ مَیں نے وید نہیں پڑھا مَیں نے وید کے وہ ترجمے جو ملک میں شائع ہوئے اوّل سے آخر تک دیکھے ہیں پنڈت دیانند کا وید بھاش بھی دیکھا ہے اور عرصہ قریباً پچیس سال سے برابر آریوں سے میرے مباحثات ہوتے رہے ہیں پھر یہ کہنا کہ وید کی مجھے کچھ بھی خبر نہیں کس قدر جھوٹ ہے اور اگر آریہ صاحبوں کے پنڈت اب بھی لیکھرام کو وید کا فاضل تسلیم کر چکے ہیں تو مَیں وہ سرٹیفکٹ دیکھنے کا مشتاق ہوں بلکہ لیکھرام کا رتبہ ذرا بھی اس سے بڑھ کر نہیں جو خدا نے اسکے لئے فرمایا۔ عجل جسد لہ خوار۔ منہ

اب مباہلہ کی اِس دُعا کے بعد جو پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ سے ۳۴۷ تک لکھی ہے جو کچھ خدا نے آسمان سے فیصلہ کیا ہے اور جس طرح اُس نے کاذب کی ذلت ظاہر کی اور صادق کی عزت وہ یہ ہے جو ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ دن کے چار بجے کے بعد ظہور میں آیا۔

دیکھو یہ خدا کا فیصلہ ہے جس فیصلہ کو لیکھرام نے اپنی پر میشر سے مانگا تھا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے۔

عکس تصویر پنڈت لیکھرام صاحب

یہ بات یاد رہے کہ اس جگہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں (۱) ایک یہ کہ لیکھرام کے مارے جانے کی بذات خود ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں اسکے مارے جانیکا دن بتلایا گیا موت کی قسم بتلائی گئی۔ مدت بتلائی گئی وقت بتلایا گیا۔ (۲) دوسری یہ کہ باوجود ہزار کوشش اور سعی کے قاتل کا کچھ بھی پتہ نہیں لگا گویا وہ آسمان پر چڑھ گیا یا زمین کے اندر مخفی ہو گیا اگر قاتل پکڑا جاتا اور پھانسی مل جاتا تو پیشگوئی کی یہ وقعت نہ رہتی بلکہ اُسوقت ہر ایک کہہ سکتا تھا کہ جیسے لیکھرام مارا گیا قاتل بھی مارا گیا مگر قاتل ایسا گم ہوا کہ نہیں معلوم کہ آیا وہ آدمی تھا یا فرشتہ تھا جو آسمان پر چڑھ گیا۔

۱۳۸۔ نشان۔ یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کیلئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں کبھی کبھی خدائے عزّ وجلّ اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزت کیلئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے اُن کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دُعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزارہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں اگر مَیں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے اور کسی قدر مَیں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور اس جگہ بھی چند دعاؤں کا قبول ہونا تحریر کرتا ہوں چنانچہ منجملہ ان کے استجابت دعا کا ایک یہ نشان ہے کہ ایک میرے مخلص سیّد ناصر شاہ نام جو اَب کشمیر بارہ مولہ میں اُورسیر ہیں وہ اپنے افسروں کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور کئی آدمی اُنکی ترقی کے حارج تھے بلکہ اُنکی ملازمت خطرہ میں تھی ایک دفعہ اُنہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ مَیں استعفا دیدیتا ہوں تا اِس ہرروزہ تکلیف سے نجات پاؤں مَیں نے اُنکو منع کیا مگر وہ اسقدر ملازمت سے عاجز آ گئے تھے کہ اُنہوں نے بار بار نہایت عجز و انکسار سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجائے

کہ میری جان ایک بلا میں گرفتار ہے اور حد سے زیادہ اصرار کیا اور کہا کہ میرے لئے ترقی عہدہ کی راہ بند ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھ سے فوق الطاقت مجھے ضرر پہنچ جائے۔ تب میں نے اُن کو کہا کہ کچھ دن صبر کرو میں تمہارے لئے دعا کرونگا اور اگر پھر بھی مشکلات پیش آئیں تو پھر اختیار ہے بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں اُن کے لئے دعا کی اور حضرت عزت سے اُنکی کامیابی چاہی اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اسکے کہ پہلی ملازمت بھی خطرہ میں تھی غیر مترقب طور پر ترقی ہو گئی چنانچہ ہم ذیل میں سید ناصر شاہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ دُعا نے اُن کی حالت پر کیا اثر کیا اور وہ یہ ہے۔

بحضور اقدس حضرت پیر و مرشد دام ظلکم

خاکسار نابکار سید ناصر شاہ بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عرض رساں ہے کہ حضور والا کی دعا نے یہ اثر دکھایا کہ حضور کی دعا کی برکت سے ترقی عہدہ اور ترقی تنخواہ ہو گئی۔ حضور والا کے وہ الفاظ خاکسار کو بخوبی یاد ہیں کہ جب خاکسار نے آزردہ خاطر ہو کر عرض کیا تھا کہ اب ملازمت چھوڑ دوں گا لیکن حضور نے بڑے لطف اور رحم سے فرمایا تھا کہ گھبرانا نہیں چاہیئے ہم دعا کرینگے خدا قادر ہے کہ انہیں دشمنوں کو تمہارا دوست بنا دیگا۔ سو جناب والا! الحمد للہ کہ جو جو الفاظ حضور والا نے فرمائے تھے اسیطرح ظہور میں آگیا اور وہی دشمن بعد میں میرے لئے دوست اور سفارش کرنیوالے بنگئے خدا نے حضور کی دعا سے اُن کا دل میری طرف پھیر دیا۔ ایک اور بڑا معجزہ حضور والا کی برکت سے یہ ظہور میں آیا کہ ممبران بالا کی طرف سے مجھ پر اعتراض ہوا تھا کہ ناصر شاہ نے کالج کا پاس نہیں کیا اور نہ کسی امتحان کی سند ہے اس لئے عہدہ کی ترقی کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے۔ ادھر یہ اعتراض تھا اور اس طرف سے حضور والا کا نامہ صادر ہوا کہ ہم نے جہاں تک ممکن تھا بہت دعا کی ہے سو جناب عالی وہی دن تھا جبکہ میری نسبت کاغذات کونسل میں پیش ہوئے اور صاحب بہادر نے میری لئے بہت زور دیکر کہا اور عجیب تر یہ کہ وہی مخالف میرے لئے سفارش کرنیوالے تھے اور دلی دوستی

اور خیر خواہی سے میری ترقی کے خواہاں تھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر کسی عذر و حیلہ کے میری ترقی کے لئے رزولیوشن پاس ہوگیا فالحمد للہ علیٰ ذالک جناب من مبلغ پچاس روپیہ پرسوں کی ڈاک میں حضور والا میں اس خاکسار نے روانہ کئے ہیں قبول فرماویں اور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ آفات زمانہ سے محفوظ رکھے اور عاقبت نیک فرماوے۔ آمین

عریضہ بندہ خاکسار سید ناصر شاہ اوورسیر از مقام بارہ مولہ کشمیر

۱۳۹ نشان۔ ایک مرتبہ مستری نظام الدین نام ایک ہماری جماعت کے شخص نے سیالکوٹ اپنی جائے سکونت سے میری طرف خط لکھا کہ ایک خطرناک مقدمہ فوجداری کا میرے پر دائر ہوگیا ہے اور کوئی سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی سخت خوف دامنگیر ہے اور دشمن چاہتے ہیں کہ میں اس میں پھنس جاؤں اور بہت خوش ہو رہے ہیں اور میں نے اسوقت ظاہری اسباب سے نومید ہو کر یہ خط لکھا ہے اور میں نے اپنے دل میں نذر کی ہے کہ اگر میں اس مقدمہ سے نجات پاجاؤں تو مبلغ پچاس روپیہ خدا تعالیٰ کے شکریہ کے طور پر آپ کی خدمت میں ارسال کرونگا تب وہ خط اُس کا کئی لوگوں کو دکھلایا گیا اور بہت دعا کی گئی اور اُس کو اطلاع دی گئی چند دن گذرنے کے بعد اُس کا پھر خط مع پچاس روپیہ کے آیا اور لکھا کہ خدا نے مجھے اُس بلا سے نجات دی۔

پھر چند ہفتہ کے بعد ایک اور خط آیا جسمیں لکھا تھا کہ سرکاری وکیل نے پھر وہ مقدمہ اُٹھایا ہے اس بنیاد پر کہ فیصلہ میں غلطی ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایڈوکیٹ کی بات قبول کر کے فیصلہ کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر اور سفارش لکھ کر صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیجدیا ہے اسلئے یہ حملہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور بہت تشویش دِہ ہے اور میں نے اسحالت بیقراری میں پھر اپنے ذمہ یہ نذر مقرر کی ہے کہ اگر اب کی دفعہ میں اس حملہ سے بچ جاؤں تو مبلغ پچاس روپیہ پھر بطور شکریہ ادا کرونگا میرے لئے بہت دعا کیجائے یہ خلاصہ دونوں خطوں کا ہے جن کے بعد دعا کی گئی۔

بعد اس کے شاید ایک دو ہفتہ ہی گذرے تھے کہ پھر مستری نظام الدین کا خط آیا جو بجنسہٖ ذیل میں لکھا جاتا ہے:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مسیحنا و مہدینا حضرت حجۃ اللہ علی الارض۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی خاطر پھر دوبارہ خاکسار پر رحم فرمایا اور اپیل فریق مخالف کی کمشنر صاحب لاہور نے نامنظور کرکے کل واپس کر دی فالحمد للہ والمنّۃ خاکسار دو ہفتہ کے اندر حضور کی قدمبوسی کیلئے حضور کی خدمت میں پچاس روپیہ نذرانہ جو پہلے مانا ہوا ہے لیکر حاضر ہوگا۔

حضور کا ناکارہ غلام

خاکسار نظام الدین مستری شہر سیالکوٹ متصل ڈاکخانہ

۱۴۰ نشان۔ سردار خاں برادر حکیم شاہ نواز خاں جو کہ راولپنڈی میں ہیں میری طرف لکھتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں اُن کے بھائی شاہ نواز خاں کی مع ایک فریق مخالف کے عدالت میں ضمانت لی گئی تھی جس میں حضرت صاحب سے یعنی مجھ سے بعد اپیل دعا کرائی گئی تھی اور ہر دو فریق نے اپیل کیا تھا۔ چنانچہ دعا کی برکت سے شاہ نواز کا اپیل منظور ہو گیا اور فریق ثانی کی اپیل خارج ہوگئی۔ قانون دان لوگ کہتے تھے کہ اپیل کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ بالمقابل ضمانتیں ہیں یہ دعا کا اثر تھا کہ دشمن کی ضمانت قائم رہی اور شاہ نواز ضمانت سے بری کیا گیا۔

۱۴۱ نشان۔ میاں نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی وریام کملانہ ڈاکخانہ ڈب کلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کے متواتر خطوط میرے نام اس بارہ میں پہنچے تھے کہ اُن کے عزیز دوست مسمی قاسم و رستم و لعل وغیرہ پر ایک جھوٹا مقدمہ مسمی بیٹھا نہ کملانہ نے کیا ہوا ہے اور مقدمہ خطرناک ہو گیا ہے دعا کیجائے پس جبکہ کثرت سے ہر ایک خط میں عاجزانہ طور پر دعا کیلئے اُنکا اصرار ہوا تب میرے دل کو اس طرف توجہ ہوگئی کیونکہ میں نے واقعی طور پر اُنکی حالت کو قابل رحم

پایا اس لئے بہت دعا کی گئی آخر دعا منظور ہوئی چنانچہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اسی میاں نور احمد کا خط مجھ کو بذریعہ ڈاک جو فتحیابی مقدمہ کی نسبت تھا پہنچا جو ذیل میں لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حضرت مرشدنا مولانا جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بعد ادائے اداب غلامانہ عرض ہے کہ جو مقدمہ جھوٹا پٹھانہ کملانہ نے ہمارے غریب دوست مسمی قاسم ورستم ولعل وغیرہ پر دائر کیا ہوا تھا وہ مقدمہ خدا کے فضل سے آپ کی دعاؤں کی برکت سے ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء کو فتح ہو گیا ہے آپ کو مبارک ہو۔ سبحان اللہ خدائے پاک نے اپنے پیارے امام کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور سرافراز کیا اور ہمارے ایمان میں ایزادی ہوئی ہم اس احکم الحاکمین کے فضلوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

راقم بندہ نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی دریام کملانہ
ڈاکخانہ ڈب کلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

۱۴۲ نشان۔ میرے ایک صادق دوست اور نہایت مخلص جن کا نام ہے سیٹھ عبد الرحمٰن تاجر مدراس اُنکی طرف سے ایک تار آیا کہ وہ کاربنکل یعنی سرطان کی بیماری سے جو ایک مہلک پھوڑا ہوتا ہے بیمار ہیں چونکہ سیٹھ صاحب موصوف اوّل درجہ کے مخلصین میں سے ہیں اسلئے اُنکی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور بڑا تردّد ہوا قریباً نو بجے دن کا وقت تھا کہ میں غم اور فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یک دفعہ غنودگی ہو کر میرا سر نیچے کی طرف جھک گیا اور معاً خدائے عزّ وجلّ کی طرف سے وحی ہوئی کہ **آثار زندگی** بعد اس کے ایک اور تار مدراس سے آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ لیکن پھر ایک اَور خط آیا کہ جو اُنکے بھائی صالح محمد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ سیٹھ صاحب کو پہلے اس سے ذیابیطس کی بھی شکایت تھی۔ چونکہ ذیابیطس کا کاربنکل اچھا ہونا قریباً محال ہے اسلئے دوبارہ

غم اور فکر نے استیلا کیا اور غم انتہا تک پہنچ گیا اور یہ غم اسلئے ہوا کہ میں نے سیٹھ عبد الرحمن کو بہت ہی مخلص پایا تھا اور انہوں نے عملی طور پر اپنے اخلاص کا اول درجہ پر ثبوت دیا تھا اور محض دلی خلوص سے ہمارے لنگر خانہ کیلئے کئی ہزار روپیہ سے مدد کرتے رہے تھے جس میں بجز خوشنودی خدا کے اور کوئی مطلب نہ تھا اور وہ ہمیشہ صدق اور اخلاص کے تقاضا سے ماہواری ایک رقم کثیر ہمارے لنگر خانہ کیلئے بھیجا کرتے تھے اور اس قدر محبت سے بھرا ہوا اعتقاد رکھتے تھے کہ گویا محبت اور اخلاص میں محو تھے اور انکا حق تھا کہ ان کے لئے بہت دعا کیجائے آخر دل نے اُن کے لئے نہایت درجہ جوش مارا جو خارق عادت تھا اور کیا رات اور کیا دن میں نہایت توجہ سے دعا میں لگا رہا تب خدا تعالیٰ نے بھی خارق عادت نتیجہ دکھلایا اور ایسی مہلک مرض سے سیٹھ عبد الرحمن صاحب کو نجات بخشی گویا ان کو نئے سرے سے زندہ کیا چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا سے ایک بڑا معجزہ دکھلایا ورنہ زندگی کی کچھ بھی امید نہ تھی اپریشن کے بعد زخم کا مندمل ہونا شروع ہوگیا اور اسکے قریب ایک نیا پھوڑا نکل آیا تھا جس نے پھر خوف اور تہلکہ میں ڈالدیا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کاربنکل نہیں آخر چند ماہ کے بعد بکلّی شفا ہوگئی۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہی مُردہ کا زندہ ہونا ہے کاربنکل اور پھر اُس کے ساتھ ذیابیطس اور عمر پیرانہ سالی اِس خوفناک صورت کو ڈاکٹر لوگ خوب جانتے ہیں کہ کس قدر اُس کا اچھا ہونا غیر ممکن ہے۔ ہمارا خدا بڑا کریم و رحیم ہے اور اسکی صفات میں سے ایک حیا کی صفت بھی ہے سال گذشتہ میں یعنی ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اِسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہوگئے تھے اُن کیلئے بھی مَیں نے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام اُن کیلئے تسلّی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ برس کی عمر انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اِنَّ المنایا لا تطیش سہامہا یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔ جب اس پر بھی دعا کی گئی تب الہام ہوا یا ایّھا النّاس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ تؤثرون

الحیٰوۃ الدُّنیا۔ یعنی اے لوگو! تم اُس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اسی کو اپنے کاموں کا کارساز سمجھو اور اُسی پر توکل رکھو کیا تم دُنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔ اسمیں یہ اشارہ تھا کہ کسی کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اُسکے مرنے سے نہایت درجہ کا حرج ہوگا ایک شرک ہے اور اُسکی زندگی پر نہایت درجہ زور لگا دینا ایک قسم کی پرستش ہے اسکے بعد میں خاموش ہوگیا اور سمجھ لیا کہ اُسکی موت قطعی ہے چنانچہ وہ گیارہ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بروز چہار شنبہ بوقت عصر اِس فانی دُنیا سے گذر گئے۔ وہ درد جو اُن کے لئے دعا کرنے میں میرے دل پر وارد ہوا تھا خدا نے اُسکو فراموش نہ کیا اور چاہا کہ اس ناکامی کا ایک اور کامیابی کے ساتھ تدارک کرے اِس لئے اِس نشان کیلئے سیٹھ عبد الرحمٰن کو منتخب کر لیا اگرچہ خدا نے عبد الکریم کو ہم سے لے لیا تو عبد الرحمٰن کو دوبارہ ہمیں دیدیا۔ وہی مرض اِنکے دامنگیر ہو گئی آخر وہ اِسی بندہ کی دعاؤں سے شفا یاب ہو گئے فالحمد للّٰہ علٰی ذالک میرا صدہا مرتبہ تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اسکے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَآ اَوْ مِثْلِہَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

۱۴۳۔ نشان۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک اور خوشی کا نشان مجھے عطا فرمایا اور وہ یہ ہے کہ میں نے ان دنوں میں ایک دفعہ دعا کی تھی کہ کوئی تازہ نشان خدا تعالیٰ مجھے دکھادے تب جیسا کہ ۳۰۔ اگست ۱۹۰۶ء کے اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے یہ الہام مجھے ہوا آجکل کوئی نشان ظاہر ہوگا یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونیوالا ہے چنانچہ وہ نشان اس طرح پر ظہور میں آیا کہ میں نے کئی دفعہ ایسی منذر خوابیں دیکھیں جنہیں صریح طور پر یہ بتلایا گیا تھا کہ میر ناصر نواب جو میرے خسر ہیں اُن کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت آنیوالی ہے چنانچہ ایک دفعہ میں نے گھر میں بکرے کی ایک ران لٹکائی ہوئی دیکھی جو کسی کے موت پر دلالت کرتی تھی اور ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن اس چوبارہ کے پاس باہر کی

طرف چوکھٹ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہے جس میں مَیں رہتا ہوں تب کسی شخص نے مجھ کو کہا کہ عبدالحکیم خاں کو والدۂ اسحاق نے گھر کے اندر بلایا ہے (والدہ اسحاق میر ناصر نواب صاحب کی بیوی ہیں اور اسحاق اُن کا لڑکا ہے) اور وہ سب ہماری گھر میں ہی رہتی ہیں تب مَیں نے یہ بات سُن کر جواب دیا کہ مَیں عبدالحکیم خاں کو ہرگز اپنے گھر میں آنے نہ دونگا۔ اس میں ہماری بےعزتی ہے۔ تب وہ آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا اندر داخل نہیں ہوا۔

یاد رہے کہ علم تعبیر میں معبّرین نے یہ لکھا ہے جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں دشمن داخل ہو جائے تو اُس گھر میں کوئی مصیبت یا موت آتی ہے اور چونکہ آج کل عبدالحکیم سخت دشمن جانی اور ہمارے زوال کا دن رات منتظر ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے اُسی کو خواب میں دکھلایا کہ گویا وہ ہمارے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے اور والدۂ اسحاق یعنی میر ناصر نواب صاحب کی بیوی اُسکو بلاتی ہیں اور بلانیکی تعبیر یہ لکھی ہے کہ ایسا شخص محض اپنے بعض دینی غفلتوں کی وجہ سے جن کا علم خدا تعالیٰ کو ہے مصیبت کو اپنے گھر میں بلاتا ہے یعنی اُسکی موجودہ حالت اس بات کو چاہتی ہے کہ کوئی بلا نازل ہو یہ ظاہر ہے کہ انسان معاصی اور گناہوں سے خالی نہیں ہے اور انسانی فطرت بجز خاص لوگوں کی لغزش سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور وہ لغزش چاہتی ہے کہ کوئی تنبیہ نازل ہو اسمیں تمام دنیا شریک ہے پس اس خواب کے یہی معنی تھے کہ اُنکی کسی لغزش نے دشمن کو گھر میں بلانا چاہا مگر شفاعت نے روک لیا یعنے خواب میں عبدالحکیم خاں کو گھر کے اندر داخل ہونے سے روک دیا یعنی وہ فضل خدا تعالیٰ کا جو میرے شامل حال ہے اُس نے دشمن کو شماتت کے موقعہ سے باز رکھا۔ غرض جب اِس قدر مجھے الہام ہوئے جن سے یقیناً میرے پر کُھل گیا کہ میر صاحب کے عیال پر کوئی مصیبت درپیش ہے تو مَیں دُعا میں لگ گیا اور وہ اتفاقاً مع اپنے بیٹے اسحاق اور اپنے گھر کے لوگوں کے لاہور جانے کو تھے مَینے اُن کو یہ خوابیں سُنادیں اور لاہور جانے سے روک دیا۔ اور اُنہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں جاؤنگا جب دوسری دن کی صبح

ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور سخت گھبراہٹ شروع ہو گئی اور دونوں طرف بُن ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تب معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا اور مَیں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہدیا کہ مَیں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ و استغفار بہت کریں کیونکہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے اور اگرچہ مَیں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانونِ قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شور قیامت برپا ہو جائیگا اور پھر گو مَیں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اُس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی اُن کا اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ مَیں صدہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزارہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے۔ غرض اُس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی مَیں بیان نہیں کر سکتا۔ مَیں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے عجیب نظارۂ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اُتر گیا اور گلٹیوں کا نام و نشان نہ رہا اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور نہ صرف اِسقدر بلکہ پھرنا۔ چلنا کھیلنا دوڑنا شروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔ یہی ہے احیائے موتیٰ۔ مَیں حلفاً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ کے احیائے موتیٰ میں اِس سے ایک ذرہ کچھ زیادہ نہ تھا اب لوگ جو چاہیں اُن کے معجزات پر حاشیے چڑھائیں۔ مگر حقیقت یہی تھی جو شخص حقیقی طور پر مر جاتا ہے اور اس دُنیا سے گذر جاتا ہے اور ملک الموت اُس کی روح کو قبض کر لیتا ہے وہ ہرگز واپس نہیں آتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فیمسک التی قضی علیھا الموت۔

۴۴ نشان۔ مولوی اسمٰعیل باشندۂ خاص علیگڈھ وہ شخص تھا جو سب سے پہلا عداوت پر کمر بستہ ہوا اور جیسا کہ مَیں نے اپنے رسالہ فتح اسلام میں لکھا ہے اُس نے لوگوں

میں میری نسبت یہ شہرت دی کہ یہ شخص رمل اور نجوم سے پیشگوئیاں بتلاتا ہے اور اُس کے پاس آلات نجوم کے موجود ہیں۔ مَیں نے اس کی نسبت لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کہا اور خدا تعالےٰ کا عذاب اس کیلئے چاہا جیسا کہ رسالہ فتح اسلام کے لکھنے کے وقت اسکی زندگی میں ہی مَیں نے یہ شائع کیا تھا اور یہ لکھا تھا تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ چنانچہ قریباً ایک برس اس مباہلہ پر گذرا ہوگا کہ وہ یک دفعہ کسی ناگہانی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا اور اُس نے اپنی کتاب میں جو میرے مقابل پر اور میرے ردّ میں شائع کی تھی یہ لکھا تھا کہ جاء الحق و زھق الباطل پس خدا نے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ حق کونسا ہے جو قائم رہا اور باطل کونسا تھا جو بھاگ گیا۔ قریباً سولہ برس ہو گئے کہ وہ اس مباہلہ کے بعد فوت ہوا۔※

※ مولوی اسمٰعیل علیگڈھی نے ایک رسالہ میں میری موت کے لئے بددعا کی تھی پھر بعد اس بددعا کے جلد مر گیا اور اس کی بددعا اُسی پر پڑ گئی۔ منہ

۱۴۵۔ نشان۔ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی رسالہ فتح رحمانی میں جو ۱۳۱۵ھ کو میری مخالفت میں مطبع احمدی لدھیانہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا مباہلہ کے رنگ میں میرے پر ایک بددعا کی تھی جیسا کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں اُن کی یہ بددعا تھی:۔ اَللّٰھُمَّ یا ذا الجلال والاکرام یا مالک الملک جیسا کہ تُو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی دُعا اور سعی سے اُس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا (جو اُن کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا) ویسا ہی دُعا اور التجا اِس فقیر قصوری کان اللّٰہ لہٗ سے ہے جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے کہ تو مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو اُن کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا ؕ والحمد للّٰہ رب العٰلمین ؕ انک علٰی کل شیء قدیر و بالاجابۃ جدیر ؕ اٰمین یعنی جو لوگ ظالم ہیں وہ جڑھ سے کاٹے جائیں گے اور خدا کے لئے حمد ہی تو ہر چیز پر قادر ہے اور دُعا قبول کرنیوالا ہے آمین۔ اور پھر صفحہ ۲۶ کتاب مذکور کے حاشیہ میں مولوی مذکور نے میری نسبت

※ مزید تشریح کے لئے دوبارہ لکھا گیا ہے۔ منہ

لکھا ہے تبًّا لہٗ ولا تباعہٖ یعنی وہ اور اس کے پیرو ہلاک ہو جائیں۔ پس خدا تعالےٰ کے فضل سے مَیں اب تک زندہ ہوں اور میرے پیرو اُس زمانہ سے قریباً پچاس حصہ زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فقطع دابر القوم الذین ظلموا پر چھوڑا تھا جس کے اس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اُسکی جڑھ کاٹ دی جائیگی اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے جس کا اُس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے پس ضرور تھا کہ ظالم اُس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا لہٰذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اس لئے اِس قدر بھی اُس کو مُہلت نہ ملی جو اپنی اس کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا اس سے پہلے ہی مر گیا۔ اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اس دُعا سے چند روز بعد ہی فوت ہو گیا۔

بعض نادان مولوی لکھتے ہیں کہ غلام دستگیر نے مباہلہ نہیں کیا صرف ظالم پر بددُعا کی تھی مگر مَیں کہتا ہوں کہ جبکہ اُس نے میرے مرنے کے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہا تھا اور مجھے ظالم قرار دیا تھا تو پھر وہ بددعا اُس پر کیوں پڑ گئی اور خدا نے ایسے وقت میں جبکہ لوگ خدائی فیصلہ کے منتظر تھے غلام دستگیر کو ہی کیوں ہلاک کر دیا اور جبکہ وہ اپنی دعا میں میرا ہلاک ہونا چاہتا تھا تا دُنیا پر یہ بات ثابت کر دے کہ جیسا کہ محمد طاہر کی بددعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا میری بددعا سے یہ شخص ہلاک ہو گیا تو اس دعا کا اُلٹا اثر کیوں ہوا یہ تو سچ ہے کہ محمد طاہر کی بددعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا اور اُسی محمد طاہر کی ریس سے غلام دستگیر نے میری پر بددعا کی تھی تو اب یہ سوچنا چاہیئے کہ محمد طاہر کی بددعا کا کیا اثر ہوا اور غلام دستگیر کی دعا کا کیا اثر ہوا اور اگر کہو کہ غلام دستگیر اتفاقاً مر گیا تو پھر یہ بھی کہو کہ وہ جھوٹا مہدی بھی اتفاقاً مر گیا تھا محمد طاہر کی کوئی کرامت نہ تھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اس وقت قریباً گیارہ سال غلام دستگیر کے مرنے پر گذر گئے ہیں جو ظالم تھا خدا نے اُسکو ہلاک کیا اور اُس کا گھر ویران کر دیا اب انصافاً کہو کہ کس کی جڑھ کاٹی گئی اور کس پر یہ دعا پڑی

✤ غلام دستگیر نے میری نسبت یہ ارادہ کیا تھا کہ اسکی بددعا سے مَیں مر جاؤں اور اس بات کا ثبوت ہو کہ مَیں کاذب اور مفتری ہوں اور محمد طاہر کی طرح غلام دستگیر کی کرامت ثابت ہو اور اس طرف میری خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انی مھین من اراد اھانتک یعنی جو شخص تیری اہانت چاہتا ہے مَیں اُسکو ذلیل کروں گا آخر خدا کے فیصلہ سے غلام دستگیر ہلاک ہو گیا اور مَیں بفضلہ تعالیٰ اب تک زندہ ہوں اور یہ ایک بزرگ نشان ہے۔ منہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَتَرَبَّصُ بِکُمُ الدَّوَائِرَ عَلَیْہِمْ دَائِرَۃُ السَّوْءِ یعنی اے نبی تیرے پر یہ بدنہاد دشمن طرح طرح کی گردشیں چاہتے ہیں۔ انہیں پر گردشیں پڑینگی۔ پس اس آیت کریمہ کی رو سے یہ سنّت اللہ ہے کہ جو شخص صادق پر کوئی بد دعا کرتا ہے وہی بد دعا اُس پر پڑتی ہے یہ سنت اللہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ظاہر ہے۔ پس اب بتلاؤ کہ غلام دستگیر اس بد دعا کے بعد مر گیا ہے یا نہیں۔ لہٰذا بتلاؤ کہ اسمیں کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی بد دعا سے تو ایک جھوٹا مسیح مر گیا اور میرے پر بد دعا کرنے والا خود مر گیا۔ خدا نے میری عمر تو بڑھا دی کہ گیارہ سال سے مَیں اب تک زندہ ہوں اور غلام دستگیر کو ایک مہینہ کی بھی مہلت نہ دی۔

۱۴۶ نشان۔ نواب محمد حیات خاں جو ڈویژنل جج تھا کسی فوجداری الزام میں معطل ہو گیا تھا اور کوئی صورت اسکی رہائی کی نظر نہیں آتی تھی تب اُس نے مجھ سے دُعا کی درخواست کی اور مَیںنے دعا کی تب میرے پر خدا نے ظاہر کیا کہ وہ بری ہو جائیگا اور یہ خبر اُس کو اور بہت سے لوگوں کو قبل از وقت سنا دی گئی جیسا کہ براہین احمدیہ میں مفصل درج ہے آخر وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بری ہو گیا۔

۱۴۷ نشان۔ ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی لنگرخانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اِسلئے دعا کی گئی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو مَیںنے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈالدیا مَیںنے اسکا نام پوچھا اُس نے کہا نام کچھ نہیں مَیںنے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اُس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کیوقت پر آنیوالا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اسکے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آ گیا چنانچہ جو شخص اسکی تصدیق کے لئے صرف ڈاکخانہ کے رجسٹر ہی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے

اخیر سال تک دیکھے اُسکو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنیوالا ہو یا اور چیزیں تحایف کے طور پر ہوں اُن کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہونگے۔

۱۴۸۔ نشان۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ مَیں نعمت اللہ ولی کا وہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جسمیں اُس نے میرے آنیکی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرھویں صدی کے اخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ:-

مہدئ وقت و عیسیٰ دوران ؛ ہر دو را شہسوار می بینم

یعنی وہ آنیوالا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور سے دعویٰ کریگا۔ پس اِس اثناء میں کہ مَیں یہ شعر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کے وقت مجھے یہ الہام ہوا

از پئے آں محمد احسن را ؛ تارکِ روزگار می بینم

یعنی مَیں دیکھتا ہوں کہ مولوی محمد احسن امروہی اسی غرض کیلئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہوگئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اسکے دعوی کی تائید کے لئے خدمت بجالاوے اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے کمر بستہ ہوکر میری دعوی کی تائید میں بہت سی کتابیں تالیف کیں اور لوگوں سے مباحثات کئے اور اب تک اسی کام میں مشغول ہیں خدا ان کے کام میں برکت دے اور اس خدمت کا اُن کو اجر بخشے۔ آمین۔

۱۴۹۔ نشان۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ اُس زمانہ کو

پچیس۲۵ برس سے بھی زیادہ گذر گیا جب یہ پیشگوئی خدائے عزّ و جلّ کی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ تیرے اقبال کے دن آنیوالے ہیں جو دین محمدی کی شان اور عزّت کو بڑھائیں گے اور اُس زمانہ میں جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں میں ایک زاویۂ گمنامی میں مستور و محجوب تھا اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا اور نہ کسی کو توقع تھی کہ مجھے یہ مرتبہ ملیگا بلکہ میں خود اس آئندہ شان و شوکت سے محض بیخبر تھا اور سچ تو یہ ہے کہ میں کچھ بھی نہ تھا بعد میں خدا نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چُن لیا میں گمنام تھا مجھے شہرت دی اور اس قدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے اور میں نادان تھا مجھے اپنی طرف سے علم دیا اور میں کوئی مالی وسعت نہیں رکھتا تھا اُس نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کیں اور میں اکیلا تھا اُس نے کئی لاکھ انسان کو میرے تابع کر دیا اور زمین اور آسمان دونوں میں سے میرے لئے نشان ظاہر فرمائے میں نہیں جانتا کہ اُس نے میرے لئے یہ کیوں کیا کیونکہ میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں پاتا اور میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کو حضرت عزّت میں پڑھنا اپنے مناسب حال پاتا ہوں

پسند ید گانے بجائے رسند ❊ زما کہتران تو چہ آمد پسند

میرے خدا نے ہر ایک پہلو سے میری مدد کی ہر ایک جو دشمنی کیلئے اٹھا اُسکو نیچے گرایا۔ ہر ایک نے جو سزا دلانیکے لئے عدالتوں میں مجھے کھینچا اُن سب مقدموں میں میرے مولیٰ نے مجھے فتح دی ہر ایک نے جو میرے پر بد دعا کی میرے آقا نے وہ بد دعا اُسی پر ڈالدی جیسا کہ لیکھرام بد قسمت نے اپنی جھوٹی خوابوں پر بھروسہ کر کے میری نسبت شائع کیا تھا کہ وہ تین سال کے اندر مع اپنی تمام فرزندوں کے مر جائیگا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود ہی میری پیشگوئی کے مطابق لاولد مر گیا اور کوئی نسل اُسکی دنیا میں نہ رہی۔ ایسا ہی عبد الحق غزنوی تھا اور اُس نے مباہلہ کر کے اپنی بد دعاؤں سے میرا استیصال چاہا سو جسقدر ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی ہوئی اسکے مباہلہ کے بعد ہوئی۔ کئی لاکھ انسان تابع ہو گئے کئی لاکھ روپیہ آیا قریباً تمام دنیا میں

عزت کے ساتھ میری شہرت ہوگئی یہاں تک کہ غیر ملکوں کے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے اور کئی لڑکے بعد میں پیدا ہوئے مگر عبد الحق منقطع النسل رہا جو مرنے کے حکم میں ہے* اور ایک ذرہ کے برابر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس کو برکت نہ ملی اور نہ بعد میں اُس نے کوئی عزت پائی اور اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کا پورا مصداق ہوگیا۔ پھر مولوی غلام دستگیر قصوری اُٹھا اور اُسکو شوق ہوا کہ محمد طاہر کی طرح میرے پر بد دعا کرکے قوم میں نام حاصل کرے یعنی جس طرح محمد طاہر نے ایک جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی پر بد دعا کی تھی اور وہ ہلاک ہوگیا تھا اسی طرح اپنی بد دعا سے مجھے ہلاک کرے مگر اس بد دعا کے بعد وہ آپ ہی ایسی جلدی ہلاک ہوا جسکی نظیر نہیں پائی جاتی۔ کوئی مولوی جواب نہیں دیتا کہ یہ کیا راز ہے کہ محمد طاہر نے تو اپنے زمانہ کے جھوٹے مسیح پر بد دعا کرکے اُسکو ہلاک کردیا اور غلام دستگیر اپنے زمانہ کے مسیح پر بد دعا کرکے آپ ہی ہلاک ہوگیا۔ یہ تو اندرونی نصرت الٰہی ہے بیرونی طور پر خدا تعالیٰ نے وہ رُعب مجھے بخشا ہے کہ کوئی پادری میرے مقابل پر نہیں آسکتا۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ وہ لوگ بازاروں میں چلّا چلّا کر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں اور یا خدا تعالیٰ نے ایسا اُن پر رُعب ڈالا کہ اس طرف مُنہ نہیں کرتے گویا وہ سب اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کے لئے میری طرف مُنہ کرے تو خدا اُسکو سخت ذلیل کریگا۔ اور اُس عذاب میں مبتلا کرے گا جس کی نظیر نہیں ہوگی اور اُسکو طاقت نہیں ہوگی کہ جو کچھ مَیں دکھلاتا ہوں وہ اپنے فرضی خدا کی طاقت اور قوت سے دکھلا سکے اور میرے لئے خدا آسمان سے بھی نشان برسائیگا اور زمین سے بھی۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ برکت غیر قوموں کو نہیں دی گئی۔ پس کیا روئے زمین میں مشرق سے لیکر مغرب کی انتہا تک کوئی پادری ہے جو خدائی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے ہم نے میدان فتح کرلیا ہے کسی کی مجال نہیں جو ہمارے مقابل پر آوے پس یہ وہی بات ہے

* عبد الحق غزنوی کو مباہلہ کے بعد میں نے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں بار بار مخاطب کرکے لکھا ہے کہ اگر تم اپنی دعا سے مباہلہ کے اثر سے بچ سکتے ہو تو کوشش کرو کہ تمہارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا ہو جائے تا تم ابتر نہ رہو جو مباہلہ کا ایک اثر سمجھا جائے گا پس اس قدر تاکید پر ضرور اُس نے مباہلہ کے بعد دعائیں کی ہونگی آخر ابتر رہا پس اس سے زیادہ اور کیا نشان ہوگا۔ منہ

جو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس برس پہلے بطور پیشگوئی فرمائی ہے بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد۔ بخدا کہ ہم محمدی آج بلند مینار پر ہیں اور ہر ایک شخص ہمارے پیروں کے نیچے ہے۔

۱۵۰۔ نشان۔ میری کتاب نور الحق حصّہ دوم کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک جو طاعون کے پھوٹنے سے پہلے ملک میں شائع کی گئی تھی طاعون کے بارے میں یہ پیشگوئی ہے۔

اعلم ان اللّٰہ نفث فی روعی ان ھٰذا الخسوف والکسوف فی رمضان اٰیتان مخوفتان لقوم اتبعوا الشیطان ولئن ابوا فان العذاب قد حان

دیکھو صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک رسالہ نور الحق (ترجمہ) خدا نے اپنے الہام کے ساتھ میرے دل میں پھونکا ہے کہ خسوف کسوف ایک عذاب کا مقدمہ ہے یعنی طاعون کا جو قریب ہے اب برائے خدا وہ میری کتاب یعنی نور الحق حصّہ دوم غور سے پڑھو اور دیکھو کہ کسقدر مدّت دراز طاعون سے پہلے اس میں طاعون کے آنیکی پیشگوئی موجود ہے کیا انسان کی طاقت ہے کہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اُسکے قبضہ میں ہے یہ تصرّف علم غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا کیا باعتبار کیفیّت اور کیا باعتبار کمیّت غیب کے دروازے اُسپر کھولے جائیں ہاں شاذو نادر کے طور پر عام لوگوں کو کوئی سچّی خواب آسکتی ہے یا سچّا الہام ہو سکتا ہے اور وہ بھی تاریکی سے خالی نہیں ہوتا مگر غیب کے دروازے انپر نہیں کُھلتے۔ یہ موہبت محض خدا کے برگزیدوں کے لئے ہوتی ہے۔

۱۵۱۔ نشان۔ جب مَیں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ اُسکی چھپوائی کے لئے کچھ روپیہ نہ تھا اور مَیں ایک گمنام آدمی تھا مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب مَیں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کی تو یہ الہام ہوا ھزّ الیک

٭ مزید تشریح کے لئے دوبارہ لکھا گیا ہے۔ منہ

بجذع النّخلۃ تساقط علیك رطبًا جنیًا ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶ (ترجمہ) کھجور کے تنہ کو ہلا تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی چنانچہ مَیں نے اس حکم پر عمل کرنے کے لئے سب سے اوّل خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا پس خدا نے جیسا کہ اُس نے وعدہ کیا تھا اُن کو میری طرف مائل کر دیا اور اُنہوں نے بلا توقف اڑھائی سَو روپیہ بھیجدیا اور پھر دوسری دفعہ اڑھائی سَو روپیہ دیا اور چند اور آدمیوں نے روپیہ کی مدد کی اور اس طرح پر وہ کتاب باوجود نومیدی کے چھپ گئی اور وہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ صرف ایک دو آدمی اُن کے گواہ نہیں بلکہ ایک جماعت کثیر گواہ ہے جس میں ہندو بھی ہیں۔ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ وحی الٰہی کہ ھزّ الیك بجذع النخلۃ یہ حضرت مریم* کو قرآن شریف میں خطاب ہے جب لڑکا پیدا ہونے سے وہ بہت کمزور ہوگئی تھیں اور غذا کے لئے خدا تعالیٰ کی مدد کی محتاج تھیں۔ اِسی طرح براہین احمدیہ میرے لئے بطور بچہ کے تھی جو پیدا ہوا۔ اور یہ بات ہر ایک جانتا ہے کہ تالیفات کی نسبت یہ عام محاورہ ہے کہ انکو نتائج طبع کہتے ہیں یعنی طبعزاد بچے اور جبکہ براہین احمدیہ میرا بچہ ٹھیرا جو پیدا ہوا تو اُس کے

---

* حاشیہ متن کتاب ہذا میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ میں اوّل خدا نے میرا نام مریم رکھا اور پھر فرمایا کہ مَیں نے اس مریم میں صدق کی روح پھونکی ہے بعد اس کا نام عیسیٰ رکھدیا گویا مریمی حالت سے عیسیٰ پیدا ہوگیا اور اس طرح مَیں خدا کے کلام میں ابن مریم کہلایا۔ اس بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیشگوئی کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس اُمّت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی اور اب ظاہر ہے کہ اس اُمّت میں بجز میرے کسی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا اور پھر اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں ضرور ہے کہ اس اُمّت میں کوئی ایسا

پیدا ہونے کے وقت میں بھی اپنی مالی حالت میں کمزور تھا جیسا کہ مریم کمزور تھی اور اپنے طور پر اس بچہ کی پرورش کیلئے یعنی اسکے طبع کیلئے غذا حاصل نہیں کر سکتا تھا تو مجھے بھی مریم کی طرح یہی حکم ہوا کہ ھزّی الیک بجذع النخلۃ پس اس پیشگوئی کے مطابق سرمایہ کتاب اکٹھا ہو گیا اور پیشگوئی پوری ہو گئی اور اس روپیہ کا آنا بالکل غیر متوقع تھا کیونکہ میں گمنام تھا اور یہ میری پہلی تالیف تھی اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ

بقیہ حاشیہ مصداق ہو اور خوب غور کر کے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کر لو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں پس یہ پیشگوئی سورۂ تحریم میں خاص میرے لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا دیکھو سورہ تحریم الجزو ۲۸ (ترجمہ) اور دوسری مثال اس امت کے افراد کی مریم عمران کی بیٹی ہے جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تب ہم نے اسکے پیٹ میں اپنی قدرت سے روح پھونک دی یعنی عیسیٰ کی روح۔ اب ظاہر ہے کہ بموجب اس آیت کے اس امت کی مریم کو پہلی مریم کے ساتھ تب مشابہت پیدا ہوتی ہے کہ اس میں بھی عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے جیسا کہ خدا نے خود روح پھونکنے کا ذکر بھی اس آیت میں فرما دیا ہے اور ضرور ہے کہ خدا کا کلام پورا ہو پس اس تمام امت میں وہ مَیں ہی ہوں میرا ہی نام خدا نے براہین احمدیہ میں پہلی مریم رکھا اور بعد اسکے میری ہی نسبت یہ کہا کہ ہم نے اس مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور پھر روح پھونکنے کے بعد مجھے ہی عیسیٰ قرار دیا پس اس آیت کا مَیں ہی مصداق ہوں میرے سوا تیرہ ۱۳۰۰ سو برس میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی جس سے میں عیسیٰ بن گیا۔ خدا سے ڈرو اور اس میں غور کرو جس زمانہ میں خدا نے براہین احمدیہ میں یہ فرمایا اسوقت تو مَیں اس دقیقہ معرفت سے خود بیخبر تھا جیسا کہ مَیں نے براہین احمدیہ میں اپنا عقیدہ بھی ظاہر کر دیا کہ عیسیٰ آسمان سے آنیوالا ہے یہ میرا عقیدہ اس بات پر گواہ ہے کہ میری طرف سے کوئی افترا نہیں اور مَیں خدا کی تفہیم سے پہلے کچھ نہیں سمجھ سکا۔ منہ

میں مجھے عیسٰی کے نام سے موسوم کرنے سے پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدّت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا اور پھر خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے مریم مَیں نے تجھ میں سچائی کی روح پھونک دی گویا یہ مریم سچائی کی رُوح سے حاملہ ہوئی اور پھر خدا نے براہین احمدیہ کے اخیر میں میرا نام عیسٰی رکھ دیا گویا وہ سچائی کی روح جو مریم میں پھونکی گئی تھی ظہور میں آکر عیسٰی کے نام سے موسوم ہو گئی۔ پس اس طرح پر مَیں خدا کی کلام میں ابن مریم کہلایا اور یہی معنی اس وحی الٰہی کے ہیں کہ الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم۔

آنکہ گوید ابن مریم چوں شدی ۔۔۔ ہست او غافل ز رازِ ایزدی
آں خدائے قادر و ربّ العباد ۔۔۔ در براہیں نام من مریم نہاد
مدتے بودم برنگ مریمی ۔۔۔ دست نا دادہ بہ پیرانِ زمی
ہمچو بکرے یافتم نشو و نما ۔۔۔ از رفیقِ راہِ حق۔ ناآشنا
بعد ازاں آں قادر و ربّ مجید ۔۔۔ روحِ عیسٰے اندراں مریم دمید
پس بہ نفخش رنگ دیگر شد عیاں ۔۔۔ زاد زاں مریم مسیح ایں زماں
زیں سبب شد ابن مریم نام من ۔۔۔ زانکہ مریم بود اوّل گام من
بعد ازاں از نفخ حق عیسٰی شدم ۔۔۔ شد ز جائے مریمی برتر قدم
ایں ہمہ گفت است ربّ العالمین ۔۔۔ گر نمیدانی براہیں را ببیں
حکمتِ حق رازہا دارد بسے ۔۔۔ نکتہ مستور کم فہمد کسے
فہم را فیضانِ حق باید نخست ۔۔۔ کار بے فیضاں نمی آید درست
گر نداری فیضِ رحماں را پناہ ۔۔۔ ظلمتے در ہر قدم داری براہ
فیضِ حق را با تضرّع کن تلاش ۔۔۔ ہاں مرو چوں توسنے آہستہ باش
اے پئے تکفیر ما بستہ کمر ۔۔۔ خانہ ات ویراں تو در فکرِ دگر
صد ہزاراں کفر در جانت نہاں ۔۔۔ رو چہ نالی بہر کفرِ دیگراں

خیز و اوّل خویشتن را کن درست	نکتہ چیں را چشم می باید نخست
لعنتی گر لعنتے بر ما کند	او نہ بر ما خویش را رسوا کند
لعنتِ اہل جفا آساں بود	لعنت آں باشد کہ از رحماں بود

۱۵۲۔ نشان۔ خدا تعالیٰ نے ایک عام طور پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ۔ انی مھینٌ من اراد اھانتک یعنی میں اُس کو ذلیل کرونگا جو تیری ذلّت کا ارادہ کریگا۔ صدہا دشمن اس پیشگوئی کے مصداق ہو گئے ہیں اس رسالہ میں مفصّل لکھنے کی گنجائش نہیں۔ اُن میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جنہوں نے میری نسبت یہ کہا کہ یہ مفتری ہے طاعون سے ہلاک ہوگا خدا کی قدرت کہ وہ خود طاعون سے ہلاک ہو گئے اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اپنا یہ الہام پیش کرتے تھے کہ ہمیں خدا نے بتلایا ہے کہ یہ شخص جلد مر جائیگا خدا کی شان کہ وہ اپنے ایسے الہاموں کے بعد خود جلد مر گئے اور بعض نے میرے پر بد دعائیں کی تھیں کہ وہ جلد ہلاک ہو جائے وہ خود جلد ہلاک ہو گئے مولوی محی الدین لکھو کے والے کا الہام لوگوں کو یاد ہوگا جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھیرایا اور فرعون سے تشبیہ دی اور میرے پر عذاب نازل ہونیکی نسبت الہام شائع کئے آخر آپ ہی ہلاک ہو گئے اور کئی سال ہو گئے کہ وہ اس دنیا سے گذر گئے۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری بھی مجھے گالیاں دینے میں حد سے بڑھ گیا تھا جس نے مکّہ سے میرے پر کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی بیٹھتے اُٹھتے میرے پر بد دعا کرتا تھا اور لعنت اللّٰہ علی الکاذبین اُسکا وِرد تھا اور اسی پر بس نہیں بلکہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں اسکو بھی شوق آیا کہ شیخ محمّد طاہر صاحب مجمع البحار کی طرح میرے پر بد دعا کرے تا اسکی بھی کرامت ثابت ہو کیونکہ صاحب مجمع البحار کے زمانہ میں بعض ناپاک طبع لوگوں نے محض افترا کے طور پر مسیح اور مہدی ہونیکا دعویٰ کیا تھا اور چونکہ وہ ناراستی پر تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے محمّد طاہر کی دعا منظور کر کے اُن کو محمّد طاہر کی زندگی میں ہی ہلاک کر دیا پس اس قصّہ کو پڑھ کر غلام دستگیر کو بھی شوق اُٹھا کہ آؤ میں بھی اِس جھوٹے مسیح اور جھوٹے

مہدی پر دعا کروں تا اس کی موت سے میری کرامت بھی ثابت ہو مگر اُسکو شیخ سعدی کا یہ شعر یاد نہ رہا۔ ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است ۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ٭ اگر میں جھوٹا ہوتا تو بے شک ایسی دعا سے کہ جو نہایت توجہ اور درد دل سے کی گئی تھی ضرور ہلاک ہو جاتا اور میاں غلام دستگیر محمد طاہر ثانی سمجھا جاتا لیکن چونکہ میں صادق تھا اس لئے غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی وحی انی مھین من اراد اہانتک کا شکار ہو گیا اور وہ دائمی ذلت جو میرے لئے اُس نے چاہی تھی اُسی پر پڑ گئی ٭

اگر کوئی مولوی خدا سے ڈرنیوالا ہو تو اس ایک ہی مقام سے اُسکا پردۂ غفلت کا دُور ہو سکتا ہے ہر ایک طالب حق پر لازم ہے کہ اس بات کو سوچے کہ یہ کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی دعا سے تو جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی ہلاک ہو گیا اور جب میاں غلام دستگیر نے اُسکی ریس کر کے بلکہ مشابہت ظاہر کرنے کیلئے اپنی کتاب فتح رحمانی میں اُسکا ذکر بھی کر کے میرے پر بددعا کی اور بددعا کرنیکے وقت اپنی اُسی کتاب میں میری نسبت یہ لفظ لکھا تبًّا لہٗ ولاتباعہٖ جس کے یہ معنی ہیں کہ میں اور میرے پیرو سب ہلاک ہو جائیں تب وہ چند ہفتہ کے اندر آپ ہی ہلاک ہو گیا اور جس ذلت کو میری موت مانگ کر میری لئے چاہتا تھا وہ داغ ذلت ہمیشہ کے لئے اُسی کو نصیب ہو گیا کوئی صاحب مجھے جواب دیں کہ کیا یہ اتفاقی امر ہے یا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ظہور میں آیا۔ میں ابتک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں مگر غلام دستگیر کے مرنے پر گیارہ برس سے زیادہ گذر گئے اب آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کیا خدا تعالیٰ کو محمد طاہر کے زمانہ کا جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی برا معلوم ہوتا تھا اور اس سے خدا دشمنی رکھتا تھا مگر غلام دستگیر کے زمانہ میں جو جھوٹا مسیح پیدا ہوا اُسکو خدا تعالیٰ نے محبت کی نظر سے دیکھا اور اُسکو عزت دی کہ غلام دستگیر کو اُس کے سامنے ہلاک کر دیا اور غلام دستگیر کی بددعا کو اُسی کے منہ پر مار کر اسی کو موت کا پیالہ پلا دیا اور قیامت تک یہ داغ ذلت اُس پر رکھا۔ اگر میں غلام دستگیر کی بددعا سے مرجاتا اور غلام دستگیر اب تک

زندہ رہتا تو کیا میرے دشمن بلکہ دین اسلام کے دشمن دنیا میں ہزاروں اشتہار جاری کر کے شور قیامت نہ مچا دیتے اور کیا میرا جھوٹا ہونا نقارہ کی چوٹ سے مشہور نہ کیا جاتا؟ تو پھر اب کیوں بزرگانِ قوم خاموش ہیں کیا ان لوگوں کی یہی تقویٰ ہے اور یہ کہنا کہ یہ مباہلہ نہیں۔ فرض کیا کہ یہ مباہلہ نہیں مگر محمد طاہر کی ریس کر کے بددعا تو ہے جس کے مقابل میرا الہام ہے کہ اِنّی مُهِینٌ مَن اَرَادَ اِهَانَتَکَ پس یہ کیا ہوا کہ اس بددعا سے میرا تو کچھ نہ بگڑا مگر خدا تعالیٰ کے الہام اِنّی مُهِینٌ مَن اَرَادَ اِهَانَتَکَ نے کھلا کھلا اثر دکھا دیا اور اسی بددعا کو بموجب آیۃ عَلَیْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ غلام دستگیر پر نازل کر دیا۔ اور جو شخص محمد طاہر کا ثانی بننا چاہتا تھا اُس کو خدا نے جھوٹے مسیح کا ثانی بنا دیا اور اسکے مرنیکے بعد میرے پر برکت نازل کی گئی۔ کئی لاکھ انسان مرید ہو گئے اور اسکی وفات کے بعد تین بیٹے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور قریباً تمام دُنیا میں عزّت کے ساتھ خدا نے مجھے مشہور کر دیا۔ شائد ہمارے مخالف اب یہ کہیں گے کہ وہ جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی جو محمد طاہر کی بددعا سے مر گیا تھا وہ بھی ایک اتفاقی موت تھی محمد طاہر کی دعا کا اثر نہ تھا پس ایسی باتوں کا ہم کہاں تک جواب دے سکتے ہیں چاہیں تو وہ دہریہ بن جائیں اور یہ کہدیں کہ غلام دستگیر کی موت بھی اتفاقی ہے۔ ظاہرا علامات تو یہی معلوم ہوتی ہیں۔

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال	دل میں اُٹھتا ہے میرے سو سو اُبال
اسقدر کین و تعصب بڑھ گیا	جس سے کچھ ایماں جو تھا وہ سڑ گیا
کیا یہی تقویٰ ہے یہی اسلام تھا	جس کے باعث سے تمہارا نام تھا

غرض خدا کا یہ الہام کہ اِنّی مُهِینٌ مَن اَرَادَ اِهَانَتَکَ صدہا جگہ پر بڑے زور سے ظاہر ہوا اور ظاہر ہو رہا ہے۔ اس میں کیا بھید ہے کہ وہ قادر اس قدر میری حمایت کرتا ہے یہی بھید ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ اسکا محب ضائع ہو۔

چہ شیریں منظری اے دلستانم	چہ شیریں خصلتی اے جانِ جانم

چو دیدم روئے تو دِل در تو بستم	نماندہ غیر تو اندر جہانم
تواں برداشتن دست از دو عالم	مگر ہجرت بسوزد استخوانم
در آتش تن بآسانی تواں داد	زہجرت جان رود با صد فغانم

۱۵۳۔ نشان۔ مولوی محمد حسن بھیں والے نے میری کتاب اعجاز احمدی کے حاشیہ پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھ کر اپنے تئیں مباہلہ کے پیچ میں ڈال دیا چنانچہ اس تحریر پر ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ بڑے دُکھ کے ساتھ اِس جہان سے گذر گیا اور جوانا مرگ موت ہوئی۔ اُسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا مباہلہ ہماری پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔

۱۵۴۔ نشان۔ پیر مہر علی شاہ گولڑی نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مجھ چور کہا تھا یعنی اُس کے خیال میں مَیں نے دوسروں کی کتابوں کا مضمون چرا کر لکھا ہے اس افترا کی خدا نے اُسکو یہ سزا دی کہ عدالت میں کرم دین کے مقدمہ میں وہ خود محمد حسن کے نوٹوں کا چور ثابت ہوا چنانچہ عدالت میں اس بارہ میں حلفی شہادتیں گذر گئیں۔ تب اس پر بھی الہام اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَکَ پورا ہو کر خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہوا۔

۱۵۵۔ نشان۔ خدا تعالیٰ کا یہ بھی ایک نشان تھا کہ اُس نے ۱۸۸۲ء کے بعد باقی حصہ براہین احمدیہ کا تیئیس ۲۳ برس کی مُدّت تک چھپنے سے روک دیا تا اس کا یہ کلام پورا ہو کہ مَیں براہین احمدیہ کو بطور نشان کے بناؤں گا۔ کیونکہ اس میں بہت سی ایسی پیشگوئیاں تھیں جو ابھی اُن کا پورا ہونا معرض انتظار میں تھا اور اس میں میری نسبت ایسے وعدے تھے جو ابھی ظہور میں نہیں آئے تھے اور ضرور تھا کہ اُن تمام نشانوں اور تمام وعدوں کا اُسی کتاب میں پورا ہونا دکھلایا جاتا تا کتاب براہین احمدیہ اسم بامسمّٰی ہو جاتی۔ اگر اُن پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے پہلے براہین احمدیہ ختم ہو جاتی تو وہ ایک ناقص کتاب ہوتی اِس لئے خدا نے جسکے تمام کام حکمت اور مصلحت پر مبنی ہیں یہ چاہا کہ اسوقت تک براہین احمدیہ کے باقی حصہ کا چھپنا اور شائع ہونا

روک دیا جائے جبتک کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں جو براہین احمدیہ میں لکھی گئی ہیں کیونکہ وہ کتاب جیسا کہ اُس کا نام براہین احمدیہ ہے اِس لئے تالیف کی گئی ہے کہ تا جو اسلام کی براہین ہیں وہ ظاہر کرے اور براہین میں سے سب سے بڑھ کر آسمانی نشان ہیں جن میں انسانی طاقت کا کچھ بھی دخل نہیں سو ضرور تھا کہ اس میں اِس قدر آسمانی نشان لکھے جاتے کہ دشمن پر اتمام حجت کرنیکے لئے کافی ہوتے جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ اُس میں تین سو نشان لکھے جائینگے سو خدا نے چاہا کہ وہ باتیں پوری ہوں اگرچہ مخالف لوگ اپنی جہالت سے شور ڈالتے رہے اور میرے پر یہ افترا کیا کہ گویا میں نے بدنیتی سے لوگوں کا روپیہ قیمت ہضم کرنیکے لئے براہین احمدیہ کا چھپنا آئندہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا ہے لیکن براہین احمدیہ کی تاخیر طبع میں یہی حکمت تھی جو میں نے بیان کی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کریگا مگر وہی لوگ جن کو دین و دیانت سے سروکار نہیں وسیعلم الذین ظلموا اَیَّ منقلبٍ ینقلبون۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ القراٰن جملۃً واحدۃً۔ کذٰلک لنثبت بہ فؤادک یعنی کافر کہتے ہیں کہ کیوں قرآن ایک مرتبہ ہی نازل نہ ہوا۔ ایسا ہی چاہیئے تھا تا وقتاً فوقتاً ہم تیرے دل کو تسلّی دیتے رہیں اور تا وہ معارف اور علوم جو وقت سے وابستہ ہیں اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوں کیونکہ قبل از وقت کسی بات کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے سو اسی مصلحت سے خدا نے قرآن شریف کو تئیس برس تک نازل کیا تا اُس مدّت تک موعودہ نشان بھی ظاہر ہو جائیں سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ کی تاخیر پر ابھی تیئسواں برس ختم نہیں ہوگا کہ اُس کا پانچواں حصہ ملک میں شائع ہو جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں تئیس برس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے کیونکہ وہ خدا فرماتا ہے یا احمد بارک اللہ فیک۔ الرحمٰن علم القراٰن۔ لتنذر قوماً ما انذر اٰباء ھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین اے احمد (یہ ظلّی طور پر اس عاجز کا نام ہے) خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی وہ خدائے رحمان جس نے

تجھے قرآن سکھلایا ہے یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کا تیرے پر بار منت نہیں خدا تیرا معلّم ہے اور خدا نے تجھے اسلئے قرآن سکھلایا کہ تا تو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا خدا کی حجت پوری ہو جاوے اور مجرموں کی راہ کھل جائے اُنکو کہدے کہ مَیں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور سب سے پہلے اس بات پر ایمان لانے والا مَیں ہوں اور چونکہ پہلے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تعلیم قرآن تیئیس برس تک ختم ہوئی اس لئے ضروری تھا کہ اب بھی اُس مشابہت کو دکھلانے کیلئے تیئیس برس ہی تعلیم قرآن کی مدت مقرر کی جاتی تا وہ سب نشان ظاہر ہو جائیں جن کا وعدہ دیا گیا تھا۔ رومی صاحب نے بھی اسی بارہ میں فرمایا ہے

مدتے ایں مثنوی تاخیر شد   سالہا بایست تا خوں شیر شد

۱۵۶۔ نشان۔ یہ نشان پہلے اس سے مَیں نے اپنے رسالہ تذکرۃ الشہادتین کے اخیر میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو مَیں نے ارادہ کیا تھا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف اور شیخ عبد الرحمٰن صاحب کی شہادت کے بارہ میں جو نہایت ظلم سے قتل کیئے گئے ایک رسالہ لکھوں جس کا نام تذکرۃ الشہادتین تجویز کیا تھا لیکن اتفاقاً مجھے درد گردہ شروع ہوگیا اور میرا ارادہ تھا کہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء تک وہ رسالہ ختم کرلوں کیونکہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ایک فوجداری مقدمہ کے لئے جو ایک مخالف کی طرف سے میرے پر دائر تھا گورداسپور میں جانا ضروری تھا تب مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ یا الٰہی مَیں شہید مرحوم عبد اللطیف کیلئے رسالہ لکھنا چاہتا ہوں اور درد گردہ شروع ہو گئی ہے مجھے شفا بخش اور اس سے پہلے مجھے ایک دفعہ دس دن برابر درد گردہ رہی تھی اور مَیں اس سے قریب موت ہو گیا تھا اب کی دفعہ بھی خوف دامنگیر ہو گیا مَیں نے اپنے گھر کے لوگوں کو کہا کہ مَیں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو تب مَیں نے اپنی شفا کے لئے اس سخت درد کی حالت میں دعا کی اور انہوں نے آمین کہی پس مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکی قسم ہر ایک گواہی سے زیادہ اعتبار

کے لائق ہے کہ ابھی مَیں نے دُعا تمام نہیں کی تھی کہ میرے پر غنودگی طاری ہوئی اور الہام ہوا سلامٌ قولًا من ربّ رّحیم۔ مَیں نے اُسی وقت یہ الہام اپنے گھر کے لوگوں اور اُن سب کو جو حاضر تھے سنا دیا اور خدائے علیم جانتا ہے کہ صبح کے چھ بجے سے پہلے مَیں بکلی صحت یاب ہو گیا اور اسی دن مَیں نے آدھی کتاب تصنیف کر لی فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔ دیکھو تذکرۃ الشہادتین کا حصہ اخیر۔

۱۵۷۔ نشان۔ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی شہادت بھی میری سچائی پر ایک نشان ہے کیونکہ جب سے خدا نے دُنیا کی بنیاد ڈالی ہے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص دیدہ و دانستہ ایک جھوٹے مکّار مفتری کے لئے اپنی جان دے اور اپنی بیوی کو بیوہ ہونے کی مصیبت میں ڈالے اور اپنے بچوں کا یتیم ہونا پسند کرے اور اپنے لئے سنگساری کی موت قبول کرے یوں تو صدہا آدمی ظلم کے طور پر قتل کئے جاتے ہیں مگر مَیں جو اس جگہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت کو ایک عظیم الشان نشان قرار دیتا ہوں وہ اِس وجہ سے نہیں کہ ظلم سے قتل کئے گئے اور شہید کئے گئے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ شہید ہونے کے وقت اُنہوں نے وہ استقامت دکھائی کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں ہو سکتی۔ اِن کو تین مرتبہ امیر نے مختلف وقتوں میں نرمی سے سمجھایا کہ جو شخص قادیان میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُسکی بیعت توڑ دو تو آپ کو چھوڑ دیا جائیگا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزت ہوگی ورنہ سنگسار کئے جاؤ گے اُنہوں نے ہر ایک مرتبہ میں یہی جواب دیا کہ مَیں اہلِ علم ہوں اور زمانہ دیدہ ہوں مَیں نے بصیرت کی راہ سے بیعت کی ہے مَیں اُسکو تمام دنیا سے بہتر سمجھتا ہوں اور کئی دن اُن کو حراست میں رکھا گیا اور سخت دُکھ دیا گیا اور ایک بھارا زنجیر ڈالا گیا جو سر سے پاؤں تک تھا اور بار بار سمجھایا اور ترکِ بیعت پر عزت افزائی کا وعدہ کیا کیونکہ انکو ریاست کابل سے پُرانے تعلقات تھے اور ریاست میں اُن کے حقوقِ خدمات تھے مگر اُنہوں نے بار بار

کہا کہ مَیں دیوانہ نہیں مَیں نے حق پالیا ہے۔ مَیں نے بخوبی دیکھ لیا ہے کہ مسیح آنیوالا یہی ہے جس کے ہاتھ پر مَیں نے بیعت کی ہے۔ تب نومید ہو کر ناک میں اُن کے رسّی ڈال کر پابزنجیر سنگساری کے میدان میں لے گئے اور سنگسار کرنے سے پہلے پھر امیر نے اُنکو سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے آپ بیعت توڑ دیں اور انکار کر دیں۔ تب اُنہوں نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا اب میرا وقت قریب ہے۔ مَیں دنیا کی زندگی کو دین پر ہرگز مقدم نہیں کرونگا کہتے ہیں کہ اُن کی اِس استقامت کو دیکھ کر صدہا آدمیوں کے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور اُن کے دل کانپ اُٹھے کہ یہ کیسا مضبوط ایمان ہے ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور بہتوں نے کہا کہ اگر وہ شخص جس سے بیعت کی گئی ہے خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو صاحبزادہ عبد اللطیف یہ استقامت ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ تب اُس مظلوم کو پتھروں کے ساتھ شہید کیا گیا اور اُس نے آہ نہ کی اور چالیس دن اُنکی لاش پتھروں میں پڑی رہی اور آخری مقولہ اُن کا یہ تھا کہ مَیں چھ دن سے زیادہ مُردہ نہیں رہوں گا تب امیر نے اُنکی سنگساری کی جگہ پر ایک پہرہ بٹھا دیا کہ شاید یہ بھی فریب ہوگا مگر اس مقولہ سے اُنکی مُراد یہ تھی کہ چھ دن تک میری روح ایک نئے جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھائی جائیگی

اب ایمان اور انصاف سے سوچنا چاہیئے کہ جس سلسلہ کا تمام مدار مکر اور فریب اور جھوٹ اور افترا پر ہو کیا اس سلسلہ کے لوگ ایسی استقامت اور شجاعت دکھلا سکتے ہیں؟ کہ اس راہ میں پتھروں سے کچلا جانا قبول کریں اور اپنے بچوں اور بیوی کی کچھ بھی پروا نہ کریں اور ایسی مردانگی کے ساتھ جان دیں اور بار بار رہائی کا وعدہ بشرط فسخ بیعت دیا جاوے مگر اس راہ کو نہ چھوڑیں اسی طرح شیخ عبد الرحمٰن بھی کابل میں ذبح کیا گیا اور دم نہ مارا اور یہ نہ کہا کہ مجھے چھوڑ دو مَیں بیعت کو توڑتا ہوں اور یہی سچے مذہب اور سچے امام کی نشانی ہے کہ جب کسی کو اُسکی پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور ایمانی شیرینی دل و جان میں رچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اس راہ میں مرنے سے نہیں ڈرتے ہاں جو سطحی ایمان رکھتے

ہیں اور اُن کے رگ و ریشہ میں ایمان داخل نہیں ہوتا وہ بیہودہ اسکر یوطی کی طرح تھوڑے سے لالچ سے مرتد ہو سکتے ہیں ایسے ناپاک مرتدوں کے بھی ہر ایک نبی کے وقت میں بہت نمونے ہیں سو خدا کا شکر ہے کہ مخلصین کی ایک بھاری جماعت میرے ساتھ ہے اور ہر ایک ان میں سے میرے لئے ایک نشان ہے یہ میرے خدا کا فضل ہے رَبِّ اِنَّكَ جَنَّتِیْ وَرَحْمَتُكَ جُنَّتِیْ وَ اٰیَاتُكَ غِذَائِیْ وَفَضْلُكَ رِدَائِیْ۔

قصیدہ من المؤلف

اِنّی مِنَ الرَّحْمٰنِ عَبْدٌ مُکَرَّمٌ مَیں رحمٰن کی طرف سے ایک بندہ عزت دیا گیا ہوں	سُمٌّ مُعَادَاتِیْ وَسِلْمِیْ اَسْلَمُ میری دشمنی زہر ہے اور مجھ سے صلح سلامتی بخشنے والی ہے
اِنّی اَنَا الْبُسْتَانُ بُسْتَانُ الْهُدٰی مَیں وہ باغ ہوں جو ہدایت کا باغ ہے	اِنّی صَدُوْقٌ مُصْلِحٌ مُتَرَدِّمٌ مَیں راستگو اور مصلح ہوں اور اصلاح کرنے والا ہوں
مَنْ فَرَّ مِنِّیْ فَرَّ مِنْ رَّبِّ الْوَرٰی جو شخص مجھ سے بھاگا وہ خدا سے بھاگا	اِنّی اَنَا النَّهْجُ السَّلِیْمُ الْاَقْوَمُ مَیں سلامتی کی راہ اور سیدھی راہ ہوں
رُوْحِیْ لِتَقْدِیْسِ الْعُلٰی حَمَامَةٌ میری روح خدا کی تقدیس کیلئے ایک کبوتری ہے	اَوْ عَنْدَلِیْبٌ غَارِدٌ مُتَرَنِّمٌ یا ایک بلبل ہے جو خوش آوازی سے بول رہی ہے
مَا جِئْتُکُمْ فِیْ غَیْرِ وَقْتٍ عَابِثًا مَیں تمہارے پاس بیوقت بطور لہو و لعب کے نہیں آیا	قَدْ جِئْتُکُمْ وَالْوَقْتُ لَیْلٌ مُّظْلِمٌ مَیں اُس وقت آیا جبکہ زمانہ رات کی طرح تھا
یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتْرُکُوْا اَهْوَاءَکُمْ اے لوگو اپنی حرص ہوا کو چھوڑ دو	تُوْبُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبٌّ اَرْحَمُ توبہ کرو اور خدا غفور و رحیم ہے
رَبٌّ کَرِیْمٌ غَافِرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی رب کریم ہے وہ ڈرنیوالے کو بخش دیتا ہے	طُوْبٰی لِمَنْ بَعْدَ الْمَعَاصِیْ یَنْدَمُ کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو گناہ کے بعد پچھتاتا ہے

یا ایہا الناس اذکروا اٰجالکم
اے لوگو اپنی موتوں کو یاد کرو

یا لائمی انّ المکارم کلّہا
اے میرے ملامت کرنیوالے تمام بزرگیاں

السعی للتوہین امرٌ باطل
توہین کیلئے کوشش کرنا باطل ہے

جاءتک اٰیاتی فانت تکذّبُ
میرے نشان تیرے پاس آئے سو تو تکذیب کرتا ہے

ھل جاءک الابراء من ربّ الورٰی
کیا بری ہونیکی خبر خدا تعالیٰ سے تجھے پہنچ گئی

ان کنت ازمعت النضال فاننا
اور اگر تو جنگ کا ارادہ کرتا ہے

لا نتقی حرب العدا ونضالہم
ہم دشمنوں کی جنگ اور انکی تیراندازی سے نہیں ڈرتے

انظر الی عبد الحکیم وغیّہ
ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اور اسکی گمراہی کی طرف دیکھ

کبرٌ یسعّر نفسہ بضرامہ
تکبر اپنی ایندھن کے ساتھ انکو مشتعل کرتا ہے

الفخر بالمال الکثیر جہالۃ
مال کثیر کے ساتھ فخر کرنا جہالت ہے

جہد المخالف باطل فی امرنا
مخالف کی کوششیں ہمارے معاملہ میں باطل ہیں

انّ المنایا لا تُردّ وتہجم
جب موتیں آتی ہیں تو واپس نہیں ہوتیں اور ناگاہ پکڑ لیتی ہیں

فی الصدق فاسلک نہج صدقٍ ترحم
صدق میں ہیں پس صدق اختیار کر سلامت رہیگا

انّ المُقرّب لا یُہان ویُکرم
جو شخص خدا کا مقرب ہوتا ہے خدا اسکو ذلیل نہیں کرتا

شاہدت سلطانی فانت تحکّم
اور میری برہان تو نے مشاہدہ کرلی اور پھر تو تحکم کرتا ہے

ام ھل رئیت العیش لا یتصرم
یا تو نے دیکھ لیا کہ تیری زندگی کبھی منقطع نہیں ہوگی

نأتی کما یأتی لصیدٍ ضیغم
تو ہم اس طرح آئیں گے جس طرح شکار کیلئے شیر آتا ہے

والقلب عند الحرب لا یتجمجم
اور دل لڑائی کے وقت متردد نہیں ہوتا

یعوی کسرحانٍ ولا یتکلّم
بھیڑیے کی طرح چلّا رہا ہے نہ یہ کہ بات کرتا ہے

ما مادّۃ ھٰذا الکبر الا الدرہم
اور یہ تکبر بباعث مال کے پیدا ہوا ہے

غیم قلیل الماء لا یتلوّم
یہ وہ بادل ہے جسمیں کم پانی ہے جو ٹھیر نہیں سکتا

سیف من الرحمٰن لا یتثلّم
یہ وہ تلوار ہے جو رخنہ پذیر نہیں ہوگی

فی وجھنا نور المھیمن لائحٌ
ہمارے مُنہ پر خدا کا نور روشن ہے

ان کان فیکم ناظر متوسّم
اگر تم میں کوئی دیکھنے والا ہو

ما قلت یا عبد الحکیم جنبنا
ای عبد الحکیم تُو نے ہماری مقابل پر جو باتیں کی ہیں

الّا کخذف عند سیف یصرم
تُو وہ ایک روڑہ کی طرح ہے جو چلایا جاتا ہے بمقابل اُس تلوار کے جو کاٹتی ہے

واللّٰہ لا یُخزی عزیز جنابہ
بخدا کہ خدا تعالیٰ کا عزیز رسوا نہیں ہوگا

واللّٰہ لا تُعطی العلاء وتُرجم
اور بخدا کہ تُو غالب نہیں ہوگا اور ردّ کیا جائیگا

ھذا من الرحمٰن نبأ محکم
یہ خدا کی طرف سے خبر پختہ ہے محکم ہے

فاسمع ویأتی وقتہ المتحتّم
پس سُن رکھ اور اس کا قرارداد وقت آرہا ہے

واللّٰہ ینقض کلّ خیط مکائد
اور بخدا ہر ایک مکر کا دھاگا توڑ دیا جائیگا

لین سحیل او شدید مبرم
خواہ وہ نرم مکر ہے اور خواہ سخت مکر ہے

کفّر وما التکفیر منک ببدعۃ
مجھے کافر کہہ اور کافر کہنا تیرا کوئی نئی بات نہیں

رسم تقادم عھدہ المتقدّم
ایک پُرانی رسم قدیم سے چلی آتی ہے

قد کفّرت من قبل صحب نبیّنا
اس سے پہلے ہمارے نبی صلعم کے صحابہؓ کو لوگوں نے کافر ٹھیرایا

قالوا اللئام کفرۃ وھم ھُم
اور کہا کہ یہ لئیم اور کافر ہیں اور اُنکی شان جو ہے سو ہے

تب من کلام قلت واحفد تائبًا
جو کچھ تُو نے کہا ہے اُس سے توبہ کر اور میری طرف دوڑ

والعفو خلقی ایّھا المتوھم
اور بخشنا میرا خلق ہے اے وہموں میں گرفتار

ان کنت تتمنّی الوغا فنحاربُ
اگر تُو لڑنے کو چاہتا ہے پس ہم لڑیں گے

بارز فانّی حاضر متخیّم
باہر میدان میں آکہ میں حاضر ہوں خیمہ لگائے ہوئے

نطقی کسیفٍ قاطع یُردی العدا
میرا نطق تلوار کاٹنے والی کے مانند ہے جو دشمنوں کو ہلاک کرتی ہے

قولی کعالیۃ القنا او لھذم
بات میری نیزہ کی نوک کی طرح ہے یا لہذم کی طرح ہے

کم من قلوب قد شققت غلافھا
بہت دل ہیں جن کے غلاف میں نے پھاڑ دیئے

کم من صدور قد کلمت واکلم
بہت سینے ہیں جو مَیں نے مجروح کیئے اور کرتا ہوں

حاربت کل مکذّب و باخر
میں نے ہر ایک مکذب سے لڑائی کی ہے
لی فیک من ربّ قدیر اٰیۃٌ
تجھ میں میرے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے
قد قلت دجال و قلت قد افتریٰ
تُو نے کہا کہ یہ شخص دجال ہے اور خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے
والحکم حکم اللّٰہ یا عبد الھویٰ
اور حکم خدا کا حکم ہے اے حرص کے بندے
الحق درع عاصم فیصوننی
حق ایک سچائی والی درع ہے جو مجھے بچائیگی

للحرب دائرۃٌ علیک فتعلم
آخری نوبت میں لڑائی کی چکر میں تو آگیا پس عنقریب جان لیگا
ان کنت لا تدری فانا نعلم
اگر تو نہیں جانتا تو ہم جانتے ہیں
تھذی وفی صف الوغی اتجشم
تو بکواس کر رہا ہے اور لڑائی میں تکلیف کر رہا ہے
یُبدیک یوماً ما تسرّ و تکتم
ایک دن وہ تجھے جتلا دیگا جو کچھ تو پوشیدہ کرتا ہے
فاحذر فانی فارس مستلحم
پس خوف کر کہ میں ایک سوار پیچھا کرنیوالا ہوں

۱۵۸ ۔ نشان ۔ واضح ہو کہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت کے بعد جو کچھ کابل میں ظہور میں آیا وہ بھی میرے لئے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے۔ کیونکہ مظلوم شہید مرحوم کے قتل سے میری سخت اہانت کی گئی اِس لئے خدا کے قہر نے کابل پر غضب کی تلوار کھینچی۔ اس مظلوم شہید کے قتل کیئے جانیکے بعد سخت ہیضہ کابل میں پھوٹا اور وہ لوگ جو مشورہ شہید مظلوم کے قتل میں شریک تھے اکثر ہیضہ کے شکار ہو گئےؔ اور خود امیر کابل کے گھروں میں بعض موتوں سے ماتم برپا ہو گیا اور کئی ہزار انسان جو اس قتل سے خوش تھے شکار مرگ ہو گئے اور وبائے ہیضہ کا ایسا سخت طوفان آیا کہتے ہیں کہ کابل میں ایسا ہیضہ گذشتہ زمانوں میں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے اور الہام انّی مھین من اراد اھانتک اس جگہ بھی پورا ہوا۔

بنگر کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں امان نداد کہ شب را سحر کند

۱۵۹ ۔ نشان ۔ میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ اٹھاون ۵۸ میں ایک یہ پیشگوئی تھی جو

مولوی عبدالحق غزنوی کے مقابل پر لکھی گئی تھی جس کی عبارت یہ ہے کہ عبدالحق کے مباہلہ کے بعد ہر ایک قسم سے خدا تعالیٰ نے مجھے ترقی دی ہماری جماعت کو ہزارہا تک پہنچا دیا۔ ہماری علمیت کا لاکھوں کو قائل کر دیا اور الہام کے مطابق مباہلہ کے بعد ایک اور لڑکا ہمیں عطا کیا جسکے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہو گئے اور پھر ایک چوتھے لڑکے کے لئے مجھے متواتر الہام کیا ہم عبدالحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مریگا جبتک کہ اس الہام کو پورا ہوتا نہ سن لے اب اسکو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اِس پیشگوئی کو ٹال دے دیکھو میری کتاب انجام آتھم صفحہ ۵۸ یہ پیشگوئی ہے جو چوتھے لڑکے کے بارے میں کی گئی تھی۔ پھر اس پیشگوئی سے اڑھائی برس بعد چوتھا لڑکا عبدالحق کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا جو اَب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہے۔ اگر مولوی عبدالحق نے اس لڑکے کا پیدا ہونا اب تک نہیں سُنا تو اب ہم سُنائے دیتے ہیں۔ یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ دونوں پہلوؤں سے سچا نکلا عبدالحق بھی لڑکے کے تولد تک زندہ رہا اور لڑکا بھی پیدا ہو گیا اور پھر یہ کہ اس بارے میں عبدالحق کی کوئی بددعا منظور نہ ہوئی اور وہ اپنی بددعا سے میرے اس موعود لڑکے کا پیدا ہونا روک نہ سکا بلکہ بجائے ایک لڑکے کے تین لڑکے پیدا ہوئے اور دوسری طرف عبدالحق کا یہ حال ہوا کہ مباہلہ کے بعد عبدالحق کے گھر میں آج تک باوجود بارہ۱۲ برس گذرنیکے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہوا اور ظاہر ہے کہ مباہلہ کے بعد قطع نسل ہو جانا اور باوجود بارہ۱۲ برس گذرنیکے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہونا اور بالکل ابتر رہنا یہ بھی قہر الٰہی ہے اور موت کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ** یاد رہے کہ اسی بدگوئی کے ساتھ ہی عبدالحق کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ لاولد اور ابتر اور اس برکت سے بالکل بے نصیب رہا اور بھائی مر گیا اور مباہلہ کے بعد بجائے لڑکا ہونیکی عزیز بھائی بھی [illegible] اس جگہ منصفین خیال کریں اور خدا تعالیٰ سے خوف کرکے سوچیں کہ کیا یہ علم

٭ میں نے اپنی کتاب انوار الاسلام میں بطور پیشگوئی یہ بھی عبدالحق پر ظاہر کیا تھا کہ وہ اولاد سے بے نصیب رہیگا اس کو چاہیئے کہ ہر ایک قسم کی کوشش اور ہمت کرکے ہماری اس پیشگوئی کو رد کر دے اور مباہلہ کے اثر کو ٹال دے چنانچہ وہ اب تک ابتر ہے اور اس تاریخ تک کہ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۶ء ہے باوجود تیرہ۱۳ برس گذرنے کے روز مباہلہ سے ابتک اولاد سے محروم ہے۔ منہ

غیب کسی انسان کی طاقت میں داخل ہے کہ خود افترا کر کے کہے کہ ضرور میرے گھر میں چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور ضرور ہے کہ فلان شخص اسوقت تک جیتا رہیگا اور پھر ایسا ہی ظہور میں آوے کیا دنیا مین اسکی کوئی نظیر موجود ہے کہ خدا نے کسی مفتری کی ایسی تائید کی کہ دونون پہلوؤن سے اُس کو سچا کر کے دکھلا دیا یعنے چوتھا لڑکا بھی دیدیا اور اسوقت تک اُس کے دشمن کو پیشگوئی کے مطابق زندہ رہنے دیا۔ اور یاد رہے کہ یہ مباہلہ کی صدہا برکات مین سے ایک یہ برکت ہی جو مجھے دیگئی کہ خدا نے مباہلہ کے بعد تین لڑکے مجھے عطا فرمائے یعنی شریف احمد۔ مبارک احمد۔ نصیر احمد۔ اب ہم اگر عبد الحق کے ابتر ہونیکی بابت غلطی کرنے مین تو وہ بتلادے کہ مباہلہ کے بعد اُسکے گھر مین کتنے لڑکے پیدا ہوئے اور وہ کہان ہین ورنہ کوئی پہلا لڑکا ہی ہمین دکھلادے✢ اگر یہ لعنت کا اثر نہین تو اور کیا ہی اور مین بار بار لکھ چکا ہون کہ جیسا کہ عبد الحق مباہلہ کے بعد ہر ایک برکت سے محروم رہا اُسی طرح اُس کے مقابل پر میرے پر خدا کا وہ فضل ہوا کہ کوئی دُنیا اور دین کی برکت نہین جو مجھے نہین ملی اولاد مین برکت ہوئی کہ بجائے دو کے پانچ ہو گئے۔ مال مین برکت ہوئی کہ کئی لاکھ روپیہ آیا۔ عزت مین برکت ہوئی کہ کئی لاکھ انسان نے میری بیعت کی خدا کی تائید مین برکت ہوئی کہ صدہا نشان میرے لئے ظاہر ہوئے۔

١٦٠۔ نشان۔ اِس وقت مولوی عبد الرحمٰن محی الدین لکھوکے والے کا اپنی قلم سے لکھا ہوا ایک خط میرے ہاتھ مین ہے جس کو اسی وقت میرے دوست فاضل جلیل مولوی حکیم نور دین صاحب نے مجھکو دیا ہے اور مین اُسکو اپنے خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہون اس لئے اصل خط دستخطی مولوی صاحب کو رکھ کر نقل ذیل مین لکھتا ہون اور بعد مین ظاہر کرون گا کہ وہ کیونکر میرے لئے نشان ہے اور وہ خط یہ ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً

امابعد از عبد الرحمٰن محی الدین بجمیع اہل اسلام عرض یہ ہے کہ اس عاجز نے دعا کی کہ یا خبیر اخبرنی

✢ اس پیشگوئی کے مطابق جو انوار الاسلام مین چھپ چکی ہے عبد الحق کے گھر مین آجتک کوئی لڑکا پیدا نہین ہوا کیونکہ انوار الاسلام مین مَین نے ...... صاف طور پر یہ پیشگوئی کی ہے کہ عبد الحق گو ہزار کوشش کرے دعا کرے اولاد نرینہ سے محروم رہیگا سو وہی بات ہو گئی۔ منہ

مرزا کا کیا حال ہے۔ خواب میں یہ الہام ہوا۔ انّ فرعون وھامان وجنود ھما کانوا خاطئین۔ وان شانئک ھو الابتر † مرزا کی طرف سے جواب آیا کہ یہ الہام محتمل المعانی ہیں اس میں میرا نام نہیں اور بڑے زور ✠ دعویٰ کیا کہ میرے نام سے الہام نہ بخشا جائیگا۔ ہر دو الہام مذکور ماہ صفر کو ہوئے تھے جب مرزا کا جواب آگیا بعد ازاں ۱۱ ماہ صفر کو یہ الہام خواب میں ہوا۔ **مرزا صاحب فرعون**‘ الحمد للہ علیٰ ذٰلک اب مرزا کا دعویٰ بھی غلط ہوگیا اور مرزا صاحب مراد کو پہنچ گئے اور جس وقت مجھ کو پہلا الہام

† حاشیہ بہت لوگ اپنی خوابوں کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں مولوی عبد الرحمٰن محی الدین صاحب کی یہ دعا اس بناء پر تھی کہ مرزا کو جو مولوی نذیر حسین دہلوی اور اُنکی شاگرد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اور ان کے باقی جنود نے کافر قرار دیا ہے کیا وہ حقیقت میں کافر ہے خدا کے نزدیک اسکا کیا حال ہے تب اس کے جواب میں (اگر ہم محی الدین کے الہام کو سچا سمجھ لیں) خدا نے فرمایا انّ فرعون وھامان وجنود ھما کانوا خاطئین پس ہم اس الہام کے یہ معنی کرینگے کہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے دو مولویوں کو جو تکفیر کے بانی تھے فرعون اور ہامان قرار دیا اور فرمایا کہ وہ دونوں اور ان کے متبعین تکفیر میں خطا پر تھے اور استعارہ کے رنگ میں سب سے اوّل کفر کا فتویٰ دینے والیکو فرعون قرار دیا اور جس نے استفتا لکھا تھا اسکو ہامان ٹھیرا دیا اور باقی ہزارہا مولوی وغیرہ جو پنجاب اور ہندوستان میں اُن کی اس تکفیر میں پیرو ہوئے اُنکو اُنکا لشکر قرار دیا۔ اگر مولوی محی الدین بد قسمت نہ ہوتا تو یہ معنی بہت صاف تھے کیونکہ فرعون اور ہامان کا طریق انہیں لوگوں نے اختیار کیا تھا جو بغیر تحقیق کے مجھے نابود کرنیکے درپے ہوگئے اور میرے پر ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔ اور اس پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ براہین میں آج سے ۲۶ چھبیس برس پہلے ان دونوں صاحبوں کو بطور پیشگوئی کے فرعون اور ہامان کہا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ و ۵۱۱ میں یہ عبارت ہے واذ یمکر بک الذین کفّروا وقد لی یا ھامان لعلّی اطلع علیٰ الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ

✠ زور کے لفظ کے آگے لفظ سے چاہیئے تھا جو کہ راقم کی تحریر میں نہیں اسلئے نہیں لکھا گیا۔ منہ

✠ حاشیہ یاد رہے کہ اس وحی الٰہی میں دونوں قرأتیں ہیں کَفَرَ بھی اور کَفَّرَ اور اگر کفّر کی قرأت کی رو سے معنی لئے جائیں تو یہ معنی ہونگے کہ پہلے شخص مستفتی میری پر اعتقاد رکھتا ہوگا اور معتقدین میں داخل ہوگا اور پھر بعد برگشتہ اور منکر ہو جائیگا اور یہ معنی مولوی محمد حسین بٹالوی پر بہت چسپاں ہیں جنہوں نے براہین احمدیہ کے ریویو میں میری نسبت ایسا اعتقاد ظاہر کیا کہ اپنے ماں باپ بھی میرے پر فدا کر دیئے۔ منہ

ہوا تھا بیدار ہوتے ہی یہ تعبیر دل میں آئی کہ فرعون مرزا صاحب ہیں اور ہامان نوردین
مجھے اہل اسلام کی خیر خواہی کیلئے اطلاع دینی ضرور تھی ٭

ہُن توں بھی حقّ کہن دی اوتے لکّ تہیں بھاوا ❊ اہل نفاق بلائیں بُریاں لوکاں دین بُھلاوا

العبد

عبدالرحمٰن محی الدین لکھوکے بقلمہ بتاریخ ۲۱ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ

یہ ہے خط مولوی عبدالرحمٰن محی الدین کا اور بعد نقل کے بخدمت مکرمی مولوی حکیم نوردین صاحب واپس کیا گیا مولوی صاحب موصوف اسکو حفاظت سے رکھیں گے جس کا جی چاہے دیکھ لے

بقیہ حاشیہ من الکاذبین۔ تبت یدا ابی لھب وتب۔ ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا۔ وما اصابک فمن اللہ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الا انھا فتنة من اللہ۔ لیحب حبا جما۔ حبا من اللہ العزیز الاکرم عطاء غیر مجذوذ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ وصفحہ ۵۱۱ ترجمہ یاد کر وہ زمانہ جبکہ ایک فرعون تجھے کافر ٹھیرائے گا اور اپنے رفیق ہامان کو کہیگا کہ تو تکفیر کی آگ بھڑکا دے یعنی ایسا تیز فتوے لکھ کہ لوگ اُس فتوے کو دیکھ کر اس شخص کے دشمن جانی ہو جائیں اور کافر سمجھنے لگیں تا کہ میں دیکھوں کہ اس موسیٰ کا خدا اسکی کچھ مدد کرتا ہے یا نہیں اور میں تو اس کو جھوٹا خیال کرتا ہوں۔ ابی لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے جن سے اُس نے فتویٰ لکھا تھا اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اُس کو نہیں چاہیئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو تکلیف تجھے پہنچے گی وہ تو خدا کی طرف سے ہے اس فتوے سے تیرے پر ایک فتنہ برپا ہو جائے گا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ یاد رکھ کہ یہ تکفیر کا فتنہ خدا کی طرف سے ظاہر ہوگا تا وہ تجھ سے بہت پیار کرے یہ اُس کریم کا پیار ہے جو عزیز اور بزرگ ہے اور یہ وہ عطا ہے کہ کبھی واپس نہیں لی جائیگی۔ اب اس جگہ آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ خدا نے مجھے اس جگہ موسیٰ ٹھیرایا اور مستفتی اور مفتی کو فرعون اور ہامان ٹھیرایا اور مولوی محی الدین نے تو یہ الہام ۱۳۱۲ھ میں ظاہر کیا جیسا کہ اُن کے خط کی

اِس الہام مین انہون نے اپنے خیال مین مجھ کو فرعون قرار دیا ہے جیسا کہ خود اُنہون نے اِس خط مین اسکی تصریح کی ہے لیکن تعجب کہ کیسی بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا کہ مرزا نے نہین کہا بلکہ میرزا صاحب کہا ہے چاہیئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھین اور پھر دوسرا تعجب یہ کہ باوجود اسکے کہ میری طرف سے یہ درخواست تھی کہ الہام مین میرا نام ظاہر کیا جائے مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوگئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے اُسکو روک دیا۔ کیا میرا نام مرزا صاحب ہے کیا دُنیا مین اور کوئی مرزا صاحب کے نام سے پکارا نہین جاتا۔ اور پھر تیسرا تعجب یہ کہ مین تو الہام کی رو سے فرعون ٹھیرا اور

بقیہ حاشیہ تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس بموجب مقولہ مشہورہ کہ الفضل للمتقدم زیادہ اعتبار کے لائق یہی الہام ہے پھر اسکی تائید مین میری کتاب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۸۵۵ مین ایک اور وحی آئی ہے اور وہ یہ ہے نرید اَنْ نَّنْزِلَ علیک اسرارًا من السماء ونمزق الاعداء کل ممزق ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون یعنی ہم ارادہ کرتے ہین کہ تیرے پر آسمانی نشان نازل کرینگے اور اُن سے دشمنون کو ہم پیس ڈالینگے اور فرعون اور ہامان اور اُن کے جنود کو ہم وہ اپنے کرشمہ قدرت دکھائین گے جن کے ظہور سے وہ ڈرتے تھے اب دیکھو اس جگہ بھی خدا تعالیٰ نے اوّل المکفرین کا نام فرعون اور ہامان رکھا اور یہ کتاب سنہ ۱۸۹۱ء مین چھپی ہے پس یہ الہام بھی محی الدین کے الہام سے چار برس پہلے ہے کیونکہ اُن کے خط مین جس مین یہ الہام ہے سنہ ۱۳۱۲ ہجری لکھا ہے اور یہ سنہ ۱۸۹۱ء مین پس جو مقدم ہے اُسکی رعایت مقدم ہے اور مولوی محی الدین صاحب کے خط مین تصریح موجود ہے کہ اُنہون نے مجھے فرعون قرار دیا ہے اور اخویم حکیم نور دین صاحب کو ہامان قرار دیا ہے آپ موسیٰ صفات بنے ہین مگر یہ تعجب کی بات ہے کہ فرعون اور ہامان تو اب تک زندہ ہین اور موسیٰ اس جہان سے گذر گیا چاہیئے تھا کہ الہامی تشبیہ کو پورا کرنے کے لئے ہمین ہلاک کر کے مرتے مگر یہ کیا ہوا کہ آپ ہی ہلاک ہوگئے۔ کیا کوئی اس کا جواب دے سکتا ہے

منہ

محی الدین صاحب قایم مقام موسیٰ ہوئی پس چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی زندگی مین مین مرجاتا نہ کہ موسیٰ ہی ہلاک ہوجاتا محی الدین صاحب کی بد دعاؤن کا سلسلہ جاری تھا اور میری ہلاکت کیلئے وہ کئی الہام بھی دیکھ چکے تھے پھر یہ کیا ہوا کہ وہ سب الہام انہین پر پڑ گئے۔ اور میری جگہ وہ مر گئے کیا یہ عجیبات نہین ہے کہ جس کو انہون نے فرعون قرار دیا تھا وہ تو اب تک زندہ ہے جو بول رہا ہے بلکہ ترقی پر ترقی کر رہا ہے مگر وہ جو موسیٰ کے مشابہ اپنے تئین سمجھتا تھا وہ کئی سال ہوگئے کہ اس دنیا سے گذر گیا اور اب سکا زمین پر نام و نشان نہین کیسا موسیٰ تھا کہ فرعون کے سامنے ہی اس جہان کو چھوڑ گیا۔ پھر دوسرا الہام محی الدین صاحب کا یہ بھی تھا کہ ان شانئك هو الابتر یعنی تیرا بدگو تباہ کیا جائیگا اور لاولد رہیگا اور لاولد مریگا اس الہام مین اُن کے خیال مین میری ہلاکت اور تباہی اور لاولد مرنے کی طرف اشارہ تھا۔✠ سو الحمد للہ کہ مین اب تک زندہ ہون میان محی الدین صاحب قریباً دس برس ہوئے ہین کہ فوت ہوگئے اور اُن کے اس الہام کے بعد میرے تین بیٹے اور ہوئے اور اگر اس الہام کے بعد محی الدین صاحب کے گھر مین بھی کوئی لڑکا ہوا ہو جو زندہ ہے تو مین عہد کرتا ہون کہ مین اُن کی بیوی کو ایک سَو روپیہ نقد دونگا ورنہ ظاہر ہے کہ یہ الہام اُنکا نہین پر صادق آیا مینے معتبر ذریعہ سے یہ سُنا ہے کہ اس الہام کے بعد کوئی لڑکا نہین ہوا بلکہ ایک جوان لڑکا مر گیا اور صرف ایک زندہ رہا ہے۔ غرض یہ الہام اُن کا بھی جو مباہلہ کے رنگ مین تھا اُنہیں پر پڑا اور جو معنے اسکے واقعات نے ظاہر کیئے ہین وہ یہی ہین کہ جو پہلے ہلاک ہونیوالا ہے وہی فرعون ہے اور جو موسیٰ کے قایم مقام ہے اسکی نسبت دوسرا الہام ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر۔ جس کے یہ معنے ہیں دشمن اُسکی زندگی مین ہی لاولد مریگا اور ہر ایک نعمت اور برکت سے محروم رہیگا اور اُسکی بکلّی بیخکنی کیجائیگی۔ اگر یہ دونون الہامات مولوی عبدالرحمٰن محی الدین صاحب شایع نہ کرتے اور جیسا کہ اُن کے خط کی ابتدا مین ہی انکا میری نسبت یہ ارادہ نہ ہوتا کہ جمیع اہل اسلام کی نظر مین ذلیل کیا جاؤن اور مجھ کو تمام لوگ فرعون سمجھیں

✠ مباہلہ کا صرف یہی اثر نہیں کہ مولوی محی الدین صاحب اپنی اس دعا کے بعد کہ انّ شانئك هو الابتر خود مر گئے اور ایک لڑکا اٹھارہ برس کا مر گیا بلکہ مین نے بعض عورتون کو اُنکے گھر مین بھیجکر دریافت کیا ہے کہ اُنکی بیوی خود اپنی زبان سے کہتی ہے کہ اس بد دعا کے بعد اُنکے [illegible]

اور میرے مرنیکے بعد مجھے مفتری اور کذاب کہہ کر میرے پر ہمیشہ لعنتین بھیجتے رہین تو خدا تعالیٰ
اُن کو اس قدر جلد ہلاک نہ کرتا لیکن انہون نے تو الہام سُنا کر تمام دُنیا کو اپنے الہام کے ذریعہ
سے یہ ترغیب دی کہ وہ مجھے کافر اور منافق اور لعنتی سمجھ لین اور مین انکی زندگی مین مع اپنے
تمام فرزندون کے مر جاؤن اور میرا تمام کاروبار بگڑ جائے اور وہ ولی اللہ اور کراماتی ثابت
ہو جائے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ ایک صادق کے حق مین ایسی ذلت روا نہین رکھتا اور نہین
چاہتا کہ ایک سچا سلسلہ تباہ ہو جاوے کیونکہ اس صورت مین وہ خود اپنے سلسلہ کا دشمن ہوگا
سو خدا تعالیٰ کو یہی فیصلہ پسند آیا کہ خُود انہین کو ہلاک اور تباہ کر دیا اور اس دُعا کے بعد کوئی
لڑکا ان کے گھر مین پیدا نہین ہوا بلکہ پہلا ایک لڑکا بھی فوت ہو گیا اور ہزارہا لوگون کو خبر
ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مینے یہ الہام شائع کیا ہوا ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک
پس اسمین کیا شک ہے کہ عبد الرحمٰن محی الدین نے میرے ذلیل کرنیکے لئے کوئی دقیقہ اُٹھا
نہین رکھا مجھے فرعون بنایا میری بیخکنی کیلئے پیشگوئی کی میری اولاد مرنے کی خبر دی کہ
سب مر جائیگی پس اگر مین پہلے اس سے مر جاتا تو اس مین کیا شک تھا کہ اسکی تمام دوست
میری موت کو اُسکی کرامت بناتے اور اگر میری اولاد بھی مر جاتی تو دو کرامتین اُن کی مشہور
ہو جاتین مگر خدا تعالیٰ نے انکے اس الہام کے بعد تین لڑکے مجھ کو اور دئے اور بموجب اپنے
وعدے انی مھین من اراد اھانتک کے محی الدین کو میری زندگی مین ہی ہلاک کر کے
اسکی ذلت ظاہر کر دی اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس کے الہام ان شانئک ھو الابتر
کے بعد نہ صرف تین بیٹے اور مجھ کو دئیے بلکہ یہ بھی کیا کہ اسکی بیوی کو لاولد رکھا۔ اور اس طرح پر میری عزت
کا ثبوت دُنیا پر ظاہر کیا خدا تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وفادار بندون کیلئے کون غیرت مند ہو سکتا ہے
اُس نے میری لئے غیرت دکھلائی۔ افسوس کہ عبد الرحمٰن محی الدین نے باوجود مولوی اور ملہم کہلانے
کے خدا تعالیٰ سے کچھ خوف نہ کیا اور وعید لا تقف ما لیس لک بہ علم سے کچھ نہ ڈرا
تب خدا تعالیٰ کے وعدہ انی مھین من اراد اھانتک نے اسکو پکڑ لیا پس میری لئے یہ ایک

بڑا نشان ہے کہ جو شخص میرے تباہ کرنیکے لئے ایک الہام پیش کرتا تھا وہ خود ہی تباہ اور ہلاک ہوگیا چونکہ عبد الرحمٰن محی الدین علماء کے خاندان میں سے تھا اور ہزاروں انسانوں پر اُس کا اثر تھا اور علاوہ اسکے وہ پیرزادگی اور الہام کا بھی مدعی تھا اور اُس نواح میں ایک بڑا مشہور اور مرجع خلائق تھا اِسلئے خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کے قول سے لوگ ہلاک ہوں پس یہی بھید ہے کہ اسکے الہام کے بعد جسکے رو سے وہ میرے ہلاکت اور تباہی کا منتظر تھا خدا نے اُسی کو ہلاک کیا اور میری پر صدہا برکتیں نازل کیں اور الہام اِنّ شانئك ھو الابتر کے بعد اُسی پر دروازہ نسل بند کردیا اور مجھے اسکے الہام کے بعد تین بیٹے اور دیئے کہاں گیا اُسکا الہام اِنّ شانئك ھو الابتر۔ کون اِسمیں شک کرسکتا ہے کہ اگر یہ الہام اُس کا پورا ہوجاتا اور وہ زندہ رہتا اور میں ہلاک ہوجاتا اور اُسکے اولاد ہوتی اور میں ابتر رہ جاتا تو وہ لاکھوں انسانوں میں کراماتی مشہور ہوجاتا آگے اُن کا تو پیرزادگی کا خاندان تھا ہی پس اِس کرامت سے تو لکھو کے والا اسم بامسمّٰی ہوجاتا اور لاکھوں انسان لکھو کے والہ کیطرف رجوع کرتے سو خدا نے بموجب مثل پنجابی ایک دم میں **لکھ توں ککھ** کردیا اور حج کرنا بھی اسکو مفید نہ ہوا اور مکہ و مدینہ کی راہ میں ہی فوت ہوگیا۔ کیونکہ خانہ کعبہ ظالم کو بچا نہیں سکتا ٭

خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ جو شخص میرے ذلیل کرنیکے ارادہ کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے آخر وہ اسکو پکڑتا ہے یا اُسکے مقابل پر کسی اور رنگ میں میرے لئے نشان ظاہر کردیتا ہے اور دونوں باتوں میں سے ضرور ایک بات کردیتا ہے یا دونوں پہلوؤں سے اپنا نشان قدرت دکھلاتا ہے سو چونکہ عبد الرحمٰن محی الدین نے میری ذلیل کرنیکے لئے تمام مسلمانان پنجاب کی طرف ایک عام سرکلر جاری کیا اور کہا یہ مفتری ہے کذاب ہے منافق ہے کافر ہے فرعون ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ساتھ ہی یہ الہام بھی جڑ دیا کہ خدا اسکو تباہ کریگا ہلاک کریگا اسکی اولاد بھی مرجائیگی اور کوئی ان میں سے نہیں رہیگا۔ اسلئے وہ اپنے غلو سے اس لائق ہوگیا کہ خدا کا الہام اِنّی مھین من اراد اھانتك اسکی ذلت ظاہر کرے

سو اس سے زیادہ کیا ذلت ہوگی کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگیا۔ اگر میں اس کے الہام کے مطابق فرعون تھا تو چاہئے تھا کہ میں اسکے سامنے ہلاک ہوتا نہ کہ وہ۔ اور نیز اسکے الہام میں یہ تھا کہ میں بے اولاد رہوں گا خدا نے اُسکی موت کے بعد تین لڑکے مجھے اور دئے پس اسمیں بھی اُسکی ذلت ہے کہ اُسکے الہام کے برخلاف ظہور میں آیا۔

اور یہ جو میں نے لکھا ہے کہ جب کوئی میرے ذلیل کرنیکا ارادہ کرتا ہے تو کبھی کسی اور رنگ میں بھی خدا تعالیٰ میرا نشان ظاہر کرتا ہے اسکی مثال یہ ہے کہ جب آتھم شرطی میعاد کے بعد مرا تو نادان لوگوں نے شور مچایا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا حالانکہ اُس نے شرط الہام پوری کردی تھی کیونکہ اُس نے ساٹھ یا ستر لوگوں کے روبرو دجّال کہنے سے رجوع کرلیا تھا اور شرط کو پورا کردیا تھا مگر پھر بھی جن کی طینت پاک نہیں تھی اعتراض کرنے سے باز نہ آئے تب خدا تعالےٰ نے میری نصرت اور تائید کے لئے لیکھرام کے مارے جانیکا نشان دکھلایا

ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہوگیا تو نادان مولویوں اور اُن کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہونگے پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہوجاتا۔ تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اُس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونیکے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔

یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جسکے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام **محمود** رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔

۱۶۱۔ نشان۔ جب لیکھرام قتل کیا گیا تو آریوں کو میری نسبت شک واقع ہو گیا کہ اُن کے کسی مرید نے قتل کیا ہے چنانچہ میری خانہ تلاشی بھی ہوئی اور بعض مولویوں نے اپنی عداوت کی وجہ سے اپنے رسالوں میں یہ شائع کیا کہ پیشگوئی کرنیوالے سے لیکھرام کی قتل کی نسبت پوچھنا چاہئے اُس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہُوا۔ **سلامت بر تو اے مردِ سلامت** اور وہ اشتہار جس میں یہ الہام تھا شائع کر دیا گیا۔ تب باوجود مخالفوں کی سخت کوشش کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کی تہمتوں سے مجھے بچا لیا اور اُن کے مکر اور فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ میری جماعت کے بہت سے آدمی اس کے گواہ ہیں۔

۱۶۲ نشان۔ جب میری پر ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے خون کا مقدمہ دایر ہُوا اُس مقدمہ کے بارے میں ایک تو یہ نشان تھا کہ خدا نے اس مخفی بلا سے پہلے مجھے اطلاع دی کہ ایسا مقدمہ ہونیوالا ہے اور پھر یہ بھی اطلاع دیدی کہ آخر بریّت ہے اور جب اس پیشگوئی کے مطابق وہ بلا ظاہر ہوگئی اور ڈاکٹر مارٹن کلارک نے میرے پر خون کا مقدمہ دایر کر دیا۔ اور گواہوں نے ثبوت دیدیا اور مقدمہ کی صورت خطرناک ہوگئی تو مجھے الہام ہوا **مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت**، پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا اتفاق ہوا کہ مخالفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور عبد الحمید جو خون کرنیکا مخبر تھا اور میری نسبت یہ الزام لگاتا تھا جو مجھے خون کرنے کیلئے بھیجا ہے اُس نے دوسرے مخالفوں سے الگ ہو کر سچ سچ حالات بیان کر دیئے جس سے میں بری کیا گیا + اور مدعی کے ایک معزز گواہ کو کچہری میں ذلت اور اہانت بھی دیکھنی پڑی اور اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ شکر کا مقام ہے کہ اس پیشگوئی اور بریت کی پیشگوئی کے تین سو سے زیادہ گواہ ہیں۔

۱۶۳۔ نشان۔ ایک مولوی نے کتاب نبراس تالیف صاحب نبراس کا حاشیہ لکھتے ہوئے

میرے حق میں ان الفاظ سے بددعا کی کہ مرزا غلام احمد وحزبہٗ کسّرھم اللّٰہ تعالیٰ یعنی خدا اس شخص مرزا غلام احمد اور اس کے گروہ کو توڑ دے۔ سو ابھی حاشیہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ وہ مولوی نور احمد مع اپنے مددگار بھائی نور محمد کے جو دونوں پسران مولوی خدا یار تھے مر گیا مجھے خدا نے۔

۱۶۴ نشان - ایک شخص اہل تشیّع میں سے جو اپنے تئیں شیخ نجفی کے نام سے مشہور کرتا تھا ایک دفعہ لاہور میں آ کر میرے مقابل پر شور مچانے لگا اور نشان کا طلبگار ہوا۔ میں نے باشاعت اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء اُسکو یہ وعدہ دیا کہ چالیس روز تک خدا تعالیٰ میرا کوئی نشان دکھائیگا۔ سو ابھی چالیس دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری ظاہر ہو گیا تب تو شیخ نجفی ایسا گم ہوا کہ اُس کا نشان نہ ملا کہ کہاں گیا۔ دیکھو میرا اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء۔

۱۶۵ نشان - ۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء کو عید ضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔ اور نیز یہ الہام ہوا کلام افصحت من لدن ربّ کریم یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اس الہام کو اُسی وقت اخویم مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور ماسٹر عبد الرحمن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبد العلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دیگئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اسکے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کیجائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا

لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہوگی سبحان اللہ اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے مونہہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبات الہامیہ ہے اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

۱۶۶۔ نشان۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس ۲۵ برس تک دامنگیر رہی اور اسکے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے اُن کا انتقال ہو گیا۔ لہٰذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چارپائے کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کی مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے تب میں نے اپنا داہنا ہاتھ زور سے اس کے سینہ پر مارا اور کہا کہ دور ہو تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اسکے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے تا دو زرد رنگ چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے۔ دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک

بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی ایک دن
مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کے رو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے
اور یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے سو اسی وقت نزول الماء
کی نسبت مجھے الہام ہوا نزلت الرحمۃ علی ثلٰث العین و علی الاخریین یعنی تین عضو
پر رحمت نازل کی گئی آنکھ اور دو اور عضو پر۔ اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا
تو الہام ہوا السلام علیکم سو ایک عمر گذری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں فالحمد للہ۔

۱۶۷ نشان۔ تخمیناً تیرہ برس ہوئے کہ جب مجھے سعد اللہ نو مسلم لدھانوی کی نسبت الہام
ہوا تھا انّ شانئک ھو الابتر دیکھو انوار الاسلام در اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ صفحہ ۱۲
اُسوقت ایک بیٹا سعد اللہ کا بعمر سولہ یا پندرہ برس کا موجود تھا بعد اس وحی کے باوجود گذرنے تیرہ برس کے
ایک بچہ بھی اُسکے گھر میں نہیں ہوا اور پہلا لڑکا اس کا بموجب الہام موصوف کے اس قابل نہیں کہ اُس
سے نسل جاری ہو سکے۔ پس ابتر کی پیشگوئی کا ثبوت ظاہر ہے اور قطع نسل کی
علامات موجود۔*

۱۶۸ نشان۔ میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہونگی اور گھروں
میں ندیاں چلیں گی اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے چنانچہ ان بارشوں سے
پہلے وہ وحی الٰہی اخبار بدر اور الحکم میں شایع کر دی گئی تھی چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا اور کثرت
بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہو گئے اور وہ پیشگوئی پوری ہو گئی مگر دوسرا حصہ اُس کا
یعنی سخت زلزلے ابھی اُن کی انتظار ہے سو منتظر رہنا چاہئے۔

۱۶۹ نشان۔ جب ہم بہار کی موسم میں ۱۹۰۵ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت
کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ
اُس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔ اس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ
سیّد مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں اُنکی بیوی

* اگر سعد اللہ کا پہلا لڑکا نامرد نہیں ہے جو الہام انّ شانئک ھو الابتر سے پہلے پیدا ہو چکا تھا جسکی عمر تخمیناً تیئس برس کی ہے تو کیا وجہ کہ باوجود اس قدر عمر گذرنے اور استطاعت کے ابتک اسکی شادی نہیں ہوئی اور نہ اسکی شادی کا کچھ فکر ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے سعد اللہ پر فرض ہے کہ اس پیشگوئی کی تکذیب کے لئے یا تو اپنے گھر اولاد پیدا کر کے دکھلاوے اور یا پہلے لڑکے کی شادی کر کے اور اولاد حاصل کرا کر اسکی مردی ثابت کرے اور یاد رکھو کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات اسکو ہرگز حاصل نہیں ہوگی کیونکہ خدا کے کلام نے اس کا نام ابتر رکھا ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو یقیناً وہ ابتر ہی مریگا جیسا کہ آثار نے ظاہر بھی کر دیا ہے۔ منہ

سخت بیمار ہوگئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو مُنہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اُسکی حالت بہت نازک ہوگئی اور آثار نومیدی ظاہر ہوگئے اور میں اُسکے لئے دعا کرتا رہا آخر خدا تعالےٰ کے فضل سے اسکو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اس امر کے گواہ اخویم حکیم مولوی نوردین صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے مفتی محمد صادق صاحب اور خود مہدی حسین صاحب اور تمام وہ دوست ہیں جو میرے ساتھ باغ میں تھے دعا کے بعد دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا۔ تو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تو اچھی ہو جائیگی۔

۱۷۰ نشان مندرجہ البدر نمبر ۲۴ جلد ۲ یہ پیشگوئی جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے قبل از وقوع اخبار البدر میں درج ہو چکی ہے اور بعد میں ویسی ہی ظہور میں آئی اور وہ یہ ہے کہ رات کے وقت جو ۲۸ جون ۱۹۰۳ء کے دن کے بعد کی رات تھی یعنی وہ رات جس کے بعد پیر کا دن تھا اور ۲۹ جون ۱۹۰۳ء تھی میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں یا میری جماعت کے لوگوں کی طرف سے کرم الدین پر ہیں اُن کا انجام کیا ہوگا سو اس غلبہ کشش کے وقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کیگئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا جو مع ان معنوں کے جو اخبار البدر میں ساتھ ہی قبل از وقت شائع کی گئی تھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ فِیْہِ اٰیَاتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ

اِس کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اُس کے ساتھ ہوگا۔ اور اسکو فتح و نصرت نصیب کریگا کہ جو پرہیز گار ہیں یعنی جھوٹ نہیں بولتے ظلم نہیں کرتے تہمت نہیں لگاتے اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتے اور ہر ایک بدی سے بچتے اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتے ہیں

اور خدا سے ڈر کر اُس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور بنی نوع کی وہ سچی خیر خواہ ہیں ان میں درندگی اور ظلم اور بدی کا جوش نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ وہ نیکی کرنے کے لئے طیار ہیں سو انجام یہ ہوگا کہ انکے حق میں فیصلہ ہوگا تب وہ لوگ جو پوچھا کرتے ہیں جو ان دونوں گروہوں میں سے حق پر کون ہے ان کے لئے ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہونگے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

دیکھو پرچہ اخبار البدر نمبر ۲۴ جلد ۲

اس کے بعد وہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے دائر تھے خارج ہو کر وہ سزایاب ہوگیا اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ایسے طور سے پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی قرار دادہ علامات جو فتح پانیوالے کیلئے اس پیشگوئی میں ہیں وہ ہمارے نصیب ہوئیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۱۷۱۔ نشان۔ آج کی ڈاک میں ۲۶ ستمبر ۱۹۰۶ء کو بروز چہار شنبہ موضع دولمیال ضلع جہلم سے مجھے ایک خط پہنچا ہے جس میں ایک بڑے نشان کا ذکر ہے اس خط کے کاتب حکیم کرم داد صاحب ہیں جو ضلع جہلم میں ایک معزز زمیندار ہیں اور موضع دولمیال ضلع جہلم تحصیل پنڈ دادن خاں میں رہتے ہیں انہوں نے اس خط کے ساتھ ایک فقیر مرزا نام کا ایک اقرار نامہ بطور مباہلہ کے بھیجا ہے جس اقرار نامہ میں انکی ایک پیشگوئی میرے مرنے کی نسبت ہے جس پر گاؤں کے نمبرداروں وغیرہ کی بہت سی شہادتیں درج ہیں سو پہلے حکیم کرم داد صاحب کا خط لکھا جاتا ہے اور بعد میں فقیر مذکور کا خط جو اپنے تئیں ایک بزرگ ولی اللہ قرار دیتا ہے درج کیا جائیگا اور اخیر میں یہ ذکر ہے کہ فقیر صاحب کی وہ پیشگوئی کیونکر پوری ہوئی اور چونکہ اس واقعہ کو موضع دولمیال کے تمام باشندے جانتے ہیں اسلئے ہر ایک کو اختیار ہے کہ اگر اس واقعہ پر اسکو پوری تسلی نہ ہو تو موضع دولمیال میں جاکر ہر ایک شخص سے خدا تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرے اور کسی کی مجال نہیں کہ مشہور شدہ واقعات کو چھپا سکے اب ہم ذیل میں حکیم کرم داد صاحب کا خط لکھتے ہیں اور بعد میں فقیر مرزا کا اقرار نامہ اور آخری نتیجہ

اس پیشگوئی کا درج کرینگے اور ہم خدائے قدیر و کریم کا شکر کرتے ہیں جو ہر میدان میں ہمیں فتح دیتا ہے

حکیم کرمداد صاحب کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

بحضور جناب مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ و السلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی سچائی کے دو بڑے نشان ہماری گاؤں میں ظاہر فرمائے ہیں جن کو اس گاؤں کے بچے بھی جانتے ہیں ان میں سے پہلا نشان یہ ہے کہ اِس جگہ مرزا نام ایک شخص اپنے آپ کو صاحب الہام اور کشف سمجھتا تھا وہ ۷ رمضان ۲۱ھ میں ایکدن صبح کیوقت پندرہ بیس آدمی اپنی مسجد کے ہمراہ لیکر حافظ شہباز صاحب احمدی کے مکان پر آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہارے مقابلہ کیلئے آیا ہوں اور یہ لوگ میرے گواہ ہیں۔ راقم عاجز نے کہا فقیر صاحب آپ کس بات میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ فقیر صاحب۔ کیا تم مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی مسیح موعود مانتے ہو۔ راقم۔ ہاں۔ فقیر صاحب۔ وہ شخص اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔
راقم۔ اُنکو جھوٹا سمجھنے میں آپکے پاس کیا دلیل ہے۔ فقیر صاحب۔ دلیل یہ ہے کہ میں صاحب الہام ہوں اور بارہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے اور مجھے بتایا گیا کہ تو مہدی آخر الزمان کے پہلے درجہ کے مخلصین میں سے ہے چونکہ مرزا صاحب کے دعوے کو بہت عرصہ گذر چکا ہے اور میں اب تک مخالف ہوں اس لئے میں اپنے الہام کی بنا پر اِس شخص کو جھوٹا سمجھتا ہوں نیز مجھے خروج مہدی کے زمانہ کا ایک نشان بھی دکھلایا گیا ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی ہے جو مغرب میں جا کر پھیل گئی سو یہ روشنی بھی میں نے اب تک مشاہدہ نہیں کی جو میں مرزا صاحب کو مان لوں۔ راقم۔ فقیر صاحب آپ کا یہ الہام اور کشفی نظارہ تو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کا مُصدّق اور مؤیّد ہے پھر آپ اُنکو جھوٹا کیوں سمجھتے ہیں کیونکہ آپکے الہام سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کا ظہور پنجاب میں ہوگا ورنہ آپ پہلے درجہ کے مخلصین میں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں اگر مہدی کا ظہور عرب میں مانا جاوے تو اس صورت میں آپ کا نمبر بہت پیچھے رہ جاتا ہے یا آپ مہدی کا چرچہ سُنکر

مغرب میں جاوینگے یا آپ کی الہامی کشش مہدی کو پنجاب میں لادیگی دونوں صورتوں میں آپ پہلے درجہ کو حاصل نہیں کر سکتے اور جو آپنے روشنی دیکھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیان مشرق کیطرف ہے اور جناب مرزا صاحب کی تعلیم سے ممالک مغربیہ میں توحید اسلام کی روشنی پھیل رہی ہے پس آپ کو مرزا صاحب کے مخلصین میں شامل ہونا چاہیئے۔ فقیر صاحب میں شامل نہیں ہوتا کیونکہ آج رات مینے دیکھا ہے کہ میں عرش کے پاس کھڑا ہوں اور مجھے کہا گیا کہ اس رمضان کی ۲۷ تاریخ تک مرزا غلام احمد قادیانی پر ایک سخت آفت نازل ہوگی میں نہیں سمجھتا اس آفت سے مراد موت یا کوئی ذلت ہے جس سے اس کا کام درہم برہم ہو کر اسکا نام و نشان مٹ جائیگا اور تمام دنیا اس حالت کو دیکھے گی اگر میری یہ پیشگوئی غلط نکلی تو میں ہر قسم کی سزا قبول کرنیکو طیار ہوں تم میری اس پیشگوئی کو اخبار بدر یا الحکم میں شایع کرادو اور مجھ سے اقرار نامہ لکھالو اگر تم ایسا نہیں کرتے تو حاضرین مجلس سنتے ہیں کہ تم لوگ ایک جھوٹے شخص کی پیروی کر رہے ہو راقم نے اس ملہم صاحب سے دیگر حاضرین مجلس کے کہنے سے اقرار نامہ لکھا لیا اور وہ اقرار نامہ یہ ہے۔

فقیر مرزا کا اقرار نامہ جس میں پیشگوئی ہے

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

✤ منکہ مرزا ولد فیض بخش قوم اعوان سکنہ دوالمیال علاقہ کہون تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم کا ہوں۔ میں اس اقرار کو روبرو اشخاص ذیل لکھدیتا ہوں کہ میں نے بارہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور خود عرش معلّٰی تک میرا گذر ہوا اور یہ مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں اور الہام کے ذریعہ مجھے جتایا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب کا سلسلہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ تک ٹوٹ پھوٹ جاویگا اور بڑے سخت درجہ کی ذلت وارد ہوگی جسے تمام دنیا دیکھیگی اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی یعنی اگر مرزا کا یہ سلسلہ اور عروج ۲۷ رمضان ۱۳۲۱ھ تک قائم رہا یا ترقی کی تو میں ہر قسم کی سزا قبول کرنے کو تیار ہوں۔ اشخاص ذیل کو اختیار ہے کہ خواہ مجھے سنگساری سے قتل کریں یا کوئی اور سزا مقرر

✤ یہ اصل اقرار نامہ دستخطی فقیر مرزا جس میں معتبر اور معزز اشخاص کی گواہیاں اور موہریں اور انگوٹھے لگے ہوئے ہیں حکیم کرمداد صاحب نے میرے پاس بھیجدیا ہے جو اس جگہ بحفاظت رکھا گیا ہے تا ہر ایک شک کرنے والے کو دکھلایا جاوے۔ منہ

کریں مجھے ہرگز انکار نہ ہوگا اور نہ میرے وارثان کو اختیار رہے کہ میری سزا میں کسی قسم کی حجت پیش کرکے میرے سزا دینے والوں کے مزاحم ہوں لہٰذا میں یہ چند سطور بطور اقرار نامہ لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے اور کل مجھے انکار کرنیکی گنجائش نہ رہے اور تمام دنیا میں حق و باطل میں تمیز ہو جاوے اور خلقِ خدا اس واقعہ سے ایک سبق حاصل کرے خصوصاً میرے اہل شہر کو نہایت فائدہ مند اور عبرتناک نظارہ ہو پس ایک مہینے میں یہ فیصلہ ظاہر ہو جاویگا۔ المرقوم ٧۔ رمضان المبارک ١٣٢١ھ ہجری

العبد

فقیر مرزا ولد ملک فیض بخش سکنہ دوالمیال۔ ملک شیر ولد قطب سکنہ دوالمیال۔ ملک فتح محمد بقلم خود ،،

نشان انگوٹھا — بقلم خود کرم بخش

حافظ شہباز بقلم خود سکنہ ایضاً	حوالدار محمد خاں سکنہ ایضاً	ملک محمد بخش ولد ملال سکنہ ایضاً
ملک سمندخان ولد محمد خان سکنہ ،،	ملک دوست محمد ولد شکور سکنہ ،،	ملک اعظم سکنہ ایضاً
ملک سخی دتہ ولد ملک لال سکنہ ،،	ملک خدا بخش ولد امام سکنہ ایضاً	ملک محمد علی ولد بہادر بخش سکنہ ایضاً
ملک گھیبا ولد بختاور سکنہ ،،	ملک اللہ دتہ ولد عمر سکنہ ایضاً	ملک عبداللہ ولد شاہولی سکنہ ،،
ملک غلام محمد ولد دولہ سکنہ ایضاً	ملک نور محمد ولد دراب سکنہ ،،	ملک مدو ولد معزوالدین سکنہ ایضاً
ملک غلام محمد ولد صوبیدار احمد جان ،،	ملک بہادر ولد کرم سکنہ ایضاً	راجہ نمبردار دوالمیال

بہاؤ لا نمبردار دوالمیال وغیرہ۔ باشندگان دوالمیال۔ کرم داد احمدی دوالمیال عفی عنہ
(مُہر)

حق و باطل میں فیصلہ ہوگیا تمام گواہوں کے روبرو

جھوٹے ملہم کو اللہ تعالیٰ دنیا سے بہت جلد اٹھا لیتا ہے اور یہ ایک ایسا الٰہی قانون ہے جو کبھی نہیں بدلتا اس اقرار نامہ کا مقر مسمی مرزا جو اپنے کشف پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرکے ان کے نابود اور فنا ہونیکی پیشگوئی کر چکا تھا پوری ایک سال کے بعد اسی رمضان کے ٧ تاریخ ١٣٢٢ھ میں جس میں اقرار نامہ لکھا گیا عذاب طاعون سے ہلاک ہوگیا اور اس سے پہلے اسکی عورت بھی مرگئی اور خود اسکے گھر کا سلسلہ تباہ ہوگیا لہٰذا ہماری اہل دہ کو اس واقعہ سے عبرت چاہئے اور حضرت اقدس کی صداقت پر ایمان لاویں۔

المرقوم ٧ رمضان ١٣٢٢ھ

راقم عاجز نے اس اقرار نامہ کو بغرض اشاعت دار الامان میں بخدمت بابو محمد افضل صاحب مرحوم
ایڈیٹر البدر کے روانہ کیا انہوں نے یہ لکھ کر کہ ہم ایسے مضامین کو اپنے اخبار میں درج نہیں کرتے واپس
کر دیا گرد و نواح کے علاقہ میں بھی اس پیشگوئی کی شہرت ہوگئی اور لوگ کہنے لگے کہ دیکھا چاہیئے
اب کون جیتتا ہے مرزا قادیانی یا مرزا دولمیالی بلکہ مخالف لوگ نماز کے بعد اپنے فقیر مرزا کی کامیابی
کیلئے دعائیں مانگنے لگے۔ ایک دن ایک ہندو سارجنٹ فقیر صاحب کو سراج الاخبار پڑھ کر سنا
رہا تھا کہ حکیم فضلدین سخت بیمار ہے چارپائی اٹھا کر گورداسپور کی عدالت میں لائے ہیں اس خبر
کے سننے سے ملہم صاحب خوش ہو کر کہنے لگے کہ اب مرزا قادیانی کی تباہی کا وقت آگیا ہے اور
اس کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں مگر بیچارے کو کیا معلوم کہ ادھر میری تباہی کی طیاریاں ہو رہی ہیں
تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ علاقہ میں طاعونی لشکر نے ڈیرے لگا دیئے ملہم صاحب کو اپنے الہامات پر اس
قدر فخر تھا کہ میرے طفیل میرا تمام محلہ طاعون سے محفوظ رہیگا جب دوسرا رمضان آیا تو اسکے محلہ میں
طاعون شروع ہوگئی اس وقت یہ چار آدمی گھر میں موجود تھے ایک ملہم دوسری ملہم کی بیوی تیسری
لڑکی چوتھی لڑکے کی زوجہ پہلے ملہم کی بیوی کا طاعون سے انتقال ہو گیا پھر خود فقیر صاحب
۵ یا ۶ رمضان ۱۳۲۲ھ کی شام کو سخت طاعون میں مبتلا ہو گئے ساتھ ہی زبان بند ہو گئی شدت
ورم اور حبس دم کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے آخر پوری ایک سال
کے بعد جس روز پیشگوئی کی گئی تھی یعنی ۷ رمضان ۱۳۲۳ھ کو ہلاک ہو گیا دو لڑکیاں جو پیچھے
رہ گئی تھیں وہ بھی تھوڑے دنوں کے بعد سخت بیمار ہو گئیں۔ راقم کو علاج کیواسطے بلا کر لے گئے
میں انکی حالت دیکھ کر ڈر گیا۔ علاج کرانیوالوں کو کہا کہ اس گھر میں خدا کا غضب نازل ہو رہا ہے
تم اپنی ہمشیرہ کو گھر لیجاؤ وہ گھر میں لے گئے اور مریضہ کچھ دن بعد اچھی ہو گئی جو ملہم کی لڑکی
تھی وہ اسی گھر میں دوسرے روز باپ سے جا ملی اور بجائے ۲۷ رمضان کے ۷ رمضان کو حضرت
مرزا صاحب قادیانی کے سلسلہ کے عوض مرزا دولمیالی کے گھر کا سلسلہ تباہ ہو گیا۔
دوسرا نشان یہ ہے کہ صوبیدار غلام محمد خان کے لڑکے عطا محمد کو ایک دیوانے کتے نے

کاٹا اور بیلڑ کا اُس کُتّے کی زہر سے بیمار ہو کر مر گیا اسی دیوانے کتے نے راقم کے لڑکے عبدالمجید
کو بھی کاٹا تھا ایسا اتفاق ہوا کہ یہاں کے باشندے ایک سیّد صاحب کو لے آئے کہ یہ کڑا
ڈالکر طاعون کو روکے گا خاکسار اس کڑا میں شامل نہ ہوا۔ دوسری روز صبح کے وقت خاکسار
کا لڑکا عبدالمجید بیمار ہو گیا ذرہ سی آواز اور آہٹ سے ایسی زور کی تشنجوں کا دورہ ہوتا تھا کہ
الامان عضلات تنفس کے تشنج سے سخت دم کشی ہو کر چہرہ نیلا پڑ جاتا اور یہی معلوم ہوتا کہ اب
دم ختم ہوتا ہے چونکہ تمام لوگ صوبیدار صاحب کے لڑکے کی حالت دیکھ چکے تھے اسلئے ہر ایک یہی
کہتا کہ یہ لڑکا دم بھر کا مہمان ہے راقم عاجز بھی طب کی رو سے عبدالمجید کو مُردہ تصوّر کر چکا۔ ادھر
مخالفوں کے طعنے کہ دیکھا بزرگوں کے نہ ماننے اور کڑا میں شامل نہ ہونیکا یہ نتیجہ ہے۔ الغرض
اس صدمہ نے میرے دل کو پانی کر دیا تب سجدہ میں گر کر دعا کرنے لگا کہ اے بیکسوں اور عاجزوں
کے مددگار اور گنہگاروں پر رحم فرمانے والے رحیم خدا تو جانتا ہے کہ آج میرے مخالف محض
اس سبب سے خوش ہو رہے ہیں کہ میں تیرے فرستادہ اور مرسل جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب
کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانتا ہوں سوائے میرے خدا تو اس لڑکے کو صحت بخش تا کہ یہ
مردہ زندہ ہو کر مسیح محمدی کی صداقت پر ایک نشان ہو اس دُعا کے بعد ان علامات مندرجہ میں
تخفیف ہونے لگی یہاں تک کہ کچھ روز کے بعد بالکل صحت ہو گئی الحمد للہ۔

اس نشان کو ہماری گاؤں کے تمام لوگوں نے دیکھا ہے مخالف سے مخالف آدمی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ واقعی
وہ تمام علامتیں جو اس مرض میں پائی جاتی ہیں برخوردار عبدالمجید کی مرض میں موجود تھیں دیوانہ کتے کا لڑنا† اور
پھر صوبیدار صاحب کے لڑکے کا اس کتے کی زہر سے انہیں علامات کے ساتھ مر جانا یہ سب کچھ ہماری گاؤں کے لوگ
اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں مگر تعصب اور ضد کا ستیاناس ہو پھر بھی لوگ مخالفت سے باز نہیں آتے
اے خدا کے پیارے رسول اللہ تعالیٰ نے مجھ گنہگار پر بڑا رحم کیا ہے اور محض اپنے فضل سے اس عاجز کو مُردہ کے زندہ ہونیکا
معجزہ اپنے گھر میں دکھا دیا دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے دوسرے بھائیوں کو آپ کی فرمانبرداری میں
موت دے اور حشر نشر میں ہم آپکے ساتھ ہوں۔ آمین

راقم آپکا خادم کرم داد از دولمیال ضلع جہلم

† یعنی کاٹنا۔ من المؤلف

۱۷۲۔ نشان۔ ایک مرتبہ کشفی عالم میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ کوئی سمن سرکاری میرے نام آیا ہے اور مجھے کسی کچہری میں کسی گواہی کے لئے بلایا ہے اور مَیں اس کچہری میں گیا ہوں اور حاکم انگریز ہے تب اُس نے بغیر حلف دینے کے جیسا کہ قانون ہے میرا اظہار لکھنا شروع کیا اور وہ تمام اظہار بغیر حلف کے ہی لکھا گیا بعد اس کے کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نے یہ کشف اپنا اپنے بہت سے دوستوں کو اُسی وقت سُنا دیا چنانچہ ان میں سے خواجہ کمال الدین بی اے پلیڈر اور اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں۔ پھر اُسی دن یا دوسرے تیسرے دن ملتان کے صاحب ڈپٹی کمشنر کا سمن ایک گواہی کیلئے میرے نام آگیا جب مَیں گواہی کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں حاضر ہوا تو صاحب ڈپٹی کمشنر نے میرا اظہار لکھنا شروع کیا اور حلف دینا بھول گئے جب کل اظہار لکھا گیا تو بعد میں حلف یاد آیا اس دوسرے حصہ کے گواہ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر اور مولوی رحیم بخش صاحب پرائیوٹ سکرٹری نواب صاحب بھوپال اور کئی لوگ ہیں۔

۱۷۳۔ نشان۔ چراغ دین ساکن جموں جب میری بیعت سے مرتد ہو کر مخالفوں میں جا ملا تو اُس نے صرف گالیوں پر بس نہ کی بلکہ اپنے الہام اور وحی کا بھی دعویٰ کیا اور عام طور پر لوگوں میں شایع کیا کہ خدا تعالیٰ کی وحی سے مجھے الہام ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز دجّال ہے تب مَیں نے اپنی کتاب دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء کے صفحہ ۲۳ کے حاشیہ پر وہ الہام شایع کیا جو چراغدین کی نسبت مجھ کو ہوا اور وہ یہ ہے انّی اذیب من یریب اور اُردو میں اُسکی نسبت یہ الہام ہوا مَیں فنا کر دوں گا مَیں غارت کر دوں گا مَیں غضب نازل کروں گا اگر اُس نے یعنی چراغدین نے شک کیا اور اس پر یعنی میرے مسیح موعود ہونے پر ایمان نہ لایا اور ماموریّن اللہ ہونے کے دعوے سے توبہ نہ کی یہ پیشگوئی چراغ دین کی موت سے تین برس پہلے کیگئی تھی جیسا کہ رسالہ دافع البلاء کی تاریخ طبع سے ظاہر ہے اور مجھے اسوقت یاد نہیں کہ مَیں پہلے بھی اس پیشگوئی کو لکھ آیا ہوں یا نہیں

اگر پہلے لکھی گئی ہے تو یہ نشان اس کتاب میں گذر چکا ہے اور اس جگہ اس نشان کا مکرر لکھنا دوسری پیشگوئی کی تصریح کے لئے ضروری تھا بہرحال اس پیشگوئی سے تین برس بعد چراغدین مر گیا اور غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون کی بیماری سے اُسکی موت ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ طاعون کے رسالہ میں بھی یعنی دافع البلاء میں یہ پیشگوئی لکھی ہے اور اس پیشگوئی کا ہم پہلو نشان چراغدین کا خود اپنا مباہلہ ہے اسلئے ہم وہ نشان الگ طور پر اس پیشگوئی کے ساتھ ہی ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

۱۷۴۔ نشان ۔ یہ نشان چراغدین کے مباہلہ کا نشان ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب کہ چراغ دین کو بار بار یہ شیطانی الہام میری نسبت ہوئے کہ یہ شخص دجّال ہے اور اپنی نسبت یہ الہام ہوا کہ وہ اس دجّال کو نابود کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور حضرت عیسیٰ نے اسکو اپنا عصا دیا ہے تا اُس عصا سے اس دجّال کو قتل کرے تو اس کا تکبّر بہت بڑھ گیا اور اُس نے ایک کتاب بنائی اور اُس کا نام منارۃ المسیح رکھا اور اسمیں بار بار اسی بات پر زور دیا کہ گویا میں حقیقت میں موعود دجّال ہوں اور پھر جب منارۃ المسیح کی تالیف پر ایک برس گذر گیا تو اُس نے مجھے دجّال ثابت کرنیکے لئے ایک اور کتاب بنائی اور بار بار لوگوں کو یاد دلایا کہ یہ وہی دجال ہے جسکے آنیکی خبر احادیث میں ہے اور چونکہ غضب الٰہی کا وقت اُسکے لئے قریب آگیا تھا اس لئے اُس نے اس دوسری کتاب میں مباہلہ کی دُعا لکھی اور جناب الٰہی میں دُعا کر کے میری ہلاکت چاہی اور مجھے ایک فتنہ قرار دیکر خدا تعالیٰ سے دُعا کی کہ تو اس فتنہ کو دُنیا سے اُٹھا دے یہ عجیب قدرت حق اور عبرت کا مقام ہے کہ جب مضمون مباہلہ اُس نے کاتب کے حوالہ کیا تو وہ کاپیاں ابھی پتھر پر نہیں جمی تھیں کہ وہ دونوں لڑکے اُسکے جو صرف دو ہی تھے طاعون میں مبتلا ہو کر مر گئے اور آخر ۴؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو لڑکوں کی موت سے دو تین روز بعد طاعون میں مبتلا ہو کر اس جہان کو چھوڑ گیا اور لوگوں پر ظاہر کر گیا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون۔ جو لوگ اس وقت حاضر تھے اُن کی زبانی سُنا گیا ہے کہ وہ اپنی موت کے قریب کہتا تھا کہ اب خدا بھی میرا دشمن ہو گیا ہے

چونکہ اسکی وہ کتاب چھپ گئی ہے جس میں وہ مباہلہ ہے اسلئے ہم ان لوگوں کیلئے جو خدا تعالے سے ڈرتے ہیں وہ مباہلہ کی دُعا ذیل میں لکھتے ہیں اور یہ محض اس غرض سے ہے کہ اگر اس نشان سے ایک شخص بھی ہدایت پاوے تب بھی انشاء اللہ القدیر ہمیں ثواب ہوگا اور چونکہ چراغدین کے اصل مسودہ مباہلہ پر جو اسکی قلم سے لکھا ہوا ہے کاتب کو تاکید کی گئی ہے کہ یہ مباہلہ کی دُعا جلی قلم سے لکھی جاوے اسلئے اگرچہ ہم اسکی دوسری باتوں کے مخالف ہیں تاہم اسکی اس درخواست کو منظور کرکے مباہلہ کی دعا جلی قلم سے لکھوا دیتے ہیں کیونکہ وہ وصیت صرف ایک دن موت سے پہلے کی گئی ہے پس کیا مضائقہ ہے کہ ہم اُسکی وصیت کو مان لیں اور وہ مباہلہ کی دُعا یہ ہے:

اَلدُّعاء

اے میرے خدا اے میرے خدا میں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان و زمین اور ماسواء ہما کا تو ہی اکیلا خالق اور مالک اور رازق ہے اور آسمان و زمین ماسواء ہما کے ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری اور نافذ ہے اور تو سب کا ابتدا اور انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی آواز سنتا اور اُنکی حاجتیں برلاتا اور آسمان و زمین کے درمیان تیری حکم بغیر ایک ذرا بھی ٹل نہیں سکتا اور انبیا اولیا شاہ اور گدا ملایک اور شیاطین بلکہ جمیع موجودات تیری ہی مخلوق اور محتاج ہے جو تیری رحمت کے امیدوار اور تیرے غضب سے لرزاں ہیں اور تو ہی اکیلا اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی روحانی اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیرے سوا آسمان و زمین و ماسواء ہما کے درمیان عبادت اور توکل یا محبت کے لائق اور کوئی معبود نہیں اور جسقدر معبود لوگوں نے ٹھیرائے ہوئے ہیں خواہ وہ بت ہیں یا روح یا فرشتے یا شیاطین یا آسمانی اجرام یا زمینی اجسام وہ باطل ہیں اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہیں اِن میں سے ایک بھی پرستش اور توکل اور محبت کے لائق نہیں بلکہ آسمان اور زمین اور ماسواء ہما کے درمیان عبادت اور توکل اور محبت کے لائق تو ہی

ایک خدا ہے جو ازلی ابدی زندہ خدا ہے تیرا نہ کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ کوئی جورو ہے
نہ مصاحب اور نہ کوئی مشیر ہے نہ معاون بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے
جو تمام خوبیوں کا منبع اور جمیع عیوب سے منزّہ ہے اسلئے تمام محامد تقدیس اور ستائش اور تعریف کے لائق
تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ جسمانی اور روحانی یا ظاہری اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف
سے ہیں اور ہم تیرے ہی لئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب پیغمبر اور جملہ کتب سماویہ
بالعموم اور تیرا سچا اور پیارا حبیب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم اور تیری پاک کلام قرآن شریف و فرقان
حمید بالخصوص حق ہے اور نجات اسلام میں محدود اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور جزا
سزا حساب اور میزان دوزخ اور بہشت لقا وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم سب مرنیکے
بعد جی اٹھیں گے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دیئے جائینگے۔

اب اے میرے خدا میں تیری بارگاہ تقدّس و تعالیٰ میں نہایت عجز اور انکسار تضرع و ابتہال
کے ساتھ مؤدّبانہ التماس کرتا ہوں کہ تو جانتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جسکو تو نے بلا استحقاق
محض اپنے ہی فضل و کرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جو ازل ہی سے مقرر کیا گیا تھا اپنے
مقدّس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور نصرت کیلئے اہل دنیا میں سے چن لیا اور اس کام کے
واسطے مخصوص کیا ہے اور تو نے ہی میرے ہاتھ سے وہ روحانی منارہ جس پر نزول ابن مریم مقدر
تھا تیار کرا دیا ہے اور تو نے ہی مجھ سے نزول عیسیٰ کی منادی کرنے اور نصاریٰ پر حجت اسلام
ثابت کرنیکی خدمت پر مقرر فرمایا ہے اور تو نے ہی مجھے اپنی رحمت کے خزانہ سے وہ علم بخشا ہے
جس سے نصاریٰ و اہل اسلام یا قرآن و انجیل کا باہمی اختلاف دُور ہو کر اتحاد اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے
ہاں وہ نزول ابن مریم کا ایک روحانی راز تھا جو مدّتہائے دراز سے اہل دُنیا پر پوشیدہ رہا اور
خاص اسی زمانہ کیلئے ودیعت کیا گیا تھا اور اسی سے تو اب اپنی مخلوق پر حجت اسلام تمام کریگا
اور اسلام کو کل دینوں پر غالب کردیگا پس اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے
اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایات کے مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری مرضی کے موافق

نزول ابن مریم کے اس نہانی راز کو اہل دنیا پر ظاہر کرکے اتمام حجت کر رہا ہوں لیکن ای میرے
خدا تو خود جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ دنیا میں ایک شخص نبوت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت
کا دعویدار موجود ہے جو کہتا ہے کہ خاتم الانبیا میں ہوں اور پیشگوئیوں کے مطابق
نزول ابن مریم کا مصداق بھی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے آسمان اور زمین سے
نشان ظاہر ہوتے ہیں بلکہ طاعون اور زلزلے بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہوئی ہیں تا کہ
میرے مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کردیں٭ اور کہتا ہے کہ میں خدا کی مجسم قدرت ہوں اور نجات
میرے ہی طریق میں محدود ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا وہ کافر اور مردود اس کے
اعمال حسنہ نامقبول اور وہ دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگا اور کہتا ہی کہ اگر
موسم بہار یا کسی اور موسم بہار میں ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جس سے زمین کو انقلاب پیدا
ہوگا اور اہل دنیا مہدی کے سلسلہ میں داخل ہونیکے لئے تیار ہوجائینگے اسلئے اے میرے
خدا دنیا کے دل تذبذب میں ہیں اور حق ظاہر نہیں ہوسکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں
مبتلا ہے اور تیرے دین میں گڑبڑ پڑ رہی ہے اور تیرے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک
کی جا رہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوت و رسالت چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور
بے اثر ٹھیرایا گیا اور ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی گئی یعنی مرزا قادیانی کی نبوت اور رسالت
پر ایمان لانیکے بغیر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی مخلص متقی ایماندار ہو مسلمان نہیں رہ سکتا
اور دین کے لئے اسکی کوششیں عبث اور بیکار ہیں اور‡ ییا ہی ای میرے خدا تیرے
مقدس نبی مسیح ابن مریم علیہ السلام کا بھی منصب چھین لیا گیا ہے اور اس کی شان کی
تحقیر کیجارہی ہے اور کہا جاتا ہی کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح القدس گنہگار تھا اور میں اس سے
بہتر ہوں پس اے میرے خدا اب تو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے
مقدسوں کی عزت بچا اور ان کی نصرت کے لئے اپنی خدمت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس فتنہ کو
دنیا پر سے اٹھا٭٭ اور اہل دنیا کو حق کی طرف توجہ دلا اور انکو اتباع حق کی توفیق عنایت کر اور

٭٭ یعنی اس شخص کو جو مسیح موعود ہونیکا دعوی کرتا ہے ہلاک کر۔

‡ نقل مطابق اصل

٭ یہ عجیب کلمہ چراغ دین کے منہ سے میری نسبت نکلا ہے کہ خدا میرے مخالفوں کو طاعون اور زلزلہ سے ہلاک کرے گا سو چراغ دین اپنے اس کلمہ کے مطابق طاعون سے ہلاک ہوگیا اور کیا تعجب کہ آئندہ کوئی مخالف زلزلہ سے بھی ہلاک ہو۔ من المؤلف

مدعی نبوت کی دقیق عمیق پالسی دریافت کرنیکے لئے انکی بصیرتوں کو تیز فرما اور اہل دنیا کو تمام ارضی و سماوی آفات یعنی طاعون و زلزلہ وغیرہ سے محفوظ رکھ اور انکو ہر طرح سے امن اور چین عطا فرما کیونکہ تو قادر اور غفور الرحیم ہے اور اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرنا تیرا ہی کام ہے اور ہم عاجز ضعیف انسان ہیں۔ بھول چوک سے محفوظ نہیں ہم تو ہر وقت خطاکار ہیں اور تیری ہی بخشش کے امیدوار۔ اس کے بعد اے میری خدا میں یہ بھی التماس کرتا ہوں اور میری روح تیری عالی و مقدس جناب میں التجا کر رہی ہے اور میری آنکھیں تیری نصرت کی انتظار میں تیری ہی طرف ہیں کہ تو اس سلسلہ کی صداقت کو تیرے ہی حکم اور منشا کے مطابق تیرے مقدس دین و سلام کی نصرت میں اور تیرے مقدس نبیوں کی سچائی ظاہر کرنیکے لئے جاری کیا گیا ہے اہل دنیا پر ظاہر کر دے اور انکی بصیرتوں کو روشن کر اور ان کو اتباع حق کی توفیق بخش تا کہ تیرا جلال ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسی کہ آسمان پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو کیونکہ اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھتا ہے کہ میں ایک عاجز اور ضعیف انسان ہوں تیری مدد کے سوا کچھ کہ نہیں سکتا اور دلوں پر اثر ڈالنا اور حق کی پہچان میں ان کی بصیرتوں کو کھولنا تیرا ہی کام ہے اسلئے اگر تیری امداد میرے شامل حال نہ ہوگی تو میں ناکامیاب رہ جاؤں گا جیسا کہ جھوٹے رہ جاتے ہیں پس اے میرے خدا تو اس سلسلہ کی نصرت میں اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما اور جس غرض کیلئے یہ جاری کیا گیا ہے اسکو انجام دے اور صداقت کو مذاہب غیر کے معتقدوں پر عموماً اور اہل اسلام پر خصوصاً کھول دے اور انکو اسکے اتباع کی توفیق عنایت کر کیونکہ تو قادر ہے اور آسمان و زمین کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے کیا ممکن کہ تیرے حکم کے بغیر ایک ذرہ حرکت کر سکے لہذا تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیرے آگے کوئی بات انہونی اور محال نہیں اور تیرے وعدے سچے اور تیرا ارادہ غیر مبدل ہے اور تیری رحمت ابدی اور تیری قدرت کامل ہے تیرے ہی حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی

کو نمودار کر دیتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کی طرف کھینچ لاتا ہے تو ہی دنیا میں انقلاب ڈالتا کسی کو شاہی تخت پر اور کسی کو تودہ راکھ پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے تو ہی اس امر میں ہماری نصرت فرما اور حق ظاہر کر اور مخلوق کو گمراہی کی موت سے بچا اور ان کو صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کر آمین ثم آمین ✦

یہ ہے عبارت چراغدین کے مباہلہ کی جس میں وہ مجھے اپنا فریق مخالف ٹھیرا کر اور مجھے دجّال قرار دیکر خدا تعالیٰ کا فیصلہ مانگتا ہے اور مجھے ایک فتنہ قرار دیکر میرے اُٹھائے جانیکی درخواست کرتا ہے اور میری ہلاکت مانگتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اے خدا اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما۔ سو الحمد للہ کہ اس مباہلہ کے ایک دن بعد خدا تعالیٰ نے قدرت کا ہاتھ دکھا دیا اور ابھی اس مباہلہ کی کاپی پتھر پر نہیں جمائی گئی تھی کہ ۴ر اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو طاعون نے اس ظالم کو مع اُسکے دونوں بیٹوں کے ہلاک کر دیا یہ ہیں خدا کے کام۔ یہ ہیں خدا کے معجزات یہ ہے خدا کی قدرت کا ہاتھ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ✦

۱۷۵ نشان۔ ایک دفعہ پنڈت شیو نارائن اگنی ہوتری صاحب ایڈیٹر رسالہ برادر ہند کا ایک خط لاہور سے آنیوالا تھا جس میں انہوں نے یہ لکھا تھا کہ میں براہین احمدیہ کے تیسرے حصّہ کا ردّ لکھونگا جس میں الہام ہیں اور ایسا اتفاق ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اس خط کے پہنچنے سے پہلے اُسی دن بلکہ اُسی ساعت جبکہ وہ لاہور میں اپنا خط لکھ رہے تھے مجھکو اُس خط سے بذریعہ کشف اطلاع دیدی اور کشفی طور پر وہ خط میرے سامنے آگیا اور مَیں نے اسکو پڑھا۔ اُسوقت اُن آریوں کو جن کا کئی دفعہ ذکر آچکا ہے اُس خط کے مضمون سے اُسی دن خط آنے سے پہلے مطلع کر دیا اور دوسرے دن اُن میں سے ایک آریہ ڈاکخانہ میں خط لینے کو گیا اور اُس کے روبرو ڈاک کے تھیلہ سے وہ خط نکلا اور جب پڑھا گیا تو بلا کم و بیش وہی مضمون تھا جو مَیں نے بیان کیا تھا تب وہ آریہ لوگ نہایت حیرت میں اور تعجب میں رہ گئے وہ ابتک زندہ موجود ہیں اور حلف دینے سے راست راست بیان کر سکتے ہیں۔

۱۷۶ نشان۔ رسالہ اعجاز المسیح جب فصیح عربی میں مَیں نے لکھا تو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مَیں نے یہ اعلان شائع کیا کہ اس رسالہ کی نظیر اس فصاحت بلاغت کے ساتھ کوئی مولوی پیش نہیں کر سکے گا تب ایک شخص پیر مہر علی نام ساکن گولڑہ نے بہ لاف و گزاف مشہور کی کہ گویا وہ ایسا ہی رسالہ لکھ کر دکھلائیگا اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا منعہ مانع من السماء یعنی ایک منع نے آسمان سے اُسکو نظیر پیش کرنے سے منع کر دیا تب وہ ایسا ساکت اور لاجواب ہو گیا کہ اگرچہ عوام الناس کی طرح اُردو میں بکواس کرتا رہا۔ مگر عربی رسالہ کی نظیر آج تک لکھ نہ سکا۔

۱۷۷ نشان۔ میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے اور بباعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی ایک دفعہ مجھے کشفی طور پر دکھلایا گیا جو اُس زمین پر ایک بڑا چبوترہ ہے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بنجائیگا اور مجھے دکھلایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت کے بننے کیلئے دعا کی ہے اور مغربی حصہ کی زمین اُفتادہ نے آمین کہی ہے چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے صدہا آدمیوں کو سنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا بعد اسکے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آگئے اور اُن کے بعض حصوں میں مکانات مہمانوں کے لئے بنائے گئے حالانکہ اُن سب کا ہماری قبضہ میں آنا محال تھا اور کوئی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئیگا۔ دیکھو اخبار الحکم نمبر ۴۶ و ۴۷ جلد ۵ و الحکم نمبر ۳ جلد ۸۔

۱۷۸ نشان۔ ایک دفعہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ نے اپنے کسی اضطراب اور مشکل کیوقت میری طرف خط لکھا کہ میرے لئے دعا کریں چونکہ انہوں نے کئی دفعہ ہمارے سلسلہ میں خدمت کی تھی اسلئے اُن کیلئے دعا کی گئی تب منجانب اللہ الہام ہوا

چل رہی ہے نسیم رحمت کی ٭ جو دعا کیجئے قبول ہے آج

اس دعا کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ مشکلات اُن کے دُور کر دیئے اور

انہوں نے شکر گذاری کا خط لکھا اس واقعہ کا وہی خط گواہ ہے جو میری کسی بستہ میں موجود ہوگا اور کئی اور لوگ گواہ ہیں بلکہ اس وقت صدہا آدمیوں میں یہ میرا الہام شہرت پاگیا تھا اور نواب علی محمد خاں مرحوم رئیس جھجر نے بھی اپنی یادداشت میں اُسکو لکھ لیا تھا۔

۱۷۹ نشان۔ مولوی کرم دین کے مقدمہ میں جو گورداسپور میں دائر تھا کرم دین مذکور اس بات پر زور دیتا تھا کہ لئیم کے لفظ کے معنی ولد الزنا ہیں اور کذّاب کے یہ معنی ہیں جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو یہی معنی پہلی عدالت نے قبول کئے۔ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا **معنیٔ دیگر نہ پسندیم ما** جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ دوسری عدالت میں یہ معنی قائم نہیں رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اپیل کی عدالت میں صاحب ڈویژنل جج نے ان تمام عذرات کو رد کر دیا اور یہ لکھا کہ کذاب اور لئیم کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہیں بلکہ وہ اس سے بڑھ کر الفاظ کا بھی مستحق ہے سو صاحب ڈویژنل جج نے وہ پُر تکلف معنے کرم دین کے پسند نہ کئے جو پہلی عدالت میں پسند کیے گئے تھے دیکھو اخبار الحکم نمبر ۱۷ جلد ۸ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء جس میں یہ الہام موجود ہے۔

۱۸۰ نشان۔ ایک دفعہ ۱۹۰۲ء میں مجھے الہام ہوا۔ یریدون ان یطفئوا نورک ویتخطفوا عرضک انی معک ومع اھلک۔ یعنی دشمن لوگ ارادہ کرینگے کہ تیرے نور کو بجھا دیں اور تیری آبروریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہوں گا اور اُن کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں اور اُن ہی دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک کوچہ ہوں جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اسمیں سے گذر سکتا ہے۔ مَیں بند کوچہ کے آخری حصہ میں جس کے آگے کوئی راہ نہ تھا دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور جو واپس جانیکی طرف راہ تھی اس کی طرف جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین قوی ہیکل سانڈھ وہاں کھڑے ہیں جو خونی ہیں اور گذرنے کی راہ بند کر رکھی ہے ایک ان میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا اسکو مَیں نے ہاتھ سے ہٹا دیا پھر دوسرا حملہ آور ہوا اُسکو بھی مَیں نے ہاتھ سے ہٹا دیا

پھر میرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ اُسے دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور مَیں اُسکے ساتھ رگڑ کر اس کے پاس سے گذر گیا اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند کلمات میرے دل پر القا ہوئے جن کو مَیں پڑھتا جاتا اور دوڑتا تھا اور وہ یہ ہیں ربّ کل شیءٍ خادمك ربّ فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔ اس واقعہ کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوئی کہ کوئی دشمن مقدمہ برپا کریگا اور اُس کے تین وکیل ہونگے اور یہ الہام اور کشف قبل ظہور اس مقدمہ کے پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء یعنی الحکم نمبر ۲۴ میں درج ہو کر شائع کی گئی بعد میں کرم دین نے جہلم میں میرے پر مقدمہ کیا اور میری طلبی ہوئی اور وہ مقدمہ فوجداری اور سخت مقدمہ تھا اور جیسا کہ کشفی حالت میں ظاہر کیا گیا تین وکیل اُسکے تھے آخر کار بموجب وعدہ الٰہی وہ مقدمہ اُس کا خارج ہوا دیکھو پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء نمبر ۲۴ جلد ۶ ٭

۱۸۱۔ نشان۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ ایک لڑکی تمہارے گھر میں پیدا ہو گی اور مر جائے گی اور اُس کا نام غاسق رکھا یعنی غروب ہونیوالی اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ طفولیت میں ہی مر جائے گی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق لڑکی پیدا ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق طفولیت میں ہی مر گئی دیکھو اخبار الحکم نمبر ۴ جلد ۷۔

۱۸۲۔ نشان۔ مولوی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ ایک روز ماہ مئی ۱۹۰۴ء کو بمقام چنگا تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی جبکہ میں کچھ آدمیوں کے ساتھ جن میں بعض احمدی اور چند غیر احمدی شامل تھے نماز جمعہ ادا کر کے مسجد میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص مسمی فضل داد خان نمبردار چنگا جو میرا ہمقوم اور رشتہ میں سہی تھا ایک شخص کے ورغلانے سے مسجد میں آ کر مجھے مع دیگر احمدیوں کے ملامت کرنے لگا اور کہا کہ تم لوگ مسجد میں نماز نہ پڑھا کرو مسجد کو بھرشٹ کر دیا ہے پھر فروعی مسائل کا جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مختلف فیہ ہیں ذکر چھیڑ کر میرے ساتھ مجادلہ شروع کر دیا

٭ یہ نشان پہلے بھی لکھا جا چکا ہے مگر اب اسجگہ مزید تشریح کے لئے دوبارہ درج کیا گیا۔ منہ

میںنے اُسکو معقولاً و منقولاً سمجھایا اور خوب ملزم کیا مگر وہ تکذیب پر اڑا رہا اور اُس کے بہکانے سے عوام کو میںنے احمدیوں پر مشتعل پایا اور دیکھا کہ وہ شخص فتنہ اور فساد سے باز نہیں آتا اُس وقت میرے دل پر سخت قلق و اضطراب پیدا ہوا کہ خداوندا اب اس امر کا کیا علاج ہو اس شخص کے ذریعہ بڑا فتنہ ہونیوالا ہے۔ تب میںنے اُسکو اپنا مخاطب بنا کر کہا کہ اگر میں جو مسائل بیان کر رہا ہوں اُن میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ تجھ سے پہلے مجھے ہلاک کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ تب فضل داد خاں نے ان لفظوں کے ساتھ مجھے جواب دیا کہ خدا تجھے ہلاک کرے۔ پھر میں اُسی وقت مسجد سے باہر آگیا اور لوگ منتشر ہو گئے۔ پھر چند روز کے بعد شخص مذکور (یعنی فضل داد خاں) دردِ شکم کی سخت مرض میں مبتلا ہو گیا اور دس ماہ کے اندر ۲۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء کو مر گیا اور اپنی موت سے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان بطور یادگار چھوڑ گیا۔ کچھ مدت تک مجلس مباہلین حاضرین میں اس کے مرنے سے ایک دہشت اور رعب پھیل گیا تھا اور میںنے اپنے بعض مخالفین سے بھی اپنے کانوں کے ساتھ یہ ذکر سنا کہ اس شخص کی موت بطور نشان ہوئی ہے۔ العــــــــــبد

خاکسار محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۶ء

گواہ شد شاہولی خاں بقلم خود	گواہ شد فضل خان بقلم خود	گواہ مباہلہ و موت فضلداد خان
بیان مذکورہ بالا صحیح ہے	بیان مذکورہ بالا صحیح ہے	نظام الدین درزی۔ نشان انگوٹھا

۱۸۳۔ نشان۔ وہی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا سے لکھتے ہیں کہ ایک صاحب کریم اللہ نام جو ڈاکخانہ جات حلقہ گوجر خان کے انسپکٹر تھے ماہ جون ۱۹۰۴ء کو بمقام چنگا میاں غلام نبی سب پوسٹماسٹر چنگا کے مکان پر اُترے اور میں اُنکو معزز اور خواندہ سمجھ کر اُنکے پاس گیا تب اُنھوں نے مجھ کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ و مقدس انسان یعنی حضور کے متعلق کچھ سبک الفاظ کہنے شروع کیئے اور پھر حضور کے متعلق اعتراضات سخت گندے

الفاظ کے ساتھ استعمال کئے اور میرے ساتھ مباحثہ شروع کر دیا۔ گاؤں کے بہت لوگ جمع ہو گئے مَیں نے اُسکی باتوں کا مہذبانہ جواب دیا اور اُس نے حضور کی نسبت ٹھٹھا اور استہزا کرنا شروع کیا اور مجھے کہا کہ چالیس دن کے اندر تمہیں سخت ضرر پہنچے گا اور تمہارا بڑا نقصان ہوگا اور سب لوگ دیکھیں گے مَیں نے جواب دیا کہ تمہاری پیشگوئی بیہودہ ہے میرا خدا حافظ ہے مگر یاد رکھو کہ مسیح موعود کے مقابل پر جو انسان گستاخی کرتا ہے خدا اسکو سزا دیگا۔ مَیں یہ کہکر اُس گندی مجلس سے رخصت ہو گیا کچھ تھوڑے دنوں کے بعد سُنا گیا کہ اس انسپکٹر کے گھر میں نقب زنی ہوئی اور بہت سا مال عزیز اسکا چوری گیا بعد اس کے گوجرخان کے حلقہ میں عام لوگوں نے اس کی شکائتیں شروع کر دیں چنانچہ وہ اُسکے بعد ایک سرحدی ضلع میں تبدیل کیا گیا۔

العبد

محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی

گواہ شد فضل خاں بقلم خود گواہ شد شاہولی خاں بقلم خود گواہ شد نظام الدین خیاط

۱۸۴۔ نشان۔ ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سیّد محمد اسمٰعیل کا (جو اسوقت اسسٹنٹ سرجن ہے) پٹیالہ سے خط آیا جسمیں لکھا تھا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اسحاق میرا چھوٹا بھائی بھی فوت ہو گیا ہے اور تاکید کی تھی کہ خط کو دیکھتے ہی چلے آویں اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایسے وقت میں وہ خط پہنچا کہ جب خود میرے گھر کے لوگ سخت تپ سے بیمار تھے اور مجھے خوف تھا کہ اگر ان کو اس خط کے مضمون سے اطلاع دیجائیگی تو اندیشۂ جان ہے تب میرا دل نہایت اضطراب میں پڑا اُس اضطراب کی حالت میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ یہ خبر وفات صحیح نہیں اور مَیں نے اس الہام سے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور شیخ حامد علی اور بہت سے لوگوں کو اطلاع دی اور پھر بعد اس کے شیخ حامد علی کو جو میرا ملازم ہے پٹیالہ

میں بھیجا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت وہ خبر خلاف واقعہ تھی۔ سوچنے کا مقام ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کسی کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی اور یہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی غیب کی خبر دی جس نے خط کے مضمون کو ردّ کر دیا۔

۱۸۵۔ **نشان**۔ بعض نشان اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اُنکے وقوع میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی کہ فی الفور واقع ہو جاتے ہیں اور ان میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسّر آتا ہے اسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پر کشفی حالت طاری ہوئی اور مَیں نے اسوقت اس کشفی حالت میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی اُس کے ساتھ پیر پھسل کر گر پڑا ہے اور اسکو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کرتہ خون سے بھر گیا ہے مَیں نے اُسوقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اس وقت میرے پاس کھڑی تھیں یہ کشف بیان کیا تو ابھی مَیں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا جب چٹائی کے پاس پہنچا تو چٹائی سے پیر پھسل کر گر پڑا اور سخت چوٹ آئی اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا اور ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ایک نادان کہے گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے اور نہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعاً اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر جھوٹ بولے۔ سوا اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آں جناب کے دوست اور آنجناب کی بیویاں تھیں اِس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہوتے ہیں اور اکثر نشانوں کے دیکھنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے دشمنوں کو کہاں نصیب ہو سکتا ہے کہ وہ اِن نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جاتے اور دوسری طرف معاً پورے ہو جاتے ہیں دشمن کا تو دل بھی دُور ہوتا ہے اور جسم بھی دُور

۱۸۶۔ **نشان**۔ ایسا ہی عرصہ قریباً تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہو کر میرے پاس دوڑا آیا ہے اور نہایت بیقرار ہے اور حواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابّا پانی یعنی مجھے پانی دو۔ یہ کشف مَیں نے نہ صرف گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سُنا دیا تھا کیونکہ اُس کے وقوع میں ابھی قریباً دو گھنٹے باقی تھے۔ اس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریباً ۸ بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر قریباً چار برس کی تھی اُسوقت مَیں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا مَیں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہو رہا ہے میرے سامنے آکر اتنا اُس کے مُنہ سے نکلا کہ ابّا پانی بعد اس کے نیم بیہوش کی طرح ہو گیا اور وہاں سے کنواں قریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر تھا مَیں نے اُسکو وہیں اُٹھا لیا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا مَیں تیز قدم اُٹھا کر اور دوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اُس کے مُنہ میں پانی ڈالا۔ جب اُسکو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو مَیں نے اُس سے اِس حادثہ کا سبب دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے مَیں نے بہت سا پسا ہوا نمک پھانک لیا اور دماغ پر بخار چڑھ گئے اور سانس رُک گیا اور گلا گھونٹا گیا پس اس طرح پر خدا نے اُسکو شفا دی اور کشفی پیشگوئی پوری کی۔

۱۸۷۔ **نشان**۔ میرے بڑے بھائی جن کا نام میرزا غلام قادر تھا کچھ مُدّت تک بیمار رہے جس بیماری سے آخر اُن کا انتقال ہوا جس دن اُنکی وفات مقدّر تھی صبح مجھے الہام ہوا کہ جنازہ۔ اور اگرچہ کچھ آثار اُنکی وفات کے نہ تھے مگر مجھے سمجھایا گیا کہ آج وہ فوت ہو جائینگے اور مَیں نے اپنے خاص ہم نشینوں کو اس پیشگوئی کی خبر دے دی جو ابتک زندہ ہیں پھر شام کے قریب میرے بھائی

کا انتقال ہوگیا ٭

ان تمام پیشین گوئیوں میں جو اس جگہ لکھی گئی ہیں مَیں نے اختصار کے خیال سے بہت کم گواہوں کا ذکر کیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار گواہ ہیں۔ جن کے روبرو یہ پیشین گوئیاں کی گئیں۔ اور پوری ہوئیں۔ بلکہ بعض پیشگوئیوں کے تو کئی لاکھ گواہ ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اِس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب نزول المسیح اور تریاق القلوب وغیرہ کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے نئے نشان اس قدر اس میں لکھ دوں کہ تین سو کا عدد پورا ہو جائے مگر تین روز سے مَیں بیمار ہوگیا ہوں اور آج انتیس ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اِس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ مَیں لکھنے سے مجبور ہوگیا ہوں اگر خدا نے چاہا تو حصۂ پنجم براہین احمدیہ میں یہ تین سو نشان یا زیادہ اس سے لکھے جاویں گے۔ بالآخر اس قدر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ان نشانوں سے کسی کا دل تسلّی پذیر نہ ہو اور ایسا شخص اُن لوگوں میں سے ہو جو الہام اور وحی کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس کیلئے یہ دوسری راہ کھلی ہے کہ وہ میرے مقابل پر اپنے الہام اپنی قوم کے دو اخباروں میں ایک سال تک شائع کرتا رہے اور دوسری طرف مَیں وہ تمام امورِ غیبیہ جو مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوں اپنی جماعت کے دو اخباروں میں شائع کروں اور دونوں فریقوں کیلئے شرط یہ ہے کہ جو الہام اخباروں میں درج کرائے جائیں وہ ایسے ہوں کہ ہر ایک اُن میں سے امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو اور ایسے امورِ غیب ہوں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں اور پھر ایک سال کے بعد چند منصفوں کے ذریعہ سے دیکھا جائے کہ کس طرف غلبہ اور کثرت ہے اور کس فریق کی پیشگوئیاں پوری ہوگئی ہیں اور اس امتحان کے بعد اگر فریق مخالف کا غلبہ رہا اور میرا غلبہ نہ ہوا تو مَیں کاذب ٹھیرونگا ورنہ قوم پر لازم ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر آیندہ طریق تکذیب اور انکار کو چھوڑ دیں اور خدا کے مُرسل کا مقابلہ کرکے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اور یاد رہے کہ جن اعتراضوں کو وہ پیش کرتے ہیں اگر اُنسے کچھ ثابت ہوتا ہے تو

بس یہی ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے دل تعصب کے غبار اور تاریکی سے بھر گئے ہیں اور اُن کی آنکھوں پر بغض اور حسد کے پردے آگئے ہیں مثلاً بار بار یہ پیش کرنا کہ ڈپٹی آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیا یہ ایمانداری کا اعتراض ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہ ہوئی کیا یہ سچ نہیں ہے کہ گیارہ برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے کہ آتھم مرگیا اور اب زمین پر اُس کا نام و نشان نہیں اور اُس کا رجوع کرنا قریباً ستر آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہے جبکہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین مجلس مباحثہ میں دجال کہنے سے رجوع کیا اور پھر پندرہ مہینے تک روتا رہا اور یہ پیشگوئی شرطی تھی جیسا کہ پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے پھر جبکہ اُس نے رجوع کر لیا اور ان گواہوں کے روبرو رجوع کیا جن میں سے اب تک بہت سے زندہ ہیں تو پھر اب تک اعتراض کرنے سے باز نہ آنا کیا کسی پاک طینت کی علامت ہے۔

ایسا ہی محض تعصب اور جہالت سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور دیانت کا حال یہ ہے کہ اِس اعتراض کے وقت احمد بیگ کا نام بھی نہیں لیتے کہ اُس پر کیا حقیقت گذری اور محض خیانت کے طور پر پیشگوئی کی ایک ٹانگ مخفی رکھ کر دوسری ٹانگ پیش کر دیتے ہیں اور دیدہ و دانستہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ اس پیشگوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت اور دوسری احمد بیگ کے داماد کی نسبت۔ سو احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور اس کے مرنے سے اسکے وارثوں کے دلوں کو بہت صدمہ پہنچا اور خوف سے بھر گئے اور یہ تو انسانی سرشت میں داخل ہے کہ جب دو شخص ایک ہی بلا میں (جو وارد ہونیوالی ہو) گرفتار ہوں اور ایک ان میں سے اس بلا کے نزول سے مر جائے تو جو شخص ابھی زندہ ہے وہ اور اسکے وارث سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ جاتے ہیں چونکہ یہ پیشگوئی شرطی تھی جیسا کہ آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اسلئے جب احمد بیگ کے مرنے سے وہ لوگ سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ گئے اور دعائیں کیں اور صدقہ و خیرات بھی کیا اور بعض کے خط عجز و نیاز کے بھرے ہوئے میرے پاس

* اس پیشگوئی میں شرطی الہام یہ تھا جو اسی زمانہ میں چھپکر شائع ہوچکا ہے۔ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک یعنی اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر نازل ہونیوالی ہے پس اُس کی لڑکی پر تو بلا نازل ہوئی کہ اُس کا خاوند مرزا احمد بیگ مرگیا لیکن احمد بیگ کی وفات کے بعد بوجہ خوف اور دعا اور صدقہ خیرات کے لڑکی کی لڑکی اس بلا کے نزول سے اسوقت تک بچائی گئی جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہے۔ منہ

آئے جو اب تک موجود ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنی شرط کے پورا کرنے کیلئے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈالدی مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت جا بجا شور مچاتے ہیں اور صدہا رسالوں اور اخباروں میں اُس کا ذکر کرتے ہیں کبھی ایک دفعہ بھی شرافت اور راست گوئی کے لحاظ سے پورے طور پر پیشگوئی کا ذکر نہیں کرتے اور کبھی کسی رسالہ میں نہیں لکھتے کہ اس پیشگوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ ان میں سے میعاد کے اندر پوری ہو چکی ہے یعنی احمد بیگ کی موت بلکہ ہمیشہ اور ہر محل اور ہر موقعہ اور ہر مجلس میں اور ہر رسالہ اور ہر اخبار میں احمد بیگ کے داماد کو ہی روتے ہیں اور جو مر گیا اُسکو نہیں روتے یہ شرافت اور دیانت اس زمانہ کے مولویوں کے ہی حصہ میں آ گئی ہے۔

ایسا ہی ایک یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ایک پیشگوئی میں مولوی محمد حسین اور اُس کے رفیقوں کی نسبت ذلّت کی خبر دی گئی تھی اس کی کوئی ذلّت نہیں ہوئی افسوس ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ ہر ایک طبقہ کی ذلّت علیحدہ رنگ میں ہوتی ہے کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ ”میں نے ہی اس شخص کو اونچا کیا اور پھر میں ہی گراؤں گا“ تو کیا انہوں نے گرا دیا؟ کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ ان کو ایک صیغہ عربی کا نہیں آتا؟ تو جب بیس کے قریب نظم اور نثر میں عربی کی کتابیں میں نے لکھیں اور انکو بالمقابل لکھنے کی دعوت کی گئی تو وہ ایک کتاب بھی عربی میں میرے مقابل نہ لکھ سکے کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں کہ جن کو میں نے اس بات کیلئے بلایا؟ کہ وہ میرے مقابل زانو بزانو بیٹھ کر قرآن شریف کی تفسیر عربی میں لکھیں تو وہ اس مقابلہ سے عاجز آ گئے۔ ایسا ہی بہت سی اُن کی خانہ داری کی اندرونی تلخیاں اور ذلّتیں ایسی ہیں جنکی تصریح ہم مناسب نہیں سمجھتے تو کیا باوجود ان سب باتوں کے انکی کوئی ذلّت نہیں ہوئی۔ اور نہ معلوم آئندہ کیا مقدر ہے کیونکہ وعید کی پیشگوئی میں کسی ماسوا اسکے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ چند پیشگوئیاں جو تین چار سے زیادہ نہیں جنکی لئے ہمارے مخالف مولوی شور مچاتے ہیں یہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور وعید کی پیشگوئیوں

☆ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم [illegible] ارادہ نہ تھا تو خدا تعالیٰ یہ فرماتا وان یک صادقا یصبکم کل الذی یعدکم مگر ایسا نہیں فرمایا۔ منہ

کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے ضروری نہیں کیونکہ وہ کسی بلا کے نازل ہونے کی خبر دیتی ہیں اور باتفاق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے ہر ایک بلا صدقہ اور خیرات اور دعا اور تضرع و زاری سے ردّ ہو سکتی ہے یہ بات ایک ادنیٰ عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک بلا جس کے نازل کرنے کا ارادہ خدا نے فرمایا ہے خدا کے علم تک ہی محدود رہے اور کسی نبی کو اس سے اطلاع نہ دی جائے تو صرف بلا کے نام سے موسوم ہوتی ہے اور جب نبی کو اس بلا سے اطلاع دی جائے تو پھر وہی بلا وعید کی پیشگوئی کہلاتی ہے۔ پس اگر بہر حال وعید کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ بہر حال بلا کا نازل ہونا ضروری ہے✤ حالانکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ بلا صدقہ و خیرات اور دعا وغیرہ سے رد ہو سکتی ہے اور اس پر کل انبیاء کا اجماع ہے پس یہ کمینہ حملے جو یہ لوگ مولوی کہلا کر میرے پر کرتے ہیں یہ سخت حیرت کا موجب ہیں اور تعجب آتا ہے کہ کیا یہ لوگ کبھی قرآن شریف بھی نہیں پڑھتے اور کیا کبھی حدیثوں کو نہیں دیکھتے کیا انکو یونس نبی کی پیشگوئی بھی معلوم نہیں جس کا مفصل قصہ کتاب دُرِّ منثور میں بھی مذکور ہے جس کے ساتھ کوئی شرط موجود نہ تھی لیکن پھر بھی توبہ کر نیسے وہ سب لوگ عذاب سے بچائے گئے اور یونس باوجودیکہ خدا کا نبی تھا جب اُسکے دل میں گذرا کہ میری پیشگوئی کیوں نہیں پوری ہوئی اور کیوں وہ لوگ ہلاک نہیں کئے گئے تو تنبیہ کیطور پر اُس پر عذاب نازل کیا گیا اور اُس نے اس اعتراض کی وجہ سے بڑے بڑے دُکھ اُٹھائے اور پھر جبکہ اس ایک دل نبی نے اِس اعتراض کی وجہ سے اتنے دُکھ اُٹھائے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو شرطی پیشگوئیوں کی نسبت بار بار اعتراض کرتے ہیں اور باز نہیں آتے اگر اِن کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو یونس کی پیشگوئی سے کوئی سبق حاصل کرتے اور اتنی زبان درازی اور شوخی نہ دکھلاتے اور اگر کچھ تقویٰ کا تخم اُن کے اندر ہوتا تو یہ لوگ سوچتے کہ جن پیشگوئیوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہے وہ تو صرف دو تین ہیں اور اُنکے مقابل پر وہ پیشگوئیاں جو اپنی سچائی دکھلا کر اُن کے منہ پر طمانچے مار رہی ہیں وہ تو سینکڑوں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ گئی ہیں تو سوچنے کا مقام تھا کہ کثرت

✤ جس بلا سے اللہ تعالیٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع دیتا ہے وہ ایسی بلا سے زیادہ ردّ ہونیکے لائق ہوتی ہے جس کی اطلاع نہیں دی جاتی کیونکہ اطلاع دینے سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اگر کوئی شخص توبہ استغفار یا دُعا کرے یا صدقہ خیرات دے تو وہ بلا ردّ کی جائے اور اگر وعید کی پیشگوئی ردّ نہیں ہو سکتی تو یہ کہنا پڑیگا کہ بلا ردّ نہیں ہو سکتی اور یہ برخلاف معتقدات دین ہے اور نیز اس صورت میں یہ اعتقاد رکھنا پڑیگا کہ بروقت نزول بلا صدقہ و خیرات اور توبہ و دُعا سب لاحاصل ہے۔ منہ

کس طرف ہے؟ کیا وہ اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ جس قسم کا کوئی اعتراض اُنہوں نے
ان پیشگوئیوں کی نسبت یا کسی اجتہادی غلطی کی نسبت کیا ہے دوسرے انبیاء کی پیشگوئیوں
میں اسکی نظیر نہیں پائی جاتی؟ کیا وہ نہیں جانتے کہ قطع نظر دوسرے انبیاء کے خود ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ اور خاتم الانبیاء تھے اس قسم کی اجتہادی
غلطی سے محفوظ نہیں رہے کیا حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی نہ تھا کیا یمامہ یا ہجر کو اپنی ہجرت
کا مقام خیال کرنا اجتہادی غلطی نہ تھی کیا اور بھی اجتہادی غلطیاں نہیں جن کا لکھنا موجب تطویل
ہے پس اس قسم کے کمینے حملے جن کے دائرہ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آجاتے ہیں کسی
مسلمان کا کام نہیں بلکہ اُن لوگوں کا کام ہے جو درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔

اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اِس شخص نے
نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ انکا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف
کے رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے
مَیں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں
اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ
مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اِس اُمت کے بعض افراد مکالمہ
و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ
و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ
احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص
پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائیگا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا یعنی اس کثرت
سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اُس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اُس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے
کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا یظھر علٰی غیبہ
احدًا الا من ارتضٰی من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ

مانند تھے پھر کیوں دعا کے ذریعہ سے نئی زندگی پائی یہی حال حضرت عیسیٰ کے پرندے بنانے کا ہے اگر وہ سچ مچ پرندے بناتے تو
ایک دنیا اُن کی طرف اُلٹ پڑتی اور پھر کیوں صلیب تک نوبت پہنچتی اور کیا ممکن تھا کہ عیسائی لوگ جو حضرت عیسیٰ کے خدا بنانے پر حریص

نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اُس شخص کے جو اُس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ ۱۳ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی مُنکر ہو تو بارِ ثبوت اُس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصۂ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصۂ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے ✱ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور یاد رہے کہ ہم نے محض نمونے کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر درحقیقت وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہے جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس ۲۰ جزو سے کم نہیں ہوگا اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اس میں برکت ڈالے اور لاکھوں دلوں کو اس کے ذریعہ سے ہماری طرف کھینچے آمین

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

تمّت

✱ خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس اُمت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی اُمت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنے والے ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پُشت پر مارا اور فرمایا لوکان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجل من فارس اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معین نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معین کر دیا فالحمد للّٰہ۔ منہ

نظم

چون مرا حکم از پئے قوم مسیحی دادہ اند ‏ — ‏ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین ‏ — ‏ این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بے ضرورت نامدم نے آمدم در غیر وقت ‏ — ‏ در من از جہل و تعصب قوم من افتادہ اند

سوئے من اے بدگمان از بدگمانیہا مبین ‏ — ‏ فتنہ ہا بنگر چہ قدر اندر ممالک زادہ اند

چون زمین بکشود یاران صد در فسق و فساد ‏ — ‏ پس درے از بہر آن از آسمان بکشادہ اند

بقلم خاکسار کرم علی احمدی کاتب ریویو

قادیان دار الامان ضلع گورداسپور (پنجاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا سچے کا حامی ہو

امین

اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب مکار شیطان دجال شریر حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنیوالا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ان تمام بدیوں کا مجموعہ میرے سوا کوئی نہیں گذرا اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دیئے اور لاہور اور امرتسر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع و اقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمہ لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کیلئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑایا۔ غرض ہم نے اُس کے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا جسکی بیان کی حاجت نہیں اور پھر میاں عبد الحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائیگا اور اسکی زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔" میں نے اسکی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اسکا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی **نور الدین** صاحب کے نام آیا اسمیں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائیگا جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی **تو اب میں بھی** اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اسکی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کر دوں اور در حقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیونکہ اگر در حقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس ۲۵ برس سے دن رات خدا پر افترا کر رہا ہوں اور اُسکی عظمت اور جلال سے بیخوف ہو کر اُس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اسکی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بد دیانتی اور حرامخوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھکر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبد الحکیم خاں نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دیگا کہ میرے آگے بھی

لعنت ہو اور پیچھے بھی۔ مَیں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں مجھے کون جانتا ہے مگر وہی اس لئے مَیں اس وقت
دونوں پیشگوئیاں یعنی میاں عبدالحکیم خاں کی میری نسبت پیشگوئی اور اُس کے مقابل پر جو خدا نے
میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں :-

میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی

جو اخویم مولوی نوردین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں اُنکے اپنے الفاظ یہ ہیں -

مرزا کے خلاف ۱۲- جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں - مرزا مسرف کذّاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا - اور اُس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے - ✣

اسکے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جسکے الفاظ یہ ہیں -

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں - اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ✢ اُن پر کوئی غالب نہیں آسکتا فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے ✢ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا ✢

ربّ فرّق بین صادق و کاذب - انت تریٰ کل مصلح و صادق ✢

✢ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خاں کے اس فقرہ کا ردّ ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دیکر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا گویا مَیں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور مَیں شریر ہوں اور خدا تعالیٰ اسکے ردّ میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ذلّت کی موت اور ذلّت کا عذاب اُنکو نصیب نہیں ہوگا اگر ایسا ہو تو دُنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امر خارق نہ رہے - منہ

✢ اس فقرہ میں عبدالحکیم خاں مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا -

✢ یعنی تو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں اُمّت محمدیہ کیلئے کسی دجّال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی -

✢ یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے - اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خاں کے اس قول کا ردّ ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا - پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھیراتا ہے خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے مَیں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا - منہ

✣ اس میں میاں عبدالحکیم خاں نے خدا کے اصل لفظ بیان نہیں کیے بلکہ یہ کہا کہ تین سال میعاد بتائی گئی ہے - منہ

المشتھر میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

۱۶- اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان

یہ عکس ہے اُس مباہلہ کی عبارت کا جو
پیر احمد بن ساکن جموں نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی اور
یہ اُسی کے دستخط ہیں جن کا عکس لیا گیا

الدعا

ای میری خدا ای میری خدا میں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان
و زمین اور ما سوائہما کا تو ہی اکیلا خالق اور مالک اور رازق ہے
اور آسمان اور زمین و ما سوائہما کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری اور
نافذ ہے اور تو سب کا ابتدا اور انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی
آواز سنتا اور انکی حاجتیں بر لاتا اور آسمان
و زمین کے درمیان تیرے حکم بغیر ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا اور انبیاء
اولیاء اور ملائکہ اور شیاطین بلکہ جمیع موجودات تیری ہی مخلوق
اور محتاج ہے جو تیری رحمت کے امیدوار اور تیری غضب سے لرزاں
ہیں اور تو ہی اکیلا اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی اور روحانی
اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیری سوا آسمان اور زمین
و ما سوائہما کے درمیان عبادت اور توکل یا محبت کے لایق اور کوئی
معبود نہیں اور جسقدر معبود لوگوں نے ٹھہرائی ہوئی ہیں خواہ وہ
بت ہیں یا روحیں یا فرشتے یا شیاطین یا آسمانی اجرام یا زمینی
اجسام وہ سب باطل ہیں اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہیں
ان میں سے ایک بھی پرستش اور توکل اور محبت کے لایق نہیں بلکہ
آسمان اور زمین اور ما سوائہما کے درمیان عبادت اور توکل اور

۴۰

اور محبت کے لائق تو ہی ایک خدا ہے جو ازلی ابدی زندہ خدا ہے تیرا نہ کوئی
باپ ہے اور نہ بیٹا اور نہ کوئی جورو ہے نہ مصاحب اور نہ کوئی مشیر ہے نہ معاون
بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے جو تمام خوبیوں کا منبع
اور جمیع عیوب سے منزہ ہے اس لئے تمام محامد اور تقدیس اور ستائش
اور تعریف کے لائق تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ تمام جسمانی اور روحانی یا ظاہری
اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور سب تیرے ہی لئے ہیں
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب پیغامبر اور جملہ کتب سماویہ بالعموم
اور تیرا نبی اور پیارا حبیب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم اور تیری پاک
کلام قرآن شریف و فرقان حمید بالخصوص حق ہے اور نجات اسلام میں
محدود اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور جزا سزا حساب اور میزان
دوزخ اور بہشت لقاء وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم سب مرنے کے بعد
جی اٹھیں گے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دیئے جائیں گے

۴۷

اب اے میرے خدا میں تیری بارگاہ مقدس و متعالی میں نہایت
عجز اور انکسار تضرع و ابتہال کے ساتھ عاجزانہ التماس کرتا ہوں
کہ تو جانتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جسکو تو نے بلا کسی استحقاق
محض اپنے ہی فضل و کرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جوانی
ہی سے مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور

نصرت کے لئے اہل دنیا میں سے چن لیا اور اسکا اسم تک دار اسکا محضری کیا ہے اور تونے ہی میرے ہاتھ سے وہ روحانی ستارہ جس پر نزول ابن مریم مقدر تھا تیار کرا دیا ہے اور تونے ہی مجھے نزول عیسیٰ کی منادی کرنے اور نصارا پر حجت اسلام ثابت کرنے کیلئے ہمیشہ مقرر فرمایا ہے

~~انجام دینے~~ اور تو نے ہی مجھے اپنی حجت کے خزانہ سے وہ علم بخشا ہے جس سے نصارا و اہل اسلام یا قرآن اور انجیل کا باہمی اختلاف دور ہو کر اتحاد اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے ہاں وہ نزول ابن مریم کا ایک روحانی راز تھا جو مدتہای دراز سے اہل دنیا پر پوشیدہ رہا اور اسی زمانہ خاص کے لئے ودیعت کیا گیا تھا اور اسی سے تو اب اپنی مخلوق پر حجت اسلام ثابت کریگا اور اسلام کو کل دینوں پر غالب کردیگا پس اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیری اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایات کے مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری ہی منشا کے موافق نزول ابن مریم کے اس روحانی راز کو اہل دنیا پر ظاہر کرکے اتمام حجت کر رہا ہوں

لیکن اے میرے خدا تو خود جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ دنیا میں ایک شخص نبوت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت کا دعویدار موجود ہے جو سمجھتا ہے کہ خاتم الانبیاء میں ہوں اور پیشگوئیوں کے مطابق نزول

ابن مریم کا مصداق بھی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میری بعثت آسمان اور زمین سے
نشان ظاہر ہوتے ہیں مثلاً طاعون اور زلزلہ بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہوئے ہیں
تاکہ میری مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کر دیں اور کہتا ہے کہ میں خدا کی مجسم قدرت
ضرورت ہوں اور نجات صرف میری طریق میں محدود ہے اور جو مجھے نہیں مانتا
وہ کافر اور مردود ہے اور [illegible] اسکے اعمال نامقبول اور وہ
دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگا اور کہتا ہے کہ اب کی موسم
بہار کے اور موسم بہار میں ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جو زمین کو
تہ و بالا کر دیگا اور قیامت کا نمونہ دکھائیگا اس وقت دنیا میں ایک عام
انقلاب پیدا ہوگا اور اہل دنیا میری سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے
تیار ہو جائینگے اسلئے اے میرے خدا دنیا کا دل تذبذب میں ہے اور
حق ظاہر نہیں ہو سکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں مبتلا رہے
اور تیری ذات میں گڑ بڑ پڑ رہی ہے اور تیرے حبیب رسول اللہ
صلعم کی ہتک کی جا رہی ہے اور آنجناب کی منصب نبوت و رسالت
چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور بے اثر ٹھہرایا گیا اور ایک نئے
دین کی بنیاد ڈالی گئی ہے یعنی مرزا قادیانی [illegible] کی نبوت
اور رسالت پر ایمان لانے کے بغیر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی

کلمہ گو متقی ایماندار ہو مسلمان نہیں ہو سکتا اور دین کے لئے
اسکی کوششیں عبث اور بیکار ہیں اور ایسا ہی اے میرے خدا تیری

مقدس نبی حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا یہ منصب چھین لیا گیا ہے
اور اسکی شان کی تحقیر کی جا رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کلمۃ اللہ
و روح اللہ گنہگار تھا اور بعینہ انکی ہی سے بہتر ہیں پس اے میرے خدا
اب تو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے مقدس نبی
کی عزت بچا اور انکی نصرت کے لئے اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس
فتنہ کو دنیا پر سے اٹھا اور اہل دنیا کے قلوب کی طرف توجہ دلا
اور انکو اتباع حق کی توفیق عنایت کر اور مدعی نبوت کی
دقیق عمیق پالیسی دریافت کرنے کے لئے انکی بصیرت کو تیز فرما
اور اہل دنیا کو تمام ارضی و سماوی آفات جیسے طاعون و زلزلہ وغیرہ سے محفوظ
رکھ اور انکو ہر طرح سے امن اور چین عطا فرما کیونکہ تو قادر اور غفور الرحیم ہے
اور اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرنا تیرا ہی کام ہے اور ہم عاجز ضعیف انسان
ہیں بھول چوک سے محفوظ نہیں ہیں ہم تو ہر وقت خطاکار ہیں اور تیری ہی بخشش کے
امیدوار اسکے بعد اے میرے خدا میں یہ بھی التماس کرتا ہوں اور میری روح
تیری عالی و مقدس جناب میں التجاء کر رہی ہے اور میری آنکھیں تیری نصرت
کی انتظار [illegible] تیری ہی طرف ہیں کہ تو اسی سلسلہ کی صداقت کو جو تیری
ہی حکم اور منشاء کے مطابق [illegible] تیرے مقدس [illegible] دین اسلام کی نصرت
میں اور تیری مقدس بندوں کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے
ابھی دنیا پر ظاہر کر دے اور انکی بصیرت کو تیز کر اور انکو اتباع حق کی

توفیق بخش تا کہ تیرا معاملہ ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسی کہ آسمان
پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو کیونکہ اے میری خدا تو جانتا اور دیکھتا ہے
کہ میں ایک عاجز اور ضعیف انسان ہوں تیری مدد کے سوا کچھ کر نہیں
سکتا اور تو ہی ہے جو اندر ڈالتا اور حق کی پہچان میں انکی بغیر ترن کر
کھولتا تیرا ہی کام ہے اسلئے اگر تیری امداد میری شامل حال نہ ہوگی
تو میں ناکامیاب رہ جاونگا جیسا کہ چھوٹے رہ جاتے ہیں پس اے میری خدا
تو اس عبد کی عزت میں اپنی قدرت کاملہ ظاہر فرما اور جس غرض کیلئے یہ
مامور کیا گیا ہے اسکو انجام دے اور اسکی موافقت کو مذاہب غیر کے
معتقدوں پر عموماً اور اہل اسلام پر خصوصاً کھول دے اور انکو اسکی اتباع
کی توفیق عنایت کر کیونکہ تو قادر ہے اور آسمان و زمین کا ہر ایک ذرہ
پر تیرا ہی حکم جاری ہے کیا ممکن کہ تیری حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی حرکت
کرسکے سوا تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیری آگے کوئی بات انہونی اور
محال نہیں اور تیری وعدے سچے اور تیرا ارادہ غیر متبدل
ہے اور تیری رحمت ابدی اور تیری قدرت کامل ہے تیری ہی حکم سے
آسمان اور زمین قائم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی
کو نمودار کر دیتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کی طرف کھینچ لاتا ہے
اور تو ہی دنیا میں انقلاب ڈالتا کسیکو شاہی تخت سے اور کسیکو تودہ
[illegible] پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے تو ہی اس
امر میں ہماری نصرت فرما اور حق ظاہر کر اور مخلوق کو گمراہی کی موت سے بچا اور انکو
صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کر آمین ثم آمین

(۱)

اعلان نمبر ۱ حق

طاعون کا علاج

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آسمانی نشان
فی تائید مسیح الزمان

(ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم)

ملک پنجاب وہندوستان کے لوگوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہے صفائی کیئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کے ہیبت ناک حملوں کے نظارہ سے دل کانپتے اور بدنوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی بجلی کی طرح دنیا کو کھاتی جاتی ہے لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں عزیزوں اور اقارب میں تفرقہ ہو رہا ہے۔ دنیا کے دم میں دم نہیں رہا مخلوق اپنی بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں مشغول ہے مگر افسوس کہ اسکی اصل حقیقت اور علاج سے محض ناواقف ہیں۔

میرے دل میں ہمدردی بنی نوع کا ایک جوش ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسکا حقیقی اور قطعی اور یقینی علاج اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے اسلئے میرا دل اور ایمان و ہمدردی بنی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں اس اصل علاج کو جو اس آفت کے دفعیہ کیلئے کافی و شافی ہے اور جس کے اندر دنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں۔ پبلک پر ظاہر کروں۔ تاکہ جنکی قسمت میں اس سعادت سے حصہ لینا مقسوم ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ قریباً عرصہ ایکسال سے اس عاجز پر کشفی رنگ میں ظاہر فرما رہا ہے کہ یہ زمانہ روحانی قیامت

تنبیہ

واضح ہو کہ اشتہار چراغدین کا محض اس غرض سے کتاب حقیقۃ الوحی کیساتھ شامل کیا جاتا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج معلوم کر لے کہ یہ شخص جو اپنے اعمال کی سزا پا چکا ہے پہلے میری تصدیق کرتا تھا اور پھر نفس امارہ کی کشش سے بعض پادریوں سے اتفاق کر کے مرتد ہوا اور مجھے دجال وغیرہ ناموں سے پکارا اور میری مخالف کتاب منارۃ المسیح اور اعجاز محمدی لکھی اب ہر ایک منصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ یہی چراغدین ہے جس نے میری تائید میں یہ اشتہار لکھا تھا اور جس مدت تک مصدق میں رہا خدا نے طاعون وغیرہ سے اسکو محفوظ رکھا پھر جب اس نے جامہ ارتداد پہن کر تکبر اور توہین پر کمر باندھی تب پکڑا گیا اور میری پیشگوئی کے مطابق اور نیز اپنے مباہلہ کی رو سے ہلاک ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حاشیہ نمبر ۱۔ میں اس جگہ اس بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

یعنی صلح وصلاحیت کا× زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہے جس کو اہل اسلام کے محاورہ میں فتح اسلام اور مسیحیوں کے نزدیک مسیح کے جلالی نزول اور اسکی بادشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور وہ ایسا زمانہ ہے جسمیں شیطانی تسلّط اور دجالی فتنت دنیا سے اُٹھائی جائیگی اور زمین روز روشن کی طرح خدا کے جلال کی معرفت سے معمور ہوگی اور حقیقی خدا پرستی ابدی راستبازی امن و صلحکاری دنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ سے لڑائی نہ کرینگے۔ مذہبی مخالفتیں تمام دنیا سے اُٹھ جائینگی اور اہل دنیا ایک ہی طریق و دین میں ہوکر صلح وصلاحیت کا کامل نمونہ ظاہر کرینگے اور قومیں جسمانی و روحانی نعمتوں سے مالامال ہوکر نہایت امن و چین کیحالت میں اپنی زندگی بسر کرینگی اور تمام جنگ و جدال فتن و فساد بغض و عداوت کفر و معصیت رنج و مصائب دنیا سے اُٹھائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ شیر اور بیل بھیڑ اور بھیڑیا اب ایک ہی گھاٹ سے پانی پئیں گے اِسکا ثبوت قرآن شریف اور کتب مقدسہ میں موجود ہے۔

اب میں اس بات کو بھی ظاہر کر دیتا ہوں کہ وہ متبرک زمانہ جسکی تعریف کیگئی ہے عمر دنیا میں ساتواں ہزار ہے جو سبت کی طرح خدا کی بادشاہت یعنی صلح و صلاحیت کے لئے مخصوص و مقرر ہے اور یہ بات بھی مجھ پر ثابت ہو چکی ہے کہ یہ صدی چھٹویں ہزار کا اختتام ہے اسلئے اس روحانی قیامت کی تیاری کیلئے جو کچھ انقلاب وقوع میں آنیوالا ہے اِسی صدی میں پورا کیا جائیگا۔ پس اِس کامل اور عظیم الشان روحانی انقلاب کی تیاری کے واسطے خدا تعالیٰ نے دو طرح کا انتظام فرمایا ہے۔ ایک جمالی دوسرا جلالی۔ جمالی تو یہ ہے کہ اُس نے اپنی سنت قدیمہ کے بمطابق جیسا کہ وہ ہر ایک زمانہ میں دنیا کی ہدایت و صلاحیت کیلئے اپنے بندوں میں سے بعض کو مامور کی طرف سے ہے کیونکہ اُس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے اس متبرک زمانہ کی چگونگی حالات پر گواہی دینے کیلئے مامور فرمایا ہے جیسا کہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود وشاھدٍ÷ و مشھود کے مفہوم سے ثابت ہے کیونکہ یوم الموعود یہی زمانہ ہے اور مشہود سے مراد حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب ممدوح کی صداقت پر گواہی دینگے۔ اس لئے میں اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر یہ گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک و شبہ حضرت اقدس میرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے بحیثیت ماموریت منصب امامت پر مشرف ہیں اور جناب کی اطاعت خدا کی خوشنودی کا سبب اور مخالفت اُسکی* قہر و غضب کا موجب ہے۔ لہذا دنیا کے زیادہ

× (نقل مطابق اصل)

÷ (نقل مطابق اصل ہے یعنی قرآن و شاہد و مشہود)

* (باوجود اس قدر علم کے پھر بھی مخالفت سے نہیں ڈرا۔)

ومبعوث فرماتا رہا ہے۔ اس زمانہ میں بھی اپنے ایک خاص بندہ کو جن کا نام نامی اسم گرامی **حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** ہے منصب امامت عطا کر کے مامور و مبعوث فرمایا ہے تاکہ دنیا آپ کے زیر سایہ ہدایت و اطاعت میں رہ کر اُس پاک روحانی تبدیلی کا نور جس کا حصول روحانی قیامت کی تیاری کیلئے ضروری ہے اپنے اندر پیدا کریں اور خدا تعالیٰ کی اُس پُر امن و بابرکت بادشاہت میں جس کا ذکر کیا گیا ہے اور جس میں کسی ناپاک اور شریر کا گذر نہیں ہو سکتا داخل و شامل ہونیکے لائق ٹھیریں۔

اور دوسرا انتظام خدا تعالیٰ کا جلالی اور قہری حربہ جس سے مراد **طاعون** اور **قحط** ہے تاکہ جو لوگ اس جمالی نظام سے اصلاح پذیر نہ ہوں اس جلالی حربہ سے ہلاک یا متنبہ کیئے جائیں جیسا قدیم سے سنۃ اللہ چلی آتی ہے کہ ہر ایک روحانی انقلاب کیلئے پہلے مامور آتے رہے ہیں اور جب قوم انکی تکفیر و تکذیب میں حد سے بڑھ جاتی تھی تو اُن پر عذاب آ جاتا رہا جسکی نظیریں قرآن شریف و کتب مقدسہ میں بکثرت موجود ہیں چنانچہ اسی طرح اب بھی وقوع میں آیا۔ کہ جب حضرت اقدس نے تبلیغ اور حُجۃ اللہ کو دنیا پر پورا کیا اور اپنے دعوی ماموریت کو ہر ایک پہلو سے جیسا کہ حق تھا ثابت کر دکھایا لیکن دنیا اُنکی تکفیر و تکذیب سے باز نہ آئی تو خدا تعالیٰ نے اپنی سنت قدیم کے مطابق اس زمانہ کے لوگوں کیلئے آسمان سے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے مخالفوں کی طرح آپ کے مکذبین کیلئے بھی ایک بلا نازل فرمائی۔ سو وہ یہی طاعون ہے۔ جو دنیا کو کھا جانیوالی

بقیہ حاشیہ نمبر

اطمینان کیلئے میں اپنے بعض رویا اور کشوف کو بھی اختصار کیساتھ تحریر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

پس واضح رہے ناظرین کو عرصہ قریباً بارہ سال کا گذرا ہوگا کہ ایک رویا صالحہ میں اس عاجز نے دیکھا۔ کہ ایک نور ستون کی صورت پر آیا اور اُس نے مجھے اپنے اندر ڈھانپ لیا اور میری حالت کو بدل ڈالا۔ اور کلمہ توحید میری زبان پر جاری کر دیا چنانچہ اسکے بعد ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک میں اللہ تعالیٰ کو مشاہدہ میں دیکھتا رہا اور جب وہ حالت کم ہونے لگی تو ایک رات میں نے رویا کی حالت میں خدا تعالیٰ کو دیکھا اور میں اسمیں بالکل محو اور وصل ہو گیا اور تمام روز اُسکی لذت اور سرور میرے دل پر موجود رہا۔ اور پھر بعد اسکے آج سے قریباً سات سال پہلے ایک رویا صالحہ میں اس عاجز نے ایک کثیر التعداد جماعت کو ایک مقام پر حضرت مسیح علیہ السلام کی انتظاری میں کھڑے اور آسمان کی طرف تاکتے ہوئے دیکھا کہ گویا اب ہی حضرت مسیح علیہ السلام نزول فرمائینگے۔ اور یہ بھی دیکھا کہ نزول مسیح کیلئے ایک مینار بنانیکے تردد میں لگے ہوئے ہیں اور اُس وقت مجھے ایک

آگ کی طرح بھسم کرتی جاتی ہے دیکھو حدیث نبوی میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اس کثرت سے طاعون پڑیگی کہ زمین مُردوں سی بھر جائیگی۔ اور انجیل مقدّس کتاب مکاشفات باب ۱۶ میں لکھا ہے کہ نزول مسیحؑ کے زمانہ میں خلقت بُرے اور زبون پھوڑی کی آفت سے جس سی مراد طاعون ہے ہلاک ہوگی۔ علاوہ اسکے قرآن کریم بڑی شد و مد کے ساتھ آخری زمانہ میں قومون کے ہلاک ہونیکی خبر دیتا ہے جیسا کہ فرمایا ومامن قریۃ٭ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا وکان ذٰلک فی الکتٰب مسطورا (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۶) اور ایسا ہی سورۂ دخان میں فرمایا فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس ھذا عذاب الیم ۰ الخ اور فرمایا یوم نبطش البطشۃ الکبری انا منتقمون یعنی انتظار کرو اُس دن کی کہ لاوے آسمان دھوآں ڈھانک لیگا لوگوں کو یہ ہے عذاب درد دینے والا جس دن پکڑینگے ہم پکڑنا سخت تحقیق ہم بدلہ لینے والے ہیں اور اسی طرح سورہ قیامت میں فرمایا واذا[1] برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذ این المفر کلا لا وزر الی ربک یومئذ المستقر یعنی چاند اور سورج کو جب ایک ہی مہینے یعنی رمضان میں گہن ہوگا تو اس کے بعد لوگ بھاگنے کی جگہ ڈھونڈینگے۔ اور نہ پاوینگے۔ سوائے اس کے کتب مقدسہ میں بھی اس زمانہ کے متعلق بہت سی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

الہامی کتاب میں لکھا ہوا دکھایا گیا کہ وہ مینار جس پر مسیح نازل ہوگا۔ چراغ دین یعنی اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائیگا۔ اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی مجھ پر ظاہر ہوا کہ گویا دنیا میں اس مینار کے بنانے کیلئے کوئی دوسرا شخص بیرا ہمنام نہیں ہے اور پھر تقریباً عرصہ تین سال کے بعد رویا کی حالت میں تمام دنیا کی قومیں چڑیوں کی صورت پر آپس میں شور و غل کرتی ہوئیں مجھے دکھائی گئیں۔ اور جب میں اُنکا نظارہ کر رہا تھا۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام مجھ پر نازل ہوا (اُنکو کہو اس طرف چلی آویں تاکہ اُنکو آرام ملے) پھر اس کے بعد میں نے ایک دفعہ ایک رویا صالحہ میں دیکھا کہ صلحاء لوگوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا اور اس عاجز کو اس میں شامل کیا گیا اور لوگ مجھے مبارکباد دیتے ہیں اور پھر ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس کے مخلص خدام کا جلسہ منعقد ہو رہا ہے اور اس عاجز کو اس خدمت پر مامور کیا گیا کہ میں لوگوں کو حضرت اقدس مسیح کی بیعت کیلئے بلند آواز سے پکاروں اور جو آئے اُسکو حضور پُر نور کی خدمت حاضر کروں۔ اب ایک سال کا ذکر ہے کہ میں نے ایک رویا صالحہ میں دیکھا کہ مغرب کی طرف سے ایک روشنی آئی جس کا طول لاکھوں کوس تک اور انچان

٭ (نقل مطابق اصل۔ صحیح آیت یوں ہے وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذٰلک فی الکتاب مسطورا)

[1] (نقل مطابق اصل۔ صحیح یوں ہے فاذا برق البصر (ن))

پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ دیکھو یسعیاہ باب ۴ ۲۶/۱۵ اور ۵۰ زبور ۲۳ آیت اور دانی ایل ب۱۲ حزقی ایل ۳۷/۱۵-۲۸ وحبقوق ب۳ صفیناہ ب۳ میکایہ ب۴ متی ب ۱۳/۴ و ۲۴/۱۵-۳۱ مکاشفات ب۱۶ ۱۵-۱۶ ان کتابوں میں اس زمانہ کا پورا اور کامل فوٹو موجود ہے۔

ہاں اگر یہ سوال ہو کہ ہم کیونکر مانیں کہ یہ عذاب امام الوقت کی مخالفت کے باعث ہم پر آگیا ہی تو اس کا جواب ہم آیات ذیل سے دیتے ہیں جیسے فرمایا وما نہلک القریٰ حتے نبعث فیہم رسولا یعنی ہم کسی بستی کو بھی ہلاک نہیں کرتے جبتک کہ اُن کے درمیان کوئی رسول نہ بھیجیں اور دوسری جگہ فرمایا لکل امۃ رسول اذا جاء رسولہم قضی بینہم بالقسط وہم لا یظلمون یعنی ہر ایک قرن کے لوگوں کا فیصلہ اُسوقت ہوتا ہی جبکہ اُن کے پاس رسول آتا ہی پس جب ایک طرف ایک رسول یعنی حضرت امام الزمان موجود ہیں جو دنیا کو حق اور راستی کی طرف بلا رہی ہیں اور دوسری طرف انکی تکذیب بھی بڑی زور و شور کے ساتھ ہو رہی ہی اور تیسری طرف ایک ہولناک عذاب بھی دروازہ پر کھڑا ہے تو کیا سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ وہی مخالفت اور شرارت ہماری جو ایک مومن اللہ کے حق میں کر رہی ہیں عذاب کے رنگ میں متمثل ہو کر ہمارے سامنے آگئی ہے یا یوں کہو کہ اس عذاب کا اصل سبب ہی تکفیر و تکذیب ہے جو دنیا کی ہلاکت کا باعث ہوئی وحاق بہم ما کانوا بہ یستہزؤن۔ یعنی گھیر لیا اُنکو اُس چیز نے

آسمان سے ملا ہوا تھا۔ اور وہ روشنی سیدھی میری طرف آئی اور جس قدر نزدیک آتی تھی کم ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ جب میرے نزدیک پہنچی تو میں نے بجائے روشنی کے صرف واحد شخص کو دیکھا جس کے دونوں ہاتھوں میں نغلیس کی کی صورت پر دو اشیاء پکڑی ہوئی تھیں اور جب اُنکو ملاتا تھا تو وہ روشنی اُن کے اندر سے نکلتی تھی چنانچہ اس شخص نے میرے قریب آکر نہایت جذبے کے ساتھ پکارا کہ بیماروں کو حاضر کرو۔ اسکے کہنے پر میں اُسکے آگے سرنگوں ہو گیا اور اُس نے اُس چیز کے ساتھ جو اُسکے ہاتھ میں تھی میرے سر کو مسح کیا اور میں دیکھتا ہوں کہ میرے گلے میں قیدیوں کی طرح لوہے کی ایک ہیکل پڑی ہے جس کو میں اپنے دونوں ہاتھوں سے کھول رہا ہوں۔ چنانچہ اسکے چند روز بعد پھر پہلے کی طرح کشفی حالت مجھ پر طاری ہوئی اور ایک ایسا امر میرے دل پر طاری ہوا کہ گویا میں بادشاہ ہوں چنانچہ اسی سرور اور تموّج کی حالت میں ایک روز کشفی طور پر میں خدا کی حضور کے پہنچایا گیا اور تسویتی تعلیم یعنی انجیل کی حقیقت مجھ پر کھول گئی۔ اور مسیحیوں کی غلط فہمی پر آگاہ کیا گیا اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ظاہر

(نقل مطابق اصل صحیح یوں ہے وما کان ربک مہلک القریٰ حتی یبعث فی امہا رسولا)

(نقل مطابق اصل صحیح یوں ہے فاذا جاء رسولہم قضی بینہم بالقسط)

جو تھے وہ ساتھ اُسکے ٹھٹھا کرتے ۔ ہم نے تو اپنی آنکھوںلہ سے دیکھا اور کانوں سے سُنا کہ مخالف لوگ حضرت مسیح الزمان علیہ السلام کی اُس پیشین گوئی پر جو اسی طاعون کے بارہ میں آج سے چار سال پہلے شائع کی گئی تھی کہ ملک پنجاب میں طاعون پڑیگا ۔ ہنسی اور ٹھٹھا کرتے تھے کہ وہ طاعون کہاں ہے ۔ علاوہ اسکے جب صدہا نظیریں اسکی قرآن شریف اور کتب مقدسہ میں موجود ہیں کہ گذشتہ زمانوں میں ایک مامور من اللہ کے مکذبوں کا انجام ہلاکت ہی ہوتا رہا اور ہر ایک اُمت پر جداگانہ رنگ میں عذاب آجاتا رہا تو اس صورت میں ہمیں اس بات کے ماننے میں کہ یہ عذاب اسی مخالفت کا نتیجہ ہے کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے ۔ ہرگز نہیں بلاشک و شبہ یہ خدا تعالیٰ کا وہی جلالی اور قہری حربہ ہے ۔ جو ہمیشہ سے اس کے سچے رسولوں کے مخالفوں کی ہلاکت کیلئے موجود ہو جاتا رہا ہے ۔

پس جب اس کا سبب معلوم ہوا تو علاج میں کوشش کرنی چاہیئے ۔ اور وہ یہ ہے **حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوی ماموریت کو مانکر اور انکی اطاعت کا جوا اخلاص دل سے اُٹھا کر اور بصدق دل آپکے زیر سایہ ہدایات رہکر ایک پاک اور زندہ روحانی تبدیلی کو جو ہر ایک قسم کے گناہ و بغاوت سے منزہ ہے حاصل کیا جاوے ۔** سو جو شخص یا گھرانہ یا قوم یا اہل شہر ایسا کرینگے یقیناً بفضلہ تعالیٰ اس بلا سے نجات پائینگے ۔ کیونکہ ابھی

بقیہ حاشیہ:

کی گئی کہ گویا اب مسیح موعود علیہ السلام (یعنی اس امت کا مسیح) اپنے جلالی نزول میں نازل ہونے پر ہے ۔ اور اس عاجز کو اسکے نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اسکی بادشاہت میں شامل ہونے کی خوشخبری دینے کیلئے مامور فرمایا ۔ پھر اُس کے چند روز بعد ایک رؤیا صالحہ میں مجھے دکھایا گیا کہ آسمان سے نصف چاند کی صورت پر نورانی اجرام تیرتے ہوئے نازل ہوئے ہیں اور میں اپنے ہاتھوں کو پسار کر حضرت امام الزمان کیلئے انکو پکڑ رہا ہوں چنانچہ اسی رؤیا کے سلسلہ میں پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مقام پر یورپینوں کیلئے بہت سے مکانات تیار ہو رہے ہیں اور انکی ایک طرف ایک بزرگ یعنی حضرت اقدس تشریف رکھتے ہیں اور آپکے گرداگرد ایک پردہ کھڑا ہے جسکی سبب حضرت موصوف باہر کی طرف سے دکھائی نہیں دیتے اور اُس پردہ کے اندر سے بڑے زور کے ساتھ اُن لوگوں کو جو تعمیر کے کام میں مصروف ہیں ڈانٹ رہے ہیں ۔ کہ جلدی کرو ۔ اگر کل تک یہ کام تیار نہ ہوگا تو تمہارا ٹھیکہ فسخ کیا جائیگا ۔ اسی اثنا میں اتفاقاً ایک ایسی ہوا چلی ۔ جس سے وہ پردہ جسکے اندر حضور تشریف رکھتے تھے گر گیا ۔ اور آپکا نورانی وجود آفتاب کی طرح چمکتا ہوا

لہ مضمون [illegible] ان آنکھوں کو کیا ہو گیا ۔

قبولیت کا دروازہ کھُلا ہے اس لئے جو شخص بصدق دل توبہ کریگا قبول ہوگی لیکن ایک وقت ایسا بھی آنیوالا ہے کہ لوگ توبہ کرینگے مگر قبول نہ ہوگی۔ توبیں خدا کے آگے چلا ئینگی پر سُنی نہ جائینگی۔ دنیا خدا کی طرف رجوع لاویگی لیکن انجام اس کا مایوسی ہوگی۔ جیسا کہ فرمایا ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون انّیٰ لھم الذکریٰ وقد جاءھم رسول مبین ؕ (سورۂ دخان) اور وہ وقت ایسا ہوگا کہ یہ بلا روئے زمین پر عام ہوگی کوئی شہر یا بستی الا ماشاء اللہ اس سے خالی نہ رہیگی بلکہ دریاؤں اور جنگلوں میں بھی طاعون ہوگا۔ اسوقت لوگ بھاگنے کی جگہ ڈھونڈینگے مگر نہ پاوینگے جیسا فرمایا یقول الانسان یومئذ این المفر کلا لا وزر کیونکہ یہ غضب الٰہی کی آگ ہے جبتک اپنا کام پورا نہ کرلے اور خدا کے مخالفوں سے انتقام نہ لیلے فرو نہ ہوگی اسلئے میں ہمدردی بنی نوع کی راہ سے جو میرے دل میں موجزن ہے خلق اللہ کو متنبہ کرتا ہوں کہ قبل اس کے کہ یہ بلا عالمگیر ہوکر جنگلوں اور دریاؤں کو بھی اپنے زہریلے اثر سے ہلاک کرے اور پہلے اسکے کہ غضب الٰہی کی یہ آگ دنیا کو بھسم کرنیکے لئے پوری طور پر مستعد ہو تو یہ کرو اور اپنے بچاؤ کی تدبیر میں مصروف ہو اور وہ یہ ہے۔ اوّل خدا کو واحد مانو اور تمام شرک و کفر و معصیت سے توبہ کرو اور اپنے دلوں کو تمام ظاہری و باطنی بتوں اور ڈھاسنوں کو توڑ کر ایک ہی خدا پر بھروسہ کرو دوم اسکے تمام انبیاء صادقین اور جملہ کتب سماوی پر عموماً اور نبی عربی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن کریم پر خصوصاً ایمان لاؤ اور اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کے زندہ اور کامل دین اسلام کی پیروی میں مشغول ہو۔ سوم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے ماموریت کو بصدق دل قبول کرکے

بقیہ حاشیہ: نظر آنے لگا اور اس عاجز نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ نہایت ہی خوبصورت اور روشن ہے گویا کہ حضور انور کے چہرہ سے نور ٹپک رہا ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی دیکھا کہ حضور کی پوشاک سر سے پاؤں تک نہایت سفید اور براق ہے تب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور آپ اس قدر مہربانی و محبت کے ساتھ پیش آئے کہ مجھ کو کامل یقین ہوگیا کہ اب میں حضور کے نظر منظور ہوکر عطائے خدمت سے مشرف کیا گیا ہوں یہاں تک کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری پوشاک بھی حضور کی پوشاک کی طرح سفید اور براق ہوگئی۔ اور ایسا ہی ایک بزرگ نے بعد توجہ اس عاجز کے حق میں یہ رویا دیکھی تھی کہ ایک تالاب ہے اور اس کے درمیان ایک پختہ عمارت ہے جس کے اندر سے ایک شعلہ روشنی کا نکل رہا ہے اور وہ بزرگ کہتا ہے کہ میں اس تحقیق کیلئے کہ یہ روشنی کس چیز سے ظاہر ہورہی ہے اس مکان کے دروازہ پر گیا۔ تو اسکے اندر اس خاکسار کو پایا۔ حاصل کلام ایسی ہی

اور جناب کے پُر امن و بابرکت سلسلہ میں داخل ہو کر اپنی روحانی زندگی کے اس کامل نور کو جو اس بلا اور عذاب الٰہی سے نجات بخش ہے حاصل کرو۔ چہارم۔ ہر ایک شخص اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حضور توبہ کرکے ہر ایک گناہ اور معصیت کو جس کا وہ مرتکب ہے ترک کرے اور پنجوقتی نماز اور دعا و استغفار میں مشغول رہے اور موت کو ہر دم یاد رکھے اور حقوق اللہ و حقوق عباد کے ادا کرنے میں دل و جان سے مصروف رہے اور حتی الوسع غریبوں ضعیفوں و درماندگان پر رحم کرے جہاں تک ہو سکے اپنی جانوں اور مالوں کو خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اسکی رضامندی حاصل کرنے اور بنی نوع کی ہمدردی کے لئے وقف کرے۔ پنجم اپنے اخلاص دل سے محسن گورنمنٹ کی اطاعت اور شکر گذاری ادا کرتا رہے اور کسی طرح کی نقیض امن و امور بغاوت وغیرہ کا اپنے دل میں خیال تک نہ آنے دے۔ ششم ہر ایک شہر و بستی کے لوگ روزہ رکھیں اور جماعتوں کی جماعتیں جنگلوں اور میدانوں میں نکل کر نہایت عجز اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اس بلا کے دفعیہ کیلئے دعا کریں۔ اور اسکے تمام انبیاء و صلحاء کو عموماً اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کو خصوصاً اسکی جناب میں شفیع لاویں۔ ہفتم ہر ایک قوم ہر ایک گروہ اپنے سچے دل سے توبہ کرکے خدا اور اسکے کامل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام الوقت پر ایمان لاکر اپنی مخلصانہ درخواستوں کے ذریعہ سے حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام سے اس آفت کے دفعیہ کیلئے دعا کراویں۔ سو اگر دنیا میری اس عرضداشت پے

بقیہ حاشیہ

اور بھی بہت سی رویا اور کشوف ہیں جنکا لکھنا موجب طوالت ہے۔ مگر یہ بات خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رویا و کشوف وغیرہ کی وساطت سے اس عاجز پر بخوبی ظاہر و ثابت کر دیا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی ناصروں میں سے ایک ہوں۔ جیسا کہ حضور کے ابتدائے دعویٰ مسیحیت کے وقت ایک رویا صالحہ میں دو ناصر دکھائے گئے تھے جنکی تصدیق حدیث نبوی صلعم سے ظاہر ہوتی ہے کہ مسیح موعودؑ دو فرشتوں یا مردوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر نازل ہونگے۔ یہ میری رویا و کشوف جن کا ذکر اختصار کے طور پر پہلے کیا گیا ہے اس بات کو بخوبی ثابت کرتے ہیں کہ اُن دو ناصروں میں سے جن کا ذکر نبوی اور حضرت اقدس کی رویا مبارکہ میں ہے ایک کا مصداق یہ عاجز ہے اس وجہ سے کہ اوّل تو مجھے ایک الہامی کتاب میں لکھا ہوا دکھایا گیا کہ وہ مینار جس پر مسیحؑ نازل ہوگا اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائیگا۔ دوئم کشفی حالت میں خدا نے مجھے مسیح کے جلالی نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اسکی بادشاہت میں شامل ہونیکی خوشخبری دینے کے لئے مامور فرمایا۔ سوئم خدا تعالیٰ نے

مطابق عمل کریگی تو میں یقین کامل سے کہتا ہوں کہ یہ عذاب اس خاص شخص یا گھر یا قوم یا شہر یا ملک کے اس خاص حصے سے جسمیں پاک تبدیلی کا نمونہ قائم کیا جاوے بفضلہ تعالیٰ رفع ہوگا کیونکہ اسکا اصل سبب گناہ اور امام الوقت کی مخالفت ہے۔ اسلئے جبتک اصل سبب دور نہ ہو اور غضب الٰہی کی یہ آگ جو مخالفت اور گناہ کے باعث مشتعل ہو رہی ہے۔ فرو نہ ہو یہ عذاب دُنیا سے موقوف نہ ہوگا۔ مگر میں ڈرتا ہوں کہ دُنیا میری اس عرضداشت کو ایک سرسری نگاہ سے نظر انداز کر کے اُس وقت کی انتظاری کرے جبکہ دامن اجابت ہاتھ سے چھوٹ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہا کو پہنچتی ہے اور قطعی فیصلہ کا وقت آجاتا ہے تو مخالفوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کیلئے جو کافروں اور منکروں سے تھا دُعا کی اور قبول نہ ہوئی (دیکھو سورہ ہود رکوع ۲) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا۔ تو خدا پر ایمان لایا۔ مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جاوے تو البتہ قبول ہوتا ہے ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون یعنی جب خفیف سے آثار عذاب کے ظاہر ہوں تو اُس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اسلئے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس عذاب الٰہی کا دنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہا اور غایت نہایت ہی سخت ہے۔ لہٰذا لوگوں کو چاہیئے کہ اس خاص ہلاکت کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کریں۔ اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ و ترک معصیت دُعا و استغفار کے ساتھ اسکا دفعیہ چاہیں اور اپنے اندر ایک نیک و پاک تبدیلی پیدا کریں تاکہ اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ

اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے قوموں کو طاعون سے نجات کی طرف بُلانے کے لئے حکم دیا۔ چہارم آسمان سے نورانی اجرام نشان کے طور پر خدا تعالیٰ نے حضرت امام الزمان کی تائید میں اس عاجز کے ہاتھ پر نازل فرمائے۔ پنجم حضور کی طرف سے آپ کی خدمت اور مختار کاری کا منصب عطا ہوا۔ ششم حضور کی بیعت کے لئے قوموں کو دعوت کرنے کی خدمت عطا فرمائی گئی۔

اب ان بیّن دلائل کے بعد شک کرنے کا کونسا محل ہے کہ میں حضور کے ناصروں میں سے

بقیہ حاشیہ

ایسے وقت میں ہمیشہ مومنوں ہی کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا ذٰلک حقٌ علینا ننجی المومنین اب ہم اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور کُل مومنوں کو اس بلا سے بچاوے اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرے۔ اور باہم صلح و صلاحیت حاصل کرنیکی توفیق بخشے۔ امین ثم آمین۔

اب میں اپنی جماعت کے روحانی بھائیوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ اس غضب الٰہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہمارے پاس دو سامان ہیں ایک ایمان دوسرا تقویٰ۔ ایمان تو یہ ہے کہ ہم اپنے کامل یقین سے جان لیں کہ ہمارے پاس اس عذاب الٰہی سے بچنے کیلئے اپنے ہادی و مولا حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور اُنکے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہیں اگر ہم بچیں گے تو حضور ہی کے مخلصانہ اتباع کے سبب اور اگر مرینگے تو اُنکی ہی مخالفت کے باعث گویا کہ ہماری زندگی اور موت حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ ہم اس بات سے ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات سکنات کو ٹٹولتے رہیں کہ کسی امر میں ہم اپنے ہادی و مولا کی ہدایات اور اُنکی امن بخش اطاعت سے باہر نہ رہ جائیں تاکہ اچانک عذاب الٰہی کا شکار نہ بنیں کیونکہ اس عذاب سے بچنے کے لئے امن و پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اُسکے اندر رہیگا یقیناً بچ جائیگا کیونکہ ہمارا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو اب دنیا کو ہلاک کر کے عدم کی راہ دکھا رہا ہے صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب سے ہے اس لئے یہ بات سنت اللہ کے خلاف ہے کہ یہ عذاب حضرت اقدس ؑ کے مخلص متبعین پر بھی کسی طرح کا اثر ڈالے جیسا کہ قرآن کریم کی صدہا نظیروں سے یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ گذشتہ زمانوں میں حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلص ایماندار عذاب الٰہی کے وقت نجات پاتے

(نوٹ مطابق اصل صحیح یوں ہے کذالک حقاً علینا الخ)

(یہ بات سب کی بالطبع ثابت ہوگئی۔)

جن کا ذکر حدیث شریف اور رویا صالحہ میں ہے ایک کا مصداق نہ ہوں ۔ ہرگز نہیں ۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ابھی تک میں اپنے اندر مالی یا علمی ایسی استعداد نہیں دیکھتا جس سے میں اپنے تئیں معقولی پیرایہ میں حضرت موصوف کا نام قرار دے سکوں کیونکہ یہ عاجز ان دونوں باتوں میں ابھی تک بے سروسامان اور تہی دست ہے لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدوں اور تسلیوں پر جو مجھے دی گئی ہیں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ بلکہ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جبتک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں

رہے ہیں۔ اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وکذٰلک حق علینا ننجی المؤمنین ۔مگر مومن مخلص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوح کے بیٹے کی طرح صرف جسمانی قرابت یا تعلق کی وجہ سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی چھوٹی اور بڑی مخالفت سے ڈرتا ہوا اور کانپتا ہوا ہر وقت استغفار اور دعا میں مشغول رہے تاکہ جو باریک باریک امروں میں نادانی کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہے اسکا کفارہ ہو جاوے اور خدا تعالےٰ اُس کے انتقام کیلئے اپنے مواخذہ سے محفوظ رکھے۔ اور جہاں تک ہمارے معلومات ہیں ہر ایک امر میں اپنے ہادی امام الزمان علیہ السلام کی خلاف ورزی سے بچنا چاہیئے کیونکہ یہ عذاب مخالفین کیلئے ہلاکت اور ہمارے لئے تنبیہ اور عبرت ہے۔ سو ہر ایک بھائی کو چاہیئے کہ دوسروں کے نظارہ سے اپنے لئے عبرت حاصل کرے اور اس عذاب سے بچنے کی کوشش میں لگا رہے۔ کیونکہ یہ بات مجھ پر کھل گئی ہے کہ ہماری جماعت میں کا کوئی مخلص بھائی اس بیماری سے ہلاک نہ ہوگا مگر وہی جو منافقانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت میں سے جو شخص اس بلا کے مواخذہ میں آجائے تو جان لینا چاہیئے کہ اسکی ایمانی اور عملی حالت اچھی نہ تھی جسکی سزا اُسکو دی گئی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے مخلص مومنوں کو مخالفین کے عذاب میں شامل نہیں کرتا۔ افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون اس لئے ہر ایک مومن کو ڈرنا چاہیئے کہ کسی قسم کی مخالفت کے باعث عذاب الٰہی کے اس بلا میں

حاشیہ: ۔ وکذٰلک حقا علینا ننجی المؤمنین

حاشیہ: ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

حاشیہ: ۔ شھدوا علیٰ انفسھم انھم کانوا کٰفرین۔

حاشیہ: مقرر ہے پوری نہ ہو اس دُنیا سے اُٹھایا نہ جاؤں گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اُسکا ارادہ رُک نہیں سکتا اس لئے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی نزول کا رسول ہوں اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جمالی نزول تھا۔ اور اب سے جلالی شروع ہوگا یعنی پہلے لوگوں کو جمالی پیرایہ میں نرمی سے سمجھایا جاتا تھا۔ مگر اب خدا تعالےٰ اپنے جلالی اور قہری حربہ کے ساتھ متنبہ کریگا۔ اور اسی امر کی منادی کے لئے میں مامور ہوں۔ منہ ۱۲

مبتلا ہو کر فاسقوں میں شامل ہونا نہ پڑے ۔

علاوہ اس کے میں اپنے عالی ہمت بھائیوں کی خدمت میں اس قدر زیادہ عرض پرداز ہوں کہ جن احباب کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ اپنے ہادی و مولا امام برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و بنی نوع انسان کی ہمدردی کا حق ادا کرنیکے لئے دل و جان سے اسکی اشاعت میں سعی فرمادیں۔ اور اگر ہو سکے تو اپنے اپنے شہر کی جماعت کے چندہ سے اسکو مکرر طبع کرا کر دیہات و قصبہ جات میں بھی ارسال کریں۔ کیونکہ ضدی اور متعصب لوگوں کو چھوڑ کر باقی سادہ لوح خلقت محض بے علمی و غفلت کی حالت میں اس عذاب الٰہی کا شکار ہو رہی ہے اس لئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ اس وقت بندگان خدا کو راہ راست کی طرف تحریک کرنے اور اس مہلک عذاب سے بچانے کے لئے کوشش کرے تا کہ اس مقدس جماعت کا وجود دنیا کی بہبودی اور صلاحیت کیلئے مفید ثابت ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اجر عظیم پانے کے مستحق ٹھیریں و باللہ التوفیق زیادہ والسلام

المشتہر

خاکسار چراغ الدین احمدی از جموں

۹ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء

مفید عام پریس سیالکوٹ

(عکس خط مولوی عبدالرحمن محی الدین لکھو کے والے متعلق نشان نمبر ۱۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدا ومصلیا

اما بعد از عبدالرحمن محی الدین بجمیع اہل اسلام

عرض یہ ہے کہ اس عاجز نے دعا کی کہ یا خبیر

اخبرنی مرزا کا کیا حال ہے خواب میں یہ

الہام ہوا ان فرعون وہامان وجنودھما کانوا

خاطئین و ان شانئک ھو الابتر مرزا کی

طرف سے جواب آیا یہ الہام محتمل الحنا ہے انہیں میرا

نام نہیں اور بڑے زور دعوی کیا کہ میری نام

الہام نہ بخشا جائیگا۔ پردو الہام مذکور کہ بتاریخ ۲ ماہ صفر کو ہوئے تھے

جب مرزا کا جواب آگیا ہے بعد ازاں ۲۲ ماہ صفر کو یہ الہام

خواب میں ہوا مرزا صاحب فرعون الحمد للہ علی ذلک

اب مرزا کا دعوی بھی غلط ہوگیا اور مرزا صاحب مراد کو پہنچگئے ۲۵

تتمہ حقیقۃ الوحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

اس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایسی ضروری باتیں معلوم ہوئیں جن کا اس کتاب کے ساتھ شامل کرنا کتاب کی تکمیل کیلئے واجبات سے ہے۔ سو ذیل میں وہ امور بیان کئے جاتے ہیں:-

(۱) چراغ دین جموں والے کا مباہلہ جو اس کتاب میں درج ہو چکا ہے اگرچہ وہ ایسا نشان ہے کہ جو شخص عقل اور انصاف اور ایمان کا پابند ہو اور خدا ترسی کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑے وہ صرف اسی ایک نشان پر غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اور حق پر ہوں لیکن ایک بدظن کے دل میں یہ شبہ گذر سکتا تھا کہ چونکہ چراغدین طاعون سے مر چکا ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ مباہلہ اُس کی طرف سے نہ ہو بلکہ اُسکی موت کے بعد اپنی طرف سے عبارت مباہلہ بنا کر لکھی گئی ہو اس لئے میں نے اس کتاب کا شائع کرنا اُسوقت تک ملتوی کر دیا جبتک کہ چراغدین کے وارث یا دوست اُس کی اس کتاب کو چھاپ دیں جس میں یہ مباہلہ کی عبارت درج ہے چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اُن لوگوں کے دل میں پڑ گیا کہ وہ کتاب جس میں مضمون مباہلہ ہے چھاپ دی جائے اور پھر چند ہفتوں میں اُنھوں نے اس کتاب کو چھاپ دیا اور اس کتاب کا نام اعجاز محمدی رکھا۔ اور کمال شکر کی بات ہے کہ باوجود سخت مخالفت کے وہ مضمون مباہلہ کو کتاب اعجاز محمدی سے علیحدہ نہ کر سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چراغدین نے اپنی زندگی میں اس ارادہ کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کر دیا تھا کہ میں مباہلہ کے طور پر مضمون لکھونگا تا وہ شخص جو

جھوٹا ہے ہلاک ہو جائے۔ اور نہایت درجہ کی شوخی اور تکبّر سے میرا نام اُس نے دجّال رکھا تھا اور اپنی کتاب منارۃ المسیح میں یہ لکھا تھا کہ دجّال معہود آنیوالا یہی شخص ہے۔ اور نیز لکھا تھا کہ خواب میں حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا ہے کہ تا اِس دجّال کو اِس عصا سے قتل کروں اور پھر جب اپنی کتاب اعجاز محمدی میں جسکی تالیف کے ساتھ ہی وہ طاعون میں گرفتار ہو گیا اُس نے مباہلہ کی عبارت لکھی تو گو وہ اپنی کتاب کو اپنی زندگی میں شائع نہ کر سکا لیکن مباہلہ کا ارادہ شائع کر چکا تھا۔ اور مضمون مباہلہ کئی لوگوں کو دکھلا چکا تھا اور نیز لکھنے کیلئے کاتب کو وہ مضمون دے چکا تھا اسلئے اُس کے دوستوں کو باوجود سخت مخالفت کے یہ جُرأت نہ ہو سکی کہ وہ مضمون مباہلہ کتاب میں سے نکال دیں اور دراصل یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اُس نے اُن لوگوں کو اس طرف متوجہ ہونے سے روک دیا کہ وہ یہ سوچتے کہ مباہلہ کا مضمون شائع ہونے سے چراغدین کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائیگا کیونکہ چراغدین نے جب مباہلہ کا مضمون کاتب کو لکھنے کیلئے دیا تو اُسی روز اُسکے دو لڑکے جو دو ہی تھے طاعون میں گرفتار ہو کر مر گئے اور پھر ابھی وہ مضمون پتھر پر نہیں جمایا گیا تھا کہ چراغدین نے طاعون کا شکار ہو کر اس جھگڑے کا اپنی موت سے خود ہی فیصلہ کر دیا جو مجھ میں اور اُس میں تھا۔ غرض مباہلہ کا مضمون ایک مشہور واقعہ ہو چکا تھا۔ پس یہی وجہ تھی کہ وہ مضمون بہرحال اسکے دوستوں نے کتاب اعجاز محمدی میں چھاپ دیا۔ اور جبکہ وہ مضمون چھاپا گیا تو ہم نے بھی بہت سے نسخے اس کتاب کے خرید لئے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جس مضمون مباہلہ کو ہمنے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں شائع کیا ہے وہ اُسی چراغدین کا مضمون ہے ۔

اگرچہ اس قدر پبلک کی تسلّی کیلئے کافی ثبوت تھا مگر پھر بھی مجھے خیال آیا کہ اگر اصل مضمون مباہلہ کا جو چراغدین نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا مل جائے اور اُس کا فوٹو لیا جائے تو یہ ثبوت نورٌ علیٰ نور ہو جائے گا اور اس مطلب کے لئے بہت سی سعی کی گئی۔ آخر وہ مضمون اعجاز محمدی کی کاتب سے بعد شائع ہونے اس کتاب کے مل گیا بلکہ تمام مسوّدہ اُس کتاب کا مل گیا۔ تب مَیں نے کوشش کی کہ کسی طرح اس مضمون کا فوٹو لیا جائے چنانچہ اخویم مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کی

معرفت کلکتہ اور بمبئی اور مدراس میں اُن کارخانوں کی طرف چٹھیات لکھی گئیں جہاں تحریروں کے فوٹو لئے جاتے ہیں اگرچہ اس قدر گران نرخ بیان کیا گیا کہ پچاس روپے فی صفحہ فوٹو لینے کے لئے مطالبہ ہوا تاہم ہمنے سب کچھ منظور کیا۔ یہی باعث تھا کہ کتاب حقیقۃ الوحی کے شائع ہونے میں بہت تاخیر ہوگئی۔ بالآخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریر کا عکس لینے میں ہم کامیاب ہوئے چنانچہ وہ عکس اس تتمہ کے ساتھ شامل کردیا گیا ہے اور اصل تحریر چراغدین کی جو مباہلہ کی عبارت ہے بلکہ تمام کتاب اُسکی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جو شخص چراغ دین کی تحریر کو شناخت کرتا ہے اُسکے لئے ضروری نہیں کہ وہ اس مضمون کو جو چراغ دین کا دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے دیکھے۔ بلکہ وہ صرف اس کا عکس دیکھ کر مطمئن ہو جائیگا۔

(۲) دوسرا امر جو اس تتمہ میں لکھنے کے لائق ہے وہ چند پیشگوئیاں ہیں جو کتاب حقیقۃ الوحی کے تمام کرنیکے بعد پوری ہوئیں۔ (اور ایک ان میں سے وہ پیشگوئی بھی ہے کہ جو گذشتہ زمانہ کا ایک نشان ہے اور نشانوں کے تحریر کے وقت اُس کا لکھنا یاد نہیں رہا تھا اس لئے اب تتمہ میں لکھا گیا ہے کیونکہ وہ ایک بڑا نشان ہے اور اکثر اشد دشمن اور مخالف اس راقم کے اُس کے گواہ ہیں۔ اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس نشان کو بھی ان نشانوں کے ساتھ اس تتمہ میں لکھ دوں اور وہ یہ ہیں:۔

اوّل۔ منجملہ ان نشانوں کے یہ نشان ہے کہ نواب محمد علیخان صاحب رئیس کوٹلہ مالیر کی نسبت میرے پر خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کیا کہ انکی بیوی عنقریب فوت ہو جائیگی اور موت کی خبر دیکر یہ بھی فرمایا کہ دردناک دُکھ اور دردناک واقعہ میں نے اس خبر سے سب سے پہلے اپنے گھر کے لوگوں کو مطلع کیا اور پھر دوسروں کو اور پھر اخبار بدر اور الحکم میں یہ پیشگوئی شائع کرادی اور یہ اُس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی جبکہ نواب صاحب موصوف کی بیوی ہر طرح تندرست اور صحیح و سالم تھی۔ پھر تخمیناً چھ ماہ کے بعد نواب محمد علیخان صاحب کی بیوی کو سل کی مرض ہوگئی اور جہاں تک ممکن تھا اُن کا علاج کیا گیا۔ آخر رمضان ۱۳۲۴ھ

میں وہ مرحومہ اُسی مرض سے اس ناپائدار دُنیا سے گذر گئیں۔ اس پیشگوئی سے نواب صاحب کو بھی قبل از وقت خبر دیگئی تھی اور ہمارے فاضل دوست حکیم مولوی نوردین صاحب اور مولوی سیّد محمّد احسن صاحب اور اکثر معزز اس جماعت کے اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی خدا تعالیٰ صاف صاف اور کُھلا کُھلا غیب بجز اپنے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ دعوے کے ساتھ کسی پیشگوئی کو بتمامتر تصریح شائع کرنا اور پھر اُسکا اُسی طرح بکمال صفائی پورا ہونا اس سے زیادہ روشن نشان کی اور کیا علامت ہو سکتی ہے۔

(۲) منجملہ اُن نشانوں کے دوسرا نشان یہ ہے کہ مجھ کو ۳۰۔ جولائی ۱۹۰۶ء میں اور بعد اسکے اور کئی تاریخوں میں وحی الٰہی کے ذریعہ سے بتلایا گیا کہ ایک شخص اس جماعت میں سے ایک دم میں دنیا سے رخصت ہوجائیگا اور پیٹ پھٹ جائیگا اور شعبان کے مہینہ میں وہ فوت ہوگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق شعبان ۱۳۲۴ھ میں میاں صاحب نور مہاجر جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی جماعت میں سے تھا ایک دفعہ ایک دم میں پیٹ پھٹنے کے ساتھ مرگیا اور معلوم ہوا کہ اُسکے پیٹ میں کچھ مدت سے رسولی تھی لیکن کچھ محسوس نہیں کرتا تھا اور جوان مضبوط و توانا تھا ایک دفعہ پیٹ میں درد ہوا اور آخری کلمہ اُس کا یہ تھا کہ اُس نے تین مرتبہ کہا کہ میرا پیٹ پھٹ گیا بعد اُس کے مرگیا اور جیسا کہ پیشگوئی میں تھا شعبان کے مہینہ میں ایک دم میں اسکی جان رخصت ہوگئی۔ یہ پیشگوئی قبل از وقوع اخبار بدر اور الحکم میں شائع کرادیگئی تھی۔

(۳) منجملہ اُن نشانوں کے سعد اللہ لودہانوی کی موت سے جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آئی اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب منشی سعد اللہ لودہانوی بدگوئی اور بدزبانی میں حد سے بڑھ گیا اور اپنی نظم اور نثر میں اس قدر اُس نے مجھ کو گالیاں دیں کہ مَیں خیال کرتا ہوں کہ پنجاب کے تمام بدگو دشمنوں میں سے اوّل درجہ کا وہ گندہ زبان مخالف تھا۔ تب مَیں نے اسکی موت کیلئے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ میری زندگی میں ہی نامراد رہکر ہلاک ہو اور ذلّت کی موت سے مرے اس دعا

* جیسا کہ میں آگے چلکر بیان کرونگا۔ اس شخص یعنی سعد اللہ نے میری موت کی پیشگوئی کی تھی اور شائع کیا تھا کہ مَیں اسکی زندگی میں ہی ذلّت کے ساتھ مرونگا اور مَیں نے شائع کیا تھا کہ وہ میری زندگی میں مریگا آخرکار میرے خدا نے مجھے سچا کیا اور وہ جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی مرگیا اور ذلّت اور حسرت کو ساتھ لیگیا۔

کا باعث صرف اُسکی گالیاں نہیں تھیں بلکہ بڑا باعث یہ تھا کہ وہ میری موت کا خواہاں تھا اور
اپنی نظم و نثر میں میرے لئے بد دعائیں کرتا تھا۔ اور اپنی سفاہت اور جہالت سے میری تباہی
اور ہلاکت کو بدل چاہتا تھا اور لعنۃ اللہ علے الکاذبین میرے حق میں اُسکا وِرد تھا۔ اور تمنّا
کرتا تھا کہ مَیں اُس کی زندگی میں تباہ ہو جاؤں اور ہلاک ہو جاؤں اور یہ سلسلہ زوال پذیر ہو جائے
اور اِس وجہ سے جھوٹا ٹھیروں اور مخلوق کی لعنت کا نشانہ بنوں۔ اور اگرچہ یہ تمنّا ہر ایک دشمن
میں پائی جاتی ہے کہ وہ میری موت دیکھیں اور اُنکی زندگی میں میری موت ہو لیکن یہ شخص سب سے
بڑھ گیا تھا اور ہر ایک بدی کے لئے جب بدقسمت مخالف قصد کرتے تھے تو وہ اس منصوبہ سے پورا حصّہ
لیتا تھا اور مَیں باور نہیں کرسکتا کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی
اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اُس نے مجھے دیں چنانچہ جس شخص نے اُسکی مخالفانہ نظمیں اور نثریں اور
اشتہار دیکھے ہونگے اُسکو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونے کے لئے اور نیز میری ذلّت اور
نامرادی دیکھنے کیلئے کسقدر حریص تھا اور میری مخالفت میں کہاں تک اُسکا دل گندہ ہو گیا تھا
پس ان تمام امور کے باعث مَیں نے اسکے بارے میں یہ دعا کی کہ میری زندگی میں اسکو نامرادی اور ذلّت
کی موت نصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں چند گھنٹہ میں
نمونیا پلیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کوچ کر گیا۔

چنانچہ اخبار اہلحدیث کے اڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار کے صفحہ ۱۴ میں
سعد اللہ کی موت پر حسرت کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے کہ اُسکے لڑکے کی نسبت حاجی عبد الرحیم
کی دختر سے ہو چکی تھی اور عنقریب شادی ہونیوالی تھی کہ سعد اللہ کا انتقال ہو گیا۔ اور سعد اللہ کو یہ بھی
نصیب نہ ہوا کہ اپنے لڑکے کی شادی دیکھ لیتا جبکہ اُسکا ایک ہی لڑکا تھا اور شادی کا تمام سامان
اُس نے اکٹھا کر لیا تھا اور چند روز میں ہی اس منحوس کام کو انجام دینے کو طیار تھا کہ فرشتہ ملک الموت
نے آپکڑا۔ اور یہ قول مولوی ثناء اللہ صاحب کا قرین قیاس ہے کیونکہ ہماری جماعت کے بعض صاحبوں
نے بار بار اُسکو یہ کہکر ملزم کیا کہ تیری نسبت قریباً تیرہ سال سے مسیح موعود کو یہ الہام ہو چکا ہے کہ

اِنَّ شَانِئَكَ ھُوَالْاَبْتَرُ یعنی تیرے بدگو دشمن سعد اللہ کی قطع نسل کیجائیگی۔ پھر تو اپنے لڑکے کی کیوں کسی جگہ شادی نہیں کرتا تا نسل جاری ہو پس قریب قیاس ہے کہ ان بار بار کی ملامتوں کو سُن کر سعد اللہ نے کسی جگہ اپنے لڑکے کی نسبت کردی ہو۔ مگر شادی کی ابھی طیاری ہو رہی تھی کہ سعد اللہ کی دوسرے جہان کی طرف طیاری ہوگئی۔ پس سعد اللہ کا شادی کا نام لیتے ہی مرجانا یہ بھی ایک نامرادی ہے۔ پس اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق نامراد مرا۔ اور بلاشبہ یہ ایک ذلّت کی موت ہے کہ وہ پیشگوئی کے اِس مفہوم کو اپنی کوشش سے دور نہ کر سکا کہ آیندہ اسکی نسل نہیں چلیگی اور نہ اس پیشگوئی کو اپنی طاقت سے رفع کر سکا کہ میری زندگی میں ہی اسکی موت ہوگی اور میری ہر ایک ترقی کو دیکھ کر مریگا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنے اخبار ۸۔ فروری ۱۹۰۷ء میں اَبتر کی پیشگوئی کو ردّ کرنیکے لئے یہ عُذر پیش کرنا کہ سعد اللہ ایک لڑکا چھوڑ گیا ہے پھر کیونکر اسکو ابتر کہ سکتے ہیں۔ یہ اُس کا ایسا بیان ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یا تو اُس نے خود دھوکہ کھایا یا عمدًا لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا ہے وہ سعد اللہ کی موجودہ حالت کی نسبت بیان نہیں اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ پیشگوئی کے وقت میں سعد اللہ کا لڑکا بعمر پندرہ سال یا چودہ سال موجود تھا اور باوجود لڑکے کے موجود ہونیکے خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی میں اسکا نام اَبتر رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ اِنَّ شَانِئَكَ ھُوَالْاَبْتَرُ یعنی خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تیرا بدگو ہی ابتر ہوگا نہ کہ تو۔ چونکہ سعد اللہ اپنی تحریروں میں بار بار میری نسبت ظاہر کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے جلد تباہ ہو جائیگا اور کچھ بھی اسکا باقی نہیں رہیگا۔ پس خدا تعالیٰ نے اسکے ان الفاظ کے مقابل پر جو محض شوخی اور شرارت سے بھرے تھے یہ فرمایا کہ آخر کار وہ خود تباہ ہو جائیگا اُس کا کچھ باقی نہیں رہیگا۔ پس پیشگوئی کے معنی پیشگوئی کو مدّ نظر رکھ کر کرنے چاہئیں۔ پیشگوئی نے موجودہ لڑکے کو کالعدم قرار دیکر قطع نسل کا وعدہ دیا ہے اور یہ اشارہ کیا کہ اس لڑکے کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ پس اس جگہ قاموس وغیرہ کا ابتر کے معنی کے بارہ میں حوالہ دینا صرف

بیہودہ گوئی اور حماقت ہے۔ اس مقدمہ کی یہ صورت تو نہیں ہے کہ پیشگوئی کے بعد لڑکا پیدا ہو گیا
بلکہ وہ لڑکا جو اب موجود ہے پیشگوئی کے وقت میں پندرہ[15] یا چودہ[14] برس کا تھا اور اب تیس[30] یا انتیس[29]
برس کا ہوگا۔ پس جبکہ پیشگوئی کے زمانہ میں یہ لڑکا موجود تھا تو ایک عقلمند صاف سمجھ سکتا ہے
کہ اس پیشگوئی کا یہ مطلب ہے کہ لڑکا کالعدم ہے اور اسکے بعد نسل کا خاتمہ ہے اور یہی خدا تعالیٰ کی طرف سے
مجھے تفہیم ہوئی تھی۔ ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اُسکے
مخالف کہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے یہی معنی لکھوائے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور اسکے بعد سعد اللہ
کی نسل نہیں چلیگی اور اسی پر سعد اللہ کی نسل کا خاتمہ ہو جائیگا تو پھر کس قدر ہٹ دھرمی ہے کہ یہ کہنا
کہ سعد اللہ اپنی موت کے بعد لڑکا چھوڑ گیا۔

اے نادان! یہ لڑکا تو پیشگوئی کے وقت موجود تھا اور محاورات عرب کو بالاستقصاء
دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اَبتر کے لفظ میں یہ شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص صاحب اولاد اس حالت میں
مرے کہ جب اسکی زندگی میں اُسکی اولاد فوت ہو جائے بلکہ نسل کی جڑھ کٹ جانا شرط ہے جیسا کہ
بتر کے معنی لغت عرب میں یہ لکھے ہیں کہ البتر استیصال الشیئ قطعًا یعنی بتر کہتے ہیں کسی چیز کو
جڑھ سے کاٹ دینے کو۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی آیندہ نسل کیلئے تھی یعنی یہ کہ
موجودہ لڑکے سے آیندہ نسل نہیں چلے گی جیسا کہ ہم آیندہ تصریح سے بیان کرینگے۔ پس جس شخص
کی فطرت میں ایک ذرہ عقل اور حیا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کی نسبت یہ پیشگوئی کرنا کہ
فلاں شخص منقطع النسل ہو جائیگا۔ اس پیشگوئی کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی زندگی میں ہی وہ تمام نسل
مر جائے کیونکہ اگر یہی شرط ہو تو پھر ایسی صورت میں ایسی قطع نسل کا کیا نام رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک انسان
ایک یا دو ولد چھوڑ کر مر جائے اور بعد اسکے کسی وقت وہ لڑکے بھی مر جائیں اور کچھ نسل باقی نہ رہے
کیا عرب کے محاورات میں بجز اَبتر کے لفظ کے ایسی صورت میں کوئی اور لفظ بھی موجود ہے اور
کیا یہ کہنا جائز ہوگا کہ ایسا شخص منقطع النسل نہیں اور لفظ استیصال الشیئ قطعًا اُس پر لازم نہیں آتا۔ پس
ظاہر ہے کہ ایسا خیال حماقت اور دیوانگی ہے۔ اور زبان عرب میں اس قسم کے قطع نسل کیلئے

بجز لفظ ابتر کے اور کوئی لفظ مقرر نہیں۔ اہل عرب اُس شخص کو بہرحال ابتر ہی کہتے ہیں جس کی اولاد اسکی زندگی میں یا بعد اسکے اپنی موت کی وجہ سے اسکو لاولد کے نام سے موسوم کرے بلکہ ہر ایک ملک میں ایسے شخص کا نام بہرحال ابتر ہی ہے جسکی نسل باقی نہ رہے اور منقطع النسل کر کے پکارا جائے۔ اور ائمہ لغت عرب میں سے کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ ابتر ہونیکے لئے لازمی طور پر یہ شرط ہے کہ ایک شخص کے اولاد ہو کر اس کی زندگی میں ہی مرجائے اور اگر کسی کی اولاد اس کی زندگی میں فوت نہ ہو مگر اُسکے مرنے کے بعد فوت ہو کر قطع نسل کردے تو گویا عرب کی زبان میں ایسے شخص کو کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں بلکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس لفظ کا اصل مادہ میں بہت وسعت ہے کیونکہ عربی میں بتر صرف جڑھ کاٹ دینے کو کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ عرب کی زبان میں ابتر کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے **لسان العرب** میں لکھا ہے:- البتر استیصال الشئ قطعًا۔ البتر قطع الذنب ونحوہ۔ الابتر المقطوع الذنب۔ والابتر من الحیّات الذی یقال لہ الشیطان لاتبصرہ حامل الّا اسقطت۔ وفی الحدیث کل امرٍ ذی بال لایبدء فیہ بحمد اللہ فھو ابتر۔ والابتر الذی لاعقب لہ وبہ فسّر قولہ تعالٰی ان شانئک ھو الابتر۔ نزلت فی العاص ابن وائل وکان دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو جالس فقال ھٰذا الابتر ای ھٰذا الذی لاعقب لہ فقال اللہ جل ثناءہ ان شانئک یا محمد ھو الابتر ای المنقطع العقب وجائز ان یکون ھو المنقطع عنہ کل خیرٍ۔

وفی حدیث ابن عباس قال لما قدم ابن الاشرف مکۃ۔ قالت لہ قریش انت خیر اھل المدینۃ وسیّدھم قال نعم قالوا الا ترٰی ھٰذا الصُّنَیبر الابیتر عن قومہ یزعم انہ خیر منا ونحن اھل الحجیج واھل السدانۃ واھل السقایۃ قال انتم خیر منہ۔ فانزلت ان شانئک ھو الابتر۔

والابتر المُعدِم۔ والابتر الخاسر والابتر ھو الذی لاعروۃ لہ من المزاد والدلاء

ترجمہ بتر کہتے ہیں ایک چیز کا جڑھ سے کاٹ دینا۔ دوسرے معنی بتر کے یہ ہیں کہ دُم وغیرہ کو کاٹ دینا۔ (۱) ابتر اُسکو کہتے ہیں جسکی دُم کاٹی گئی ہو (۲) سانپوں کی اقسام میں سے ایک قسم کے سانپوں کا نام ابتر ہے اس قسم کے سانپ کو شیطان کہتے ہیں اگر حاملہ عورت اسکو دیکھے تو اس کا حمل ساقط ہو جاتا ہے (۳) اور حدیث میں ہے کہ ہر ایک امر شاندار جسکو حمد الٰہی سے شروع نہ کیا جاوے وہ ابتر ہے (۴) اور ابتر اُسکو بھی کہتے ہیں جو عقب نہ رکھتا ہو یعنی اسکا کوئی بیٹا نہ ہو یا بیٹے کا بیٹا نہ ہو۔ **لسان العرب** میں لکھا گیا ہے کہ عقب ولد کو بھی کہتے ہیں اور ولد الولد کو بھی کہتے ہیں۔ پس ان معنوں کی رو سے جس کا بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے اور جس کے بیٹے کے آگے بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے مگر جس کے کئی بیٹوں میں سے کسی بیٹے کی نسل چل جائے اُس کو ابتر نہیں کہہ سکتے پس جو شخص مر جائے اور ایسا کوئی بچہ نہ چھوڑے اس کا نام بھی ابتر ہے اور اس کے موافق خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کی گئی ہے کہ ان شانئک ھو الابتر۔ یہ آیت عاصی ابن وائل کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ وہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے پس عاصی بن وائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ابتر ہے یعنی اس کا کوئی لڑکا نہیں ہے اور نہ لڑکے کا لڑکا۔ تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے محمد جو تیرا بدگو ہے وہی ابتر ہے یعنی تقدیر یوں ہے کہ جس اولاد پر وہ ناز کرتا ہے آخر اس کی اولاد فنا ہو جائیگی۔ گو اُسکی زندگی میں یا بعد اسکے۔ اور یہ سلسلہ نسل ختم ہو جائیگا یہ تو ظاہر ہے کہ عاصی ابن وائل اولاد رکھتا تھا کیونکہ اگر وہ ابتر یعنی بے اولاد ہوتا تو یہ غیر معقول بات تھی کہ باوجود آپ ابتر ہونیکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھتا پس خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ پیشگوئی تھی کہ انجام کار اسکی نسل قطع ہو جائیگی۔ گو اسکی زندگی میں ہو یا بعد اسکے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اولاد چھوڑ کر مر گیا تھا لیکن بعد اسکے اُس کی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ اگر اولاد اُسکی روبرو مرتی تو ضرور اسکا ذکر کیا جاتا۔ اور باقی ترجمہ یہ ہے کہ اس جگہ ابتر کے یہ معنی بھی جائز ہیں کہ ابتر اُسکو کہتے ہیں کہ ہر ایک خیر سے محروم اور بے نصیب ہو۔ اور ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ

جب ابن اشرف مکہ میں آیا تو اُسکو قریش نے کہا کہ تو سب مدینہ والوں سے بہتر اور اُن کا سردار ہے اُس نے کہا کہ ہاں میں ایسا ہی ہوں تب قریش نے کہا کہ کیا تو اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف) یہ ایک کمزور اور ضعیف اور گمنام شخص ہے نہ اسکا کوئی بیٹا اور نہ کوئی بھائی اور نہ کوئی دوستوں کی جماعت اسکی ساتھ ہے بلکہ ایک فرد واحد اکیلی جان ہے اور قوم میں سے کاٹا ہوا ہے یعنی قوم نے بباعث مخالفت مذہب اپنی جماعت میں سے اسکو خارج کر دیا ہے اور فتویٰ دیدیا ہے کوئی اُس کے ساتھ میل ملاپ کرے اور نہ کوئی اسکی ہمدردی کرے۔ اور باوجود اس بات کے کہ یہ شخص کچھ بھی عزت نہیں رکھتا اور اُسکو کوئی جانتا نہیں کہ کون ہے پھر یہ گمان کرتا ہے کہ ہم سے بہتر ہے۔ لیکن ہم ایک معزز جماعت ہیں تمام حج کرنیوالے ہم میں سے ہیں اور ہم ان کے سردار ہیں اور خانہ کعبہ کے متولی اور خادم بھی ہم ہی ہیں اور حاجیوں کو پانی پلانے کا شرف بھی ہمیں ہی حاصل ہے مگر یہ شخص تو کسی شمار میں نہیں۔ جب یہ تمام باتیں ابن الاشرف نے سنیں تو اس بدبخت نے جواب دیا کہ درحقیقت تم اس شخص سے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے بہتر ہو۔ تب خدا تعالیٰ نے اُس کے حق میں اور قریش کی اس تمام جماعت کے حق میں جو ابتر کہتی تھی فرمایا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی ابن الاشرف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا اور قریش کے کفار نے بھی ابتر کہا یہ خود ابتر ہیں یعنی اِنکی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا اور ہر ایک خیر و برکت سے محروم مرینگے۔ اس بات کو تو آجتک کوئی ثابت نہیں کر سکا کہ وہ تمام قریش کے لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہتے تھے انکی زندگی میں ہی اُن کے تمام لڑکے مر گئے تھے یا اُن کی اولاد نہیں تھی کیونکہ اگر اُن کی اولاد نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز وہ لوگ ابتر نہ کہتے۔ یہ بات کوئی عقلمند قبول نہیں کر سکتا کہ ایک شخص خود ابتر ہو کر دوسرے کو ابتر کہے پس ماننا پڑتا ہے کہ انکی اولاد موجود تھی اور یہ دوسرا امر کہ پیشگوئی کے مطابق اُن لوگوں کی اولاد اُن کی زندگی میں ہی مر گئی تھی یہ امر بھی قرین قیاس نہیں اور عقل اس کو ہرگز باور نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ایسا کہنے والے نہ ایک دو بلکہ صدہا شریر النفس اور خبیث الطبع آدمی تھے جنکی اولاد کی ہزارہا تک نوبت پہنچی تھی۔ پس اگر انکی زندگی میں ہی انکی تمام

اولاد مر جاتی تو ملک میں ایک کہرام مچ جاتا۔ کیونکہ معجزہ کے طور پر ہزارہا بچوں کا مر جانا اور پھر لاولد ہونے کی حالت میں اُن کے باپوں کا مرنا یہ ایسا معجزہ نہیں تھا جو مخفی رہ سکتا اور ضرور تھا کہ احادیث اور تاریخوں کی کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا۔ پس اس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اُن کے اولاد چھوڑ کر مر گئے تھے اور بعد میں پیشگوئی کے مطابق آہستہ آہستہ اُن کی نسل منقطع ہو گئی۔ پس قرآن شریف کی یہ پیشگوئی جو قریش کے کافروں کے حق میں تھی یعنے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ یہ بعینہٖ اسی رنگ کی پیشگوئی ہے جو مَیں نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر سعد اللہ لودھیانوی کے حق میں کی تھی پس اسی طرح اُس کا ظہور ہوگا جسکے کان سُننے کے ہوں سُنے۔ بقیہ ترجمہ لسان العرب کا یہ ہے کہ ابتر مفلس کو بھی کہتے ہیں اور اُس شخص کو بھی جو خسارہ میں ہو اور اُن چیزوں کو ابتر کہتے ہیں جو مشکیزہ اور ڈول وغیرہ میں سے قبضہ رکھتی ہوں۔

اِس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ اوّل تو ابتر کا لفظ بے فرزند ہونیکے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر ایک بد نصیب اور نامراد جو ناکام اور زیان کار رہے اُسکو بھی ابتر کہتے ہیں جیسا کہ سعد اللہ اپنے کاموں میں نامراد گیا اور میرے مقابل پر جو کچھ اُسکی آرزو تھی سب میں اُسکو نامرادی نصیب ہوئی جیسا کہ ہم آگے چلکر بیان کرینگے۔ علاوہ اسکے تحقیق متذکرہ بالا کی رو سے ثابت ہوگیا کہ ابتر ہونیکے لئے یہ ضروری نہیں کہ انسان ایسی حالت میں مرے جبکہ کوئی اس کی اولاد نہ ہو بلکہ اگر بعد میں بھی اس کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور پوتے سے آگے نہ چلے تب بھی وہ ابتر کہلاتا ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قریش کے صدہا خبیث طبع لوگوں نے آنحضرت صلعم کا نام ابتر رکھا تھا اور وہ لوگ صاحبِ اولاد تھے اور اسلامی تاریخ میں ثابت نہیں کیا گیا کہ اُنکی حیات میں ہی اُن کے بیٹے اور پوتے ہلاک ہو گئے تھے بلکہ بعد میں آہستہ آہستہ ان کا قطع نسل ہو گیا تھا سو وہ پیشگوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر ظاہر ہوئی اُسکا بھی یہی منشاء تھا کہ آخر کار سعد اللہ کی قطع نسل ہو جائے گی۔ چنانچہ اسکے علامات بھی ظاہر ہو گئے۔ کہ باوجود اسکے کہ پیشگوئی پر بارہ [۱۲] سال کے قریب مدت گذر گئی تب بھی سعد اللہ کے گھر میں پیشگوئی کے بعد

لڑکا نہ ہوا اور نہ اُس کے لڑکے کی اولاد ہوئی۔ کیا اس واقعہ سے پیشگوئی کے اثر کی کچھ بھی بُو نہیں آتی کہ پیشگوئی کے بعد تخمیناً بارہ ۱۲ سال تک سعد اللہ زندہ رہا اور جورو رکھتا تھا مگر پھر بھی اولاد کا ہونا ایسا رُک گیا جیسا کہ ایک سیلاب کے آگے بند لگایا جاتا ہے اور لڑکا جو پیشگوئی سے پہلے بعمر پندرہ ۱۵ سال موجود تھا وہ بھی تیس سال تک پہنچ گیا اور شادی تک نوبت نہ آئی اور سعد اللہ ایک جوان مضبوط تھا اور اس لائق تھا کہ پیشگوئی کے بعد کئی لڑکے اُسکے گھر میں پیدا ہو جاتے لیکن پیشگوئی کے بعد موت کے دن تک اسکے گھر میں کوئی زندہ رہنے والا لڑکا پیدا نہیں ہوا اور نہ اسکے لڑکے کے گھر میں کچھ اولاد ہوئی بلکہ اب تک وہ شادی سے محروم ہے اور سُنا گیا ہے کہ اس کی عمر تیس ۳۰ برس یا اس سے زائد ہے۔ پس پیشگوئی نے اپنی سچائی کو ظاہر کر دیا کہ پیشگوئی کے بعد خدا تعالیٰ نے سعد اللہ کے گھر میں نسل کا پیدا کرنا روک دیا۔ ہر ایک شخص جو کچھ حیا اور شرم کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی کے ساتھ ہی آئندہ بارہ ۱۲ برس تک سلسلہ اولاد کا قطع ہو جانا اور اُسی حالت میں سعد اللہ کا مر جانا یہ ایسا امر نہیں ہے کہ نظر انداز کیا جائے جس حالت میں بدقسمت سعد اللہ کے ان کلمات کے بعد جو اس نے میری نسبت کہے یعنی یہ کہ گویا میں مع اپنی تمام اولاد کے ہلاک ہو جاؤنگا اور کچھ بھی میرا باقی نہیں رہیگا اور جماعت درہم برہم ہو جائیگی خدا نے اُسکی نسبت یہ الہام دیا کہ **اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ** یعنی تو ابتر نہیں ہوگا بلکہ تیرا بدگو ہی ابتر رہیگا۔ تو اب دیکھنا چاہیئے کہ اس پیشگوئی کا نتیجہ کیا ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ نتیجہ یہ ہوا کہ بدقسمت سعد اللہ ابتر کے لفظ کے ہر ایک معنی کی رو سے جو لُغت میں کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ کے قہر اور غضب کا مورد ہو گیا اپنے ارادہ میں خائب و خاسر رہا جیسا کہ ابتر کے لفظ کے ایک یہ بھی معنی ہیں اور ابھی ہم یہ معنی بھی لکھ چکے ہیں۔ دوسرے یہ معنی بھی اُس پر صادق آئے کہ آخر کار پادریوں کا نوکر ہو کر جو دین اسلام کی توہین میں ہر وقت لگے رہتے ہیں ذلّت کی زندگی اختیار کی اور وہ خیر اور برکت جو ایک غیر تمند اسلام کے حصہ میں آتی ہے اس سے بے نصیب ہو گیا۔ یہ اس کا نتیجہ تھا کہ محض شرارت اور دنیا داری سے حق کی مخالفت پر کمر بستہ تھا۔ لہٰذا اس پر یہ رجعت پڑی کہ میری اطاعت کا جوا

نہ اُٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جوا اُٹھالیا پس ان معنوں کے رو سے بھی وہ ابتر ٹھیرا۔ پھر جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ان معنوں کے رو سے بھی ابتر ہوا کہ اسوقت سے جو اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ انّ شانئک ھو الابتر گویا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُس کی بیوی کے رحم پر مُہر لگا دی اور اُسکو یہ الہام کُھلے کُھلے لفظوں میں سُنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُس نے اِس الہام کو توڑنیکے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع گئی آخر نامراد مرا اور ابتر کے ہر ایک معنی اُسپر صادق آ گئے۔ اور دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بددعائیں کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے ہلاک ہوجائیگا اور اولاد بھی مرے گی اور جماعت متفرق ہوجائیگی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کے بعد یعنی الہام انّ شانئک ھو الابتر کے بعد تین لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہوگئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبدالرحیم کی دختر سے نسبت ہوگئی ہے اور شادی ہوجائیگی اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے جو ہنسی کے لائق ہے اور اسکا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیئے کہ جب شادی ہوجائے اور اولاد بھی ہوجائے۔ بالفعل تو ایمانداری کا یہ تقاضا ہے کہ اس بات کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ انّ شانئک ھو الابتر ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسی رو سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ انّ شانئک ھو الابتر جسکو آجتک بارہ[12] برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اُسکی بددعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اسقدر مالی فتوحات

❁ حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید ہے جیسا کہ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مر گیا ہے اسکی بیوی ہے میں نے نکاح کیا ہے اور اسکو حمل ہو گیا ہے اور اب اسکو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اس حمل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور ابتک وہ باوجود گذرنے چودہ[14] برس کے نامرادی اور ذلت کی زندگی بھگت رہا ہے اور برخلاف اس کے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہو گئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مر گئے اور ہزارہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ

اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کیے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اس آرزو میں اسکو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کے لئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صدہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزارہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُس کو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کیئے یعنی موت اُسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے روبرو وہ مرے گا وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:-

ومن اللئام اریٰ رجیلاً فاسقاً	غولاً لعیناً نطفۃ السفہاءِ
اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں	کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ
شکسٌ خبیثٌ مفسدٌ و مزوّرٌ	نحسٌ یسمّی السعد فی الجہلاءِ
بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانیوالا	منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے
یا لاعنی انّ المہیمن ینظر	خف قہر ربٍّ قادرٍ مولائی
اے مجھ کو لعنت کرنیوالے خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے	اُس خدا کے قہر سے خوف کر جو میرا قادر آقا ہے
انّی اراک تمیس بالخیلاءِ	انسیت یوم الطعنۃ النجلاءِ
میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ ناز اور تکبر کے ساتھ چلتا ہے	کیا تجھ کو وہ دن یاد نہیں کہ جیسے تو طاعون زخم کرنیوالے کے ساتھ ہلاک ہوگا۔

* میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اُس وقت صحت نیت سے لکھے گئے جبکہ بدقسمت سعد اللہ کی بدزبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی۔ منہ

لَا تَتَّبِعْ اَھْوَاءَ نَفْسِكَ شِقْوَۃً　　　یُلْقِیْكَ حُبُّ النَّفْسِ فِیْ الْخَوْقَاءِ

اپنی نفسانی خواہشوں کا بدبختی کی وجہ سے پیرو مت بن　　　تجھے تیرے نفس کی محبت کوئیں میں ڈالے گی

فَرَسٌ خَبِیْثٌ خَفْ ذُرٰی صَہَوَاتِہٖ　　　خَفْ اَنْ تَزِلَّكَ عَدْوُ ذِیْ عَدْوَاءِ

تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اسکی پیٹھ کی بلندی سے تو خوف کر اور تو اس بات سے ڈر کہ ناہموار چلنا اسکا تجھے زمین پر گرا دے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ　　　شَرُّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بدتر زہریں ہیں　　　اور زہروں سے بدتر صلحا کی دشمنی ہے

اٰذَیْتَنِیْ خُبْثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ　　　اِنْ لَّمْ تَمُتْ بِالْخِزْیِ یَا ابْنَ بِغَاءِ

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ پس میں سچا نہیں ہونگا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔

اَللّٰہُ یُخْزِیْ حِزْبَکُمْ وَیُعِزُّنِیْ　　　حَتّٰی یَجِیْءَ النَّاسُ تَحْتَ لِوَائِیْ

اور صرف تیری ذلت پر کچھ حصر نہیں خدا تجھ مع تیرے گروہ کے ذلیل کریگا اور مجھ کو عزت دیگا۔ یہانتک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آجائینگے

یَا رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا بِکَرَامَۃٍ　　　یَا مَنْ یَرٰی قَلْبِیْ وَلُبَّ لِحَائِیْ

اے میرے خدا مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر یعنی جو کاذب ہے صادق کے روبرو اُسکو ہلاک کر۔ اے وہ علیم خبیر جو میرے دل کو اور میرے اندر کی پوشیدہ باتوں کو دیکھتا ہے

یَا مَنْ اَرٰی اَبْوَابَہٗ مَفْتُوْحَۃً　　　لِلسَّائِلِیْنَ فَلَا تَرُدَّ دُعَائِیْ

اے میرے خدا میں تیری رحمت کے دروازے دعا کرنیوالوں کے لئے کھلے دیکھتا ہوں　　　پس جو میں نے سعد اللہ کے حق میں دعا کی ہے اسکو قبول فرما اور رد نہ کر یعنی میری دعا کو رد مت کر

اور جیسا کہ میں نے ان تمام اشعار کے نیچے ہر ایک شعر کا ترجمہ کر دیا ہے اُن کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ میں نے سعد اللہ سے ان اشعار میں مباہلہ کیا تھا اور جیسا کہ اُس نے اپنی کتاب شہاب ثاقب میں مباہلہ کے طور پر میری موت کو اپنی زندگی میں چاہا تھا اس کے مقابل پر میں نے بھی اپنے خدا سے یہ چاہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے صادق کی زندگی میں ہی اُسکی موت ہو اور اسی بنا پر آٹھویں شعر میں میں نے یہ لکھا ہے کہ اے سعد اللہ تو نے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس اگر تیری ذلت کے ساتھ موت نہ ہو یعنی اگر تو بموجب اس مباہلہ کے میری زندگی میں ہی نامراد رہ کر مر نہ جائے تو پھر میں جھوٹا ہوں۔ اور چوتھے شعر میں صریح طور پر یہ اشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ سعد اللہ

٭ سعد اللہ کی موت صرف ایک نشان نہیں بلکہ تین نشان ہیں (۱) اسکی موت کی نسبت میری پیشگوئی (۲) میری موت کی نسبت بطور مباہلہ اس کی پیشگوئی کہ گویا میں اس کی زندگی میں ہی مر جاؤں گا (۳) اسکی موت کی نسبت میری دعا جو قبول ہو گئی۔ منہ

نمونیا پلیگ سے مریگا کیونکہ طعنہ کا لفظ طاعون کی طرف اشارہ کرتا ہے اور نجا عربی زبان میں فراخ زخم کو کہتے ہیں اور نمونیا پلیگ کی بھی یہی صورت ہوتی ہے کہ پھیپھڑہ زخمی ہو کر پھٹ جاتا ہے اور اسمیں فراخ زخم ہو جاتا ہے اور عجیب تر یہ ہے کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی کی گئی اُس زمانہ میں اِس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا پس یہ اس قادر علیم کے عمیق در عمیق علم کا ایک نمونہ ہے کہ اُس نے سعد اللہ کی اس قسم کی موت کی اس وقت خبر دی جبکہ یہ تمام ملک طاعون سے پاک تھا۔

اور یہ جو مذکورہ بالا اشعار میں خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ میری زندگی میں ہی سعد اللہ کی موت ذلت اور رسوائی کے ساتھ ہوگی یہ پیشگوئی پوری طور پر ظہور میں آگئی اور نمونیا پلیگ نے چند گھنٹہ میں ہی اُس کا کام تمام کر دیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں وہ اِس دُنیا سے گذر گیا۔ مگر اس جگہ طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئی کیوں کی گئی تھی اور کیوں اُسکی گالیوں پر صبر نہ کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے چار برس پہلے سعد اللہ نے میری موت کی نسبت اور تمام جماعت کے مرتد اور منتشر ہونیکی نسبت پیشگوئی اپنی کتاب شہاب ثاقب میں شائع کی تھی اور اسمیں اُس نے صاف طور پر لکھا تھا کہ یہ شخص کذّاب اور مفتری ہے اِس لئے وہ ذلت کی موت سے مریگا اور اسکی جماعت متفرق اور منتشر ہو جائیگی اور بہت گندے الفاظ کے ساتھ میری ہلاکت کی خبر دی تھی اسلئے خدا تعالیٰ کی غیرت نے جو وہ صادقوں کے لئے رکھتا ہے اُسکی پیشگوئی کو اُسی پر اُلٹا دیا بدقسمت سعد اللہ نے اپنی کتاب میں جس کا نام اُس نے رکھا ہے شہاب ثاقب بر مسیح کاذب جس کے معنی ہیں کہ اس جھوٹے مسیح پر آگ پڑیگی۔٭ اور اس کو ہلاک کرے گی۔ میری نسبت یہ پیشگوئی کی تھی جو فارسی زبان میں شعر ہیں اور وہ یہ ہیں:-

اخذ یمین و قطع وتین است بہر تو	بے رونقی و سلسلہ ہائے مزوّری
اکنوں باصطلاح شما نام ابتلا است	آخر بروز حشر و بابِ وار خاسری

٭ طاعون بھی ایک آگ ہے جس آگ سے سعد اللہ ہلاک ہوا۔ منہ

ترجمہ ان اشعار کا یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب مذکور میں مجھے مخاطب کرکے لکھتا ہے کہ خدا کی طرف سے تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ خدا تجھے پکڑے گا اور تیری رگ جان کاٹ دیگا۔ تب تیرے مرنے کے بعد یہ جھوٹا تیرا سلسلہ تباہ ہو جائیگا اور اگرچہ تم کہتے ہو کہ ابتلا بھی آیا کرتے ہیں مگر آخر تو حشر کے دن اور نیز اس دنیا میں زیان کار اور نامراد مریگا اور پھر بعد اسکے آیۃ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا لکھ کر کہتا ہے کہ تو ہر جگہ ذلت پائیگا اور اس جہان میں اور اُس جہان میں تیری لئے عزت نہیں۔

اِس کے ان کلمات سے ظاہر ہے کہ وہ میری نسبت کیا آرزو رکھتا تھا جسکو وہ ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اپنے دل میں لے گیا یہ مقام منصفین کے بڑی غور کے لائق ہے کہ یہ دو طرفہ پیشگوئیاں مباہلہ کے طور پر تھیں یعنی اُس نے میری موت کی خبر دی تھی جسکو وہ خیال کرتا تھا کہ اُسکی زندگی میں ہی میری موت نہایت نامرادی ہی ہوگی اور موت کیلئے وہ بہت دعائیں کرتا تھا اور اسکو یقین تھا کہ ایسا ہی ہوگا دوسری طرف اُسکی پیشگوئی سے چار برس بعد مجھے خدا نے خبر دی کہ وہ میری زندگی میں ہی ذلت کی موت سے مریگا اور طاعون کی ایک قسم سے ہلاک ہوگا اور مَیں اپنی پیشگوئی کی تصدیق کیلئے اُسکی موت کے بارہ میں دعائیں کرتا تھا آخر خدا نے مجھے سچا کیا اور وہ میری پیشگوئی کے مطابق میری زندگی میں ہی جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی ہلاک ہوا اور جن حسرتوں اور ذلتوں کے ساتھ وہ مر گیا اُن کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اور یہ حسرت اور ذلت کچھ تھوڑی نہیں کہ جسکی وہ موت چاہتا تھا اور جسکے لئے وہ اپنی پیشگوئی شائع کر چکا تھا اُس کو نہ صرف زندہ چھوڑ گیا بلکہ لاکھوں انسانوں کو اُسکے تابع دیکھ گیا اور وہ جماعت جسکی بربادی اور تباہی کیلئے اُس نے پیشگوئی کی تھی اس کی غیر معمولی اور معجزانہ ترقی کو اُس نے بچشم خود دیکھ لیا اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ وہ یہ بھی دعائیں کرتا تھا کہ الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر کے برخلاف اپنی بہت سی اولاد دیکھ لیگا۔ لیکن اُس کی اولاد ہو کر مرتی گئی اور یہ ایک دلخراش دکھ تھا جو اُس نے بار بار دیکھا اور الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر کے بعد کوئی لڑکا اُسکے گھر میں پیدا نہ ہوا اور صرف

وہ بیٹا رہا جو پیشگوئی سے پہلے پیدا ہو چکا تھا اور بڑی عمر تک پہنچ گیا اور اب تک شادی اور بیاہ کا نام تک نہیں جیسا کہ اولاد ہو۔ اِس حسرت پر اُس کے یہ اشعار کافی ہیں جو اُسکی ایک مناجات میں ہیں جنکی قاضی الحاجات سُرخی ہے اور وہ یہ ہیں:-

جگر گوشہ ہا دادی اے بے نیاز — و لے چند زاں ہا گرفتی تو باز
دلِ من بنعم البدل شاد کن — بلطف از غم و غُصّہ آزاد کن
ز ازواج و اولادم اے ذوالمنن — بود ہر یکے قُرّۃ العین من
جگر پارہ ہائے کہ رفتند پیش — زہجر ہی شان دلم ریش ریش

ان دردناک اشعار پر نظر ڈال کر ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے کہ اولاد نہ ہونے اور مرجانے کی کس قدر حسرتیں اُسکے دل میں بھری ہوئی تھیں جن سے وہ نجات نہ پا سکا اور جیسا کہ اُسکی کتاب سے ثابت ہوتا ہے سولہ برس تک اپنی کثرت اولاد کے لئے اور میری موت اور تباہی کیلئے وہ دعائیں کرتا رہا۔ آخر جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی ان تمام دعاؤں سے نامراد رہ کر چند گھنٹہ میں لدھیانہ میں نمونیا پلیگ سے مر گیا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری زندگی میں اُسکی موت ہو بلکہ یہ چاہتا تھا کہ اُسکی زندگی میں میری موت ہو اس بارے میں اُس نے پیشگوئی بھی شائع کی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری اولاد ہو یا میری جماعت ترقی کرے اور اپنی اولاد کی کثرت چاہتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرے سلسلہ کی کوئی مدد کرے مگر ان تمام آرزوؤں سے نامراد رہ کر اس ذلت کے ساتھ مر گیا کہ کوئی مراد اُس کی پوری نہ ہوئی۔ اور میں نے اُسکو بار بار خبر دی تھی کہ الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں ابتر سے مراد خدا تعالےٰ کی یہی ہے کہ آئندہ اولاد کا سلسلہ اُس پر بند ہوگا اور اس کا بیٹا بھی ابتر ہی مریگا سو اُس نے دیکھ لیا کہ باوجود اسکے کہ پیشگوئی کے وقت سے بارہ سال تک وہ زندہ رہا اور دعائیں بھی کرتا رہا۔ لیکن بجز اُس لڑکے کے جو پیشگوئی کے وقت قریباً پندرہ سال کا تھا اور کوئی اولاد اُسکے گھر میں نہ ہوئی اور یہ حسرت بھی ساتھ لے گیا کہ بیٹے کی شادی نہ کر سکا پس پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مجموعہ ذلتوں کا اُسکے نصیب ہوا۔ اور اسی سعد اللہ کے بارے میں اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ مشتہرہ

٭ اب دیکھنا چاہیئے کہ اس کی نامرادی اور حسرت اور ذلت کی موت سے کیسے اس پیشگوئی کے معنی کھل گئے کہ ضرور ذلت اور رسوائی کی اُسکو موت دیگا جیسا کہ اس واقعہ سے بارہ برس پہلے اسکی نسبت انجام آتھم میں یہ پیشگوئی کیگئی تھی۔ اٰذَیْتَنِیْ خُبْثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ۔ اِنْ لَّمْ تَمُتْ بِالْخِزْیِ یَا ابْنَ بِغَاءٍ۔ یعنی تو نے اے سعد اللہ اپنی فطرتی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہونگا جب تک ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ پس اس سے بڑھکر ذلت اور کیا ہوگی کہ وہ میری موت چاہتا تھا مگر میری زندگی میں مر گیا اور میری نامرادی چاہتا تھا مگر میرے اقبال اور ترقی کو دیکھ گیا۔ منہ

پانچ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۲ پر جو کتاب انوار الاسلام کے ساتھ ملحق ہے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مندرجہ ذیل عبارت میں نے لکھی تھی اور وہ یہ ہے۔

حق سے لڑتا رہ آخر اے مُردار تو دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے عدوّ اللہ تو مجھ سے نہیں خدا سے لڑ رہا ہے۔ بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت یہ الہام ہوا ہے اِنّ شانئک ھو الابتر۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ سعد اللہ جو تجھے ابتر کہتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تیرا سلسلہ اولاد اور دوسری برکات کا منقطع ہو جائیگا ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ وہ خود ابتر رہے گا۔

یاد رہے کہ یہ فقرہ کہ اِنّ شانئک ھو الابتر زبان عرب میں بغیر مقابلہ کے نہیں آتا یعنی اس فقرہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے کسی نے ابتر کہا ہو پھر اسکے مقابل پر اسکو ابتر کہا جائے پس یہ فقرہ اس بات پر شاہد ہے کہ سعد اللہ مجھے ابتر کہتا تھا اور میری نسبت چاہتا تھا کہ میں ہر ایک خیر و برکت سے بے نصیب رہ کر اُسکے روبرو فوت ہو جاؤں اور میری نسل بھی منقطع ہو جائے پس جو کچھ اُس نے خدا سے میرے لئے چاہا خدا نے اسکے لئے کر دیا۔ میں نے اسکی ابتر اور نامراد مرنے کیلئے سبقت نہیں کی اور نہ میں نے یہ چاہا کہ وہ میرے روبرو ہلاک ہو مگر جب اُس نے ان باتوں میں سبقت کی اور کُھلے کُھلے طور پر اپنی کتاب شہاب ثاقب میں میری موت کی نسبت پیشگوئی شائع کی اور میرا دل دُکھایا اور دُکھ دینے میں حد سے بڑھ گیا۔ تب چار برس بعد میں نے اُسکے لئے دعا کی تو خدا نے مجھ کو اُسکی موت کی خبر دی اور نیز فرمایا کہ سعد اللہ جو تیرے ابتر رہنے کی پیشگوئی کرتا ہے وہ خود ابتر رہیگا۔ مگر میں تیری نسل کو قیامت تک قائم رکھوں گا۔ اور تو برکات سے محروم نہیں ہوگا اور میں یہاں تک تجھے برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اور ایک دنیا کو تیری طرف رجوع دوں گا مگر سعد اللہ خیر و برکت سے بے نصیب رہ کر تیری آنکھوں کے سامنے ذلت کی موت سے مریگا سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یہ ہیں خدا کی پیشگوئیاں جو ٹل نہیں سکتیں اگر یہ باتیں صرف بانی ہوتیں تو

کون مخالف آج میری اس پیشگوئی کو مانتا۔ لیکن یہ تمام باتیں آج سے بارہ برس پہلے میری کتابوں اور اشتہاروں میں شائع ہو چکی ہیں جن سے کسی مخالف کو گریز کی جگہ نہیں مگر وہی جو حیا اور شرم کو چھوڑ کر ابو جہل کی طرح روز روشن کو رات کہتا ہے اور آفتاب کو جو چمک رہا ہے بے نور قرار دیتا ہے۔ ایسا ہی اگر سعد اللہ میری موت اور ذلت اور نیز میری جماعت کے تباہ ہونے کی نسبت اپنی کتاب شہاب ثاقب میں پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اس وقت میری بات کون سن سکتا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ دونوں طرف سے مباہلہ کے رنگ میں پیشگوئیاں شائع ہو گئیں اور روز روشن کی طرح کھل گیا آخر کس کے حق میں خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ سعد اللہ کی نسبت میری کتابوں میں بعض سخت لفظ پاؤ گے اور تعجب کرو گے کہ اس قدر سختی اُسکی نسبت کیوں اختیار کی گئی۔ مگر یہ تعجب اُس وقت فی الفور دُور ہو جاویگا جب اسکی گندی نظم اور نثر کو دیکھو گے۔ وہ بدقسمت اس قدر گندہ زبانی اور دشنام دہی میں بڑھ گیا تھا کہ مجھے ہرگز امید نہیں کہ ابو جہل نے آنحضرت صلعم کی نسبت یہ بدزبانی کی ہو بلکہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ جسقدر خدا کے نبی دُنیا میں آئے ہیں اُن سب کے مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن ثابت نہیں ہوا جیسا کہ سعد اللہ تھا اُس نے مخالفت اور عناد کے کسی پہلو میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تھا اور چوہڑوں اور چماروں کو بھی وہ گندہ طریق گالیوں کا یاد نہیں ہوگا جو اُس کو یاد تھا سخت سے سخت الفاظ اور ناپاک سے ناپاک گالیاں اس شدت اور بیحیائی سے اُس کے مُنہ سے نکلتی تھیں کہ جبتک کوئی شخص اپنی ماں کے پیٹ سے ہی بدطینت پیدا نہ ہو ایسی فطرت کا انسان نہیں ہو سکتا ایسی انسانوں سے سانپوں کے بچے بھی اچھے ہوتے ہیں۔ میں نے اسکی بدزبانی پر بہت صبر کیا اور اپنے تئیں روکا کیا لیکن جب وہ حد سے گذر گیا اور اسکا اندرونی گند کا پُل ٹوٹ گیا تب میں نے نیک نیتی سے اُسکے حق میں وہ الفاظ استعمال کئیے جو محل پر چسپاں تھے اگرچہ وہ الفاظ جیسا کہ مذکورہ بالا الفاظ میں مندرج ہیں بظاہر کسی قدر سخت ہیں مگر وہ دشنام دہی کی قسم میں سے نہیں ہیں بلکہ واقعات کے مطابق ہیں اور عین ضرورت کے وقت لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک

نبی حلیم تھا مگر اُن سب کو واقعات کے متعلق ایسے الفاظ اپنے دشمنوں کی نسبت استعمال کرنے پڑے ہیں چنانچہ انجیل میں کس قدر نرم تعلیم کا دعویٰ کیا گیا ہے تاہم اُنہیں انجیلوں میں فقیہوں فریسیوں اور یہودیوں کے علماء کی نسبت یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ وہ مکار ہیں فریبی ہیں مفسد ہیں سانپوں کے بچے ہیں بھیڑیے ہیں اور ناپاک طبع اور خراب اندرون ہیں اور کنجریاں اُن سے پہلے بہشت میں جائینگی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں زنیم وغیرہ الفاظ موجود ہیں پس اس سے ظاہر ہے کہ جو لفظ محل پر چسپاں ہو وہ دشنام دہی میں داخل نہیں اور کسی نبی نے سخت گوئی میں سبقت نہیں کی بلکہ جس وقت بدطینت کافروں کی بدگوئی انتہا تک پہنچ گئی تب خدا کے اذن سے یا اُسکی وحی سے وہ الفاظ اُنہوں نے استعمال کیئے۔

ایسا ہی تمام مخالفوں کی نسبت میرا یہی دستور رہا ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی مخالف کی نسبت اُسکی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجّال رکھا اور میری پر فتوئے کفر لکھوا کر صدہا پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذّاب۔ مفسد۔ دجّال۔ مفتری۔ مکّار۔ ٹھگ۔ فاسق۔ فاجر۔ خائن رکھا تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ صحت نیت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں۔ میں نفسانی جوش سے کسی کا دشمن نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک سے بھلائی کروں مگر جب کوئی حد سے بڑھ جائے تو میں کیا کروں۔ میرا انصاف خدا کے پاس ہے ان سب موذی لوگوں نے مجھے دکھ دیا اور حد سے زیادہ دکھ دیا اور ہر ایک بات میں ہنسی اور ٹھٹھا کا نشانہ بنایا پس میں بجز اسکے کیا کہوں کہ یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔

یاد رہے کہ سعد اللہ میرے مقابلہ پر دو دفعہ مباہلہ کا نشانہ ہو چکا ہے پہلے تو انہیں عربی شعروں میں جو انجام آتھم میں میں لکھ چکا ہوں مباہلہ کے طور پر میں نے دعا کی ہے کہ خدا جھوٹے کو ہلاک کرے

چنانچہ اُن مباہلوں کے شعروں میں سے ایک شعر یہ ہے۔

یا من یریٰ قلبی ولبّ لحائی	یا ربّنا افتح بیننا بکرامۃٍ
تو میرے دل کی حالت کو جانتا ہے	یعنی اے خدا تو مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر

اور پھر سعد اللہ کی نسبت دوسرا شعر یہ ہے

إن لم تمت بالخزی یا ابن بغاءِ	اٰذیتنی خبثاً فلستُ بصادقٍ

یعنی تو نے اے سعد اللہ خباثت کی راہ سے مجھے دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر میرے سامنے ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔

پھر دوسری دفعہ جو میں نے سعد اللہ کو مباہلہ کا نشانہ بنایا اُسکا ذکر میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۶۷ میں ہے اور اس دعوتِ مباہلہ میں کئی مولوی اور شامل ہیں جن کے ناموں کی فہرست انجام آتھم کے صفحہ ۶۹ سے صفحہ ۷۲ تک کتاب مذکورہ میں درج ہے اور دعوت مباہلہ میں تمہیدی عبارت صفحہ ۶۷ - انجام آتھم پر یہ ہے۔

گواہ رہ اے زمین! اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اُس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد مباہلہ کیلئے حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنیوالوں کی مجلسوں سے الگ رہے اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین" اور کتاب انجام آتھم جس میں سخت معاند لوگوں کو مباہلہ کیلئے بلایا گیا ہے اور ایسے لوگوں کی اسمیں فہرست لکھی گئی ہے اس فہرست کے صفحہ ۷۰ کی پہلی سطر کو ہی دیکھو کہ پہلی سطر کے سر پر ہی اس بدقسمت سعد اللہ کا نام درج ہے چنانچہ لکھا ہے۔ | سعد اللہ نو مسلم مدرّس لودہانہ |

اس مباہلہ پر آج کے دن تک بارہ برس اور تین مہینے اور کئی دن گذر چکے ہیں پھر اسکے بعد اکثر لوگوں نے زبان بند کر لی اور جو بد زبانی سے باز نہ آئے اُن میں سے بہت کم ہوں گے جنہوں نے موت کا مزہ نہ چکھا۔ یا کسی ذلت میں گرفتار نہ ہوئے۔ چنانچہ نذیر حسین دہلوی جو ان سب کا سرغنہ تھا جو دعوت مباہلہ میں اوّل المدعوین ہے اپنے لائق بیٹے کی موت دیکھ کر ابتر ہونے کی حالت میں دنیا سے گذر گیا۔ رشید احمد گنگوہی جسکا نام دعوت مباہلہ کے صفحہ ۶۹ میں درج ہے مباہلہ کی دعوت اور بد دعا کی بعد اندھا ہو گیا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا

اور مولوی عبدالعزیز لدھیانوی اور مولوی محمد لدھیانوی جن کا ذکر بھی اسی صفحہ ۶۹ میں ہی بعد دعوت مباہلہ اس دُنیا کو چھوڑ گئے۔ اور ایسا ہی مولوی غلام رسول عرف رسل بابا جس کا ذکر دعوت مباہلہ کے صفحہ ۷۰ میں ہی بعد دعوت مباہلہ اور بددعا مذکورہ بالا کے بمقام امرتسر طاعون سے مرگیا۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری جس کا ذکر اسی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۷۰ میں ہی اور جس نے خود بھی اپنا مباہلہ اپنی کتاب فیض رحمانی میں شائع کیا تھا وہ کتاب کی تالیف سے ایک ماہ بعد مرگیا۔ اور اسکی موت کا یہی سبب نہیں کہ میں نے انجام آتھم کے صفحہ ۶۶ میں یعنی اُسکی سترھویں سطر میں اس پر اور دوسرے مخالفوں پر جو شرارتوں سے باز نہ آویں اور نہ مباہلہ کریں بددعا کی تھی اور اُن پر خدا کا عذاب چاہا تھا بلکہ اس کا اپنا مباہلہ بھی اسکے موت کا سبب ہوگیا کیونکہ اُس نے میرا اور اپنا ذکر کر کے خدا تعالیٰ سے ظالم کی بیخکنی ہونی چاہی تھی سو اسکے چند روز ہی کے بعد اسکی بیخکنی ہوگئی۔ اور اسی صفحہ ۷۰ میں مولوی اصغر علی کا نام درج ہے وہ بھی اس وقت تک بدگوئی سے باز نہ آیا جبتک خدا تعالیٰ کے قہر سے ایک آنکھ اُسکی نکل گئی۔ ایسا ہی اِس مباہلہ کی فہرست میں مولوی عبدالمجید دہلوی کا ذکر ہے جو فروری ۱۹۰۷ء میں بمقام دہلی ہیضہ سے گذر گیا*۔ ایسا ہی اور بہت سے لوگ تھے جو علماء یا سجادہ نشین کہلاتے تھے اور بعد اِس دعوت مباہلہ کے بدگوئی اور بدزبانی سے باز نہیں آئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے بعض کو تو موت کا پیالہ پلا دیا اور بعض طرح طرح کی ذلتوں میں گرفتار ہوگئے اور بعض اِس قدر دُنیا کے مکر اور فریب اور دُنیا طلبی کے گندے شغل میں گرفتار ہوگئے کہ حلاوت ایمان اُن سے چھین لی گئی ایک بھی اس بددعا کے اثر سے محفوظ نہ رہا۔ چونکہ سعد اللہ اپنی بدزبانی میں سب سے زیادہ بڑھ گیا تھا اسلئے نہ صرف اسکو نامرادی کی موت پیش آئی بلکہ ہر ایک ذلت سے اسکو حصہ ملا اور تمام عمر نوکری کر کے پھر بھی اس کا پیٹ نہ بھرا۔ آخر موت کے قریب آکر عیسائیوں کے مدرسہ میں نوکری اختیار کی اور علاوہ اِن تمام ذلتوں کے جو اسکو نصیب ہوئیں یہ آخری ذلت بھی اُسکو دیکھنی پڑی کہ پادریوں کا فرقہ جو دین اسلام کا دشمن ہے جن کے مدارس میں خلاف اسلام

* عبدالمجید جب میں پہلے دہلی گیا تھا خود میرے مکان پر آیا تھا اور کہتا تھا کہ یہ الہام شیطانی ہیں اور مسیلمہ کذاب سے مجھے تشبیہ دی اور کہا کہ اگر توبہ نہ کرو تو تقوّل اور افترا کا نتیجہ بھگتو گے۔ میں نے کہا کہ اگر میں مفتری ہوں تو میں افترا کی سزا پاؤں گا ورنہ جو شخص مجھے مفتری کہتا ہے وہ مواخذہ سے بچ نہیں سکتا آخر عبدالمجید میری زندگی میں ہی اپنے اس زبانی مباہلہ کے بعد مرگیا اور ان ایام میں اس نے میرے مقابل پر میری تکذیب کے بارے میں سخت الفاظ کے ساتھ ایک اشتہار بھی شائع کیا تھا اور شاید پیسہ پیسہ پر فروخت کیا تھا۔ منہ

وعظ کرنا ایک شرط ہے اور ہر روز یا ہر ایک ساتویں دن حضرت عیسیٰؑ کی خدائی کے بارے میں مدرسہ میں گمراہ کرنیوالی باتیں سُنانا انکا طریق ہے اس نے گوارا کر لیا کہ انکی جاکری اختیار کرے اور چونکہ عربی زبان میں ابتر معدم کو بھی کہتے ہیں یعنی ایسے مفلس کو جو سب اندوختہ کھو بیٹھے اس قسم کے ابتر ہونیکا مصداق بھی اپنے تئیں ثابت کر دیا کیونکہ اگر مالی برکت اسکو حاصل ہوتی تو وہ اپنے آخری دنوں میں پادریوں کے دروازہ پر گداگری اختیار نہ کرتا جو لوگ اپنے کالجوں اور سکولوں میں لازمی طور پر خلاف اسلام تعلیم دیتے ہیں کسی سچے مسلمان کا طریق نہیں کہ ان کی نوکری اختیار کرے۔

افسوس کہ یہ شخص سعد اللہ نام جو فوت ہو گیا ہے وہ بعض میری تقریری مباحثات بھی سُن چکا تھا اور اُسکو میری کتابیں دیکھنے کا بھی بہت موقعہ ملا تھا۔ مگر تعصب اور بغض ایک ایسی بلا ہے کہ وہ اُن سے کچھ فائدہ اُٹھا نہ سکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا کوئی مشتبہ امر نہ تھا خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بیان کر چکا اور اُس کا رسول معراج کی رات میں وفات یافتہ نبیوں میں اُسکو دیکھ چکا تھا دوسری طرف قرآن اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سب خلیفے اسلام کے اسی اُمّت میں سے آئینگے بلکہ حدیثوں میں یہ بھی آ چکا ہے کہ نازل ہونیوالا عیسیٰ اسی اُمّت میں سے ہے۔ پھر بھی وہ بدقسمت سمجھ نہ سکا اور پہلی کتابوں اور احادیث صحیحہ میں بڑا نشان آخری مسیح کا یہ دیا گیا تھا کہ وہ دجال کے ظہور کے وقت آئیگا اور قرآن شریف نے ظاہر کر دیا کہ وہ دجّال٭ پادریوں کا فرقہ ہے جن کا دن رات کام تحریف و تبدیل ہے کیونکہ دجّال کے یہی معنی ہیں جو تحریف و تبدیل کر کے حق کو چھپانیوالا ہو اور اسی کی طرف سورۃ فاتحہ اشارہ کرتی ہے ایسا ہی قرآن شریف کی اس آیت سے کہ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ثابت ہوتا ہے کہ دجّال عیسائیوں کے سوا کوئی علیحدہ گروہ نہیں ہوگا کیونکہ جبکہ غلبہ اور سلطنت قیامت تک عیسائیوں کیلئے مقدر ہے یا مسلمانوں کیلئے جو حقیقی متبع ہیں تو پھر کون ایماندار یہ گمان کر سکتا ہے کہ ایک اور شخص جو حضرت عیسیٰؑ کا مخالف ہے اور ان کو نبی نہیں جانتا تمام زمین پر اپنا تسلط جما لے گا

٭ دجال کے معنی بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنیوالا اور خدا کے کلام کی تحریف کرنیوالا ہو اُسکو دجّال کہتے ہیں سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اس کام میں سب سے بڑھکر ہیں کیونکہ دوسروں کا دجل اور فریب تو کمتر درجہ پر ہے مگر ان لوگوں کا دجل اسقدر ہے کہ خواہ نخواہ انسان کو خدا بنانیکے لئے کروڑہا روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور لاکھوں رسالے اور کتابیں دنیا میں شائع کی ہیں اور اسی غرض سے زمین کے کناروں تک سفر کرتے ہیں پس اسی وجہ سے وہ دجّال اکبر ہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق دوسرے کسی دجّال کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ دجّال گرجا سے نکلیگا اور جس قوم میں سے ہوگا وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کریگی اور قیامت تک انکی طاقت اور قوت رہیگی پھر جبکہ یہ حال ہے تو کونسی زمین باقی رہی جس میں ہمارے مخالفوں کا فرضی دجّال ظہور کریگا۔ منہ

ایسا خیال تو نص صریح قرآن شریف کے مخالف ہے۔ ایسا ہی گرجا والی حدیث جو صحیح مسلم میں ہے یعنی یہ کہ گرجا میں سے دجّال نکلیگا اس آیت ممدوحہ کی موید ہے اور واقعات بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کیونکہ جس عظیم الشان فتنہ کی خبر دی گئی تھی آخر کار وہ پادریوں کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوا۔ انسان کی عقلمندی کی یہ بھی ایک علامت ہے کہ واقعات پر بھی نظر کرے اور سوچ کر دیکھے کہ آثار اور علامات جو پیدا ہوئے ہیں وہ کس پہلو کی تائید کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس دُنیا کو ایک دن مقرر کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر کے وقت سے تشبیہ دی ہے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ عصر ہوا تو پھر اب تیرہ سو چوبیس[۱۳۲۴] برس کے بعد اس زمانہ کا کیا نام رکھنا چاہیئے کیا یہ وقت قریب غروب نہیں اور پھر جب قریب غروب ہوا تو مسیح کے نازل ہونیکا اگر یہ وقت نہیں تو پھر اسکے بعد تو کوئی وقت نہیں۔

اسی طرح احادیث صحیحہ میں جو بعض ان کی صحیح بخاری میں پائی جاتی ہیں آنحضرت صلعم کے زمانہ کو عصر سے تشبیہ دی ہے۔ پس اس سے ماننا پڑتا ہے کہ ہمارا زمانہ قیامت کے قرب کا زمانہ ہے اور پھر دوسری حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عمر دُنیا کی سات ہزار سال ہے۔ اور قرآن شریف کی اس آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ یعنی ایک دن خدا کے نزدیک تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دن سات ہیں پس اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہے جیسا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ سورۃ العصر کے عدد جس قدر حساب جمل کی رُو سے معلوم ہوتے ہیں اسی قدر زمانہ نسل انسان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک بحساب قمری گذر چکا تھا کیونکہ خدا نے حساب قمری رکھا ہے اور اس حساب سے ہماری اس وقت تک نسل انسان کی عمر چھ ہزار برس تک ختم ہو چکی ہے اور اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں اور یہ ضرور تھا کہ مثیل آدم جس کو دوسرے لفظوں میں مسیح موعود کہتے ہیں چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جو جمعہ کے دن کے قائم مقام

ہے جس میں آدم پیدا ہوا۔ اور ایسا ہی خدا نے مجھے پیدا کیا پس اسکے مطابق چھٹے ہزار میں میری پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میں معمولی دنوں کی رو سے بھی جمعہ کے دن پیدا ہوا تھا اور جیسا کہ آدم نر اور مادہ پیدا ہوئے تھے میں بھی توام کی شکل پر پیدا ہوا تھا ایک میرے ساتھ لڑکی تھی جو پہلے پیدا ہوئی اور بعد میں اسکے میں پیدا ہوا۔ یہ تو وہ امور ہیں جو میری سوانح پر نظر کرکے طالب حق کو دلائل واضحہ دیتے ہیں۔ مگر سوائے اسکے ہزارہا اور نشان ہیں جن میں سے بطور نمونہ ہم کچھ لکھ چکے ہیں۔

یاد رہے کہ میرے نشانوں کو سنکر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے کہ ابو جہلی مادّہ کے جوش سے انکار کیلئے کچّے حیلے پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ ابھی انہوں نے یہی عادت دکھلائی اور محض افترا کے طور پر اپنے پرچہ اہل حدیث ۸ فروری ۱۹۰۷ء میں میری نسبت یہ لکھدیا ہے کہ مولوی عبد الکریم کی صحت یاب ہونے کی نسبت جو انکو الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور صحت یاب ہو جائیگا مگر آخر وہ فوت ہو گیا۔ اس افترا کا ہم کیا جواب دیں بجز اسکے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتا دیں کہ اگر مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کے صحت یاب ہونیکی نسبت الہام مذکورہ بالا ہو چکا ہے تو پھر یہ الہامات مندرجہ ذیل جو پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں شائع ہو چکے ہیں کس کی نسبت تھے یعنی کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ سال کی عمر انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون اس نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا۔ انّ المنایا لا تطیش سہامہا۔ یعنی موتوں کے تیر ٹل نہیں سکتے۔

واضح ہو کہ یہ سب الہام مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت تھے۔ ہاں ایک خواب میں اُن کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یاب ہیں مگر خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابوں کو دیکھ لو۔ خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت اور کبھی صحت سے مراد موت ہوتی ہے۔ اور کئی مرتبہ خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اسکی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے۔ یہ ہے حال ان مولویوں کا جو بڑے دیانت دار کہلاتے ہیں۔ جھوٹھ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بُرا کام نہیں ایسے

جھوٹ کو خدا نے رجس کے ساتھ مشابہت دی ہے مگر یہ لوگ جس سے پرہیز نہیں کرتے ہمنے اس قدر وضاحت سے سعداللہ کا مرنا پیشگوئی کے مطابق ثابت کر کے لکھا ہے مگر کیا مولوی ثناءاللہ صاحب مان لینگے ؟ نہیں بلکہ کوشش کرینگے کہ کسی طرح ردّ کریں ان لوگوں کا خدا تعالیٰ اسی جنگ ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو یہ برکات اسکے شامل حال نہ ہوتیں کیا کوئی ایماندار خدائے عزّوجلّ کی نسبت ان افعال کو منسوب کر سکتا ہے کہ ایک شخص کو وہ دعوئے الہام کے بعد تیس بتیس برس کی مہلت دے اور دن بدن اسکے سلسلہ کو ترقی بخشے اور ایسے وقت میں جبکہ اُسکے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا یہ بشارت اُسکو دی کہ لاکھوں انسان تیرے سلسلہ میں داخل کیئے جائینگے اور کئی لاکھ روپیہ اور طرح طرح کے تحائف لوگ تجھے دینگے اور دور دور سے ہزارہا لوگ تیرے پاس آئینگے یہانتک کہ وہ راہ گہرے ہو جائینگے اور انہیں گڑھے پڑ جائینگے جن راہوں سے وہ آئینگے تجھے چاہیئے کہ انکی کثرت کی وجہ سے تو تھک نہ جائے اور ان سے بداخلاقی نہ کرے خدا تجھے تمام دُنیا میں شہرت دیگا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھائیگا اور خدا تجھے نہیں چھوڑیگا جبتک وہ رُشد اور گمراہی میں فرق کر کے نہ دکھلاوے اور دشمن زور لگائینگے اور طرح طرح کے مکر اور فریب اور منصوبے استعمال کرینگے مگر خدا انہیں نامراد رکھیگا۔ خدا ہر ایک قدم میں تیرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں تجھے فتح دیگا۔ اور تیرے ہاتھ پر اپنے نور کو پورا کریگا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اُٹھاؤنگا مَیں تجھے دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچاؤنگا اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں۔ اگرچہ لوگ تیری بچانیکی کچھ پروا نہ رکھیں مگر مَیں تجھے ضرور بچاؤنگا۔

یہ اس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس۳۰ برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور یہ تمام الہام براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب چھبیس ۲۶ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جسمیں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف۔

کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک احد من الناس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا
پھر بعد اسکے آہستہ آہستہ ترقی ہوئی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تیس بتیس برس پہلے پیشگوئی
کی تھی وہ سب باتیں ظہور میں آگئیں اور اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آکر سلسلہ بیعت
میں داخل ہو چکا ہے اور درحقیقت اس کثرت سے لوگ بیعت کے لئے قادیان میں آئے کہ اگر مجھے
یہ الہام یاد نہ ہوتا وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ تو انکی ملاقاتوں سے
تھک جاتا اور جیسا کہ شرط ہے طریق اخلاق کو بجا نہ لا سکتا مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اُسکی رحمت ہے
کہ اُس نے ان واقعات سے تیس بتیس برس پہلے مجھ کو ان واقعات کی خبر دیدی اور ڈاکخانوں کے
رجسٹروں سے تحقیق ہو سکتا ہے کہ اب تک مالی فتوحات میں کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور اس سے
زیادہ وہ روپیہ ہے جو لوگ خود آکر دیتے ہیں اور بعض لوگ خطوط کے ذریعہ سے نوٹ بھیجدیتے
ہیں اور تخمیناً تین ہزار کے قریب اس سلسلہ کی ہر ایک مد کا ماہواری خرچ ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان
دنوں میں ماہوار آمدنی بھی اسی قدر ہے حالانکہ جس زمانہ میں ان فتوحات مالیہ کی پیشگوئی براہین احمدیہ
میں شائع ہوئی تھی اُس زمانہ میں کوئی شخص ایک پیسہ سالانہ بھی نہیں دیتا تھا اور نہ کوئی امید تھی
اور اس پیشگوئی پر تیس بتیس برس گذر گئے اور اُس زمانہ کی ہے جبکہ سال میں ایک پیسہ بھی کسی
طرف سے نہیں آتا تھا اور نہ کوئی میری جماعت میں داخل تھا بلکہ میں اس تخم کی طرح تھا جو زمین کے اندر
پوشیدہ ہو جیسا کہ براہین احمدیہ میں جسکے شائع ہونے پر چھبیس برس گذر گئے خدا تعالیٰ نے میری
نسبت یہ گواہی دی ہے اور وہ یہ الہام ہے۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ
الْوَارِثِیْنَ یعنی دُعا کر کہ اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ۔ اس سے ظاہر ہے کہ میں اس وقت جبکہ
یہ پیشگوئی فرمائی گئی۔ اکیلا تھا۔ اور پھر دوسرا الہام براہین احمدیہ میں میری نسبت یہ ہے کَزَرْعٍ
اَخْرَجَ شَطْأَهٗ یعنی میں اس بیج کی طرح تھا جو زمین میں بویا گیا اور نہ صرف یہ الہامات ہیں بلکہ اس قصبہ
کے تمام لوگ اور دوسرے ہزارہا لوگ جانتے ہیں کہ اُس زمانہ میں درحقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا
جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے بعد اسکے خدا تعالیٰ کی

قدرت نے وہ جلوے دکھلائے کہ جو اسکی ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔

اور پھر خدا تعالیٰ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ صدہا دعائیں میری قبول کیں جنمیں سے نمونہ کے طور پر اس کتاب میں درج ہیں۔ ہر ایک نے جو میری پر مقدمہ کیا اسمیں مَیں نے ہی فتح پائی اور فتح سے پہلے مجھے خبر دی گئی کہ تیرا دشمن مغلوب ہوگا اور ہر ایک نے جو مجھ سے مباہلہ کیا آخر خدا نے یا تو اسے ہلاک کیا اور یا ذلت اور تنگئ معاش کی زندگی اسکو نصیب ہوئی یا اسکی قطع نسل ہوگئی اور ہر ایک جو میری موت چاہتا رہا اور بدزبانی کی آخر وہ آپ ہی مرگیا۔ اور اتنے نشان خدا نے میری تائید میں دکھلائے کہ وہ شمار سے باہر ہیں۔ اب کوئی خدا ترس جس کے دل میں خدا کی عظمت ہے اور کوئی دانشمند جسکو کچھ حیا اور شرم ہے یہ بتلاوے کہ کیا یہ امر خدا تعالیٰ کی سنّت میں داخل ہے کہ ایک شخص جس کو وہ جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے اس سے خدا تعالیٰ یہ معاملات کرے؟ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہوا تو اس زمانہ میں مَیں جوان تھا اب مَیں بوڑھا ہوا اور ستّر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اُس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گذر گئے۔ مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا اُس نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا مَیں مفلس نادار تھا اُس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھکو فتح دی اور صدہا میری دعائیں منظور کیں اور مجھکو وہ نعمتیں دیں کہ مَیں شمار نہیں کر سکتا پس کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس پر افترا کرتا ہے جبکہ مَیں میری مخالفوں کی رائے میں تیس بتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں ان پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کے وقت میں اُنکو میرے مقابل پر ہلاک کرتا ہے یا ذلت کی مار سے پامال کر دیتا ہے اور اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے اور اسقدر ہر ایک میدان میں

اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کے وقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جبتک اُس کی نظر میں کوئی صادق نہ ہو ایسی مدد اسکی وہ کبھی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اُسکے لئے ظاہر کرتا ہے۔* پھر بھی اگر مولوی ثناء اللہ صاحب جو آج کل ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین میں دوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہیں اِس گندے طریق سے باز نہیں آتے تو میں بخوشی قبول کرونگا اگر وہ مجھ سے درخواست مباہلہ کریں۔ لیکن امرتسر میں یہ مباہلہ نہیں ہوگا۔ ابھی تک مجھے وہ وقت بھولا نہیں جب میں ایک مجمع میں اسلام کی خوبیاں بیان کرنیکے لئے کھڑا ہوا تھا اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس وقت اس جگہ کے اہل حدیث نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس طرح شور کرکے اور پوری طور پر سفاہت دکھلا کر میری تقریر بند کرادی اور جب میں سوار ہوا تو اینٹیں اور پتھر میری طرف چلائے اور حکام کی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پس ایسی جگہ مباہلہ کیلئے موزون نہیں ہاں قادیان موزون ہے اور اس جگہ میں خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی عزت اور جان کا ذمہ وار ہوں اور آمد و رفت کا کل خرچ جو امرتسر سے قادیان تک ہوگا میں ہی دیدونگا۔ مگر یہ شرط ہوگی کہ دو گھنٹہ تک پہلے میں اپنی سچائی کے وجوہات اُنکو سناؤنگا۔

اور اگر وہ قادیان میں آنا گوارا نہ کریں تو اس طرح بھی مباہلہ ہو سکتا ہے کہ اِس کتاب حقیقۃ الوحی میں جو کچھ میں نے اپنی سچائی ثابت کرنیکے دلائل لکھے ہیں انکی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کا امتحان مباہلہ سے پہلے کرلونگا اور وہ صرف دس سوال ہونگے کہ متفرق مقامات کتاب حقیقۃ الوحی میں سے اُن سے دریافت کئے جائینگے تا معلوم ہو کہ انہوں نے بغور تمام کتاب کو دیکھ لیا ہے پس اگر انہوں نے ان سوالوں کا جواب کتاب کے موافق دیدیا تو تحریری مباہلہ جانبین کیطرف سے شائع ہو جائیگا۔ اگر اس طریق پر وہ راضی ہوں تو ایک نسخہ کتاب حقیقۃ الوحی کا میں انکی طرف روانہ کردونگا اور روز کا جھگڑا اس سے فیصلہ پا جائیگا اور ان کا اختیار ہوگا کہ کتاب پہنچنے کے بعد امتحان مذکورہ بالا کی طیاری کیلئے ایک دو ہفتہ تک مجھ سے مہلت مانگ لیں۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اور اُنکے دوسرے بھائی علماء میری تکذیب کے وقت

* یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جسقدر بجز میرے لوگوں نے مجدد ہونے کے دعوے کئے تھے جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبد الحی لکھنوی وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک مَیں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے۔ منہ

خدا تعالیٰ کی شریعت کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بناتے ہیں۔ کیا مولوی کہلا کر ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں کا تخلّف جائز ہے اور جس کسی کے حق میں خدا تعالیٰ وعید کی پیشگوئی کرے اور وہ توبہ اور تضرع زاری کرے اور شوخی نہ دکھلاوے تو وہ پیشگوئی ٹل سکتی ہے جیسا کہ قوم کی تضرع اور زاری سے یونس نبی کی پیشگوئی ٹل گئی جس سے یونس نبی کو بڑا ابتلا پیش آیا اور وہ پیشگوئی کے ٹل جانے سے رنجیدہ ہوا اسلئے خدا نے اسکو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا۔ اور جب خدا تعالیٰ کے ایسے تصرفات پر شک کرنے سے ایک مقبول نبی مورد عتاب ہوا اور موت کے قریب اسکی نوبت پہنچی تو پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا کہ صرف انکار ہی نہیں بلکہ ہزاروں شوخیوں اور بے ادبیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ایسے تصرفات سے انکار کرتے ہیں اور نہایت بیباکی سے بار بار کہتے ہیں کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور شرط کا ذکر بھی نہیں کرتے کیا یہی دیانت ہے کیا یہی ایمانداری ہے۔ یونسؑ نبی کی پیشگوئی میں تو کوئی شرط بھی نہیں تھی پھر خدا نے قوم کا تضرع اور گریہ و بکا دیکھ کر عذاب کو ٹال دیا۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا اور انکو خوب معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت تھی سو احمد بیگ عین پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا سو افسوس کہ ثناء اللہ اور دوسرے مخالف احمد بیگ کی وفات کا ذکر بھی نہیں کرتے اور دوسری شاخ کا ذکر کرتے ہیں یعنی یہ کہ اسکا داماد اب تک زندہ* ہے۔

یہ ہے دیانت ان لوگوں کی کہ جو سچائی ظہور میں آگئی اُس کو چھپاتے ہیں اور جس کی ابھی انتظار ہے اسکو بصورت اعتراض پیش کر دیتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ احمد بیگ اور اسکے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی آتھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو شائع ہو چکے ہیں یہ ہیں۔

ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری دختر اور دختر کی دختر پر ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے جو پہلے سے شائع ہو چکا ہے۔ پھر جبکہ احمد بیگ کی موت نے جو اس پیشگوئی کی ایک شاخ تھی اسکے اقارب کے دلوں میں سخت خوف پیدا کر دیا اور انکو خیال آیا کہ دوسری شاخ بھی

* یاد رہے کہ مولوی ثناء اللہ نے صرف ان پیشگوئیوں پر اعتراض نہیں کیا بلکہ محض افترا کے طور پر جو نجاست خوری میں داخل ہے میری پیشگوئیوں پر اور حملے بھی کئے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ تازہ بتازہ جواب دے رہا ہے اسلئے انکے افتراؤں کی کچھ بھی پروا نہیں۔ منہ

معرضِ خطر میں ہے کیونکہ ایک ٹانگ اِس پیشگوئی کی میعاد کے اندر ٹوٹ چکی تھی تب اُن کے دل خوف سے بھر گئے اور صدقہ خیرات دیا اور توبہ استغفار میں مشغول رہے تو خدا تعالیٰ نے اِس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں ان لوگوں کی خوف کی وجہ یہ تھی کہ یہ پیشگوئی نہ صرف احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی بلکہ خود احمد بیگ کی موت کی نسبت بھی تھی اور پہلا نشانہ اُس پیشگوئی کا وہی تھا بلکہ مقدم بالذات وہی تھا۔ پھر جب احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور بکمال صفائی سے اسکی نسبت پیشگوئی پوری ہوگئی تب اُس کے اقارب کے دل سخت خوف سے بھر گئے اور اتنے روئے کہ اُنکی چیخیں اس قصبہ کے کناروں تک جاتی تھیں اور بار بار پیشگوئی کا ذکر کرتے تھے اور جہاں تک اُن سے ممکن تھا توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات میں مشغول ہوئے تب خدائے کریم نے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی۔✤

پس یہ کس قدر بیحیائی کا طریق ہے کہ باوجود علم اِس بات کے کہ وعید کی پیشگوئیاں ٹل سکتی ہیں اور ہمیشہ ٹلتی رہتی ہیں☆ پھر بھی شور مچانا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ پر ایمان ہی نہیں آخر شوخی اور انکار کی ایک حد ہے حد سے بڑھنا خدا تعالیٰ کے عذاب کی نشانی ہے مجھے بار بار تعجب آتا ہے کہ طاعون سر پر ہے اور بڑے بڑے زلزلوں کا خدا نے وعدہ دیا ہے اور آثارِ قیامت ظاہر ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ یہ لوگ کیوں ڈرتے نہیں۔❋

☆حاشیہ۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ بیان کرتا ہوں کہ اس بارہ میں خود اپنی ذات کی نسبت اور اپنے دوستوں کی نسبت صاحبِ تجربہ ہوں کہ صبح ایک بلا نازل ہونے کی پیشگوئی خدا نے فرمائی اور شام کو وہ کثرتِ دُعا کی وجہ سے ٹل گئی اور یہ مجھے بشارت دی گئی کہ ہم نے اس بلا کو ٹال دیا۔ پس اگر میری تکذیب کے لئے یہی دلائل دشمنوں کے ہاتھ میں ہیں تو صدہا نظیریں اسکی خود میری سوانح اور میری عزیزوں کے سوانح میں موجود ہیں تعجب کہ ہمارے مخالف ان تمام قصوں کو بھی بھول جاتے ہیں جو خود تفسیروں اور حدیثوں میں پڑھتے ہیں چنانچہ انکی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ بنی اسرائیل میں تھا اور وقت کے پیغمبر نے اُسکی نسبت یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ پندرہ دن کے اندر مر جائے گا وہ اس پیشگوئی کو سُنکر بہت رویا اور اس قدر رویا کہ اس پیغمبر پر دوبارہ وحی نازل ہوئی کہ ہم نے اُسکے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دیئے۔ یہ پیشگوئی اب تک بائیبل میں بھی موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے۔ منہ

✤حاشیہ۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے کوشش کی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ باوجود قرآن شریف کے [illegible] اندر ہی اندر جاہل اور [illegible] ہیں۔ کیا خدا نے پیشگوئیوں کے پورا کرنے کے لئے کوشش کرنا حرام کر دیا ہے کیا ان کو وہ حدیث بھی یاد نہیں جس میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے ایک صحابی کو سونے کے کڑے پہنا دیئے تھے اور یہ بھی حدیث ہے کہ اگر کوئی رؤیا دیکھے اور اس کو خود پورا کر سکے تو اپنی کوشش سے اس خواب کو سچی کر دے۔ منہ

❋آج ۲۸- فروری ۱۹۰۷ء کو وقت صبح روز پنجشنبہ یہ الہام ہوا سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ منہ

اسی وجہ سے مجھے آج یہ لکھنا پڑا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنی شوخیوں سے باز نہیں آتا تو اُس کا یہی علاج ہے کہ مباہلہ کی درخواست کرے۔ یہ بھی اسکی بدقسمتی ہے کہ چند متضاد حدیثوں پر ناز کرکے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے انکار کرتا ہے[*] اور وعید کی پیشگوئیوں کو عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بار بار پیش کرتا ہے اور خود جانتا ہے کہ کبھی وعید کی پیشگوئی کو ٹال دینا سنۃ اللہ میں داخل ہے اس بات کو کون نہیں جانتا کہ صدقہ اور خیرات اور تضرع اور دعا سے ردّ بلا ہو سکتا ہے تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے پھر اگر بلا والی پیشگوئی ٹل نہیں سکتی تو پھر ردّ بلا کے کیا معنی ہوئے؟ اور یاد رہے کہ جس قسم کی مسیح موعود اور مہدی معہود کی نسبت پیشین گوئیاں ہیں قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ ایسی پیشگوئیاں ابتلا اور امتحان سے خالی نہیں ہوتیں اور ان میں اجمال ہوتا ہے اسی وجہ سے قبل از وقوع انکی اصل حقیقت سمجھنے میں دھوکہ پڑ سکتا ہے اور اُنکے معنی آخر پر جا کر کُھلتے ہیں اِسی وجہ سے یہود کو باوجود موجود ہونے پیشگوئی کے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھی یہ نصیب نہ ہوا کہ ایمان لے آویں۔ اگر اس پیشگوئی میں یہ تصریح ہوتی کہ اس آخری رسول کا نام محمد ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا اور اسکا مولد مکّہ ہوگا اور اُسکا ہجرت گاہ مدینہ ہوگا اور موسیٰ نبی سے اتنی مدت بعد پیدا ہوگا اور بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا (نہ بنی اسرائیل میں سے) تو بدقسمت یہودی انکار کرکے واصل جہنم نہ ہوتے۔ اور اگر حضرت عیسےٰ کی نسبت پیشگوئی میں تصریح بیان کیا جاتا کہ وہ الیاس نبی جس کا ان سے پہلے آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے وہ یحیٰی ذکریا کا بیٹا ہوگا اور آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوگا تو پھر بدبخت یہود حضرت عیسیٰ سے انکار کرکے کیوں دوزخ میں پڑتے۔ پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہیں تھی جسکے بارے میں تصریح نہایت مفید تھی اور عام مخلوق کے لئے نہایت ضروری تھی جبکہ اس پیشگوئی کے سمجھنے میں بھی لوگوں نے ٹھوکریں کھائیں تو پھر دوسری پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کرنا قرین قیاس ہے اور ایسا ہی جو حضرت عیسیٰؑ کی نسبت پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہیں تھی تو پھر مسیح موعود اور مہدی مسعود

[*] یاد رہے کہ یہ دعویٰ کہ احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہے بالکل جھوٹ ہے کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مسیح آنیوالا اسی اُمت میں سے ہوگا پس اِس تکلّف کی کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے نازل کرکے اُمت میں داخل کیا جائے اور نبوت سے معطل کیا جائے کیا خدا تعالیٰ الیاس نبی کی طرح اسی اُمت میں سے عیسیٰ پیدا نہیں کرسکتا جبکہ اُس کے لئے ایک نظیر موجود ہے تو اسقدر تکلفات کی کیا حاجت ہے اور پھر انہیں حدیثوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ انبیاء میں دیکھا (باقی دیکھو صفحہ ۳۴)

کی نسبت پیشگوئی کیونکر امتحان سے خالی ہوسکتی ہے۔ کیا جیسا کہ سمجھا جاتا تھا اور جیسا کہ یہود کے علماء کا خیال تھا اور آجتک خیال ہے الیاس نبی دوبارہ حضرت عیسٰی سے پہلے دنیا میں آگیا؟ پھر کس طرح حضرت عیسٰی کے دوبارہ آنیکی امید رکھی جاتی ہے ایمانداروں کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقعہ میں ایسا خیال جھوٹا ثابت ہوگیا تو پھر چاہیئے کہ عمر بھر اسکا نام نہ لیں۔ یہود کی امیدیں الیاس کے دوبارہ آنیکے بارہ میں کہاں پوری ہوگئیں کہ اب مسلمانوں کی امیدیں پوری ہوجائینگی لا یلدغ المؤمن من جحرٍ واحدٍ مرّتین۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں کی حقیقت کو وہ زمانہ کھولتا ہے جو اُن کے ظہور کا زمانہ ہوتا ہے اور اس سے پہلے متقی اور پرہیزگار لوگ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں پر ایمان تو لاتے ہیں مگر ان کی تفاصیل کو خدا کے حوالے کردیتے ہیں اور جو لوگ اپنی طرف سے قبل از وقت دخل دیتے ہیں اور اس پر ضد کرتے ہیں وہی ٹھوکر کھاتے ہیں۔

(۴) منجملہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کے جو میری تائید میں ظاہر ہوئے نواب صدیق حسن خان وزیر ریاست بھوپال کے بارہ میں نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے بعض اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ جب مہدی معہود پیدا ہوگا تو غیر مذاہب کے سلاطین گرفتار کرکے اُسکے سامنے پیش کئے جائیں گے اور یہ ذکر کرتے کرتے یہ بھی بیان کردیا کہ چونکہ اس مُلک میں سلطنت برطانیہ ہے اِسلئے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت اس ملک کا عیسائی بادشاہ اسی طرح مہدی کے روبرو پیش کیا جائیگا۔ یہ الفاظ تھے جو اُنہوں نے اپنی کتاب میں شائع کئے تھے جو اب تک اُنکی کتابوں میں موجود ہیں اور یہی موجب بغاوت سمجھے گئے اور یہ اُنکی غلطی تھی کہ اُنہوں نے ایسا لکھا کیونکہ ایسے خونی مہدی کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں بلکہ محدثین کا اتفاق ہے کہ مہدی غازی کے بارہ میں جس قدر حدیثیں ہیں کوئی بھی ان میں جرح سے خالی نہیں سب مخشوش اور صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں البتہ مسیح موعودؑ کے آنے کیلئے بہت سی حدیثیں موجود ہیں سو اُن کے ساتھ یہ بھی الفاظ موجود ہیں کہ وہ جہاد نہیں

(بقیہ حاشیہ) اور حضرت یحییٰ کے پاس بیٹھے دیکھا تو اب ان کے فوت ہونے میں کیا شک رہا اور پھر دوسری طرف قرآن شریف صاف طور پر انکی وفات کی گواہی دیتا ہے کیا آیت فلما توفیتنی ان کی وفات پر قطعیۃ الدلالت نہیں اور رفع جسمانی پر کیوں زور دیتے ہیں کیا رفع روحانی نہیں ہوا کرتا اور آیت تو خود کہتی ہے کہ رفع روحانی ہے کیونکہ توفی کے بعد اسکا ذکر ہے اور یہ اعتراض کیوں کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ مہدی بھی آنا چاہیئے تھا کیا یہ حدیث یاد نہیں رہی کہ لا مھدی الّا عیسٰی۔ منہ

کریگا۔ اور کفار کے ساتھ کوئی لڑائی نہیں کریگا اور اُسکی فتح محض آسمانی نشانوں سے ہوگی چنانچہ صحیح بخاری میں مسیح موعودؑ کی نسبت حدیث یضع الحرب موجود ہے یعنی جب مسیح موعود آئیگا تو جنگ اور جہاد کی رسم کو اُٹھا دیگا اور کوئی جنگ نہیں کریگا اور صرف آسمانی نشانوں اور خدائی تصرفات سے دین اسلام کو زمین پر پھیلائیگا ✣۔ چنانچہ میرے وقت میں اب یہ آثار دنیا میں موجود بھی ہو رہے ہیں اور یہی سچ ہے اور مَیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود ہوں خدا نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ مَیں جہاد کروں اور دین کیلئے لڑائیاں کروں بلکہ مجھے یہ حکم دیا ہے کہ مَیں نرمی کروں اور دین کی اشاعت کے لئے خدا سے مدد مانگوں اور آسمانی نشان اور آسمانی حملے طلب کروں اور مجھے اُس خدائے قدیر نے وعدہ دیا ہے کہ میرے لئے بڑے بڑے نشان دکھائے جائیں گے اور کسی قوم کو طاقت نہیں ہوگی کہ میرے خُدا کے مقابل پر جو آسمان سے میری مدد کرتا ہے اپنے باطل خداؤں کا کوئی نشان ظاہر کر سکیں۔ چنانچہ میرا خدا اب تک میری تائید میں صدہا نشان ظاہر کر چکا ہے۔

پس نواب صدیق حسن خان کا یہ خیال صحیح نہیں تھا کہ مہدی کے زمانہ میں جبر کر کے لوگوں کو مسلمان کیا جائیگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین اسلام میں جبر نہیں ہے ہاں عیسائی لوگ ایک زمانہ میں جبراً لوگوں کو عیسائی بناتے تھے مگر اسلام جب سے ظاہر ہوا وہ جبر کے مخالف ہے جبر اُن لوگوں کا کام ہے جن کے پاس آسمانی نشان نہیں مگر اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جسقدر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات ان کے مرنیکے ساتھ ہی مر گئے مگر ہمارے نبی صلی اللہ وسلم کے معجزات ابتک ظہور میں آ رہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں مگر کہاں ہیں وہ پادری یا یہودی یا اور قومیں جو ان نشانوں کے مقابل پر نشان دکھلا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!!! اگرچہ کوشش کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی

✣ یہ بات قرین قیاس بھی ہے کہ جب مسیح کے نفس سے ہی یعنی اسکی توجہ سے ہی کافر خود بخود مرتے جائیں گے تو پھر باوجود موجود ہونے ایسے معجزہ کے تلوار اٹھانا بالکل غیر معقول ہے ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ خود دشمنوں کو مارتا جائیگا تو پھر تلوار اُٹھانے کی حاجت ہی کیا ہے۔ منہ

ایک نشان بھی دکھلا نہیں سکتے کیونکہ ان کے مصنوعی خدا ہیں۔ سچے خدا کے وہ پیرو نہیں ہیں۔

اسلام معجزات کا سمندر ہے اس نے کبھی جبر نہیں کیا اور نہ اسکو جبر کی کچھ ضرورت ہے

پہلی لڑائیوں کی صرف بنیاد یہ تھی کہ قریش نے مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے بڑے ظلم کئے اور بہت سے صحابہ قتل کر دیئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا تھا پس وہ اپنے نہایت درجہ کی شرارت اور ظلم کی وجہ سے اِس لائق ہو گئے تھے کہ اُن کو اِن جرایم کی سزا دیجائے پس جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی تھی وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے گئے۔ ہاں نہایت درجہ کی رحمت سے ایک رعایت اُن کو دی گئی کہ اگر وہ اسلام لادیں تو اُن کے جرائم بخش دئے جاوینگے اور یہ جبر نہیں ہے بلکہ انکی مرضی پر چھوڑا گیا تھا۔ اور کون ثابت کرسکتا ہے کہ ان کے ان جرائیم اور شرارتوں سے پہلے ان پر تلوار اُٹھائی گئی تھی✢ وہ نادان پادری اور آریہ جن کو خواہ مخواہ اسلام سے ایک کینہ ہے محض افترا کے طور پر ایسی باتیں مُنہ پر لاتے ہیں اور نادان مولوی محض اپنی جہالت سے انکو مدد دیتے ہیں۔ یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے بلکہ کامل تعلیم کے زور سے پھیلا ہے اور نشانوں کے زور سے پھیلا ہے اسلام کے مقابل پر عیسائی مذہب کو اگر رکھا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ اسلام ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے جو اپنی تمام قدرتوں اور عظمتوں اور تقدسوں میں کامل ہے اور بیمثل و بے مانند۔ اور عیسائی مذہب ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے کہ جو مخلوق اور کمزور اور عاجز ہے جو یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے دکھ اُٹھاتا رہا اور ایک گھنٹہ میں گرفتار ہو کر حوالات میں کیا گیا اور پھر آخر عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق مصلوب ہوا۔ ایسا خدا دوسرے مشرکوں کے مصنوعی خداؤں کی نسبت کیا امتیاز رکھتا ہے اور نیز عقل کب تسلیم کرسکتی ہے کہ تمام مدار رحمت کا خدا کے پھانسی دینے پر ہے اور جب ایک مرتبہ خدا مر گیا تو پھر اس کی زندگی سے امان اُٹھ گیا اور اسپر کیا دلیل ہے کہ وہ پھر نہیں مریگا؟ جو خدا ہو کر مر بھی سکتا ہے اسکی پوجا کرنا لغو ہے وہ کس کو بچائے گا جب اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ مکہ کے بُت پرستوں کا یہ ہی حال تھا اور عقل اس بات کو کیونکر قبول کرسکتی ہے

✢ تلوار ہرگز نہیں اٹھائی گئی بلکہ تیرہ برس تک برابر کافروں کے ہاتھ سے دکھ اٹھاتے رہے اور ظلم اور خونریزیوں پر صبر کیا اور بعد اس کے جب وہ لوگ مدینہ میں ہجرت کر گئے تب ان کے تعاقب کا ارادہ کیا گیا [illegible] دفاعی جنگ [illegible] محض سزا دینے کی غرض سے تلوار اٹھائی گئی تا زمین خونی مفسدوں سے پاک کی جائے۔ منہ

کہ ایک بُت اپنے ہاتھ سے بنا کر اُسکی پوجا کیجاوے عیسیٰ کا خدا مشرکوں کے بتوں سے زیادہ کوئی قدرت ظاہر نہیں کر سکا اور اسلام کا خدا اُن سب پر غالب ہے ع یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔ ہمارے خدا کے معجزات عظیمہ نے جو زندہ خدا ہے بطور معاینہ لوگوں کو یقین دلادیا کہ خدا وہی خدا ہے جو اسلام کا خدا ہے چنانچہ آجتک جو جو معجزات اسلام کا خدا ظاہر کرتا رہا ہے اور کوئی شخص اُسکے مقابل کوئی معجزہ نہیں دکھلا سکتا۔

مگر چونکہ نواب صدیق حسن خان کے دل میں خشک وہابیت کا خمیر تھا اسلئے اُنہوں نے غیر قوموں کو صرف مہدی کی تلوار سے ڈرایا اور آخر پکڑے گئے اور نواب ہونے سے معطل کئے گئے اور بڑی انکسار سے میری طرف خط لکھا کہ میں اُن کے لئے دعا کروں تب مینے اُسکو قابل رحم سمجھ کر اسکے لئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سرکوبی سے اُسکی عزت بچائی گئی مینے یہ اطلاع بذریعہ خط اُن کو دیدی اور کئی اور لوگوں کو بھی جو اِن دنوں میں مخالف تھے یہی اطلاع دی چنانچہ منجملہ ان کے حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر حال پنشنر ساکن امرتسر اور مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں آخر کچھ مدت کے بعد انکی نسبت گورنمنٹ کا حکم آگیا کہ صدیق حسن خان کی نسبت نواب کا خطاب قایم رہے۔ گویا یہ سمجھا گیا کہ جو کچھ اُسنے بیان کیا ایک مذہبی پورانا خیال ہے جو اُن کے دل میں تھا بغاوت کی نیت نہیں تھی۔ +

(۵) پانچواں نشان ایک پیشگوئی ہے جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے ٹائیٹل پیج کے آخری ورق کے پہلے حصہ میں درج ہے اور وہی پیشگوئی اخبار بدر جلد ۵ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء میں مندرج ہے اور ایسا ہی وہی پیشگوئی اخبار الحکم مورخہ ۵ مئی ۱۹۰۶ء اور نیز پرچہ الحکم مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء میں مع تشریح درج ہو کر شایع ہو چکی ہے چنانچہ پہلے ہم اس پیشگوئی کو اس جگہ لکھتے ہیں جو رسالہ مذکورہ اور دونوں اخباروں میں درج ہو چکی ہے

+ نواب صدیق حسن خان پر جو یہ ابتلا پیش آیا وہ بھی میری ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اُنہوں نے میری کتاب براہین احمدیہ کو چاک کر کے واپس بھیجدیا تھا مینے دعا کی تھی کہ انکی عزت چاک کردیجائے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ منہ

اور بعد میں جس طرح وہ پوری ہوئی اُس کو لکھیں گے۔ اور وہ پیشگوئی مع اُسی زمانہ کی تشریح کے یہ ہے:
"الہام ۵۔ مئی ۱۹۰۶ء پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن" ثلج کا لفظ عربی ہے اِس کے یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اُس کے لوازم میں سے ہوتی ہے اُسکو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کریگا اور برف اور اسکے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئیگی (یعنی کسی حصۂ دنیا میں جو برف پڑیگی وہ شدت سردی کا موجب ہو جائیگی) اور دوسرے معنی اسکے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر میں ایسے دلایل اور شواہد میسر آجائیں جن سے اُس کا دل مطمئن ہو جائے اِسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تحریر موجب ثلج قلب ہو گئی یعنی ایسے دلایل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے بکلی اطمینان ہو گیا اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلی اور سکینت پالیتا ہے تو اسکے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے۔ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے اِس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ ثلج کے دوسرے معنی ہیں یعنی یہ کہ ہر ایک شبہ اور شک کو دُور کرنا اور پوری تسلّی بخشنا تو اِس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہوگی کہ چونکہ گذشتہ دنوں میں زلزلوں کی نسبت کج طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے اور ثلج قلب یعنی کلی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے اسلئے بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہوگا جس سے ثلج قلب ہو جائیگا اور گذشتہ شکوک و شبہات بکلّی دور ہو جائینگے اور حجت پوری ہو جائیگی۔ اِس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائینگے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اسقدر متواتر نشانوں کے وجہ سے دلوں پر اثر ہوگا کہ مخالفوں کے مُنہ بند ہو جائیں گے اور حق کے طالبوں کے دل

پوری تسلی پائینگے اور یہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنی تسلّی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہا ہو جانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنی ہوئے تو خدا تعالےٰ کوئی اور سماوی آفات نازل کریگا واللّٰہ اعلم بالصّواب ۔"

یہ پیشگوئی جو مع تشریح رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں اسکے ظہور سے نو ماہ پہلے لکھی گئی تھی اور ظہور کیلئے بہار کا موسم معین کیا گیا تھا۔ صفائی سے پوری ہو گئی یعنی جب عین بہار کا موسم آیا اور باغ پھولوں اور شگوفوں سے بھر گئے تب خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ اس طرح پر پورا کیا کہ کشمیر اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں برف باری حد سے زیادہ ہوئی جس کی تفصیل ابھی ہم انشاء اللہ چند اخباروں کے حوالہ سے لکھیں گے لیکن اس ملک میں بموجب منشاء پیشگوئی کے خاص اس حصہ ملک میں وہ شدّتِ سردی اور کثرتِ بارش ہوئی کہ ملک فریاد کر اُٹھا اور ساتھ ہی بعض حصہ میں اس ملک کے اس قدر برف پڑی کہ لوگ حیران ہو گئے کہ کیا ہونیوالا ہے چنانچہ آج ہی ۲۵- فروری ۱۹۰۶ء کو ایک خط بنام حاجی عمر ڈار صاحب (جو باشندۂ کشمیر ہیں اور اسوقت میرے پاس قادیان میں ہیں) عبدالرحمٰن ان کے بیٹے کی طرف سے کشمیر سے آیا ہے کہ ان دنوں میں اس قدر برف پڑی ہے کہ تین گز تک زمین پر چڑھ گئی اور ہر روز ابر محیطِ عالم ہے یہ وہ امر ہے کہ کشمیر کے رہنے والے اِس سے حیران ہیں کہ بہار کے موسم میں اس قدر برف کا گرنا خارق عادت ہے۔ اور جس قدر اِس ملک میں بارش ہوئی اُسکی شہادت چند اخباروں کے حوالہ سے ذیل میں درج کرتے ہیں :-

اوّل اخبار عام لاہور ۲۱- فروری ۱۹۰۶ء سے بطریق اختصار لکھا جاتا ہے چنانچہ اخبار مذکور کے دوسرے صفحہ میں بارش کے یہ حالات لکھے ہیں۔

"لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ سے بادل پیچھے لگ رہے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنیکے پریشان کر رہے ہیں دو روز تک آسمان بارش سے خالی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ شاید اب بس کریگا لیکن اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے پچھلے نصف حصہ میں

بارش اس زور اور ایسے افراط سے ہوئی کہ لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے توبہ الامان پکارتے تھے اور حیران تھے کہ کہیں خدانخواستہ بارش کی رحمت مُبدّل بزحمت نہ ہو جائے اسکے ساتھ بجلی بھی خوب چمکی اور آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اور اسکے ساتھ بادلوں کی گرج اور رعد کی کڑک دلوں کو دہلاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خداوند کو کیا منظور ہے یہ موسم اور یہ بارش زراعتی لحاظ سے نہایت مفید اور مبارک ضرور ہے لیکن آخر اسکی کچھ حد ہے مثل مشہور ہے کہ افراط ہر ایک اچھی چیز کو بھی خراب کر دیتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس بارش کو لوگ غیر مترقبہ سمجھتے ہیں اور لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں وہ رحمت کی زحمت نہ بنجائے اور فصلوں کی جڑھوں کو اکھاڑ کر نیست ونابود کر ڈالے اور نشیب کی زراعتیں دریابرد نہ ہو جائیں اور تمام امیدوں پر پانی پھر جائے سب لوگ مارے حیرت کے دم بخود ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ معلوم پروردگار کی مرضی کیا ہے کون آدمی دم مارنیکی جرأت کر سکتا ہے انسان سوچتا کچھ ہے اور پیش اور ہی کچھ آتا ہے تعجب کی بات ہے کہ چندروز قبل چڑیا کی قسم کے چھوٹے چھوٹے پرند بڑے شوق سے پانی میں نہاتے ہوئے دیکھے گئے باوجود سردی کی تیزی اور جاڑے کی شدت کے یہ جانور پانی میں اس طرح نہاتے تھے کہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ ان کے اندر اتنی گرمی کیسی پیدا ہو گئی ہے اور تجربہ کار لوگ اس سے بارش کی افراط کا نتیجہ نکالتے تھے چنانچہ یہ خیال واقعی صحیح ثابت ہوا ہے بادل اس وقت تک آسمان پر بدستور منڈلاتے ہیں۔ اب تو سب لوگ چاہتے ہیں کہ بارش بند ہو اور دھوپ کی صورت نظر آوے قلّت بارشوں سے تو صرف غیر نہری فصلوں کا نقصان متصوّر ہے حالانکہ اس موسم میں مسلسل بارشوں سے نہری اور غیر نہری دونوں قسم کی فصلوں کے نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ اب کوئی ضلع نہیں ہے جہاں زیادہ بارشوں کی ضرورت بیان کیجائے۔ سرکاری رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ ضلع گڑگانوہ میں پچھلے ہفتہ بعض حصوں میں اولے پڑنے سے فصلوں کا کسی قدر نقصان ضرور ہوا۔ آج رات کی بارش میں گرج اور کڑک بھی تھی لیکن بادلوں کا زور بدستور نظر آرہا ہے۔ اس قدر بارش سے شہر کے مکانات کیلئے بھی نقصان کا اندیشہ غالب ہے۔ سڑکوں کے پرخچے اُڑ گئے ہیں کینک کی سڑکیں کیچڑ سے

٭ اس سے ثابت ہے کہ یہ بارش ایک عالمگیر بارش تھی اور اس میں امر خارق عادت صرف یہی نہ تھا کہ بہار کے موسم میں اسقدر بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا بلکہ یہ دوسرا امر خارق عادت ...... بھی تھا کہ باوجود بہار کے موسم کے عام طور پر تمام ملک میں بارش ہو گئی حالانکہ برسات کے دنوں میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ منہ

دلدل ہو رہی ہے۔ میدانوں میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے تمام اشجار نہائے دھوئے مثل دُلہن کے خوبصورت اور سبز نظر آتے ہیں گویا کہ نئی پوشاکیں پہنائی گئی ہیں ان ایّام میں ایسی بارش سال ہائے دراز کے بعد نصیب ہوئی ہے [اس فقرہ میں اس اخبار نے گواہی دی کہ یہ بارش غیر معمولی ہے] حق یہ ہے کہ موسم گرما کے ایام برسات میں بھی ایسی بارشیں بہت کم دیکھی گئی ہیں اُس پرورد گار پرماتما کے عجیب و غریب کرشمے ہیں کہ یہ موسم اور یہ حالت۔"

واضح ہو کہ یہ ایک ہندو صاحب کا اخبار ہے جو لاہور سے نکلتا ہے اور محض خدا تعالیٰ نے میری پیشگوئی کی شہادت کیلئے اُسکے قلم و زبان سے یہ راست راست بیان نکالا ہے ۔

اور پھر اسی پرچہ اخبار عام ۲۶- فروری ۱۹۰۷ء میں یہ خبر اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھی ہے

" اگرچہ اِس سال موسم سرما کچھ سُست دکھلائی دیتا تھا اور یہ امید منقطع ہو گئی تھی مگر "
" آخر ایام جنوری (یعنی موسم بہار) میں اپنا رنگ جمایا اور زنگار رنگ کے دانت دکھلانے "
" شروع کردئے۔ اس مہینہ میں موسم سرما نے ایسی تعجب انگیز حالات کبھی نہیں دکھائے "
" تھے۔ اخیر جنوری سے اس وقت تک یہ نوبت ہوئی کہ لوگ پناہ مانگ اُٹھے کبھی "
" بارش اور کبھی برفباری اور کبھی ژالہ زدگی پھر بادلوں کا انبار ہر وقت برقع پوش "
" نظر آتا ہے سورج اور دھوپ دیکھنے کو لوگ ترس رہے ہیں کوئی دن خالی نہیں جاتا۔ "
" کہ برف نہ گرتی ہو یا اولے نہ پڑتے ہوں اور اگر یہ نہ ہو تو بارش تو ضرور ہوتی ہے "
" اور بعض وقت دُھواں دھار بادلوں کی وجہ سے دن کے وقت اندھیرا ہو جاتا ہے "
" اور بغیر روشنی کے کام نہیں ہوتا اور سردی کا وہ عالم ہے کہ رات کے وقت اگر پانی "
" کسی جگہ پڑا رہ گیا تو فجر کو یخ ہو جاتا ہے آجکل پانی بغیر گرم کرنیکے پیا نہیں جاتا اور "
" اس وقت سوا برف کے چاروں طرف شملہ کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ تمام اشجار و مکانات "
" برف سے برقع پوش ہیں اور سردی بہت سخت ہے، اور پھر اسی اخبار میں ہے کہ اس ملک میں "

"بارش عام ہے جن مقامات میں اکثر بارش کی شکایت رہتی تھی وہاں بھی ہوگئی"

اور اخبار جاسوس آگرہ پرچہ ۱۵۔ فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴ میں لکھتا ہے کہ

"۴ر فروری ۱۹۰۷ء کو شام کے وقت کان پور میں سخت بارش ہوئی طوفان برق آیا اور ایسی ژالہ باری ہوئی کہ ریل بند ہوگئی"

اور اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۲ر فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۸ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ کے صفحہ گیارہ میں لکھا ہے کہ اس ہفتہ میں اطراف میں بلکہ کُل پنجاب میں بارش کا سلسلہ لگاتار رہا۔ ۱۹ر کی شب کو سخت ژالہ باری ہوئی۔ کرشن جی قادیانی کو الہام ہوا ہے آسمان ٹوٹ پڑا۔ فرمایا کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے" [یہ الہام الٰہی پر ہنسی ٹھٹھا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون]

بہرحال ہمارے اس مخالف نے گواہی دی کہ اس ہفتہ میں کل پنجاب میں سلسلہ بارش برابر لگا رہا ہے اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ ۲۲ر فروری عین بہار کا موسم ہے۔ اور اُسنے یہ بھی گواہی دی کہ الہام مذکورہ اور رسالہ حکمت لاہور ۱۵ر فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ دارجیلنگ میں ہر روز بارش ہو رہی ہے اور طوفان رعد آیا۔

اخبار نیّر اعظم مراد آباد کے پرچہ ۱۹ر فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی اولے بھی گرے۔

پرچہ اخبار آزاد انبالہ مورخہ ۱۶۔ فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ایک میں لکھا ہے کہ دہلی میں کیا دس دن تک برابر بارش ہو رہی ہے اور اولے بھی پڑے۔

پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۲۳۔ فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ متواتر اور کثیر بارش سے بنگال کی فصل نیشکر کو نقصان پہنچا پیسہ اخبار ۲۹ر فروری ۱۹۰۷ء میں بھی لکھا گیا ہے کہ مدراس میں معمول سے زیادہ بارش ہوئی۔

پبلک میگزین امرتسر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ امرتسر میں سردی کمال جوبن پر ہے اور سلسلہ برسنے کا شروع ہے۔

اخبار سماچار لاہور ۲۶ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بارش سے لوگ تنگ آ گئے ہیں۔

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ آرہ۔ چار روز سے برابر رحمت کی جھڑی لگی ہوئی ہے ہو بہو موسم برسات کی کیفیت نظر آتی ہے مخلوق گھبرا رہی ہے اور دھوپ کو ترس رہی ہیں۔

روزانہ پیسہ اخبار ۸ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۸ میں لکھا ہے۔ کئی دن سے بارش ہو رہی تھی کل دوبارہ بڑی زور سے پانی پڑا سردی بڑھ گئی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے سڑکوں کی حالت تباہ ہے۔

یہ اخبار ہیں جو ہم نے اس پیشگوئی کے پوری ہونیکے لئے جو اس ملک میں بارش وغیرہ ہونے پر موقوف تھی ان کے گواہ لکھے ہیں اور اگر ہم چاہتے تو اور پچاس ساٹھ اخبار اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے پیش کر سکتے تھے مگر میں جانتا ہوں کہ اس قدر اخباروں کی شہادت کافی ہے اور ملک خود جانتا ہے کہ اس موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہیں جن کا علم بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں تھا بلکہ بارشوں اور طوفان وغیرہ کی پیشگوئی کرنے والے جو گورنمنٹ کیطرف سے مقرر ہیں جو اس کام کیلئے بڑی بڑی بھاری تنخواہیں پاتے ہیں وہ پیشگوئی کر چکے تھے کہ معمولی بارش سے زیادہ نہیں ہوگی چنانچہ پرچہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۶ء میں اس رائے کو دیکھو جو انہوں نے آیندہ موسم کے لیے ظاہر کی ہے۔

اور اس پیشگوئی کا ظہور بارش اور سردی کے متعلق صرف اس پہلو سے ظہور میں نہیں آیا کہ غیر معمولی بارش اور غیر معمولی سردی بہار کے موسم میں پڑ گئی بلکہ اس دوسرے پہلو سے بھی پیشگوئی کا ظہور ہوا کہ اس بہار میں عام طور پر تمام ملک کے حصّوں میں بارش ہو گئی اور جن اضلاع میں بارش سے ہمیشہ ترستے تھے وہاں بھی ہو گئی پس ہر ایک شخص جو عقل اور حیا اور انصاف اور خدا ترسی سے کام لیگا وہ بلا تامل اس بات کا اقرار کریگا کہ یہ امر خارق عادت اور غیر معمولی تھا جسکی خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی اور اس ملک میں ایسے حالات کے پیش از وقت ظاہر کرنیکے لئے گورنمنٹ انگریزی میں ایک عملہ مقرر تھا اور منجم بھی تھے مگر کسی نے یہ خبر

نہیں دی کہ موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہونگی اور برف پڑیگی صرف اُس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔

یہ حصہ تو کثرت بارشوں کے متعلق ہے اب ہم اُس حصہ کو بیان کرتے ہیں جو برف گرنے کے متعلق کسی قدر پہلے بھی ہم لکھ چکے ہیں تا معلوم ہو کہ یہ پیشگوئی اس ملک سے خاص نہیں رہی بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اس نے خارق عادت رنگ دکھلایا ہے اور وہ یہ ہے۔ اخبار **وکیل** امرتسر مورخہ ۷ر فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۲ میں جو ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ کے مطابق ہے یورپ کی موسمی حالت کے متعلق مندرجہ ذیل حال لکھا ہے:۔

بعض ممالک یورپ میں امسال سردی کی ایسی شدت بیان کیجاتی ہے کہ سنین ماضیہ میں اسکی کوئی نظیر شاید ہی ملے۔ چنانچہ بلجیم میں مقیاس الحرارت صفر سے بھی زیادہ نیچے چلا گیا ہے۔ برلن میں نقطہ انجماد سے تیرہ ۱۳ درجہ نیچے بیان کیا جاتا ہے آسٹریا ہنگری میں بیس ۲۰ درجہ نیچے۔ اِس شدید سردی سے کئی آدمی بھی مر چکے ہیں۔ برّ اعظم یوروپ کی بعض ریلوے لائنوں کی آمد و رفت میں خلل پڑ گیا ہے۔ کیونکہ انجنوں کے نل پانی کے جم جانے سے پھٹ گئے۔ ڈینیوب اور اوڈیسہ کی بندرگاہیں یخ بستہ ہو رہی ہیں۔ روس اور برطانیہ میں مقیاس الحرارت اس قدر گر گیا ہے کہ قبل ازیں کئی سال یہ نوبت نہ پہنچی تھی۔ روم اور نیپلز کے درمیان ٹرینوں پر اس قدر برف باری ہوئی ہے کہ الامان۔ قسطنطنیہ میں کئی کئی فٹ تک برف پڑی۔ آبنائے باسفورس میں جہازوں اور سٹیمروں کی آمد و رفت ملتوی ہو گئی ہے چینل میں آجکل جو جہاز اِدھر اُدھر سے پہنچتے ہیں وہ بالکل برف سے مستور ہوتے ہیں پیرس کے بازاروں میں غریب و غربا ٹھٹھر کر جان بحق ہو رہے ہیں۔ اٹلی کی جھیلیں اور نہریں جمی ہوئی ہیں۔ کیا سائنس اور علم حوادث ارضی اور سماوی کے ماہر اس بات کا کوئی تسلی بخش جواب دے سکتے ہیں کہ اگر قدرت کا یہ عظیم الشان کارخانہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ کیلئے ایک مقررہ

قانون کا پابند ہے اور کوئی فوق الفوق قادر مطلق اور مدبر بالا رادہ ہستی اس پر متصرف نہیں تو پھر کے حالات روزمرہ میں کبھی کبھی یہ خلاف معمول واقعات کا ظہور کیوں ہوتا ہے اور کیا ایسے حوادث سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کا اسلام ہی دُنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جس کے عقاید کو مان کر انسان کسی حال میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا ✤ ورنہ دہریے تو ایک طرف رہے اکثر مذاہب موجودہ کے پابند بھی ایسے موقعوں پر اپنے معتقدات کی معقولیت کا کوئی قابل اطمینان ثبوت نہیں دیسکتے۔"

پھر اخبار نور افشان مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ہانگ کانگ میں اس شدت سے بارش ہوئی کہ دس منٹ کے اندر بندرگاہ کے آس پاس قریب یکصد چینی ہلاک ہوگئے اور پرچہ اخبار نور افشان ۲۳ر فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بمقام آرمی نیوز ہفتہ ہذا میں اس زور وشور کی بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا اور دو تین مرتبہ شدت سے ژالہ باری بھی ہوئی۔

ہم پہلے اس سے لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی وقوع سے نو ماہ پہلے یعنی ۵ر مئی ۱۹۰۶ء کو اخباروں میں شایع ہو چکی تھی۔ پھر نو ماہ کے بعد ایسی کھلے کھلے طور پر ظہور میں آئی کہ پنجاب اور ہندوستان اور یورپ اور امریکہ کی تمام اخباریں اسکی گواہ رویت ہوگئیں۔ پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کسی انسان کو یہ عمیق علم حاصل نہیں اور نہ کسی مفتری کی یہاں پیش جاتی ہے کہ وہ افترا کے طور پر خدائی قدرت کو آپ دکھا دے یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ جیسا کہ خدائے قادر نے دو گذشتہ بہاروں کے متعلق دو زلزلوں کی خبر دی تھی یعنی ۱۹۰۵ء اور ۱۹۰۶ء میں ایسا ہی تیسری مرتبہ پھر بہار کے متعلق یہ خبر دی کہ بہار کے موسم آیندہ میں جو ۱۹۰۷ء میں آئیگا سخت بارشیں ہونگی اور سردی بہت پڑیگی اور برف پڑیگی سو ایسا ہی ظہور میں آگیا اور بڑی شان وشوکت سے یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس پیشگوئی کے ساتھ ایک اور پیشگوئی تھی جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور بدر الحکم میں انہیں دنوں میں چھپ چکی اور شایع ہو چکی تھی اور وہ یہ ہے۔

دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا۔ صحن میں ندیاں چلینگی پر وہ جو

✤ ایسے غیر معمولی حوادث سے صرف یہی نتیجہ نہیں نکلتا کا اسلام برحق ہے بلکہ کھلے کھلے طور پر یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص نے مسیح موعود ہونیکے دعویٰ کے ساتھ پیش از وقت ایسے غیر معمولی اور عالمگیر واقعہ کی خبر دی وہ سچا اور خدا کیطرف سے ہے۔ منہ

تیرے مخالف ہیں پکڑے جائینگے۔ یاتیک من کلّ فجٍّ عمیق۔ یاتون من کل فجٍّ عمیق
واُلقی بہ الرعب العظیم۔ ویل لکلّ ھمزۃ لمزۃ۔ ساکرمک اکراماً عجباً۔ آسمان
ٹوٹ پڑا۔ یہ تمام پیشگوئیاں بارش کے متعلق ہیں اور ساتھ اسکے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ
کثرت بارش دشمنوں کیلئے مضر ہوگی۔ شاید اسکا یہ مطلب ہے کہ کثرت بارش طاعون اور
طرح طرح کے امراض کو پیدا کریگی اور بعض زراعتوں کا بھی نقصان ہوگا اور پھر عربی الہام کے
یہ معنی ہیں کہ ان نشانوں کے ظہور کے بعد نئے سرے لوگوں کا رجوع ہوگا ہر ایک راہ سے وہ آئینگے
یہاں تک کہ راہ گہرے ہو جائیں گے اور بہت سے تحائف اور نقد اور جنس دُور دُور سے لوگ بھیجینگے
اور دشمنوں پر رعب عظیم پڑیگا۔ اُس وقت چغلخوروں اور عیب گیروں پر لعنت برسیگی اور میں تجھے
ایک عجیب عزت دونگا۔ اتنی بارشیں ہونگی کہ گویا آسمان ٹوٹ پڑیگا ٭

(۵) پانچواں نشان جو ان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے
موتے میں داخل ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبدالکریم نام ولد عبدالرحمان ساکن حیدرآباد
دکھن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے قضاء قدر سے اسکو سگ دیوانہ کاٹ گیا
ہم نے اسکو معالجہ کیلئے کسولی بھیجدیا چند روز تک اُسکا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان
میں واپس آیا تھوڑے دن گذرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ
کُتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا
ہوگئی تب اس غریب الوطن عاجز کیلئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کیلئے ایک خاص توجہ
پیدا ہوگئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مرجائیگا ناچار اُس کو بورڈنگ سے
باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی
کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیجدی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اسکا کوئی علاج بھی ہو
اُس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں مگر اس غریب اور بیوطن لڑکے کیلئے
میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہوگئی اور میرے دوستوں نے بھی اسکے لئے دعا کرنے کیلئے بہت ہی

٭ شاید اس فقرہ سے یہ مطلب ہو کہ ان نشانوں کے بعد تمام دشمن پورے طور پر لاجواب اور ساکت ہوجائیں گے۔ منہ

اصرار کیا کیونکہ اس غربت کیحالت میں وہ لڑکا قابل رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک بُری رنگ میں اُسکی موت شماتت اعدا کا موجب ہو گی تب میرا دل اُس کے لئے سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مُردہ زندہ ہو جائے غرض اُسکے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسّر آگئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پُہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلّط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مُردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا ایک دفعہ طبیعت نے صحت کیطرف رُخ کیا اور اُس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اُسکو پانی دیا گیا تو اُس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بکلی صحت یاب ہو گیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اسمیں پیدا ہو گئی تھی یہ اسلئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اُسکو ہلاک کرے بلکہ اسلئے تھی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دُنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کتے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے اور اِس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسولی میں گورنمنٹ کی طرف سے سگ گزیدہ کے علاج کیلئے ڈاکٹر مقرّر ہیں اُنہوں نے ہماری تار کے جواب میں صاف لکھدیا ہے کہ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

اسجگہ اس قدر لکھنا رہ گیا کہ جب میں نے اس لڑکے کیلئے دعا کی تو خدا نے میرے دل میں القا کیا کہ فلاں دوا دینی چاہئے چنانچہ میں نے چند دفعہ وہ دوا بیمار کو دی آخر بیمار اچھا ہو گیا یا یوں کہو کہ مُردہ زندہ ہو گیا اور جو کسولی کے ڈاکٹروں کی طرف سے ہماری تار کا جواب آیا تھا ہم ذیل میں وہ جواب جو انگریزی میں ہے معہ ترجمہ کے لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

To Station Batala

From Station Kasauli

To person Sherali Kadian

From Person Pasteur

Sorry nothing can be done for Abdul Karim

(انگریزی الفاظ اُردو میں) ٹُو سٹیشن۔ بٹالہ فرام سٹیشن۔ کسولی

ٹُو پرسن۔ شیر علی قادیان فرام پرسن۔ پیسٹیوٗر

ساری نہ تھنگ کین بی ڈن فار عبد الکریم

(ترجمہ) مقام بٹالہ از مقام کسولی

بنام شیر علی قادیان از جانب پیسٹیوٗر

افسوس ہے کہ عبد الکریم کے واسطے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اور دفتر علاج سگ گزیدگان سے ایک مسلمان نے متعجب ہو کر کسولی سے ایک کارڈ بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ ”سخت افسوس تھا کہ عبد الکریم جس کو دیوانہ کتے نے کاٹا تھا اسکے اثر میں مبتلا ہو گیا مگر اس بات کے سُننے سے بڑی خوشی ہوئی کہ وہ دعا کے ذریعہ سے صحت یاب ہو گیا ایسا موقعہ جانبر ہونیکا کبھی نہیں سُنا یہ خدا کا فضل اور بزرگوں کی دعا کا اثر ہے الحمد للہ۔ راقم عاجز عبد اللہ از کسولی“

(۵) پانچواں نشان ایک شخص کا مباہلہ ہے یعنی اُس نے اپنے طور پر میری نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا اور بہت سی ناکردنی اور ناگفتنی باتیں میری طرف منسوب کرکے خدا تعالیٰ سے انصاف کا خواستگار ہوا تب وہ اس درخواست سے چند روز بعد ہی بعارضہ طاعون اس جہان سے انتقال کر گیا۔

تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایک شخص عبد القادر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور میں رہتا تھا اور طبیب کے نام سے مشہور تھا اُسکو مجھ سے سخت عناد اور بغض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا پھر جب اُسکی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی تب اُس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی جس کا وہ حصہ ہم اس جگہ چھوڑ دیتے ہیں جس میں اُس نے سخت سے سخت فسق و فجور کی باتیں میری طرف منسوب کی ہیں اور سعد اللہ لدھیانوی کے رنگ میں میرے چال چلن پر بھی تہمتیں لگائی ہیں اور بہت گندے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ان شعروں کے سوا باقی چند شعر اُسکے ہم اس جگہ نقل کر دیتے ہیں مگر اُسکے بہت گندے شعروں سے اس کتاب کو پاک رکھتے ہیں اور ہم تمام تحریر اسکی جس کے سر پر دو شعر میرے بھی لکھے ہیں اور کچھ اُسکی اپنی تحریر جو غلطی سے بھری ہوئی نظم اور کچھ نثر ہے وہ سب ذیل میں لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

من تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ابن مریم مر گیا حق کی قسم	داخلِ جنت ہوا ہے محترم ٭
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو	اس سے بہتر غلام احمد ہے

اِسکا جواب بموجب قرآن شریف کے مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ چھٹویں پارہ میں غور سے دیکھو جسکو مرزا صاحب خوب جانتے ہیں مگر بباعث طمع نفسانی اس پر عمل نہیں کرتے۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم	صورت ملکی بفلک محترم
ذکر و فخر اُن کا ہے قرآن سے ثبوت	جھوٹ کہتے ہیں غلام احمدی
لوگو ثابت کرو تم قرآن سے	دین کیوں کھوتے ہو تم بہتان سے
جھوٹھ کا بازار تھوڑے روز ہے	بعد اس کے حسرت دلسوز ہے
اب بھی مرزائیو ذرا حق سے ڈرو	زندگی میں جلد تر توبہ کرو
دین محمد کی کرو تم پیروی	ہاتھ آوے دو جہاں میں خسروی
جب خدا کا قہر ہو تم پر نزول	پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول

٭ چونکہ یہ شخص بےعلم ہے اسلئے اُسنے میرے شعر ذکر کرنے میں بھی غلطی کی ہے یہ مصرع جس پر میں نے نشان لگایا ہے جو میرے شعر کا مصرع ہے اسمیں بھی اُسنے غلطی کی ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے۔ داخلِ جنت ہوا ہے محترم۔ حالانکہ یہ مصرع اس طرح پر ہے۔ داخلِ جنت ہوا وہ محترم۔ منہ

بھول جائینگے یہ سب قالاوقول
صرف اُسکی عقل کا طومار ہے
جو طریقہ اُس نے ہے جاری کیا
عورتیں بیگانہ کو ہمراہ لیا
چھوڑ دو مُنہ کُھلے اپنے تم نسا
اور کرتے کام ہیں وہ نا روا۔
یا الٰہی جلد تر انصاف کر۔

ہیں دلائل سب شریعت سے فضول
عیش و عشرت کے لئے یہ کار ہے
کس پیمبر یا ولی نے یہ کہا
باغ میں لیجا کے اُس نے کیا کہا
ہاتھ میں لے ہاتھ کرتے چہچہا
پھر یہ لوگوں نے اسے مہدی کہا
جھوٹ کا دُنیا سے مطلع صاف کر

([illegible] السعی الکاذبین)

یہ شعر ہیں جن میں سے بہت گندے شعر میں نے نکال دیئے ہیں کیونکہ وہ سخت گندے اور بیحیائی کے مضمون تھے مگر جیسا کہ اِن شعروں کے مصنف نے جناب الٰہی میں دعا کی تھی کہ وہ انصاف کرے اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے ایسا ہی خدا نے جلد تر انصاف کر دیا اور ان شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنے عبد القادر طاعون سے ہلاک ہو گیا مجھے اُسکے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اُسکی مل گئی اور نہ وہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اور بھی اسکے بعض عزیز طاعون سے مر گئے ایک داماد بھی مر گیا پس اس طرح پر اسکے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہو گیا۔

افسوس کہ یہ لوگ آپ جھوٹ بولتے ہیں اور آپ گستاخ ہو کر تہمتیں لگاتے اور شریعت نبویہ کی رُو سے حد قذف کے لائق ٹھیرتے ہیں پھر بھی کچھ پروا نہیں کرتے۔ یہ ہیں علماء فضلاء یعنے اِس زمانہ کے ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی شوخی اور لاپروائی ہے کہ جب ایک شخص خدا تعالیٰ سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرا اُسکی کچھ بھی پروا نہیں کرتا اور اسکا قائم مقام ہو کر گستاخی اور بدزبانی شروع کر دیتا ہے بلکہ اِس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے چنانچہ اب تک بیسیوں اِن میں سے ایسے مباہلات سے ہلاک ہو چکے ہیں اگر میں سب کے حالات لکھوں تو کئی جزو کتاب کی اِسی ذکر میں بھر جائیں میرے کہ بہت سے دوستوں نے خط لکھے کہ فلاں شخص

یک طرفہ مباہلہ کر کے چند روز میں مرگیا اور فلاں شخص نے ہماری جماعت میں سے کسی کے ساتھ مباہلہ کیا تو صبح ہوتے ہی دنیا سے کوچ کر گیا اور بعض نے خود آکر ایسے عجیب نشان بیان کئے چنانچہ کل ۲۸۔ فروری ۱۹۰۷ء کو بھی چند مہمانوں نے حالات مباہلہ کے بیان کئے مگر بہینے اس لئے کہ کتاب بہت بڑھ گئی ہے اور وہ واقعات بھی صرف زبانی ہیں ان کا لکھنا غیر ضروری سمجھا۔ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے کہ کوئی بھی ان میں سے یہ سوچتا نہیں کہ یہ تائیدات الٰہیہ کیوں ہو رہی ہیں کیا کاذبوں دجالوں اور فاسقوں کے یہی نشان ہیں کہ انکے مقابل پر مباہلہ کی حالت میں خدا مومنوں متقیوں کو ہلاک کر تا جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ اشعار مذکورہ قلمی مصنف کا عکس لے کر اس کتاب کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے تا مخالفوں پر اتمام حجت ہو اگر کسی کو انکار ہو کہ یہ اسکے شعر نہیں ہیں تو اسکی اس عکسی تحریر کو اسکی دوسری تحریروں سے ملا سکتا ہے اور اصل بھی میرے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جس شخص کے ذریعہ سے مجھے یہ تحریر ملی ہے وہ اسکا شاگرد ہے اور اسکا نام ہے شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈیھری والہ ضلع گورداسپور۔

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اکثر مباہلہ کرنے والے طاعون سے ہی مرے اور اکثر سخت مخالفوں کا طاعون نے ہی فیصلہ کیا۔ براہین احمدیہ میں طاعون اور زلزلہ کا خدا نے اُس زمانہ میں ذکر کیا ہے کہ جب کہ ان عذابوں کا اس ملک میں نام و نشان نہ تھا جیسا کہ براہین احمدیہ میں موت کی یہ پیشگوئی ہے کہ لا یصدق السفیہ الا سیفۃ الھلاك۔ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ یعنی سفلہ آدمی بجز موت کے نشان کے اور کسی نشان کی تصدیق نہیں کرتا اُن کو کہدے کہ وہ نشان بھی آنیوالا ہے پس تم مجھ سے جلدی مت کرو۔ پس موت کے نشان سے یہی طاعون کا نشان مراد تھا۔ ایسا ہی دوسری جگہ اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔ الرحمٰن علّم القرآن لتنذر قوماً ما انذر اٰباء ھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی اُمرت وانا اوّل المؤمنین۔ یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا۔ تاکہ تو آنے والے عذاب سے اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے

اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون مجرم اور کون طالب حق ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور وہ یہ ہے

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا"

اور ظاہر ہے کہ نذیر کا لفظ اُسی مرسل کیلئے خدا تعالیٰ استعمال کرتا ہے جسکی تائید میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ اُسکے منکروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا کیونکہ نذیر ڈرانیوالیکو کہتے ہیں اور وہی نبی ڈرانے والا کہلاتا ہے جس کے وقت میں کوئی عذاب نازل ہونا مقدر ہوتا ہے۔ پس آج سے چھبیس [۲۶] برس پہلے جو براہین احمدیہ میں میرا نام نذیر رکھا گیا ہے اُسمیں صاف اشارہ تھا کہ میرے وقت میں عذاب نازل ہوگا سو اس پیش گوئی کے مطابق طاعون اور زلزلوں کا عذاب نازل ہوگیا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر انسان تو آپکے نام سے بھی بے خبر ہیں پھر وہ لوگ زلزلوں اور آتش فشاں پہاڑوں سے کیوں ہلاک ہوئے اسکا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی کثرت گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے اِس لایق ہو چکے تھے کہ دُنیا میں ان پر عذاب نازل کیا جاوے پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہوگیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آگیا کہ انکو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے اور یہ بات سراسر غلط ہے کہ یوروپ اور امریکہ کے لوگ میرے نام سے بھی بیخبر ہیں یہ امر کسی منصف مزاج پر پوشیدہ نہیں رہیگا کہ عرصہ قریباً بیس [۲۰] برس کا گذر گیا ہے جبکہ میں نے سولہ [۱۶] ہزار اشتہار دعوت انگریزی میں چھپوا کر اور اس میں اپنی دعوی اور دلائل کا ذکر کرکے یورپ اور امریکہ میں تقسیم کیا تھا اور بعد اسکے مختلف اشتہارات وقتاً فوقتاً تقسیم ہوتے رہے اور پھر کئی برس سے رسالہ انگریزی ریویو آف ریلیجنز یورپ اور امریکہ میں بھیجا جاتا ہے اور یورپ کے اخباروں میں بارہا میرے دعوے کا ذکر ہوا ہے اور جو ڈوئی٭ پر بددعا کی گئی تھی

٭ یہ ملک امریکہ کے ایک جھوٹے اور الیاس ہونے کے مدعی نبوت کا نام ہے جو آجکل علاوہ مالی نقصانات کے مرض فالج میں مبتلا ہو کر قریب المرگ ہے۔ منہ

اس کا ذکر بھی یورپ کی اخباروں میں ہوا تھا پھر باوجود اس قدر متواتر اشاعت کے جو بیس برس سے زیادہ سے ہو رہی ہے کون قبول کریگا کہ وہ لوگ میرے نام سے بھی ناواقف ہیں بلکہ بعض تو ان میں سے میرے سلسلہ میں بھی داخل ہو چکے ہیں۔

ماسوا اس کے ہر ایک کو معلوم ہے کہ حضرت نوحؑ کے طوفان نے اُن لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا جن لوگوں کو حضرت نوحؑ کے نام کی خبر بھی نہیں تھی پس اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ خدا تعالیٰ دُنیا میں عذاب نازل نہیں کرتا جبتک پہلے اس سے کوئی رسول نہیں بھیجتا یہی سُنّت اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ یورپ اور امریکہ میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا پس اُن پر جو عذاب نازل ہوا صرف میرے دعوے کے بعد ہوا۔

عبدالقادر طالب پورینڈوری والے کی اصلی تحریر کا عکس یہ ہے۔

عیسیٰ مصنف مرزا صاحب غلام احمد قادیانی

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا ہے محترم
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر ہے غلام احمد ہی

اس کا جواب بموجب قرآن شریف کے
ما قتلوه وما صلبوه چھپوں احمدی
غور سے دیکھو جسکو مرزا صاحب خوب
جانتے ہیں مگر بباعث طمع نفسانی
کے اوس پر عمل نہیں کرتے

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم
صورت ملکی بفلک محترم
ذکر و فخر او لگا ہے قرآن سے ثبوت
جھوٹے کہتے ہیں غلام احمدی

تم کو ثابت کر لیویں قرآن سے
پس کیوں کہتے ہو تم کہ بتایا ان
جھوٹ کا مار اور تھوڑے روز ہے
سید اور حضرت عیسیٰ رسول

رب بھی مرزا تو ذرا حق سے ڈرو
زندگی میں جلد تر توبہ کرو
دین محمدی کرو تم پیروی
ہاتھ آوے دو جہاں میں خسروی
جب خدا کا قہر ہوئیگا نزول
پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول
بھول جاوینگے یہ سب قالو قول
ہیں دلائل سب شریعت سے فضول
صرف اوسکی عقل کا طومار ہے
عیش و عشرت کے لئے بیکار ہے

جو طریقہ اسنے ہے جاری کیا
کس پیمبر یا ولی نے یہ کیا
عورتیں بیگانہ تھیں سو ہمراہ لیا
باغ میں لیجا کے اوسنے یہ کہا
چھوڑ دو منہ کھیلے اسنے تم لسے
ہاتھ میں سے ہاتھ کرتے چھینچا
اور کمرے تمام میں وہ ناسپا
پھر سے لوگوں نے اسے مہدی کہا
یا الہی جلد تر انصاف کر
جھوٹھ کا دنیا سے مطلع صاف کر

(۶) چھٹا نشان حکیم حافظ محمد دین کی موت ہے جو بعد مباہلہ وقوع میں آئی اسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص ساکن موضع ننگ تھا جو متصل ریلوے سٹیشن کانہ اور تحصیل لاہور کے متعلق ہے اُس نے اپنی کتاب میں میری نسبت کئی لفظ بطور مباہلہ کے استعمال کئے تھے اور جھوٹے کیلئے خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی درخواست کی تھی اور پھر اُس درخواست کے بعد کہ جو اس نے کئی جگہ اپنی کتاب میں کی ہے جس کتاب کا نام اُس نے فیصلہ قرآنی اور تکذیب قادیانی رکھا ہے ایک سال اور تین ماہ بعد مرگیا۔[*]

چنانچہ وہ صفحہ ۶ ۷ اور صفحہ ۷ ۸ اور صفحہ ۸ میں یہ آیات بطور مباہلہ کے لکھتا ہے

* یہ کتاب اُسکی اسلامی سٹیم پریس لاہور میں طبع ہوئی تھی باہتمام حکیم چنن دین ÷

وَیۡلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ۔ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین
یہ آیتیں ہیں جو اُس نے لکھی ہیں چنانچہ ایک آیت میں تو اُس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو
جھوٹ بولتا اور افترا کرتا ہے اور دوسری آیت میں اُس شخص پر لعنت کیگئی ہے جو سچے
کی تکذیب کرتا ہے پس یہی مباہلہ ہے اور تیسری آیت میں عام طور پر جھوٹے پر لعنت کی
ہے اور جیسا کہ مینے لکھا ہے جب یہ شخص اس کتاب کو شائع کر چکا تو ایک سال تین ماہ
کے بعد مر گیا۔ اب ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اسلام میں مباہلہ ایک فیصلہ کن امر
قرار دیا گیا ہے پس جبکہ مجھے حکیم حافظ محمد دین نے اپنی اس کتاب میں مفتری ٹھیرایا اور
میرا نام اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ رکھا اور پھر اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں میری نسبت یہ آیت لکھی۔
وَیۡلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ یَّسۡمَعُ اٰیٰتِ اللّٰہِ تُتۡلٰی عَلَیۡہِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسۡتَکۡبِرًا کَاَنۡ
لَّمۡ یَسۡمَعۡہَا فَبَشِّرۡہُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ۔ یعنی لعنت ہے مفتری گنہگار پر جو خدا کی آیتوں
کو سنتا ہے پھر تکبر کی راہ سے انکار پر اصرار کرتا ہے گویا کچھ بھی نہیں سنا۔ پس اُس کو
تُو دردناک عذاب کی بشارت دے پس یہ شخص محمد دین یہ آیات لکھ کر یہ اشارہ کرتا
ہے کہ گویا میں اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ ہوں اور اسکی زندگی میں ہی دردناک عذاب میں مبتلا ہو
جاؤں گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اِسکی موت سے فیصلہ کر دیا کہ کون اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ ہے۔
(۷) ساتواں نشان۔ ۲۸۔ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کو یہ الہام ہوا سخت زلزلہ آیا
اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی صبح کو ہی قبل از وقوع تمام جماعت کو
سنائی گئی اور جب یہ پیشگوئی سنائی گئی بارش کا نام و نشان نہ تھا اور آسمان پر ایک ناخن
کے برابر بھی بادل نہ تھا اور آفتاب اپنی تیزی دکھلا رہا تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ آج بارش بھی
ہوگی اور پھر بارش کے بعد زلزلہ کی خبر دی گئی تھی۔ پھر ظہر کی نماز کے بعد یکدفعہ بادل آیا
اور بارش ہوئی اور رات کو بھی کچھ برسا اور اُس رات کو جسکی صبح میں ۳۔ مارچ ۱۹۰۷ء کی تاریخ
تھی زلزلہ آیا جسکی خبریں عام طور پر مجھے پہنچ گئیں پس اس پیشگوئی کے دونوں پہلو تین دن میں پورے ہو گئے

اس تحریر کے بعد ۵ مارچ ۱۹۰۷ء کی ڈاک میں دو خط مجھے ملے ایک خط اخویم مرزا نیاز بیگ صاحب
رئیس کلانور کی طرف سے تھا جس میں لکھا تھا کہ دو اور تین مارچ کی درمیانی رات میں سخت دھکہ زلزلہ کا محسوس
ہوا اور اس سے پہلے بارش بھی ہوئی اور اولے بھی پڑے اور وہ الہام کہ **آسمان ٹوٹ پڑا**
سارا پورا ہو گیا۔

اور اسی ڈاک میں ایک خط یعنی کارڈ اخویم میاں نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات کا مجھ کو
ملا جس میں لکھا تھا کہ دوسری اور تیسری مارچ ۱۹۰۷ء کی درمیان جو رات تھی اس میں ساڑھے نو بجے رات کے
ایک سخت دھکا زلزلہ کا محسوس ہوا اور نہایت خطرناک تھا۔

اور اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۷ء میں اس زلزلہ کے متعلق
مندرجہ ذیل خبر ہے "ہفتہ کی شام کو ایک تیز دھکہ زلزلہ کا محسوس ہوا جو چند سیکنڈ تک رہا اس کی سمت شمال
مشرق تھی۔

اور اخبار عام لاہور مورخہ ۶ - مارچ ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ سرینگر (کشمیر) میں سنیچر کی رات کو بوقت
۹½ بجے ایک تیز زلزلہ محسوس ہوا چند سیکنڈ رہا شمالاً شرقاً۔

اب کوئی ہمیں بتاوے کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں یہ بات داخل ہے کہ اپنی طرف سے یہ پیشگوئی شائع کرے
کہ آج بارش ہو گی اور اسکے بعد زلزلہ آئیگا اور ایسے وقت میں خبر دی ہو جبکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی اور
بارش کا کوئی نشان نہ تھا اور پھر اسی طرح وقوع میں آجائے اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس کا ثبوت
کیا ہے تو معزز گواہان رویت کے نام ذیل میں لکھے جاتے ہیں جن کو یہ پیشگوئی اسوقت سنائی گئی تھی
یعنی ۲۸ - فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کے وقت جبکہ دھوپ صاف طور پر نکلی ہوئی تھی اور آسمان پر سورج چمک
رہا تھا اور بادل کا نام و نشان نہ تھا۔

سخت زلزلہ والی پیشگوئی مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کی قبل از وقت سننے کے گواہ

محمد صادق اڈیٹر اخبار بدر قادیان۔ اہلیہ محمد صادق۔ والدہ خواجہ علی۔ محمد نصیب احمدی محرر اخبار بدر
ماسٹر شیر علی۔ غلام احمد محرر تشحیذ الاذہان۔ غلام محمد مدرس لوئر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

مولوی محمد احسن بقلم خود۔ عبید اللہ بسمل احمدی عفی عنہ۔ میںنے اپنے کانوں سے یہ پیشگوئی سنی محمد سرور عفی عنہ
غلام قادر۔ قاضی امیر حسین۔ میںنے بھی سنا ہے۔ غلام نبی بقلم خود۔ ماموں خاں جمناسٹک انسٹرکٹر۔
حاکم علی از چک پنیار حال وارد قادیان۔ حافظ محمد ابراہیم مہاجر قادیان۔ محمد الدین بقلم خود طالب علم
ایم۔ اے کالج علیگڈھ حال وارد قادیان۔ خاکسار فقیر اللہ نائب ناظم میگزین۔ عبد الرحیم سیکنڈ کلرک
میگزین۔ خاکسار احمد علی نمبردار ساکن بازید چک حال وارد قادیان۔ محمد الدین۔ محمد حسن احمدی دفتری۔
انا علٰی ذٰلک من الشاھدین)۔ عبد المحی عرب مصنف لغات القرآن۔ محمد جی ایبٹ آبادی
سید مہدی حسین مہاجر
غلام حسین کشمیری۔ سید ناصر شاہ صاحب۔ محمد اسحاق۔ غلام محمد۔ دولت علی طالب علم
اور سید کشمیر
بمشک ۲۸۔ فروری کو میںنے حضور کا الہام سنا کہ زلزلہ سخت آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خادم قطب الدین حکیم
محمد حسین کاتب اخبار بدر۔ شیخ عبد الرحیم دفتری بدر۔ سید احمد نور کابلی۔ سلطان محمد طالب علم افغان۔
حضرت نور کابلی۔ عبد اللہ افغان۔ حاجی شہاب الدین۔ فضل الدین حکیم۔ خلیفہ رجب دین لاہوری بقلم خود
حاجی فضل حسین شاہجہان پوری۔ شیخ محبوب الرحمان بنارسی۔ لطف الرحمٰن۔ شیخ احمد میسوری
محمد سلیمان مونگیری۔ عبد الستار خاں کابلی مہاجر۔ شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی مدرس۔ سید ناصر نواب۔ عبد الرؤف
فخر الدین طالب علم مدرسہ تعلیم الاسلام۔ منشی کرم علی کاتب ریویو آف ریلیجنز۔ سید تصور حسین بریلوی
اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ غلام حسن نابنائی بورڈنگ۔ غلام محمد افغان مہاجر
زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی میںنے سنا۔ (حکیم حاجی مولوی) نور الدین
میںنے ۲۸۔ فروری ۱۹۰۷ء کو یہ الہام سنا تھا۔ زلزلہ آیا۔ آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ حکیم محمد زمان
میںنے سنا اور اسی روز خط میں منصوری لکھدیا عبد الرحیم فورتھ ماسٹر۔
شیخ غلام احمد۔ خاکسار یار محمد بی۔ او۔ ایل۔ برکت علی خان
غلام محمد طالب علم بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ او کالج علیگڈھ۔
قدرت اللہ خاں مہاجر۔ شیخ عبد العزیز نومسلم۔ احمد دین زرگر۔ عبد اللہ ساکن تنویں کشمیر حال وارد قادیان
یعنی یہ الہام اسی دن صبح کے ۷ بجے سنا اور اسی دن بارش بھی ہوئی اور زلزلہ بھی تیسرے دن آیا۔ محمود احمد
میںنے صبح ۲۸۔ فروری ۱۹۰۷ء کو یہ پیشگوئی سنی۔ امیر احمد ولد مولوی سردار علی حکیم ساکن میانی
میںنے صبح ۲۸۔ فروری ۱۹۰۷ء کو پیشگوئی سنی۔ محمد اشرف محرر دفتر صدر انجمن

شیخ عبد اللہ معالج بورڈنگ ہوس		مولوی عظیم اللہ نابھاوالہ	عبد الغفار خاں افغان متوطن ملک خوست حال وارد قادیان		
عبد الغنی طالب علم		دین محمد مستری	مولوی محمد فضل چنگوی احمدی		کریم بخش نمبردار رائیپور
صاحبزادہ منظور محمد لدھیانوی		غلام حسین ولد محمد یوسف اپیل نویس			عبد الغنی - فیض احمد
محمد اسمٰعیل	عبد الحق	عبد الرحمٰن	فضل الدین	منظور علی	مرزا برکت علی بیگ
مستری عبد الرحمٰن	ولی اللہ شاہ	حبیب اللہ شاہ	فخر الدین	گوہر دین	خواجہ عبد الرحمٰن
ملک عبد الرحمٰن	محمد یحییٰ	عبد الستار	عبد العزیز	بشیر احمد	عبد اللہ جٹ
عبد الرحمٰن لدھانوی	محمد اسمٰعیل	علی احمد	حیات خاں	اسحاق	دین محمد
ابراہیم	برکت اللہ	عبد الرحمٰن	سید الطاف حسین	عبد الرحمٰن داتوی	ممتاز علی
عبد الکریم	عبد الجبار	احمد دین	محمود	عبد الحق	عبید اللہ
عبد الرحمٰن	عبد اللہ	کریم بخش خانساماں	نور محمد فراش	غلام محمد کاتب کتاب ہذا	

یاد رہے کہ اس پیشگوئی میں کہ سخت زلزلہ آئیگا اور آج بارش بھی ہوگی ایک لطیفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ زلزلہ زمین سے متعلق ہے اور بارش آسمان سے آتی ہے پس ایسی پیشگوئی ہے کہ اسمیں زمین اور آسمان دونوں جمع کر دیے گئے ہیں تا پیشگوئی دونوں پہلوؤں سے پوری ہو کیونکہ یہ امر انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے جسمیں زمین اور آسمان دونوں شامل کر دیے جائیں بلکہ خود یہ امر انسانی طاقت سے باہر ہے کہ عین دھوپ کے وقت جب کہ بارش کا خاتمہ ہو چکا ہو یہ پیشگوئی کرے کہ آج بارش ہوگی اور پھر بارش ہو جائے۔

اے ناظرین! اب ہم نمونہ کے طور پر وہ تمام نشان اپنے دعوے کے متعلق لکھ چکے ہیں٭ جن کے لکھنے کیلئے ہم نے قصد کیا تھا اور ہزار ہزار خدائے ذو الجلال کا شکر ہے کہ محض اس نے اپنے فضل و کرم سے میری تائید میں یہ نشان دکھلائے اور مجھے طاقت نہیں تھی کہ ایک ذرہ بھی زمین سے یا آسمان سے اپنی شہادت میں کچھ پیش کر سکتا مگر اس نے جو زمین و آسمان کا مالک ہے

٭ ۹ مارچ ۱۹۰۷ء لنڈن کی تار میں خبر آئی ہے جو سول اخبار میں شایع ہو گئی کہ ڈوئی جس نے امریکہ میں پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور جس کی نسبت میں نے پیشگوئی کی تھی کہ وہ اپنے دعوے میں کاذب ہے خدا اُسکو نہیں چھوڑیگا وہ مفلوج ہو کر مر گیا فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک بڑا نشان ظاہر ہوا۔ منہ

جسکی اطاعت کا ذرّہ ذرّہ اِس عالم کا جُوا اُٹھا رہا ہے۔ میری تائید میں ایک دریا نشانوں کا بہادیا اور وہ تائید دکھلائی جو میرے خیال اور گمان میں بھی نہیں تھی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اس لایق نہ تھا کہ میری یہ عزّت کیجائے مگر خدائے عزّوجل نے محض اپنی ناپیدا کنار رحمت سے میرے لئے یہ معجزات ظاہر فرمائے۔ مجھے افسوس ہے کہ مَیں اُسکی راہ میں وہ طاعت اور تقویٰ کا حق بجا نہیں لاسکا جو میری مراد تھی اور اُس کے دین کی وہ خدمت نہیں کرسکا جو میری تمنا تھی میں اس درد کو ساتھ لیجاؤں گا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہیئے تھا میں کر نہیں سکا لیکن اُس خدائے کریم نے میرے لئے اور میری تصدیق کیلئے وہ عجایب کام اپنی قدرت کے دکھلائے جو اپنے خاص برگزیدوں کیلئے دکھلاتا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ میں اس عزت اور اکرام کے لائق نہ تھا جو میرے خداوند نے میرے ساتھ معاملہ کیا جب مجھے اپنے نقصان حالت کیطرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی۔ اور مُردہ ہوں نہ زندہ۔ مگر اُسکی کیا عجیب قدرت ہے کہ میرے جیسا ہیچ اور ناچیز اسکو پسند آگیا اور پسندیدہ لوگ تو اپنے اعمال سے کسی درجہ تک پہنچتے ہیں مگر مَیں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ کیا شان رحمت ہے؟ کہ میرے جیسے کو اُس نے قبول کیا۔ میں اس رحمت کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔

دُنیا میں ہزاروں آدمی ہیں کہ الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعوےٰ کرتے ہیں مگر صرف مکالمہ الٰہیہ کا دعوےٰ کچھ چیز نہیں ہے جب تک اُس قول کے ساتھ جو خدا کا سمجھا گیا ہے خدا کا فعل یعنی معجزہ نہ ہو۔ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا قول خدا کے فعل سے شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ کون معلوم کرسکتا ہے کہ وہ ایک قول جو پیش کیا گیا ہے وہ خدا کا قول ہے یا شیطان کا؟ یا وسوسہ نفسانی ہے خدا کا قول اور خدا کا فعل لازم ملزوم ہیں یعنے جس پر درحقیقت خدا کا قول نازل ہوتا ہے اُس کی تائید میں خدا کا فعل بھی ظہور میں آتا ہے یعنی اُسکی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے عجائبات قدرت اسقدر ظاہر ہوتے ہیں کہ خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے تا ثابت ہوجائے کہ اسکا الہام خدا کا قول ہے۔

افسوس اس زمانہ میں جابجا ایسے لوگ بہت ہوگئے ہیں جنکو ملہم کہلانیکا شوق ہے اور بغیر اسکے کہ وہ اپنے نفس کو جانچیں

اور اپنی حالت کو دیکھیں جو کچھ انکی زبان پر جاری ہو اُسکو کلام الٰہی یقین کر لیتے ہیں حالانکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ زبان جس پر خدا
کا کلام جاری ہو سکتا ہے اُسی پر شیطان کا کلام بھی نازل ہو سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہے پس کوئی کلام جو زبان پر جاری ہو
ہرگز اس لائق نہیں کہ اُسکو خدا کا کلام کہا جاوے جبتک دو شہادتیں اُسکا منجانب اللہ ہونا ثابت نہ کریں۔ **اول** یہ شہادت کہ ایسا شخص
جو یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اسکی ایسی حالت چاہیئے جس سے معلوم ہو کہ وہ اس لایق ہے کہ اس پر
خدا تعالےٰ کا کلام نازل ہو سکتا ہے کیونکہ جو شخص جس سے قریب ہوتا ہے اُسی کی آواز سُنتا ہے پس جو شخص شیطان سے قریب ہے وہ شیطان کی
آواز سُنتا ہے اور جو خدا تعالےٰ سے قریب ہے وہ اُسکی آواز کو۔ صرف اس حالت میں کسی کو ملہم من اللہ کہہ سکتے ہیں جبکہ وہ درحقیقت خدا کی رضامندی حاصل کرنیکے لئے
اپنی رضامندی چھوڑ دیتا ہے اور اُسکے پورے خوش کرنیکے لئے ایک تلخ موت اپنے لئے اختیار کر لیتا ہے اور اسکو سب چیز پر مقدم
کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکے دل کیطرف دیکھتا ہے تو اسکو تمام دُنیا سے الگ اور اپنی رضا میں محو پاتا ہے اور سچ مچ ہر ایک
ذرہ اسکے وجود کا خدا تعالیٰ کے راہ میں قربان ہو جاتا ہے اور اگر امتحان کیا جاوے تو کوئی چیز اُسکو خدا تعالیٰ سے نہیں روک سکتی
نہ دولت نہ مال نہ زن نہ فرزند نہ آبرو۔ بلکہ وہ درحقیقت اپنی ہستی کا نقش مٹا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ایسی محبت اُسپر غالب
آجاتی ہے کہ اگر اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاوے یا اُسکی اولاد کو ذبح کیا جاوے یا اُسکو آگ میں ڈالا جاوے اور ہر ایک تلخی
اُس پر وارد کیجائے تب بھی وہ اپنے خدا کو نہیں چھوڑتا اور مصیبت کے کسی حملہ سے وہ اپنے خدا سے الگ نہیں ہوتا۔
اور صادق اور وفادار ہوتا ہے اور تمام دنیا اور دُنیا کے بادشاہوں کو ایک مُردہ کیڑے کیطرح سمجھتا ہے اور اگر اُسکو یہ بھی بتایا جائے
کہ تو جہنم میں داخل ہوگا تب بھی وہ اپنے محبوب حقیقی کا دامن نہیں چھوڑتا کیونکہ محبت الٰہی اسکا بہشت ہو جاتا ہے اور وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ
مجھ کو خدا سے کیوں ایسا تعلق ہے کیونکہ کوئی نامرادی اور کوئی امتحان اس تعلق کو کم نہیں کر سکتا پس اسحالت میں کہسکتے ہیں کہ وہ خدا سے نزدیک
ہے نہ شیطان سے۔ ایسے لوگ اولیاء الرحمٰن ہیں اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے۔ اور انہیں پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے اور وہ لوگ
انّ عبادی لیس لک علیھم سلطان میں داخل ہیں۔ **دوسری** شہادت۔ خدا تعالیٰ کے ملہم کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس کلام کیساتھ
جو اس پر نازل ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا فعل بھی ہو کیونکہ جیسا کہ جب سورج طلوع کرتا ہے تو اُسکے ساتھ سورج کی تیز شعاعیں بھی ہونی ضروری ہیں
ایسا ہی خدا کا کلام کبھی اکیلا نازل نہیں ہوتا بلکہ اسکی ساتھ خدا کا فعل بھی ہوتا ہے یعنی انواع واقسام کے معجزات اور انواع واقسام کی
تائیدات اور برکات ساتھ ہوتی ہیں ورنہ کمزور انسان کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے پس جس شخص نے خدا کے کلام
نازل ہونیکا دعویٰ کیا اور اسکے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات اور تائیدات شامل نہیں اُسکو خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ایسا دعویٰ ترک کرنا
چاہیئے اور پھر یہ دعوے صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو
خدا کے کھلے کھلے نشان چاہئیں جو اسکی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اسکے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

یہ بات ہر ایک کیلئے قابل غور ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں کس فرقہ ضالّہ کا غلبہ ہوگا اور اس کے سوا مسیح موعود کا کیا کام ہوگا۔ صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب کہلاتی ہے اس میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ مسیح موعود دجال کو قتل کرنیکے لئے ظاہر ہوگا بلکہ اس میں صرف یہ کام مسیح موعود کا لکھا ہے کہ وہ صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اس سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود پادریوں کے غلبہ اور سطوت اور شوکت کیوقت ظاہر ہوگا یعنی جبکہ ان کا دجل اور تحریف اور تبدیل انتہا تک پہنچ جائیگی اور وہ محرف کتابوں کی اشاعت میں ناخنوں تک زور لگائیں گے تب مسیح موعود ظہور کریگا اور اسکا اصل مقصد کسر صلیب ہوگا لیکن صحیح مسلم میں قتل دجال کا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ مسیح موعود دجال کو قتل کریگا اور اسی مقصد کیلئے ظاہر ہوگا مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ دجال گرجا سے یعنے کلیسیا سے خروج ہوگا۔ بظاہر ان دونوں کتابوں یعنی بخاری اور مسلم میں بڑا تناقض ہے کیونکہ صحیح بخاری تو اصل مقصد ظہور مسیح موعود کا کسر صلیب ٹھیراتی ہے لیکن صحیح مسلم اصل مقصد مسیح موعود کا جسکے لئے وہ ظاہر ہوگا قتل دجال بیان کرتی ہے شاید یہ جواب دیا جائے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت میں ایک حصہ زمین پر دجال کا غلبہ ہوگا اور زمین کے دوسرے حصہ میں صلیب پرست قوم کا غلبہ ہوگا جیسا کہ دو بادشاہتیں جدا جدا ہوتی ہیں مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ مسلّم امر ہے کہ دجال تمام زمین پر بجز مکہ اور مدینہ کے پھر جائیگا یعنی ہر ایک جگہ اُسکا تسلّط ہو جائیگا جیسا کہ احادیث صحیحہ اسکی شاہد ہیں۔ پس کیا نعوذ باللہ صلیب پرستی کا غلبہ مکہ اور مدینہ میں ہوگا کیونکہ بہرحال مسیح موعود کیوقت میں کسی حصہ زمین میں صلیبی غلبہ بھی مان لینا چاہیئے پس جبکہ مکہ اور مدینہ کے سوا تمام زمین پر اور سب جگہ دجّال کا غلبہ ہوگیا تو صلیبی غلبہ کیلئے صرف مکّہ اور مدینہ کی زمین رہ گئی۔ یہ تو وہ احادیث ہیں جو دجّال کے غلبہ کو بیان کرتی ہیں۔ دوسری طرف ایسی احادیث بھی ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں تقریباً تمام زمین پر عیسائی سلطنت قوّت اور شوکت رکھتی ہوگی اور درحقیقت حدیث یکسر الصلیب میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور آیت مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ بھی ہے باواز بلند بتلا رہی ہے پس اس صورت میں یہ توجیہ قابل اعتبار نہ رہی کہ اس زمانہ میں کچھ حصہ زمین میں غلبہ عیسائیوں کا ہوگا اور کچھ حصہ

۴ احادیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عیسائی قوم کثرت سے دنیا میں پھیل جاویگی۔ منہ

میں غلبہ دجّال کا ہوگا۔ مگر شاید جواب میں یہ کہا جائیگا کہ اوّل عیسائیوں کا غلبہ ہوگا اور پھر دجال آکر کسر صلیب کریگا اور پھر مسیح آکر دجال کو قتل کریگا مگر یہ ایسا قول ہے کہ آج تک کسی فرقہ کا مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ صحیح بخاری میں تو یہی لکھا ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کریگا۔ نہ کہ دجّال ٭

اس تنازع کے فیصلہ کیلئے جب ہم حدیثوں کو دیکھتے ہیں تو وہی صحیح مسلم جو دجال کا ذکر کرتی ہے اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ دجال معہود گرجا میں سے نکلیگا یعنی عیسائیوں میں پیدا ہوگا پس اس صورت میں صحیح مسلم پادریوں کو دجال ٹھیراتی ہے اور اسکی تائید میں واقعات بھی شہادت دیرہے ہیں اور ظاہر کررہے ہیں کہ وہ آخری فتنہ جو ظہور میں آیا جس سے کئی لاکھ مسلمان مرتد ہوگیا وہ صرف عیسائیت کا فتنہ ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختلاف صرف لفظی ہے یعنی صحیح بخاری میں جس فتنہ کا نام فتنۂ صلیب لکھا ہے اور مسیح موعود کو صلیب کا توڑنے والا قرار دیا ہے صحیح مسلم میں اُسی فتنہ کا نام فتنۂ دجال رکھا ہے اور کسر صلیب کو بطور قتل دجّال قرار دیا ہے۔

اور جب ہم زیادہ تصریح کیلئے قرآن شریف کیطرف آتے ہیں جو ہر ایک تنازع کا حکم ہے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں دجال کا نام تک نہیں ہاں عیسائیت کے فتنہ کو وہ بہت بڑا بیان کرتا ہے جو اسلام کے تمام اصول کا دشمن ہے اور کہتا ہے کہ قریب ہے کہ اُس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے اور اسی فرقہ کو خدا کی کلام کا محرّف مبدّل ٹھیراتا ہے اور جس فعل میں مفہوم دجل درج ہے وہ فعل اسی فرقہ کیطرف منسوب کرتا ہے اور سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ وہ عیسائیت کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگیں جیسا کہ ولا الضّآلّین کے معنے تمام مفسّرین نے یہی کئے ہیں۔ پس قرآن شریف کے اس فیصلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس فتنہ سے حدیثوں میں ڈرایا گیا ہے وہ صلیبی فتنہ ہے اور اسمیں کیا شک ہے کہ جب تھوڑے سے دجل کی کارروائی سے انسان دجال کہلا سکتا ہے تو جس فرقہ نے تمام شریعت اور تعلیم کو بدل دیا ہے

کیا وجہ کہ وہ دجال نہیں کہلا سکتا؟ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کے دجل کی خود گواہی دی ہے تو کیا وجہ کہ وہ **دجّال** کے نام سے موسوم نہ ہوں؟ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ دجّال اکبر نہیں کہلا سکتے تھے کیونکہ ابھی بد دیانتی اور خیانت کمال کے درجہ کو نہیں پہنچی تھی صرف دجال ہونیکی بنا پڑی تھی مگر بعد اسکے ہمارے زمانہ میں جبکہ چھاپے کی کلیں بھی نکل آئیں تب پادریوں نے تحریف اور تبدیل کو کمال تک پہنچا دیا اور کروڑہا روپیہ خرچ کرکے اُن محرف کتابوں کو شایع کیا اور لوگوں کو مرتد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تب خدا کا نوشتہ پورا ہوا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہی ہیں اور دجال اکبر کے نام کے مستحق ہو گئے اور جبتک مخالفت حق اور تحریف و تبدیل میں اُن سے بڑھکر کوئی ظاہر نہ ہو تب تک ہر ایک کو ماننا پڑیگا کہ یہی فرقہ **دجال اکبر** ہے جس کے ظہور کی نسبت پیشگوئی تھی۔ یہودی بھی تحریف کرتے تھے مگر وہ تو ایسی ذلت کا نشانہ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ صرف اسی فرقہ نے عروج کیا اور اپنی تمام طاقتوں کو دجل اور تحریف میں خرچ کر دیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ یہ چاہا کہ تمام دنیا کو اپنے جیسا بنا لیں اور بباعث شوکت اور طاقت دنیا کے ان کو ہر ایک سامان بھی ملگیا اور انہوں نے دجل اور تحریف میں وہ کام دکھلایا جسکی نظیر ابتدا دنیا سے آجتک مل نہیں سکتی اور کوشش کی کہ لوگ خدائے واحد لاشریک سے مُنہ پھیر کر ابن مریم کو خدا مان لیں اور ہمارے زمانہ میں یہ سب اُن کا کمال تک پہنچ گیا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اس قدر تصرفات کئے کہ گویا وہ آپ ہی نبی ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر دجال کا لفظ بولا گیا یعنی خدا کی کتابوں کی کمال درجہ کی تحریف کرنیوالے اور جھوٹ کو سچ کرکے دکھانیوالے۔ حدیثوں میں اکثر دجال معہود کی نسبت **خروج** کا لفظ ہے اور مسیح موعود کی نسبت **نزول** کا لفظ ہے اور یہ دونوں لفظ بالمقابل ہیں جس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود خدا تعالیٰ کیطرف سے نازل ہوگا اور خدا اُس کے ساتھ ہوگا مگر دجال اپنے مکر و فریب اور دُنیا کے سامانوں کے ساتھ ترقی کرے گا۔ ہاں جیسا کہ قرآن شریف میں عیسائیت کے فتنہ کا ذکر ہے ایسا ہی یاجوج ماجوج کا ذکر ہے اور اس آیت میں **وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ** اُن کے غلبہ کیطرف اشارہ ہے کہ تمام زمین پر اُن کا غلبہ

ہو جائیگا۔ اب اگر دجال اور عیسائیت اور یاجوج ماجوج تینوں علیحدہ قومیں سمجھی جائیں جو مسیح کے وقت ظاہر ہونگی تو اور بھی تناقض بڑھ جاتا ہے مگر بائبل سے یقینی طور پر یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یاجوج ماجوج کا فتنہ بھی درحقیقت عیسائیت کا فتنہ ہے کیونکہ بائبل نے اس کو یاجوج کے نام سے پکارا ہے۔ پس درحقیقت ایک ہی قوم کو باعتبار مختلف حالتوں کے تین ناموں سے پکارا گیا ہے۔

اور یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا کہیں ذکر نہیں یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ عیسیٰ پرستی کا فتنہ ٹھہرایا ہے اور اُس کیلئے وعید کے طور پر یہ پیشگوئی کی ہے کہ قریب ہے کہ زمین و آسمان اُس سے پھٹ جائیں اور اسی زمانہ کی نسبت طاعون اور زلزلوں و غیرہ حوادث کی پیشگوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرمادیا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہونگے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہوں گے اور پھر دوسری طرف یہ بھی فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس اس سے مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا اُس پر ظاہر ہوگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیر و زبر کئے جائینگے اور سخت طاعون پڑیگی اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا اُس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جبتک عذاب سے پہلے رسول نہ بھیج دیں پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں جیسا کہ زمانہ کے گذشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونیوالا ہے جسکی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول مسیح موعود ہے کیونکہ جب کہ اصل موجب اُن عذابوں کا عیسائیت کا فتنہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تو ضرور تھا کہ اس فتنہ

کے مناسب حال اور اسکے فرو کرنے کی غرض سے رسول ظاہر ہو سو اسی رسول کو دوسرے پیرایہ میں مسیح موعود کہتے ہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا ذکر ہے اور یہی ثابت کرنا تھا۔ ایک سمجھ سکتا ہے کہ اگر قرآن شریف کی رو سے عیسائیت کے فتنہ کے وقت عذاب کا آنا ضروری ہے تو مسیح موعود کا آنا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عذاب عیسائیت کے کمال فتنہ کے وقت آنا قرآن مجید سے ثابت ہے پس مسیح موعود کا آنا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی طرح عام طور پر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کسی قوم پر عذاب کرنا چاہتے ہیں تو ان کے دلوں میں فسق و فجور کی خواہش پیدا کر دیتے ہیں تب وہ اتباع شہوات اور بے حیائی کے کاموں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تب اُسوقت اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امور بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں۔ جو بالطبع عذاب کے مقتضی ہیں اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسیح موعود ہے پس تعجب ہے اُس قوم سے جو کہتی ہے کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں ذکر نہیں۔ علاوہ اس کے قرآن شریف کی یہ آیت بھی کہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ یہی چاہتی ہے کہ اس اُمت کیلئے چودھویں صدی میں مثیل عیسیٰ ظاہر ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے تا دونوں سلسلوں کے اول آخر میں مشابہت ہو اسی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُھْلِکُوْھَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَوْ مُعَذِّبُوْھَا عَذَابًا شَدِیْدًا یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کرینگے یا اُس پر شدید عذاب نازل نہ کرینگے یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا اور دوسری طرف یہ فرمایا۔ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔

اور یہی پیشگوئی سورۂ فاتحہ میں بھی موجود ہے کیونکہ سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کا نام اَلضَّآلِّیْن رکھا ہے اسمیں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ دنیا کے صدہا فرقوں میں ضلالت موجود ہے مگر عیسائیوں کی ضلالت کمال تک پہنچ جائیگی گویا دنیا میں فرقہ ضالہ وہی ہے اور جب کسی قوم کی ضلالت کمال تک پہنچتی اور وہ اپنے گناہوں سے باز نہیں آتی تو سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے

کہ اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے پس اس سے بھی مسیح موعود کا آنا ضروری ٹھیرتا ہے یعنی بموجب آیت
وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ جیسا کہ احادیث نبویہ میں مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ایسا ہی ایک رجل فارسی کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ضایع شدہ ایمان کو پھر بحال کریگا جیسا کہ لکھا ہے۔ لو کان الایمان معلّقًا بالثریّا لنالہ رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا پر چلا جاتا تب بھی ایک رجل فارسی اُسکو واپس لے آتا۔ اب ظاہر ہے کہ رجل فارسی کو اس حدیث میں اس قدر فضیلت دی گئی ہے اور اس قدر نمایاں کام اُسکا دکھلایا گیا ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ رجل فارسی مسیح موعود سے افضل ہے کیونکہ مسیح موعود بقول مخالفوں کے صرف دجّال کو قتل کریگا لیکن رجل فارسی ایمان کو ثریا سے واپس لائیگا جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائیگا لوگ قرآن پڑھینگے مگر وہ اُنکے حلق سے نیچے نہیں اُتریگا۔ پس وہی زمانہ رجل فارسی کا اور وہی زمانہ مسیح موعود کا ہے۔ مگر جس حالت میں رجل فارسی یہ خاص خدمت ادا کریگا کہ ایمان کو آسمان سے واپس لائیگا تو پھر اسکے مقابل پر مسیح موعود کی کوئی دینی خدمت ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ دجال کو قتل کرنا صرف دفع شر ہے جو مدار نجات نہیں مگر آسمان سے ایمان کو واپس لانا اور لوگوں کو مومن کامل بنانا یہ افاضۂ خیر ہے جو مدار نجات ہے اور افاضۂ خیر سے دفع شرّ کو کچھ نسبت نہیں۔ ماسوا اس کے ظاہر ہے کہ جو شخص اس قدر افاضۂ خیر کریگا کہ ثریا سے ایمان کو واپس لائیگا اسکی نسبت کوئی عقلمند خیال نہیں کرسکتا کہ وہ دفع شرّ پر قادر نہیں ہوگا پس یہ خیال بالکل غیر معقول ہے کہ آخری زمانہ میں افاضۂ خیر تو رجل فارسی کریگا مگر دفع شرّ مسیح موعود کریگا۔ جسکو آسمان پر چڑھنے کی طاقت ہے کیا وہ زمین کے شر کو دور نہیں کرسکتا؟

غرض اس زمانہ کے مسلمانوں کی یہ غلطی قابل افسوس ہے کہ مسیح موعود اور رجل فارسی کو دو مختلف آدمی سمجھتے ہیں اور آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے خدا تعالیٰ نے براھین احمدیّہ

میں اس عقدہ کو کھول دیا ہے کیونکہ ایک طرف تو مجھ کو مسیح موعود قرار دیا ہے اور میرا نام عیسیٰ
رکھا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ میں فرمایا یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ و مطہّرک
من الذین کفروا اور دوسری طرف مجھے رجل فارسی مقرر کر کے بار بار اسی نام سے پکارا ہے جیسا کہ فرمایا ہے
انّ الذین صدّوا عن سبیل اللہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ
یعنی عیسائی اور دوسرے انکے بھائی جو لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں اس رجل فارسی یعنی اس احقر نے
ان کا ردّ لکھا ہے خدا اسکی اس خدمت کا شکر گذار ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام یعنی عیسائیوں کا مقابلہ
کرنا یہ اصل خدمت مسیح موعود کی ہے پس اگر رجل فارسی مسیح موعود نہیں تو کیوں مسیح موعود کا منصبی کام
رجل فارسی کے سپرد کیا گیا۔ اس سے ثابت ہے کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں جیسا کہ
قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم
یعنی آنحضرت صلعم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی
کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اسکی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے
تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لئے اسکے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائینگے
اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ
اپنے رنگ میں ادا کرینگے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت
ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا
آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا وآخرین من الامۃ بلکہ یہ فرمایا ہے وآخرین منھم
اور ہر ایک جانتا ہے کہ منھم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے لہٰذا وہی فرقہ منھم میں داخل ہو سکتا
ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس ۲۶ برس
پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں **محمد** اور **احمد** رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

بروز مجھے قرار دیا ہے اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرما دیا ہے
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور نیز فرمایا ہے کل برکۃ من محمد
صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم وتعلّم اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا
کہ حدیث لو کان الایمان معلّقًا بالثریّا لنالہ رجل من فارس اس عاجز
کے حق میں ہے اور کیوں جایز نہیں کہ امت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو تو اس کا جواب یہ
ہے کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق وحی الٰہی نے مجھے ٹھیرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا
کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر
نازل ہوا ومن ینکرہ فلیبارز للمباھلۃ ولعنۃ اللہ علیٰ من کذب الحق او افترٰی
علیٰ حضرۃ العزّۃ ۔ اور یہ دعوے امت محمدیہ میں سے آجتک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالےٰ
نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت
کا دعوے کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے اے نادانو!
میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا
ہو کر نبوت کا دعوے کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت
مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ
لوگ بھی قایل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں
اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح
اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے
میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کیلئے
بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب
میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اُسکے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے
صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُسکا کلام ہے
پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُسکا چہرہ دکھانے کیلیے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

فتح عظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی میری پیشگوئی کے مطابق مر گیا

نشان ۱۹۶[*]۔ واضح ہو کہ یہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اس کے اُس نے جھوٹا دعوےٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت سید النبیین واصدق الصادقین و خیر المرسلین و امام الطیبین جناب تقدس مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب و مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا غرض بغض دین متین کی وجہ سے اُس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اور اس کا استیصال چاہتا تھا۔ اور حضرت عیسےٰ کو خدا جانتا تھا اور تثلیث کو تمام دنیا میں پھیلانے کیلئے اتنا جوش رکھتا تھا کہ میں نے باوجود اسکے کہ صدہا کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا چنانچہ اسکے اخبار لیوز آف ہیلنگ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۳ء اور ۱۴ فروری ۱۹۰۵ء میں یہ فقرے ہیں

[*] تتمہ ہذا میں سہواً نشانات کے نمبر ایک سے شروع کیے گئے تھے جو ۱۸۹ سے شروع ہونے واجب تھے پس اسجگہ تک ۸ نشان سابقہ ملا کر (جس میں نمبرہ دو مرتبہ سہواً درج ہوگیا ہے) ۱۹۶ تک نمبر نشانات پہنچا لہٰذا یہاں نمبر نشان ۱۹۶ لکھا گیا۔ منہ

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔" اور پھر اپنے پرچہ اخبار ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء میں اپنے تئیں سچا رسول اور سچا نبی قرار دیکر کہتا ہے کہ "اگر میں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو خدا کا نبی ہو۔" علاوہ اس کے وہ سخت مشرک تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو الہام ہو چکا ہے کہ پچیس ۲۵ برس تک یسوع مسیح آسمان سے اتر آئیگا اور حضرت عیسیٰ کو در حقیقت خدا جانتا تھا اور ساتھ اس کے میرے دل کو دکھ دینے والی ایک یہ بات تھی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ وہ نہایت درجہ پر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور میں اُس کا پرچہ اخبار ریویو آف ہیلنگ لیتا تھا اور اُسکی بدزبانی پر ہمیشہ مجھے اطلاع ملتی تھی۔ جب اُسکی شوخی انتہا تک پہنچی تو میں نے انگریزی میں ایک چٹھی اُسکی طرف روانہ کی اور مباہلہ کیلئے اُس سے درخواست کی تا خدا تعالیٰ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اُس کو سچے کی زندگی میں ہلاک کرے۔ یہ درخواست دو مرتبہ یعنی سنہ ۱۹۰۲ء اور پھر سنہ ۱۹۰۳ء میں اسکی طرف بھیجی گئی تھی۔ اور امریکہ کے چند نامی اخباروں میں بھی شایع کی گئی تھی جن کے نام حاشیہ مندرج ہیں [۱]

نمبر سلسلہ	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱)	شکاگو انٹر پریٹر اخبار ۲۸۔ جون سنہ ۱۹۰۳ء	عنوان "کیا ڈوئی اس مقابلہ میں نکلیگا" دونوں تصویریں پہلو بہ پہلو دیکر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں ڈوئی مفتری ہے اور میں دعا کرنیوالا ہوں کہ وہ اسے میری زندگی میں نیست و نابود کر دے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کا یہ طریق ہے کہ خدا سے دعا کی جاوے کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے۔
(۲)	ٹیلیگراف ۵ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	مرزا غلام احمد صاحب پنجاب سے ڈوئی کو چیلنج بھیجتے ہیں کہ اے وہ شخص جو مدعی نبوت ہے آ۔ اور میرے ساتھ مباہلہ کر۔ ہمارا مقابلہ دعا سے ہوگا۔ اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دعا کرینگے کہ ہم میں سے جو شخص کذاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔

اور اس مضمون مباہلہ میں مَیں نے جھوٹے پر بد دعا بھی کی تھی † اور خدا تعالیٰ سے یہ چاہا تھا کہ خدا جھوٹے کا جھوٹ اپنے فیصلہ سے کھول دے۔ اور یہ میرا مضمون مباہلہ کا جیسا کہ ابھی لکھ چکا ہوں امریکہ کے چند روزانہ اور نامی اخباروں میں بخوبی شایع ہو گیا تھا۔ اور یہ اخباریں امریکہ کے عیسائیوں کی تھیں جن کا مجھ سے کچھ تعلق نہ تھا اور اخباروں میں

† حاشیہ۔ میری طرف سے ۲۳۔ اگست ۱۹۰۳ء کو ڈوئی کے مقابل پر انگریزی میں یہ اشتہار شایع ہوا تھا جسمیں یہ فقرہ ہے کہ میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پروا نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کریگا۔ اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا.... تب بھی یقیناً سمجھو کہ اسکے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنیوالی ہے۔ اب میں اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا! جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہیگا یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے تو نے مجھ وعدہ دیا ہے وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اے قادر خدا میری دعا سن لے۔ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں دیکھو اشتہار ۲۳۔ اگست ۱۹۰۳ء بزبان انگریزی۔ منہ

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۳)	ارگوناٹ سان فرانسسکو یکم دسمبر ۱۹۰۲ء	عنوان انگریزی اور عربی (یعنی عیسائیت اور اسلام) کا مقابلۂ دعا۔ مرزا صاحب کے مضمون کا خلاصہ جو ڈوئی کو لکھا ہے یہ ہے کہ تم ایک جماعت کے لیڈر ہو اور میری بھی بہت سے پیرو ہیں۔ پس اس بات کا فیصلہ کہ خدا کی طرف سے کون ہے ہم میں اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے خدا سے دعا کرے اور جسکی دعا قبول ہو وہ سچے خدا کی طرف سے سمجھا جاوے۔ دعا یہ ہوگی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اُسے پہلے ہلاک کرے۔ یقیناً یہ ایک معقول اور منصفانہ تجویز ہے۔
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰۔ جون ۱۹۰۳ء	میری تصویر دیکر مباہلہ کا مفصل ذکر کرتا ہے یعنی یہ کہ دونوں فریق یعنی ڈوئی اور ہم دعا کریں کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں اور اسکے سامنے ہلاک ہو۔
(۵)	نیویارک میل اینڈ ایکسپریس ۲۸۔ جون ۱۹۰۳ء	عنوان مباہلہ یا مقابلہ دعا کے نیچے اسی مباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔
(۶)	ہیرلڈ روچسٹر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	ڈوئی کو مباہلہ کیلئے بلایا گیا ہے اور پھر مباہلہ کا ذکر کرتا ہے
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے
(۸)	ایڈورٹایزر بوسٹن ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	ایضاً
(۹)	پایلاٹ بوسٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۰)	پاتھ فائنڈر واشنگٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۱)	انٹراوشن شکاگو ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	" پھر ۲۸ جون کے پرچہ میں دونوں تصویریں دیکر مفصل ذکر کیا ہے۔
(۱۲)	دوسٹر سپائی ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	"

شایع کرانے کی اسلئے مجھے ضرورت پیش آئی کہ ڈاکٹر ڈوئی جھوٹے نبی نے براہِ راست مجھ کو جواب نہیں دیا تھا آخر مہینے وہ مضمونِ مباہلہ امریکہ کے اُن نامی اخباروں میں جو روزانہ ہیں اور کثرت سے دُنیا میں جاتے ہیں شایع کرا دیا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ باوجودیکہ اڈیٹران اخبارات امریکہ عیسائی تھے اور اسلام کے مخالف تھے تاہم اُنہوں نے نہایت مدّوشدّ سے میرے مضمون مباہلہ کو ایسی کثرت سے شایع کر دیا کہ امریکہ اور یوروپ میں اسکی دُھوم مچگئی اور ہندوستان تک اس مباہلہ کی خبر ہوگئی۔ اور میرے مباہلہ کا خلاصہ

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱۳)	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کے بعد دونوں تصویریں بھی دی ہیں اور میری تصویر کے نیچے یہ لفظ ہیں مرزا غلام احمد ہندوستان کا مسیح جس نے ڈوئی کو دعا کے مقابلہ کیلئے چیلنج دیا ہے
(۱۴)	شکاگو ایک اخبار تاریخ اور نام پھٹ گیا	
(۱۵)	برلنگٹن فری پریس ۲ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے۔
(۱۶)	شکاگو انٹر اوشن ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۷)	البنی پریس ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۸)	بکینول ٹائمز ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	"
(۱۹)	بالٹی مور امریکن ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۳)	ڈیزرٹ اِنگلش نیوز ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۴)	ہیلینا ریکارڈ یکم جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۵)	گروم شایر گزٹ ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۶)	نوینٹن کرانیکل ایضاً	"
(۲۷)	ہیوسٹن کرانیکل ۳ جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۲۸)	سوانا نیوز ۲۹ جون ۱۹۰۳ء	"
(۲۹)	رچمنڈ نیوز یکم جولائی ۱۹۰۳ء	"
(۳۰)	گلاسگو ہیرلڈ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء	"
(۳۱)	نیویارک کمرشل ایڈورٹائیزر ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء	اگر ڈوئی اشارتاً یا صراحتاً اس چیلنج کو منظور کریگا تو بڑے دکھ اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہوگا۔ اور اگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کریگا تو بھی اس کے صیحون پر سخت آفت آئیگی۔
(۳۲)	دی مارننگ ٹیلیگراف نیویارک ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء	مباہلہ اور ڈوئی پر بد دعا کرنے کا ذکر ہے۔

یہ اخبار صرف وہ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔ اس کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیکڑوں اخباروں میں یہ ذکر ہوا ہوگا۔ منہ

مضمون یہ تھا کہ اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور مَیں خدا تعالےٰ کیطرف سے وُہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنیوالا تھا اور نبیوں کے نوشتوں میں اُس کا وعدہ تھا اور نیز میں نے اسمیں لکھا تھا کہ ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعوےٰ رسول ہونے اور تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی میں ہی بہت سی حسرت اور دُکھ کے ساتھ مریگا اور اگر مباہلہ بھی نہ کرے تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا اِس کے جواب میں بدقسمت ڈوئی نے ڈسمبر ۱۹۰۳ء کے کسی پرچہ میں اور نیز ۲۶ ستمبر ۱۹۰۲ء وغیرہ کو اپنے پرچوں میں اپنی طرف سے یہ چند سطریں انگریزی میں شایع کیں جن کا ترجمہ ذیل میں ہے۔

"ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اسکا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اِس شخص کا جواب نہیں دیتا مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دُونگا اگر میں اِن پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں انکو کچل کر مار ڈالوں گا"

اور پھر پرچہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۲ء میں لکھتا ہے کہ میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دُنیا سے مٹایا جائے اے خدا ہمیں وہ وقت دکھلا۔

غرض اِس شخص میرے مضمون مباہلہ کے بعد جو یورپ اور امریکہ اور اس ملک میں شایع ہو چکا تھا بلکہ تمام دُنیا میں شایع ہو گیا تھا شوخی میں روز بروز بڑھتا گیا اور اس طرف مجھے یہ انتظار تھی کہ جو کچھ میں نے اپنی نسبت اور اسکی نسبت خدا تعالےٰ سے فیصلہ چاہا ہے ضرور خدا تعالیٰ سچا فیصلہ کریگا اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ کاذب اور صادق میں فرق کر کے دکھلا دیگا[۵]

[۵] اس اشتہار کے صفحہ ۳ کو پڑھو جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کو بزبان انگریزی میں نے ڈوئی کے مقابل پر ایک اشتہار شایع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اسمیں لکھا تھا کہ خواہ ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے یا نہ کرے وہ خدا کے عذاب سے نہیں بچیگا اور خدا جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کر دیگا۔ منہ

اور میں ہمیشہ اس بارہ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا تھا اور کاذب کی موت چاہتا تھا چنانچہ کئی دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تو غالب ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائیگا اور پھر ڈوئی کے مرنے سے قریباً پندرہ دن پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کلام کے ذریعہ سے مجھے میری فتح کی اطلاع بخشی جس کو میں اُس سالہ میں جس کا نام ہے قادیان کے آریہ اور ہم اسکے ٹائٹل پیج کے پہلے ورق کے دوسرے صفحہ میں ڈوئی کی موت سے قریباً دو ہفتہ پہلے شایع کر چکا ہوں اور وہ یہ ہے

تازہ نشان کی پیشگوئی

خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کرونگا جسمیں فتح عظیم ہوگی وہ تمام دنیا کیلئے ایک نشان ہوگا (یعنی ظہور اسکا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا) اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا چاہیے کہ ہر ایک آنکھ اُسکی منتظر رہے کیونکہ خدا اسکو عنقریب ظاہر کریگا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اُس کیطرف سے ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود ۔ مشتہرہ ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء

+ حاشیہ ۔ ۹ فروری ۱۹۰۷ء کو مجھے یہ الہام ہوا کہ انک انت الاعلیٰ یعنے غلبہ تجھی کو ہوگا ۔ اور پھر اسی تاریخ مجھے یہ الہام ہوا العید الاخر تنال منہ فتحاً عظیما یعنے ایک اور خوشی کا نشان تجھ کو ملیگا جس سے ایک بڑی فتح تیری ہوگی ۔ جس میں یہ تفہیم ہوئی کہ ممالک مشرقیہ میں تو سعد اللہ لدھیانوی میری پیشگوئی اور مباہلہ کے بعد جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی نمونیا پلیگ سے مرگیا ۔ یہ تو پہلا نشان تھا اور دوسرا نشان اس سے بہت ہی بڑا ہوگا جسمیں فتح عظیم ہوگی سو وہ ڈوئی کی موت ہے جو ممالک مغربیہ میں ظہور میں آئی ۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء اس سے خدا تعالےٰ کا وہ الہام پورا ہوا کہ

اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان (جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دُنیا ایشیا اور امریکہ اور یورپ اور ہندوستان کیلئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے۔ کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یوروپ کے کسی شخص کو اُن کے ظہور کی خبر نہ تھی۔ لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہوکر امریکہ میں جاکر ایسے شخص کے حق میں پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا اور اُس کے مرنے کے ساتھ ہی بذریعہ تاروں کے اس ملک کے انگریزی اخباروں کو خبر دی گئی چنانچہ پایونیر نے (جو الٰہ آباد سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے (جو لاہور سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء میں اور انڈین ڈیلی ٹیلیگراف نے (جو لکھنؤ سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں اِس خبر کو شایع کیا ہے۔ پس اِس طرح پر قریباً تمام دُنیا میں یہ خبر شایع کی گئی اور خود یہ شخص اپنی دنیوی حیثیت کی رُو سے ایسا تھا کہ عظیم الشان نوابوں اور شاہزادوں کی طرح مانا جاتا تھا چنانچہ وِبؔ نے جو امریکہ میں مسلمان ہو گیا ہے میری طرف اسکے بارہ میں ایک چٹھی لکھی تھی۔ کہ ڈاکٹر ڈوئی اس ملک میں نہایت معزّزانہ اور شاہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اور باوجود اس عزّت اور شہرت کے جو امریکہ اور یوروپ میں اُسکو حاصل تھی خُدا

+ حاشیہ ڈوئی اِس پیشگوئی کے بعد اِس قدر جلد مر گیا کہ ابھی پندرہ دن ہی اسکی اشاعت پر گذرے تھے کہ ڈوئی کا خاتمہ ہو گیا پس ایک طالب حق کیلئے یہ ایک قطعی دلیل ہے کہ یہ پیشگوئی خاص ڈوئی کے بارے میں تھی کیونکہ اوّل تو اس پیشگوئی میں یہ لکھا ہے کہ وہ فتح عظیم کا نشان تمام دُنیا کیلئے ہوگا اور دوسرے یہ لکھا ہے کہ وہ عنقریب ظاہر ہونیوالا ہے پس اس سے زیادہ عنقریب اور کیا ہوگا کہ اِس پیشگوئی کے بعد بدقسمت ڈوئی اپنی زندگی کے بیس دن بھی پورے نہ کر سکا اور خاک میں جا ملا جن پادری صاحبان نے آتھم کے بارے میں شور مچایا تھا اب اُن کو ڈوئی کی موت پر ضرور غور کرنی چاہیئے۔ مِنہ

تعالیٰ کے فضل سے یہ ہوا کہ میرے مباہلہ کا مضمون اُس کے مقابل پر امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہیں شایع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا اور پھر اس عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اُس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ جس سے بڑھ کر اکمل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصوّر نہیں ہو سکتا۔ اُسکی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی۔ اُس کا خائن ہونا ثابت ہوا اور وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا مگر اُس کا شراب خوار ہونا ثابت ہو گیا۔ اور وہ اُس اپنے آباد کردہ شہر صیحون سے بڑی حسرت کے ساتھ نکالا گیا جس کو اُس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے آباد کیا تھا اور نیز سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اُس کے قبضہ میں تھا اُس کو جواب دیا گیا اور اُسکی بیوی اور اس کا بیٹا اُسکے دشمن ہو گئے اور اُس کے باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولد الزنا ہے پس اس طرح پر وہ قوم میں ولد الزنا ثابت ہوا۔ اور یہ دعوے کہ میں بیماروں کو معجزہ سے اچھا کرتا ہوں۔ یہ تمام لاف وگزاف اُسکی محض جھوٹی ثابت ہوئی اور ہر ایک ذلّت اُس کو نصیب ہوئی اور آخرکار اُس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اُس کو اُٹھا کر لے جاتے رہے اور پھر بہت غموں کے باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجا نہ رہے اور یہ دعوے اُس کا کہ میری ابھی بڑی عمر ہے اور میں روز بروز جوان ہوتا جاتا ہوں اور لوگ بڈھے ہوتے جاتے ہیں محض فریب ثابت ہوا۔ آخرکار مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور

دُکھ کے ساتھ مر گیا۔

اب ظاہر ہے کہ اِس سے بڑھکر اور کیا معجزہ ہوگا چونکہ میرا اصل کام کسرِ صلیب ہے سو اُس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا سے اول درجہ پر حامیٔ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دُعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائینگے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اُس کو ہلاک کیا۔ مَیں جانتا ہوں کہ اسکی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہو سکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعوےٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اُس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا وجود اسکے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اسکی طرح شہرت اُن کی تھی اور نہ اسکی طرح کروڑہا روپیہ کے وہ مالک تھے پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جسکے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائیگا[۱]۔ اگر مَیں اُس کو مباہلہ کیلئے نہ بلاتا اور اگر میں اُس پر بددعا نہ کرتا اور اُس کی ہلاکت کی پیشگوئی شایع نہ کرتا تو اُس کا مرنا اسلام کی حقیت کیلئے کوئی دلیل نہ ٹھیرتا

[۱] الحمد للہ کہ آج نہ صرف میری پیشگوئی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہو گئی۔ منہ

تصویر ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی
بحالت صحت
بحالت بیماری
فالج
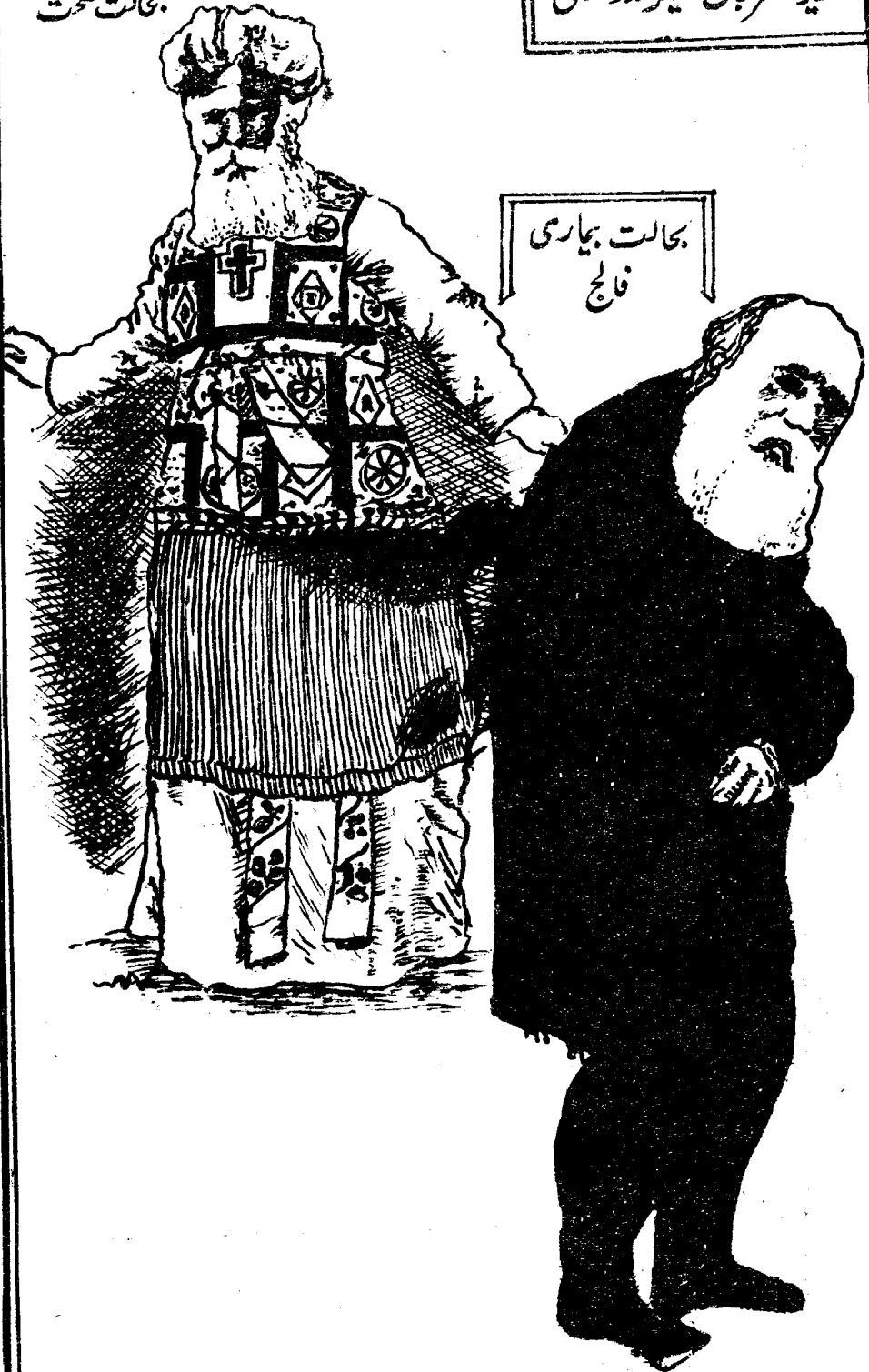
لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شایع کرا دیا تھا کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگا۔ میں مسیح موعود ہوں اور ڈوئی کذاب ہے اور بار بار لکھا کہ اس پر یہ دلیل ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلت اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہو جائیگا چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگیا۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا معجزہ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو سچا کرتا ہے اور کیا ہوگا؟ اب وہی اس سے انکار کریگا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود از مقام قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب۔ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء

* حاشیہ۔ امریکہ کے ایک اخبار نے خوب یہ لطیفہ لکھا ہے کہ ڈوئی مباہلہ کی درخواست کو تو قبول ضرور کریگا مگر کسی قدر ترمیم کے بعد اور وہ یہ کہ ڈوئی کہے گا کہ میں اس طرح کا مباہلہ تو منظور نہیں کرتا کہ کاذب صادق کے سامنے ہلاک ہو جائے ہاں یہ منظور کرتا ہوں کہ گالیاں دینے میں مقابلہ کیا جائے۔ پھر جو شخص گالیاں دینے میں بڑھ کر نکلے گا اور اول درجہ پر رہیگا اُس کو سچا سمجھا جائے۔ منہ

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین

این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

روشن نشان

نشان نمبر ۱۹۷

پرچہ اخبار بدر مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۸ محرم ۱۳۲۵ھ میں ایک الہام شایع ہوا تھا جو ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر پیشگوئی کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا اور اسکی نسبت جو تفہیم ہوئی تھی وہ بھی اسی پرچہ ۱۴ مارچ مین درج کردی گئی تھی اور وہ الہام یہ ہے جو کہ اخبار مذکور کے صفحہ ۳ کے پہلے کالم مین درج کیا گیا ہے **پچیس دن۔ یا یہ کہ پچیس دن تک** یعنی ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیسویں دن یا یہ کہ ۲۵ دن تک جو ۳۱ مارچ ہوتی ہے کوئی نیا واقعہ ظاہر ہونیوالا ہے اور اس الہام مین جو تفہیم ہوئی تھی وہ اسی کالم مین مندرجہ ذیل عبارت مین درج ہے اور وہ یہ ہے۔

الہام مین یہ اشارہ ہے کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن پورے ہونیکے سر پر یا ۷ مارچ سے پچیس دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جبتک کہ سات مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن گذر نہ جاوین یا یہ کہ ۷۔ مارچ سے ۲۵ دن تک یہ واقعہ ظہور مین آجائیگا۔ اگر صرف ۲۵ دن کے لحاظ سے معنی کئے جاوین تو اس طور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جائے* کیونکہ الہام الٰہی کی رو سے ساتوین مارچ پچیسوین دن کے شمار مین داخل ہے اس صورت مین پچیس دن مارچ کے اکتیسوین دن تک پورے ہوجاتے ہیں۔ مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جسکی پیشگوئی کی گئی ہے اسکا ہم اسوقت کوئی جواب نہیں دیسکتے بجز اسکے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی

* یہ موخر الذکر تشریح جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے صرف اجتہادی طور پر ہے تفہیم الٰہی صرف اسقدر ہے کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن پورے ہونیکے سر پر یا ۷ مارچ سے ۲۵ دن تک جو ۳۱ مارچ تک ختم ہوجاتے ہیں کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔ منہ

کے رنگ میں ثابت ہو جائیگا۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء پہلا اور دوسرا کالم

اس کے بعد جس رنگ میں یہ پیشگوئی ظہور میں آئی وہ یہ ہے کہ ٹھیک ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو جس پر ۷ مارچ سے ۲۵ دن ختم ہوتے ہیں ایک بڑا شعلہ آگ کا جس سے دل کانپ اُٹھے آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک ہولناک چمک کے ساتھ قریباً سات سو میل کے فاصلہ تک (جو اب تک معلوم ہو چکا ہے یا اس سے بھی زیادہ) جا بجا زمین پر گرتا دیکھا گیا اور ایسی ہولناک طور پر گرا کہ ہزارہا مخلوق خدا اُس کے نظارہ سے حیران ہو گئی اور بعض بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور جب اُنکے مُنہ میں پانی ڈالا گیا تب اُنکو ہوش آئی۔ اکثر لوگوں کا یہی بیان ہے کہ وہ آگ کا ایک آتشی گولہ تھا جو نہایت مہیب اور غیر معمولی صورت میں نمودار ہوا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ زمین پر گرا اور پھر دھواں ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ دُم کیطرح اسکی ایک حصہ میں دُھواں تھا اور اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ وہ ایک ہولناک آگ تھی جو شمال کی طرف سے آئی اور جنوب کو گئی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جنوب کی طرف سے آئی اور شمال کو گئی اور قریب ساڑھے پانچ بجے شام کے اس وقوعہ کا وقت تھا اور بعض کا بیان ہے کہ آسمان پر مغرب کیطرف سے ایک بڑا سا انگارا نمودار ہوا اور پھر مشرق کی طرف نہایت نمایاں اور خوفناک طور پر دور تک چلا گیا اور زمین کے اس قدر قریب آجاتا تھا کہ ہر جگہ دیکھنے والوں کا یہی خیال تھا کہ اب گرا اب گرا۔ اور بڑی بڑی عمر کے آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ اس قسم کا واقعہ مہیب اور ہولناک انہوں نے کبھی نہیں دیکھا اور جہاں جہاں سے ہمارے پاس خط پہنچے ہیں جن کا خلاصہ ہمنے شہادتوں کے طور پر ہر ایک مقام کے متعلق اس مضمون کے ساتھ شامل کر دیا ہے وہ بہت سے مقام ہیں منجملہ اُن کے کشمیر۔ راولپنڈی۔ پنڈی گھیپ۔ جہلم۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ وزیرآباد۔ امرتسر۔ لاہور۔ فیروزپور۔ جالندھر۔ بسی سرہند۔ پٹیالہ۔ کانگڑہ۔ بھیرہ۔ خوشاب وغیرہ ہیں۔ اور ایک صاحب خدا بخش نام راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ یہ آگ کا نشان ہندوستان میں بھی دیکھا گیا ہے۔ پس یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ تنبیہ کے طور پر ان ممالک میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آگ برسی ہے جیسا کہ میں نے شائع کیا تھا کہ آسمان اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

سو خدا نے یہ پیشگوئی پوری کی۔ اگرچہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا صرف بعض آدمی بیہوش ہو گئے مگر یہ آگ کی بارش آیندہ کسی بڑے عذاب کی خبر دے رہی ہے۔ اے سُننے والو! ہُشیار ہو جاؤ بعد میں پچھتاؤ گے یہ ایک نشان ان نشانوں میں سے ہے جنکی خدا نے مجھے خبر دی اور فرمایا تھا کہ میں ساٹھ یا ستّر اور نشان دکھلاؤں گا اور آخری نشان یہ ہوگا کہ زمین کو تہ و بالا کر دیا جائیگا اور ایک ہی دم میں لاکھوں انسان مر جائیں گے۔ کیونکہ لوگوں نے اسکے فرستادہ کو قبول نہ کیا۔ ہولناک زلزلے آئیں گے اور ہولناک طور پر موتیں وقوع میں آئینگی۔ اور نئے نئے طور پر عذاب نازل ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان کہیگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے۔ یہ سب کچھ اسلئے ہوگا کہ زمین مرگئی اور انسانوں نے خدا کے نشان دیکھے اور پھر انکو قبول نہ کیا۔ وہ اُن کیڑوں سے بدتر ہو گئے جو نجاست میں ہوتے ہیں اور خدا کے وجود پر اُن کا ایمان نہ رہا اسلئے خدا فرماتا ہے کہ میں ایک ہولناک تجلی کروں گا اور خوفناک نشان دکھاؤنگا اور لاکھوں کو زمین پر سے مٹا دوں گا مگر کون ہے جو ہم پر ایمان لایا اور کس نے ہماری یہ باتیں قبول کیں

آج سے چھبیس برس پہلے خدائے عزّ و جل براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے **مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا**

سو اُن حملوں میں سے یہ آتشی انگار بھی ہیں جن کی اِس ملک میں بارش ہوئی یہ اُسی قسم کے نشان ہیں جیسا کہ موسیٰ نبی نے فرعون کے سامنے دکھائے تھے بلکہ وہ نشان جو ظاہر ہونے والے ہیں وہ موسیٰ نبی کے نشانوں سے بڑھکر ہوں گے اسلئے خدا میرا نام موسیٰ رکھ کر فرماتا ہے۔ ایک موسیٰ ہے کہ میں اُسکو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُسکو عزت دوں گا پر جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُسکو گھسیٹونگا اور

اُسکو دوزخ دکھلاؤں گا یعنی عیسیٰ ابن مریم کے ظہور ہی تو لوگ کچھ بھی متنبہ نہ ہوئے
اب میں اپنے اِس بندہ کو موسیٰ† کی صفات میں ظاہر کروں گا اور فرعون اور
ہامان کو وہ دن دکھاؤنگا جس سے وہ ڈرتے تھے۔ سو اے عزیزو ابتدا سے
میں مسیح ابن مریم کے رنگ میں دکھ اٹھاتا رہا اور جو کچھ قوم نے کرنا چاہا میری ساتھ کیا
اب خدا میرا نام موسیٰ رکھتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ مقابل کے لوگوں کا نام اُس نے فرعون
رکھا ہے اور یہ نام آج سے نہیں بلکہ اس بات پر چھبیس برس گذری ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے
براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا انت منی بمنزلۃ موسیٰ۔ اور پھر اسی
براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا ولمّا تجلّٰی ربّہ للجبل جعلہ دکًّا وخرّ
موسیٰ صعقا۔ مگر چونکہ خدا نے ابتداء نرمی سے کی اور اپنی بردباری کو پوری طور پر دکھلایا
اسلیے میرا نام ابن مریم رکھا گیا کیونکہ ابن مریم اپنی قوم سے کوفتہ خاطر رہا اور اُسکو بہت دکھ دیا
گیا اور ستایا گیا اور عدالتوں کی طرف اسکو کھینچا گیا اور اُسکا نام کافر اور مکار اور ملعون اور
دجال رکھا گیا اور نہ صرف اسی پر کفایت کی گئی بلکہ یہ چاہا گیا کہ اُسکو قتل کر دیا جائے مگر چونکہ وہ خدا
کا برگزیدہ تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اس لئے وہ خبیث قوم اسکے
نور کو نابود نہ کر سکی سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لیے سب سے پہلے
میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ
سے دکھ اٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجّال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے
لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم
نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں
میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا
سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں

† یہ الہام ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء جو ۲۲ مارچ کو اخبار بدر میں شایع ہو چکا ہے اور بعد میں بھی اسکی عبارت یہ ہے۔ ایک موسیٰ ہے میں اُسکو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دونگا بلجت آیاتی۔ تلک آیات ظہرت بعضہا خلف بعض اجر الاثیم وارید المجید انی اثرتک

میں اسحاقؑ ہوں - میں یعقوبؑ ہوں - میں اسمٰعیل ہوں میں موسیٰؑ ہوں میں داؤدؑ ہوں
میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں - میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے
اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا
رسول نبیوں کے پیرایوں میں - سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک
نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو - مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم
کے صفات مجھ میں ظاہر کرے - سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دُکھ اٹھائے جو ابن مریم نے
یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اٹھائے - یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کسر صلیب کے لیے میرا
نام مسیح قایم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اسکو
توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ - کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں
رہ سکتے سو سنہ عیسوی کی بیسویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے
مغلوب کرے لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیے گئے ہیں اور ہر ایک
نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جسکو رُدّر
گوپال بھی کہتے ہیں (یعنے فنا کرنے والا اور پرورش کرنیوالا) اسکا نام بھی مجھے دیا گیا ہے
پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن
میں ہی ہوں اور یہ دعوے صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ
نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا
تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ - اور بادشاہت سے مراد صرف
آسمانی بادشاہت ہے - ایسے لفظ خدا کے کلام میں آجاتے ہیں مگر معنی روحانی
ہوتے ہیں سو میں اس تصدیق کے لیے کہ وہی کرشن آریوں کا
بادشاہ میں ہوں دہلی کے ایک اشتہار کو جو بالمکند نام ایک پنڈت نے
ان دنوں میں شایع کیا ہے معہ ترجمہ حاشیہ میں لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا

کہ آریہ ورت کے محقق پنڈت بھی کرشن اوتار کا زمانہ یہی قرار دیتے ہیں اور اس زمانہ میں اُسکے آنے کے منتظر ہیں گو وہ لوگ ابھی مجھ کو شناخت نہیں کرتے مگر وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ شناخت کر لیں گے۔ منہ

حاشیہ †

شری نشکلنک بھگوان کا اوتار

(شری ہنومان جی کی جے)

سنساری پُرشوں کو ودت ہو کہ آجکل جیسے جیسے اوپدرو ہماری دیش میں ہو رہے ہیں وہ سب کو معلوم ہی ہیں مثلاً استریوں کا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی اُن بُری باتوں کا بھی ہونا جن کو بچہ بچہ جانتا ہی اور گھی اور غلہ وغیرہ کا اسقدر گران ہونا اور علاوہ اسکے سینکڑون قسم کی مصیبتیں ہمارے آریہ ورت پر آئی ہوئی ہیں کہ جن کا ذکر بیان سی باہر ہے یہ آپ لوگون پر خوب روشن ہے کہ جو طاقت آپ کے پتا و دادا میں تھی اب وہ آپ میں کہاں۔ اور آپ میں جو حوصلہ طاقت و بُدھی ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے یا کچھ آیندہ ہو جانے کی امید ہے بس لے سجنو! اگر آپ لوگون کو اس مہاکشٹ سے چھٹنے کی خواہش ہے اور نراکار وساکار کی ایکتا اور پرماتما میں پریم اور بھگتی بڑھانے کی خواہش ہے تو شری نشکلنک جی مہاراج کا ضرور سمرن و دھیان کیجئے۔ کیونکہ ایشور پرماتما ہمیشہ بھگتون کے بس میں ہوتے ہیں اُن کو اپنے بھگتوں کو سکھ دینے کی ہی اچھا یعنی خواہش رہتی ہے وہ ضرور پرگھٹ ہو کر حال میں ہی ان سب اُپدروں اور دُشٹوں کو ناش کرینگے اگر کسی سجن کو یہ خیال ہووے کہ ابھی کلجگ کا پرتھم چرن ہی ہے اور مہاراج جی کا جنم کلجگ کے انت میں لکھا ہے تو آپ غور کیجئے کہ اس سی زیادہ اور کیا کلجگ پرتیت ہوگا کہ استریاں اپنے پتیوں کو چھوڑ کر دوسرون پر نگاہ رکھیں۔ اور اولاد اپنے والدین کی وفاداری میں نہ رہیں۔ اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں۔ یہاں تک کہ آجکل سب ہی چیزیں اپنی اپنے دھرموں سی پھری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فرما دیں کہ ابھی شاستر دوارا وقت نہیں ودت ہوتا ہی تو بھائی پیارے بھگتو! نرسی جی کا بہات بھرنا بھی پہلے کسی شاستری جی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ شری کرشن چندر مہاراج ایسا بھات دیوینگے اور اسی طرح سینکڑون بھگتون کے کارکاج سدھ کر دئے جیسا کہ پہلاد بھگت کے اُبھارنے کو کہیں ساعت اور تتھی نہیں لکھی تھی جب نرسنگھ جی پرگھٹ ہو چکے اور دیت راج کو مار چکے تب ہی تو معلوم ہوا کہ نارائن جی نے اپنے بھگت کے اُبھارنے کے واسطے اوتار لیا ہی اس سبب سے ان کلنگی بھگوان مہاراج کا پرگھٹ ہونا۔ مانو سنسار کے سکھ کا مول ہوگا جس طرح بھگوان سورج نراین کا اُدے ہوتا سب دنیوی کاروبار و دیگر مخلوقات کے سکھ کا مول ہوتا ہے کیونکہ آنکھوں سی دکھلائی تب ہی دیتا ہی جبکہ اندھیرا دور ہوتا ہی پیارے مترو سچی پرستی اور بھگتی کا تجربہ ایشور کے درشن ہی کر نیکا ہی جیسا کہ شری شوجی مہاراج نے کہا ہی اگ جگ میں سب رہت وراگی + پریم سی پربھو پرگھٹیں جمی آگی +

चौ० अगजग मैं सब रहित विरागी।
प्रेम से प्रभु प्रगटैं जिमि आगी

اپنے شاستروں کے سچے تجربہ کو سچی پریت سی پرتیت کرو کہ کہاں پیدا ہوئے ہے بدھی والو غور سی سوچو کہ (دوس تھان جہان بھانو پرکاشو) سنبل دیہی تہاں

مجھے شناخت کرینگے کیونکہ خدا کا ہاتھ اُنہیں دکھائیگا کہ آنے والا یہی ہے۔

پھر میں اپنے مقصد کیطرف رجوع کر کے لکھتا ہوں کہ چونکہ میں آخری خلیفہ ہوں اس لئے

بقیہ حاشیہ

نشکلنک جی پرگھٹ ہوں۔ ہے سجنو! مہاتماؤ! پنڈتو! میرے اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو کیونکہ عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اب ایشور مہاراج سے یہی پرارتھنا ہے کہ آپ جلدی پرگھٹ ہو کر اپنے بھگتوں کو بچاؤ اور اس مایا روپی جال سے نکالو ورنہ سنسار سب کچھ گیا ہوا ہی ہے اگر میری اسمیں کوئی غیر مناسب بات یا بھول ہو تو اپنا بچہ سمجھ کر معاف فرمادیں ٭

المشتہر بالمکند جی کوچہ پاتی رام دہلی (مطبوعہ نظامی پریس دہلی)

ترجمہ اس اشتہار کا یہ ہے

نئے عجیب (معصوم) بھگوان کا اوتار

یعنی

مَعْصُوم خلیفۃ اللہ

اہلِ دُنیا کو واضح ہو کہ آجکل جیسی جیسی بدیاں ہمارے ملک میں ہو رہی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں مثلاً عورتوں کا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی ان بُری باتوں کا بھی ہونا جن کو بچہ بچہ بھی جانتا ہے اور غلہ اور گھی وغیرہ کا اس قدر گراں ہونا اور علاوہ اس کے سیکڑوں قسم کی مصیبتیں ہماری آریہ ورت (ہندوستان) پر آئی ہوئی ہیں کہ جس کا ذکر بیان سے باہر ہے۔ آپ لوگوں پر خوب روشن ہے کہ جو طاقت آپ کے آباؤ اجداد میں تھی وہ اب آپ میں کہاں اور آپ میں جو حوصلہ طاقت اور عقل ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے؟ یا کچھ آئندہ ہو جانے کی امید ہے؟ پس اے دوستو! اگر آپ لوگوں کو اِس دردِ عظیم سے نجات پانیکی خواہش ہے تو نئے عجیب خلیفۃ اللہ مہاراج کا ضرور خیال اور دھیان کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے راستباز بندوں کے حامی ہوتے ہیں انکو اپنے برگزیدہ بندوں کو ہمیشہ راحت پہنچانے ہی کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اسی زمانہ میں ظاہر ہو کر تمام بدیوں اور بدکرداروں کو ہلاک کرینگے اگر کسی دوست کو یہ خیال ہووے کہ ابھی کلجگ (زمانہ کذب و افترا) کا پہلا ہی دَور ہے اور مہاراج کا جنم کلجگ کے آخر میں لکھا ہے تو آپ غور کریں کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجگ ظاہر ہوگا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو چھوڑ کر دوسروں پر نظر رکھتی ہیں اور اولاد اپنے والدین کی فرمانبرداری اور وفاداری میں نہ رہیں اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں یہاں تک کہ سب ہی چیزیں اپنے اپنے مذہب سے پھری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فرماویں کہ ابھی شاستر کے موافق وقت نہیں معلوم ہوتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ بھائی پیارے دوستو! نرسی جی (ایک برگزیدہ بندہ خدا)

جیسا کہ تمام نبی لکھ چکے ہیں میرے وقت میں انواع اقسام کے عجائب نشان اور قہری تجلیات کا ظہور ضروری تھا سو ضرور ہے کہ میں اسوقت تک زندہ رہوں کہ جبتک قہری نشان اور عجائبات قدرت ظاہر ہو جائیں جب سے دنیا پیدا ہوئی یہ زمانہ کسی نے نہیں دیکھا یہ خدا کے فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور دراصل یہ آتشی گولہ بھی جو جا بجا نمودار ہوا ہے اِسی جنگ کیطرف اشارہ ہے کیونکہ اگرچہ پہلے اس سے معمولی طور پر شہاب ثاقب ٹوٹا کرتے تھے لیکن آجتک دنیا میں یہ خوفناک نظارہ نہیں دیکھا تھا۔ اِس قدر خوفناک انگار جو برسائے گئے یہاں تک کہ بعض لوگ اِن کے نظارہ سے بیہوش ہو گئے یہ امر صاف دلالت کرتا ہے کہ اب بڑے بڑے شیطانوں کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد دنیا خود دیکھ لے گی کہ ان آتشی انگاروں کے کیسے معنے ظاہر ہوتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ

کا ظہور بھی پہلے کسی عالم کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ شری کرشن جی مہاراج ایسا ظہور کرینگے اور اسی طرح سینکڑوں برگزیدہ بندگان خدا کی حمایت اور نصرت کی گئی جیسے کہ پہلاد بھگت کی حمایت اور نصرت کا کوئی وقت اور تاریخ لکھی نہ گئی تھی مگر جب نرسنگھ جی ظاہر ہو چکے اور دیت راج کو مار چکے تب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ کی حمایت کیواسطے ظہور فرمایا ہے اسی طرح پر کلکی بھگوان مہاراج کا ظہور ہے۔ اور وہ کل دنیا کے آرام کا باعث ہوا ہے اور اسی سے کام کاج چلتا ہے کیونکہ آنکھوں سے اسی وقت دکھائی دیتا ہے جب اندھیرا دور ہو جاوے۔ پیارے دوستو! سچی عبادت اور محبت الٰہی تب ہی ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کو انسان گویا دیکھ لے۔ جیسا کہ شیو جی مہاراج نے فرمایا ہے کہ "آگ کل دنیا میں رہتی ہے اور جس طرح پر رگڑ سے وہ پیدا ہوتی ہے اسی طرح پرمیشر کا حال ہے جب انسان اس سے محبت کرتا ہے تو اُسکا ظہور ہوتا ہے" اپنے کتابوں کے سچے تجربہ کو سچے یقین سے مان لو اور جو کوئی یہ سوال کرے کہ وہ کہاں پیدا ہوئے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ اے عقلمندو! غور کرو کہ اسکے ظہور کا وہ محل ہے جہاں آفتاب کا ظہور ہوتا ہے (یعنے مشرق میں) سنبل (وہ جگہ جہاں اس اوتار کا ظہور مانا گیا ہے) وہی ہے جہاں وہ خلیفۃ اللہ ظاہر ہوں۔ دوستو! بزرگو! پنڈتو! میرے اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو کیونکہ عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہے۔ اب خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ جلد اپنا ظہور فرما کر اپنے دوستوں کو بچائیے اور اس دنیا کے جال سے نجات دیجئے ورنہ دنیا بگڑ چکی ہے۔ اگر اس میں کوئی امر غیر مناسب ہو یا فروگذاشت ہوئی ہو تو آپ معاف کریں۔

المشتہر

بالمکند جی کوچہ پاتی رام دہلی

اب مَیں قبل اسکے کہ اس آتشی انگار کے بارہ میں دوسرے لوگوں کی شہادت پیش کروں وہ بیان لکھتا ہوں کہ جو اخبار انگریزی سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے پرچہ ۳۔اپریل ۱۹۰۷ء میں اس گولہ کی نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

کئی نامہ نگاروں نے ہمیں اس شہاب کے متعلق خطوط لکھے ہیں جو اتوار کی شام کو پونے پانچ بجے کے قریب دیکھا گیا۔ یہ نہایت چمکدار تھا اور لاہور میں جب یہ گرتا دیکھا گیا تو اسکے پیچھے ایک بہت لمبی دوہری دھار ایسی تھی جیسے دُھواں ہوتا ہے۔ راولپنڈی میں یہ جنوب مشرق کیطرف نظر آیا۔ اسوقت دُھوپ نہایت تیز تھی۔ ہمارے بعض نامہ نگار یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی ایسا شہاب دیکھا گیا ہے جو ان حالات کے ماتحت نظر آیا ہو۔ اور بعض یہ لکھتے ہیں کہ اگر غروب آفتاب کے بعد یہ واقعہ دیکھا جاتا تو اسکی چمک واقعی بینظیر ہوتی۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۳ اپریل ۱۹۰۷ء)

اسی طرح اخبار آرمی نیوز لدھیانہ مورخہ ۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں اسی شہاب کی نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ شہاب ثاقب ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو قریباً ۳ بجے بعد دوپہر آسمان سے نازل ہوا جو درج ذیل کرتا ہوں۔ موضع پنوانہ تحصیل پسرور میں گاؤں کے گوشہ جنوب مغرب میں کوئی ½ میل کے فاصلہ پر ایک ستارہ ٹوٹا جو کہ آسمان سے ٹوٹتے ہی آگ کی شکل میں ہو کر قریباً ۲۵ گز لمبائی میں جنگل سے گانوں کی طرف بڑھا۔ گانوں سے ¼ میل کے فاصلہ پر ہندوؤں کا سمان ہے اسمیں ایک کیکر کا درخت ہے اس درخت پر کوئی دس گز اوپر وہ آگ ۵ منٹ تک لہراتی رہی بعد ازاں سفید رنگ میں بدلکر اتنی موٹی ہو گئی جیسے ایک موٹا بانس ہوتا ہے ۵ منٹ کے بعد وہ آگ تین ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی۔ جس کے ٹوٹنے کی آواز کئی توپوں کی آواز کے برابر تھی جس سے تمام جنگل اور گانو گونج اُٹھا اور وہ آگ اسی مرگھٹ میں اُس درخت پر غایب ہو گئی۔ بعد ازاں کوئی ½۴ بجے شام کا وقت تھا۔ پھر ایک ستارہ اس گانوں کے جانب شمال میں قریباً ¾ میل پر جنگل میں ٹوٹا اسکی

شکل بھی پہلے کی سی تھی مگر اسکی آواز ٹوٹتے ہی اتنی ہوئی جیسے ایک توپ چلتی ہے سب لوگوں کی نگاہیں اسی میں تھیں۔ میں خود اس وقت گاؤں سے باہر ۱/۴ میل کے فاصلہ پر جانب شمال میں کھڑا تھا آواز کے آتے ہی جو دیکھا کہ ایک آگ سی جیسی بجلی چمکتی ہے گاؤں کیطرف بڑھتی ہوئی دیکھی گئی گاؤں کے پاس ایک جوہڑ ہے وہاں تک میں نے خود جاتی دیکھی مگر بعد ازاں لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ گاؤں میں آکر دھوئیں کی شکل میں بدل کر کچھ تو گاؤں میں غائب ہوگئی اور کچھ آگے کو چلی گئی۔ بعد ازاں شام کا وقت تھا۔ سورج غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا پھر ایک گول شکل کی آگ موضع رمدہاوہ (جو جانب شمال غرب پنوانہ کے واقعہ ہے) کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا اور گاؤں سے آگے نکل گیا اور سنا گیا ہے کہ یہ گول آگ بھی ایک ستارہ تھا جسکی ۲ میل تک تو یہی خبر ہے کہ ہمارے بھی آگے سے آیا اور آگے معلوم نہیں کہاں تک گیا سنا گیا ہے کہ موضع جو دہالہ تحصیل پسرور میں جو کہ پنوانہ سے چار میل پر ہے وہاں ایک چارہ کے کھیت میں اسکا کچھ حصہ گرا جس سے چارہ کھیت کا جل گیا۔ مگر یہ خبر کچھ معتبر نہیں ہے معلوم نہیں کہ یہ کیا رنگ خدا کا ہے۔

پھر اسی اخبار آرمی نیوز میں اسی جگہ لکھا ہے کہ واقعہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ضلع جہلم تحصیل پنڈ دادنخان موضع چک شادی میں قریب ۱۲ بجے دن کے آسمان پر قریب ۴ فیٹ لمبے اور ۲ فیٹ گول برنگ سُرخ فاصلہ ۱/۲ میل پر دو آتشی گولے گرے اور گرتے ہی غایب ہوگئے۔

نقشہ خطوط جو بطور شواہد متعلق پیشگوئی ۲۵ پچیس یوم (جو ایک ہولناک تعجب انگیز گولہ آسمانی کا نشان ظاہر ہونے پر مشتمل تھی جو ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت عصر ظاہر ہوا) موصول ہوئے۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خطوط	نام فرستندہ	نام موضع	نام تحصیل	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۱)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	سید احمد علیشاہ سفید پوش	مالومہی	پسرور	سیالکوٹ	آج بوقت ۴ بجے شام مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء نشان آسمانی دیکھا جو تمام عمر میں نہیں دیکھا تھا جنوب کی طرف سے شمال کیطرف کو چھوٹا سا لکڑ آگ کا معلوم ہوتا تھا

نمبر شمار	تاریخ تحریر خط ۱۹۰۷ء	نام مرسل	سکونت	ضلع	خلاصہ مضمون خط
					قریباً دو فیٹ مربع زمین سی پاؤ میل اونچا اُسکے پیچھے تین رنگ سبز سُرخ گلابی کی دُم تھی۔ مثل دھوئیں کے اور وہ دم برنگ ابر ہو کر کم ہوجاتی تھی اور بارش کی طرح اُسکی تند آواز سُنی جاتی تھی۔ اس انگار کو مرد اور عورت ہندو اور عیسائی اور مسلمان وغیرہ سب نے دیکھا۔ دو میل گاؤں سی قریب شمال کیطرف گیا۔ آواز بمقدار دو توپوں کے اوپر میں سے آئی یا جیسے دو گولے۔ پھر دیکھتے دیکھتے غایب ہوگیا۔ حضور کی پیشگوئی پچیس دن والی جو ۷ مارچ کو کی گئی تھی پوری ہوگئی کیونکہ ۳۱ مارچ کو یہ تعجب انگیز نظارہ دیکھا گیا۔
(۲)		سید عبدالستار شاہ ہاسپٹل اسسٹنٹ	رعیہ	سیالکوٹ	بروز اتوار بوقت ساڑھے چار بجے شام ایک آسمانی نشان یعنی انگار جو بڑے حجم کا تھا دیکھا گیا جو جنوب کی طرف سی آتا اور شمال کیطرف جاتا تھا۔ ہمارے گھر کے متصل درختوں میں سی گذرا۔ سو گز کے قریب لمبا آگ کی طرح چمکتا سخت ہیبت ناک نظر آیا۔ عورتیں دیکھ کر سخت خوف زدہ ہوگئیں۔ درختوں پر چمک سفید تھی اور ہماری طرف آگ کیطرح تھا۔ یکایک بادل کیطرح بالکل سفید ہوگیا۔ پھر آہستہ آہستہ بہت اونچائی پر چلا گیا۔ پیر کے دن دور دور سے خبر آئی کہ بہت لوگوں نے دیکھا خوفناک ہیبت ناک تھا یہاں تک کہ ایک گاؤں میں بہت آدمی بیہوش ہوگئے اور اُن کے منہ میں پانی ڈالا گیا تب ہوش آئی۔ جس جس گاؤں میں دیکھا گیا سب کو یہی معلوم ہوا کہ اُن کے پاس ہی گرا ہے ۲۵ دن والا الہام پورا ہوا جس میں لکھا تھا کہ ۷ مارچ سے پچیس دن تک یا پچیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۳)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	عمرالدین چودھری	میانوالی	سیالکوٹ	۷ مارچ ۱۹۰۷ء والی پیشگوئی جس کے ظہور کے لئے پچیس دن یا پچیس دن تک کی شرط تھی اور جسمیں لکھا تھا کہ وہ واقعہ تعجب انگیز اور ہولناک ہوگا آج بفضلہ تعالیٰ وہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ خاکسار معہ چند برادران یعنی جہان نمبردار۔ فضل الٰہی زمیندار۔ علی بخش زمیندار چند اور احباب مسجد کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ شروع عصر کا وقت تھا آسمان سے ایک آگ کا انگار حجم بقدر برج آتشبازی ہمارے موضع سے بطرف مشرق و شمال گر پڑا۔ اتنی تیز آگ تھی کہ دیکھنے والوں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ ایک دھار دخان کی آسمان کی طرف ایک ساعت تک قایم رہی۔ اس ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ سے مرد و زن متعجب تھے خداوند کریم اپنے مامور پر جو خبر ظاہر کرتا ہے وہ وقت پر پوری ہوجاتی ہے۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون
(۴)	۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء	عنایت اللہ رنگریز	چونڈہ	سیالکوٹ	آپ کو مبارک ہو۔ نشان الٰہی جو ۷ مارچ سے پچیس دن تک پورا ہونیوالا تھا وہ ظہور میں آگیا ۳۱ مارچ کو چار بجے دن کے وقت حسب ذیل مرد مان نے بیان کیا کہ آسمان سے ایک لاٹ بہت روشن نکلی پھر دیکھتے ہی وہ دُھواں ہوگیا۔ پھر بادل بنکر گرا۔ گنگا رام اروڑا۔ دینا ناتھ۔ بگا کھتری۔ ٹھاکر داس۔ رحیم بخش نیلاری۔ منشی ڈاکخانہ چونڈہ۔ عبد اللہ ٹھیکیدار۔ اور میںنے خود نشان دھوئیں کی حالت میں اترتا ہوا دیکھا اور میرے چیٹھی رسان رام نے بھی دیکھا ہے۔
(۵)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	نبی بخش ولد بھولا شاہ فقیر	بوٹر	"	ایک شعلہ حضور کی پیشگوئی کے عین مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو بروز اتوار چار بجے دن کے وقت جو آتش کا شعلہ معلوم ہوتا تھا قریباً دو گز سے زیادہ لمبا جسکے تین رنگ سرخ۔ سبز۔ زرد تھے مغرب کی طرف سے نکل کر مشرق کو جاکر غائب ہوا۔ غایب ہونے پر ایک بڑا دُھواں ظاہر ہوا توپ جیسی آواز بھی سنائی دی۔
(۶)	"	برکت علی سکرٹری مینو سپل کمیٹی	قلعہ سوبھا سنگھ	"	کل پانچ بجے کے قریب ایک آسمانی اسرار دیکھا گیا دور دراز تک اسکی شہرت بھی ہوگی یہ ایک آسمانی نشان ہے خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق ۲۵ دن کے اندر ظاہر ہوا۔ کیونکہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے جب یہ پیشگوئی کی گئی ۳۱ مارچ تک ۲۵ دن پورے ہوگئے تھے سو پیشگوئی کے مطابق یہ تعجب انگیز واقعہ ۳۱ مارچ کو ظہور میں آیا الحمد للہ۔
(۷)	"	محمد علی شاہ سید مدرس	سیدانوالی	"	۳۱۔ مارچ ۵ بجے کے قریب ایک ہیبت ناک اور آتشین شعلہ جنوب سے شمال کی طرف سرعت سے جاتا ہوا دکھائی دیا۔ الحمد للہ وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جسمیں لکھا تھا کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یا پچیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۸)	"	محمد الدین اپیل نویس	سیالکوٹ	"	کل قریب ساڑھے تین بجے شعلہ آسمان سے آتے ہوئے نظر آیا زمین اور آسمان کے درمیان ایک ستون دیر تک دکھائی دیا۔ اور خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جسمیں لکھا تھا کہ ۳۱ مارچ تک یا مارچ کے اکتیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا۔
(۹)	"	سید محمد رشید کلرک محکمہ نہر	"	"	کل بوقت عصر شہاب ثاقب ٹوٹا۔ خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جسمیں بتلایا گیا تھا کہ ضرور ۳۱ مارچ کو یا ۳۱ مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا
(۱۰)	"	محمد رمضان	کولیکے	گجرات	آتشی انگار سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی۔
(۱۱)	"	عطا الٰہی بابو	لالہ موسےٰ	"	تعجب انگیز واقعہ آسمانی انگار نے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری کر دی۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	نام مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۱۲)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	میاں صاحب دین امام مسجد	تہال	گجرات	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت تخمیناً چار بجے دن آپکے الہام کے مطابق ایک تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا یعنی آسمان پر ایک انگار نمودار ہوا جسکو دیکھتے ہی ہزاروں آدمی تعجب میں رہ گئے۔
(۱۳)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	کرم دین مدرس	ڈنگہ	″	خاص ڈنگا اور نواح ڈنگہ میں ایک شعلہ ناری زمین پر گرا۔ رفتار شعلہ آسمان پر جنوب مغرب سے شمال مشرق کو تھی یہ واقعہ ۳۱ مارچ کا ہے اس سے حضور کی پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہو گئی کیونکہ ۳۱ مارچ تک پیشگوئی کی میعاد تھی۔
(۱۴)	″	محمد فضل الرحمان	ہیلاں	″	۳۱ مارچ چار بجے شام چند گولے آگ کے جو آدمی کے سر کے برابر تھے اور دو یا اڑھائی گز لمبی دمیں تھیں نہایت ہی مشتعل آسمان سے زمین کی طرف اترتے ہوئے دکھائی دئے۔ نہایت ہولناک تعجب انگیز نظارہ تھا بہت سے لوگ خوف کے مارے سہم گئے اور بہت بیہوشی کی حالت میں ہو گئے جو دیر کے بعد ہوش میں آئے اور اس سے حضور کی پیشگوئی واضح طور پر پوری ہو گئی۔
(۱۵)	″	نظام الدین	ادرحمہ	شاہپور	۳۱ مارچ بوقت عصر مطلع بالکل صاف تھا ناگہاں شعلۂ آتش آسمان پر نمودار ہوا اور آگ کے چنگارے گرتے ہوئے دکھائی دئے۔ چونکہ پہلے سے حضور شایع کر چکے تھے کہ ۳۱ مارچ کو یا ۳۱ مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا اسلئے یہ پیشگوئی ایسی صاف ہے کہ کوئی اسکو رد نہیں کر سکتا۔
(۱۶)	″	غلام محمد جٹ	گولیکے	گجرات	۳۱۔ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک شعلہ دیکھا گیا پیشگوئی صفائی سے پوری ہوئی
(۱۷)	″	نورالدین	کھاریاں	″	مبارک ہو ۳۱ مارچ والی پیشگوئی ہولناک شعلۂ آگ سے کھلے طور پر ظہور میں آگئی۔
(۱۸)	″	میراں بخش مدرس	شیخ پورہ	″	۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت عصر ایک گولۂ آتشین آسمان سے گرا۔ سب کو شمال مشرق کیطرف سے دکھائی دیا ۳۱ مارچ والی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو گئی۔
(۱۹)	″	غلام قادر	جنڈیجل	″	بشرح صدر
(۲۰)	″	محمد الدین مدرس	گہرالی	″	۳۱۔ مارچ کو بوقت بعد نماز ظہر ہولناک و تعجب انگیز شعلۂ آتش ہزارہا لوگوں نے دیکھا اس سے پچیس دن والی پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہو گئی۔
(۲۱)	″	غلام رسول	لنگہ	″	صدر
(۲۲)	″	احمد دین مور	شادیوال	″	۳۱ مارچ کو ایک ہولناک نظارہ آگ آسمانی کا نظر آیا اور اس گانوں کے لوگوں نے اس کیفیت کو دیکھ کر رات کو تمام گانوں میں ڈھنڈھورا پٹوایا کہ دن کو سب لوگ ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر نفل پڑھیں اور اس طرح پر ۳۱ مارچ کی پیشگوئی

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
۲۳	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	سلطان علی نمبردار	کھوکھر	گجرات	۳۱ مارچ کو نہایت ہولناک نظارہ آگ کا آسمان پر دیکھا گیا سبحان اللہ کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔
۲۴	"	شیخ الٰہی بخش تاجر کتب	گجرات	"	۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء وقت ۳۰۔۶ بجے دن کے ایک ٹکڑہ آگ کا زمین پر گرتا ہوا معلوم ہوا شہر میں چرچا ہوا۔ لال داری۔ معین الدین پور۔ جلال پور وغیرہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سب جگہ ہوا اور ۳۱۔ مارچ والی پیشگوئی کھلے کھلے طور پر ظاہر ہو گئی۔
۲۵	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	چودھری محمد عبد اللہ خان نمبردار	بہلولپور چک ۱۲۷	لائل پور	بذریعہ تار بشارت و مبارکباد دی کہ انگار آسمانی سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی۔
۲۶	"	"	"	"	دوبارہ بذریعہ کارڈ لکھا کہ ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی۔
۲۷		عبد المجید	مادھوپور	کانگڑہ	بشرح صدر
۲۸	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	عبد الکریم ہیڈ گارڈ	کیمبے	"	ایک تعجب انگیز اور ہولناک انگار نے جو آسمان پر ظاہر ہوا۔ ۳۱ مارچ والی۔ پیشگوئی کی سچائی صاف طور پر ظاہر کر دی۔
(۲۹)	۲۔ اپریل ۱۹۰۷ء	سید محمد شاہ نواز	فیروزپور چھاؤنی	فیروزپور	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگار نے ثابت کر دی جو ۳۱ مارچ میں دیکھا گیا۔
۳۰	"	مولوی محمد فضل چنگوی	چنگا	راولپنڈی	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگار کے ظاہر ہونے سے جو ۳۱ مارچ کو دیکھا گیا بڑی صفائی سے ثابت ہوئی۔ سو سو برس کے بوڑھے کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا
۳۱	"	وارث علیخان	قوم گوجر	"	جس نشان کا ۳۱ مارچ کو پورا ہونیکا وعدہ دیا گیا تھا وہ آسمانی انگار سے پورا ہو گیا جو دہشت خیز اور تعجب انگیز تھا جو دید شنید سے بالاتر تھا۔
۳۲	"	عبد المجید خان نائب مہتمم اصطبل	کپورتھلہ	کپورتھلہ	جو ایک تعجب انگیز واقعہ کی خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوگا وہ پیشگوئی ایک انگار آسمانی کے پیدا ہونے سے پوری ہو گئی جو ۳۱ مارچ کو آسمان پر نمودار ہوا بہت سے آدمی اسکو دیکھ کر بیہوش ہو گئے بعض سجدہ میں گر گئے۔
۳۳	"	عنایت اللہ احمدی	بھوپال کلاں	جہلم	مبارک ہو کہ وہ نشان جسکی ۳۱ مارچ کو ظاہر ہونیکی خبر دی گئی تھی ایک آسمانی انگار کے ظہور سے پورا ہو گیا جسکا ایک تعجب انگیز نظارہ تھا
۳۴	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	حیات محمد کنسٹیبل پولیس	جہلم	جہلم	اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جس نشان کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ یا مارچ کے اکتیسویں دن پورا ہوگا وہ نشان آسمانی انگار کے ظہور سے ظاہر ہو گیا

نمبر شمار	تاریخ	نام نویسندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
۳۵	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	کرم داد احمدی	دوالمیال	جہلم	حضور کو ہزار مبارک ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوئی شام کے قریب ۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جس نے ایمان زیادہ کیا۔
۳۶	۳۱ مارچ	محمد جان شیخ	وزیرآباد	گوجرانوالہ	حضور کو مبارک ہو ۳۱ مارچ میں جو ایک تعجب انگیز واقعہ کے ظاہر ہونیکی خبر دیگئی تھی وہ واقعہ ۳۱ مارچ کو ظہور میں آگیا اور ایک تعجب انگیز آگ آسمان پر دیکھی گئی۔
۳۷	یکم اپریل	جیون خان بٹی	״	״	مبارک ہو ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی ہزاروں آدمیوں نے ۳۱ مارچ کو انگار آسمانی دیکھا۔
۳۸	۳ ״	فضل الٰہی اوورسیر ڈرک لائین	گورداسپور	گورداسپور	۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی اور اس ستارہ کی چمک سے ایک آدمی گورداسپور کے تالاب میں جو متصل تحصیل ہے غرق ہوا بازاروں اور گانوٴں گانوٴں میں اس الہام کا چرچا ہے۔
۳۹	۲ صدر	شیخ رحیم بخش تاجر کتب	جموں	جموں	بڑی صفائی سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی آسمانی انگار کو ایک دنیا نے دیکھا۔
۴۰	۳۱ مارچ	شیخ محمد تیمور طالب علم	״	״	خدا کا شکر ہے کہ ۳۱ مارچ کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور جیسا کہ بیان کیا گیا تھا ۳۱ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز آسمان پر انگارہ آگ ظاہر ہوا۔
۴۱	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	رحمت اللہ احمدی	بنگہ	ہوشیارپور	۳۱ مارچ کو نہ صرف آتشی گولہ دکھائی دیا بلکہ بعض جگہ سیاہ بارش کی بوندیں برسیں۔ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مبارک ہو۔
۴۲	۲ ״ صدر	سید امیر علیشاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس	جلال آباد	فیروزپور	۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جسکو ہزاروں انسانوں نے دیکھا خدا کی پیشگوئی جیسا کہ بیان کیا گیا تھا ویسا ہی پوری ہوگئی۔
۴۳	یکم ״	نظام الدین	جوڑہ	لاہور	مبارک ہو حضور کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ ۳۱ مارچ کو جسمیں ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ کے ظہور کی نسبت خبر دی گئی تھی آگ کا شعلہ ظاہر ہوا جو نہایت ہولناک تھا۔
۴۴	۲ صدر	محمد اسمٰعیل	بیداد پور	״	مبارک ہو وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جسکی نسبت خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا چنانچہ وہ واقعہ یہی تھا کہ آسمان پر ایک انگار دیکھا گیا۔

نمبر شمار	تاریخ خط	نام فرستندہ خط	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون
۴۵	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	محمد علی مدرس	تلونڈی موسیٰ خان	سیالکوٹ	۳۱ مارچ کی نسبت جو پیشگوئی تھی صفائی سے پوری ہوگئی ہر ایک زبان اقرار کرتی ہے کہ آسمانی انگار جو ۳۱ مارچ کو ظہور میں آیا اس سے پیشگوئی کی سچائی ثابت ہوگئی-
۴۶	۵ رصدر	سید قاسم شاہ	معین الدین پور	گجرات	تصدیق بشرح صدر
۴۷	۳- رر	عبد اللہ حکیم	راہوں	جالندھر	رر آسمان اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
۴۸	رر رر	عبد العزیز احمدی	درگاہی والہ	گوجرانوالہ	رر
۴۹		میاں محمد دین	سیالکوٹ	.	رر　　رر
۵۰	۳ رر	غلام احمد	کریام	.	رر
۵۱	رر	محمد حسین کلارک	آوداری	گوجرانوالہ	رر
۵۲		عنایت اللہ	کنجاہ	گجرات	رر

ترجمہ از اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۶- اپریل ۱۹۰۷ء

ایک نامہ نگار انگریز سول اینڈ ملٹری گزٹ کی طرف لکھتا ہے کہ جناب آیتوار کی شام کو چار اور پانچ بجے کے درمیان میں نے دلہوزی سے شمالی جانب ایک ایسا ہی شہاب دیکھا جیسا آپ کے اخبار مورخہ ۳- اپریل سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسی دن اور اسی وقت لاہور میں دیکھا گیا تھا ایک خرطومی شکل کا دُخانی ستون جسکا باریک حصہ نیچے کی طرف تھا- دلہوزی سے کوئی بیس میل کے فاصلہ پر اُٹھتا ہوا دکھائی دیا- اسکی اونچائی سطح دلہوزی سے بلند تھی -اور اسکی چمک سے پہاڑ کی برف زرد رنگ ہوگئی تھی یہ واقعہ ایسا تعجب انگیز تھا کہ میں دوربین لیکر اُسے زیادہ زور سے دیکھنے لگا پہلے میں نے یہ خیال کیا کہ جنگل میں کہیں آگ لگ گئی ہے اور یہ اسکا دھواں ہے مگر فوراً مجھے یہ خیال آگیا کہ اس موسم میں جنگل میں آگ نہیں لگ سکتی اور علاوہ اسکے جنگل کی آگ کا دھواں صرف ایک جگہ ہی نہیں اُٹھا کرتا بلکہ بہت جگہوں سے اُٹھتا ہے یہ قدرت نمائی پنجاب میں تین جگہ ہوئی جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شعلہ ایک نہ تھا بلکہ بہت سے شعلوں کی ایک بوچھاڑ تھی اور ہر ایک شہاب کے ساتھ بہت سے چھوٹے ٹکڑے تھے جو کسی نے نہیں دیکھے

(۲) بہت سے خطوط سے جو ہمارے پاس آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ اتوار کا شعلۂ آتش پٹیالہ سے جہلم تک دیکھا گیا تھا- ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ جموں میں اُسکے ساتھ ایک توپ کی آواز تھی کپورتھلہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ زمین سے آسمان تک آگ کا ایک ستون نظر آتا تھا جس سے اس قصہ پر روشنی پڑتی ہے جو یعقوب کی سیڑھی کے متعلق مروی ہے رؤیا میں آدمی

چمکتا ہوا نشان

نمبر ۱۹۸

بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ پنشنر لاہور جھوٹا ہو کے مرگیا

ناظرین آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ایک شخص الٰہی بخش نام جو لاہور میں اکونٹنٹ تھا وہ اس زمانہ میں جبکہ میں نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر اس بات کو ظاہر کیا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھ سے برگشتہ ہو کر اس بات کا مدعی ہوا کہ میں موسیٰ ہوں اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ مدت دراز سے الٰہی بخش مذکور میرے ساتھ تعلق ارادت رکھتا تھا اور بارہا قادیان میں آیا کرتا تھا اور مجھ کو ایک سچا ملہم خدا تعالےٰ کی طرف سے جانتا تھا اور خدمت کرتا تھا بعض دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت نماز کے بعد بمقام امرتسر میں سوتا تھا اور میرے منہ پر چادر تھی۔ تب ایک شخص آیا اور اُس نے میرے پاؤں دبانے شروع کردئے جب مینے چادر اُٹھا کر دیکھا تو وہی الٰہی بخش تھا۔ اس تحریر سے غرض یہ ہے کہ اس حد تک اُسکا اخلاص پہنچ گیا تھا کہ کسی نوع کی خدمت سے وہ ننگ اور عار نہیں رکھتا تھا اور نہایت انکسار سے معمولی خدمتگاروں کی طرح اپنے تئیں تصور کرتا تھا اور مالی خدمت میں بھی حتی المقدور اپنے دریغ نہیں کرتا تھا جبتک خدا نے چاہا وہ اسی مخلصانہ حالت میں رہا اور مجھکو بڑی امید تھی کہ وہ اپنے اخلاص میں بہت ترقی کریگا۔ اور جب میں قادیان سے کسی تقریب سے لدھیانہ یا انبالہ یا کسی اور جگہ جاتا تھا تو بشرط گنجایش اور فرصت نکلنے کے اُسی جگہ پہنچتا تھا اور اکثر اوقات اوسکا رفیق منشی عبدالحق اکونٹنٹ بھی اُس کے ساتھ ہوتا تھا۔ پھر اُسکو کچھ مدت کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے اور یہی ایک زہریلہ بیج تھا کہ قضاء و قدر نے اسمیں بودیا پھر اسکے بعد

اندر ہی اندر اُسکی مخلصانہ حالت میں کچھ تغیر ہوتا گیا اور پھر جس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے لوگوں
سے بیعت لینے کیلئے **مامور فرمایا** اور قریباً چالیس آدمی یا کچھ زیادہ بیعت میں داخل ہوئے
اور عام طور پر خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق ہر ایک کو سنایا کہ جو شخص ارادت رکھتا ہے وہ بیعت
میں داخل ہو تب اس بات کو سُنتے ہی الٰہی بخش کا دل بگڑ گیا اور وہ کچھ مدت کے بعد مع اپنے
دوست منشی عبد الحق کے قادیان میں میرے پاس آیا اِس غرض سے کہ تا اپنے الہام سُناوے اور
اب کی دفعہ اسکی مزاج میں اس قدر سختی ہو گئی تھی کہ گویا وہ اور ہی تھا الٰہی بخش نہیں تھا۔ اُس نے بیباکی
سے اپنے الہام سُنانے شروع کئے اور وہ ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھے ہوئے تھے جو اُس کی
جیب میں تھی۔ منجملہ ان کے اُس نے یہ سُنایا کہ خواب میں مینے دیکھا ہے کہ آپ مجھے کہتے ہیں کہ میری
بیعت کرو اور مینے جواب دیا کہ میں نہیں کرتا بلکہ تم میری بیعت کرو۔ اِس خواب کی وجہ سے وہ سر سے
پَیر تک تکبر اور غرور سے بھر گیا اور یہ سمجھا کہ میں ایسا بزرگ ہوں کہ مجھے بیعت کی حاجت نہیں بلکہ انکو
میری بیعت کرنی چاہیئے مگر دراصل یہ شیطانی وسوسہ تھا کہ اُسکی ٹھوکر کا باعث ہوا بات یہ ہے کہ جب
انسان کے دل میں تکبر اور انکار مخفی ہوتا ہے تو وہی انکار حدیث النفس کیطرح خواب میں آجاتا
ہے اور ایک **نادان** سمجھتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ انکار محض اپنے مخفی خیالات
سے پیدا ہوتا ہے خدا سے اُسکو کچھ تعلق نہیں ہوتا بس صدہا جاہل محض اس حدیث النفس سے
ہلاک ہو جاتے ہیں۔ غرض الٰہی بخش نے نہایت شوخی اور بیباکی سے وہ خواب مجھ کو سُنائی
اور مجھ کو اسکی نادانی پر افسوس آتا تھا کیونکہ میں یقیناً جانتا تھا کہ جو کچھ وہ سُنا رہا ہے وہ صرف
حدیث النفس ہے۔ مگر چونکہ مینے اُسکے دل میں تکبر محسوس کیا اور نخوت اور خود بینی کے علامات دیکھے
اور اُسکے کلمات میں تیزی پائی گئی اسلئے مینے اسکو نصیحت کے طور پر کچھ کہنا بے سود سمجھا۔ یہ
افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ہر ایک بات کو جو غنودگی کیحالت میں انکی زبان پر جاری ہوتی ہے
خدا کا کلام قرار دیتے ہیں اور اس طرح پر آیت کریمہ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ کے نیچے اپنے تئیں
داخل کر دیتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کوئی کلام زبان پر جاری ہو اور قال اللہ وقال الرسول سے

مخالف بھی نہ ہو تب بھی وہ خدا کا کلام نہیں کہلا سکتا جبتک خدا تعالیٰ کا فعل اُس پر گواہی دے کیونکہ شیطان لعین جو انسان کا دشمن ہے جس طرح اور طریقوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے ایسی طرح اس مضل کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اپنے کلمات انسان کے دل میں ڈال کر اسکو یہ یقین دلاتا ہے کہ گویا وہ خدا کا کلام ہے اور آخر انجام ایسے شخص کا ہلاکت ہوتی ہے

پس جس پر کوئی کلام نازل ہو جبتک تین علامتیں اس میں نہ پائی جائیں اُس کو خدا کا کلام کہنا اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

اوّل۔ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف اور معارض نہ ہو مگر یہ علامت بغیر تیسری علامت کے جو ذیل میں لکھی جائیگی ناقص ہے بلکہ اگر تیسری علامت نہ ہو تو محض اس علامت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

دوم۔ وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ نفس بخوبی ہو چکا ہو اور وہ اُن فانیوں کی جماعت میں داخل ہو جو بکلی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئی ہیں اور اُن کے نفس پر ایک ایسی موت وارد ہو گئی ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور جا پڑے ہیں کیونکہ جو شخص جس کے قریب ہے اُسی کی آواز سنتا ہے پس جو شیطان کے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سنتا ہے اور جو خدا سے قریب ہے وہ خدا کی آواز سنتا ہے اور انتہائی کوشش انسان کی تزکیہ نفس ہے اور اُس پر تمام سلوک ختم ہو جاتا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک موت ہے جو تمام اندرونی آلایشوں کو جلا دیتی ہے۔ پھر جب انسان اپنا سلوک ختم کر چکتا ہے تو تصرفات الٰہیہ کی نوبت آتی ہے تب خدا اپنے اس بندہ کو جو سلب جذبات نفسانیہ سے فنا کے درجہ تک پہنچ چکا ہے معرفت اور محبت کی زندگی سے دوبارہ زندہ کرتا ہے اور اپنے فوق العادت نشانوں سے عجائبات روحانیہ کی اُسکو سیر کراتا ہے۔ اور محبت ذاتیہ کی وراء الوراء کشش اسکے دل میں بھر دیتا ہے جس کو دنیا سمجھ نہیں سکتی اس حالت میں کہا جاتا ہے کہ اسکو نئی حیات مل گئی جس کے بعد موت نہیں۔

پس یہ نئی حیات کامل معرفت اور کامل محبت سے ملتی ہے اور کامل معرفت خدا کی فوق العادت نشانوں سے حاصل ہوتی ہے اور جب انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے تب اُسکو خدا کا سچا مکالمہ مخاطبہ نصیب ہوتا ہے مگر یہ علامت بھی بغیر تیسرے درجہ کی علامت کے قابل اطمینان نہیں کیونکہ کامل تزکیہ ایک امر پوشیدہ ہے اسلئے ہر ایک فضول گو ایسا دعوے کر سکتا ہے۔

تیسری علامت مُلہم صادق کی یہ ہے کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے خدا کے متواتر افعال اُس پر گواہی دیں یعنے اس قدر اسکی تائید میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقل سلیم اِس بات کو ممتنع سمجھے کہ باوجود اس قدر نشانوں کے پھر بھی وہ خدا کا کلام نہیں اور یہ علامت درحقیقت تمام علامتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک کلام جو کسی کی زبان پر جاری ہو یا کسی نے بادعائے الہام پیش کیا ہو وہ اپنے معنوں کی رو سے قرآن شریف کے بیان سے مخالف نہ ہو بلکہ مطابق ہو مگر پھر بھی وہ کسی مفتری کا افترا ہو کیونکہ ایک عقلمند جو مسلمان ہے اگر مفتری ہے ضرور اس بات کا لحاظ رکھ لیگا کہ قرآن شریف کے مخالف کوئی کلام بدعوئے الہام پیش نہ کرے ورنہ خواہ نخواہ لوگوں کے اعتراضات کا نشانہ ہو جائیگا۔ اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کلام حدیث النفس ہو یعنی نفس کی طرف سے ایک کلمہ زبان پر جاری ہو جیسے اکثر بچے جو دن کو کتابیں پڑھتے ہیں رات کو بعض اوقات وہی کلمات انکی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں غرض کسی کلمہ کا جو بدعوئے الہام پیش کیا گیا ہے قرآن شریف سے مطابق ہونا اس بات پر قطعی دلیل نہیں ہے کہ وہ ضرور خدا کا کلام ہے کیا ممکن نہیں کہ ایک کلام اپنے معنوں کی رو سے خدا کے کلام کے مخالف بھی نہ ہو اور پھر وہ کسی مفتری کا افترا بھی ہو کیونکہ ایک مفتری بڑی آسانی سے یہ کارروائی کر سکتا ہے کہ وہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق ایک کلام پیش کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے۔ اور یا ایسا کلام حدیث النفس ٹھیر سکتا ہے یا شیطانی کلام ہو سکتا ہے۔

ایسا ہی یہ دوسری شرط بھی یعنی یہ کہ جو الہام کا دعوے کرے وہ صاحب تزکیۂ نفس ہو

قابل اطمینان نہیں بلکہ ایک پوشیدہ امر ہے اور بہتیرے ناپاک طبع لوگ اس بات کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارا نفس تزکیہ یافتہ ہے اور ہم خدا سے سچی محبت رکھتے ہیں۔ پس یہ امر بھی کوئی سہل امر نہیں کہ اس میں جلد تر صادق اور کاذب میں فیصلہ کیا جاوے یہی وجہ ہے کہ کئی خبیث النفس لوگوں نے اُن برگزیدوں پر جو صاحب تزکیہ نفس تھے ناپاک تہمتیں لگائی ہیں جیسا کہ آجکل کے پادری ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہا تہمتیں لگاتے ہیں اور نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ آپ نفسانی شہوات کا اتباع کرتے تھے جیسا کہ اُن کے ہزاروں رسالوں اور اخباروں اور کتابوں میں ایسی تہمتیں پاؤ گے۔ ایسا ہی یہودی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں چنانچہ تھوڑی مدت ہوئی ہے کہ میں نے ایک یہودی کی کتاب دیکھی جس میں نہ صرف یہ ناپاک اعتراض تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کی ولادت ناجائز طور پر ہے بلکہ آپ کے چال و چلن پر بھی نہایت گندے اعتراض کئے تھے اور جو آپ کی خدمت میں بعض عورتیں رہتی تھیں بہت بُرے پیرایہ میں اُن کا ذکر کیا تھا۔ پس جبکہ پلید طبع دشمنوں نے ایسے پاک فطرت اور مقدس لوگوں کو شہوت پرست لوگ قرار دیا اور تزکیہ نفس سے محض خالی سمجھا تو اس سے ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ تزکیہ نفس کا مرتبہ دشمنوں پر ظاہر ہو جانا کس قدر مشکل ہے چنانچہ آریہ لوگ خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں کو محض مکار اور شہوت پرست قرار دیتے ہیں اور ان کا دَور مکر و فریب کا دور ٹھیراتے ہیں۔

لیکن یہ تیسری علامت کہ الہام اور وحی کے ساتھ جو ایک قول ہے اسکے ساتھ خدا کا ایک فعل بھی ہو۔ یہ ایسی کامل علامت ہے جو کوئی اسکو توڑ نہیں سکتا یہی علامت ہے جس سے خدا کے سچے نبی جھوٹوں پر غالب آتے رہے ہیں کیونکہ جو شخص دعوے کرے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے پھر اسکے ساتھ صدہا نشان ظاہر ہوں اور ہزاروں قسم کی تائید۔ اور نصرت الٰہی شامل حال ہو اور اسکے دشمنوں پر خدا کے کھلے کھلے حملے ہوں پھر کس کی مجال ہے کہ ایسے شخص کو جھوٹا کہہ سکے۔ مگر افسوس کہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اس بلا میں پھنس جاتے ہیں کہ کوئی حدیث النفس یا شیطانی وسوسہ اُنکو پیش آجاتا ہے تو اُسکو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ لیتے ہیں اور فعلی شہادت کی

کچھ بھی پروا نہیں رکھتے۔

ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذونادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے مگر وہ صرف اِس قدر سے مامور من اللہ نہیں کہلا سکتا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نفسانی تاریکیوں سے پاک ہے بلکہ اس قدر رؤیا اور الہام میں قریباً تمام دُنیا شریک ہے اور یہ کچھ بھی چیز نہیں اور یہ مادہ کبھی کبھی خواب یا الہام ہونیکا محض اسلئے انسانوں کی فطرت میں رکھا گیا ہے تا ایک عقلمند انسان خدا کے برگزیدہ رسولوں پر بدظنی نہ کر سکے اور سمجھ سکے کہ وحی اللہ الہام کا ہر ایک انسان کی فطرت میں تخم داخل ہے پھر اسکی کامل ترقی سے انکار کرنا حماقت ہے۔

لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک مُلہم اور مکلّم کہلاتے ہیں اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کیلئے مبعوث ہوتے ہیں انکی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان بارش کیطرح برستے ہیں اور دُنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور فعل الٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں وہ کلام الٰہی ہے۔ اگر الہام کا دعویٰ کرنیوالے اس علامت کو مدّنظر رکھتے تو وہ اس فتنہ سے بچ جاتے۔

ایسا ہی اگر الٰہی بخش اس معاملہ میں کچھ سوچتا کہ اسکی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان کس قدر ظاہر ہوئے اور کس قدر اُس کی تائید اور نصرت ہوئی اور عام لوگوں کی نسبت اُسکو کیا امتیاز بخشا گیا ہے تو وہ اِس بلا میں مبتلا نہ ہوتا۔ اب بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی موت کے بعد ایک انبار جھوٹ اور افترا کا چھوڑ گیا۔ میری نسبت وہ یہ الہام پیش کرتا تھا کہ میری زندگی میں یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگا اور اسکی تمام جماعت منتشر ہو جائیگی۔ سو اُس نے دیکھ لیا کہ وہ خود طاعون سے ہلاک ہوا اور اُسکا دعویٰ تھا کہ وہ نہیں مریگا جبتک وہ میرا استیصال کرے مگر اُسنے بچشم خود دیکھ لیا کہ اُسکے جھوٹے الہام کے بعد کئی لاکھ تک میری جماعت پہنچ گئی۔ جب ایسے الہام اُسنے شایع کرنے شروع کئے اُسوقت تو میری جماعت چالیس انسان سے زیادہ نہ تھی اور بعد میں چار لاکھ تک پہنچ گئی اور وہ نہیں مرا جبتک اُس نے اپنی نامرادی ہر ایک پہلو سے نہ دیکھ لی اور میری کامیابی نہ دیکھ لی اور وہ اپنے جھوٹے

الہاموں کے ذریعہ سے ہر ایک مقدمہ میں جو میرے پر دائر ہوتا تھا یہی خیال کرتا تھا کہ میں سزا پاکر عذاب الیم میں مبتلا ہو جاؤنگا۔ اور ایسے ہی اُسکو الہام ہوتے تھے جن کو وہ اپنے دوستوں میں شایع کرتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ ہر ایک مقدمہ میں عزت کے ساتھ مجھے بری کرتا گیا۔ اور سخت نامرادی کے ساتھ اُسکو موت آئی پس اسمیں کچھ شک نہیں کہ جب اُسکو طاعون ہو گئی اور موت کو اُس نے اپنے سامنے دیکھ لیا۔ تب اُسنے اپنے تمام الہاموں کو شیطانی کلمات سمجھا ہوگا اور اس وقت اُس کو اپنی نسبت یاد آیا ہوگا کہ میں غلطی پر تھا۔ یہ بات بالکل غیر معقول اور خلاف قیاس ہے کہ وہ اس قدر ٹھوکریں کھاکر اور وہ طاعون جو میری طرف منسوب کرتا تھا اسمیں اپنے تئیں مبتلا دیکھ کر اور میری کامیابیوں کو اپنے آخری دم میں تصور میں لاکر پھر بھی وہ اپنی پہلی حالت پر قایم رہا ہو جب اُسکو یاد آتا ہوگا کہ میں نے موسٰی ہو نیکا دعوےٰ کیا تھا اور اپنی کتاب کا نام عصائے موسیٰ رکھا تھا اور یہ تمنا کی تھی کہ یہ عصا اُس شخص کو ہلاک کر دیگا جو مسیح موعود کا دعوےٰ کرتا ہے اور جب اُسکو یاد آتا ہوگا کہ میں نے اس شخص کی نسبت جو مسیح موعود کا دعوےٰ کرتا ہے اپنی کتاب عصائے موسےٰ میں پیشگوئی کی تھی کہ وہ میری زندگی میں طاعون سے مریگا۔ اور جب اُسکو یاد آتا ہوگا کہ میں نے اسی کتاب میں پیشگوئی کی تھی کہ مَیں نہیں مرونگا جبتک اپنے اس دشمن کو نابود نہ کرلوں تو ہر ایک انسان سوچ سکتا ہے کہ اس حالت میں جبکہ طاعون نے اُس کو پکڑا کس قدر درد و حسرت اُسکی دامنگیر ہوتی ہوگی۔ کون یقین کرسکتا ہے کہ باوجود اس قدر نامرادی کے اور کھلے کھلے نشانوں کے اس بات کے کہ اسکے سب الہام جھوٹے نکلے پھر بھی طاعون کیوقت اُسکو اپنے موسیٰ ہونے پر یقین تھا؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ طاعون نے تمام خیالات اسکے پاش پاش کر دیے ہونگے اور متنبہ کر دیا ہوگا کہ وہ غلطی پر تھا۔ چنانچہ اس واقعہ سے بہت پہلے میرے پر خدا نے ظاہر کیا تھا کہ وہ ان خیالات فاسدہ پر قایم نہیں رہیگا اور آخر ان خیالات سے رجوع کریگا سو اسمیں شک نہیں کہ جب اسکو ناگہانی طاعون اور بیوقت موت کا نظارہ پیش آیا جسکو وہ خوب جانتا تھا کہ یہ بے وقت اور میرے دعویٰ کے مخالف ہے تو بلاشبہ اس نظارہ نے

اِس کو یقین دلایا ہوگا کہ اسکے تمام الہامات شیطانی تھے اس صورت میں لاعلاج حسرت کے ساتھ
اس نے سمجھ لیا ہوگا کہ میں غلطی پر تھا اور جو کچھ میں نے سمجھا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھا اور
آگے چل کر ہم بیان کرینگے کہ ایسا سمجھنا اسکے لئے ضروری تھا کیونکہ اس نظارہ موت سے اُس کے
الہامی اقوال یک دفعہ ایسے باطل ثابت ہوئے جیسے ناگہانی طور پر ایک دیوار گرتی ہے یہ اُس کیلئے
بعید از قیاس تھا کہ میں اِس طاعون سے بچ جاؤں گا۔ کیونکہ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء کو جس تاریخ وہ مرا
اور اس سے پہلے ایسی تیز اور مہلک طاعون لاہور میں تھی کہ بعض دنوں دو دو سو سے زیادہ لوگ مرتے
تھے اور اس کا ایک عزیز اس سے ایک دن پہلے طاعون سے مرگیا تھا جس کے جنازہ پر
جاکر وہ طاعون خرید لایا۔ پس اس مہلک بیماری میں کون کہہ سکتا ہے کہ میں بچ جاؤں گا
بلکہ ہزارہا لوگ طاعون میں مبتلا ہوتے ہی پس ماندوں کیلئے وصیت لکھا دیتے ہیں غرض
طاعون میں مبتلا ہونیکے ساتھ ہی اُسکی تمام موسویت دریا بُرد ہوگئی۔ اور اسنے ہزاروں مرتے
ہوئے انسانوں کو یاد کرکے اور خصوصاً یعقوب کی موت کو تصور میں لاکر سمجھ لیا کہ میں ضرور مرونگا
ایسی حالت میں کیونکر وہ اس بات پر قایم رہ سکتا تھا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پس یہ خدا کا رحم ہے کہ وہ
اپنے عقاید فاسدہ کو ساتھ نہیں لیگیا۔ اور خدا نے اس کا گلا پکڑ کر اُس سے رجوع کرایا۔ اور
اُن لوگوں میں داخل ہوگیا جن کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔

اب اوّل میں یہ لکھوں گا کہ جن الہامات کو اُس نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں
لکھا ہے وہ سب کے سب جھوٹے ثابت ہوئے اور بعد میں اس بات کا ثبوت دیا جائیگا
کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق مرا ہے اور اس کی موت میری سچائی پر ایک نشان ہے
بلکہ اُسکی موت نے میری سچائی پر مُہر کردی ہے۔ اور میں اس بیان کو دو باب پر تقسیم کرتا ہوں
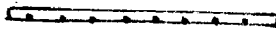
باب اوّل اس بات کے بیان میں کہ الٰہی بخش کے وہ تمام الہامات جو میرے مقابل پر اُسنے شایع کئے تھے (اپنی نسبت یا میری نسبت) وہ سب کے سب جھوٹے نکلے۔

یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ بابو الٰہی بخش نے اپنا نام موسیٰ رکھا تھا اور مجھ کو فرعون قرار دیا تھا اور میرے مقابل پر اپنی کتاب کا نام عصائے موسیٰ رکھا تھا گویا دل میں یہ سوچا تھا کہ اس عصا کے ساتھ اس فرعون کو مَیں ہلاک کرونگا اور ایک خط بھی میرے نام ارسال کیا تھا جسمیں دھمکی دیگئی تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ شخص کاذب ہے اور اس موسیٰ کے ہاتھ سے اسکا استیصال ہوگا۔ ایسی بہت سی زبانی پیشگوئیاں انکی ہیں جو صرف اپنے دوستوں یا ملاقاتیوں پر اُس نے ظاہر کی تھیں اور سب کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا میں اُسکی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا اور وہ مجھ پر غالب آجائیگا۔ اور میں اُسکے سامنے ذلیل ہونگا اور وہ دُنیا میں بڑا عروج پائیگا[*]۔ اور موسیٰ نبی کی طرح لاکھوں انسانوں کا سردار بنجائیگا اور افسوس کہ مینے بہت سی کوشش کی کہ تا اُسکے پوشیدہ الہاموں کا مجھے پتہ لگ جاوے مگر وہ صرف اسکے دوستوں کے حلقہ تک ہی محدود رہے اور کوئی تحریر جو بطور دستاویز ہو مجھ کو نہ ملی مگر جس قدر کتاب میں اُس نے

---

[*] مجھے اپنے دوست فاضل مکرم مولوی نورالدین صاحب کی تحریر سے جماعت غزنوی ثم امرتسری کے ایک بزرگ مولوی عبدالواحد کی ایک خواب بابو الٰہی بخش کی نسبت معلوم ہوئی ہے جسکو میں اپنے الفاظ میں نہیں لکھتا بلکہ مولوی صاحب موصوف کا اصل رقعہ ذیل میں لکھدیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

حضرت مولٰینا الامام علیک الصلوٰۃ والبرکات والسلام۔ مجھے عزیز عبدالواحد الغزنوی نے خط لکھا تھا۔ ہماری جماعت کے لوگوں نے دیکھا ہے الٰہی بخش ایک بلند مینار پر کھڑا ہے اور لوگ اُسکے نیچے ہیں اسلئے اب اسکی ترقی ہوگی اور بہت الفاظ تھے جو مجھے یاد نہیں رہے۔ کیونکہ میں خطوط کو معمولی طور پر پڑھتا ہوں اور پھر محفوظ نہیں رکھتا۔ مینے الٰہی بخش کے مرنے پر عبدالواحد کو اس مضمون کا خط لکھدیا ہے تو جواب اب تک نہیں آیا جس قدر مضمون یقینی طور پر یاد ہے یہ ہے

شہادۃ باللہ العظیم۔ عرض خدمت ہے۔ نورالدین

شایع کئے ہیں ایک منصف مزاج کیلئے کافی ہیں اور اگرچہ بعض بیہودہ اور نہایت لغو الہام اسکے جو ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھتا جاتا تھا مجھ کو نہیں ملے مگر جس قدر مل گئے ہیں وہ اسکا جھوٹ کھلنے کے لئے کافی ذخیرہ ہے اور جو پوشیدہ کیئے گئے ہیں اُن کے دستیاب ہونیکی اُمید نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ تمام بیہودہ الہام جو جوش نفس سے میری نسبت کئے گئے تھے اُسکے ساتھ ہی دفن کئے گئے ہونگے:-

وہ الہام جو میری نسبت الٰہی بخش نے عصا موسیٰ میں لکھے ہیں جنکی نسبت وہ اپنی کتاب مذکور میں دعوے کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ منجملہ اُن کے اُس کا وہ فرضی الہام ہے جو اُسکی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۹۷ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ سلام لك تغلبون یحل علیه غضب فقد ھویٰ۔ فتدبّر۔ (ترجمہ) تیرے لئے سلام ہے تم غالب ہو جاؤ گے اور اس پر یعنے اِس عاجز پر غضب نازل ہوگا اور وہ ضرور ہلاک ہو جاویگا یعنی تم زندہ رہکر اسکی موت اور تباہی کو دیکھو گے پس سوچ لو۔

اس الہام کے معنی جیسا کہ خود الٰہی بخش نے جا بجا اپنی کتاب میں دوسرے الہاموں کے ذریعہ سے اسکی تشریح کی ہے یہ ہیں کہ گویا اُسکی زندگی میں ہی مجھ پر غضب نازل ہوگا اور میں ہلاک ہو جاؤنگا لیکن برخلاف اسکے وہ خود میری زندگی میں ہلاک ہو گیا۔ اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں طاعون کو غضب اللہ کی موت ٹھیرایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیوقت طاعون بنی اسرائیل پر پڑی جو مورد غضب الٰہی تھی اس طاعون کا مفصّل حال توریت میں موجود ہے اور پھر طاعون حضرت عیسیٰ کے بعد یہودیوں پر پڑی تھی جن پر انجیل میں غضب نازل ہونیکا وعدہ دیا گیا تھا اور اسی طاعون کا نام قرآن شریف میں رجز من السماء رکھا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ یعنی ہمنے ظالموں پر طاعون کا عذاب بھیجا کیونکہ وہ فاسق تھے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ یعنے اسلئے ہم نے اُن پر طاعون نازل کی کہ وہ مومن تھے

پس مومن کسی صورت میں طاعون کا مستحق نہیں ہو سکتا بلکہ یہ کافر اور فاسق کیلئے مخصوص ہے اسی وجہ سے جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا کوئی نبی طاعون سے فوت نہیں ہوا ہاں ایسے مومن جو گناہ سے خالی نہیں ہوتے کبھی وہ بھی اِس بیماری میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہیں اور اُن کی یہ موت اُن کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اُن کے لئے یہ ایک قسم کی شہادت ہے لیکن کسی نے کبھی نہیں سُنا ہوگا کہ موسیٰ ہو کر پھر اسکو طاعون ہو گئی ہو اور ایسا شخص بڑا خبیث اور پلید اور بدذات ہوگا جس کا یہ اعتقاد ہو کہ کوئی نبی یا خلیفۃ اللہ طاعون سے مرا ہے پس اگر یہ ایسی شہادت ہوتی جو قابل تعریف ہے اور جس پر کوئی اعتراض نہیں تو پہلے حق دار اُسکے انبیاء اور رسول ہوتے لیکن جیسا کہ ہمنے ابھی بیان کیا ہے جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کبھی کوئی نبی یا رسول اور اول درجہ کا کوئی برگزیدہ جو خدا تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف رکھتا تھا اس خبیث مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا ہو۔ بلکہ اول حقدار اس مرض کے ابتدا سے وہی لوگ رہے ہیں جو طرح طرح کے معاصی اور فجور میں مبتلا تھے یا کافر اور بے ایمان تھے اور عقل ہرگز تجویز نہیں کر سکتی کہ وہ مرض جو قدیم سے خدا نے کفار کے سزا دینے کے لئے تجویز کر رکھی ہے انہیں خدا کے نبی اور رسول اور مُلہم بھی شریک ہو جائیں توریت اور انجیل اور قرآن تینوں متفق اللسان بیان فرما رہے ہیں کہ ہمیشہ طاعون کفار کو سزا دینے کیلئے نازل ہوتی رہی ہے اور خدا نے قدیم سے لاکھوں کفار اور فاسق اور فاجر اسی طاعون کے ذریعہ نیست و نابود کئے جیسا کہ خدا کی کتابوں اور تاریخ سے ظاہر ہے اور خدا اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ اپنے مقدس لوگوں کو اس عذاب میں کفار کے ساتھ شریک کرے اور جو بلا کفار کے عذاب کیلئے قدیم سے مقرر ہے اور جس کے ذریعہ سے ہمیشہ نبیوں کے عہد میں ہزاروں فاسق فاجر مرتے رہے ہیں وہی بلا اپنے برگزیدہ نبیوں پر مسلّط کر دے۔ پس جس طرح خدا کا وہ عذاب جو قوم لوط پر آیا تھا کسی نبی کی موت اسکے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہوئی۔ بلکہ ہر ایک عذاب جو قوموں کی ہلاکت کیلئے وارد ہو چکا ہے کوئی نبی اس عذاب سے نہیں مرا ایسا ہی طاعون جو کفار کے لئے ایک مخصوص عذاب ہے کسی برگزیدہ پر وارد نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کوئی اسکے برخلاف دعویٰ کرے

اور یہ کہے کہ کوئی نبی گذشتہ نبیوں میں سے طاعون سے بھی ہلاک ہوا تھا تو یہ اس کا اختیار ہے کسی بیباک یا گستاخ کی ہم زبان تو بند نہیں کر سکتے۔ مگر کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ طاعون رجز ہے ہمیشہ کافروں پر نازل ہوتی ہے۔ ہاں جیسا کہ جہنم خاص کافروں کیلئے مخصوص ہے تاہم بعض گنہ گار مومن جو جہنم میں ڈالے جائینگے وہ محض تمحیص اور تطہیر اور پاک کرنے کیلئے دوزخ میں ڈالے جائینگے۔ مگر خدا کے وعدہ کے موافق جو اُولٰٓئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ سے ہرگز یہ وہ لوگ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ اِسی طرح طاعون بھی ایک جہنم ہے کافر اسمیں عذاب دینے کیلئے ڈالے جاتے ہیں۔ اور ایسے مومن جن کو معصوم نہیں کہہ سکتے اور معاصی سے پاک نہیں ہیں اُن کیلئے یہ طاعون پاک کرنیکا ذریعہ ہے جسکو خدا نے جہنم کے نام سے پکارا ہے۔ سو طاعون ادنٰے مومنوں کے لئے تجویز ہو سکتی ہے جو پاک ہونیکے محتاج ہیں۔ مگر وہ لوگ جو خدا کی قرب اور محبت میں بلند مقامات پر ہیں وہ ہرگز اس جہنم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر تعجب کہ وہ شخص کہ جو اپنا الہام یہ پیش کرتا ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر جس الہام کا منشی عبد الحق بھی گواہ ہے اور کئی اور لوگ گواہ ہیں۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو خدا کے بعد وہی بزرگ ہو اور وہی اس زمانہ کا موسیٰ ہے وہ خدا کے قہری عذاب سے جو طاعون ہے ہلاک ہو جائے کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے؟

اور اگر کوئی یہ کہے کہ بابو الٰہی بخش طاعون سے فوت نہیں ہوا تو ہم اسکا بجز اس کے کیا جواب دیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ خطوط آمدہ لاہور سے معلوم ہوا کہ الٰہی بخش یعقوب ولد محمد اسحاق کے جنازہ پر گیا اور یعقوب طاعون کے ساتھ مرا تھا پس الٰہی بخش اُسی جگہ سے طاعون خرید لایا۔ اور پیسہ اخبار مورخہ ۱۰۔ اپریل میں یہ عبارت ہے۔ انتقال پرملال۔ افسوس ہے کہ مولوی الٰہی بخش صاحب پنشنر اکونٹنٹ نے بروز دوشنبہ ۸✝۔ اپریل کو صرف ایک روز بخار میں مبتلا رہ کر بر مکان مولوی عبد الحق صاحب انتقال کیا۔ اب ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ان دنوں میں کس شدت سے لاہور میں طاعون پھیلی ہوئی تھی اور اب تک ہے اور ہزاروں انسان

✝ یہ تاریخ اخبار میں صحیح نہیں درج ہوئی بلکہ ۷۔ تاریخ ۷ بجے شام کا یہ واقعہ ہے۔ منہ

صرف اسی بخار سے ہلاک ہوگئے اور بجز طاعون کونسا بخار ہے جو صرف ایک دن میں ہلاک کر سکتا ہے۔ یاد رہے کہ طاعون کے لئے شدید بخار ہونا ایک لازمی امر ہے جو ایک دو دن میں ہی کام تمام کر دیتا ہے۔ پس جبکہ الٰہی بخش کی موت کے وقت طاعون لاہور میں زور سے پھیل رہی تھی۔ اور وہ بھی طاعون زدہ مُردہ کا جنازہ پڑھنے کیلئے گیا تھا اور وہیں بیہوش ہوگیا تھا تو کیا کسی جن کے آسیب سے یہ حالت ہوگئی تھی۔ ظاہر ہے کہ طاعون کے دن تھے اور لاہور میں طاعون شدت سے زور پر تھی اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان دنوں میں صدہا لوگ طاعونی بخار سے لاہور میں مر چکے ہیں اور اب تک یہی حالت ہے بعض کو گلٹی نکلتی ہے اور بعض کو نہیں۔ اور بعض نمونیا پلیگ سے مرتے ہیں اور بعض سکتہ کی صورت میں فی الفور مر جاتے ہیں تو پھر خواہ نخواہ بیچارہ الٰہی بخش پر یہ جھوٹ باندھنا کہ وہ پلیگ سے نہیں مرا کس قدر بیباکی ہے کیا یعقوب پلیگ سے مرا تھا یا نہیں؟ ہمیں معتبر ڈاکٹروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ الٰہی بخش کو سخت قسم کی پلیگ ہوئی تھی جس نے ایکدن میں ہی اُسکا کام تمام کر دیا چنانچہ ہم اس جگہ بطور شہادت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کا خط ذیل میں درج کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

حضرت سیدی و مولائی و امامی حجۃ اللّٰہ المسیح الموعود سلمہ اللّٰہ تعالٰے

السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ۔ الحمد للّٰہ کہ حضور کی پیشگوئی پوری ہوئی اور دشمن ہلاک ہوگیا حضور کو مبارک ہو۔ الٰہی بخش کو پوری علامات طاعون نمودار ہوگئی تھیں اور معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اسکے بائیں ران کی بُن میں یعنے کنج ران میں ایک گلٹی بھی نکلی تھی۔ اسلئے اسمیں کچھ شک نہیں کہ اسکی موت طاعون سے ہوئی۔ باقی خیریت ہے۔

خاکسار یعقوب بیگ از لاہور

پھر اگر یہ سوال ہو کہ الٰہی بخش کے دوستوں میں سے کس نے اس بات کو شایع کیا ہے کہ وہ طاعون سے مرگیا تو ہم ذیل میں پرچہ اہل حدیث مورخہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۷ء کی شہادت الٰہی بخش کی طاعون کے بارے میں نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

افسوس منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری مصنف عصائے موسیٰ بھی طاعون سے شہید ہو گئے۔
دیکھو پرچہ اہلحدیث ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۷ء

پھر ایک اور الہام اپنا الٰہی بخش نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۷۹ میں میری نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے" اِنِّیْ مُہِیْنٌ لِّمَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ" اگرچہ یہ فقرہ نحوی نقص سے آلودہ ہے کہ مَن کے لفظ پر لام لگا یا گیا ہے۔ مگر اسکے معنی الٰہی بخش نے یہ کئے ہیں کہ گویا میں اس کے مقابل پر ذلیل کیا جاؤں گا اور اُسکی سچائی ظاہر ہو گی۔ دراصل مدّت دراز سے خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ اور الٰہی بخش بارہا میرے مونہہ سے یہ الہام سُن چکا تھا اور خدا نے دکھلا دیا تھا کہ ہر ایک شخص جس نے میرا مقابلہ کیا اُسکا کیا انجام ہوا۔ پس اِس الہام میں الٰہی بخش کی طرف سے صرف ایک لام ہے جو انتفاع کیلئے آتا ہے مگر اس جگہ غیر محل ہے اور اِس کے مقصود کے برخلاف ہے، اور اِس صورت میں اس الہام کے یہ معنی ہوئے کہ اے الٰہی بخش میں تیری اہانت کروں گا اس شخص کی تائید میں جو تیری اہانت چاہتا ہے۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ جیسا کہ الٰہی بخش کا مطلب ہے کہ اسکی اہانت کرنے سے خدا میری اہانت کریگا سو یہ معنی بدیہی طور پر غلط ثابت ہوئے کیونکہ میں سالہا سال سے شایع کر رہا ہوں کہ الٰہی بخش اپنے تئیں موسیٰ بناتا اور میری تکذیب میں جھوٹا ہے خدا اُسکو رسوا کریگا۔ اور مدت ہوئی کہ میں اپنا یہ الہام شایع کر چکا ہوں اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ خدا نے میرے روبرو الٰہی بخش کو طاعون کی موت دیکر رسوا کیا اور وہ اپنے تمام دعووں میں نامراد رہا۔ اور خدا نے لاکھوں انسانوں کو میری جماعت میں شامل کر کے مجھے عزت دی۔ پس اگر الٰہی بخش کو یہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوا تھا۔ کہ جو شخص تیری اہانت کرتا ہے میں اسکی اہانت کرونگا تو ضروری تھا کہ وہ الہام پورا ہو جاتا حالانکہ الٰہی بخش کی بیوقت موت جو میری زندگی میں ہی ہوئی اس کے جھوٹے ہونے پر مُہر لگا گئی وہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ شخص فرعون ہے اور میں موسیٰ ہوں اور میری زندگی میں ہی یہ ہلاک ہوگا اور طاعون سے مریگا

اور تمام سلسلہ اسکا تباہ ہو جائیگا اور خدا کا غضب اس پر نازل ہوگا اور اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہیگا۔ لیکن برخلاف اس کے خدا نے مجھے کامل ترقی دی اور کامل عزت۔ اور تمام اطراف دنیا میں کامل شہرت دی اور میری زندگی میں اس فضول گو اور بے ادب اور تیز مزاج اور مونہہ پھٹے دشمن کو طاعون سے ہلاک کیا۔ پس کیا اب بھی اس کا نام موسیٰ رکھوگے؟ یہ کیسا موسیٰ تھا کہ جس کو وہ فرعون کہتا تھا اور اپنی زندگی میں اسکی ہلاکت کی خبر دیتا تھا اسی کے سامنے طاعون کی ذلیل موت سے وہ ہلاک ہوگیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس شخص کو وہ فرعون قرار دیتا تھا اُس نے اپنا یہ الہام شایع کیا تھا کہ **انی احافظ کل من فی الدّار** یعنے خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ اس گھر کی چاردیواری کے اندر ہیں۔ سب کو میں طاعون سے بچاؤں گا۔ سو گیارہ برس سے بڑے بڑے حملے طاعون کے اس نواح میں ہو رہے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھر کا ایک کُتا بھی طاعون سے نہیں مرا۔ مگر جو اپنے تئیں موسےٰ قرار دیتا تھا خود وہ طاعون سے مرگیا اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ تمام الہام اُسکے جھوٹے نکلے۔ اور اسکی ذلت کے باعث ہوئے جو میری موت اور طاعون اور ناکامی کے بارے میں اُس نے شایع کئے تھے پس کہاں گیا یہ الہام کہ انی مھین من اراد اھانتک یہ انجام اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو حدیث النفس کا نام الہام رکھ لیتے ہیں اور خدا کے فعل کی شہادت سے اپنے الہامات کا امتحان نہیں کرتے۔

یاد رہے کہ جبتک کہ ایک بارش کی طرح فوق العادت خدا کے نشان الہام کی تائید میں نازل نہ ہوں جو معمولی طریق سے بہت بڑھے ہوئے ہوں تب تک اپنے الہاموں کو خدا کا کلام سمجھنا دوزخ کی راہ اختیار کرنا ہے اور ذلت کی موت خریدنا ہے کیونکہ الہام صرف قول ہے اور قول میں شیطان بھی شریک ہو سکتا ہے اور انسان بھی بطور افترا ایسا قول بیان کر سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہے پس نہایت حماقت اور جہالت ہے کہ انسان صرف اس بات پر بھروسہ کرے کہ اسکی زبان پر کچھ جاری ہوتا ہے ایسے

کلمات کو خدا کا کلام سمجھ لے بلکہ خدا کے قول کے ساتھ خدا کے فعل کی شہادت ضروری ہے اور شہادت بھی زبردست شہادت درکار ہے کیونکہ یہ دعوے کہ خدا مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے یہ کچھ چھوٹا سا دعوے نہیں اور اگر مدعی اس دعوے کا خدا تعالیٰ کیطرف سے نہ ہو تو ایک دنیا اُس کے ذریعہ سے ہلاک ہو سکتی ہے لہذا ایسے شخص کے قولی دعوے کیلئے خدا تعالیٰ کی ایسی فعلی شہادت درکار ہے جس کو وہ قدیم سے اپنے تمام صادق رسولوں اور نبیوں کی تائید میں ادا کرتا رہا ہے۔ اور اس خفیف اور ناچیز امر کو خدا کی فعلی شہادت قرار نہیں دے سکتے جو معمولی انسانوں کی سوانح سے ملتا جلتا ہو۔ مثلاً کوئی خواب میں دیکھتا ہے کہ میرے گھر میں یا کسی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اور اتفاقاً لڑکا ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص مر جائیگا۔ اور اتفاقاً وہ مر ہی جاتا ہے یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کام میں نامراد رہیگا اور اتفاقاً وہ نامراد ہی رہ جاتا ہے۔ ایسے خوابوں میں تمام دنیا شریک ہے بلکہ کافروں اور مشرکوں کو بھی اِس سے حصہ ہے پس اگر معمولی رنگ میں کسی شخص کو ایسی خواب آوے اور وہ خواب یا وہ الہام کیفیت یا کمیّت میں کوئی خصوصیّت نہ رکھتا ہو تو وہ اس بات پر دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے بلکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں ایسی خوابیں فاسقوں اور فاجروں کو بھی آسکتی ہیں۔ پس ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنے لئے اسکو ابتلا سمجھنا چاہیئے۔ اور سچے مامور کیلئے یہ شرط ہے کہ ایسے امور جو خدا کا نشان کہلا سکتے ہیں۔ کیفیت اور کمیت میں اس حد تک پہنچ گئے ہوں کہ عام لوگوں میں سے کوئی شخص اُس کا مقابلہ نہ کر سکے اور ایسے شخص کے ساتھ کھلے کھلے طور پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ چلتا نظر آوے اور اسکی فوق العادت تائید میں نشانات بارش کی طرح برستے ہوئے محسوس ہوں جن سے معلوم ہو کہ خصوصیت کے ساتھ ہر ایک راہ میں خدا اُسکا مویّد ہے۔ غرض بڑی علامت یہی ہے کہ وہ آسمانی نشان اور وہ تائید اور نصرت اس حد تک پہنچ جائے کہ روئے زمین پر کوئی اُس کا مقابلہ نہ کر سکے اور گو ایک ہی نشان ہو مگر ایسا زبردست اور ذی شان ہو کہ اس کو دیکھ کر سب دشمن مُردہ کی طرح

پڑ جائیں اور اُس کی نظیر نہ پیش کر سکیں اور یا اس کثرت سے وہ نشان ہوں کہ کثرت کے لحاظ سے کسی کو طاقت نہ ہو کہ وہ کثرت اپنے نشانوں میں یا کسی اور مفتری کے نشانوں میں دکھلا سکے اسی کا نام خدا کی شہادت ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ جلّشانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔ یعنے جو لوگ کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول نہیں۔ اُن کو کہدے کہ تم میں اور مجھ میں خدا گواہ کافی ہے اور نیز وہ جس کو کتاب کا علم ہے ۔

اب ہم باقی الہام الٰہی بخش کے جو اُسکی کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت درج ہیں اِس جگہ ناظرین کے غور اور انصاف کیلئے درج کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ میں میری نسبت یہ الہام لکھتا ہے " اُڑ جائینگے زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو" یعنی ہزار ہا مخالف جو انکی ہلاکت کے خواہشمند ہیں ایسا ہی ہو جائیگا۔ پھر صفحہ ۸۰ کتاب مذکور میں لکھتا ہے" اَللّٰهُمَّ افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ" اور اسکو بھی میری نسبت ہی قرار دیتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا سچا فیصلہ کر سو الحمد للہ وہ فیصلہ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء کو ہو گیا اور میاں الٰہی بخش مجھے ہزاروں گالیاں نکال کر اور کذاب اور مفسد اور دجال اور مفتری کہکر اور میری نسبت غضب الٰہی اور طاعون کے وعدے دیکر خود تاریخ مذکورہ میں صرف ایک ہی دن میں اس ناپائیدار دنیا کو چھوڑ گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ دیکھو ہماری فرعونیت آخر غالب آگئی موسیٰ کو طاعون نے ایسا دبایا کہ نہ چھوڑا جبتک اسکی جان نہ نکال لی۔

پھر بابو الٰہی بخش اسی کتاب کے صفحہ اسّی میں اپنے الہام میں مجھے طاعون کی دھمکی دیتا ہے جیسا کہ الہام یہ ہے۔" رجزا من السماء علی القریۃ التی کانت حاضرۃ.... ولھم عذاب الیم۔ ولا یزید الظالمین الا تبارًا۔" یعنی طاعون نازل ہوگی اور وہ

اپنی جماعت کے طاعون میں مبتلا ہو جائیگا اور خدا ان ظالموں پر ہلاکت نازل کریگا۔ یہ ہیں الہامات الٰہی بخشی جن سے وہ اپنے چند دوستوں کو خوش کرتا تھا۔ مگر اب اُن کے دوست خاص کر منشی عبد الحق صاحب خدا سے ڈر کر گواہی دے سکتے ہیں کہ آخر کس شخص پر طاعون نازل ہوئی پھر ایک اور الہام اُنکا میرے پر عذاب نازل ہونیکے بارہ میں ہے جو اُسکی کتاب کے صفحہ ۸۳ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ سنسمه على الخرطوم - ما رميت اذ رميت ولكن الله رمى۔ (ترجمہ) اس مفتری کو یعنی اِس مفتری کی ناک پر یا مُنہ پر ہم آگ کا داغ لگائیں گے یعنی اسکو طاعون سے ہلاک کرینگے یا یہ کہ جہنم کی آگ میں ڈالیں گے۔ یہ تیر جو تو نے (اے الٰہی بخش) چلایا یہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔" پھر صفحہ ۹ سطر ۱۳ میں یہ الہام لکھا ہے۔ متّع المسلمين بطول حياتك وبطول بقاءك۔ ينفع المسلمين بطول حياتك وبطول بقاءك✣ .... پھر بعد اس کے یہ عبارت ہے اور جو خدمت مجھ کو سپرد ہوئی ہے جبتک پوری نہ ہو تب تک میں ہرگز نہ مرونگا بابو الٰہی بخش صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے دیکھنے سے بعد معلوم ہوگا کہ وہ اس کتاب کی تالیف سے چھ برس

+ حاشیہ اگر کوئی یہ شک کرے کہ یہ تمام الہامات جو عصائے موسیٰ میں بابو الٰہی بخش نے لکھے ہیں کس طرح معلوم ہو کہ وہ اس راقم کیلئے لکھے گئے ہیں تو واضح ہو کہ بابو الٰہی بخش نے یہ کتاب عصائے موسیٰ خاص میری پر مخالفانہ حملہ کرنے کی غرض سے تالیف کی ہے اور بجز میری تکذیب اور توہین کے اس کتاب کی تالیف کی اور کوئی غرض نہ تھی اور بابو صاحب ہمیشہ پوشیدہ طور پر میری نسبت اپنے دوستوں میں ایسے ایسے الہام مشہور کرتے تھے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ گویا میں کاذب اور کافر اور فرعون ہوں اور وہ موسیٰ ہیں اور میں جلد تر ان کے ذریعہ سے اور اُن کے الہام کے رو سے خدا کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤنگا اور اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جیسا کہ کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ میں درج ہے بابو الٰہی بخش کے ساتھ اُن کے مخالفانہ الہامات کے بارہ میں میری خط و کتابت ہوئی تھی اور عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ کے خط میں میں نے بابو صاحب سے درخواست کی تھی کہ جس قدر آپ میری نسبت تکذیب کے الہام مشہور کرتے ہیں اور محض زبانی طور پر اپنے دوستوں کو سُناتے ہیں وہ قسم کھا کر شائع کر دیں۔ تا اگر آپ کے وہ الہام جھوٹ اور افترا ہیں تو خدا تعالیٰ جھوٹ کی پاداش دے اس خط کا جواب اُنہوں نے وہ دیا کہ جو انکی کتاب کے صفحہ ۴ میں درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قسم کھانے کی کچھ ضرورت نہیں اگر میں نے خدا پر افترا کیا ہے تو وہ بغیر قسم بھی مجھے سزا دیگا اور میں الہامات شائع کر دونگا۔ پھر اسکے جواب میں صفحہ ۷ میں میری طرف سے یہ عبارت ہے۔ میں صرف خدا سے عقدہ کشائی چاہونگا تا وہ لوگ جو مجھے صرف کذاب کا نام دیتے ہیں اور وہ لوگ جو مجھے مسیح موعود مانتے ہیں اُنہیں اللہ تعالیٰ خود فیصلہ کرے۔

✣ ترجمہ خدا تعالیٰ تیری عمر کو لمبی کرے اور دنیا میں ایک زمانہ دراز تک تجھے رکھ کر تیری بہت لمبی عمر سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچائے گا۔ مگر اسکے بعد بابو الٰہی بخش صرف چھ برس تک زندہ رہے۔ یہ ہے لمبی عمر کا الہام۔ منہ

بعد فوت ہو گئے۔ اب منصفین خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا طول حیات اور طول بقا کے یہی معنی ہیں کہ صرف
چھ برس میں قبل اسکے کہ وہ اپنی کسی کامیابی کو دیکھیں مرض طاعون سے اُن کا خاتمہ ہو جائے
اور بڑی حسرت کے ساتھ میری زندگی میں ہی نامراد مریں۔ ہم اس وقت اُن کے بارے میں محض اُنکے
دوستوں کی رائے پوچھتے ہیں اور ہم بادب عرض کرتے ہیں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ جیسا کہ انہوں نے
اپنے الہام کی رو سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جو خدمت مجھ کو سپرد ہوئی ہے جبتک پوری نہ ہو میں ہرگز
نہ مرونگا۔ کیا وہ خدمت پوری ہو گئی ہے؟ کیا ان کی کوششوں اور ان کی تہمتوں سے جو تمام
کتاب عصائے موسیٰ میں میرے پر لگائی گئیں میرا ایک بال بھی بیکا ہو گیا ہے اور ناظرین اسکی بھی
ہمیں اجازت دیں کہ وہ الہام جو میری نسبت بابو الٰہی بخش صاحب نے کیا تھا کہ سنسمہ علی الخرطوم کیا
یہ سچ نہیں کہ وہ الٹ کر انہیں پر پڑ گیا اور قدرت کے ہاتھ نے ایسے طور پر انکی خرطوم پر طاعونی آگ کا داغ لگایا کہ
اُن کا خاتمہ ہی کر دیا اور ماریت کا تیر جو انہوں نے میری طرف بقول اپنے الہام کے چلایا تھا
آخر وہ اُنہیں کو لگ گیا ؎

الٰہی بخش کے کیسے تھے یہ تیر — کہ آخر ہو گیا اُن کا وہ نخچیر
اُسی پر اسکی لعنت کی پڑی مار — کوئی ہم کو تو سمجھا دے یہ اسرار
تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار — ملے جو خاک سے اُسکو ملے یار
کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے — کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے
پسند آتی ہے اُس کو خاکساری — تذلل ہی رہِ درگاہ باری
عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ — کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بیراہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے — مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

اور پھر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۵۲ میں بابو الٰہی بخش صاحب میری نسبت یہ الہام شایع کرتے ہیں
فیمت وھو کافر۔ رُدّت الیہ لعانہ۔ واُزلفت الجنۃ للمتقین۔ یہ ہفتم رمضان
۱۳۱۷ھ کا واقعہ ہے (ترجمہ) یہ شخص کافر مریگا۔ اور اسکا میرے ساتھ باہم لعنت کرنا یعنی مباہلہ کرنا اسی کی طرف اسکا بداثر

رد کیا جائے گا اور متقیوں کیلئے بہشت نزدیک ہے۔ اس الہام کا ماحصل یہ ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب بوجب متقی ہیں اور میں کافر ہوں اور جو میرا اُن کے ساتھ باہم لعنت اللہ علی الکاذبین یعنی مباہلہ ہوا تھا وہ لعنت اُن کے الہام کے میرے پر پڑیگی اور وہ ہر ایک بات میں کامیاب ہو جائیں گے۔

واضح ہو کہ لِعان کہتے ہیں عربی زبان میں ملاعنہ کو۔ **لسان العرب** میں لکھا ہے

اللعان والملاعنة اللعن بين اثنين فصاعدًا۔ یعنی لعان اور ملاعنہ جو دو لفظ ہیں ان دونوں کے معنی یہ ہیں کہ دو آدمی یا اُن سے زیادہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں۔ پھر اسی کتاب لسان العرب میں لعن کے یہ معنی لکھے ہیں کہ ۔ اللعن الابعاد والطرد من الخير۔ یعنی لعنت کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک نیکی اور مال اور برکت اور بہتری سے کسی کو محروم کیا جائے پھر دوسرے معنی لعنت کے یہ لکھے ہیں کہ الابعاد من الله ومن الخلق یعنی لعنت کے یہ معنی ہیں کہ جناب الٰہی سے مردود ہو جاوے اور قبولیت سے محروم رہے۔ اور مخلوق کی نظر سے بھی گر جاوے اور عزت اور وجاہت بھی جاتی رہے۔ غرض خدا کے نزدیک لعنت کا لفظ تمام نامرادیوں اور مردود اور مخذول ہونیکے معنوں پر محیط ہے اور ہر ایک نوع کی برکت سے محروم اور مخذول اور مردود رہنا اسکے لوازم میں سے ہے اور جس شخص پر خدا کی لعنت وارد ہو جائے اُسکا ثمرہ ہلاکت اور تباہی ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ اگر نجران کے عیسائی مجھ سے مباہلہ کرتے (جو لعنت اللہ علی الکاذبین کے ساتھ کیا جاتا ہے) تو اِس قدر موت اور ہلاکت اُن پر آتی کہ اُن کے درختوں کے پرندے بھی مر جاتے۔

اب بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام کا مطلب جسمیں ملاعنہ کا ذکر ہے ہر ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کیونکہ الہام کا یہ مطلب ہے کہ وہ ملاعنہ جو مجھ میں اور بابو صاحب میں واقع ہوا تھا جس کا ذکر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ اور صفحہ ۷ میں بھی ہے اور کتاب مذکور کے دوسرے مقام میں بھی مذکور ہے اسکا بد اثر میرے پر ہی پڑے گا اور میں اُنکی زندگی میں ہلاک اور تباہ ہو جاؤں گا حالانکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ نے اس کے برخلاف ظاہر کیا۔ اور نہ صرف یہ ہوا کہ

بابو صاحب میری زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے بلکہ اپنی ہر ایک خواہش اور ارادہ سے نامراد رہ کر اِس دُنیا سے گذر گئے اور دوسری طرف ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھے برومند کیا چنانچہ ہزارہا شکر کا یہ مقام ہے کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں اور خدا نے مجھے وہ عزت دی ہے کہ تمام دُنیا میں یعنی یورپ اور ایشیا اور امریکہ میں اقبال مندی کے ساتھ مجھے مشہور کر دیا۔ چنانچہ وہ ڈاکٹر ڈوئی جو امریکہ اور یورپ کی نگاہوں میں بادشاہوں کی طرح اپنی شوکت اور شان رکھتا تھا اُسکو خدا نے میرے مباہلہ اور میری دُعا سے ہلاک کیا اور ایک دُنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ اور یہ واقعہ دنیا کے تمام نامی اخباروں میں شہرت پاکر ایک عالمگیر شہرت کے رنگ میں زبان زد عوام و خواص ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ جن لوگوں نے میرے ساتھ بیعت کی ہزاروں اُن میں متقی ہو گئے اور ایک نمایاں تبدیلی اُن کے اعمال میں پیدا ہو گئی اور خدا نے دُنیا کی حیثیت سے وہ برکتیں مجھ کو عطا کیں کہ خدا کے بندوں نے آجتک کئی لاکھ روپیہ اور انواع و اقسام کے تحایف انکسار اور تواضع کے ساتھ مجھ کو دیئے اور دے رہے ہیں[1] اور خدا تعالیٰ کی انواع و اقسام کی رحمتوں کا ایک دریا جاری ہو رہا ہے اور علاوہ اسکے ہزارہا نشان خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے ہیں اور کوئی مہینہ کم گذرتا ہو گا جو کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور خدا نے خود دشمنوں کے مقابلہ پر تلوار کھینچ کر میرے لئے اُن کا مقابلہ کیا جس نے میرے پر مقدمہ کسی عدالت میں کیا آخر کار شکست اور ذلت اُسکو نصیب ہوئی۔ اور جس نے میرے ساتھ مباہلہ کیا آخر کار وہ خود ہلاک ہوا یا ذلیل کیا گیا چنانچہ یہ تائیدات الٰہیہ اسی کتاب حقیقۃ الوحی میں بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں۔ اب مجھ کو اہل انصاف بتلاویں کہ بابو الٰہی بخش صاحب کا یہ الہام کہ میرے اور ان کے باہم لعنت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہر ایک تباہی اور ہلاکت میرے ہی نصیب ہو گی اور وہ اپنی تمام مرادوں میں کامیاب ہو جائینگے۔ کیا یہ الہام سچا نکلا؟ اور کیا اس مباہلہ کا نتیجہ اِن کے حق میں ہوا یا میرے حق میں۔ اور ملاعنہ کا بد اثر میری طرف رد کیا گیا یا ان کی طرف۔ برائے خدا ناظرین اس مقام

---

[1] جیسا کہ چھبیس برس کی یہ پیشگوئی ہے کہ یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ پس عجیب فضل الٰہی ہے کہ ایک طرف تو وہ پرانے زمانہ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور دوسری طرف لاکھوں [illegible] منہ

میں کچھ غور کریں تا خدا انکو جزائے خیر دے ورنہ خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا۔ اور اُسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کریگا جبتک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سُنتے ہو۔ خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا۔ مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہو گئے۔ اے بندگان خدا کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟

بعض نادان کہتے ہیں کہ آتھم اپنی میعاد میں نہیں مرا لیکن وہ جانتے ہیں کہ مر تو گیا اور میں اب تک زندہ ہوں اور وعید کی پیشگوئیاں جنمیں کسی پر عذاب کے نازل ہونیکا وعدہ ہوتا ہے اُنکا میعاد کے اندر پورا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر شخص منذر یہ توبہ کرے یا رجوع کرے تو اُن کا پورا ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا اور ایسی پیشگوئیاں یعنی عذاب کی پیشگوئیاں تضرع اور توبہ اور صدقہ اور خیرات سے ٹل بھی سکتی ہیں اور ٹلتی رہی ہیں۔ اور اس امر کا گواہ قرآن کریم اور پہلی کتابیں ہیں۔ اور یاد رہے کہ وعید کی پیشگوئی سے مراد عذاب کی پیشگوئی ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی کی شامت اعمال سے خدا تعالیٰ اُس پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو عادۃ اللہ اسی طرح پر ہے کہ اس بلا کو توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات سے اکثر رد کر دیتا ہے اور جب کوئی بلا میں گرفتار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اکثر اس پر رحم کیا جاتا ہے جس طرح کہ یونسؑ نبی کے قوم کی بلا ٹال دی گئی۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ توبہ اور استغفار اور صدقہ اور خیرات سے بلا ٹل سکتی ہے اور وعید یعنے عذاب کی پیشگوئی کی حقیقت بجز اسکے کیا ہے کہ وہ بھی ایک بلا ہوتی ہے کہ کسی ملہم من اللہ کے ذریعہ سے اسکی اطلاع دیجاتی ہے۔ پھر اگر یہ بات سچ ہے کہ بلا توبہ و استغفار اور صدقہ خیرات سے ٹل سکتی ہے تو پھر ایسی پیشگوئی کیوں نہیں ٹل سکتی جسکی خبر کسی ملہم من اللہ کے ذریعہ سے دی گئی ہو اور علاوہ اس کے دشمن نادان نہیں جانتے کہ اگرچہ عذاب کی پیشگوئیوں میں کسی شرط کی ضرورت نہیں ہوتی وہ محض توبہ اور

استغفار سے ٹل سکتی ہیں مگر تاہم آتھم اور احمد بیگ اور اُسکے داماد کی نسبت شرطی پیشگوئیاں تھیں یعنی یہ لکھا گیا تھا کہ اِس شرط سے بلا وارد ہوگی کہ وہ لوگ سرکشی پر قایم رہیں اور رجوع نہ کریں۔ سو آتھم نے اپنی خاموشی اور نہ قسم کھانے اور نہ نالش کرنے اور اسلام پر کوئی حرف زنی نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ اُس نے سرکشی کی خصلت کو چھوڑ دیا ہے اور نیز اُس نے ساٹھ یا ستّر آدمیوں کے روبرو عین مباحثہ کے وقت میں زبان نکالکر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر اپنے رجوع کا اقرار کر دیا جس سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ اور اس وقت حاضرین نہ صرف مسلمان تھے بلکہ نصف کے قریب عیسائی تھے اور معتبر شہادتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ پندرہ۱۵ مہینہ تک روتا رہا تو کیا اب تک رجوع اُس کا ثابت نہ ہوا؟

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت اس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخیں رکھتی تھی ایک شاخ احمد بیگ کے متعلق تھی اور دوسری شاخ اُس کے داماد کے متعلق تھی سو احمد بیگ اور اسکے مرنیکا صدمہ اُس کے اقارب کا غرور اور تکبّر توڑ گیا اور وہ میعاد کے اندر مر گیا بیگانوں اور ناواقفوں کو کیا خبر ہے کہ اسکی موت کی وجہ سے اس کے دوسرے عزیزوں پر کیا مصیبت آئی۔ اور اس مصیبت نے ان کو کیا سبق دیا۔ اور کس غم نے اُن کو گھیر لیا۔ آخر یہ نتیجہ ہوا کہ مرزا محمود بیگ جنکے گھر میں یہ رشتہ ہوا تھا اور جو تمام خاندان کا سرگروہ تھا ہماری سلسلہ بیعت میں داخل ہو گیا۔ اب اگر ان تمام باتوں کو سُن کر بھی کوئی بکواس سے باز نہ آئے تو اس کا علاج ہم کیا کریں۔ ایسی سیاہ دل کو جو حیا اور شرم سے دست بردار ہے ہم کس طرح قایل کر سکتے ہیں اور اس کے تعصب کی بیماری کا کیا علاج کر سکتے ہیں بجز اِس کے کہ خدا ہی اس کا علاج کرے ؎

کیا تضرّع اور توبہ سے نہیں ٹلتا عذاب — کس کی یہ تعلیم ہے دکھلاؤ تم مجھ کو شتاب
اے عزیزو! اس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا — کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خدا

یہ الہام بابو صاحب کا جس میں وہ میری نسبت لکھتے ہیں کہ وہ شخص کافر مریگا اور ملاعنہ کا بدانجام اسی کی طرف الٹایا جائیگا۔ اسکے سر پر اُسی صفحہ ۱۵۲ میں یہ انکی عبارت ہے۔ اس رات مرزا صاحب

کے انجام اور ان کے زیر مشن غریب مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا ہے۔

اور پھر صفحہ ۱۷۲ میں انکا یہ الہام ہے یہ عمدہ اور خوشی کی بات ہے کہ اس امر کا فیصلہ ہو جائے کہ حق مرزا صاحب کی طرف ہے۔

پھر صفحہ ۱۷۳ عصائے موسیٰ میں انکا ایک الہام مع انکی تمہیدی عبارت کے یہ ہے اور عاجز کو الہاماً یہ دعا بھی تعلیم ہوتی ہے اللّٰھمّ افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین اسکے معنی وہ یہ کرتے ہیں کہ مجھ میں اور ان میں یعنی اس عاجز میں خدا تعالیٰ فیصلہ کرے۔ اب جو فیصلہ ہو گیا وہ کسی پر مخفی نہیں۔ عجیب بات ہے کہ انکی تمام کتاب انہیں الہاموں سے بھری ہوئی ہے کہ انکی زندگی میں میرا استیصال ہو جائیگا اور تمام جماعت منتشر ہو جائیگی اور مباہلہ کا بداثر میرے پر پڑیگا اور وہ نہیں مرینگے جبتک میرا زوال نہ دیکھ لیں۔ اور پھر ان کے دوست کہتے ہیں کہ جب وہ طاعون میں مبتلا ہوئے تو ان کو یہ الہام ہوا کہ الرحیل یعنے اب تو دنیا سے کوچ کریگا کون شخص ہے جو اس مہلک بیماری کے وقت اس کا دل الرحیل نہیں بولتا۔ طاعون کے معنے خود زبان عرب میں موت ہے۔ ناظرین خود سوچ لیں ہم کچھ نہیں کہتے کہ پہلے تو بابو الٰہی بخش کا ان الہامات پر زور دینا کہ میری عمر بڑی لمبی ہو گی جیسا کہ طول حیات اور طول بقا ان کے الہام میں درج ہے اور پھر یہ کہ انکی لمبی عمر سے مومنوں کو بہت فایدے حاصل ہونگے اور پھر یہ الہام کہ وہ نہیں مرینگے جبتک طاعون سے میری موت نہ دیکھ لیں اور میری بکلی تباہی مشاہدہ نہ کر لیں اور پھر یہ الہام کہ ان کے دنیا میں بھی بڑے بڑے عروج ہوں گے اور ایک دنیا ان کی طرف رجوع کرے گی اور وہ بساتین اور باغوں کے مالک ہوں گے اور ان کے ذریعہ سے اسلام کی بڑی ترقی ہو گی یہ تو پہلے الہام تھے جن سے ان کی کتاب عصائے موسیٰ بھری پڑی ہے پھر جب وہ طاعون میں مبتلا ہو گئے اور ہر روز صدہا آدمیوں کی موت دیکھ کر اس مرض کا انجام سامنے آگیا۔ تب اس وقت بابو صاحب کو الرحیل کا الہام ہوا جو عصائے موسیٰ کے تمام الہاموں پر پانی پھیرتا ہے۔ مگر اگر فرض کے طور پر اسکو الہام بھی سمجھا جاوے تو یہ رحمت کا الہام نہیں بلکہ غضب کا

الہام ہے جو سخت نامرادی پر مشتمل ہے اور نیز پہلے الہاموں کا کذب ظاہر کرتا ہے اور ایسا الہام کچھ تعجب کی جگہ نہیں کیونکہ اکثر لوگ جب کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بجانبری سے نومیدی ہوتی ہے تو اُس وقت ایسے الہام یا ایسی خوابیں آیا کرتی ہیں مومن غیر مومن سب اس میں شریک ہیں۔ پس اس صورت میں الہام کے یہ معنی ہونگے کہ اے الٰہی بخش تو تو اپنی عمر لمبی قرار دیتا تھا اور اپنے فریق مخالف کی تباہی چاہتا تھا۔ اور اپنی حدیث النفس کو الہام الٰہی سمجھ کر یہ کہتا تھا کہ میرا مخالف میری زندگی میں طاعون سے مریگا۔ مگر ہم تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو اس دُنیا سے کوچ کر۔

غرض مجھے اس الہام کی سچائی پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ممکن ہے کہ ہوا ہو۔ جس میں غضب کے طور پر یہ تنبیہ ہو کہ اب تیرا دُنیا سے کوچ کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ تو نے حق کو قبول نہیں کیا ۔

ان لوگوں کی عقل پر مجھے تعجب آتا ہے کہ الٰہی بخش کی طرف الرحیل کا الہام منسوب کرکے اُس کے تمام الہاموں کا بیڑا غرق کر دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ وہ تمام الہام اسکو کہاں گئے جن پر بھروسہ کرکے وہ مجھ کو کافر اور دجال کہتا تھا اور اپنا نام موسیٰ رکھتا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ تمام الہام اسکے اضغاث احلام اور حدیث النفس تھے اور نیز شیطانی وساوس تھے اس لئے وہ پوری نہ ہو سکے بلکہ اسکی ذلت اور بیعزتی کا موجب ہوئے۔ ہاں ممکن ہے کہ الرحیل خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہو کیونکہ یہ فقرہ انذار اور تنبیہ کے طور پر ہے اور ایسے الہام کا دعوے اگر فرعون بھی کرتا تو ہمیں انکار کی وجہ نہ تھی کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ بغیر امتیاز موحد اور مشرک اور صالح اور فاسق اور صادق اور کاذب کے ہر ایک کو ایسے الہام اُس کے آخری وقت میں ہو سکتے ہیں۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ وان من اھل الکتاب الّا لیؤمنن بہ قبل موتہ یعنی ایسا کوئی اہل کتاب نہیں جو اپنی موت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لاوے۔ اور تفاسیر میں لکھا ہے کہ اہل کتاب کو یہ الہام اس وقت ہوتا ہے جب وہ جان کندن کی حالت میں ہوتے ہیں یا موت

کا وقت بہت قریب ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ تبھی ایمان لاتے ہیں جب اُنکو منجانب اللہ الہام ہوتا ہے کہ فلاں رسول سچا ہے مگر اس الہام سے وہ خدا کے برگزیدہ نہیں ٹھہر سکتے اور خدا تعالیٰ کی سنّت اسی طرح جاری ہے کہ موت کے قریب اکثر لوگوں کو کوئی خواب یا الہام ہوجاتا ہے اسمیں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں اور نہ صالح اور نکوکار ہونے کی شرط ہے۔

پھر بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۸۰ میں لکھتے ہیں کہ کشتی کا ملاح بننے کا الہام بھی عاجز کو ہوتا ہے اور کشتی کی طیاری کا حکم بھی الہاماً ہو کر پھر الہام ہوا بسم اللہ مجریھا و مرسٰیھا ان ربی لغفور رحیم۔ پھر الہام ہوا ان الذین ظلموا ان ھم لمغرقون جسکے ظہور کی قادر کے فضل و کرم سے امید واثق + ہے۔ یہ بھی الہام بہت دفعہ ہوا ہے سأریھم اٰیاتی فلا تستعجلون

اس الہام کے یہ معنی ہیں کہ وہی ملاح ہیں جو پار اُتاریں گے اور ان کی کشتی میں بیٹھنے والے نجات پائیں گے۔ پھر میری طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں کہ جو لوگ اس کشتی میں سوار نہیں ہوئے یعنی یہ عاجز وہ ظالم ہیں اور وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی کئی دفعہ مجھے الہام ہوا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اپنے نشان ان مخالفوں کو دکھلاؤں گا وہ مجھ سے جلدی نہ کریں۔

اب ناظرین سوچ سکتے ہیں کہ یہ تمام الہام اُنکے طاعونی موت نے باطل کر دئے ہیں کیا ملاح ایسے لوگوں کو کہہ سکتے ہیں کہ جو آپ ہی غرق ہو جائیں جس حالت میں دوسروں کو غرق کرنے کا وعدہ تھا جو اُن کے مخالف ہیں یعنی یہی عاجز تو پھر یہ کیسے ملاح اور کیسی ان کی کشتی تھی اور یہ کس قسم کا الہام تھا جو الٹا انہیں پر وارد ہو گیا۔

پھر بابو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۶ میں لکھتے ہیں جس خدمت پر مرزا صاحب فخر و ناز فرماتے ہیں اُسکی کیفیت تو الہام قل ھل اُنبئکم بالاخسرین اعمالاً میں گذر چکی ہے

معلوم ہوا مگر آپ ہی اس الہام کے مصداق ہو گئے اور بابو صاحب کا یہ الہام کہ عنقریب میں اپنے نشان دکھلاؤں گا مجھ سے جلدی مت کرو معدوم ہو جائیں گے یہ الہام بابو صاحب کی موت سے پورا ہو گیا گویا اُن کی موت ان کے لئے نشان نہیں مگر ہمارے لئے نشان ہے۔ منہ

+ ایکطرف تو بابو الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں کہ میں اپنے الہامات کو یقینی نہیں سمجھتا ممکن ہے کہ شیطانی ہوں پھر ایسے الہاموں پہ امید واثق بھی ہے تعجب کہ اسی مایہ کے ساتھ حد سے بڑھ کر درندگی اختیار کی اور تعجب کہ دوسروں کے غرق کرنے کیلئے تو الہام ہو

یعنی اُن کے تمام اعمال باطل اور ٹوٹے ہیں پڑے ہوئے ہیں اور صفحہ ۲۰۱ میں میری نسبت فرماتے ہیں کہ میرزا صاحب جلدی نہ فرماویں امید واثق اور یقین کامل ہے کہ سنت اللہ کے موافق سرکش متمرد ہمچومن دیگرے نیست کہنے والے کو انشاء اللہ ضرور ناکامی اور شکست ہوگی اب ناظرین اس کا جواب دیں کہ یہ کلمہ تو منشی صاحب کا میری نسبت تھا مگر کیا خدا نے اُن کے قول کے موافق مجھے ناکامی اور شکست کی حالت میں موت دی یا بابو الٰہی بخش صاحب کو۔ مَیں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا کیونکہ اب وہ دُنیا سے گذر چکے ہیں۔*

پھر صفحہ ۲۰۲ میں منشی الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں۔ بلعم نے اول بددُعا کرنے سے انکار کیا پھر اُسکی قوم نے ہدیہ دیکر اُسکو فتنہ میں ڈالا۔ غرض اسکی ہلاکت کے یہی اسباب تھے پھر جس شخص کے حالات بلعم کے حالات سے مشابہ ہیں جو حقوق تلف کرتا اور جھوٹے دعوے کرتا ہے اس شخص کیلئے یہ قصہ قابل عبرت ہے۔ یہ خلاصہ ہے اُنکی تقریر کا مگر افسوس کہ بابو صاحب کو اس طرف توجہ نہ ہوئی کہ جو شخص بغیر کامل تحقیق کے اعتراض کرتا ہے اور ایسے شخص کو جو خدا کے نزدیک معذور اور بری ہے (جس نے درحقیقت کوئی حق تلفی نہیں کی اور نہ کوئی جھوٹا دعوے کیا) بغیر کسی ثبوت کامل کے مفتری قرار دیتا ہے اور دجّال ٹھیراتا ہے اور خدا کے نشان جو بارش کی طرح اُسکی تائید میں برس رہے ہیں اُنکی بھی پروا نہیں رکھتا۔ کیا ایسے شخص کے لئے بھی کوئی سزا ہے یا نہیں مگر اب ان باتوں کو طول دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب بابو صاحب اپنے مباہلہ اور ملاعنہ کے بعد اس افترا اور بدزبانی کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔

پھر بابو صاحب کا ایک اور الہام ہے جو انکی کتاب کے صفحہ ۲۴۸ میں درج ہے اور وہ یہ ہے ان یقولون الا کذبا اتبع ھواہ وکان امرہ فرطا۔ یعنی جو دعویٰ یہ شخص کرتا ہے اُسکا جھوٹا دعوے ہے اور اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چلتا ہے اور وہ حد سے بڑھ گیا ہے یعنی اب اسکی ہلاکت کے دن آگئے ہیں۔ اس الہام کا جواب بھی پڑھنے والے خود بخود ہی سمجھ لیں۔

* بعض نادان میرا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ اگر الٰہی بخش نامراد مر گیا تو آپ کی مرادیں کب پوری ہو گئی ہیں۔ لیکن نہیں سوچتے کہ میں تو ابتک زندہ ہوں اور میری مرادیں دن بدن پوری ہو رہی ہیں لیکن بابو صاحب تو فوت ہو چکے ہیں اور انکا عصا کو سیٰ ٹوٹ کر زمین پر پڑا۔ منہ

مگر اب بابو صاحب کے حمایتی فرماویں کہ خدا تعالیٰ کا وہ معاملہ جو وہ اپنی قدیم سنت کے موافق جھوٹوں سے کیا کرتا ہے وہ میرے ساتھ اُس نے کیا یا بابو صاحب کے ساتھ؟ بموجب تعلیم قرآن شریف کے جو منجانب اللہ ہونیکا جھوٹا دعوے کرتا ہے وہ نامراد رہ کر ہلاک ہوتا ہے سو کیا یہ سچ نہیں کہ یہی انجام بابو صاحب کا ہوا؟

پھر بابو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۹ میں میری نسبت یہ الہام لکھتے ہیں سینالھم غضب علیٰ غضب جعلتہ کالرمیم۔ کالعھن المنفوش یعنی اس شخص پر غضب نازل ہوگا اور میں بوسیدہ ہڈی کی طرح اُسکو کردونگا اور اس روئی کی طرح جو دُھنی جاتی ہے۔ اس الہام کو بھی ناظرین آپ ہی سوچ لیں کہ یہ کس پر صادق آیا۔

پھر صفحہ ۳۴۷ میں میری نسبت یہ الہام ہے ثم اماتہ فاقبرہ یعنی خدا اُسکو ماریگا اور پھر قبر میں ڈالے گا۔

اور پھر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۴۴۱ میں بابو صاحب کا الہام میری نسبت ہے یمیز الخبیث من الطیّب جعلناہ ھباءً منثورا۔ سلام علیکم کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ جس کا ظہور انشاء اللہ وقت مقدر پر ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ خبیث کو طیّب سے جدا کرکے دکھلاویگا یعنے کوئی ایسا کرشمہ قدرت دکھلائیگا کہ ثابت ہو جائیگا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون ہے اور اس شخص کو ہم (یعنی مجھ کو) پراگندہ غبار کی طرح کردیں گے یعنی ہلاک کردیں گے مگر اے الٰہی بخش تم پر سلامتی ہے تمہارے لئے خدا نے رحمت لکھی ہے تم ہلاکت سے بچو گے٭ اب سوچنے والے سوچ لیں کہ آخر انجام کیا ہوا؟ کیا وہ تباہی جو میری نسبت بابو صاحب کا الہام بتاتا ہے وہ انہیں پر آئی ہے یا نہیں؟

پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ ان کو الہام ہوا یا نار کونی برداً وسلاما یعنے اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو جا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کونسی آگ اُن پر ٹھنڈی ہوگئی صرف طاعون کی آگ اُن پر نازل ہوئی تھی سو وہ تو ٹھنڈی نہ ہوئی اور ان کا کام ایک دن میں

٭ یہ عجیب بات ہے کہ اس سے پہلے تو وہ طاعون سے مرے۔ بابو صاحب کے دو بیٹے ۱۱ تاریخ ہو گیا تھا یہ نامرادی کی مراد تھی کہ بابو صاحب میری زندگی میں ہی میری موت اور تباہی کے منتظر تھے طاعون سے مر جائیں اگر صبر یا الہام ہوں سے جو پہلے سے ہلاک کر گئے بابو سے میں نقصان ہوا یہ کیا بات ہوئی کہ ان کے الہاموں کی تکذیب انہیں پر پڑی اور جواب دے۔ منہ

تمام کر گئی۔ صدہا آدمی لاہور میں طاعون میں مبتلا ہو کر آخر اچھے ہو گئے مگر یہ ملہم صاحب جانبر نہ ہو سکے اور بیوقت موت نے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کرا دیا اب وہ تو اس جہان کو چھوڑ گئے صرف اُن کے دوستوں کے لئے محض للہ لکھنا پڑا ہے کیونکہ بابو صاحب کی موت کے بعد مجھ کو یہ الہام ہوا تھا فتنّا بعضھم من بعض یعنی ہمنے الٰہی بخش کی موت سے اُن کے دوستوں کا امتحان کرنا چاہا ہے کہ کیا وہ اب بھی سمجھتے ہیں یا نہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب میرے مقابل پر ایک بڑی سختی کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور کوئی دقیقہ اُنہوں نے تحقیر اور توہین کا اُٹھا نہیں رکھا تھا اور لوگوں کو اُنہوں نے اپنی کتاب سے گمراہ کیا تھا اور ہر روز میری موت اور تباہی کے منتظر تھے اور اپنے دوستوں کو صدہا الہامات اس قسم کے سُنایا کرتے تھے اور خاص کر طاعون سے میری موت اپنی کتاب میں شایع کی تھی۔ پھر یہ کیا ہوا کہ وہ خود طاعون سے نامرادی کے ساتھ مر گئے اور ہر ایک پہلو سے خدا نے میری مدد کی اور قرآن شریف میں کھلے طور پر لکھا ہے کہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی یعنی خدا تعالیٰ کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ جو لوگ اسکی طرف سے آتے ہیں وہ فریق مخالف پر غالب ہو جاتے ہیں۔ پس اس میں کیا راز ہے کہ بابو صاحب میرے مقابل پر غالب نہ آسکے اور ایک بڑا طاعون کا طوفان جو اس ملک میں اُٹھا تھا اور اس طوفان سے زیادہ تھا جو موسےٰ اور فرعون کے سامنے نمودار ہوا تھا بلکہ اس سے بہت ہی بڑا تھا اس طوفان میں بابو صاحب باوجود موسیٰ کہلانے کے غرق ہو گئے اور جس کو فرعون کہتے تھے اُسکو خدا نے اپنے فضل و کرم سے نجات دی۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ اس وقت اُن کے مُنہ سے یہ الفاظ ضرور نکلے ہونگے کہ اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل پھر میں پوچھتا ہوں کہ خدا نے سورہ فاتحہ میں جو اُمّ الکتاب ہے انسانوں کے تین طبقے رکھے ہیں۔

(۱) مُنعم علیہم (۲) مغضوب علیہم (۳) ضالین۔ پس اب سوچ کر فرماویں کہ بابو الٰہی بخش صاحب کو خدا تعالیٰ نے کس طبقہ میں داخل کیا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک

وہ منعم علیہم میں داخل ہیں تو یہ ثبوت آپ کے ذمہ ہے کہ جو طبقہ منعم علیہم کا کتاب اللہ سے ثابت ہے اس طبقہ والوں کو کبھی طاعون بھی ہوئی ہو۔ اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی ثابت کرو کہ اُنپر انعام کیا ہوا اور انعام وہ چاہیئے جو دنیا کے سامنے ایک ثابت شدہ امر ہو عیسائیوں کے کفارہ کی طرح نہ ہو یعنی صرف اپنا خیال نہ ہو اور اگر مغضوب علیہم میں داخل ہیں تو یہ قرین قیاس ہے کیونکہ قرآن شریف اور توریت سے ثابت ہے کہ طاعون خدا کے غضب کی نشانی ہے اور جو اوّل طبقہ کے مومن اور برگزیدہ ہوتے ہیں اُن کو کبھی طاعون نہیں ہوئی جیسے انبیاء اور صدیق اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اس طبقہ کے لوگوں کو کبھی طاعون ہوئی ہے کیونکہ یہ رجز اللہ جو کفار اور فاسقین اور گناہ پر اصرار کرنے والوں کو سزا دینے کے لئے نازل ہوتی ہے اسمیں برگزیدہ لوگ ہرگز ہرگز شریک نہیں کئے جاتے بس جو اپنے تئیں خدا کا ایسا پیارا ٹھیراتا ہے کہ عصائے موسیٰ میں یہ الہام لکھا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ایسا محبوب طاعون میں کیوں گرفتار ہو گیا یہود کی نسبت آیا ہے لم یعذبکم بذنوبکم۔ ہاں مومن مذنب جو اول طبقہ میں داخل نہیں اور گناہوں اور کمزوریوں سے خالی نہیں اسکو کبھی تمحیص اور تطہیر کی غرض سے طاعون ہو سکتی ہے مگر خدا سے جو موسے بن کر آیا ہے اُسکو تو نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کامل مومن اس آیت کے نیچے ہیں کہ اولٰئک عنہا مبعدون۔

اور اگر آپ منشی الٰہی بخش صاحب کو فرقہ ضالین میں داخل سمجھتے ہیں تب تو یہ خطاب اُن کیلئے نہایت معقول ہے کیونکہ عمداً انہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور پھر اس قدر بدزبانی اور شوخی اور اشتعال میں کمال کو پہنچ گئے کہ کیا مجال کہ کوئی بات بھی سُن سکیں جس شخص نے میرا ذکر اُن کے سامنے پیش کیا اول تو مجھے انہوں نے دس بیس گالیاں سنادیں اور پھر عمداً سچی بات سے انکار کر دیا مگر آخر خدا تعالیٰ ہر ایک دل کو جانتا ہے پس درحقیقت ان کے ساتھ جو خدا تعالیٰ نے ایک معاملہ کیا ہے وہ دانشمندوں کے لئے عبرت کے لایق ہے اور میرا دل جانتا ہے کہ انہوں نے مجھے بہت ہی دکھ دیا تھا ؎ تا دل مرد خدا نامد بدرد ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد۔

بھلا آپ لوگ خدا تعالیٰ کا خوف مدنظر رکھ کر یہ تو بتلا دیں کہ کیا آپ لوگوں کی یہی مراد تھی۔ اور سچ سچ آپ کی یہی تمنا تھی کہ الٰہی بخش تو نامرادی کے ساتھ طاعون سے مر جائے اور وہ اُسکا مخالف جس کیلئے اوس نے ہزاروں انسانوں میں شہرت دے دی تھی کہ وہ طاعون سے مریگا خدا اُسکو اِس مرض سے بچا دے اور اسکو نمایاں ترقیات بخشے اور صدہا نشان اُسکے لئے دکھلاوے یہاں تک کہ الٰہی بخش کی موت کو بھی اُسکے نشانوں میں سے ایک نشان کر دے کیا وہ الہام جو بابو الٰہی بخش صاحب کو ہوا تھا کہ یمیز الخبیث من الطیب یعنی خدا پاک اور ناپاک میں امتیاز کرکے دکھلا دیگا۔ کیا اسکے یہی معنی تھے کہ بابو الٰہی بخش طاعون سے ہلاک ہوکر اپنے پس ماندوں کو داغ حسرت دے جاوے گا وہ دن کیسا سخت اور تلخ منشی عبد الحق صاحب اور اُن کے دوستوں پر تھا جب اُن کے گھر میں بابو صاحب جو اُن کے مرشد تھے برخلاف اُن کے تمام دعووں کے فوت ہوکر ایک سخت مصیبت میں اُنکو چھوڑ گئے اور طاعونی مادہ سے گھر کو بھی آلودہ کر گئے اب بھی خدا تعالیٰ اُن کے رفیقوں کو کچھ سمجھ دے تا وہ حق کو شناخت کر لیں۔

پھر صفحہ ۲۹۴ میں ایک اور الہام اُن کا ہے اور وہ یہ ہے قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ قل لست مرسلا۔ ذرھم یخوضوا ویلعبوا حتّٰی یلاقوا یومھم الذی کانوا یوعدون۔ یعنی حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور اپنے مخالف کو یعنی اس عاجز کو کہدے کہ تو خدا کی طرف سے نہیں اور ان کو چھوڑ دے تا وہ چند روز لہو و لعب میں رہیں جبتک کہ طاعونی موت کا وعدہ جو دیا گیا ہے وہ وعدہ کا دن نہ آجائے۔ سبحان اللہ یہ کیسے الہام ہیں یہ کیسا حق تھا کہ جھوٹ کے سامنے سے بھاگ گیا اور الہام کو جھوٹا کر گیا اور یہ کیسا وعدہ طاعون کا تھا جو غلطی کھا کر خود ملہم پر ہی وارد ہو گیا۔ کوئی منصف بتلاوے کہ یہ الہامات اگر شیطانی نہیں تھے تو اور کیا تھا اگر خدا اپنے پیاروں کو ہمیشہ طاعون سے بچا رہا ہے تو بیچارہ الٰہی بخش جس کو یہ الہام ہوا تھا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور یہ الہام ہوا تھا قل ان کنتم

تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اس کو اس سنت اللہ سے کیوں محروم رکھا گیا جو شخص خدا کے بعد سب سے بزرگتر ہے اور پھر خدا کا ایسا پیارا کہ اسکی پیروی سے انسان خدا کا پیارا بن جاتا ہے اس پر کیوں یہ رجز آسمانی نازل کیا گیا جو عموماً فاسقوں اور فاجروں پر نازل ہوتا ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ منصف مزاج لوگ اس بات کو سمجھ لیں کہ بابو الٰہی بخش کا ایسی نامرادی کے ساتھ دُنیا سے کوچ کرنا اور پھر طاعون سے کوچ کرنا اور پھر تمام الہامات کے منشاء کے برخلاف کوچ کرنا ایک فیصلہ کن امر ہے اور اگر متعصب لوگ ابھی سمجھ نہیں سکتے تو یقیناً یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کسی سے عاجز نہیں ہو سکتا وہ کوئی اور نشان دکھائیگا۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو خدا کے صدہا نشان جو روز روشن کی طرح ظاہر ہوتے جاتے ہیں اُن سے تو کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے اور صرف دو تین ایسی پیشگوئیاں جو نفس امر کے متعلق پوری ہو گئی ہیں یا نصف حصہ انکا پورا ہو چکا ہے اور وہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور سنت اللہ کے موافق اُن پر کوئی اعتراض نہیں بار بار انہیں کو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایمانداری ہے کہ دس ہزار نشان سے مُنہ پھیرنا اور اگر کسی نشان کی حقیقت سمجھ نہ آوے تو اس پر زور دینا اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کا ایمان آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جسمیں کوئی نبی شریک نہ ہو اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو پس ایسے شخص جو میرے پر اعتراض کرنیکے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں اور اندیشہ ہے کہ دہریہ ہو کر نہ مریں۔*

یاد رہے کہ جس اصرار اور شوخی کے ساتھ بابو الٰہی بخش نے میرے ساتھ مقابلہ کیا اور میری طاعونی موت اور ہر ایک قسم کی نامرادی کی خبریں دیں۔ اگر یہ معاملہ اسی طرح واقع ہو جاتا اور میں بابو الٰہی بخش کی زندگی میں مرجاتا تو نہ معلوم کہ بابو صاحب کے دوست کن کن لعنتوں کے ساتھ مجھ کو یاد کرتے اور کس معراج عزت اور اوج پر اُن کو چڑھا دیتے مگر اب ایک شخص بھی ان میں سے نہیں بولتا اور چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا یہ نشان معدوم ہو جائے اور ان کو خوب معلوم ہے

* بعض شریر کذاب کہتے ہیں کہ اگر مرزا سے نشان ظاہر ہوتے ہیں تو مسیلمہ کذاب سے بھی نشان ظاہر ہوئے ہیں ان کے جواب میں صرف یہ کہنا کافی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ منہ

کہ بابو صاحب مباہلہ اور میری پیشگوئی کا نشانہ ہو گئے ہیں اگر وہ نرمی اختیار کرتے
تو شاید کوئی دن اور بچ جاتے مگر اُن کے حدیث النفس کے الہام ان کیلئے زہر قاتل
ہو گئے اُن کو خبر نہ تھی کہ خدا کا سچا مکالمہ موت کے بعد حاصل ہوتا ہے جو شخص درحقیقت اپنی تمام
ہوا و ہوس اور جذبات نفسانیہ اور ہر ایک قسم کی تیزی اور شوخی کے جوش سے پاک ہو جاتا
ہے اور اس پر خدا کے لئے ایک موت آجاتی ہے وہی زندہ کیا جاتا ہے اور خدا کا مکالمہ
فانیوں کے لئے ایک انعام ہوتا ہے۔ ہر ایک مدعی کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ درحقیقت وہ فانی
ہو چکا ہے یا ابھی جذبات نفسانیہ سے پُر ہے۔

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

پھر بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۶۹ میں فرماتے ہیں خاکسار کو
عجز بشریت سے یہ خیال آیا کہ شاید مرزا صاحب کی ناراضی سے کچھ نقصان ہو اس پر الہام
ذیل میں حفاظت و سلامتی کی تسلّی فرمائی گئی واللّٰہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین٭
فسلام لک یعنی تیرا خدا حافظ ہوگا اور تجھے سلامتی رہیگی کوئی قہر الٰہی تجھ پر نازل نہیں ہوگا
یہ ہے الہام بابو صاحب کا جس نے اُن کو تسلی دی کہ فریق مخالف یعنی اس عاجز مظلوم کی
بددُعا سے اُن کا کوئی نقصان نہیں ہوگا وہ سلامت رہیں گے معلوم ہوتا ہے کہ اسی الہام
نے اُن کو بدزبانی اور گالیاں دینے میں چالاک کر دیا۔ پھر اسکے بعد اُن کی بدزبانی ایسی
بڑھ گئی جیسے کسی دریا کا پُل ٹوٹ کر اردگرد کی بستیوں کو تباہ کر دیتا ہے۔

افسوس کہ صدہا نشان اُن کی زندگی میں پورے ہوئے مگر کسی نشان سے
اُنہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا اور ہر ایک نشان کے دیکھنے کے بعد یا کسی سے اسکا حال سُننے
کے بعد یہی بار بار اُن کا جواب تھا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا احمد بیگ کا داماد اب تک
زندہ ہے حالانکہ الہام تھا کہ احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ اور ان کی
رہنمائی کیلئے بار بار کتابوں میں لکھا گیا کہ ڈپٹی آتھم تو بہرحال فوت ہو چکا ہے میعاد کے اندر مرا

٭ افسوس انکا کوئی دوست بھی اس بات کو نہیں سوچتا کہ جب کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ انکی حفاظت کرے گا۔ اور میرا ناراض ہونا انکو کچھ نقصان نہیں پہنچائیگا تو پھر یہ کیا بات ہوئی کہ طاعون نے بابو صاحب کو آپکڑا۔ کہاں گئی وہ حفاظت جس کا وعدہ تھا۔ منہ

یا میعاد کے باہر مرا آخر مر تو گیا اور یہ پیشگوئی شرطی تھی یعنے مرنا اس کا اِس شرط سے تھا کہ جب حق کی طرف وہ رجوع نہ کرے لیکن آتھم نے جلسہ مباحثہ میں ہی اپنا رجوع ظاہر کر دیا جب اُسکو کہا گیا کہ یہ پیشگوئی اس لئے کی گئی ہے کہ تم نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام دجال رکھا ہے تب اُس نے ساٹھ یا ستر آدمیوں کے روبرو جن میں نصف کے قریب عیسائی تھے نہایت خوف اور انکسار کی حالت بنا کر زبان مُنہ سے نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور بیان کیا کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز دجال نہیں کہا اور پھر معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ پندرہ مہینہ تک روتا رہا اور خدا تعالیٰ نے بھی مجھے اپنے الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ اس پیشگوئی کے ذریعہ سے اُسکو سخت صدمہ پہنچا اور وہ دیوانہ کی طرح ہوگیا ہے اور اس کے دل میں عظمت اسلام بیٹھ گئی اور اُس نے شوخی اور بدزبانی قطعاً چھوڑ دی اور باوجود ان سب باتوں کے عیسائی مذہب پر قایم رہنے کے ثبوت کے لیے اوس نے قسم نہیں کھائی حالانکہ اس قسم پر چار ہزار روپیہ نقد اُسکو ملتا تھا اور عیسائی مذہب میں قسم کھانا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض لکھا ہے اور اس امر کو چھپانا محض بے ایمانی اور شرارت ہے حضرت عیسیٰ نے خود قسم کھائی پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی۔ پس یہ تمام دلایل آتھم کے رجوع پر ہیں اور ایک منصف کیلئے کافی ہیں اور اگر اسکے رجوع پر کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تب بھی میرے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے اسکے رجوع کی مجھے خبر دی اور باایں ہمہ وہ میرے آخری اشتہار سے چھ ماہ گذرنے کے بعد مر گیا۔ پس جبکہ پیشگوئی شرطی تھی اور شرط کے آثار ظاہر ہو گئے تھے تو پھر کسی خداترس آدمی کا کام نہیں ہے کہ حیا اور شرم کو ترک کرکے پھر بھی اعتراض سے باز نہ آوے حالانکہ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیشگوئیوں میں کسی شرط کی بھی ضرورت نہیں وہ ٹل سکتی ہیں کیونکہ وہ مجرم کیلئے ایک عذاب دینے کا وعدہ ہے اور خدا حقیقی بادشاہ ہے وہ کسی کی توبہ استغفار سے اپنے عذاب کو معاف کرسکتا ہے جیسا کہ یونس نبی کی قوم کو معاف کر دیا اسی پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ آپ فرماتا ہے ان یک کاذباً

فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو جھوٹ بولنے کا عذاب اس پر نازل ہوگا اور اگر سچا ہے تو بعض عذاب جن کا وہ وعدہ دیتا ہے تم پر وارد ہو جائینگے۔

اب دیکھو خدا نے بعض کا لفظ اس جگہ استعمال کیا نہ کل کا جس کے یہ معنی ہیں کہ جس قدر عذاب کی اس نبی نے پیشگوئیاں کی ہیں اُن میں سے بعض تو ضرور پوری ہو جائینگی۔ گو بعض معرض التواء میں رہ جائینگی۔ پس نص قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ عذاب کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں ہاں اس آیت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ مفتری کسی طرح عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کیلئے یہ قطعی حکم ہے کہ ان یک کاذبًا فعلیہ کذبہ پس اگر مفتری کیلئے کوئی عذاب کی پیشگوئی ہو تو وہ ٹل نہیں سکتی۔

ہائے افسوس کچھ سمجھ نہیں آتا یہ کیسی بیحیائی ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ صدقہ خیرات اور دُعا وغیرہ سے بلا رد ہوتی ہے اور دوسری طرف اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جس بلا کی اطلاع رسول کو دیجائے کہ فلاں قوم یا فلاں شخص پر وارد ہوگی وہ بلا صدقہ خیرات یا توبہ استغفار سے ٹل ہی نہیں سکتی۔ تعجب یہ کہ کیسے ان لوگوں کی عقلوں پر پردے پڑ گئے کہ اپنی کلام میں تناقض جمع کر لیتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ توبہ استغفار سے بلا ٹل سکتی ہے اور یہ بھی کہ نہیں ٹل سکتی اور پھر جبکہ مجھے خدا نے اپنے الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیدی کہ آتھم نے ضرور رجوع کیا تھا اور آتھم کے قول اور فعل سے اسکے آثار بھی ظاہر ہوگئے تو پھر ان شرارتوں سے باز نہ آنا کیا یہی اُن لوگوں کی تقویٰ ہے کم سے کم کفِّ لسان پر کیوں کفایت نہ کی۔ ✠

بھلا میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتا اور آپ وحی کے ذریعہ سے فرماتے کہ فلاں شخص جس پر عذاب نازل ہونا تھا پوشیدہ طور پر اپنی شوخیوں سے باز آگیا ہے تو پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو یہ لوگ قبول کرتے یا رد کر دیتے۔ اور اگر قبول نہ کرتے تو پھر کیا خدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھیرتے یا نہ ٹھیرتے؟

✠ جن لوگوں کو خدا کا خوف نہیں ہے وہ ایسی نکتہ چینیاں کرتے ہیں جنکی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکے اعتراض کے نیچے آجاتے ہیں چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہوگئے ہیں منجملہ انکے ڈاکٹر عبد الحکیم خاں بھی جو بہت خوش ہو کر لکھتا ہے کہ سنور میں فلاں فلاں احمدی طاعون سے فوت ہو گیا ہے۔ ہم ایسے متعصبوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون

پس جس حالت میں خدا تعالیٰ نے آتھم کیلئے یہ شرط مقرر کردی تھی اور اس نے مجھے اپنی وحی کے رُو سے بتلا دیا تھا کہ آتھم اپنی شرارت اور شوخی پر قایم نہیں رہا۔ پس تقویٰ کا حق یہ تھا کہ اس بحث کو لپیٹ کر رکھ دیتے اور حسن ظن سے کام لیتے اور دل میں سوچتے کہ شاید یہی امر صحیح ہو۔ پھر جس حالت میں محض خدا کی وحی نے مجھے یا طلاع نہیں دی بلکہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں خود آتھم نے بھی ایسے ہی آثار ظاہر کئے تو ہر ایک پرہیزگار انسان کے یہی لایق تھا کہ اس میں دم نہ مارتا اور خُدا سے ڈرتا۔

رہا معاملہ احمد بیگ کے داماد کا سو ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی موت کے متعلق تھی دوسری شاخ اسکے داماد کی موت کے متعلق تھی اور پیشگوئی شرطی تھی سو احمد بیگ بوجہ نہ پورا کرنے شرط کے میعاد کے اندر مر گیا اور اسکے داماد نے اور ایسا ہی اُسکے عزیزوں نے شرط پورا کرنے سے اس کا فایدہ اُٹھا لیا۔ یہ تو لازمی امر تھا کہ احمد بیگ کی موت سے ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو جاتا کیونکہ پیشگوئی میں دونوں شریک تھے اور جب دو شریکوں میں سے ایک پر موت وارد ہو گئی تو انسانی فطرت کا ایک ضروری خاصہ تھا کہ جو شخص اس پیشگوئی کا دوسرا نشانہ تھا اس کو اور اسکے عزیزوں کو موت کا فکر پڑ جاتا جیسا کہ اگر ایک ہی کھانا کھانے سے جو دو آدمیوں نے ملکر کھایا تھا ایک اُن میں سے مر جائے تو ضرور دوسرے کو بھی اپنی موت کا فکر پڑ جاتا ہے سو اسی طرح احمد بیگ کی موت نے وہ خوف باقی ماندہ شخص اور اُسکے عزیزوں پر ڈالا کہ وہ مارے ڈر کے مُردہ کی طرح ہو گئے انجام یہ ہوا کہ وہ بزرگ خاندان جو بانی اس کام کے تھے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اُسی وقت شایع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المرأۃ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۱۔ یا سو آدمی اور کبھی ہزار اور دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کے لئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک ہماری جماعت سے بھر جائیگا یہ بات ثابت شدہ ہے کہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو گھٹاتی جاتی ہے اور اگر اس کے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو میں ہزار روپیہ نقد دینے کو طیار ہوں کون ہے کہ اس مقابلہ کے لئے کھڑا ہووے اور ہم سے ہزار روپیہ لیوے؟ افسوس کہ یہ مخالف لوگ (دیکھو صفحہ ۱۳۳)

تو بِی توبِی فان البلاء علیٰ عقبك پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کردیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ یمحوا اللّٰہ ما یشاء و یثبت نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر مگر آخر وہ سب کارروائی شرطی تھی شیطانی وساوس سے الگ ہوکر اسکو سوچنا چاہیئے کیا یونسؑ کی پیشگوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جس میں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ چالیسؔ دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی پس وہ خدا جس نے اپنا ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کردیا کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ڈال دے۔

غرض بے حیا لوگ ان اعتراضوں کے وقت نہیں سوچتے کہ ایسے اعتراض سب نبیوں پر پڑتے ہیں۔ نمازیں بھی پہلے پچاسؔ نمازیں مقرر ہوکر پھر پانچؔ رہ گئیں اور توریت پڑھ کر دیکھو صدہا مرتبہ خدا کے قرار دادہ عذاب حضرت موسیٰ کی شفاعت سے منسوخ کیے گئے ایسا ہی یونس کی قوم پر آسمان پر جو ہلاکت کا حکم لکھا گیا تھا وہ حکم ان کی توبہ سے منسوخ کردیا گیا اور تمام قوم کو عذاب سے بچا لیا گیا۔ اور بجائے اسکے حضرت یونسؑ خود سخت مصیبت میں پڑ گئے کیونکہ ان کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ پیشگوئی قطعی تھی اور خدا کا ارادہ عذاب نازل کرنیکا مصمّم تھا۔ افسوس کہ یہ لوگ یونسؑ کے قصہ سے بھی کچھ سبق حاصل نہیں کرتے۔ اُس نے نبی ہوکر محض اس خیال سے سخت مصیبتیں اُٹھائیں کہ خدا کا قطعی ارادہ جو آسمان پر قایم ہوچکا تھا کیونکر فسخ ہوگیا ہے۔ اور خدا نے توبہ پر ایک لاکھ آدمی کی جان کو بچا لیا اور یونسؑ کے منشاء کی کچھ بھی پروا نہ کی۔

کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا یہ مذہب ہے کہ خدا اپنے ارادوں کو بدلا نہیں سکتا اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی کو ٹال نہیں سکتا۔ مگر ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ ٹال سکتا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہے گا اور ہم ایسے خدا پر ایمان ہی نہیں لاتے کہ جو بلا کو توبہ اور استغفار سے رد نہ کرسکے اور تضرع کرنیوالوں کیلئے اپنے ارادوں کو بدل نہ سکے وہ ہمیشہ بدلتا رہے گا یہاں تک کہ پہلی آسمانی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی صرف پندرہ دن کی عمر رہ گئی تھی خدا نے اسکی تضرع اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۲۔ ایسے اندھے ہوگئے ہیں انکو معلوم نہیں کہ در اصل طاعون ہماری دوست اور ان کی دشمن ہے جسقدر طاعون کے ذریعہ سے ہماری ترقی تین سال یا چار سال میں ہوئی ہے وہ دوسری صورت میں پچاس سال میں بھی غیر ممکن تھی۔ پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے طاعون کے وجود سے پہلے بذریعہ الہام مجھے خبر دی کہ دنیا میں طاعون آئیگی اور ہمارے دشمن اس سے نیست و نابود ہوتے جائینگے مگر ہماری کثرت اسکے ذریعہ سے ہوگی پس اس سے زیادہ اندھا کون شخص ہے جو چند احمدی لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا پیش کرتا ہے اور اس سے اب تک بے خبر ہے کہ اب تک کئی لاکھ انسان طاعون نے ہماری جماعت میں داخل کردیا اور ہر روز داخل کر رہی ہے پس مبارک ہے یہ طاعون جو ہماری عدد کو بڑھا رہی ہے اور مخالفوں کو گھٹا رہی ہے۔ و حقیقت میں ہماری جماعت کا طاعون سے کوئی فوت نہیں ہوا کیونکہ ایک کے عوض ہم نے تین یا زیادہ اس سے پالیا۔ منہ

گریہ وزاری سے بجائے پندرہ دن کے پندرہ سال کر دی یہی ہمارا ذاتی تجربہ ہے ایک خوفناک پیشگوئی ہوتی ہے اور دعا سے ٹل جاتی ہے۔ پس اگر ان لوگوں کا فرضی خدا ان باتوں پر قادر نہیں تو ہم اسکو نہیں مانتے ہم اس خدا کو مانتے ہیں جسکی صفت قرآن شریف میں یہ لکھی ہے کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی ٹلنے کے بارہ میں تمام نبی متفق ہیں۔ رہی وعدہ کی پیشگوئی جسکی نسبت یہ حکم ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اسکی نسبت بھی ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدا اس وعدہ کا تخلّف نہیں کرتا جو اسکے علم کے موافق ہے لیکن اگر انسان اپنی غلطی سے ایک بات کو خدا کا وعدہ سمجھ لے جیسا کہ حضرت نوح نے سمجھ لیا تھا ایسا تخلف وعدہ جایز ہے کیونکہ در اصل وہ خدا کا وعدہ نہیں بلکہ انسانی غلطی نے خواہ نخواہ اُسکو وعدہ قرار دیا ہے اسی کے متعلق سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد ولا یوفے یعنی کبھی خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور اُسکو پورا نہیں کرتا اس قول کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس وعدہ کے ساتھ مخفی طور پر کئی شرایط ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر واجب نہیں کہ تمام شرائط ظاہر کرے پس اس جگہ ایک کچا آدمی ٹھوکر کھا کر منکر ہو جاتا ہے اور کامل انسان اپنے جہل کا اقرار کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی کے وقت باوجودیکہ فتح کا وعدہ تھا بہت رو رو کر دعا کرتے رہے اور جناب الٰہی میں عاجزانہ یہ مناجات کی کہ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ لَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا✱۔ کیونکہ آپ اس سے ڈرتے تھے کہ شاید اس وعدہ کے اندر کوئی مخفی شرایط ہوں جو پوری نہ ہو سکیں ہر کہ عارف تر است ترساں تر۔

ایسا ہی بابو صاحب کا ایک یہ بھی اعتراض تھا کہ لڑکا پیدا ہونیکی پیشگوئی کی تھی مگر لڑکی پیدا ہوئی۔ مگر وہ جانتے ہیں کہ لڑکی کا وجود عدم کی طرح تھا کیونکہ بعد اس کے وہ مر گئی اور اس کے بعد ایک لڑکا بھی مر گیا۔ پھر بعد اسکے خدا نے متواتر چار لڑکے دیئے جو اس کے فضل و کرم سے ابتک زندہ ہیں۔ پس خدا کے علم میں مرنیوالے کیطرف وہ پیشگوئی منسوب نہیں ہو سکتی اور خدا کے نزدیک وہ کالعدم ہے اور خدا کی پیشگوئی ایک جینے والے لڑکے کے

✱ یہ عادت اللہ قدیم سے جاری ہے کہ اسکی پیشگوئیوں میں کوئی حصہ متشابہات کا ہوتا ہے اور کوئی بیّنات کا اور کبھی بعض پیشگوئیاں صرف متشابہات کے رنگ میں ہوتی ہیں اور ایک جاہل آدمی صرف متشابہات پر نظر رکھ کر پیشگوئی کی تکذیب کرتا ہے حالانکہ اگر کوئی پیشگوئی جو متشابہات میں سے ہے ملہم کے خیال کے مطابق ظہور میں نہ آوے تو یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ وہ جھوٹی نکلی بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ ملہم کے اپنے خیال میں غلطی ہوئی جیسا کہ حدیث ذھب وھلی اسپر شاہد حال ہے ہاں برگزیدوں کی پیشگوئیوں میں متشابہات کم ہوتے ہیں اور بیّنات زیادہ۔ مگر ہوتے ضرور ہیں تا خدا اس سے صالح اور فاسق کا امتحان کرے اور خدا کے برگزیدہ کثرت بیّنات سے پہچانے جاتے ہیں یہ نہیں کہ انکی پیشگوئیاں متشابہات سے بالکل پاک ہوتی ہیں۔ منہ

✱ یعنی اے میرے خدا اگر تو نے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر کوئی تیری پرستش نہیں کریگا۔

متعلق تھی۔ خدا کا ایسا کوئی الہام نہیں کہ وہ عمر پانیوالا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہوگا اور اگر کوئی اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں تعجب کہ یہ لوگ کیسے اپنے افترا سے ایک اعتراض بنا لیتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے ناظرین یاد رکھیں کہ میری طرف سے کبھی کوئی ایسی پیشگوئی شایع نہیں ہوئی جس کے الہامی الفاظ میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد تو میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دُنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھی۔ یمامہ کو ہجرت گاہ قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دوسروں پر کیا اعتراض ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں اسکے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو کسی نبی سے غلطی ہو سکتی ہے جیسا کہ ملاکی نبی اس راز کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے اور اسرائیلی کوئی نبی توریت کی پیشگوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی بنی اسمٰعیل میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ نے بھی اجتہادی غلطی سے اپنے تئیں بادشاہ بننا یقین کر لیا اور کپڑے بیچ کر ہتھیار بھی خریدے گئے یہودا اسکریوطی کو بہشت کا ایک تخت بھی دیا گیا۔ پھر اسی زمانہ میں آسمان سے واپس آنیکا بھی پختہ وعدہ دیا آخر وہ سب پیشگوئیاں غلط نکلیں پس جس امر میں تمام انبیا شریک ہیں اور ایک بھی اُن میں سے باہر نہیں اُسکو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کے لئے اس واسطے مقرر کر رکھی ہے تا وہ معبود نہ ٹھیرائے جائیں مگر اس سے ان کی اتمام حجت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ معجزات کثیرہ سے انکی حقیقت ثابت ہو جاتی ہے خدا کے سچے نبی مسیلمہ کذاب یا دیگر جھوٹے مدعیان سے صرف اجتہادی

غلطی سے جو ان کی کسی پیشگوئی میں ہو مشابہ نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں سچائی کے انوار اور برکات اور معجزات اور الٰہی تائیدات اس قدر ہوتی ہیں جو انکی سچائی کی تیز دھار مخالف کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اور انکے ہزارہا نشان ایک پُرزور دریا کی طرح موج زن ہوتے ہیں۔

ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دونگا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اسنے میرا دعویٰ ثابت کرنیکے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں انکا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔

یہ تو وہ اعتراض مخالف لوگوں کے ہیں جن کو بابو الٰہی بخش صاحب نے بار بار اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں لکھ کر اپنی دانست میں بڑا ثواب حاصل کر لیا ہے جسکی حقیقت مرنیکے بعد ان پر کھل گئی ہوگی۔

لیکن عام فائدہ کیلئے میں اس جگہ بیان کرتا ہوں کہ ان مخالفوں کے اعتراض میرے نشانوں کے بارہ میں تین قسم سے باہر نہیں ہیں۔

(۱) اول محض افترا اور تہمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کے قہر سے بے خوف ہو کر میرے پر کی ہیں اور نہایت درجہ کی شرارت اور بیباکی سے شہرت دیدی ہے کہ فلاں پیشگوئی جو فلاں شخص کی نسبت تھی پوری نہیں ہوئی۔ حالانکہ جس پیشگوئی کو اسکی طرف منسوب کرتے ہیں ہرگز اسکی نسبت وہ پیشگوئی نہیں کی گئی تھی جیسا کہ پیشگوئی کلب یموت علی کلب جو مولوی محمد حسین صاحب کی طرف خود بخود منسوب کر دیتے ہیں پس اسکا جواب بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔

(۲) دوسرے یہ کہ کسی شخص کی نسبت واقعی طور پر ایک پیشگوئی تو ہے مگر وہ پیشگوئی وعید اور عذاب کے رنگ میں تھی اور اپنی شرط کے موافق پوری ہو گئی یا کسی وقت اُس کا ظہور ہو جائے گا۔

(۳) تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اُسکو خدا کا کلام قرار دیکر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی انکی زبان سے بچ نہیں سکتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جاویں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو اپنی چالاکیوں کی وجہ سے ہمیشہ رسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالیٰ میرے لئے اِس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں وہ اُس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اِس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔ خدا تعالیٰ نے انکو پیش از وقت طاعون کی خبر دی اور فرمایا کہ الامراض تشاع والنفوس تضاع مگر انہوں نے اس نشان کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ پھر خدا نے غیر معمولی زلزلہ کی خبر دی جو اِس ملک میں ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو آنیوالا تھا اور وہ آیا اور صدہا آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ مگر ان لوگوں نے اُسکی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ بہار میں ایک اور زلزلہ آئے گا۔ سو وہ بھی آیا مگر ان لوگوں نے اسکو بھی نظر انداز کیا۔ پھر خدا نے ایک آتشی شعلہ کی خبر دی تھی جو ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوا اور قریباً ہزار میل تک عجیب شکل میں مشاہدہ کیا گیا۔ لیکن اِن لوگوں نے اس سے بھی کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ پھر خدا نے یہ پیشگوئی کی کہ بہار کے موسم میں سخت بارشیں ہونگی سخت برف اور اولے پڑینگے اور سخت درجہ کی سردی ہوگی مگر ان لوگوں نے اس عظیم الشان نشان کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ پھر خدا نے اسی مارچ ۱۹۰۷ء میں ایک اور زلزلہ کی خبر دی جو پشاور

کے بعض حصوں میں اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بڑے زور سے آیا مگر اسکو بھی کالعدم قرار دیا۔ ایسا ہی خدا نے دوسرے ملکوں کے بارہ میں بھی بڑے زلزلوں کی خبر دی اور وہ سب پیشگوئیاں ظہور میں آگئیں مگر ان لوگوں نے اُن سے بھی نیکی کا سبق حاصل نہ کیا۔ اب اِن لوگوں کا مقابلہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اگر یہ تمام نشان درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ایک مامور بندے کی تائید میں ہیں تو وہ بس نہیں کریگا۔ جبتک اُن کے قبول کرنے کیلئے گردنیں نہ جھکادے اور اگر خدا تعالیٰ سے نہیں ہیں تو یہ لوگ فتحیاب ہو جائیں گے۔

پھر صفحہ ۸۷ میں بابو الٰہی بخش صاحب اپنا یہ الہام پیش کرتے ہیں لاتستوی بآیات اللّٰہ اور اُسی جگہ پر اپنی طرف سے اسکے یہ معنی کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ جو آیات (نشان) خدائے عزّوجل نے خاکسار کے لئے مقدر فرمائے ہیں اُنکی برابری مرزا صاحب کی جماعت کو نصیب نہیں۔ اب ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ اس طرف تو اب تک صدہا نشان ظہور میں آچکے ہیں مگر بابو صاحب کے فرضی نشانوں کا کچھ پتہ نہیں۔ شاید آپکے نزدیک آپکا طاعون سے فوت ہونا ہی ایک نشان ہو۔

پھر صفحہ ۸۳ عصائے موسیٰ میں آپ لکھتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کی طرف سے عاجز کو اظہار علامات کا سخت تقاضا ہوا تو الہام ہوا۔ یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ جو اور کا چاہے بُرا اسکا بُرا ہو جائیگا۔ یعنی یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنی مونہہ کی پھونکوں سے بجھادیں مگر خدا تو اُسکو نہیں چھوڑے گا جب تک اسکو پورا نہ کرلے۔ جو اور کا چاہے بُرا اوسکا بُرا ہو جائیگا۔

اب کوئی بتلا سکتا ہے کہ میاں الٰہی بخش کے ہاتھ سے کونسا نور پورا ہوا اور بابو صاحب کا یہ الہام کہ جو اور کا چاہے بُرا اُسکا بُرا ہو جائیگا۔ بڑی صفائی سے پورا ہو گیا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ میں طاعون سے ہلاک ہو جاؤں۔ اور اسی بنا پر انہوں نے الہام بھی شایع کیا تھا سو آخر وہ خود طاعون سے فوت ہو گئے۔ بابو صاحب کے رفیقوں کو اس جگہ کچھ سوچنا چاہیئے کیا یہی

الہام ہیں جن کے پورے ہونے تک بابو صاحب کا زندہ رہنا ضروری تھا۔

پھر بابو صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۲۴ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ غور کریں کہ جس پر وہ رحیم و کریم ایسا فضل و کرم کرے اُسکو اگر امام کی مخالفت مُضر ہے تو ایسے الہام کیوں ہوں۔ ہاں اگر اُس قادر مطلق احکم الحاکمین غیاث المستغیثین وہادی المضلین کا اس بیچارہ و بیگناہ عاجز ملہم کو بذریعہ الہام ہی تباہ و ہلاک کرنیکا ارادہ ہے تو انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اقول واضح ہو کہ بابو الٰہی بخش اپنے فضول الہاموں کے ذریعہ سے ہلاک تو ہو گئے لیکن یہ بات غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ بذریعہ انہیں کے الہام کے انکو ہلاک کرے خدا تعالیٰ کسی کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا مگر لوگ اپنی بیباکی اور شوخی سے آپ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کیا عقل سلیم اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ ایک خدا کا مامور صدی کے سر پر پیدا ہو اور لوگوں کو راہ راست کی طرف دعوت کرے اور اس سے خدا تعالیٰ مکالمہ مخاطبہ کرے اور ہزارہا نشان اسکی تائید میں ظاہر کرے اور پھر ایک شخص اُسکو قبول نہ کرے اور کہے کہ مجھے خود الہام ہوتا ہے اور اپنے الہام کے منجانب اللہ ہونے کی کوئی برہان واضح پیش نہ کرے لیکن انکار اور سب وشتم سے بھی باز نہ آوے۔ پس ایسا شخص اگر ہلاک ہو جاوے تو اپنی شوخی سے ہلاک ہوگا کیونکہ اُس نے بغیر ثبوت کے روشن ثبوت سے مُنہ پھیر لیا۔ اور جبکہ بابو صاحب کے پاس خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اور زبردست شہادت اُن کے الہام کے منجانب اللہ ہونے پر موجود نہ تھی تو ایسے مدعی کے مقابلہ پر شوخی کے ساتھ کھڑا ہونا جسکے ملہم ہونے پر خدا کی فعلی شہادت نہ ایک نہ دو بلکہ ہزارہا زبردست شہادتیں ہیں۔ کیا یہ ایمانداری اور تقوےٰ کا کام تھا پس اسی چالاکی اور بیباکی کے باعث بابو صاحب طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے ورنہ خدا کے برگزیدہ طاعون سے ہلاک نہیں ہوا کرتے۔ اور جس حالت میں شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں اور حدیث النفس بھی تو پھر کسی قول کو کیونکر خدا کی طرف منسوب

کر سکتے ہیں جب تک کہ اسکے ساتھ خدا کی فعلی شہادت زبردست نہ ہو ایک خدا کا قول ہے اور ایک خدا کا فعل ہے اور جبتک خدا کے قول پر خدا کا فعل شہادت نہ دے ایسا الہام شیطانی کہلائیگا اور شہادت سے مراد ایسے آسمانی نشان ہیں کہ جو انسانوں کی معمولی حالتوں سے بہت بڑھکر ہیں۔ ورنہ یہ امر نشان ہیں داخل نہیں ہو سکتا کہ کسی کو اتفاقی طور پر کوئی سچی خواب آجاوے یا شاذ و نادر کے طور پر کبھی کوئی سچا الہام ہو جاوے کیونکہ یہ تو خدا تعالیٰ کیطرف سے تمام مخلوقات کو بطور بیج کے دیا گیا ہے۔ بلکہ نشان سے مراد وہ کثیر التعداد نشان ہیں جو بارش کیطرح برس کر اور بے مثل کے درجہ تک پہنچ کر خدا کے قول پر قطعی اور یقینی گواہی دیدیں کہ وہ خدا کا قول ہے نہ انسان کا کیونکہ چند معمولی خوابوں یا چند معمولی الہاموں پر بھروسہ کرکے جو تمام دنیا کو ہوا کرتے ہیں یہ دعوے پیش کر دینا کہ میں خدا کی طرف سے ملہم ہوں۔ اس سے بڑھکر کوئی حماقت نہیں اور خدا تعالیٰ پر یہ الزام نہیں آسکتا کہ الہام دیکر کیوں اس نے نامرادی سے ہلاک کیا بلکہ یہ الزام خود اسی نادان پر آتا ہے جس نے حدیث النفس کو الہام سمجھ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرائیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نکیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیت علی نفسی یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔ لیکن جو لوگ بغیر تزکیہ نفس کے جلدی سے ولی بننے کی خواہش کرتے ہیں وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں پس سوچنا چاہیئے کہ اگر بابو صاحب کے الہامات شیطانی الہام نہیں تو خدا کے زبردست افعال نے انکی کیوں گواہی نہ دی۔ افسوس وہ خود تو مر گئے مگر سخت ذلّت و رسوائی کا ٹیکا اپنے رفیقوں کے موتہہ پر لگا گئے۔ اور اسی طرح بابو صاحب سے پہلے ہزاروں انسان ایسے الہاموں سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ افسوس دنیا کے لوگ سونے کو تو پرکھ لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ کھوٹا نکلے مگر اپنے الہاموں کو نہیں پرکھتے کہ آیا خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کیطرف سے۔ پھر خدا تعالیٰ کا کیا قصور ہے جو شخص بغیر شہادت فعل الٰہی کے صرف قول پر نازاں ہوگا وہی ذلت اسکو ضرور ایکدن دیکھنی

پڑیگی اور نہ صرف نامرادی کی ذلت اور نہ صرف یہ کہ مباہلہ کرکے فریق مخالف کے مقابل پر موت کی ذلت بلکہ طاعون کی ذلت بھی دیکھیگا جسکی نسبت حدیث صحیح میں لکھا ہے کہ الطاعون وخز الجن یعنے طاعون شیطان کی چوبکی ہے - پس طاعون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بابو صاحب تنزّل شیاطین کے اثر کے نیچے تھے۔

پھر بابو الٰہی بخش صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ میں میری اور اپنی باہمی خط وکتابت کو چھاپ دیا ہے اسکو پڑھ کر ہر ایک انسان معلوم کرسکتا ہے کہ مَیں نے بابو صاحب سے اِس بات پر اصرار کیا تھا کہ جو میرے پر انہوں نے الہام کی بنا پر تہمتیں لگائی ہیں کہ یہ شخص کذاب ہے اور مسرف ہے یعنے جو کچھ دعوے الہام کرتا ہے یہ سب اسکا افترا ہے - اور حد سے بڑھ گیا ہے منشی صاحب میرے اِس افترا کو جو انہیں اپنے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے شایع کردیں تا فیصلہ ہو جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے - وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ یعنی اُس سے ظالم تر کون ہے کہ خدا پر افترا کرے یا خدا کے کلام کی تکذیب کرے - اِسکے جواب میں بابو صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ میں ایسے الہامات کے شایع کرنے کا وعدہ دیا ہے - پھر اسی کتاب کے صفحہ ۷ میں آخری جواب میرا چھپا ہے جسکی یہ عبارت ہے - میں صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی چاہوں گا تا وہ لوگ جو مجھے مسرف کذاب کا نام دیتے ہیں اور وہ لوگ جو میرا مسیح ہونا تصدیق کرتے ہیں اُن میں اللہ تعالے آپ فیصلہ کرے - پھر کتاب کے صفحہ ۹ میں بابو صاحب لکھتے ہیں کہ اب میں عام لوگوں کے فائدہ کیلئے وہ تمام الہامات مع تفہیمات وتشریحات شایع کردوں گا چنانچہ کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۹ سے اخیر تک وہ تمام الہامات اپنے بابو صاحب نے شایع کردیئے ہیں اور بعض الہامات کو مخفی بھی رکھا ہے جو میری سزا یابی کے متعلق تھے بہر حال جس قدر کتاب میں شایع ہوگئے ہیں بعض میں اونہوں نے میرا نام کذاب رکھا ہے اور بعض میں مفتری اور بعض میں دجّال اور بعض میں ملعون اور بعض میں خائن اور بعض میں ظالم اور بعض میں کافر اِسی طرح اُن کے الہاموں نے مجھے بہت سے نام عطا کئے ہیں مگر خدا نے

صرف ایک نام سے ہی فیصلہ کردیا یعنے کذّاب جس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے گویا خدا تعالیٰ پر حد سے زیادہ جھوٹ بولا اور اپنے افترا کو خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ جو لوگ عصائے موسیٰ کا صفحہ ۴ اور صفحہ ۷ پڑھینگے اُن کو معلوم ہوگا کہ یہ تہمت جو بابو صاحب نے میرے پر لگائی ہے اسکا فیصلہ مینے خدا تعالیٰ سے چاہا ہے اور جھوٹے پر خدا کی لعنت کی ہے۔ پھر ماسوا اِسکے خود قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو اس پر افترا کرے وہ سزا سے نہیں بچیگا اور جو شخص خدا کے کلام کی تکذیب کرے وہ بھی سزا سے نہیں بچیگا۔ پس اِس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ ۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو بابو الٰہی بخش صاحب کا طاعون سے مرنا درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کا ایک فیصلہ تھا جو آخر اُسکی عدالت سے صادر ہوگیا۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ مگر بموجب حدیث من عادی لی ولیًا فقد اٰذنتہ للحرب بابو صاحب نے اِس لڑائی کا انجام دیکھ لیا ہے اب اُن کے رفیق کہتے ہیں کہ وہ شہید ہوگئے۔ مگر میری دُعا ہے کہ تمام مفسد اور مخالف حق کے ایسے ہی شہید ہو جائیں

آمین ثم آمین

باب دوم اُن الہامات کے بیان میں جو بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کے بارے میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کئے

بابو الٰہی بخش صاحب نے جب کتاب عصائے موسیٰ تالیف کی تو اس تالیف کا باعث یہی تھا کہ اُنہوں نے مجھے فرعون قرار دیا اور اپنے تئیں موسیٰ ٹھیرایا اور بار بار لکھا کہ مجھے خدا سے الہام ہوتے ہیں کہ یہ شخص کذاب اور دجال اور مفتری ہے۔ تب مینے اُنکی کتاب پڑھ کر اپنے رسالہ اربعین نمبر ۴ کے حاشیہ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی جسمیں ایک پیشگوئی اور دعا ہے اور وہ یہ ہے

افسوس کہ انہوں نے (یعنی بابو الٰہی بخش صاحب نے) آیت وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ کے ویل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا اور نہ انہوں نے آیہ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ کی کچھ بھی پروا کی وہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ مینے ان کو تسلی دیدی

کہ میں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کروں گا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کرونگا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اسلئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اسوقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کرکے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے اَلَا اِنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔ اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱۔ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا

برمقام فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدار عجب ۔ **بعد ۱۱**۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کریگا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں دریا خشک ہو سکتے ہیں موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جبتک پورا نہ ہولے۔

اسی طرح میری کتاب **اربعین** نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یریدون ان یروا طمثك واللّٰہ یرید ان یریك انعامه۔ الانعامات المتواترۃ۔ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ واللّٰہ ولیك وربك فقلنا یا نار کونی بردًا یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالےٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائیگا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلۂ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اُسی سے تیار ہوتا ہے اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اُسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے یہی طمث انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اسی بنا پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا اسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کرکے استغفار

میں مشغول رہا ہے اور وہی خوف ترقیات کا موجب ہوتا رہا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ۔ پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے وہی حیض اسکا ایک پاک لڑکے کا جسم طیار کر دیتا ہے اسی بنا پر خدا میں فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے اور خدا بیٹوں سے پاک ہے بلکہ اسلئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کرکے فرمایا گیا ہے فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا یعنے خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے ۔ اسی بنا پر ہر ایک قوم کی کتابوں میں اَب یا پِتا کے نام سے خدا کو پکارا گیا ہے ۔ اور خدا تعالیٰ کو استعارہ کے رنگ میں ماں سے بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یہ کہ جیسے ماں اپنے پیٹ میں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے ایسا ہی خدا تعالےٰ کے پیارے بندے خدا کی محبت کی گود میں پرورش پاتے ہیں اور ایک گندی فطرت سے ایک پاک جسم انہیں ملتا ہے سو اولیاء کو جو صوفی اطفال حق کہتے ہیں یہ صرف ایک استعارہ ہے ورنہ خدا اطفال سے پاک اور لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے ۔

اور یہ جو مذکورہ بالا الہامات میں فقرہ ہے فقلنا یا نار کونی بردًا اس فقرہ سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ بابو الٰہی بخش نے اپنی کتاب سے لوگوں میں فتنہ کی آگ بھڑکا دی ہے ہم اس آگ کو ٹھنڈی کر دینگے سو بابو الٰہی بخش کی موت نے ان تمام پیشگوئیوں کو پوری کر دیا ۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک ۔

دوسری پیشگوئی بابو الٰہی بخش صاحب کی موت کے بارے میں وہ ہے جو ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء میں خدا تعالیٰ کیطرف سے ہو کر بدر اور الحکم میں شایع ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے ۔

ایک موسیٰ ہے میں اُسکو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُسکو عزت دوں گا

پر جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُسکو گھسیٹوں گا اور اسکو دوزخ دکھلاؤں گا میرے نشان روشن ہو جائیں گے۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا یعنی ہلاک ہو جائے گا۔ ہُن اُس دا لیکھا خدا نال جا پیا ہے۔

خدا نے اس جگہ میرا نام موسےٰ رکھا جیسا کہ آج سے چھبیس برس پہلے براہین احمدیہ کے کئی مقامات میں میرا نام موسےٰ رکھا گیا۔ خلاصہ الہام یہ ہے کہ اس زمانہ میں موسیٰ ایک ہی ہے دو نہیں ہیں اور وہ جو دوسرا موسیٰ ہونیکا دعوی کرتا ہے وہ کاذب ہے اور پھر فرمایا کہ وہ جو میری طرف سے موسےٰ ہے وقت آگیا ہے کہ میں اُسکو ظاہر کروں اور لوگوں میں اسکو عزت دوں پر جس نے میرا گناہ کیا ہے یعنی محض دروغگوئی کے طور پر موسےٰ بنا ہے میں اسکو گھسیٹوں گا یعنے ذلت دکھلاؤں گا اور ذلّت کی موت دونگا اور اسکو دوزخ دکھلاؤنگا یعنے وہ طاعون میں مبتلا ہو کر مریگا۔

یہ پیشگوئی پوری تصریح کے ساتھ خدا تعالےٰ کے طرف سے تھی کیونکہ اس زمانہ میں میرے مقابل پر موسےٰ ہونیکا دعوےٰ کرنیوالا صرف بابو الٰہی بخش تھا جسکو خدا نے طاعون سے ہلاک کیا اور انکی بیماری اور موت سے پہلے عام طور پر اخبار بدر اور الحکم کے ذریعہ ہزاروں انسانوں میں یہ الہام الٰہی شایع کیا گیا۔ آخر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یاد رہے کہ میرے تمام الہامات میں جہنم سے مراد طاعون ہے۔ پس یہ عظیم الشان پیشگوئی تھی جس میں پیش از وقت بتلایا گیا تھا کہ بابو الٰہی بخش صاحب طاعون سے فوت ہونگے نمونہ کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ جہنم سے مراد میری الہامات میں طاعون ہے جیسا کہ ایک مدت گذری کہ ایک الہام مجھے ہو چکا ہے اور وہ مع تشریح بدر اور الحکم میں شایع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے۔

یاتی علے جھنم زمان لیس فیھا احد اسکی تشریح یہ کی گئی ہے کہ ایک زمانہ طاعون پر ایسا آئیگا کہ اس ملک میں بھی نہ ہوگا کہ اسمیں داخل ہو یعنی عام طور پر خدا لوگوں کو اس بلا سے نجات دیدے گا۔ اور پھر ایک اور الہام ہے جسمیں آگ سے مراد طاعون

ہے اور وہ بھی مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے آگ سے ہمیں مت ڈراؤ
آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے یعنی جو لوگ مجھ سے سچی اور کامل محبّت
رکھتے ہیں وہ بھی طاعون سے محفوظ رہیں گے چہ جائیکہ میں۔

بالآخر ایک منصف انسان کیلئے بابو الٰہی بخش صاحب کے معاملہ میں دو باتیں بہت
توجہ کے لایق ہیں۔

اوّل یہ امر غور کرنے کے لایق ہے کہ جب بابو الٰہی بخش صاحب مجھ سے برگشتہ ہو کر
میرے برخلاف اور میری تکذیب میں اپنے دوستوں کو اپنے الہام سُنانے لگے تو اسوقت میری
طرف سے اِس امر کے فیصلہ کے لئے کیا درخواست ہوئی تھی۔ سو وہ درخواست بابو صاحب کی
کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۵ و ۶ میں درج ہے جس کو پڑھ کر ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ
درخواست درحقیقت مباہلہ کے رنگ میں تھی یا یوں کہو کہ وہ صدق دل سے حضرت جلشانہ
کے فیصلہ کیلئے ایک دعا تھی جسکی وہ عبارت جو مطلب سے متعلق ہے ذیل میں لکھی جاتی ہے
اور وہ یہ ہے:۔

"چونکہ مجھے آسمانی فیصلہ مطلوب ہے یعنی یہ مدّعا ہے کہ تا لوگ ایسے شخص کو شناخت
کر کے جسکا وجود حقیقت میں اُن کیلئے مفید ہے راہ راست پر مستقیم ہو جائیں اور تا لوگ
ایسے شخص کو شناخت کر لیں جو درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے امام ہے اور ابھی تک یہ کس کو
معلوم ہے کہ وہ کون ہے صرف خدا کو معلوم ہے یا اُن کو جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بصیرت
دی گئی ہے اِسلئے یہ انتظام کیا گیا ہے (یعنی یہ کہ بابو صاحب اپنے وہ تمام الہامات جو میری تکذیب
کے متعلق ہیں شایع کر دیں) پس اگر منشی صاحب کے الہامات درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے
ہیں تو وہ الہام جو میری نسبت اُنکو ہوئے ہیں اپنی سچائی کا کوئی کرشمہ ظاہر کرینگے (یعنی
ضرور ان کے بعد میرے پر کوئی تباہی اور ہلاکت آئیگی) اور اس طرح پر یہ خلقت جو واجب الرحم
ہے مسرف کذاب سے نجات پا جائے گی۔ (یعنی جبکہ بابو صاحب مجھ کو کذاب خیال کرتے ہیں کہ

گویا میں نے دعوائے مسیح موعود کرکے خدا پر افترا کیا ہے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا) اور اگر خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا امر ہے جو اس بدظنی کے برخلاف ہے تو وہ امر روشن ہو جائیگا (یعنی اگر خدا تعالیٰ کے علم میں درحقیقت میں مسیح موعود ہوں تو خدا تعالیٰ میرے لئے کوئی گواہی دیگا) اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ میری طرف سے نہ کوئی آپ پر نالش ہوگی اور نہ کوئی کسی قسم کا بیجا حملہ آپ کی وجاہت وشان پر ہوگا۔ صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی چاہوں گا یعنے یہ چاہوں گا کہ اگر میں مفتری نہیں ہوں اور میرے پر یہ جھوٹا اور ظالمانہ حملہ ہے تو میری بریت بابو صاحب کی تکذیب کے لئے خدا آپ کوئی امر نازل کرے کیونکہ بریت کی خواہش کرنا سنت انبیاء ہے جیسا کہ حضرت یوسف نے خواہش کی'' اور صادق کو بری کردینا خدا کی قدیم سنت ہے۔ ✻

یہ وہ میرا خط ہے جو بابو صاحب کی کتاب عصائے موسےٰ کے صفحہ ۵۔ اور ۶ و ۷ میں درج ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس خط میں بھی میں نے خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا تھا پھر بعد اس کے جو فیصلہ خدا تعالیٰ نے کیا وہ ظاہر ہے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ نے ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی دی اور دوسری طرف بابو الٰہی بخش صاحب کو عین ناکامی کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیا اور وہ صدہا حسرتوں کے ساتھ بمرض طاعون گذر گیا۔ کیا اُس کا دل چاہتا تھا کہ وہ طاعون سے مر جائیں اور پھر میری زندگی میں خدا نے ایسا کیا

دوسرا امر منصفین کیلئے غور کے لایق یہ ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب نے میرے مقابل پر جو ذخیرہ ایک برس کے الہامات کا اُن کے پاس تھا سب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں شایع کردیا جن کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا میں نامراد اور ناکام رہ کر انجام کار بابو صاحب کی زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو جاؤں گا اور بڑی بڑی تباہیاں میرے پر آئیں گی اور ملاعنہ اور مباہلہ کا بد اثر میرے پر پڑکر مجھ کو ہلاک کردیگا برخلاف اس کے بابو صاحب کی بڑی بڑی ترقی ہوگی اور خدا تعالیٰ اُن کو ایک لمبی عمر عطا کرے گا اور وہ تمام تباہیاں میری بچشم خود دیکھیں گے اور املاک اور باغ اُنکو دیئے جائینگے اور ایک دنیا اُن کی طرف رجوع کرے گی یہ الہامات قریباً ایک برس کے ہیں جو میری مخالفت میں بابو صاحب نے شایع کئے لیکن بعد

✻ آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے میری کتاب براہین احمدیہ میں یہ الہام ہو چکا ہے میری نسبت خدا تعالیٰ اشارہ کرکے فرماتا ہے کہ جیسے پہلے موسیٰ پر جھوٹے الزام لگائے گئے تھے اس موسیٰ پر بھی یعنی اس عاجز پر بھی جھوٹے الزام لگائے جاویں گے مگر خدا اسکو بری کریگا الہام کی عبارت یہ ہے۔ فبرّاہ اللّٰہ مما قالوا وکان عند اللّٰہ وجیھا۔

اسکے جو بابو صاحب کی موت تک تخمیناً چھ برس کے الہامات تھے وہ کسی مصلحت سے مخفی رکھے گئے ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ جس شخص کے ایک برس کے الہامات اس قدر ہیں چھ برس کے کس قدر ہونگے۔ مگر اب ان الہامات کے شایع ہونے کی نسبت بالکل نومیدی ہے کیونکہ جیسا کہ میں ہمیشہ سنتا رہا وہ سب میری نامرادی اور مورد عذاب ہونے کے متعلق تھے۔ اب جبکہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا تو اُن کے دوست ایسی الہامات کو کیوں شایع کرنے لگے یقیناً وہ فی الفور بلا توقف آگ میں رکھ کر جلا دئے ہوں گے۔ اور اگر وہ نہیں جلائے گئے تو منشی عبد الحق صاحب جو اُن کے اول رفیق تھے قسم کھا کر بیان کریں کہ کیا کتاب عصائے موسیٰ کی تالیف کے بعد سلسلہ الہامات کا قطعاً بند ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ چھ برس تک ایک الہام بھی نہ ہُوا۔ کاش اگر وہ باقی ماندہ الہامات شایع کئے جاتے تو اور بھی حقیقت کھل جاتی جن لوگوں کو محض نفسانی خیال سے میری ساتھ ضد آپڑی ہے وہ ایسی راہ ہرگز اختیار نہ کرینگے جس سے سچائی ظاہر ہو جائے مگر خدا نہیں چھوڑیگا جبتک سچائی ظاہر نہ کرے۔ اگر میں کاذب اور مفتری ہوں تو میرا بھی ایسا ہی خاتمہ ہوگا جیسا کہ بابو الٰہی بخش کا خاتمہ ہُوا۔ لیکن خدائے عزّ وجلّ میرے ساتھ ہے تو ایسی حالت میں مجھے ہلاک نہیں کریگا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی کیونکہ صادقوں کے ساتھ قدیم سے اسکی یہی سنت ہے کہ وہ اُن کو ضایع نہیں کرتا اگرچہ لوگ صادق کے درمیانی زمانہ میں اپنی ناسمجھی سے اُس پر اعتراض کریں اور اسکی نسبت کئی نکتہ چینیاں کریں مگر آخر کار صادق کا بری ہونا خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ اس اندھی دُنیا نے کس نبی کو اپنی نکتہ چینی سے مستثنیٰ رکھا ہے یہودی اب تک کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی ایک پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی بادشاہی کا دعوے کیا مگر بادشاہی نصیب نہ ہوئی۔ یہودا اسکریوطی کو بہشت کا تخت دیا آخر وہ وعدہ بھی صحیح نہ نکلا۔ اس زمانہ میں ہی واپس آنا بتلایا تھا وہ بات بھی غلط ثابت ہوئی یہ ہیں اعتراض یہودیوں اور ملحدوں کے جو حضرت عیسیٰ کی پیشگوئیوں پر کرتے ہیں اور عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں پس ضرور تھا کہ مجھ پر بھی کئے جاتے لیکن خدا نے میرے ہزارہا نشانوں

سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جنکی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مُہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔*

بابو الٰہی بخش کے دوستوں کیلئے یہ روشن نشان تھا کہ بابو صاحب تو اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت بار بار یہی الہام ظاہر کر گئے کہ میں انکی زندگی میں ہی طاعون کے عذاب کے ساتھ مروں گا اور تباہی اور ادبار میرے شامل حال ہو جائیگا مگر برخلاف ان کے الہاموں کے خدا نے میرے ساتھ معاملہ کیا اور اپنی پیشگوئیوں سے اُس نے مجھے تسلّی دی کہ وہ مجھے غالب کریگا اور میری صداقت ظاہر کردیگا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں اپنے الہامات کی ذریعہ سے میری نسبت سخت سے سخت الفاظ کے ساتھ شایع کر چکے کہ یہ شخص مردود درگاہ الٰہی ہے اور خدا کہتا ہے کہ میں اُسکو طاعون سے ہلاک کروں گا اور وہ تباہ اور ذلیل اور ناکام ہو کر مریگا تب خدا نے جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے چھ برس تک برابر اُن کے الہامات کے مخالف میرے پر اپنی تسلّی بخش الہام ظاہر فرمائے اور نہ صرف اِس قدر بلکہ ساتھ ساتھ زبردست نشان دکھلاتا رہا اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نُصرت کی پیشگوئیاں درحقیقت دو حصوں پر مشتمل ہیں ایک تو وہ پیشگوئیاں ہیں جو میری کتاب براہین احمدیہ میں درج ہیں اور کچھ بعد اسکے میری دوسری کتابوں میں درج ہو کر شایع ہوئیں۔ اور یہ پیشگوئیاں بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے وجود سے سالہا سال پہلے کی ہیں۔ اور دوسرا حصہ پیشگوئیوں کا وہ ہے جو کتاب عصائے موسیٰ کے بعد بابو صاحب کی موت تک شایع ہوتی رہیں اور بابو صاحب تو عصائے موسیٰ کو تصنیف کرکے پھر اپنے الہامات کے شایع کرنے سے چپ ہو گئے مگر ان چھ برسوں میں جو عصائے موسیٰ کے بعد آجتک گذرے صدہا پیشگوئیاں خدا تعالیٰ سے مجھ کو ملیں جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ اور اخبار بدر اور اخبار الحکم قادیان میں شایع ہوتی گئیں۔ ایسا ہی میرے رسالوں میں جو وقتاً فوقتاً عصائے موسیٰ کے بعد تالیف ہوئے

* خدا تعالیٰ نے ہزارہا زبردست نشان دکھلا کر دشمنوں کے مُنہ پر طمانچے مارے ہیں مگر عجیب بےحیا مُنہ ہیں کہ اسقدر طمانچے کھا کر پھر سامنے آتے ہیں اگر ایک لاکھ نشان دیکھیں تو اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے اور اگر ایک بات سمجھ نہ آوے تو شور مچا دیتے ہیں دراصل ان کے دل ہر ایک نبی سے برگشتہ ہیں کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا [illegible]

اور ایسا ہی میری کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہوئیں۔ غرض یہ چھ برس بھی جو عصائے موسے
کی تصنیف سے بابو صاحب کی موت تک ہوتے ہیں خالی نہیں گئے اور بارش کیطرح الہام الٰہی
برستا رہا۔ ان الہامات الٰہی کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ کہ
میں تجھے اپنے انعامات سے مالا مال کروں گا اور بہت سے تیرے دشمن تیرے روبرو ہلاک کئے جاوینگے
اور اُن کے گھر ویران کردیئے جائینگے۔ اور وہ حسرت اور نامرادی سے مرینگے اور جو تیری اہانت
کے درپے ہے میں اُسکو ذلیل کروں گا کیونکہ میں نے یہی لکھ چھوڑا ہے کہ انجام کار میرے رسول
غالب ہو جاتے ہیں اور٭ میں تیرے گھر کے تمام لوگوں کو طاعون اور زلزلے کے صدمہ سے بچاؤں گا اور
تو دیکھے گا کہ میں مجرموں کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ میں وہ قضاء و قدر نازل کروں گا جس
سے تو راضی ہو جائیگا اور آخرکار تجھے ہی فتح نصیب ہوگی اور میں بڑے بڑے حملوں کے ساتھ
تیری سچائی ظاہر کروں گا۔ میں تیرے دشمنوں کے ساتھ آپ لڑوں گا۔ میں تیرے ساتھ
کھڑا ہو جاؤں گا اور اُسکو ملامت کروں گا۔ جو تجھے ملامت کرتا ہے۔ یہ لوگ تو چاہتے ہیں
کہ خدا کے نور کو بجھا دیں مگر خدا اپنے گروہ کو غالب کرے گا۔ تو کچھ بھی خوف نہ کر میں تجھے غلبہ
دوں گا۔ ہم آسمان سے کئی بھید نازل کرینگے اور تیرے مخالفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردینگے
اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو ہم وہ باتیں دکھلائینگے جن سے وہ ڈرتے تھے۔
پس تو غم نہ کر خدا اُنکی تاک میں ہے۔ خدا تجھے نہیں چھوڑے گا اور نہ تجھ سے علیحدہ ہوگا
جبتک کہ وہ پاک اور پلید میں فرق کرکے نہ دکھلائے۔ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں بھیجا گیا
جس کے دشمنوں کو خدا نے رسوا نہ کیا۔ ہم تجھے دشمنوں کے شر سے نجات دینگے۔ ہم
تجھے غالب کرینگے۔ اور میں عجیب طور پر دنیا میں تیری بزرگی ظاہر کرونگا میں تجھے راحت
دوں گا اور تیری بیخکنی نہیں کروں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور تیرے
لئے میں بڑے بڑے نشان دکھاؤں گا اور ان عمارتوں کو ڈھا دوں گا جو مخالفوں نے
بنائیں یعنی اُن کے منصوبوں کو پامال کردوں گا۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جسکے وقت کو ضایع

٭ اس الہام کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ گھر کی چار دیوار کے اندر ہیں اور طاعون کے وقت اس گھر میں رہتے ہیں خواہ عیال اطفال ہیں خواہ خادم ہیں سب کو طاعون سے بچایا جاوے گا۔ منہ

نہیں کیا جائیگا۔ تیرے جیسا موتی ضایع نہیں ہو سکتا۔ تیرے لئے آسمان پر درجہ ہے اور نیز اُنکی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ خدا تجھے مخالفوں کی شر سے بچائیگا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دیگا اور خدا اُن پر حملہ کرے گا جو تجھ پر حملہ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ حد سے بڑھ گئے۔ خدا تلوار کھینچ کر اُترے گا۔ تا دشمن اور اُسکے اسباب کو کاٹ دے۔ خدائے رحیم سے تیرے پر سلام وہ تجھ میں اور مجرموں میں امتیاز کر کے دکھلاویگا۔ ان کو کہدے کہ میں صادق ہوں پس تم میرے نشانوں کے منتظر رہو۔ حجّت قایم ہوجائیگی اور کُھلی کُھلی فتح ہوگی۔ ہم وہ بوجھ اُتار دینگے جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور ظالموں کی جڑھ کاٹ دی جائیگی وہ چاہتے ہیں کہ تیرا کام ناتمام رہے لیکن خدا نہیں چاہتا۔ مگر یہی کہ تیرا کام پورا کر کے چھوڑے۔ خدا تیرے آگے آگے چلیگا اور اُسکو اپنا دشمن قرار دیگا جو تیرا دشمن ہے جس پر تیرا غضب ہوگا میرا بھی اُسی پر غضب ہوگا۔ اور جس سے تو پیار کریگا۔ میں بھی اُسی سے پیار کروں گا۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور انجام کار اُنکی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ میں چودہ[۱۴] چارپایوں کو+ ہلاک کروں گا۔ کیونکہ وہ حد سے بڑھ گئے تھے۔ میری فتح ہوگی اور میرا غلبہ ہوگا مگر جو وجود لوگوں کیلئے مفید ہے میں اُسکو دیر تک رکھوں گا۔ تجھے ایسا غلبہ دیا جائیگا جسکی تعریف ہوگی اور کاذب کا خدا دشمن ہے اسکو جہنم میں پہنچائے گا۔ ایک موسیٰ ہے میں اسکو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزت دوں گا۔ لیکن جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُسکو گھسیٹوں گا اور اسکو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا اور اب معاملہ اُس کا خدا سے جا پڑا یعنی ہلاک ہوجائیگا۔ اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے عنقریب خدا تجھے وہ انعام دیگا کہ تو راضی ہوجائیگا۔

یہ وہ الہامات ہیں جو عصائے موسیٰ کے الہامات شایع ہونیکے بعد مجھ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس چھ برس کی مدت میں ہوئے جب سے کتاب عصاء موسے تصنیف ہو کر شایع ہوئی ہے

+ بابو الٰہی بخش صاحب گیارہ[۱۱] چارپایوں کے ہلاک ہونے کے بعد طاعون کے ساتھ ہلاک کئے گئے۔ جیسا کہ اس الہامی شعر میں ہے۔ بر مقام فلک شدہ یا رب گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد گیاراں[۱۱]۔ اس سے معلوم ہوا کہ بابو صاحب کا بارھواں[۱۲] نمبر تھا اور ان کے بعد دو اور ہیں تا چودہ[۱۴] پورے ہوجاویں۔ منہ

اُسی وقت سے یہ الہامات شروع ہوئے۔ اور یہ سب الہامات بابو صاحب کی موت سے پہلے کے ہیں۔ اب ناظرین عصائے موسیٰ کے الہامات اور ان الہامات کا مقابلہ کرکے خود ہی بتلادیں کہ انجام کار یہ الہامات سچے ہوئے یا بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام سچے ہوئے۔ ایک منصف کے لئے تو یہ مقابلہ کافی ہے اِسی سے سچا جھوٹا معلوم ہوجاتا ہے اور اگر نیت میں صفائی نہیں تو ایسے شخص کا فیصلہ خدا تعالیٰ خود کریگا +

نشان نمبر ۱۹۹و ۲۰۰ و ۲۰۱ - قادیان کے آریوں نے محض مجھے دُکھ دینے اور بدزبانی کرنے کیلئے ایک اخبار قادیان میں نکالا تھا جس کا نام شبھ چنتک رکھا تھا اور ایڈیٹر اور منتظم اسکے تین آدمی تھے ایک کا نام سومراج۔ دوسرے کا نام اچھر چند۔ تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ ان تینوں کی موت سے خدا کے تین نشان ظاہر ہوئے یہ تینوں نہایت درجہ موذی اور ظالم تھے۔

جس شخص نے اُن کے اخبار شبھ چنتک کے چند پرچے دیکھے ہونگے وہ اِس بات کا اقرار کریگا کہ یہ تمام پرچے بدزبانی اور گند اور افترا سے بھرے ہوئے ہیں چنانچہ اخبار مذکور کے پرچہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہی نفس پرست ہے فاسق ہے فاجر ہے۔ اِس واسطے گندی اور ناپاک خوابیں اسکو آتی ہیں۔

پھر پرچہ ۵ امئی ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے۔ قادیانی مسیح کے الہاموں اور اسکی پیشگوئیوں کی اصلیت طشت از بام کرنے کا ذمہ اٹھانے والا ایک ہی پرچہ شبھ چنتک ہے۔ مرزا قادیانی بداخلاق۔ شہرت کا خواہاں۔ شکم پرور ہے۔

اور پھر پرچہ ۲۲۔ مئی ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھتا ہے۔ کمبخت کمانے سے عار رکھنے والا مکار اور فریب اور جھوٹھ میں مشاق۔ اور پھر پرچہ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھتا ہے ہم انکی چالاکیوں کو ضرور طشت از بام کرینگے اور ہمیں امید بھی ہے کہ ہم اپنے ارادہ میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ اور پرچہ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے مرزا مکار اور جھوٹھ بولنے والا ہے مرزا کی جماعت کے

لوگ بدچلن اور بدمعاش ہیں۔ غرض ہر ایک پرچہ اُن کا ناپاک گالیوں سے بھرا ہوا نکلتا رہا ہے۔ میں نے کئی مرتبہ جناب الٰہی میں دعائیں کیں کہ خدا اس اخبار کے کارکنوں کو نابود کرکے اِس فتنہ کو درمیان سے اُٹھادے چنانچہ کئی مرتبہ مجھے یہ خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ اُن کی بیخکنی کریگا زیادہ تر میرے پر ناگوار یہ امر تھا کہ چونکہ یہ لوگ قادیان میں رہتے تھے اس لئے ان کے قرب مکانی کی وجہ سے اِن کے جھوٹھ کو بطور سچ کے دیکھا جاتا تھا چنانچہ اُنہوں نے خود بھی اپنے اخبار یکم مارچ ۱۹۰۷ء میں محض دھوکا دینے کے لئے یہ شائع کیا ہے کہ ہم نے ۔۔ پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ میں اُن کے ساتھ رہ کر اُن کے حال پر غور کی تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت مکار خود غرض عشرت پسند بدزبان وغیرہ وغیرہ ہے“ اب ظاہر ہے کہ جو لوگ پندرہ سال کی ہمسائیگی کا دعوےٰ کرکے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص درحقیقت مکار اور مفتری ہے ایسے لوگوں کی گواہی کا کس قدر دلوں پر اثر پڑ سکتا ہے۔ پھر اسی پرچہ میں لکھا ہے کہ نشان تو ہم نے اس مدت تک کوئی نہیں دیکھا البتہ یہ دیکھا ہے کہ یہ شخص ہر روز جھوٹے الہام بناتا ہے ایک لاثانی بیوقوف ہے۔

پس یہی باعث تھا کہ مجھے ان لوگوں کے حق میں بددعائیں کرنی پڑیں۔ آخر میں نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہے **قادیان کے آریہ اور ہم** اس رسالہ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قادیان کے دو آریہ جن میں سے ایک کا نام شرمپت اور دوسرے کا نام ہے ملاوامل یہ دونوں مدت تک میرے پاس آتے رہے ہیں اور بہت سے نشان آسمانی ہیں جو انہوں نے بچشم خود دیکھے ہیں وہ میرے اُن تمام نشانوں کے گواہ ہیں جنکے وجود سے شبھ چنتک کے اڈیٹر و منتظم قطعی انکاری ہو کر مجھ کو مکار اور مفتری قرار دیتے ہیں اگر میں ایسا ہی کاذب اور مکار ہوں تو یہ دونوں قسم کھا جائیں کہ ہم نے یہ نشان نہیں دیکھے۔ سو آج تک اُنہوں نے قسم نہیں کھائی مگر ان تینوں کے بارہ میں یعنے سوم راج اور اچھر چند اور بھگت رام کی نسبت جو کچھ مجھے خدا سے معلوم ہوا میں نے اس رسالہ میں لکھ دیا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک دُعا ہے جو اسی رسالہ کے ٹائٹل پیج کر

صفحہ دوسرے میں لکھی گئی اور وہ شعر یہ ہیں :-

موت لیکھو بڑی کرامت ہے — پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے
میرے مالک تو انکو خود سمجھا — آسماں سے پھر اک نشاں دکھلا

اس شعر کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے چاہا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت کی طرح خدا قادیان کے آریوں پر عذاب کے طور پر کوئی نشان ظاہر کرے۔ پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں میں نے یہ پیشگوئی ان لوگوں کے حق میں کی کہ یہ لوگ ان نبیوں کی تکذیب میں جنکی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے ضرور اسکا فیصلہ کریگا وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کے لئے کوئی ہاتھ دکھلائیگا...... خدا انکا اور ہمارا فیصلہ کرے اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۳ سے ۵۴ تک پیشگوئی کے طور پر اخبار شبھ چنتک کے اڈیٹر وغیرہ کی نسبت یہ شعر ہیں :-

یہ پیشگوئی لیکھرام وغیرہ شبھ چنتک منتظمین کے متعلق ہے

کہنے کو وید والے پر دل ہیں سب کے کالے — پردہ اٹھا کے دیکھو ان میں بھرا یہی ہے
فطرت کے ہیں درندے مُردار ہیں نہ زندے — ہر دم زباں کے گندے قہر خدا یہی ہے
دینِ خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر — سب گالیوں پہ اُترے دل میں اٹھا یہی ہے
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں انکے ہرگز — وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے
ہمنے ہے جسکو مانا قادر ہے وہ توانا — اُسنے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا یہی ہے *

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۶ میں چند شعر بطور پیشگوئی کے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے — اِن شوخیوں کو چھوڑو راہِ حیا یہی ہے
مجھکو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے — بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے
جسکی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر — ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا — گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

یعنی جو آریہ لیکھرام کی طرح بدزبانی سے باز نہیں آتا وہ بھی عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

یہ ہیں پیشگوئیاں جو اسوقت کی گئیں۔ جب اخبار شبھ چنتک کے اڈیٹر اور منتظم گالیاں دینے میں حد سے

* منشی اللہ دتا سابق پوسٹ ماسٹر قادیان حال ہیڈ کلرک ڈاکخانہ امرتسر ہیڈ آفس بنام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم مندرجہ ذیل خط امرتسر سے لکھتے ہیں اور وہ ہماری جماعت میں داخل نہیں ہیں بلکہ ہمارے مخالفوں کی جماعت میں سے ہیں اور مضمون خط یہ ہے۔ لالہ اچھر چند صاحب آریہ قادیان کی طاعونی موت کا حال سنکر مجھے اس دن کی گفتگو یاد آگئی کہ جو میرے سامنے آپکی اور لالہ اچھر چند کے درمیان ہوئی تھی جو بالکل درست ہوئی اور وہ اس طرح پر تھی کہ ایکدن لالہ اچھر چند اور آپکے درمیان حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ اور اثناء گفتگو میں آپنے کہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کا طاعون سے محفوظ رہنا ایک نشان ہے اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ میں طاعون سے محفوظ رہونگا اس پر لالہ اچھر چند نے کہا تھا کہ لو میں بھی مرزا صاحب کی طرح دعویٰ کرتا ہوں کہ میں طاعون سے نہیں مرونگا۔ جس پر اب میں نے اسکو کہا تھا کہ وہ ضرور طاعون سے ہلاک ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ والسلام۔ ۲۴۔ اپریل ۱۹۰۶ء

بڑھ گئے اور خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ اب وہ ہلاک ہونیکو ہیں چنانچہ اکثر وہ الہام اخبار بدر اور الحکم میں بھی شایع ہو گئے۔ تب بعد اِس کے اُن بدقسمتوں کی سزا کا وقت آگیا اور یہ تین آدمی تھے ایک کا نام سوم راج تھا دوسرے کا نام اچھر چند تھا تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ پس خدا کے قہری طمانچہ نے تین دن کے اندر ہی ان کا کام تمام کر دیا۔ اور تینوں طاعون کے شکار ہو گئے اور انکی بلا انکی اولاد اور اہل و عیال پر بھی پڑی چنانچہ سوم راج نہ مرا جبتک اُس نے اپنے عزیز اولاد کی موت طاعون سے نہ دیکھ لی۔ یہ ہے پاداش شرارتوں اور شوخیوں کی۔ مگر ابھی میں نہیں باور کر سکتا کہ باقیماندہ رفیق ان لوگوں کے جو قادیان میں موجود ہیں شرارتوں سے باز آجائینگے برگزیدہ نبیوں کی روحیں انکی بدزبانی اور توہین کی وجہ سے اپنے خدائے قدیر کے آگے فریاد کر رہی ہیں۔ پس وہ پاک روحیں بلاشبہ یہ عزت رکھتی ہیں کہ خدا کی غیرت اُن کیلئے بھڑکے۔ اسلئے یقیناً سمجھو کہ یہ قوم اپنے ہاتھ سے فنا کا بیج بو رہی ہے یاد رہے کہ ناپاک طبع لوگ ہرگز سرسبز نہیں ہو سکتے اور جو درخت خشک بھی ہو اور پھر زہریلہ وہ کیونکر محفوظ رکھنے کے لایق ٹھیر سکتا ہے بلکہ وہ سب سے پہلے کاٹا جائیگا۔ اور یہ مت خیال کرو کہ اِن تینوں کا طاعون سے مرنا ایک نشان ہے بلکہ یہ تین نشان ہیں۔ اور اب ہم منتظر ہیں کہ اب ان کا جانشین قادیان میں کون ہوتا ہے اور کب وہ انکی طرح میری نسبت اخبار میں شایع کرتا ہے کہ یہ شخص مکّار اور کاذب ہے اور ہم نے اسکا کوئی نشان نہیں دیکھا۔

اے قادیان کے آریو! خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرو اور جھوٹ بولنے پر کمربستہ نہ ہو جاؤ وہ ایک دم میں ظالم اور گستاخ آدمی کو فنا کر سکتا ہے۔ وہ عظیم الشان نشان جو تمنے دیکھے اگر کوئی شریف طبع آریہ دیکھتا تو قبول کر لیتا کون انسان یہ پیشگوئی کر سکتا ہے کہ اسکی گمنامی اور کس مپرسی کے زمانہ کے بعد اُس پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ لاکھوں انسان اُس کے تابع ہو جائیں گے اور مخالفوں کے مکروں سے وہ پیشگوئی نہیں ٹلیگی۔ اور کون ناداری کے زمانہ میں یہ خبر دیسکتا ہے کہ اس پر ایک ایسا وقت بھی آنیوالا ہے

کہ ایک دُنیا تحائف اور اموال کے ساتھ اسکی طرف رجوع کرے گی اور خدا اُن کے دلوں میں الہام کریگا کہ پورے صدق اور اخلاص سے اسکی مدد کریں اور اسکی راہ میں فدا ہوں۔ پس اے آریو! تمہیں معلوم ہے کہ میری گمنامی اور ناداری کے زمانہ میں جبکہ میں دُنیا کی نظر سے پوشیدہ تھا خدا نے براہین احمدیہ میں یہی خبریں دی تھیں جو اب میں نے لکھیں اور اس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ ہر ایک طرف سے دُنیا تیری طرف رجوع کریگی اور لاکھوں انسان خدمت کے لئے حاضر ہوجائیں گے اور اس قدر لوگ آئینگے کہ قریب ہے کہ تو انکی ملاقات سے تھک جائے یا بدخلقی کرے اور ان کے آنے سے راہیں گہری ہوجائینگی۔ اور ایک زمانہ تیری طرف اُلٹ آئیگا اور دشمن زور لگائینگے کہ ایسا نہ ہو مگر خدا اپنی بات کو پوری کریگا۔ پس تم سب سے پہلے اس پیشگوئی کے گواہ تھے پھر دانستہ اپنی گواہی کو چھپا۔

اے بیخوف اور سخت دل قوم! کیا تم نے اس عظیم الشان پیشگوئی کو براہین احمدیہ میں نہیں پڑھا اور کیا تم اسکے گواہ نہیں ہو کہ درحقیقت یہ پیشگوئیاں اس زمانہ کی ہیں کہ جبکہ کوئی عقل یہ رائے ظاہر نہیں کرسکتی تھی کہ ایسا کبھی ہوجائیگا۔ اور کیا تم کہہ سکتے ہو کہ دُنیا میں کوئی انسان ایسی پیشگوئی ایسے گمنامی کے زمانہ میں کرسکتا ہے۔ اگر دنیا میں اسکی کوئی اور بھی نظیر ہے تو پیش کرو ورنہ یقیناً سمجھو کہ خدا کی حجت تم پر پوری ہوچکی اب تم کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔ جو شخص خدا کے نشان کو بیعزتی سے دیکھتا ہے وہ اول درجہ کا خبیث فطرت اور ناپاک طبع ہوتا ہے اور نہیں مرتا جبتک کوئی دوسرا غضب کا نشان نہ دیکھ لے۔ سو تم شوخیوں سے باز آجاؤ ایسا نہ ہو کہ خدا کا قہر تم پر وارد ہوجاوے اور تم نیست و نابود ہوجاؤ۔ وہ قادر خدا انسان سے تھک نہیں سکتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کوئی اور نشان دکھائیگا کیونکہ دُنیا نے اُسکے نشانوں کو قبول نہیں کیا اور ہنسی ٹھٹھا کیا۔ عجیب حالت زمین کی ہے گویا مرگئی کوئی شخص تقوے کی آنکھ سے نہیں دیکھتا کہ کہاں تک حقیقت کھل گئی ہے۔ تکذیب کی طرف جھک گئے ہیں اور خدا کے نشانوں سے کوئی فایدہ نہیں اٹھاتے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں صرف قصے ہیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشانوں پر اُن قصوں کو ترجیح دیتے ہیں اسلئے میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے یہ علامات ردّی ہیں نہ معلوم کہ کیا ہونے والا ہے کہ دل سخت ہوگئے اور

آنکھیں اندھی ہوگئیں اور خوف خدا جاتا رہا پر میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ بعد اس کے اور نشان ہیں جو قیامت کا نمونہ ہیں۔ کاش لوگ سمجھتے اور آنیوالے قہر سے بچ جاتے خدا نے فرمایا کہ ایک قیامت برپا ہوئی یعنی ہوگی ۲۷۔ اپریل ۱۹۰۷ء تھی جب یہ الہام ہوا۔

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائیگا
ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے

تری مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑکر سلامت آنیوالی ہے

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو مَیں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنیوالی ہے

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنیوالی ہے

خدا رسوا کریگا تمکو مَیں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنیوالی ہے

خدا ظاہر کریگا اک نشاں پُر رعب پُر ہیبت
دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنیوالی ہے

خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خدا سے یہ علامت آنیوالی ہے

نشان نمبر ۲۰۲ میرے ایک دوست سیّد ناصر شاہ اورسیر اس گردش اور تشویش میں مبتلا ہوگئے تھے کہ وہ گلگت میں تبدیل کئے گئے تھے اور وہ سفر شدید اور تکالیف شاقہ کا تحمل نہیں کر سکتے تھے آخر وہ رخصت لیکر دعا کرانے کے لئے میرے پاس آئے تا وہ جمّوں میں متعیّن ہوں اور گلگت میں نہ جائیں اور یہ امر بظاہر محال تھا کیونکہ گلگت میں اُنکی تبدیلی ہوچکی تھی اِسلئے وہ نہایت مضطرب تھے۔ میںنے ایک رات ان کے لئے اور نیز کئی اور دعائیں کیں اور شوکت اسلام کیلئے بھی دعا کی اور نماز تہجد میں دعائیں کرتا رہا۔ تب تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ خدا نے مجھے خبر دی کہ تمام دعائیں قبول ہوگئیں جن میں قوت اور شوکت اسلام بھی ہے اس پیرایہ میں مجھے اطلاع دی گئی کہ سیّد ناصر شاہ کی تبدیلی ملتوی کی گئی۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ خدا نے اُن کے بارے میں میری دعا قبول کی اور نیز اِس وجہ سے بھی خوشی ہوئی کہ خدا کے فضل اور رحمت کے بڑے نشان یہ ہیں کہ وہ دعا قبول کرے

فی الفور میں نے اُن کو اطلاع دیدی کہ تمہاری نسبت میری دعا قبول ہوگئی۔ پھر بعد اس کے شاید تیسرے دن یا چوتھے دن ریاست کے کسی اہلکار کا اُن کو خط آگیا کہ آپ کی تبدیلی ملتوی کی گئی تب وہ چند روز بعد مجھ سے رخصت ہو کر جموں چلے گئے اور جموں میں جا کر انہوں نے وہ خط بھیجا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

بحضور اقدس حضرت پیر و مرشد مسیح موعود و مہدی معہود دام ظلکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضور والا کی خدمت میں۔ میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ کہ خاکسار کی تعیناتی خاص جموں نمبر اول سب ڈویزن میں ہوگئی ہے احکامات جاری ہوگئے ہیں اور اب یہ خاکسار گلگت نہیں جائیگا۔ الحمد للہ رب العالمین کہ حضور والا کی دُعائیں خداوند کریم نے قبول فرمائیں اور حضور کی دُعا کے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے دور دراز سفر سے اس عاجز کو نجات بخشی۔ جناب عالی یہ خاکسار کیلئے بڑا معجزہ ظہور میں آیا ہے میرے پیارے مسیح اور مہدی میری جان و مال آپ پر قربان ہو مجھے زیادہ تر یہ خوشی حاصل ہوئی کہ حضور والا کا وہ الہام پورا ہوا کہ آج وہ دعائیں قبول ہوئیں جو انہیں قوت اور شوکت اسلام بھی ہے اور حضور نے مجھے فرمایا تھا کہ ان دعاؤں میں سے یہ دُعا بھی تھی کہ تمہاری گلگت کی تبدیلی ملتوی رہ جائے اور جموں میں تعیناتی ہو جسکی قبولیت کی اطلاع مل گئی ہے۔ سو خدا کا شکر ہے کہ خدا کے فرمودہ کے مطابق ظہور میں آگیا۔ الحمد للہ! الحمد للہ!!

خاکسار نابکار سید ناصر شاہ اوورسیر سب ڈویزنل افسر جموں

مورخہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۷ء

نشان نمبر ۲۰۳۔ تیرہ اپریل ۱۹۰۷ء سے چند روز پہلے مجھے یہ الہام ہوا کہ ارادت زمان الزلزلۃ چنانچہ یہ الہام بدر اور الحکم دونوں اخباروں میں قبل از وقت شائع کر دیا گیا تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ اب میں پھر زلزلوں کا زمانہ لاؤں گا سو اسکے بعد ایک زلزلہ تو پنجاب میں آیا جسکی نسبت خیر آباد ضلع پشاور سے مجھے خبر ملی کہ وہ سخت زلزلہ اور قیامت کا نمونہ تھا

ایسا ہی لارنس پور اور اور بہت سے مقامات سے اس زلزلہ کی خبر ملی اور بہت سے دوستوں نے خط لکھے اور اخبار سول اینڈ ملٹری میں بھی اسکی خبر شایع کی گئی۔

پھر انگریزی اخباروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ایسا ہی اس الہام کے بعد امریکہ اور بعض حصہ یورپ میں تین سخت زلزلے آئے۔ اور بعض شہر تباہ ہوگئے لیکن چونکہ پیشگوئی میں عموم ہے اسلئے سمجھا جاتا ہے کہ اسی پر بس نہیں ہوگا بلکہ اور زلزلے بھی آئینگے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ پھر میں زلزلوں کو زمین پر ظاہر کروں گا سو ان زلزلوں کا منتظر رہنا چاہیئے۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔

نشان نمبر ۲۰۴ } مولوی عبد المجید ساکن دہلی نے اپنی کتاب بیانُ للناس میں میرا ذکر کرکے اور بالمقابل اپنے تئیں رکھ کر مباہلہ کے طور پر بددعا کی تھی تا کاذب صادق کی زندگی میں فنا ہو۔ سو وہ میری زندگی میں ناگہانی موت سے مرگیا۔ یہ مقام عبرت ہے۔

نشان نمبر ۲۰۵ } پھر ایک اور شخص ابو الحسن نام[*] نے میری ردّ میں ایک کتاب بنائی تھی جس کا نام ہے بجلی آسمانی بر سرِ دجّال قادیانی جس کے کئی مقامات میں کاذب کی موت کے لئے بددعا ہے بلکہ فرضی طور پر میری وفات کا وقوع ذکر کرکے پنجابی زبان میں ایک سیاپا لکھا ہے گویا میں مرگیا ہوں اور وہ مولوی میرا سیاپا میری موت کے بعد کرتا ہے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی مذکور اس کتاب کے شایع کرنے کے بعد خود طاعون سے مرگیا پھر ایک اور شخص ابو الحسن عبد الکریم نام نے دوبارہ اس کتاب کو چھپوایا وہ بھی حال کے طاعون کے دنوں میں طاعون کا شکار ہوگیا۔ تعجب کہ باوجود ان تمام نشانوں کے کوئی سوچتا نہیں کہ جس شخص کے شامل حال اس قدر نصرت الٰہی ہے وہ کیونکر کاذب ہوسکتا ہے۔ اے پڑھنے والے اس کتاب کے خدا سے ڈر۔ اور ایک دفعہ اول سے آخر تک اس کتاب کو دیکھ اور اس قادر مطلق سے درخواست کر کہ وہ تیرے دل کو سچائی کے لئے کھول دے اور خدا کی

[*] اس شخص کا نام محمد جان ہے المعروف مولوی محمد ابو الحسن مؤلف شرح صحیح بخاری المعروف بہ فیض الباری ساکن بیجگرائیں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ اس ضلع میں یہ ایک مشہور مولوی تھا وہ اپنی کتاب بجلی آسمانی کے صفحہ ۲۳ سطر ۱۷ اور سطر ۱۸ کے شعر میں لکھتا ہے کہ میں دعا کرتا ہوں کہ مرزا کی خدا بیخکنی کرے اور اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے اور وہ مرجائے اور پھر اس کتاب کے صفحہ ۱۰ سطر ۱۵ میں دوسرا حصہ اس کتاب یعنی بجلی آسمانی کا وعدہ کرکے یہ شعر میری نسبت لکھا ہے۔ نبیاں تائیں اس تتنی لائیاں ٹریاں سلّاں۔ دوجے حصے اندر دیکھیں میریاں اُسدیاں گلّاں۔ ابھی اس بدقسمت مولوی نے دوسرا حصہ اپنی کتاب بجلی آسمانی کا طیار نہیں کیا تھا کہ طاعون کی بجلی اُس پر پڑ گئی۔ اُنیس دن تک نہایت جان کندنی کی حالت میں رہا۔ آخر بڑے دکھ کے بعد جان دی اور پھر صفحہ ۱۰ سطر ۱۹ میں مولوی صاحب میری نسبت یہ پیشگوئی کرتے ہیں۔ توبہ کر جلدی اے ملحد موت نیڑے ہی آئی۔ اجکل مر دنیا توں غافل ہونا ہیں توں راہی۔ یعنی جلدی توبہ کر کہ تیری موت نزدیک آگئی ہے اور اے غافل آجکل ہی تو مر جائیگا۔ اور دنیا سے سفر کریگا۔ شاید یہ مولوی صاحب کا الہام ہے یا خواب مگر عرصہ دو سال کا گذرا ہے کہ یہ مولوی صاحب آپ ہی طاعون سے مر گئے اور دیکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ انیس دن تک پلیگ میں مبتلا رہ کر چیخیں مارتے رہے اور نہایت دردناک حالت میں جان دی اور پھر یہ مولوی صاحب

(باقی دیکھو صفحہ ۱۶۰)

رحمت سے نومیدمت ہو۔

مرد میدان باش وحالِ ما ببین	نُصرتِ آں ذوالجلال ما ببین
طعنہ ہا بے امتحان نامردی است	امتحان کُن پس مآلِ ما ببین

اے عزیز عباد الرحمٰن کی نسبت جلدی سے بدظنی کرنا جائز نہیں جن لوگوں نے پہلے برگزیدوں کی نسبت بدظنیاں کیں اونہوں نے کیا پھل پایا۔ اور یہ خیال بھی اپنے دلوں میں سے نکال دو کہ جبتک وہ تمام علامتیں مسیح موعود اور مہدی معہود کی (جو صرف ظنّی روایات کی بناء پر تمہارے دلوں میں ہیں) پوری نہ ہولیں تب تک قبول کرنا ہرگز روا نہیں۔ یہ قول اُن یہودیوں کے قول سے مشابہ ہے جنہوں نے حضرت عیسٰی کو قبول کیا اور نہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ کیونکہ جو کچھ اپنی روایتوں کی بناء پر نشانیاں قرار دی تھیں وہ سب پوری نہ ہوئیں۔ پس کیا تم گمان کرتے ہو کہ وہ تمہاری قرار دادہ علامتیں پوری ہوجائینگی نہیں بلکہ ایسی پیشگوئیوں میں ایک امتحان بھی مخفی ہوتا ہے اور خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کے نشانوں کو عزت کی نگہ سے دیکھتے ہو یا نہیں تمام روایات کب سچی ہوسکتی ہیں بہت سی جھوٹی باتیں ملجاتی ہیں اُن پر پورا تکیہ کرنا خطرناک ہے۔

یہ تو بتلاؤ کہ کس نبی کی نسبت مقرر کردہ علامات پوری ہوگئیں جو پہلی قوم نے مقرر کر رکھی تھیں۔ پس خدا سے ڈرو اور پہلے بدقسمت منکروں کی طرح خدا کے مرسل کو اِس بناء پر ردّمت کرو کہ تم نے اُس میں وہ تمام مقرر کردہ علامتیں نہ پائیں اور یقیناً یاد رکھو کہ یہ بات کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کہ انکی تمام مقرر کردہ علامتیں آنیوالے نبی میں پائی جائیں اسی لئے اونہوں نے ٹھوکریں کھائیں اور جہنم میں پڑے ورنہ تمام علامتیں پاکر پھر انکار کرنا انسان کی فطرت میں داخل نہیں۔ کوئی بات ٹھوکر کھانے کی ہوتی ہے جس سے بدقسمت انسان ٹھوکر کھاتا ہے۔ یہود کا گمان تھا کہ مسیح آنے والا ایک بادشاہ کی صورت میں آئیگا اور اُس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اسی وجہ سے آجتک اونہوں نے حضرت عیسٰی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۹) پیشگوئی کیطرف اسی کتاب بجلی آسمانی کے صفحہ ۷ میں یہ چند شعر لکھتے ہیں: مرزا مویا خوشیوں میں سوں راتیں نیند نہ آئی مرزا گذر گیا۔ مرزا مویا بیشک جانو میں ہن نصرت پائی مرزا گذر جاویگا۔ یعنی بیشک مرزا گذر جاویگا اور مجھ فتح ہوگی اور پھر صفحہ ۸ کے اخیر میں لکھتا ہے کہ طاعون کے پھیلنے کی خبر مرزا نے دی تھی۔ وہ بھی ظہور میں آئی مگر مولوی صاحب کو معلوم نہ تھا کہ خود طاعون سے مرینگے۔ قدرت الٰہی ہے کہ انہیں پر بجلی آسمانی گری۔ منہ

٭ ہم ان نشانوں کو ڈیڑھ سو یا پانچ پر ختم کر چکے تھے۔ کہ ایک اور رسالہ ہمیں دستیاب ہوا جس نے ان نشانوں کو دو سو ۲۰۶ تک پہنچا دیا۔ اس رسالہ کا نام درّۂ محمدی ہے اور مصنف کا نام امداد علی ہے۔ اس شخص نے اپنی کتاب کے صفحہ سات میں میری نسبت شعر لکھا ہے۔ اللہ اپنے پیغمبر نائیں جلد بکلاوے ساہا جس کاذب نے دنیا اندر ہنیرے جلو چالے یعنی اس شخص کو خدا جلد موت دے۔ پھر صفحہ ۹ میں میری نسبت لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھتا ہے اور دوسرا حصہ کتاب کے بنانے کا وعدہ کرتا ہے اور ابھی دوسرا حصہ کی نوبت نہیں آئی کہ طاعون میں پکڑا گیا اور اپنا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹتا تھا۔ آخر اسی حالت میں مر گیا یہ ہیں ملہم صاحبان جو مجھے جھوٹا ٹھیراتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ منہ

کو قبول نہیں کیا کیونکہ نہ تو اُن سے پہلے الیاس نبی آسمان سے اُترا اور نہ حضرت عیسیٰ بادشاہ ہوئے کوشش تو کی گئی مگر اُس میں ناکام رہے اور پھر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہودیوں کے عالموں بلکہ اُن کے تمام نبیوں نے بھی یہی سمجھ رکھا تھا کہ وہ آخرالزمان نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا۔ مگر ایسا ظہور میں نہ آیا بلکہ وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہوگیا۔ تب لاکھوں یہودی دولتِ قبول سے محروم رہ گئے۔ اگر خدا چاہتا تو ایسی صراحت سے علامتیں بیان کر دیتا کہ یہودی ٹھوکر نہ کھاتے مگر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ صراحت نہیں کی گئی تو پھر اور کس کیلئے کیجاتی۔ پس یاد رکھو کہ ایسی پیشگوئیوں میں امتحان بھی مقصود ہوتا ہے۔ جو لوگ عقل سلیم رکھتے ہیں وہ اِس امتحان کے وقت تباہ نہیں ہوتے اور روایات کو صرف ایک ظنی ذخیرہ خیال کر لیتے ہیں اور یہ بھی سمجھ لیتے ہیں کہ اگر کوئی روایت یا حدیث صحیح بھی ہو تب بھی اسکے معنی کرنے میں غلطی ہو سکتی ہے۔ پس وہ تمام مدارِ شناخت کا خدا کی نصرت اور خدا کی تائید اور خدا کے نشانوں اور شہادتوں کو قرار دیتے ہیں اور جس قدر علامتیں روایتوں کے ذریعہ سے میسر آگئی ہیں اُن کو کافی سمجھتے ہیں اور باقی روایتوں کو ایک ردّی متاع کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ یہی طریق سعید فطرت یہودیوں نے اختیار کیا تھا جو مسلمان ہوگئے تھے اور یہی طریق ہمیشہ سے راستبازوں کا چلا آیا ہے اور اگر راستبازوں اور خدا ترسوں کا یہ طریق نہ ہوتا تو ایک نفس بھی یہودیوں اور عیسائیوں میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لا سکتا اور نہ کوئی یہودی حضرت عیسیٰؑ کو قبول کر سکتا بہت سے یہودی اِس ملک میں رہتے ہیں ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیوں وہ لوگ حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے آخر وہ دیوانہ نہیں ہیں کوئی عذر تو اُن کے پاس ہے۔ پس تم یاد رکھو کہ انکی طرف سے تم یہی جواب پاؤ گے کہ وہ علامتیں جو انکی احادیث اور روایتوں میں لکھی تھیں پوری نہیں ہوئیں اور اس طرح پر وہ اِس ضد پر قائم رہ کر واصل جہنم ہوگئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ اب جبکہ ثابت ہوا کہ تمام قرارداده علامتوں کا پورا ہونا شرط

ایمان قرار دینا جہنم کی راہ ہے جسکی وجہ سے کئی لاکھ یہودی واصل جہنم ہو چکے تو اس راہ کو
تم کیوں اختیار کرتے ہو۔ مومن کو چاہئیے کہ دوسرے کے حالات سے عبرت پکڑے کیا تم تعجب
کرتے ہو کہ جس امتحان میں خدا تعالیٰ نے یہودیوں کو ڈالا تھا وہی امتحان تمہارا بھی کیا گیا ہو خدا تعالیٰ فرماتا ہے
الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ۔ یقیناً سمجھو کہ
یہ کاروبار خدا کا ہے نہ انسان کا پس قبول کرنے میں سابقین میں داخل ہو جاؤ۔ اور خدا
سے مت لڑو کہ اُس نے ایسا کیوں کیا اور اگر تم تقویٰ کی نظر سے دیکھو تو تم سمجھ سکتے ہو
کہ جس قدر تم نے مخالف روایات کو مضبوط پکڑ لیا ہے عقل اور انصاف تم پر یہ واجب نہیں
کرتا کہ تم ضرور ایسا کرو۔ کیونکہ وہ سب مجموعہ ظنیات ہے کہ جو احتمال کذب بھی رکھتا ہے اور قابل تاویل بھی ہے
پس اپنی جانوں پر رحم کرو یقین کے پہلو کو کیوں چھوڑتے ہو کیا ظن یقین کے ساتھ
برابر ہو سکتا ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ وہ روایتیں صحیح نہ ہوں جن کو تم صحیح سمجھتے ہو۔ یا اور معنی ہوں
کیا وہ بلا جو یہودیوں کو تمام علامتوں پر ضد کرنے سے پیش آئی وہ تمہیں پیش نہیں آسکتی
سو تم اُن کی لغزشوں سے فائدہ اُٹھالو۔ یاد رکھو کہ قرآن کریم کی نصوص قطعیۃ الدلالت سے
کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں بلکہ اُن کی موت ثابت
ہوتی ہے پس جسکو قرآن مارتا ہے اُسکو تم کیوں زندہ کہتے ہو۔ نبی آسمان پر زندہ
تو ہیں مگر سب کی یکساں زندگی ہے عیسےٰ کیلئے کوئی نرالی زندگی نہیں۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سب سے زیادہ آسمانی زندگی رکھتے ہیں۔ اور سورہ نور کو غور سے پڑھو اُسمیں
یہی پاؤ گے کہ آنے والے خلیفے سب اسی امت میں سے ہیں۔ اور جبکہ یہود اس امت
میں سے بھی پیدا ہونیوالے ہیں تو تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ مسیح موعود بھی اِسی اُمت میں سے ہو
اور مجھے کب خواہش تھی کہ میں مسیح موعود بنتا اور اگر مجھے یہ خواہش ہوتی تو میں براہین احمدیہ
میں اپنے پہلے اعتقاد کی بنا پر کیوں لکھتا کہ مسیح آسمان سے آئیگا حالانکہ اُسی براہین میں خدا نے
میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ مینے پہلے اعتقاد کو نہیں چھوڑا تھا جبتک خدا نے

روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھوڑا یا۔ پس میں یقین کو چھوڑ کر تمہاری ظنی روایات کو کیونکر قبول کر سکتا ہوں اور بصیرت کو چھوڑ کر ظنی ڈھکوسلے کیونکر اختیار کر سکتا ہوں جن کا باطل ہونا خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا جیسا کہ یہودیوں کی روایات اور احادیث کا باطل ہونا خدا نے حضرت عیسٰیؑ اور آنحضرت صلعم پر ظاہر کر دیا۔ پس وہ بصیرت جو زبردست نشانوں کے ساتھ دیگئی ہے میں اسکو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ خدا نے مجھ پر ظاہر کر دیا ہے کہ وہ کل روایتیں صحیح نہیں تھیں کچھ تو صحیح تھیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور کچھ ردّی اور موضوعات کا ذخیرہ تھا جس کا غلط ہونا کھل گیا اور کچھ احادیث صحیحہ کے سمجھنے میں غلطیاں تھیں اگر ایسا نہ ہوتا تو مسیح موعود کا نام حکم کیوں رکھا جاتا۔ کیونکہ اگر مسیح موعود پر واجب ہے کہ وہ ظاہر ہو کر سب روایات کو مان لے تو پھر کن معنوں سے وہ حکم کہلا سکتا ہے۔ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے شناخت کیا جاتا ہے اور ہر ایک غلام کی عزت اُسکے آقا کی عنایات سے معلوم ہو سکتی ہے اور ہر ایک خوشبو اپنی شہادت آپ دیتی ہے۔ پس کیوں مجھ سے جلدی کرتے ہو اور زبان کی ناپاکی کو انتہا تک پہنچاتے ہو۔ صبر کرو اور تقوے سے کام لو۔ اگر میں صادق نہیں اور چوروں اور رہزنوں کی طرح ہوں تو کب تک یہ چوری اور رہزنی پیش جا سکتی ہے۔ ؎

آنکہ آید از خدا آید بدو نصرت دواں ۔۔۔ خدمت او می کند شمس و قمر چوں چاکراں
صادقاں را از خدا نورے عنایت میشود ۔۔۔ عشق آں یار ازل می تابد اندر روئے شاں
از پئے ہمدردئ دنیا مصیبت می کشند ۔۔۔ خادماں بے اُجرت اند در پردہ پوشانِ جہاں
از گروہِ اہلِ نخوت لااُبالی مے زیند ۔۔۔ بادشاہانِ دو عالم بے نیاز از حاسداں
دل سپردن دلستاں را سیرتِ ایشاں بود ۔۔۔ جاں دہند از بہر آں دلدار وقتِ امتحاں

اب ہم نشانوں کو اسی قدر پر ختم کر کے دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ اِن نشانوں سے فائدہ اُٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار

کریں اور بغض اور کینہ کو چھوڑ دیں۔ اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سُن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اُٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

تمت بالخیر

اس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایک اور نشان مباہلہ کے رنگ میں اور دوسرا نشان پیشگوئی کے طور پر ظاہر ہوا جس سے دوسو آٹھ ۲۰۸ نمبر نشانوں کا پورا ہوتا ہے لہٰذا ان نشانوں کے لئے دو اور ورق کتاب میں بڑھانے پڑے وھذا من فضل ربّی انّ ربّی ذو الفضل العظیم ولہ الحمد فی الاولٰی والاٰخرۃ وھو المولی الکریم۔

فیصلہ بذریعہ مباہلہ کا ایک اور تازہ نشان

نشان ۲۰۷۔ ذیل میں وہ مباہلہ درج کیا جاتا ہے جو ہماری جماعت کے ایک ممبر منشی مہتاب علی صاحب نے فیض اللہ خاں بن ظفر الدین احمد سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کے ساتھ ۱۲۔ جون ۱۹۰۶ء کو کیا تھا۔ اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیض اللہ خاں اپنی خواہش کے مطابق مرض طاعون میں گرفتار ہو کر ۱۳۔ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم بیساکھ سمت ۱۹۶۳ میں نہ صرف خود ہی ہلاک ہوا بلکہ اپنے بعض دیگر عزیزوں کو بھی لے ڈوبا۔

اس جگہ اس بات کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ اس شخص فیض اللہ خاں کا باپ قاضی ظفر الدین بھی ہمارے سلسلہ کا سخت مخالف تھا اور جب اُس نے اس سلسلہ کے برخلاف ایک عربی نظم لکھنی شروع کی* تو ہنوز اُسے پورا نہ کر چکا تھا اور مسوّدہ اُس کے گھر میں تھا۔ چھاپنے تک نوبت نہ پہنچی تھی کہ وہ مر گیا۔ اب اُس مباہلہ کی تحریر کی عبارت طرفین کی نقل کی جاتی ہے۔ دونوں فریق کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں۔

تحریر دستخطی فیض اللہ خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔

بعد حمد و صلوات برسول رب العلمین کے میں قاضی فیض اللہ خاں بن قاضی ظفر الدین احمد مرحوم ایک مسلمان حنفی مُسنّت ہونیکا پورا تابعدار اس بات کا قایل ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو کہ خاتم النبیین ہو چکے ہیں وحی کا نازل ہونا خلاف مذہب قرآن و حدیث ہے۔ اور مرزا صاحب کے اس دعویٰ کی تردید کرتا ہوں کہ وہ مثیل و مسیح موعود ہیں اور منشی مہتاب علی صاحب خلف ارشد منشی کریم بخش صاحب ساکنہ شہر جالندھر جو کہ مرزا صاحب موصوف کے تابع ہیں۔ دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص انکے اس دعویٰ کی تردید کرے اُس پر عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ لہٰذا میں یہ دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو شخص جھوٹا ہے۔ اُس پر عذاب الٰہی نازل ہو۔ مثل موت یا بیماری طاعون یا مقدمہ میں گرفتاری۔ اور میں مطابقت

* ایک قصیدہ میں نے عربی میں تالیف کیا تھا جس کا نام اعجاز احمدی رکھا تھا اور الہامی طور پر بتلایا گیا تھا کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکیگا اور اگر طاقت بھی رکھتا ہوگا تو خدا کوئی روک ڈالدیگا پس قاضی ظفر الدین جو نہایت درجہ اپنی طینت میں خمیر انکار اور تعصب اور خود بینی رکھتا تھا اُس نے اس قصیدہ کا جواب لکھنا شروع کیا تا خدا کے فرمودہ کی تکذیب کرے پس ابھی وہ لکھ ہی رہا تھا کہ ملک الموت نے اسکا کام تمام کر دیا۔ منہ

سنّت نبوی کے ایک سال کی میعاد ٹھیراتا ہوں اور یہ شرط کرتا ہوں کہ اگر یہ عذاب میرے یا منشی مہتاب علی کے بغیر کسی اور شخص قرابتی پر ہو تو یہ شرط میں داخل نہ ہوگا۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ واٰلہٖ وصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

قاضی فیض اللہ خان ساکنہ جنڈیالہ باغوالہ ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۱۲۔ جون سنہ ۱۹۰۶ء

تحریر و دستخطی منشی مہتاب علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی

مَیں حضرت اقدس حضرت مرزا غلام احمدؐ کو سچا مسیح سمجھتا ہوں اور انکا ہر ایک دعویٰ جو دین کے متعلق ہے بلا کسی شک و شبہ کے صحیح مانتا ہوں مگر میرے مقابلہ پر قاضی فیض اللہ خلف الرشید قاضی ظفر الدین مرحوم یقین کے ساتھ کہتا ہے۔ کہ مرزا صاحب جھوٹا اور انکا دعویٰ بالکل گھڑا ہوا اور خود تراشیدہ ہے اس لیے مَیں قاضی صاحب کے مقابلہ میں مباہلہ کرتا ہوں اور پورا پورا اور کامل یقین مجھے ہے کہ جو ہر دو میں سے جھوٹا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُسپر عذاب الیم نازل کریگا زمین آسمان ٹل جاینگے لیکن یہ عذاب یقیناً نہیں ٹلیگا۔ اور وہ اپنی چمکار دکھا کر رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ قانون جاری ہے اور آخری و بہتر اور اولیٰ طریق کذب اور راستی میں تفریق کرنیکا ہے۔ پس خدا سے میری دعا ہے کہ وہ جلد تر نتیجہ پیدا کرے۔ اے خدا اے خدا تجھ سے کوئی انہونی بات نہیں۔ اگر تو چاہے تو ایک آن میں عذاب نازل کر سکتا ہے لیکن مَیں سُنّت نبوی کے مطابق ایک سال کی میعاد تجویز کرتا ہوں اور وہ عذاب محض مجھ عاجز پر اور یا قاضی صاحب پر نازل ہونا چاہیے مثلاً موت طاعون یا کسی مقدمہ میں ماخوذ ہو جانا یہی شرط ہے اور کسی قرابتی اور اپنے کسی متعلق پر کوئی عذاب نازل ہونا یا اُسکا مرجانا شرط میں داخل نہ ہوگا اور وہ عذاب صرف ہم دونوں سے مخصوص سمجھا جائیگا۔ خاکسار عاجز مہتاب علی سیاح جالندھری مورخہ ۱۲۔ جون ۱۹۰۶ء

ان بالمقابل تحریروں کے بعد جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ قاضی فیض اللہ خان مرض طاعون کے ساتھ جیسا کہ جھوٹے کیلیے بددعا کیگئی تھی اور نیز سال کے اندر جیسا کہ شرط تھی بمقام جموں ہلاک ہو گیا اور بموجب آیت کریمہ ماکان لنفسٍ ان تموت الا باذن اللہ مہتاب علی کو خدا نے طاعون سے بچا لیا کیونکہ وہ اپنے دعویٰ میں صادق تھا۔ اور فیض اللہ خان طاعون کا شکار ہو گیا کیونکہ وہ اپنے دعویٰ میں کاذب تھا۔

ایسی الہامی پیشگوئیاں اور ایسے الہام اُن لوگوں کو بھی ہو سکتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ نہیں ہیں اور معمولی انسانوں میں سے ہیں پس برگزیدوں کی شناخت کے لیے قرآن شریف میں یہی معیار ہے کہ انکی الہامی پیشگوئیوں میں متشابہات کا حصہ کم ہو اور اپنی کثرت اور صفائی میں اس درجہ پر ہوں کہ دنیا میں کوئی اُنکا مقابلہ نہ کر سکے ورنہ اس آیت کی رو سے ایک فاسق کو بھی الہام ہو سکتا ہے جو اس درجہ

خدا کی طرف سے جو پیشگوئی کسی ظالم کے حق میں ہوتی ہے آخر وہ پوری ہو جاتی ہے۔

نشان ۲۰۸- اِس ملک پنجاب میں جب دیانند بانی مبانی آریہ مذہب نے اپنے خیالات پھیلائے اور سفلہ طبع ہندوؤں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر اور ایسے ہی دوسرے انبیاءؑ کی توہین پر چالاک کر دیا اور خود بھی قلم پکڑتے ہی اپنی شیطانی کتابوں میں جابجا خدا کے تمام پاک اور برگزیدہ نبیوں کی تحقیر اور توہین شروع کی- اور خاص اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بہت کچھ جھوٹ کی نجاست کو استعمال کیا اور بزرگ پیغمبروں کو گندی گالیاں دیں۔ تب مجھے اُسکی نسبت الہام ہوا کہ خدا تعالےٰ ایسے موذی کو جلد تر دنیا سے اُٹھالیگا اور یہ بھی الہام ہوا سیھزم الجمع ویولون الدبر- یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا اُنکو شکست دیگا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔ یہ الہام مدّت دراز کا ہے جسپر قریباً تیس۳۰ برس کا عرصہ گذرا ہے جس سے اسجگہ کے ایک آریہ یعنی لالہ شرمپت کو اطلاع دی گئی تھی اور اُس کو کُھلے طور پر کہا گیا تھا کہ اُنکا بدزبان پنڈت دیانند اب جلد تر فوت ہو جائیگا چنانچہ ابھی ایک سال نہیں گذرا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس پنڈت بدزبان سے اپنے دین کو نجات دی اور وہ اجمیر میں مر گیا- اور شرمپت کیلئے یہ ایک بڑا نشان تھا- لیکن اس نے نہ صرف اسی نشان کے فیض سے اپنے آپکو محروم رکھا بلکہ اور بھی کئی کُھلے کُھلے نشان دیکھے۔ مگر پھر بھی بدقسمتی سے اسلام قبول نہ کیا- مَیں نے ایک علیحدہ کتاب میں جس کا نام ہے قادیان کے آریہ اور ہم ان تمام نشانوں کو لکھا ہے جن کا گواہ نہ صرف شرمپت ہے بلکہ قادیان کے اور ہندو بھی گواہ رویت ہیں- افسوس کہ ان لوگوں نے ان نشانوں سے کچھ فایدہ نہ اُٹھایا- بلکہ شوخی اور چالاکی اور شرارت میں بہت بڑھ گئے یہانتک کہ

مسمی سوم راج اور اچھر چند اور بھگت رام نے قادیان میں ایک اخبار نکالا اور اُسکا نام شبھ چنتک رکھا۔ اور اس میں گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا اپنا فرض سمجھا۔ مگر خدا نے ایک مدت سے کئی بار مجھے خبر دے رکھی تھی کہ آریہ سماج کی عمر اب خاتمہ پر ہے۔ چنانچہ مَیں نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۶۶ میں جو ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں شایع ہوئی تھی خدا تعالیٰ سے الہام پاکر پیشگوئی مندرجہ ذیل جو صفحہ ۶۶ کی سطر ۷ و ۸ میں ہے شایع کی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ وہ مذہب (یعنی آریہ مذہب) مُردہ ہے اُس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔

اسی طرح مَیں نے اپنی کتاب نسیم دعوت کے صفحہ ۴ و ۵ میں جو آریوں کے مقابل پر ۲۸۔ فروری ۱۹۰۳ء کو لکھی گئی مندرجہ ذیل پیشگوئی آریوں کے حق میں کی تھی اور وہ یہ ہے۔ ہر ایک شخص محض قوم اور سوسائٹی کے لیے دکھلاتے ہیں خدا کی عظمت اِن لوگوں کے دلوں میں نہیں ..... قادیان کے آریہ خیال کرتے ہیں کہ ہم طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہو گئے ہیں مگر کیا یہ بدزبانیاں اور بے ادبیاں خالی جائینگی؟ سنیے اے غافلو ہمارا اور اُن راستبازوں کا تجربہ ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ خدا کے پاک رسولوں کی بے ادبی کرنا اچھا نہیں۔ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے۔

اور پھر مَیں نے اپنی کتاب قادیان کے آریہ اور ہم۔ میں جو ۲۰۔ فروری ۱۹۰۷ء کو شایع ہوئی ہے اسکے صفحہ ۲۱ و ۲۳ میں یہ پیشگوئی شایع کی تھی۔ یہ لوگ نبیوں کی تکذیب میں جن کی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں خدا جو اپنے بندوں کیلئے غیرت مند ہے ضرور اس کا فیصلہ کریگا وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کے لیے کوئی ہاتھ دکھلائیگا۔ پھر مَیں نے اسی رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم کی نظم میں یعنی صفحہ ۴۵ میں یہ پیشگوئی کی ہے۔ شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں اُنکی ہرگز ٭ وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے ٭ ہم نے ہے جسکو مانا قادر ہے وہ توانا ٭ اُس نے ہی کچھ دکھانا اُس سے رجا یہی ہے ٭ اس پیشگوئی کا ماحصل یہی ہے کہ خدا ان لوگوں کو کوئی ہاتھ دکھائیگا۔ پھر اسی کتاب کے ٹائٹل پیج کے صفحہ ۲ میں یہ شعر ہے ع میرے مالک تُو انکو خود سمجھا ٭ آسماں سے پھر اک نشاں دکھلا ٭ اس دعا کا ماحصل یہ ہے کہ نشان کے طور پر

کوئی اور بلا آریوں پر نازل ہو۔

یہ پیشگوئیاں ہیں جو آریہ سماج کے حق میں کیگئی تھیں۔ سو ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیسے کُھلے کُھلے طور پر ظہور میں آگئی ہیں۔ اور آریہ سماج کا نحس ستارہ ظاہر ہوگیا چنانچہ انکے مطابق قادیان کی آریہ سماج کے پُرجوش ممبر جو اخبار شبھ چنتک کو چلاتے تھے طاعون کے ایک ہی طمانچہ سے سب کے سب ہلاک ہوگئے جیسا کہ کتاب "نسیم دعوت" میں انکا طاعون سے ہلاک ہونا پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا اور دوسرے مقامات کے آریہ پنجاب کے آریوں میں سے جو سرگروہ کہلاتے تھے جن کی شوکت اور شان کی وجہ سے آریہ لوگ شوخ دیدہ ہوگئے تھے اکثر انکے اپنی باغیانہ خیالات سے سزایاب ہوگئے اور بعض اس گورنمنٹ کے قلمرو سے باہر نکالے گئے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے انگریزی سلطنت کے ہزارہا احسان دیکھ کر پھر نمک حرامی کی۔ اور بغاوت کے کلمات سے سخت بدذاتی دکھلائی۔ مگر ضرور تھا کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جو آج سے پانچ برس پہلے ان لوگوں کے زوال اور تباہی کی نسبت بتلائی گئی تھیں۔ اب یقیناً سمجھو کہ آریہ سماجوں کا خاتمہ ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ قبل از وقت ایسی پیشگوئیاں کر سکے؟ پس اس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اور تمام حمد اور جلال اُسی کو مُسلّم ہے جو اسلام کی تائید میں ایسے بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

مَیں اسقدر لکھ چکا تھا کہ آج ۱۲۔ مئی ۱۹۰۷ء روز یکشنبہ کو ایک شخص مجھکو کشفی طور پر دکھلایا گیا مگر مَیں اسکی شکل بھول گیا صرف یہ یاد رہا کہ وہ ایک سخت دشمن ہے کہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں گالیاں دیتا ہے۔ اور سخت بدزبانی کرتا ہے بعد اس کے الہام ہوا۔ بدی کا بدلا بدی ہے اُسکو پلیگ ہوگئی۔ یعنی ہوجائے گی۔ پس مَیں یقین کرتا ہوں۔ کہ جلد یا کچھ دیر سے تم سنو گے کہ کوئی ایسا سخت دشمن پلیگ کا شکار ہوجائیگا۔ اگر ایسا کوئی دشمن جس پر تمہارے دل بول اُٹھیں کہ یہ الہام کا مصداق ہوسکتا ہے طاعون میں مبتلا نہ ہوا تو تمہارا حق ہے کہ تم تکذیب کرو۔ بعد اس کے مجھے دکھلایا گیا کہ ملک میں بہت غفلت اور گناہ

اور شوخی پھیل گئی ہے اور لوگ تکذیب سے باز آنے والے نہیں۔ جب تک خدا اپنا قوی ہاتھ نہ دکھلاوے۔ بعد اس کے الہام ہوا۔ اُس کا نتیجہ **سخت طاعون ہے جو ملک میں پھیلے گی۔ کئی نشان ظاہر ہوں گے۔ کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہوجائیں گے وہ دنیا کو چھوڑ جائینگے۔ ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔ وہ قیامت کے دن ہوں گے زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔ ایک ہولناک نشان**۔ یعنی ان میں سے ایک ہولناک نشان ہوگا شاید وہی زلزلہ ہو جس کا وعدہ ہے یا آسمان سے کوئی اور نشان ظاہر ہو یا طاعون قیامت کا نمونہ دکھلاوے۔ پھر خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ **میری رحمت تجھ کو لگ جائیگی اللہ رحم کرے گا اَعْیَیْنَاکَ**۔ یعنی ہم اسقدر نشان دکھائیں گے کہ تُو دیکھتے دیکھتے تھک جائیگا۔

اور پھر ۱۳۔ مئی ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کو الہام ہوا **سننجیک ۔ سنعلیک ۔ سنکرمک اکرامًا عجبًا**۔ یعنی ہم عنقریب تجھ کو دشمنوں کے شر سے نجات دیں گے۔ اور ہم تجھے اُن پر غالب کر دیں گے۔ اور ہم تجھے ایک عجیب طور پر بزرگی دیں گے۔ اور درحقیقت وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں محض خدا کے نشانوں سے شناخت کیے جاتے ہیں اگر خدا اپنے ہاتھوں سے فیصلہ نہ کرے تو صرف باتوں سے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

تمت

۱۵۔ مئی ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

بخدمت علمائے اسلام

قال اللہ عزوجل

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ

یعنے اُس شخص سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افترا کرے یا خدا کی آیتوں اور نشانوں کا مکذب ہو

ہر ایک کو معلوم ہے کہ میرے اس دعوی پر کہ میں خدا تعالی سے مامور ہو کر آیا ہوں اور اُسکی مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں چھبیس ۲۶ برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے اور اس مدت میں باوجودیکہ میرے سلسلہ کے معدوم کرنیکے لئے ہر ایک مخالف نے ناخنوں تک زور لگائے اور مجھے حکام کیطرف بھی کھینچا مگر میں اُنکے ہر ایک حملے کے وقت میں محفوظ رہا تعجب کہ انکو باوجود صدہا ناکامیوں کے جو میرے استیصال کے بارے میں ہوئیں ابتک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ایک پوشیدہ ہاتھ میرے ساتھ ہے جو اُن کے ہاتھ سے مجھے بچاتا ہے۔ مجھے وہ کذّاب اور دجال اور مفتری تو کہتے ہیں مگر اس بات کا جواب نہیں دیتے کہ دُنیا میں کونسا ایسا کذاب گذرا ہے جسکو خدا دشمنوں کے خطرناک حملوں سے چھبیس برس تک بچاتا رہا یہانتک کہ اُس نے اپنے خاص فضل سے صدی کے چہارم حصہ تک اُسکو سلامت رکھا اور ترقی پر ترقی بخشی اور ایک فرد سے لاکھوں انسان اُسکی تابع کر دیے اور کسی دشمن کی پیش گئی اور آئندہ ترقیات کی خبر نہیں اور کونسا دنیا میں ایسا کذاب گذرا ہے جسکے مقابل پر ہر ایک مومن مباہلہ کیوقت موت یا کسی اور قسم کی تباہی سے عذاب کا نشانہ ہوا اور کونسا ایسا کذاب گذرا ہے جسکے لئے اور جسکی پیشگوئی کی رو سے رمضان میں خسوف کسوف ہوا اور زمین میں ایک عالمگیر طاعون پھیل گیا۔ کیا کسی اور مہدی کا نشان ملتا ہے جسنے کسوف خسوف سے پندرہ ۱۵ برس پہلے اسکے وقوع کی خبر دی تھی اور طاعون سے چھبیس ۲۶ برس پہلے اور پھر بارہ ۱۲ برس پہلے اور پھر تین ۳ برس پہلے ملک میں اس کے پھیلنے کی سہ بارہ اطلاع دی دی تھی

اب اسوقت اس تحریر سے میری غرض یہ ہے کہ مینے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کافی طور پر ہر ایک قسم کا ثبوت اپنے دعوے کے متعلق لکھدیا ہے اور باوجود اسکے کہ میں اِن ایام میں بباعث طرح طرح کے عوارض جسمانی اور بیماریوں کے متواتر دورے اور ضعف اور ناتوانی کے اس لائق نہ تھا کہ اس قدر سخت محنت اُٹھا سکوں تاہم مینے محض بنی نوع کی ہمدردی کیلئے یہ تمام محنت اُٹھائی اسلئے میں اپنی عزیز قوم کے اکابر علماء اور مشایخ اور اُن سبکو جو اس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر انکو یہ کتاب پہنچے تو ضرور اول سے آخر تک اس کتاب کو غور سے پڑھ لیں اور میں پھر انکو اس خدائے لاشریک کی دوبارہ قسم دیتا ہوں جس کے ہاتھ میں ہر ایک کی جان ہے کہ وہ اپنے اوقات اور مشاغل کا حرج بھی کرکے ایکدفعہ غور اور تدبر سے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ لیں۔ اور پھر میں تیسری دفعہ اس غیور خدا کی انکو قسم دیتا ہوں جو اس شخص کو پکڑتا ہے جو اسکی قسموں کی پروا نہیں کرتا کہ ضرور ایسے لوگ جن کو یہ کتاب پہنچے اور وہ اسکو پڑھ سکتے ہوں خواہ وہ مولوی ہیں یا مشایخ اوّل سے آخر تک ایکمرتبہ اسکو ضرور پڑھ لیں اور میں انشاء اللہ بعض کو تو خود یہ کتاب بھیجدونگا اور بعض دیگر کی نسبت میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ قسم کھا کر لکھیں کہ قیمت کے ادا کرنیکی گنجایش نہیں تو میں بشرط گنجایش اور بشرط موجود ہونے کتاب کے ضرور انکو اس شرط سے کتاب بھیجدونگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر میری طرف تحریر کریں کہ وہ اول سے آخر تک ضرور کتاب کو پڑھینگے اور نیز یہ کہ وہ نادار ہیں طاقت ادائے قیمت نہیں رکھتے اور میں دعا کرتا ہوں کہ جس شخص کو یہ کتاب پہنچے اور وہ خدا تعالیٰ کی قسم سے لاپروا رہکر اور خدا کی قسم کو بےعزتی سے دیکھ کر کتاب کو اول سے آخر تک نہ پڑھے اور یا کچھ حصہ پڑھکر چھوڑ دے اور پھر بدگوئی سے باز نہ آوے خدا ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت میں تباہ اور ذلیل کرے آمین

لیکن جو شخص اول سے آخر تک کتاب کو پڑھے اور خوب سمجھے اسکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے

اب میں اس اعلان کو ختم کرتا ہوں والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المعلن

میرزا غلام احمد مسیح موعود

مقام قادیان - ۱۵ - مارچ ۱۹۰۷ء

مطبوعہ میگزین پریس قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ و نصلی

بخدمت آریہ صاحبان

کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو خدا کی طرف سے شریعت ہے اسکی قدیم سے دو ہی ٹکڑے ہوتے آئے ہیں -

(۱) بڑا اور پہلا ٹکڑا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اُسکی تمام صفات کاملہ کیساتھ واحد لاشریک مان لیا جائے اور اُسکی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہ ٹھیرایا جائے اور اس بات پر ایمان لایا جائے کہ وہ مبدء ہے تمام فیوض کا - اور سرچشمہ ہے تمام ظہورات کا اور خالق ہے ہر ایک وجود کا اور قادر ہے ہر ایک ایسے امر پر جو اُسکی عظمت اور شان اور جلال کے لائق ہے اور اسکی صفات کاملہ کے منافی نہیں اور اوّل ہے ہر ایک موجود سے اور مرجع ہے تمام کائنات کا اور مستجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور پاک ہے اس سے کہ کسی وقت صفات اُسکی بیکار ہو جائیں یا یہ کہ کسی وقت بیکار رہیں وہ قدیم سے خالق اور قدیم سے رازق اور قدیم سے قادر ہے کسیکو علم نہیں کہ پہلے اُس نے کیا کیا اور آگے کیا کیا کریگا اُسکی قدرتوں پر کوئی محیط نہیں ہو سکتا اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اور افعال میں اور اُسکی طرح کوئی بھی کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں - اور پاک ہے ہر ایک عیب اور نقص سے اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے - وہ برتر اور بلند ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اسکے نیچے کوئی اور بھی ہے وہ پوشیدہ در پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظاہر نہیں وہ اپنے ظہور میں سب سے زیادہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ پوشیدہ نہیں وہ آفتاب میں چمک رہا ہے اور چاند میں اُسکے انوار ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ آفتاب ہے یا چاند ہے بلکہ یہ سب چیزیں اُسکی مخلوق ہیں اور کافر ہے وہ شخص جو اسکو خدا کہے وہ نہاں در نہاں ہے پھر بھی سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے - ہر ایک روح کو اُسی سے قوتیں اور صفات ملی ہیں - ہر ایک ذرہ نے اسی سے خواص پائے ہیں اور اگر وہ صفات اور قوتیں اور طاقتیں چھین لیجائیں تو پھر نہ روح کچھ چیز ہے اور نہ ذرہ کچھ حقیقت رکھتا ہے اسلئے انسان کی معرفت کا انتہائی نقطہ یہی ہے کہ یہ سب چیزیں اُسکے ہاتھ سے نکلی ہیں اور خدا اور روحوں میں رشتہ محبت کا بھی اسیوجہ سے ہے کہ یہ سب چیزیں اُسکے ہاتھ سے نکلی ہوئی ہیں اور اسی نے اُنکی فطرت میں اپنی محبت کا نمک چھڑکا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو عشق الٰہی محال تھا کیونکہ جانبین میں کوئی تعلق نہ تھا - بچہ ماں سے اسی وجہ سے محبت کرتا ہے کہ اُسکے پیٹ سے نکلا ہے اور ماں بھی اسیوجہ سے اُس سے محبت کرتی ہے کہ وہ اُس کے جگر کا ٹکڑا ہے پس چونکہ ہر ایک روح خدا کے ہاتھ سے نکلی ہے اسلئے اس محبوب حقیقی کی طلب میں ہے پھر غلطی سے کوئی بت پرستی کرتا ہے کوئی سورج کو پوجتا ہے کوئی چاند کے آگے جھکتا ہے کوئی پانی کا پرستار ہے کوئی انسان کو خدا جانتا ہے - پس اس غلطی کیوجہ بھی اس حقیقی محبوب کی طلب ہے جو انسان کی فطرت میں ہے جس طرح بچہ کبھی

ماں کی طلب میں دھوکہ کھا کر کسی دوسری عورت سے چمٹ جاتا ہے اسی طرح تمام مخلوق پرست دھوکہ کھا کر دوسری
چیزوں کی طرف جھک گئے ہیں خدا کی شریعت ان غلطیوں کو دور کرنیکے لئے آئی ہے اور خدا کی شریعت وہی ہے جو اپنی پوری
طاقت کے ساتھ ان غلطیوں کو دور کر سکتی ہے اور غلطیوں کو وہی شریعت دور کریگی جو چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ اس محبوب حقیقی
کا چہرہ دکھاویگی کیونکہ اگر کوئی شریعت تازہ نشان دکھلانے پر قادر نہیں تو وہ بھی ایک بت پیش کرتی ہے نہ خدا کو۔ وہ خدا
یا پرمیشر نہیں ہو سکتا جو اپنے ظہور کے لیئے ہماری منطق کا محتاج ہے اگر خدا ایسا ہی مردہ اور قدرت کی علامات سے محروم ہے جیسا کہ بت
تو ایسے خدا کو کون عارف قبول کر سکتا ہے پس سچی اور کامل شریعت وہی ہے جو زندہ خدا کو اسکی قدرتوں اور نشانوں کے ساتھ
دکھلاتی ہے اور وہی ہے جسکے ذریعہ سے انسان شریعت کے دوسرے حصہ میں بھی کامل ہو سکتا ہے اور شریعت کا دوسرا ٹکڑہ یہ ہے
کہ انسان ان تمام گناہوں سے پرہیز کرے جنکی جڑ بنی نوع پر ظلم ہے جیسے زنا کرنا۔ چوری کرنا۔ خون کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ اور ہر ایک
قسم کی خیانت کرنا اور نیکی کرنیوالے کے ساتھ بدی کرنا اور انسانی ہمدردی کا حق ادا نہ کرنا پس اس دوسرے حصہ شریعت کو حاصل کرنا بھی
پہلے حصہ کے حصول پر موقوف ہے اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ پہلا حصہ یعنی خداشناسی کسی طرح ممکن نہیں جبتک خدا کو اسکی تازہ قدرتوں اور
تازہ نشانوں کیساتھ شناخت نہ کیا جاوے ورنہ بغیر اسکے خداپرستی بھی ایک بت پرستی ہے کیونکہ جبکہ خدا محض ایک بت کیطرح ہے جو سوال کا
جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو اسمیں اور ایک بت میں فرق کیا ہے زندہ خدا کی علامات چاہئیں اور اگر وہ ہمارے سوال کا جواب
نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو کیونکر معلوم ہو کہ وہ موجود ہے صرف اپنی خود تراشیدہ باتوں سے کیونکر اسکی ہستی ثابت ہو جبکہ
ہر ایک انسان اپنی زندگی ثابت کرنے کا آپ ذمہ دار ہے تو کیا وجہ کہ خدا اپنی زندگی ثابت نہیں کر سکتا کیا خدا انسان سے بھی زیادہ
کمزور ہے یا کیا اسکی قدرت آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور اگر اب اسمیں کلام کرنیکی طاقت باقی نہیں رہی تو اس پر کیا دلیل ہے کہ پہلے وہ طاقت
موجود تھی اور اگر وہ اس زمانہ میں بول نہیں سکتا تو اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ اس زمانہ میں سن سکتا ہے اور دعائیں قبول کر سکتا ہے اور اگر کسی زمانہ
میں اس نے اپنی قدرتیں ظاہر کی ہیں تو اب کیوں ظاہر نہیں کر سکتا ناد ہریوں کے منہ میں خاک پڑے۔ پس اے عزیزو! وہ قادر خدا جس کی
ہم سب کو ضرورت ہے وہ اسلام ہی نے پیش کیا ہے اسلام خدا کی قدرتوں کو ایسا ہی پیش کرتا ہے جیسا کہ وہ پہلے ظہور میں آئی تھیں یاد رکھو
اور خوب یاد رکھو کہ بغیر اسکے کہ خدا کی قدرتیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان ظاہر ہوں کوئی شخص خدا پر ایمان نہیں لا سکتا یہ سب جھوٹے قصے ہیں کہ ہم
پرمیشر پر ایمان لائے ہیں خدا کی شناخت کرانیوالے اُسکے نشان ہیں اور اگر نشان نہیں تو خدا بھی نہیں پس اسلئے میں نے نمونہ کے طور پر محض ہمدردی
کی راہ سے کتاب حقیقۃ الوحی کو تالیف کیا ہے اور میں آپ لوگوں کو اُس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جس پر ایمان لانا آپ لوگ اپنی زبان سے
ظاہر کرتے ہیں کہ ایکدفعہ اول سے آخر تک میری اس کتاب کو پڑھو اور ان نشانوں پر غور کرو جو اسمیں لکھے گئے ہیں پھر اگر اپنے مذہب میں اسکی نظیر
نہ پاؤ تو خدا سے ڈر کر اس مذہب کو چھوڑ دو اور اسلام کو قبول کرو وہ مذہب کس کام کا ہے اور کیا فایدہ دیگا جو زندہ خدا تک زندہ نشانوں کے ساتھ
رہبری نہیں کر سکتا۔ پھر میں آپ لوگوں کو اُسی پرمیشر کی دوبارہ قسم دیتا ہوں کہ ضرور ایکمرتبہ میری اس کتاب حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک
پڑھو اور سچ کہو کہ کیا آپ لوگ اپنی مذہب کی پابندی سے اس زندہ خدا کو شناخت کر سکتے ہیں۔ پھر میں تیسری مرتبہ اُسی پرمیشر کی قسم دیتا ہوں
کہ دنیا ختم ہونیکو ہے اور خدا کا قہر ہر طرف نمودار ہے ایک مرتبہ اول سے آخر تک میری کتاب حقیقۃ الوحی کو ضرور پڑھ لو۔ خدا تمہیں ہدایت کرے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ خدا وہی خدا ہے جو زندہ خدا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

مطبوعہ میگزین پریس قادیان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دعوت حق

قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ

ان کو کہدے کہ اگر خدا کا کوئی فرزند ہوتا تو میں سب سے پہلے اُسکی پرستش کرتا۔

یہ اشتہار پادری صاحبوں کیخدمتمیں نہایت عجز اور ادب اور انکسار سے لکھا جاتا ہے کہ اگر یہ سچ ہوتا کہ حضرت عیسٰی مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا کا فرزند ہوتا یا خدا ہوتا تو سب سے پہلے میں اسکی پرستش کرتا اور میں تمام ملک میں اسکی خدائی کی اشاعت کرتا اور اگرچہ میں دُکھ اُٹھاتا اور مارا جاتا اور قتل کیا جاتا اور اُسکی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا تب بھی میں اِس دعوت اور منادی سے باز نہ آتا لیکن اے عزیزو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے حضرت عیسٰے علیہ السلام خدا نہیں وہ صرف ایک نبی ہے ایک ذرّہ اس سے زیادہ نہیں اور بخدا میں وہ سچی محبت اُس سے رکھتا ہوں جو تمہیں ہرگز نہیں اور جس نور کیساتھ میں اُسے شناخت کرتا ہوں تم ہرگز اُسے شناخت نہیں کر سکتے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ وہ خدا کا ایک پیارا اور برگزیدہ نبی تھا اور اُنمیں سے تھا جن پر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے اور جو خدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں مگر خدا نہیں تھا اور نہ خدا کا بیٹا تھا

مینے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا اور اُسی نے اس آخری زمانہ کیلئے مجھے مسیح موعود کیا۔ اُس نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خُدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے اور اُسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بُلایا وہ سچّا نبی ہے۔ اور وُہی ہے جسکے قدموں کے نیچے **نجات** ہے اور بجز اسکی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا اور جب میرے خُدا نے اُس نبی کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو میں کانپ اُٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑگیا کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ اُنکو خدا بنا دیا۔ اسی طرح اِس مقدّس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہیئے لوگوں کو اب تک اُسکی عظمتیں معلوم نہیں وہی ایک نبی ہے جس نے **توحید** کا تخم ایسے طور پر بویا جو آج تک ضائع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دُنیا بگڑ گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دُنیا میں پھیلا گیا اور وہی ایک نبی ہے جس کیلئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی **غیرت** دکھلاتا رہا ہے اور اسکی تصدیق اور تائید کیلئے ہزارہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اِسی طرح اِس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کیگئی اسلئے خدا کی غیرت نے جوش مارا

اور سب گذشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اُس نے مسیح موعود کر کے بھیجا
تا کہ میں اسکی نبوّت کیلئے تمام دُنیا میں گواہی دوں اگر میں بیدلیل یہ دعویٰ کرتا ہوں
تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا اپنے نشانوں کیساتھ اِس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ
اس زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک اسکی نظیر نہیں تو انصاف
اور خدا ترسی کا متقضا یہی ہے کہ مجھے میری اِس تمام تعلیم کیساتھ قبول کریں خدا نے
میرے لئے وہ نشان دکھائے کہ اگر وہ اُن اُمتوں کے وقت نشان دکھلائے جاتے
جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوتیں مگر اس زمانہ کے لوگوں
کو میں کس سے تشبیہ دوں وہ اُس بد قسمت کی طرح ہیں جسکی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں
اور کان بھی ہیں پر سنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں میں ان کیلئے روتا ہوں
اور وہ مجھ پر ہنستے ہیں اور میں اُنکو زندگانی کا پانی دیتا ہوں اور وہ مجھ پر آگ برساتے
ہیں خدا میرے پر نہ صرف اپنے قول سے ظاہر ہوا ہے بلکہ اپنے فعل کے ساتھ بھی
اُس نے میرے پر تجلّی کی اور میرے لئے وہ کام دکھلائے اور دکھلائیگا کہ جب تک
کسی پر خدا کا خاص فضل نہ ہو اسکے لئے یہ کام دکھلائے نہیں جاتے۔ لوگوں نے
مجھے چھوڑ دیا لیکن خدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو ان نشانوں کے دکھلانے
میں میرے مقابل پر آسکتا ہے۔ میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو
وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اب اُسنے مجھے بھیجکر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور

اور بے ایمانوں کا مُنہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خُدا نہیں۔ مگر اے عزیزو! تم جو خدا کی طلب میں لگے ہوئے ہو مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ سچّا خدا وہی ہے جس نے **قرآن** نازل کیا۔ وُہی ہے جس نے میرے پر تجلّی کی اور جو ہر دم میرے ساتھ ہے

اے پادری صاحبان!

میں آپ لوگوں کو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مسیح کو بھیجا اور اس محبّت کو یاد دلاتا ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ضرور میری کتاب **حقیقۃ الوحی** کو اول سے آخر تک حرف حرف پڑھ لیں اور اگر کوئی صاحب اہل علم سے نیک نیتی سے میری کتاب حقیقۃ الوحی اس شرط کے ساتھ طلب کرینگے اور قسم کھائینگے کہ ہم اس کتاب کو اوّل سے آخر تک غور سے دیکھیں گے تو میں وہ کتاب مُفت اُن کو بھیجدونگا۔ اور اگر اس سے تسلّی نہیں ہوگی تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا کوئی اور نشان دکھائیگا کیونکہ اُسکا وعدہ ہے کہ میں اس زمانہ پر اپنی حجت پوری کروں گا۔ اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا طالبِ حق کے ساتھ ہو۔ آمین۔

خاکسار

میرزا غلام احمد مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور۔ ۲۰۔ مارچ ۱۹۰۷ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله العلی العظیم و نصلی علی رسولہ الکریم

ربنا انّنا جئناک مظلومین فافرق بیننا و بین القوم الظّلمین

امین

امّا بعد فاعلموا رحمکم الله انی قسّمت ھذہ الرّسالۃ علی قسمین و بوّبتھا علی بابین و الغرض منہ اتمام الحجّۃ علی اھل العناد و کتبتھا بماء الدموع و نار الفؤاد و اختتمتھا علی خاتمۃ متوکلاً علی ربّ العباد*

الباب الاوّل فی الاستفتاء

یا علماء الاسلام ۔ و فقھاء ملّۃ خیر الانام ۔ افتونی فی رجلٍ ادّعی انّہ من الله الکریم ۔ و ھو بریٔ من بکتاب الله و رسولہ الرؤف الرحیم ۔ و اری الله لہ امورًا خارقۃً للعادۃ ۔ و اظھر الایات المنیرۃ و عجائب النُصرۃ ۔ و ظھر فی زمنٍ ھو من الدّین کالعُریان ۔ و علی صدر الاسلام کالسنان ۔ و علماء الوقت کرجلٍ رجلاہ تتخاذلان ۔ و خرج القساقسۃ فیہ کبطل لہ سھمان ۔ سھم یذ لقونہ لیجرّحُوا بہ ملّۃ الاسلام بالاکاذیب و انواع البھتان ۔ و آخر یفوّقونہ لیدخلوا بہ الناس فی اھل الصُّلبان ۔ و تجد و نھم کذئب عاث ۔ او لصٍّ ینھب الاثاث ۔ و لیس عندھم الّا النقول ۔ و ما لا تقبلہ العقول ۔ و لیس عماد دینھم الا خشب الکفارۃ ۔ و قد فُتح بہ کل باب للنفس الامّارۃ ۔ فھل اوحش و افحش من ھذہ العقیدۃ ۔ و ابعد من قبول الطبائع السعیدۃ ۔ ثم یسبّون دین الله و خیر الانام ۔ و ھذا

* قد الحقنا ھذہ الرسالۃ بکتابنا حقیقۃ الوحی و جعلناھا لہ ضمیمۃً و اشعنا بعضھا علیحدۃً ۔

اشدّ المصائب علی الاسلام۔ والدّین الذی قائم علی خشبٍ لاحاجۃ الی
تحقیقہ۔ ولایھدی العقل الی تصدیقہ۔ بل تعافہ فطرۃ طیبۃ و تفرّ من
ھذا الحدیث۔ وتطلّق بطلاقٍ ثلٰثٍ مذھب التثلیث۔ واما صعود عیسٰی
ونزولہ فھو امر یکذّب بہ العقل وکتاب اللہ القراٰن۔ وما ھو الا کتعلّۃ تُنام
بھا الصّبیان۔ اوکالتماثیل التی تلعب بھا الجواری والغلمان۔ ما قام
علیہ دلیل وما شھد علیہ برھان۔ فخلاصۃ الکلام انّ ھذا المدّعی ظھر فی
ھذہ الایام۔ عند کثرۃ الفتن وکثرۃ البدعات وضعف الاسلام۔

وما وُجد فی احوالہ قبل ھذا الدعوی شئ من عادۃ الکذب والافتراء
لا فی زمن الشیب ولا فی زمن الفتاء۔ وما وجد فی عملہ شیء یُخالف سنّۃ
خیر الانبیاء۔ بل یؤمن بکلّ ما جاء بہ الرسول الکریم من الاحکام والانباء وبکلّ
ما ثبت من نبیّنا سیّد الاتقیاء۔ وانہ من اُساۃ الھوٰی۔ وقد اساجرح الذنوب
وداوی۔ وجاء لیؤسّی بین الورٰی۔ ویوصل بالاُمّۃ الاٰخرۃ احماً اولٰی۔ ولو
بغیتَ لہ الاَسیٰ۔ لوجدت فیہ اُسوۃ المصطفٰی۔ یقتدی بہ فی کلّ سنن الھدٰی۔
وسعَی العدا کلّ السّعی وسقطوا علیہ کالبلاء۔ وتقصّوا امرہ بکل الاستقصاء لیجدوا
فیہ نقصًا ویَعثِرُوا علی قولٍ منہ فیہ مخالفۃ الملّۃ الغرّاء۔ وخاضوا فی سوانحہ
من مقتضی البغض والشحناء۔ فما وجد وامع شدّۃ عداوتھم سبیلًا الی القدح
والزری والازدراء۔ ولا طریق عملٍ یُحمل علی الاغراض والاھواء۔ وکان فی اوّلِ
زمنہ مستورًا فی زاویۃ الخمول لا یُعرف ولا یذکر۔ ولا یُرجٰی منہ ولا یحذرُ
ویُنکر علیہ ولا یوقّر۔ ولا یعدّ فی اشیاءٍ یُحدّث بھا بین العوام والکبراءِ۔
بل یظن انہ لیس لشیءٍ ویُعرض عن ذکرہ فی مجالس العقلاء۔ ولبشّرہ ربّہ
فی ذٰلک الزمن بانّہ معہ وانہ اختارہ وانہ ادخلہ فی الاحباء۔ وانّہ

سیرفع ذکرہ ویعلی شانہٗ ویعظّم سلطانہٗ فیعرف بین النّاس ویذکر فی مشارق الارض ومغاربھا بالذکر الجمیل والثناء۔ وتشاع عظمتہ فی الارض بامر ربّ السماء۔ ویُعان من حضرۃ الکبریاء۔ وتاتیہ من کلّ فجٍّ عمیقٍ افواج بعد افواجٍ۔ کبحرٍ موّاجٍ حتی یکاد ان یسأم من کثرتھم ویضیق صدرہ من رؤیتھم ویروعہ مایروع العایل المعیّل عند کثرۃ العیال وحمل الاعباء وقلۃ المال۔

ویفارق الناس اوطانھم ویُوطِنون قریتہ بما جذب اللہ الیہ جنانھم فیترکون للقاءہ ملاقاۃ الرفقاء۔ وتتقد لصحبتہ الاکباد ویرق بروئیتہ الفؤاد۔ وتحفد فی اثرہ العباد بکمال الصدق والاخلاص والصفاء۔ ویؤثرون لہ انواع البلاء۔ ومنھم یکون قومٌ یقال لھم اصحاب الصفّۃ یسکُنون فی بعض حجراتہ کالفقراء۔ تذوب اھواءھم وتجری قلوبھم کالماء۔ تریٰ اعینھم تفیض من الدمع بما یعرفون الحق وبما یرون انوار السماء۔ یقولون ربّنا انّنا سمعنا منادیًا ینادی للایمان ویبکون لذاذۃ ووجدًا اشدیدًا کالعُرفاء۔ وبما اوجدھم اللہ مطلوبھم یشکرون وتخرّ ارواحھم علی حضرۃ الکبریاء۔ وکذالک تاتی لھٰذا العبد من کلّ طرفٍ تحائفٌ وھدایا واموال وانواع الاشیاء۔ ویعطیہ ربّہ برکۃً عظیمۃ ونفسًا قاھرۃ وجذبًا شدیدًا کما قُدّر لہ من الابتداء۔ فتحفد الناس الی بابہ۔ والملوک یتبرّکون بثیابہ ویرجع الی حضرتہ طوائف الملوک والامراء۔

وتقوم اناسٌ من کل قومٍ لعداوتہ۔ ویجاھدون من کلّ الجھۃ لاجاحتہ۔ ویمکرون کل المکر لیطفؤا نورہ۔ ولیکتموا ظھورہ۔ ولیحقّروا شانہ۔ ولیزیّفوا برھانہ۔ او یقتلوہ او یصلّبوہ او ینفوہ من الارض او یجعلوہ کبنی الغبراء او یجرّوہ الی الحکّام بوشی الکلام وبتلوینہ وتزئینہ

ببعض التہم والافتراء + او یؤذوہ بایذاءٍ ھو فوق کل نوع الایذاء + فیعصمہ اللّٰہ
من مکائدھم بفضل من السّماءِ + ویُقلِّبُ مکرھم علیھم ویُخزِیْھم فیرجعُوْن
خائبین خاسرین کانّھم لیسوا من الاحیاءِ + ویتم اللّٰہ علیہ ماوعد من النعم
والآلاءِ + ولن یُخلف اللّٰہ وعدہ لعبدہ ولا وعیدہ للاعداء +

ذٰلک من انباء اللّٰہ الّتی اُوحِی الٰی ھٰذا العبد قبل وقوعھا و ھی کُتبت
وطُبعت واشیعت فی البلاد وفی الادانی والامراء + وارسلت الٰی اقوام و دیارٍ
وجعل کل قوم علیھا کالشہداء + وانھا اشیعت فی زمن مضٰی علیہ سِتّ
وعشرون سنۃً الٰی زمننا ھٰذا ولم یکن فی ذٰلک الوقت اثر من نتائجھا وما عثر
علٰی وقوعھا احد من اھل الآراء + بل کان کل رجل یستبعد وقوعھا ویضحک علیھا
ویحسبھا افتراءً او من قبیل حدیث النفس بمقتضی الاھواء + او من وساوس الشیطان
لا من حضرۃ الکبریاءِ + وان ھٰذہ الانباء مرقومۃ فی **البراھین الاحمدیّۃ**
ومندرجۃ فی مواضعھا المتفرقۃ التی ھی من تصانیف ھٰذا العبد فی اللسان الھندیۃ
ومن شکّ فیھا فلیرجع الٰی ذٰلک الکتاب ولیقرءِ ھا بصحۃ النّیّۃ ولیتق اللّٰہ و لیفکّر
فی عظمۃ ھٰذہ الاخبار وجلالۃ شانھا وعلوّ برھانھا + وبُعد ھا عن ھٰذا الزمان
وبریقھا ولمعانھا وھل لاحد قوّۃ اَنْ ینبئ لمثلھا من دون اِعلام عالم الاشیاء
وانّھا انباء کثیرۃ منھا ذکرنا ومنھا لم نذکر وکفٰی ھٰذا القدر للاتقیاء + الذین
یخافون اللّٰہ واذا وجد واحقًّا وجلت قلوبھم ولا یمرّون علیہ کالاشقیاء +
ویقولون ربّنا اٰمنّا فاکتبنا فی عبادک المؤمنین وفی الشھداء +

ثم اعلموا رحمکم اللّٰہ ان زمن ھٰذہ الانباء کان زمنًا لم یکن فیہ
اثر من ظھورھا + ولا جلوۃ من نورھا - ولا باب الٰی مستورھا + بل کان الامر امرًا
مخفیًّا من الاعین والآراء + وکان ھٰذا العبد مستورًا فی زاویۃ الاختفاء + لا یعرفہ

احد الا قلیل من الذین کانوا یعرفون اباہ فی الابتداء ۔ وان شئتم فاسئلوا اھل ھٰذہ القریۃ التی تُسمّٰی قادیان واسئلوا من حولھا من قری المسلمین والمشرکین والاعداء ۔ وفی ذٰلک الوقت خاطبہ اللہ تعالٰی وقال انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس ۔ یاتون من کل فجٍّ عمیق ۔ یاتیک من کل فجٍّ عمیق ۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء ۔ اذا جاء نصر اللہ وانتھٰی امر الزمان الینا الیس ھٰذا بالحق ۔ ولا تصعّر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس ۔ ووسّع مکانک للواردین من الاحبّاء ۔ ھٰذہ انباء من اللہ مضٰی علیھا ستّ وعشرون سنۃ الٰی ھٰذا الوقت من وقت الایحاء ۔ وانّ فی ذٰلک لاٰیۃ للعقلاء ۔

ثم بعد ذٰلک اید اللہ ھٰذا العبد کما کان وعدہ بانواع الاٰلاء والوان النعماء ۔ فرجع الیہ فوج بعد فوج من الطلباء باموال وتحایف وما یسّر من الاشیاء ۔ حتّٰی ضاق علیھم المکان وکادان یسئم من کثرۃ اللقاء ۔ ھنالک تمّ ما قال اللہ صدقًا وحقًّا ومن اوفٰی بوعدہ من حضرۃ الکبریاء ۔ وما استطاع عدوٌّ ان یمنع ما اراد اللہ من النصرۃ وانزال الاٰلاء ۔ حتّٰی حل القدر الذی منعوہ ۔ وانجز الوعد الذی کذّبوہ ۔ واُعطی ذٰلک العبد خطاب الخلافۃ من السماء ۔ انّ فی ذٰلک لاٰیۃ لمن طلب الحق وجاء بترک البغض والشحناء ۔ فبیّنوا توجروا ایھا المتقون ۔ اھٰذا فعل اللہ او تقوّل الانسان ۔ الذی جترء علٰی جنایت الافتراء لیحسب من الذین یرسلون ۔ وھل للمتجنین امان من تعذیب اللہ فی ھٰذہ الدنیا او ھم یعذبون ۔

ثم استفتیکم مرّۃً ثانیۃً ایھا المتفقھون ۔ فاتقوا اللہ وافتونی کرجالٍ یخافون اللہ ولا یظلمون ۔ یا فتیان رجل قال انی من اللہ ثم باھل المنکرون لعلھم یغلبون ۔ فاھلکھم اللہ واخزی وابطل ما کانوا یصنعون ۔ وان شئتم

فاقرؤا فی ھٰذا الکتاب قصصھم وما صنع اللہ بھم الیس ذٰلک حجۃ علٰی قومٍ ینکرون ٭ واللہ نصرہ فی کل موطن وجعلہ غالبًا علٰی اعداءہ وانباء بہ قبل وقوعہ الیس ذٰلک اٰیۃ علٰی صدقہ ایھا العاقلون ٭ اتجوّز عقولکم ان القدوس الذی لا یرضٰی الا بالصالحات ٭ ولا یقرب احدًا الا بالحسنات ھو یحب رجلًا فاسقًا مفتریًا ویمھلہ الی عمرٍ ازید من عمر نبیّنا علیہ السلام ویعادی من عاداہ ویوالی من والاہ ٭ وینزل لہ اٰیاتٍ ویکرمہ بتائیداتٍ وینصرہ بمعجزات ٭ ویخصّہ ببرکات ٭ ویظفرہ فی کل موطن علٰی اعداءہ ویعصمہ من مواضع المضرّات ومواقع المعرّات ویھلک ویخزی من باھلہ بسخطٍ من عندہ ویجالد لہ فیقتل عدوّہ بسیفٍ من السمٰوات ٭ مع انہ یعلم انہ یفتری علی اللہ ثم مع الافتراء یعرض علی الناس تلک المفتریات لیضل الذین لا یعلمون ٭ فما رایکم فی ھٰذا الرجل انصرہ اللہ مع افتراءہ اوھو من عند اللہ ومن الذین یصدقون وھل ینجوا المتحلّمون ٭ الذین یقولون اوحی الینا وما اوحی الیھم شیٔ وان ھم الا یکذبون ٭

ثم استفتیکم مرّۃً ثالثۃ ایھا العالمون ٭ انّ ھٰذا الرجل الذی سمعتم ذکرہ وذکر مامنّ اللہ علیہ قد اعطاہ اللہ اٰیات اُخرٰی دون ذٰلک لعلّ النّاس یعرفون-

منھا انّ الشُّھب الثّواقب انقضّت لہ مرّتان ٭ وشھد علٰی صدقہ القمران٭ اذا انخسفا فی رمضان٭ وقد اخبر بہ القراٰن٭ اذ ذکرھما فی علامات اٰخر الزمان٭ ثم الحدیثُ فصّل ما کان مجملًا فی الفرقان ٭ وقد انباء اللہ بھما ھٰذا العبد کما ھی مسطورۃ فی البراھین قبل ظھورھا بافتیان٭ انّ فی ذٰلک لاٰیۃ لمن کانت لہ عینان ٭ فبیّنوا توجروا اھٰذا فعل اللہ او تقوّل الانسان ٭

ومنھا ان اللہ اخبرہ بزلازل عظمٰی فی الاٰفاق وفی ھٰذہ الدیار ٭ قبل ظھورھا وقبل الاٰثار ٭ فسمعتم ما وقع فی ھٰذا الملک وفی الاقطار ٭ وتعلمون

٭ الذین باھلوا وما توا بعد المباھلۃ منھم رجل المسمّی بالمولوی غلام دستگیر القصوری ومنھم الرجل المسمّی بالمولوی چراغ الدین الجمونی ومنھم الرجل المسمّی بالمولوی عبد الرحمٰن محی الدین اللکوکی ومنھم الرجل المسمّی بالمولوی ٭ اسماعیل العلی گڑھی ومنھم الرجل المسمّی بفقیر مرزا الدوالمیالی ومنھم الرجل المسمّی بلیکھرام الفشاوری وکذالک رجال آخرون الذین ماتوا وبعضھم ردوا الی حیوۃ الخزی وقطع النسل ومعیشۃ ضنک وقد فصلنا ذکرھم فی کتابنا حقیقۃ الوحی وھذا خلاصۃ الذکر لقوم یطلبون - ومنھم رجل مات فی ھذا الشھر اعنی ذا القعدۃ وکان اسمہ سعد اللہ ولکن کان بعیدًا من السعادۃ وکانت اخبرت بانہ یموت قبل موتی بالخزی والحرمان - ویقطع اللہ نسلہ فکان الامر کما اخبرت - فمات بالخیبۃ والخسران - ھذا جزاء الذین یحاربون اللہ ویکفرون برسلہ بالظلم والعدوان منہ

کیف نزلت غیاھب ھٰذہ الحوادث علیٰ نوع الانسان۔ حتی ان الشمس طلعت علی الحمران وغربت وھی خاویۃ علیٰ عروشہا وسقطت السقوف علی السکان ومُلئت البیوت من الموتیٰ والاشجان۔ وانتقل المجالس من القصور الی القبور۔ ومن المحافل الی المطبق السافل۔ وظہر ان ھٰذہ الحیٰوۃ لیست الا کالزور۔ اوکحباب البحور۔ والذین بقوا منہم کوی الجزع قلوبہم۔ وشقت الفجیعۃ جیوبہم وانہدمت مقاصرھم التی کانوا یتنافسون فی نزولہا۔ ویتغایرون فی حلولہا وما انقطعت سلسلۃ الزلازل وما ختمت۔ بل التی یُنتظر وقوعہا ھی اشدّ ممّا وقعت انّ فی ذٰلک لتبصرۃ لقوم یتّقون۔ فبیّنوا تؤجروا ایہا المقسطون۔ اھٰذہ اٰیات اللہ اومن امور تختہا المفتعلون۔ انما المؤمنون رجالٌ اذا نطقوا صدقوا واذا حکموا عدلوا ولا یظلمون۔ والذین یخافون الخلق کخوف اللہ ویخفون الحقّ کانّ الحق تجدع اٰنافہم اوھم یُسجنون۔ اولٰئک اناث فی حلل الرجال وکفرۃ فی حلل الذین ھم یؤمنون۔

ومنہا ان اللہ اخبر ھٰذا العبد بظہور **الطاعون** فی ھٰذہ الدیار۔ بل فی جمیع الاعطاف والاقطار۔ وقال الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ فرء یتم افتراس الطاعون کما تفترس السباع وعاینتم کیف صال الطاعون علی ھٰذہ البلاد۔ وشاھدتم کیف کثر المنایا فی العباد والیٰ ھٰذا الوقت یصول کما یصول الوحوش۔ ویجول کل یوم وینوش۔ وفی کلّ سنۃٍ یُریٰ صورتہ اوحش من سنۃ اولیٰ۔ ثم وقعت علیٰ آثارہ الزلازل العُظمیٰ۔ وتلک الانباء کلہا اُشیعت قبل ظہورھا الی البلاد القصویٰ۔ انّ فی ذٰلک لاٰیۃ لمن یریٰ۔ واخبرہ اللہ بزلزلۃ اُخریٰ وھی کالقیامۃ الکبریٰ۔ فلا نعلم ما یظہر اللہ بعدھا انّ فی ذٰلک لمقام خوفٍ لاولی النہیٰ۔ فبیّنوا توجروا یا فتیان اھٰذا فعل اللہ

اوتقول الانسان ٭

وانّ اللہ قدّر المنایا والعطایا لھٰذا الزمان فالذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٓئک سیعطون من عطایا الرحمان ٭ والذین ما تابوا وما استغفروا وما ادّاھم الی ھٰذا العبد تقوی القلوب وخیفۃ ما نزل علی البلدان وعلوا علوًّا کبیرا وتمایلوا علٰی دنیاھم کالسکران ٭ اولٓئک یذوقون المنایا الکثیرۃ بما کانوا یعتدون فی العصیان ٭ تسقط السماء علٰی رؤسھم وتنشق الارض تحت اقدامھم وتریٰ کل نفس جزاءھا ھناک یتم ما وعد اللہ الدّیّان ٭

واٰیۃ لہ ان اللہ بشرہ بانّ الطاعون لا یدخل دارہ ٭ وان الزلازل لا تھلکہ وانصارہ ٭ ویدفع اللہ عن بیتہ شرّھما ولا یخرج سھمھما عن الکنانۃ ولا یرمی ٭ ولا یریش ولا یبری ٭ وکذالک وقع بفضل اللہ ربّ العالمین ٭ وانّ ھٰذا العبد ومن معہ یعیشون برحمتہ اٰمنین ٭ لا یسمعون حسیسہ وحفظوا من فزع واَنین ٭ وترون الطاعون کیف یعیث فی دیارنا ھٰذہ والاقطار والاٰفاق ٭ ویطوف فی السکک والاسواق ٭ وکذالک الزلازل لا تستاذن اھل دار ٭ ولا تستفتی عند اھلاکٍ واضرارٍ ٭ وصُبّت مصائبھا علٰی دیار ٭ وقد ھلکت نفوس کثیرۃ بالطّاعون فی قریۃ ھٰذا العبد من یمین الدار ویسارھا ۔ وصار طعمتہ کثیر من النّاس من قربھا وجوارھا ۔ وما ماتت فی دارہ فارۃ فضلًا عن الانسان انّ فی ذٰلک لاٰیۃ لمن کانت لہ عینان ٭ وواللہ ان تعدّ وا اٰیاتٍ نزلت لھٰذا العبد لن تستطیعوا ان تحصوھا وقد ضُعّف لہ الوان نعم ما راٰھا الخلق وما ذاقوھا ان فی ذٰلک لسلطان واضح لقوم تیفکّرون ٭ الذین لا یسارعون للتکذیب ویتدبّرون ٭

واٰیۃ لہ ان اللہ یسمع دعائہ ولا یضیع بُکائہ وقد کتبنا فی کتابنا حقیقۃ الوحی

كثيرا من نموذج استجابة الدعوات وما فضل الله عليه عند اقباله على ربه بالتضرعات فلا حاجة ان نعيدها فليرجع اليهما من كان اسيرا في الشبهات *

وآية له ان الله افصح كلماته من لدنه في العربية مع التزام الحق والحكمة وانه ليس من العرب وما كان عارفا بلسانهم كما هو حق المعرفة وما تصفح دواوين الكتب الادبية وليس من الذين ارضعوا ثدى الفصاحة ومع ذلك ما امكن لبشر ان يبارزه في هذه الملحمة بل ما قربوه من خوف الذلة وهذه شربة ما تحساها احدٌ من الناس. بل سقاها ربه فشرب من ايدى رب الاناس. فاين تذهبون ولا تفكرون ولا تتقون. اتقولون شاعرٌ وان الشعراء لا ينطقون الا بلغو * وهم في كل وادٍ يهيمون. أرأيتم شاعرا لا يترك الحق والحقايق ولا يقول الا المعارف والدقايق ولا ينطق الا بحكمة ولا يتكلم الا بنكاتٍ مملوةٍ من معرفة بل الشعراء يتفوهون كالذين هذروا او كالمجانين الذين يهجرون * وتجدون هذا الكلام مملوا من النكات الروحانية والمعارف الربانية مع انه الطف صنعا وارق نسجا واشرف لفظا ولا تجدون فيه شيئا هو خارج من المقصد مالكم لا تفكرون ووالله انه ظل فصاحة القران ليكون آيةً لقوم يتدبرون * اتقولون سارق فاتوا بصفحات مسروقة كمثلها في التزام الحق والحكمة ان كنتم تصدقون * وهل من اديب فيكم ياتى بمثل ما اتاها وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا انها آية كمثل آيات أخرى لقوم ينظرون *

فخلاصة الكلام ان الله انزل لهذا العبد كل آية ونصره بكل نصرةٍ وجمع فيه كل ما هو من علامات الصادقين. وامارات المرسلين وادّبه فاحسن تاديبه بمكارم الاخلاق وتوفيق الصالحات ووضعه تحت سنته التي جرت لجميع الانبياء * فمن صال عليه فقد صال على جميعهم وعلى كل من جاء من حضرة الكبرياء ثم مع ذلك وهب له الله وثوقا بعصمته لدى الاهوال. واستقامة وتثبتا في جميع الاحوال

ونصرہ عند مکر الماکرین۔ ودفع عنہ شرّ اهل الشرّ وضرّ اهل الضرّ وکرّ اهل الکرّ ورزقہ الفرج بعد الشدۃ۔ والظل بعد الحرّ ففکّروا یا معشر المتقین ۔
هل یجوّز العقل ان یُنعم الرب القدوس بهذہ الانعامات ویؤیّد بهذہ التائیدات رجلاً یعلم انہ من المفترین وهل یوجد فیہ نصّ او قول رب العالمین وهل تجدون نظیرہ فی العالمین ۔

وهل یجزم العقل باجتماع هذہ الامور کلّها فی کذّاب یتقوّل علی اللّٰہ فی الصباح والمساء ولا یتوب من افترائہ بترک الحیاء ۔ ثم یمهلہ اللّٰہ ستًّا وعشرین سنۃ ویظهرہ علی غیبہ وینصرہ من کل جهۃ وفی کل مباهلۃ علی الاعداء ۔ کلا بل هی کلمۃ لا یؤمن قایلها باحکم الحاکمین ۔ الا ان لعنۃ اللّٰہ علی قوم یفترون علی اللّٰہ وعلی الذین یکذّبون رسل اللّٰہ وقد رأوا آیات صدقهم ثم کفروا وما رأوا وهم یعلمون۔ الا یرون ان الکاذب لا یُنصر کالصادق ولو نُصر لاشتبہ الامر واختلط الحق بالباطل ولا یبقی الفرق بین الذین یوحی الیهم من اللّٰہ وبین الذین هم یفترون ۔ الا لعنۃ اللّٰہ علی من افتری علی اللّٰہ او کذّب الصادقین وکل من کذّب الصادق او افتری جمعهم اللّٰہ فی نار اعدّت لهم ولیسوا منها بخارجین قال کم لبثتم فی الارض عدد سنین۔ قالوا لبثنا یومًا او بعض یوم فاسئل العادّین۔ قال ان لبثتم الا قلیلاً لو انکم کنتم تعلمون ۔ وقال المکذّبون مالنا لا نری رجالا کنا نعدّهم من الاشرار۔ ونعدّهم من المفترین ۔ فیومئذ یخبرهم اللّٰہ بانهم فی الجنۃ وانکم فی السّعیر خالدین ۔ هنالک یصدّقون رسل اللّٰہ تحت انیاب جهنم فیا حسرۃً علی المکذّبین ۔ واذا قیل لهم تعالوا الی کتاب اللّٰہ یفتح بیننا وبینکم قالوا بل نتبع کبراءنا الاوّلین ۔ وترکوا صحف اللّٰہ وراء ظهورهم وتراهم علی غیرها عاکفین ۔ یفرّون من الذی ارسل الیهم وهو الحکم من اللّٰہ واللّٰہ یشهد علی صدقہ وهو خیر الشاهدین ۔ وقد جاء علی رأس المائۃ

وانزل الله له اٰیاتٍ تشفی العلیل وتقصر القال والقیل ولا تنفع الاٰیات قومًا معتدین ⁕

وانّه جاء فی وقت الضرورۃ وعند مصیبۃٍ صُبّت علی الاسلام من ایدی الکفرۃ وعند الکسوفین الموعودین فی رمضان یا اهل الفطنۃ ودعا الی الحق علی وجہ البصیرۃ وأُیّد بکلّ ما یؤیّد به اهل الاجتباء والخُلّۃ واقتضی الزمان ان یجیٔ ویبکت الکفار ویهدم ما عمروہ۔ فهو یدعو الزمان والزّمانُ یدعوہ۔ ثم الذین اعتدوا یمرّون منکرین ویشحذون الی تحقیرہ الحرص وینظرون الیه مستهزئین۔ هو **المسیح الموعود** وهو کاسر الصّلیب ببیناتٍ من الهدٰی ⁕ کما کان الصلیب کاسر مسیح خلا ⁕ فالاٰن وقت الظهیرۃ لاشعۃ الاسلام ⁕ واتی المسیح الموعود مُجِدًّا بامر الله العلام ⁕ لیظهر الله ضیاءہ التام علی الانام بعد الظلام ⁕ وقد ظهر صدقه کالبحر اذا ماج ⁕ والسیل اذا هاج ⁕ وکانت هذہ الخطۃ مُقدّرًا له فی اٰخر الزمان من الله الرحمان ⁕ فظهر کما قدّر ذو الامتنان۔ وانه نظر الی البلاد الهندیة فوجدها مستحقۃً لمقرّ هٰذہ الخلافۃ لانّها کانت مَهبط الاٰدم⁕ الاوّل فی بدء الخلیقۃ ⁕ فبعث الله اٰدم اٰخر الزمان فی تلک الارض اظهارًا للمناسبۃ لیوصل الاٰخر بالاول ویتم دائرۃ الدعوۃ کما هو کان مقتضی الحق والحکمۃ ⁕ فالاٰن استدار الزمان علٰی هیئته کما اشار الیه خیر البریۃ ⁕ ووصلت نقطته الاُخرٰی بنقطته الاولٰی فی هٰذہ الارض المبارکۃ وطلعت الشمس من المشرق وکذلک کان مکتوبًا فی صحف الله المقدسۃ لیطمئن بها قوم کانوا لا یرقأ دمعهم عند رؤیۃ الظلمۃ۔ فظهرت المسرۃ فی وجناتهم وهم بها یفرحون ⁕ واماط الله شوک الشبهات من طرقهم فهم بالسکینۃ یسلکون۔ ونقلوا من الفلاۃ الی الجنات وخرجوا من الغار

⁕ انا عرّفنا ادم ههنا باللام فانه اُستعمل کالنکرۃ فی هٰذا المقام وهو لیس عندی من الالفاظ العبریۃ۔ نعم یمکن توارد اللغتین وهو کثیر فی تلک اللسان والعربیۃ وقد بیّنّا فی کتابنا منن الرحمٰن ان العربیۃ اُمّ الالسنۃ وکل لسان خرج منه عند مرور الزمان۔ منه

المظلم الی النور رب الکائنات فاذا ھم یبصرون۔ وجاؤا من الموامی الی حصن الرب الحامی واُشعلت فی قلوبھم مصابیح الایمان ودخلوا فی حمی اَمْن لا تقربہ ذراری الشیطان۔ واما الذین یحبّون الحیٰوۃ الدُّنیا فطُبع علٰی قلوبھم فھم لا یفقھون۔ واردف اللّیل لھم اذنابہ۔ ومدّ الظلام اطنابہ لھم فی دُجاھم یعمھون۔

ثم اسئلکم مرّۃً اُخرٰی ایھا الفتیان لتتمّ الحجۃ علٰی من انکر الحق اوینال ثوابہ من نطق بالحق وحفظ التقوٰی والایمان۔ وما تبع سبل الشیطان۔ افتونی فی رجل قال انی مرسل من اللہ وھو کل یوم من اللہ یعان۔ ویکرم ولا یھان۔ ویکون معہ ربّہ فی جمیع مناھجہ ویجعل لہ قضاء حوائجہ ویجعل برکۃً فی رزقہ وعمرہ وجماعتہ وزمرہ۔ ویجعل لہ نصرۃ وقبولًا فی الخلق باضعاف ما یظن فی بدء امرہ ویرفع ذکرہ وینشرہ الی اطراف الدُّنیا واکنافھا واقطار الدیار واعطافھا ویُعلی شانہ ویعظم سلطانہ ویرزقہ فتحًا مبینا فی کل موطن ویجری محامدہ علی السن وعند الشدائد یستجیب دعاءہ۔ ویخزی اعداءہ ویتم علیہ نعماءہ حتی یحسد علیھا ویھلک من باھلہ ویھین من اھانہ وینشر ذکرہ الجمیل۔ ویعیذہ من کل خزی ویبرءہ من کل ما قیل۔ وینصرہ نصرًا عجیبا فی کلّ مقام ویُطھّرہ مما قال فیہ بعض لئام۔

ویشھد علٰی صدقہ بآیات لا تُعطٰی الا للصدیقین۔ وتائیدات لا توھب الا للصادقین۔ ویجعل برکۃ فی عمرہ وانفاسہ وکلماتہ ودلائلہ وآیاتہ۔ فتھوی الیہ نفوس کثیرۃ بملفوظاتہ وتوجھاتہ۔ ویُحبّبہ الی عبادہ الصالحین۔ ویجمع علیہ افواجًا من المخلصین۔ ویظھرہ کزرع اخرج

شطأه وليس معه فرد من الناس۔ ثم يجعله كدوحةٍ عظيمة تاوى الى ظلّها
وثمراتها كثير من الاناس۔

ويحيى به ارض القلوب فتصبح مخضرّةً۔ وينضّر الوجوه ببرهانه فتكون
محمرّةً۔ ويفتح به عيونًا عميًا و آذانًا صمًّا وقلوبًا غُلفًا۔ وكذالك رايتم
يا فتيان ورايتم لبعض افراد جماعتي كيف اروا تثبّتًا فوق العادة حتى انّ
بعضهم قُتلوا ورُجموا لهذه السلسلة فقضوا نحبهم بالصدق والايمان وشربوا
شربة الشهادة كصهباء صافية وماتوا كالسّكران انّ في ذالك لاية لمن كانت له عينان
ووالله ان هذا العبد قد رأى من عنفوان شبيبته الى هذا الآن انواع مواهب الرحمان
واذا تاخرت عنه نعمة نزلت عليه اخرى واذا اصابه من عدوّ نوع معرّة
فرّجها الله عنه كل مرة ونال فتحًا في كلّ باسٍ۔ حتّى انتهى الى وقت ادركه عون
الله وحصحص الحق ورفع الالتباس۔ ورجع اليه افواج من الناس۔ والذين
قالوا من اين لك ذالك اراهم الله انه من عنده والذين ارادوا خزيه اراهم الله
خزيًا وتبابًا۔ ووضع عليهم الفاس۔ فضربوا من ايدى الله كلما رفعوا الراس۔ ذالك
لتكون لهم قلوب يعقلون بها وآذان يسمعون بها ولعلّهم يستيقظون او تحدّ
الحواس۔ وكاين منهم باهلوا فضربت عليهم الذلّة او أُهلكوا او قطع نسلهم
ليوقظهم الله من النعاس۔

ودافع الله عن عبده كلما مكروا ولو كان مكرهم يزيل الجبال۔ وانزل على كلّ
مكّارٍ شيئًا من النكال۔ وكلّ من دعا على عبده ردّ عليه دعاءه وما دعاء الكافرين
الّا في ضلال۔ واهلك اكابرهم عند المباهلة متعطّفا على الضعفة رحيمًا
بالذين لا يعلمون حقيقة الحال۔ وكذالك دفع الشرّ وقضى الامر فما بقى احد
من الذين كان لهم للمباهلة مجال۔ واراهم الله آيات ما ارى آباءهم

لتستبین سبیل المجرمین و لیفرّق الله بین المهتدی و الضال۔ وابطل الله دعاوی علمهم وورعهم ونسکهم وعبادتهم وتقوٰهم واری الخلق ماستروا من الاعمال ونزع ثیابهم عنهم فظهر الهزال۔

والذین خافوا الله ووجلت قلوبهم امنهم الله فعصموا من الوبال۔ وکم من معتدٍ جرّ هذا العبد الی الحکام لیسجن او یصلب او ینفی من الارض فتعلمون ماصنع الله فی ذٰلک الباس فی اٰخر الامر والمآل۔ وکلّ ماذکرنا من نعم الله واحسانه علٰی هذا العبد عند الشدائد اشیع کلها قبل ظهور تلک النعم باعلام الله ذی الجلال۔ فهل تعلمون تحت السماء نظیره فی المفترین فاتوا به واترکوا القیل والقال۔ وان الناس قد ظلموه کل ظلم وجاروا علیه واحاطوه کالجبال۔ فاتاه ظفر مبین من عند الله فجعل العالی سافلا۔ وقُلّب علیهم مارموا فاصاب القحف والقذال۔ واریٰ نصره علٰی وجه الکمال۔ و جاء زمع الناس لینصر اعداءه بشدّ الرحال۔ فهزموا بامر الله وکانت کلمة الله هی العُلیا وضلّ عنهم ماکانوا علیه الاتکال۔ ورزق عبده ظفرًا ونصرًا وفتحًا فی سائر الاشیاء وسائر الجهات وسائر الاحوال۔ ورزق بهاءً او هیبة من ربه الفعّال۔ ولو تریٰ افواجًا مبایعین نشروا فی الارض وما جمع الله لعبده من افواج یریدون مرضات الله ومایاتیه من التحائف والاموال من دیار قریبة وبعیدة لقلت ماهذا الّا فضلٌ من الله وتائید ونُصرة واکرام واجلال۔

ثم کفر به الناس مع رؤیة هٰذه التائیدات والاٰیات ومکروا کُلّ مکرٍ لیصیبه بعض المکروهات فتلقاه الله بسلام وعصمة من کُلّ شریر دجالٍ۔ ومن کل مبارز للحرب والنضال۔ کلّ ما اراد واتکدّر عیشه بدّل الله همومه بالمسرّات۔ وطابت حیاته ازید من الاول بحکم الله واهب العطیات

وارادوا ان ینشر معایبہ فاُثنیَ علیہ بالمحاسن والحسنات ۰ وارادوا له معیشۃ ضنکًا فاتاہ من کل طرف ھدایا وتحائف والاموال التی تساقط علیہ کالثمرات ۰ وتمنّوا ان یروا ذلّتہ وخزیہ فاکرمہ اللہ اکرامًا عجبًا وزاد الدرجات ۰ والعجب کل العجب انّھم یسبّون ویشتمون وھم من الحقیقۃ غافلون ۰ واذا قیل لھم امنوا کما آمن الناس قالوا انؤمن کما آمن السفہاء الا انّھم ھم السفہاء ولکن لا یشعرون ۰ لا یفکّرون فی فعل اللہ وفیما عامل بعبدہ ا ھذا جزاء الّذین ھم یفترون ط ان الذین یفترون لُعنوا فی الدّنیا والآخرۃ ط وھم لا ینصرون ۰ ما لھم حظ من الدنیا الا قلیل ثم یموتون برجز من اللہ تاخذھم من فوقھم ومن تحت ارجلھم ومن یمینھم و یسارھم ویوفّٰی لھم ما کانوا یعملون ۰ وما ارسل نبی صادق الا اخزٰی بہ اللہ قومًا لا یؤمنون ۰ یتربّصون بہ المنون ط ولا یُھلَک الّا الھالکون ۰

ایھلک اللہ بحیلھم ودعواتھم رجلًا یعلم انہ صادق بل ھم قوم عمون ۰ فما تقولون فی ھذا العبد وفی اعدائہ ایّھا المنصفون ۰ ارئیتم مفتریا علی اللہ اذا باھل مؤمنًا نصرہ اللہ علی المؤمن ومزّق من خالفہ وباھلہ بیّنوا تؤجروا ایّھا العاقلون ۰ ارءیتم عبدًا افتری علی اللہ ثمّ کان اللہ لہ وکلما اُعدّ لہ بلاء فرّج اللہ عنہ وکلما نُسِج لہ کید مزق اللہ ذٰلک الکید وفتح علیہ ابواب الفضل وابواب الرحمۃ وابواب الرزق وانعم علیہ کما ینعم المرسلون ۰ وفتح علیہ ابواب کل خیرٍ وبرکۃ وحفظ عزتہ ونفسہ من الاعداء وبرّءہ بآیاتہ وشہاداتہ ممّا یقولون ۰ وحفظ من العدا وسطا بکلّ من سطا ومن عاداہ نزل لحربہ ونصر عبدہ کما ینصر المخلصون ۰ ایھا الفتیان افتونی فی ھذا اوارونی مفتریا انعم اللہ علیہ کمثل ھٰذا العبد وتفضّل علیہ کمثلہ

واتقوا الله الذی الیه ترجعون ٭

ثم استفتی منکم ایها العلماء والفضلاء ٭ فلا تقولوا الا حقًّا واتقوا الله الذی بیده الجزاء ٭ وتعلمون ان الصالحین لا یکذبون ولا یکون من عادتهم الاخفاء ٭ ولا یخفی حقًّا الا الذی ختم علیه الشقاء ٭

ایها الفتیان وفقهاء الزمان وعلماء الدهر وفضلاء البلدان ٭ افتونی فی رجل **قال** انه من الله وظهرت له حمایة الله کشمس الضحٰی ٭ وتجلت انوار صدقه کبدر الدجٰی ٭ **واری الله له** آیات باهرات وقام لنصرته فی کل امرٍ قضٰی ٭ واستجاب دعواته فی الاحباب وفی العدا ٭ **ولا یقول** هذا العبد **الا ما قال النبی** صلی الله علیه وسلم ولا یخرج قدمًا من الهدٰی ٭ ویقول ان الله سمانی نبیًّا بوحیه وکذالك سُمِّیتُ من قبل علی لسان رسولنا **المصطفٰی** ٭ ولیس مراده من النبوة الا کثرة مکالمة الله وکثرة انباءٍ من الله وکثرة ما یوحٰی ٭ **ویقول** ما نعنی من النبوة ما یُعنٰی فی الصحف الاولٰی ـ بل هی درجة لا تُعطٰی الا من اتباع نبینا خیر الورٰی ٭ وکل من حصلت له هذه الدرجة یکلمه الله ذالك الرجل

الحاشیه ـ وان قال قائل کیف یکون نبیٌّ من هذه الامة وقد ختم الله علی النبوة ـ **فالجواب** ـ انه عز وجل ما سمّٰی هذا الرجل نبیًّا الا لاثبات کمال نبوة سیدنا خیر البریة فان ثبوت کمال النبی لا یتحقق الا بثبوت کمال الامة ومن دون ذالك ادعاء محض لا دلیل علیه عند اهل الفطنة ولا معنی لختم النبوة علٰی فردٍ من غیر ان تختتم کمالات النبوة علٰی ذالك الفرد ومن الکمالات العظمٰی کمال النبی فی الافاضة وهو لا یثبت من غیر نموذج یوجد فی الامة ثم مع ذالك ذکرت غیر مرة ان الله ما اراد من نبوتی الا کثرة المکالمة والمخاطبة وهو مسلّم عند .. اکابر اهل السنة فالنزاع لیس الا نزاعًا لفظیًّا فلا تستعجلوا یا اهل العقل والفطنة ولعنة الله علٰی من ادعٰی خلاف ذالك مثقال ذرة ومعها لعنة الناس والملائکة ـ منه

بكلام اكثر واجلى. والشريعة تبقى بحالها لا ينقص منها حكم ولا تزيد هدًى

ويقول انى احد من الامة النبوية ثم مع ذالك سمّانى الله نبيًّا تحت فيض النبوة المحمدية وأوحى الىّ ما اوحى. فليست نبوّتى الا نبوته. وليس فى جبّتى الا انواره واشعته ولولاه لما كنت شيئًا يذكر او يسمّى. وان النبى يعرف بافاضته فكيف نبيّنا الذى هو افضل الانبياء وازيدهم فى الفيض وارفعهم فى الدرجة واعلى. واىّ شىء دين لا يضىء قلبًا بنوره. ولا يسكّن الغليل بجوره. ولا يتغلغل فى الصدر رصد وره. ولا يثنى عليه بوصف يتمّ الحجة ظهوره. واىّ شىءٍ دين لا يميز المؤمن من الذى كفر وابى. ومن دخله يكون كمثل من خرج منه والفرق بينهما لا يرى. واىّ شىءٍ دين لا يميت حيًّا من هواه ولا يحيى بحيوة أخرى. ومن كان لله كان الله له كذالك خلت سنّته فى أممٍ اولى. والنبىّ الذى ليس فيه صفة الافاضة لا يقوم دليل على صدقه ولا يعرفه من اتى. وليس مثله الا كمثل راعٍ لا يهشّ على غنمه ولا يسقى ويبعدها عن الماء والمرعى. وتعلمون انّ ديننا دين حىٌّ ونبيّنا يحيى الموتى. وانّه جاء كصيّبٍ من السماء ببركات عظمى. وليس لدين ان ينافس معه بهذه الصفات العليا. ولا يحطّ عن انسان ثقل حجابه ولا يوصل الى قصر الله وبابه الا هذا الدّين الاجلى. ومن شكّ فى هذه فليس هو الا اعمى. وقد اخترط الناس سيوفهم على هذا العبد من غيظ واباء فتجالدهم ربّ الورى. فقطّ بعضهم واخزى بعضهم ومهّل بعضهم تحت وعيده الى يوم قدّر وقضى. وانّهم الى الان لا يعاملوا به الا ظلمًا وزورًا وتحامت زمرهم عن طرق التقوى. وبعدوا عن منهج الحق كانّ اسدًا يفترس فيه او يلدغ ثعبان او تعرّ آفة أخرى. ٥

ووَدّوا أن يقتل هذا العبد او يسجن او ينفى من الارض ليقولوا
بعده انه كان كاذبا فاهلكه الله واردى، او اهان واخزى۔ فنصره الله
نصرًا بعد نصرٍ من الارض والسموات العُلى، واستفتح فخاب كل من استعلى۔
ورزقه الله الابتهال والاقبال، عليه عند كل مصيبة فاستجاب اذا دعا،
وجعل اثرًا اذى دعوته ومن دعا عليه فقد هوى، فطعن كثير من الناس بدعوته فذاقوا موتًا
وقد كانوا يتمنّون يوم منيّته ويقولون اخبرنا الله بموته واوحى، انّ فى ذلك
لآية لاولى النُّهى، وجعل الله داره حرمًا آمنًا من دخلها حُفظ من الطاعون وما
مسّه شئ من الاذى، ويتخطف النّاس من حولها انّ فى ذلك يرى يد القدرة
من كان له عين ترى، واعطاه اعمال الصالحات مع ثمراتها لنفع الابرار، كانّها
جنات تجرى من تحتها الانهار، ووضع له قبولا فى الارض فيسعى اليه الخلق
فى الليل والنهار، وجذب الله اليه كثيرًا من اولى الابصار، الذين لهم نفوس
مطهرة وطبائع سعيدة وقلوب صافية وصدور منشرحة كالبحار، وجعل بينهم
مودّة ورحمة، واخرج من صدورهم كل رعونة واستكبار، وانبأه به فى وقتٍ
لم يكن فيه هذا العبد شيئًا مذكورًا، وكانت هذه النصرة سرًّا مستورًا، واعطاه
عصا صدق يجزّى بها العدا، فتلقفت ما صنعوا من حيّات كيد نحتوه بالنجوى
ووعد انه يهين من اراد اهانته فادرك الهوان من اهان واستعلى، انّهم كانوا يكذّبون من غير علم
وقلوبهم فى غمرة من اهواء الدّنيا، وكانوا ينظرون الى سلسلة الله مغاضبًا
ويذودون عباد الله بحديث يفترى، ولا يدخلون دار الحق بل يمنعون من يريد
ان يدخلها ولا يبالى، فغضب الله عليهم وقطّع لهم ثيابًا من النّار، وسعّر
عليهم سعير الحسرات فلم يملكوا صبرًا ولم يدفعوا عنهم اوار الاضطرار، وما كان
لهم ملجاءٌ من سخط الله ولا من ينجى من البوار، ولو نظروا ذات اليمين وذات

الیسار۔ فکان مآلهم الخسران والخسار والذل والصغار۔ و طاشت سهامهم التی رموا الی هذا العبد وحفظه الله من شرّهم وأدخله فی حمی الامن ودار القرار۔ وقد نفضوا الکنائن لیردّوا القدر الکائن وارادوا أن یُطفئوا بافواههم ما نزل من الانوار۔ وسقطوا کصخرة علیه وودّوا لو تُسوّی به الارض او تخرّ علیه الجبال لئلّا یبقی من الآثار۔ فنصره الله نصرًا عزیزًا من عنده لیجعل الله ذلک حسرةً علیهم وان الله لا یجعل علی المؤمنین سبیلًا للکفّار۔ وما ادرأوا عن انفسهم ما انبأه الله فیهم من سوء الاقدار۔ وبشّر الله هذا العبد المامور بانه یکون فی امانه و حرزه ولا یضرّه من عاداه من الاشرار۔ ولیعیش تحت فضل الله الغفار۔ فکذٰلک عصمه الله تحت حمایته ورحّب به فی حضرته وصار علی عداه کالسّیف البتّار۔ واعانه فی کلّ موطنٍ کالرفیق۔ ونقله الی السّعة من الضیق وجعل له الارض کوادٍ خضرٍ او روضٍ مملوّةٍ من الثمار۔ ووضع البرکة فی انفاسه وطهّر من ادناسه واوصل الی الاقطار ضوء نبراسه۔ فرجع الیه کثیر من الابرار۔ وهجروا اوطانهم فی الله تعالٰی واوطنوا قریته طمعًا فی رحمة الله الغفّار۔ فاشتعل العدا حسدًا من عند انفسهم ومکروا کل مکرٍ فما کان مکرهم الّا کالغبار۔ واخرجوا من کل کنانةٍ سهمًا فما کان سهمهم من الله الا التبار۔ واجمعوا له ورموا من قوسٍ واحدٍ فانقلب بفضل من الله وزادت عزته فی الدیار۔ وکذٰلک نصر الله عبده وصدق وعده وهیّأ له من لدنه کثیرًا من الانصار۔ وبشّره بانه یعصمه من ایدی العدا۔ ولیسطو بکل من سطا وکذٰلک انجز وعده وحفظه من کل نوع الضرار۔

وجعله مصطفًی مُبرّءًا من کلّ دنسٍ وزکّی۔ وقرّبه نجیًّا

واوحیٰ الیہ ما اوحیٰ ۔ وعلّمہ من لدنہ طریق الرشد والھدٰی ۔ وجمع لہ کل آیۃ من الارض والسمٰوات العُلٰے ۔ وکفّ عنہ شرّ اعدائہ واسّس کلّ امرہ علی التقوٰی ۔ واصلح شئونہ بعد تشتت شملھا واوصل سہمہ الٰے مارمیٰ ۔ وجعل الدنیا کامۃٍ لہ تاتیہ من غیر شُحٍ وھویٰ ۔ وفتح علیہ ابواب کلّ نعمۃٍ وآوٰی وربّیٰ ۔ وعلّمہ من لدنہ واعثرہ علی المعارف العُلیا ۔ وقد جاء کم علٰے وقت مسمّٰے ۔ **فما تقولون** فی ھٰذا الرجل ھل ھو صادق او کاذب ومن این منبت ھٰذا الفضل اعطاہ اللہ ما اعطٰے ام الشیطان قادرٌ علٰے ھٰذہ الامور العظمٰے ۔ بیّنوا توجروا واتقوا یوم الفصل الذی یُظھر ما یخفٰی ۔

الباب الثّانی

اسمعوا یا سادۃ ۔ ھداکم اللہ الٰی طُرق السعادۃ ۔ انی انا المُستفتی وانا المدعی ۔ وما التکلم بحجابٍ بل انا علٰی بصیرۃٍ من ربّ وھاب ۔ بعثنی اللہ علٰی رأس المأتۃ لاجدّد الدین وانوّر وجہ الملّۃ واکسر الصلیب واُطفئ نار النصرانیۃ واقیم سنۃ خیر البریّۃ ۔ ولاصلح ما فسد ۔ واروّج ما کسد ۔ وانا المسیح الموعود والمہدی المعہود ۔ مَنَّ اللہ علیّ بالوحی والالہام وکلّمنی کما کلّم برسلہ الکرام ۔ وشہد علی صدقی بآیات تشاھدونھا واری وجہی بانوارٍ تعرفونھا ۔ ولا اقول لکم ان تقبلونی من غیر برھانٍ وامنوا بی من غیر سلطانٍ ۔ بل انادی بینکم ان تقوموا للہ مقسطین ۔ ثم انظروا الٰی ما انزل اللہ لی من الاٰیات والبراھین ۔ والشہادات فان لم تجدوا اٰیاتی کمثل ما جرت عادۃ اللہ فی الصادقین

وخلت سُنّته فی النبیین الاولین فردونی ولا تقبلونی یا معشر المنکرین وان
رایتم ایاتی کایات خلت فی السابقین فمن مقتضی الایمان ان تقبلونی ولا تمرّوا
علیها معرضین۔ اتعجبون من رحمۃ الله وقد جاءت ایامها۔ وترون الملّۃ
ذاب لحمها وظهرت عظامها وکبّر اعدائها وحقّر خدّامها۔ مالکم ترون ایٰ الله
ثم تُنکرون۔ وترون شمس الحق امام اعینکم ثم لا تستیقنون۔ ایها النّاس
تمّت علیکم حجۃ الله فالٰی ام تفرّون۔ وان ایاته من کلّ جهۃٍ ظهرت۔
والاسلام نزل فی غار الغربۃ واوامرہ تعطلت۔ وکلّ آفۃٍ علیه نزلت۔ وکلّ
مصیبۃ کشّرت له انیابها۔ وکلّ نحوسۃٍ فتح علیه بابها۔ والالف السادس
الذی وُعد فیه ظهور المسیح قد انقضی۔ فما زعمکم أ اخلف الله وعدہ او فی
الا ترون کیف اتفقت الامم علی خلاف هذه الملّۃ۔ وصالوا علیه متّفقین
کسباع تخرج من الاجمۃ الواحدۃ۔ وبقی الاسلام کوحیدٍ طرید۔ وصار غرض
کلّ مریدٍ۔ وللاغیار عیدٌ وقمرنا ذو القعدۃ۔ قعدنا کالمنهزمین من الکفرۃ بکمال الخوف والرعدۃ۔
یُطعنون فی دیننا ولا کطعن الصّعدۃ۔ فعند ذالک بعثنی ربّی علی رأس
المأۃ۔ اتزعمون انه ارسلنی من غیر الضرورۃ۔ ووالله انّی اری انّ
الضرورۃ قد زادت من زمانٍ سبق۔ وولّی الاقبال کغلامٍ ابق۔ وکان الاسلام
کرجلٍ لطیف البُنیۃ ملیح الحلیۃ۔ والاٰن تری علی وجهه سواد البدعات۔ وقروح
المحدثات ونقل الی الغثّ سمینه۔ والی الکدر معینه۔ والی الظلمات نورہ۔
والی الاخربۃ قصورہ۔ وصار کدارٍ لیس فیها اهلها۔ او کرقبۃ مشارٍ ما بقی فیها
الا نخلها۔ فکیف تظنون ان الله ما ارسل مجدّدًا فی هذا الزمان وکان وقت
نزول المائدۃ لا وقت رفع الخوان۔ وکیف تزعمون ان الله الکریم عند ازدحام هذه البدعات
وسیل السیّئاتِ۔ ما اراد اصلاح الخلق بل سلّط علی المسلمین دجّالا منهم لیهلکهم

بسمّ الضلالات ۔ اکان دجل النصاری قلیلا غیر تام فی الاضلال ۔ فکمله الله
بھٰذا الدجّال ۔ فوالله لیس ھٰذا الرای من عین العقول والابصار ۔ بل ھو صوت
انکر من صوت الحمار ۔ واضعف من رجع الحوار ۔ ثم مع ذٰلك کیف نزلت الآیات
تترا التائید رجل یعلمه الله انه من المفترین ۔ الیس فیکم شیٔ من تقوی القلوب
یا معشر المنکرین ۔ ما کان لعبد ان یفتری علی الله ثم ینصره الله کالمقبولین ۔
فان من ھٰذا یُرفع الامان ویشتبه الامر ویتزلزل الایمان وفیه بلاء
الطالبین ۔ اتزعمون ان رجلا یفتری علی الله کل لیل ونھار واصال
وابکار ویقول یوحی الیّ وما اوحی الیه شیٔ ثم ینصره ربه کما ینصر الصادقین ۔
اھٰذا امر یقبله العقل السلیم ما لکم لا تفکرون کالمتقین ۔ ابقیت لکم دجالون
واین المجددون والمصلحون ۔ وقد اکل الدین دود الکفر الا تنظرون ۔
اَلا ترون علماء النصاریٰ کیف یخدعون الجھال ۔ ویلمعون الاقوال والاعمال
لعلھم یرجعون ۔ وان الله انزل لکم حجة علیھم فلم لا تنتفعون بحجته ایھا العاقلون ۔
ووالله لو اجتمع اوّلھم و آخرھم وخواصھم وعوامھم ورجالھم ونسائھم ما استطاعوا
ان یاتوا بآیة کما نُعطی من ربنا ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا ۔ ذٰلك بانھم علی
الباطل ونحن علی الحق والھنا حیٌّ والھھم میّت فلا یسمع شھیقھم ولا زفیرا ۔
وانّ لنا نبیّ نری آیات صدقه فی ھٰذا الزمن ۔ ولیس فی ایدیھم الا خضراء
الدمن فاین تفرّون من حصن الامن ایھا الغافلون ۔

وان نبیّنا خاتم الانبیاء لا نبیّ بعدہٗ الا الذی ینوّر بنورہ
ویکون ظھورہ ظل ظھورہ ۔ فالوحی لنا حقٌ وملكٌ بعد الاتّباع ۔ وھو ضالة
فطرتنا وجدناہ من ھٰذا النبی المطاع ۔ فاعطینا مُجانًا من غیر الاشتراء
والمؤمن الکامل ھو الذی رزق من ھٰذہ النعمة ۔ علی سبیل الموھبة ۔ والذی

لحی رزق منه شیئًا یخاف علیه سوء الخاتمة۔

هٰذه ملّتنا نری کل آنٍ ثمارها ونشاهد انوارها

وامّا دین النصاری فلیس الّا کدارٍ یخوف الناس دُجاها ویعمی العیون
دُخاها وهل لها آیة لنریها وواللّٰه لولم یکن دین الاسلام لتعسّرت معرفة
رب العالمین۔ فما ظهرت خبیئة المعارف الّا بهذا الدّین۔ وانه کشجرة تؤتی
اُکلها کل حین۔ ویدعو الآکلین الذین هم من العاقلین۔ وامّا دین عیسٰی فما هو الّا کشجرة
اجتثت من الارض وازالت الصراصر قرارها۔ ثم اللصوص ما ابقوا
آثارها ولیس فی دینهم الّا قصص منقولة۔ ومن المشاهدات معزولة۔ ومن
المعلوم ان القصص المجردة لا تهب الیقین۔ ولیس فیها قوة تجذب الی ربّ
العالمین۔

وانما الجذب فی الآیات المشهودة والکرامات الموجودة۔ وبها تتبدل
القلوب۔ وتزکّی النفوس وتنزول الغیوب۔ فهی مختص بالاسلام۔ واتباع نبیّنا
خیر الانام۔ وانا علٰی هٰذا من الشاهدین۔ بل من اهلها ومن المجرّبین ونتمّ
بها الحجة علی المنکرین۔ وایّ شیء الدین الذی کدارٍ عفت آثارها اوکروضةٍ
اُجیحت اشجارها ولا یرضی العاقل بدینٍ کان کدارٍ خربت اوکعصا انکسرت
اوکامرأة عقرت۔ اوکعینٍ عمیت۔ فالحمد للّٰه کل الحمد ان الاسلام دین حیٌّ
یُحیی الاموات۔ ویُخضّر الموات۔ وینضّر الحیٰوة۔ وانی اعجب واللّٰه کل العجب
من قومٍ یقولون انا من فرق الاسلام۔ ثم ینکرون فیوض هٰذا الدّین وفیوض نبیّنا
خیر الانام۔ ومکالمة اللّٰه العلّام۔ ما لهم لا یهبّون من رقدتهم ولا یفتحون عیون
فطنتهم فاستعیذ باللّٰه من مثل حالهم واعجب لهم ولاقوالهم۔ وقد قمت
فیهم مامورًا من اللّٰه فلا یؤمنون۔ وادعوا الی اللّٰه فلا یاتون۔ ویمرّون کانّهم

ماسمعوا وهم يسمعون ٭ اما بلغتهم قصص قوم كانوا يكذبون رسلهم ولا ينتهون - ام لهم براءة فى القرآن فهم بها يتمسّكون ٭

وانى واللّٰه من الرحمٰن - يكلّمنى ربّى ويوحى الىّ بالفضل والاحسان ٭ وانى نشدته حتى وجدته - وطلبته حتّٰى اصبته - وانّى اعطيت حيًا تابعد الممات - ووجدت الحق بعد ترك الفانيات ۓ وانّ ربّنا لا يضيع قومًا طالبين ۓ ولا يترك فى الشبهات من طلب اليقين ۓ وانكم مكرتم كل المكر ولولا فضل اللّٰه ورحمته لكنت من الهالكين ۓ وخاطبنى ربّى وقال انّك باعيننا فاوفى وعده فى كل موطن وعند كلّ كيدٍ من الكائدين - ونصرنى وآوانى اليه وكرّ كلّ واحدٍ منكم علىّ فلم يتمكن لبشر منى فرجعوا خائبين ٭

وقطعتم ما امر اللّٰه به ان يوصل واشعتم بين النّاس ان هٰؤلاء ليسوا من المسلمين ۓ وتمنّيتم ان نكون من المخذولين ٭ فقلّب اللّٰه عليكم امانيكم ونشر ذكرنا فى العالمين - اهٰذا جزاء المفترين ٭

ايها النّاس لكم لونان - لون فى القلب ولون فى اللسان - الايمان على الالسن والكفر فى الجنان جعلتم الاقوال للرحمان والاعمال للشيطان فاين انتم من هداية القرآن - انتم تقرءون فى كتاب اللّٰه انّ عيسٰى ذاق كأس الممات - ثم ترفعونه مع جسمه العنصرى الى السمٰوات - فلا ادرى حقيقة ايمانكم بالآيات - تتلون فى صلوٰتكم انّ عيسٰى مات٭ ولا رفع الجسم ولا حيٰوة ۓ ثم بعد الصلوٰة ترجعون فى ركن المحراب - وتقبلون بوجوهكم على الاصحاب - فتقولون من اعتقد بموته فهو كافر وجزاءه السعير - ووجب له التكفير - تلك صلوٰتكم - وهٰذه كلماتكم تقرءون فى الفرقان **فلما توفيتنى** وبه تؤمنون - ثم تاركون معناه وراء ظهوركم وانتم تعلمون - اتجدون فى كتاب اللّٰه نزول عيسٰى بعد موته فما معنى فلما توفيتنى

٭ واما ما قال سبحانه تعالى يا عيسٰى انّى متوفّيك ورافعك الىّ فليس معناه رفع الجسم مع الروح والدليل عليه ذكر التوفّى قبل الرفع وان هٰذا الرفع حق كل مؤمن بعد الممات وهو ثابت من القرآن والاحاديث والروايات - وان اليهود كانوا منكرين برفع عيسٰى - ويقولون انّ عيسٰى لا يُرفع كمثل المؤمنين ولا يحيٰى وذٰلك بانهم كانوا يكفّرونه ولا يحسبونه ... من المؤمنين فرد اللّٰه عليهم فى هٰذه الاٰية - وكذالك فى آيات اُخرٰى وقال بل رفعه اللّٰه اليه وانّهم من الكاذبين منه

یا ذوی الحصاۃ۔

اتکفرون بکتاب اللہ بعد ایمانکم۔ ولا تتقون اللہ وتبغون مرضاۃ اخوانکم۔ اتعادون من ارسل علٰی رأس المائۃ۔ وھو منکم ومن ھذہ الامّۃ۔ وجاء فی وقت الضرورۃ۔ وعند فتن النصرانیۃ۔ ووافی ادرب صحف اللہ بالحق والحکمۃ۔ وشھد اللہ علٰی صدقہ بالآیات المنیرۃ۔ مالکم تردّون رحمۃ اللہ بعد نزولھا۔ ولا تکونون من الشاکرین۔ غشی الاسلام لیل کم۔ وانھمر الیہ سیل کم وتحسبون انکم تحسنون۔ مالکم لا تنظرون الی الزمان وآفاتہ۔ والی طوفان الکفر وسطواتہ۔ الیس فیکم رجل من المتفرّسین۔ فعجبنا واللہ کل العجب وحیّرنا ما تقولون وما تفعلون وما تصنعون بحذاء الکافرین وما اعددتم فی جواب المتنصرین۔ انکم تقطعون اصلکم بایدیکم وتنصرون باقوالکم اعداء الدین انّ اللہ ارسل عبدًا عند ھذا الطوفان وانتم تکفّرونہ وتخرجونہ من دائرۃ الایمان وقد جاء بنور تجلّٰی۔ وبالمعارف تحلّی لیکون حجّۃ اللہ علٰی صدق الاسلام۔ ولتخرج شمس الدّین من الظلام۔ ولیدافع اللہ عنہ الضرّ والزمن المرّ ولیمدّ ظلّہ ویکثر ثمارہ ویری الخلق انوارہ۔ ولیشاھد الناس انہ ازید من کلّ دینٍ فی کیفٍ وکمٍّ وثمرٍ ورمٍّ ثم انتم تکفرون بہ بل انتم اوّل المعادین وظننا انکم صفو الزمان۔ وعینٌ جاریۃ للظمآن۔ فظھر انکم ماء کدر لا یوجد فی الکدورۃ مثلکم فی البلدان۔ وجادلتم فاکثرتم جدالکم حتّی سبقتم الشیاطین وجاوزتم الحدود ونقضتم العھود وکفرتم المسلمین۔

الا ترون انی کنت عبدًا مستورًا فی زاویۃ الخمول۔ بعیدًا من الاعزاز والقبول۔ لا یوحی الیّ ولا یشار ولا یرجی منی النفع ولا الضرار وما کنت من المعروفین۔ فاوحی الیّ ربیّ وقال انی اخترتک واثرتک فقل انی امرت

وانا اوّل المؤمنین وقال انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ فحان ان

تعان وتعرف بین الناس یأتون من کلّ فج عمیق۔ ینصرک رجال نوحی الیھم

من السماء۔ یاتیک من کلّ فج عمیق۔ ھٰذا ما قال ربّی فانتم ترون کیف اری

العٰلمین ان الناس اتتنی افواجًا۔ وانثالت علیّ الھدایا کانّھا بحر تھیج فی کلّ اٰن امواجًا

ھٰذہ اٰیات اللّٰہ لاتنظرون الٰی نورھا۔ وتنکرون بعد ظھورھا۔ الا تفکرون

فی امری اسمعتم اسمی قبل ما انباء بہ ربّی فانّی کنت مستورًا کاحدٍ من الانام

غیر مذکور فی الخواص ولا العوام۔ ومضٰی علیّ دھرٌ ما کنت شیئًا مذکورًا۔

وکنت اعیش کرجل اتخذہ النّاس مھجورًا۔ وکانت قریتی ابعد من قصد

السیّارۃ۔ واحقر فی عیون النّظارۃ۔ درست طلولھا وکُرہ حلولھا۔

وقلّت برکاتھا وکثرت مضرّاتھا ومعرّاتھا۔ والذین یسکنون فیھا کانوا کبھائم

وبذلّتھم الظاھرۃ یدعون اللائم لا یعلمون ما الاسلام وما القراٰن وما الاحکام

فھٰذا من عجائب قضاء اللّٰہ وغرائب القدرۃ۔ انہ بعثنی من مثل ھٰذہ الخربۃ۔ لاکون

علیٰ اعداء الدین کالحربۃ۔ وبشّرنی فی زمن خمولی وایّام قبولی بانی ساکون

مرجع الخلائق ولصول الکفرۃ کالسدّ العائق۔ واُجلس علی الصدر واجعل

للقلوب کالصدر۔ یاتوننی من کلّ فج عمیق بالھدایا وبکل ما یلیق۔ ھٰذا وحی

من السماء من حضرۃ الکبریاء۔ ما کان حدیثًا یفتریٰ ولا کلامًا ینسج من الھوٰی

بل وعد من ربّی الاعلٰی۔ وکتب وطبع واشیع قبل ظھورہ فی الورٰی۔ واُرسل فی

المدائن والقرٰی۔ ثم ظھر کشمس الضحٰی۔ وترون الناس یجیئوننی فوجًا بعد فوج

مع الھدایا التی لا تعد ولا تحصٰی۔ الیس فی ذٰلک اٰیۃً لاُولی النھٰی۔ وان کنت

تحسبنی کاذبا فارِ الخلق سرّی۔ واکشف ستری واسئل من اھل ھٰذہ القریۃ لعلک

تنصر من العدا۔ وانما حدثتک بھٰذا الحدیث لعلک تفتش وتھدی

فان كنت لا تخاف الله فامض على وجهك يأتي الله بعوضك وان كنت تتقيه
فالبرهان بيّنٌ والامر هيّنٌ۔ قد رأى الاسلام صدمات الخريف فانظر الم يأن
وقت الربيع والنسيم اللطيف۔ وترى انّ القلوب فی زمننا هذا اجدبت وطلّقها
المبسرات وتركت۔ فجاءت رحمة الله بجَوْدها (بارش عظیم) وتداركت واجادت۔ واراد الله
فی هذه الايام ان يميط شوكًا تجرّح اقدام الاسلام۔ ويقطع كل قتاد وقع فی سبيله
ويُطهّر الارض من اللئام فتقبل او لا تقبل انی انا مطر الربيع۔ وما دعيتُ بهوى
النفس بل ارسلت من الله البديع۔ لاطهر الدنيا من اوثانها وازكی النفوس من الشهوات
وشيطانها۔ الا ترى ما نزل على هذه الملة۔ وكيف زادت علل على العلـــة۔
وتجاوز الوباء من اهل دارٍ الى من كان فی جوارٍ۔ ودعا الحَيْنُ اخاه۔ بمثل
ما دعاه ووُطِئَ الدّين تحت اقدام عبدة انسانٍ۔ وصال الاعداء عليه كثعبان
حتّٰى صار كقريةٍ يُطرّقها السّيل۔ او كارض تعدو عليها الخيل۔ هنالك رأى الله
ان الارض خربت۔ وخيالات الناس فسدت۔ وما بقی فيهم الا امانی الدّنيـا
واهواءها۔ وتمايل عليها ابناءها۔ فعند ذالك اقامنی فيكم لتجديد الدين و
اصلاح الملّة والتزئين۔ فانظر وارحمكم الله اجئتكم فی غير المحل كالمفترين اَوْ
ادركتكم عند نهب الشياطين۔

واعلموا اهداكم الله انّ هذا الامر بقضاءٍ من الله وقدره۔
وهذا النور ليس من ظلمةٍ بل من بدره۔ وكم من ذئبٍ افترس عباد الله افلا
تنظرون۔ وكم من لصٍّ نهب اموال الدّين افلا تشاهدون۔ فما زعمكم
الم يأن وقت نصرة الرحمان۔ كلّا بل جاءت ايام فضل الله والاحسـان۔
وما جئتكم من غير سلطانٍ مبين۔ وعندی شهادات من الله تزيـد
يقينًا على يقين۔ وكنتُ فی حيّة قومی كميّتٍ۔ وبيت كلا بيت۔ وكنتُ

مستورًا غیر معروفٍ لا یعرفنی احد فی القریۃ ۔ الّا قلیل من الطائفۃ ۔
وکنت اعیش فی زاویۃ الکتمان ۔ لا یجیئنی احد من الرجال والنسوان ۔ وکنت
مخفیًّا من اھل الزمان ۔ ما قصدت بلدۃً من البلدان ۔ وما جُبتُ الاٰفاق وما
رئیت العرب وما تقصّیت العراق ۔ وما کان لی واللّٰہ سعۃ المال ۔ وما ارتضعت
من الدھر الّا ثدی عقیم لا یُرجٰی منہ لبن الکمال ۔ وما رکبتُ الّا ظہر بھیم لیسر فیہ شیۃ
الحال ۔ فبشرنی ربّی فی تلک الزمن بانّہ سیکفینی فی جمیع المہمّات ۔ ویفتح
علیّ باب کلّ نعمۃ من التفضلات ۔ وکما ذکرت کان ذٰلک الوقت وقت العسر
وانواع الحاجات وبشرنی ربّی بتسھیل اموری وتیسیر مناھجی ۔ وتکفّلہ بکلّ
حوائجی ۔ فعند ذٰلک وفی زمنِ البعد من امنٍ امرت ان یُصنع خاتمٌ فیہ نقوش
ھٰذہ الانباء لیکون عند ظہورھا اٰیۃً للطّلباء وحجّۃ علی الاعداء والخاتم
موجود وھٰذا نقشہ (الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ) یا اھل الاٰراء† ۔ ثم فعل اللّٰہ کما وعد
ومطر سحاب فضلہ کما رعد ۔ وجعل اللّٰہ حبّۃ صغیرۃ اشجارًا باسقۃً واثمارًا
یانعۃً ۔ ولا سبیل الی الانکار ولو اتفق فرق الکفار ۔ فان شہادۃ الشہداء
لتسود وجہ من ابٰی ۔ وکیف الانکار من شمس الضحٰی ۔ ثم اذا تمّت کلمۃ ربّی ۔
وملأ اللّٰہ جوابی ۔ تبادر القوم بابی وصرت من القطرۃ کالبحار ۔ ومن الذرّۃ
کالجبال الکبار ۔ ومن زرع صغیر کالاشجار المملوۃ من الثمار ۔ ومن دودۃ
لکماۃ المضمار ۔ ان فی ذٰلک لاٰیۃ لاولی الابصار ۔ وکذٰلک بشرنی ربّی
بطول عمری فی بدء امری وقال تری نسلًا بعیدًا ۔ فعمّرنی ربّی حتّی رئیت نسلی
ونسل نسلی ولم یترکنی کالابتر الذی لم یرزق ولیدًا ۔ وتکفی ھٰذہ الاٰیۃ
سعیدًا ۔ فافتونی ایّھا العلماء والمحدّثون والفقہاء ۔ اتجوّز عقولکم ان تلک
المعاملات کلّہا یعامل اللّٰہ برجل یعلم انّہ یفتری علیہ ۔ ویکذب امام عینیہ

† قد مضٰی علی صنع ھٰذا الخاتم ازید من ثلثین سنۃ وما ضاع الٰی ھٰذا الوقت فضلًا من اللّٰہ ورحمۃ وما کان فی ذٰلک الزمن اثر من عزّتی ولا ذکر من شہرتی وکنت فی زاویۃ الخمول محو وما من الاعزاز والقبول ۔ منہ

وھل تجدون فی سنۃ اللہ انہ یظہر علٰی غیبہ الی عمر طویل احدا من المفترین۔ ویتم علیہ کلّ نعمتہ کالنبیّن الصادقین۔ وینصرہ فی کلّ موطن باکرام مبین۔ ویمھلہ مع ھذا الافتراء حتی یبلغ الشیب من الشباب ویلحق بہ الوفا من الاصحاب ویعینہ ویطرد اعداءہ المؤذین کالکلاب۔ ویؤتیہ ما لم یؤت احد من المعاصرین۔ ویھلک من یاھلہ امام عینیہ اویخزی ویھین۔ ومن کان علی الدّنیا مکبًّا ولزینتہا محبًّا ومن اھل الافتراء والفریۃ ارئیتم نصرتہ کھذہ النصرۃ۔ او احسستم لہ عونۃ اللہ کھذہ العونۃ۔ ما لکم لا تفکرون کالمتّقین ھداکم اللہ۔ الام تکفّرون عباد اللہ المؤیّدین وانکم تکذبوننی ولا اعلم بم تکذّبون۔ أکفرتُ بکتاب اللہ او انکرتُ ما جاء بہ المرسلون۔ او ما رئیتم اٰیات اللہ فلذالک ترتابون او جئتکم فی غیر الوقت فقلتم جاء کما یجیئ المزوّرون۔ ما لکم لا تعرفون الحق ولا تبصرون۔ انظروا الی الامم الخالیۃ من المفترین والخلیقۃ الفانیۃ من المتقوّلین۔ کیف انتسفھم اللہ لافتراءھم واھلکھم وما ابقی شیئًا من نباءھم ومحیٰ اٰثارھم۔ وافنی انصارھم لما کانوا کاذبین وللصادقین منافسین۔ ولولا انفراق اللہ بین الحق والباطل لارتفع الامان۔ وتشابہ الخبیث والطیّب والخرب والعمران ولم یبق فرق بین المقبولین والمردودین۔

اعلموا رحمکم اللہ انّ عمر الافتراء قلیل والمفتری فی اٰخر عمرہ ذلیل۔ ثم المفترون قوم مخذولون لا ینصرھم ربٌّ علام۔ ولا یشھد اللہ لھم ولیست فی کنانتھم سھامٌ۔ ولیس متاعھم الا کلامٌ۔ ولا یؤیّدون ولا یبارکون کالمقبولین۔ ومن سنن اللہ انہ اذا بارز احد من المکذبین صادقًا وقام للمنازعۃ۔ او اشتبک معہ بنیۃ المباھلۃ صرعہ اللہ بالخزی والذّلۃ وکذالک جرت عادۃ حضرۃ الاحدیۃ۔ لیفرّق بین الصدّیقین والمزوّرین۔ انّ المزوّرین لا ینصرون من اللہ ولا یؤیّدون

بروح منه ولا ترا فيهم نورًا من السماء۔ ولا تقدم اليهم مائدة الصلحاء۔ وما هم
الا كلاب الدنيا تجدهم عليها متمايلين۔ وتجد صدورهم مملوّة من شحّها
وهم على انفسهم من الشاهدين۔ ويُخزون في مآل امرهم وهناك يُعرف
وجود مميّز يميز الخبيث من الطيّبين۔ والذين صدقوا عند ربّهم قد ثنى الله
تعالى عن الدّنيا عنانهم۔ وعطف اليه جنانهم۔ فاختاروا لله اليوم الاسود
والموت الاحمر واعطوه الظاهر والمضمر وسعوا اليه بوجدهم وقضوا مناسك
عشقهم۔ واتمّوا طواف محبّتهم اولئك لا يُخزون في هذه وفي يوم الدّين
وسيسكنون في مقاصر عزّ ورفعةٍ۔ لا يرون تجاه العدا من عثرةٍ ويحفظهم
الله من كلّ صرعة۔ ويقيلهم وينعشهم عند كُلّ سقطة۔ فيعيشون محفوظين
والفرق بينهم وبين المفترين۔ كشمس الضحى۔ والليل اذا سجى او كحليب لطيفٍ
وخلّ ثقيف۔ يتراءى نور جبهتهم للناظرين۔ انهم سرّحوا امرأة الدّنيا
وزينتها۔ واختاروا الآخرة وذاقوا سكينتها۔ واستراحوا مع الله بعد ترك اهوائهم
وخرّوا على حضرة الله وفرّوا اليه منقطعين۔ وقنعوا من الدُّنيا بثوب
كثيفٍ وبقل قطيفٍ فاعطى ارواحهم حللًا كبرقٍ مع غذاءٍ لطيفٍ ورُدّ اليهم
ما تركُوا وكذلك يفعل الله بالمخلصين۔ ونظر الله اليهم فوجدهم الطيّبين الطاهرين
ورأى انهم يؤثرونه على غيرهم فاثرهم على الاغيار۔ ورئى انّهم كانوا له فكان
لهم وجعلهم مهبط الانوار وكذلك جرت سنته من الاولين الى الآخرين
وكم بئرٍ تُحفر لهم فيخرجهم الله بايديه ولا تصيبهم مصيبة ليهلكوا بل ليرى
الله بها كراماتهم ولا تنزل عليهم آفة ليدمّروا بل ليثبّت الله بها انهم من
المؤيّدين۔ اولئك رجالٌ صافاهم حبّهم ولا يخزي الله قومًا الا بعد ان يتأذّى قلوبهم
بايذاء تلك الخبيثين كذلك جرت سنة الله في المخلوقين۔ واذا اقبلوا على الله سُمع لهم

واذا استفتحوا فخاب کل ظلّام ضنین۔ یعیشون تحت رداء اللہ ترٰہم احیاءً وہم من الفانین۔ اتظنّ انّ ھٰذا القوم قد خلوا من قبل ولا یرید اللہ ان یخلق مثلہم فی الآخرین۔ ثقلتك اُمّك ان ھٰذا الّا خطاء مبین۔ یاعافاك اللہ بعدت بُعدًا عظیمًا من سنن اللہ ربّ العالمین۔ لولا وجودہم لفسدت الارض ومن فیہا فلذالك وجب وجودہم الٰی یوم الدّین۔

وما ارسلنی ربی الا لیکفّ عنکم ایدی الکفار۔ ویُھیّئکم لنزول الانوار۔ فما لکم لا تشکرون بل تعرضون عن الھُدیٰ۔ اتعلمون انکم تُترکون سُدیٰ۔ وانّ مع الیوم غدًا۔ وما جئتکم من ھوی النفس وما کنت مشتاق الظہور بل کنت احبّ ان اعیش مکتومًا کاھل القبور۔ فاخرجنی ربّی علی کراھتی من الخروج۔ واضاء اسمی فی العالم مع ھربی من الشہرۃ والعروج۔ ولبثتُ عمرًا کالسّر المستور او القنفذ المذعور۔ او کرمیم فی التراب او کفتیل خارج من الحساب۔ ثم اعطانی ربّی ما یحفظ العدا۔ ومنّ علیّ بوحی اجلٰی۔ فاشتعل السُّفہاء وظلموا وکان بعضہم من البعض اطغیٰ۔ وسفت منہم علیّ الاعاصر والصراصر العظمٰی۔ فریتم ما لہم یا اولی النھی۔ ثم بعدہم ادعوکم الی اللہ فان تقبلوا فاللہ حسبکم۔ وان تکفروا فاللہ حسبیکم والسّلام علٰی من اتبع الھُدیٰ۔

یا فتیان رحمکم اللہ ترون انقلابًا عظیمًا فی العالم وتشاھدون من انواع المعالم۔ واشقی النّاس فی ھٰذا الزمن المسلمون ذھب دُنیاھم وکثیر منہم من الدین یرتدون۔ لا ینزل بلاءٌ الّا علیہم۔ ولا تُھلك داھیۃ الّا قومہم۔ ما حدثت بدعۃ الا ولجت بینہم۔ وما عرضت علیہم الدُّنیا عینہا الا فقأت بھا اعینہم نری شبّانہم ترکوا شعار الملۃ الاسلامیۃ۔ ومحوا آثار

سنن النبوية يحلقون اللحى ويعظّمون السبال ويطوّلون الشوارب مع تلبّس
الحلل النصرانية. فهم فى هذا الزمن اشقى من اظلّة السّماء. واوته الغبراء
يعرضون عن فضل الله اذا اتى. ويفرّون من رحم الله اذا وافى. تنحّوا عن
خوان الله اذا ادنى. واتبعوا طرقًا اُخرى. لايخافون حرّ النار واللظى ويخافون
مرارة هذه الدّنيا والطريق الذى مانصّفه الشيطان وطأوا كله فسبقوا
الخنّاس الاطغى. ومنهم قوم يقولون انانحن العلماء ويتكلمون كما يتكلّم
السفهاء. يضلّون النّاس بغير علم وهدًى. ويعرضون عن الحق الذى
حصحص وتجلّى. ويدفنون خير الرسل فى التراب ويُصعدون عيسٰى الى
السمٰوات العلٰى. فتلك اذًا قسمةٌ ضيزٰى. يبصرون ثم لا يبصرون.
يرون الحق ثم يتعامون وهم يعلمون. ويكتمون الحق الذى ظهر كشمس
الضحٰى. الا يرون نصر الله كيف اتٰى. ويُرى هم الله كل سنةٍ مايكرهونها من
اٰياتٍ عظمٰى. ثم يمرّون كانّهم مارأوا ويتحامون عن طرق التقوٰى. كانّ
اسدًا يفترس فيها اوتأخذهم اٰفاتٌ اُخرٰى. ايظنّون انّهم لايسئلون
ويتركون كشيءٍ ينسٰى. الايرون الاٰيات من ربّى او رأوا كمثله معاملة الله
برجلٍ افترٰى. مالهم لايتركون عادة الايذاء. والسبّ والازدراء.
اُقسموا والوا وعاهدوا واعليه والله يسمع ويرٰى. ياحسرات عليهم انّهم
جاوزوا احد التُّقٰى. وطبع على القلوب فاٰثروا الغشا والعما. يخافون الخلق
ولايخافون الله ولايتقون حرّ النّار واللظٰى. وقد اوتوا مفاتيح دار الدّين
فما دخلوها ومارضوا بان يدخلها زمرٌ اُخرٰى. ايُرجٰى منهم ان يؤمنوا بامام
وقتهم بل يقولون كذّابٌ يضل الورٰى. ارٰى نفسه فى زىّ المسلمين
ولايؤمن بالله ورسوله المصطفٰى. وماشقّوا صدرى فما اعثرهم على كفرٍ يخفٰى.

* انّى كتبت غير مرّة انّ من اعظم اٰيات الله ما انبأ فى بلوغ الجماعة. ورجوع الناس الىّ فوجًا بعد فوج ودخولهم فى هذه السلسلة. وكان هذا الوحى فى
كنت فيه رجلًا خاملًا لايعرفنى احد لا من الخواص ولا من العامة. ثم بعد ذالك رُدّت جماعتى الىّ حتى لايعرف عددهم على الوجه الكامل الّا عالم الغيب
والشهادة. وانتشروا فى هذه البلاد وبلاد اخرى كصيّب يعمّ كل اقطار البلدة. فتفكروا ايها الناس ذالك من الاٰيات العظمة. وقد اتى كلامى هذا المكتوب الذى بلغنى اليوم
فى اخر جنورى ۱۸۹۷ء ...من ارض مصر فاكتب منه السطرين لملاحظة اهل النصفة وهو هذا۔
الى ذى الجلال والاحترام المسيح الموعود ميرزا غلام احمد القاديانى الهندى الفنجابى۔
بعد التحية الفا الفا كثرت اتباعكم فى هذه البلاد وصارت عدد الرمل والحصا. ولم يبق احد الا وعلى برّكم واتّبع انصاركم الراقم احمد خيرى بن السيد الشيخ ... من

وقد رءوا آياتٍ إن رآها قوم أهلكوا في قرونٍ أولى۔ ما عُذّبوا في الدنيا ولا في العقبٰى۔
فهٰذه شقوتهم طلعت الشمس عليهم وأضحى۔ وهم يختفون في الغار ويؤثرون الدجى۔
لا يفرقون بين خائنٍ وأمينٍ وبين نهارٍ وليلٍ سجى۔ يريدون أن يطفئوا نورًا
نزل من الله ذي الجلال۔ والله غالب على أمره وإن كان مكرهم تزول به
الجبال۔ أيحسبون أنهم قومٌ ليس لهم زوال۔ وسيبطل الله كيدهم وإن
كان كيدهم كحليبٍ أجرى في الحلوق۔ وأمضى في العروق وكغذاءٍ أُخرى هي النطف
وأحلى۔ أيستطيعون أن يردّوا قضاءه۔ سبحان ربنا الأعلى۔ إنه يَغلب
ولا يُغلب وينفذ أمره من السماء إلى تحت الثرى۔ فهل من فتىً يخافه ولا يطغى۔
وهل من حُرٍّ يطيعه ولا يأبى۔ أيتكئون على آراء آبائهم الأولين۔ وليس
لآرائهم ثبات وتجدهم فيها مختلفين۔ وما زالت النوى تطرح بآرائهم
كل مطرحٍ فلا يثبت وليس له قرار ويتبدل كل حين۔ والله إنّي صادق
وجحدوا بما جئت به بغير علمٍ ولا برهان مبين۔ وإنّي أعرض نفسي للذبح
فما دونه إن كانوا من الصادقين۔ إن يقولون إلا رجمًا بالغيب وليسوا
على الحق معثرين۔ ويقولون إن الزلازل والطاعون ما جاءت إلا بنحوسة هؤلاء
وإنّهم قوم منحوسون۔ انظر إلى أقوالهم كيف يهذرون۔ يا أعداء الكتاب والرسول
بماذا تطيّرون۔ أجاء العذاب بما أرسل الله عبده ليتم به حجّته۔
ولينذر قومًا غافلين۔ ويلٌ لكم ولما تزعمون۔ وقد أنبأ الله بها قبل ظهورها
ثم أنتم بالله ورسله تستهزءون۔ وإن الله يرى كلما تصنعون۔ ترون ليالي
الكفر وظلماتها وتحسّون حاجة مرسل وأماراتها ثم أنتم تعرضون كأنكم
قوم عمون۔ وإذا ابتسم ثغر صبح الإسلام وأراد الله أن يجيح الشرك بآياته العظام
فلكم مكر في آياته لعل الناس إلى الحق لا يرجعون۔ وتقرءون في سورة النور من

غیر الشکّ والغُمّة۔ ان الخلفاء کلّھم یاتون من ھٰذہ الاُمّة ثم تلتمسون عیسٰے الذی ھو من بنی اسرائیل وتنسون ما فیھم قیل وتقرء ون فی حدیث نبیّ الله اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ثُمّ انتم تتجاھلون۔ اتکفرون بمن جآء من الرحمان بالایات البیّنات والبرھان۔ اتکفرون الکفار کیف جرّحوا دینکم الذی ھو خیر الادیان۔ وھموا بان ترتدّوا وتکونوا امثالھم حزب الشیطان فاعلموا رحمکم الله انّ غیرة الله قد اقتضت فی ھذا الزمان۔ ان یرسل عبدہ وینجز وعدہ وینجی حزبه من اھل العدوان۔ فانا ھو العبد المامور والوقت ھو الوقت المسطور۔ فھل انتم تؤمنون۔ والحق قد تبیّن۔ والوقت قد تعیّن فما لکم لا تفھمون۔ یا حسراتٍ علیکم انکم صرتم اول کافرٍ بی وکنتم من قبل تنتظرون۔ الا ترون کیف شاع الشرک فی اعطاف الارض واطرافھا۔ واقطار البلدة واکنافھا۔ اتکفرون بما انزل الله وانتم تعلمون ٭

۳۴ [یا عُلماء القوم لا تعمد والقداح النوم والله یوقظکم بحوادث کُبرٰے۔ وینبئکم بدواھی عُظمٰے۔ فاین الخوف کالابرار۔ واین ماء الدموع بذکر الله القھار۔ وکنتم اناء الدّین فترشح الکفر منه وفاض فاعجبنی انّ طائر نفسکم ما فرّخ وما باض۔ اخلقتم لاکل رغیف مع شواء صفیفٍ علٰی خوانٍ نظیفٍ۔ ایھا المسرفون۔ وقد قال الله تعالٰی مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ وما قال الا لیاکلون یا سبحان الله ای طریق اخترتم وای نھج اثرتم اتعیشون الی اٰخر الدُّنیا ولا تموتون۔ وتقطفون ثمارھا خالدین فیھا ابدا۔ ولا تھلکون۔ ان الدنیا قد انتھت الٰی اٰخرھا فلم لا تستیقظون۔ وقد حل ارضکم ھٰذہ وباء الطاعون واٰفات اُخرٰی الا تنتظرون۔ وان اشتیتم او اصفتم فھی معکم ولا تفارقکم الا تبصرون

اَخَذَکُمُ الْعِشَا۔ اَوْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عَمُوْن۔ وَ عَنَتْ اَمَامَکُمْ مَصَائِبُ شَتّٰی
حَتّٰی صُبَّتْ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَ اَوْلَادِکُمْ وَ نِسَاءِکُمْ وَ ذَوِی الْقُرْبٰی۔ وَ تُفَارِقُکُمْ
کُلَّ سَنَۃٍ اَعِزَّتُکُمْ بِمَوْتِہِمْ فَلَا تَسْتَطِیْعُوْنَ غَیْرَ اَنْ یَّفْزَعَ وَ یَبْکِیْ۔
وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَ قَوْمٍ حَتّٰی یَبْعَثَ رَسُوْلًا لِیُتِمَّ الْحُجَّۃَ وَالْاَمْرَ یُقْضٰی ہٰکَذَا
قَالَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَ ہٰکَذَا خَلَتْ سُنَّتُہٗ فِی اُمَمٍ اُوْلٰی۔ فَمَا لَکُمْ لَا تَعْرِفُوْنَ اِمَامًا
اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْنَ دَاعِیًا اُقِیْمَ فِیْکُمْ اَلَا تَعْلَمُوْنَ مَآلَ مَنْ کَذَّبَ وَ اَبٰی۔ اَرَضِیْتُمْ
اَنْ تَمُوْتُوْا مِیْتَۃَ الْجَاہِلِیَّۃِ ثُمَّ تُسْئَلُوْا فِی الْعُقْبٰی۔ وَ اَنْتُمْ تُہْدَوْنَ اِلَی
الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ فَمَا لَکُمْ تُؤْثِرُوْنَ الْکَدَرَ وَ تَتْرُکُوْنَ الْاَصْفٰی۔ تَدَعُوْنَ
مَنْ جَاءَکُمْ وَ تَدْعُوْنَ الْمَیِّتَ مِنَ السَّمٰوَاتِ الْعُلٰی۔ وَ تَسُبُّوْنَ وَ تَشْتِمُوْنَ
وَ تَقُوْلُوْنَ مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا تَخَافُوْنَ یَوْمًا تُحْضَرُ فِیْہِ کُلُّ نَفْسٍ لِتُجْزٰی وَ لَیْسَ
نَبِیٌّ ذَلِیْلًا اِلَّا فِیْ وَطَنِہٖ فَسُبُّوْا وَاشْتِمُوْا وَاللّٰہُ یَسْمَعُ وَ یَرٰی۔

یَا قَوْمِ لِمَ تَتَعَامَوْنَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ۔ وَ لِمَ تَتَجَاہَلُوْنَ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔
اَمَا عَلِمْتُمْ عَاقِبَۃَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یَسْتَہْزِءُوْنَ۔ تَلْدَغُوْنَ کَالزُّنْبُوْرِ۔ وَ تُؤْذُوْنَ
رَجُلًا اُعْطِیَ کَالسِّرَاجِ بِالنُّوْرِ۔ وَ تَمُرُّوْنَ بِرُؤْیَۃِ الْبَدْرِ وَ اِبْدَارِ الصِّلٰی وَ اَنْتُمْ
تُظْلِمُوْنَ۔ وَ جَاءَ النَّاسُ وَ اَنْتُمْ تَہْرُبُوْنَ۔ وَ کَمْ مِنْ مُسْتَہْزِءٍ اُخْبِرُوْا بِمَوْتٍ
کَاَنَّہُمْ اُلْہِمُوْا مِنَ اللّٰہِ الْعَلَّامِ۔ وَ اَصَرُّوْا عَلَیْہِ وَ اَشَاعُوْہُ فِی الْاَقْوَامِ۔ فَاِذَا
الْاَمْرُ بِالضِّدِّ۔ وَ رَدَّ اللّٰہُ مُزَاحَہُمْ عَلَیْہِمْ کَالْجِدِّ۔ وَمَا تَوَافٰی اَسْرَعُ وَقْتٍ بَعْدَ الْاِلْہَامِ
وَ تَرَکُوْا حَشِیْشَ نَدَامَۃٍ تَرْذُلُہٗ لِاَنْعَامِہِمْ۔

وَ رُبَّ مُؤْذٍ مَا اٰذَوْنِیْ اِلَّا لِیُظْہِرَ اللّٰہُ بِہِمْ بَعْضَ الْاٰیَاتِ۔ وَ قَدْ قَصَصْنَا
قِصَصَہُمْ فِیْ حَقِیْقَۃِ الْوَحْیِ لِتَکُوْنَ تَبْصِرَۃً لِّلطَّالِبِیْنَ وَ الطَّالِبَاتِ۔ وَ اَقْرَبُ
الْقِصَصِ مِنْ ہٰذَا الْوَقْتِ قِصَّۃُ رَجُلٍ مَاتَ فِیْ ذِی الْقَعْدَۃِ۔ وَ کَانَ یَلْعَنُنِیْ وَ یَسُبُّنِیْ

وكان اسمه **سعد الله** وكان سبّه كالصعقة۔ واذا بلغ شتمه الى منتهاه
وسبق فى الايذاء كل من سواه۔ اوحى الىّ ربى فى امر موته وخزيه وقطع نسله بما قضاه وقال ان شانئك
هو الابتر۔ فاشعتُ بين الناس ما اوحىٰ ربّى الاكبر۔ ثم بعد ذٰلك صدّق
الله الهامى۔ فاردتُّ ان افصّل فى كلامى۔ واشيع ما صنع الله بذٰلك
الفتّان۔ وعدو عباد الله الرحمٰن۔ فمنعنى من ذٰلك وكيلٌ كان من جماعتى
وخوّفنى من ارادة اشاعتى۔ وقال لو اشعتها لا تأمن مقت الحكام
ويجرّك القانون الى الآثام۔ ولا سبيل الى الخلاص۔ ولات حين مناص۔
وتلزمك المصائب ملازمة الغريم۔ والمآل معلوم بعد التعب العظيم۔
وليست الحكومة تارك المجرمين۔ فالخير فى اخفاء هٰذا الوحى كالمحتاطين۔
فقلت انى ارى الصواب فى تعظيم الالهام۔ وان الاخفاء معصية عندى ومن
اسير اللئام۔ وما كان لاحد ان يضرّ من دون ارادة بارئ الانام۔ ولا ابالى بعده تهديد الحكّام۔
وندعو ربنا الذى هو منبت الفضل۔ وان لم يستجب فنرضى بالعيش الارذل۔
ووالله انه لا يسلّط على هٰذا الشرير۔ وينزل عليه آفةً وينجى عبده المستجير۔
فسمع كلامى بعض زبدة المخلصين۔ الفاضل الجليل فى علم الدين اعنى
محبّنا المولوى الحكيم **نور الدّين**۔ فجرى على لسانه
حديث رُبّ اشعث اغبر واطمئن القلوب بقولى وقوله۔ وخطّأوا المحذّر
واستضعفوا بناء هوسه۔ ثم دعوت على سعد الله الى ثلٰثة ايام وتمنّيت موته من
ربّ علّام۔ فاوحى الىّ ربّ اشعث اغبر لو اقسم على الله لابرّه يعنى انه تعالى يدافع
عنك شرّه۔ فوالله ما مضى علىّ الا ليالى حتّٰى جاءنى نعى موته۔ فالحمد لله على ما
ضرب العدو وبسوطه +

ايها النّاس انّى جئت من ربى بمائدة لأُطعم البائس الفقير۔

فھل فیکم من یاخذ ھٰذا الخوان ویامن الجوع المبیر۔ ومن لم یوافقہ ھٰذا
الغذاءُ فھو من قوم یقال لھم اشقیاء۔ ومن اکلہ فلہ فی ھٰذہ اجر
کبیر۔ ثم وراءھا فضل کثیر۔ یرید اللہ یحطّ عنکم الاثقال ویضع السلاسل
والاغلال۔ وینقلکم من الارض المجدبۃ۔ الی بلدۃ النعمۃ والرفاھۃ۔
وینجیکم من ظلمات اشتدت فیھا الریح۔ ویبلغکم الی مقاصر شُغلت فیھا
المصابیح۔ ویطھرکم من الذنب والزور۔ لتکونوا کالذی قفل من الحج
المبرور۔ ولکنکم رضیتم بان تتّسخ ابدانکم بوسخ الذنوب۔ وان تبعدوا
ابدًا من دیار المحبوب۔ وانّی عرضت علیکم ماء الحیات۔ فاٰثرتم کاس
الممات۔ ودعوتکم الی البیت العتیق ففررتم الی الغرانیق۔ وانکم تسبون
وانا نقاسی لکم الضجر والکربۃ۔ وندعو لکم فی ظلمات الغمّ کانا نصلی العتمۃ
وانّ الامر فی ید اللہ یفعل ما یشاء۔ وفی یدہ القضاء۔ ویاتی یوم یلین
ذالک الحجر۔ والی متیٰ ھٰذا الضجر۔ ایھا الناس لا تمایلوا علی قول العامۃ
وانھم قد اعرضوا عن طرق السلامۃ۔ وان عجبتم فما اعجب من قولھم
انّ عیسٰیؑ حیٌّ مع الجسم فی السّمٰوات۔ ثم مع ذالک لحق بالاموات ودخل
معھم فی الجنات۔ ویقولون انہ یترک صحبۃ الموتٰی فی اٰخر الایام و
ینزل الی بعض ارضین ویمکث الی اربعین ثم یرحل من ھٰذا المقام
ویلحق بالاموات الی الدوام۔ ھٰذہ خلاصۃ اعتقاداتھم وملخص خرافاتھم
فبقینا متحیرین من ھٰذا البیان مع ھٰذا الھذیان۔ لا اعلم اجرّتھم
الیہ الاھواء۔ او غلبت علیھم السوداء۔ ما لھم انھم مع طول الزمان وتلاوۃ
القراٰن ما اھتدوا الی الحق الی ھذا الاوان۔ فما افھم من ای قسم
ھٰذا الجنون۔ وقد مضت علیہ القرون۔ فواللہ قد حیّرنی اصرارھم

على امرٍ يخالف القرآن۔ ويجيح الايمان۔ وقد جاءهم حَكَمٌ من الله بالحق
والحكمة على رأس المأة۔ وعند غلبة كلّ نوع البدعة وغلبة الكفرة فاعجبني انّهم
لايّ سبب انكروه۔ وهو يدعو الزمان والزمان يدعوه۔ ووالله انّي انا المسيح
الموعودُ واعطاني ربّي سلطانًا مبينًا۔ وانّي على بصيرة من ربي ولو رُفع
الحجاب لما ازددتُ يقينًا۔ ان الله رأى نفوسًا عاصية وزمنًا كليلة
قاسية۔ فارسلني لعلّهم يتوبون۔ وكيف ننصح لهم وانهم قوم لا يسمعون
وانهم عن صراط الحق لناكبون۔ فرّوا من مائدة الله ورُغفانها۔ وانتشروا
وبقيت الخوانُ على مكانها۔ واٰثروا عصيدة الدنيا وتحلّبت لها افواههم
وتلمّظتْ لها شفاههم۔ فاقلّ ما يكون في صدقي ان يصيبهم بعض الذي
اَعِدُهم فما لهم لا ينتظرون۔ وقالوا ان عيسٰى حيٌّ وذٰلك لقلّةِ عِلمهم
بالقرآن والاٰثار۔ فينكرون موت عيسٰى اشدّ الانكار۔ وعلى حياته يصرّون
وتلك كلمة بها يموتون۔ فاجتنب ذٰلك ان كنت من الذين يؤمنون
بالفرقان ولا يكفرون۔ ولا تكن كمثل الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم
فلا يبالون۔ ويقولون ان المسلمين اجمعوا على حياته كلا بل هم يكذبون۔ واين الاجماع
وفيهم المعتزلون۔ واذا قيل لهم الا تفكّرون في قول ربكم فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ
او به لا تؤمنون۔ فليس جوابهم الا ان يحرّفوا اٰيات الله ويقولوا انّ معنى التوفّي
رفع الرّوح مع الجسم العنصري انظر كيف عن الحق يعدلون۔ ويعلمون انّ هٰذا القول
قول يجيب به عيسٰى بحضرة العزّة يوم القيامة اذ يسئله الله عن ضلالة الامّة
وكذالك في الفرقان تقرأون فعجبت والله كل العجب من شانهم ومن عقلهم
وعرفانهم الا يعلمون انه ما كان لبشر ان يحضر يوم النشور من قبل ان يقبض روحه
ويكون من اصحاب القبور ما لهم لا يتدبّرون۔ وقد حثا الصحابة التراب فوق

خیر البریۃ۔ ومزارہ موجود الی ھذا الوقت فی المدینۃ المنورۃ۔ فمن سوء الادب
ان یقال ان عیسٰی ما مات وان ھو الا شرک عظیم۔ یاکل الحسنات یخالف الحصاۃ
بل ھو توفی کمثل اخوانہ۔ ومات کمثل اھل زمانہ۔ وانّ عقیدۃ حیاتہ قد جاءت
فی المسلمین من الملۃ النصرانیۃ۔ وما اتخذوہ الھًا الا بھذہ الخصوصیۃ۔
ثم اشاعھا النصارٰی ببذل الاموال فی جمیع اھل البدو والحضر۔ بما لم یکن
احد فیھم من اھل الفکر والنظر۔ واما المتقدمون من المسلمین فلم یصدر
منھم ھذا القول الا علٰی طریق العثار والعثرۃ۔ فھم اقوام معذورون عند الحضرۃ
بما کانوا خاطئین غیر متعمّدین۔ وما اخطأوا الا من وجہ الطبائع الساذجۃ
واللّٰہ یعفو عن کل مجتھد یجتھد بصحۃ النیّۃ۔ ویؤدّی حق التحقیق من
غیر خیانۃ علی قدر الاستطاعۃ۔ الا الذین جاءھم الامام الحکم مع البینات
من الھدٰی۔ وفرّق الرّشد من الغیّ واظھر ما اختفٰی۔ ثم اعرضوا عن قولہ وما
رأوا فوادروا ب الحق بل منعوا من وافٰی۔ وخالفوہ وما توا علٰی عناد وفساد
کالعدا۔ وفرحوا بھذہ ونسوا غدًا۔ اینکرون ما انذر اللّٰہ بہ ولا یجاوزون حدّ مطامعھم
اذا القدر اتٰی۔ وتریٰ کل نفس ما عمل من الھوٰی۔ ومن اتی اللّٰہ بقلب سلیم
فنجّی من اللظٰی۔ واما المعرض الاثیم فلہ الجحیم لا یموت فیہ ولا یحیٰی۔ وانا نصبح
ونمسی فی ھذا الانتظار۔ ونجیل طرفنا فی کل طرفۃ الی الاقدار۔ وان عذاب اللّٰہ
قد قرع بابکم وکسّر انیابکم افلا تنظرون۔ وانّ نفوسکم قد قربت اسد الممات
فی الفلوات۔ فاعدّوا لھا حصن النجاۃ ولا تھلکوا انفسکم بایدیکم ایھا الغافلون
ان حیاتکم بالایمان والدّین۔ لا بالزّعفان والماء المعین۔ واذا ذھب الدّین
فلا حیات۔ والذی ضاع دینہ یشابہ الاموات۔ وترون انّ الکُفر
کسّر ضلوع الاسلام۔ وما بقی منہ الا اسم علی السن العوام۔ وواللّٰہ انّ

هذا الاسد قد جُرّح من الكلاب. ورضى من الافتراس بالاياب. وقعد من الفلك بمثابة الهُلك. ولذالك مسّكم من كلّ طرفٍ ضُرٌّ، وعيش مُرٌّ. والآفات اختارتكم صحبًا. كانّها وجدت فناءكم رَحْبًا. وانكم تحتها كلّ يومٍ تكسّرون. وترون انّ الآفات تنزّل عليكم تترًا وتبتر بترًا. ولا تسقط عليكم آفة الّا وهي اكبر من اختها ثم لا تخافون۔

(۴۶) وقد رأيتم ما نزل من الآفات. وبعضها نازل بعدها فى اسرع الاوقات. فتوبوا الى بارئكم لعلّكم تفلحون۔ وكيف تُرجى منكم التوبة وما تاتيكم آية الّا عنها تعرضون. فسوف تاتيكم انباء ما كنتم به تستهزءون۔ ومن الآفات انّ قومًا يدعونكم الى الكفر. اطماعًا فى نضار الصُّفر. ويعرضون ذهبًا على كلّ ذاهبٍ لعلّهم يتنصّرون۔ وانّهم اولو الطول وانتم الفقراء وفتح عليهم ابواب الدنيا وانتم فى البؤس تصبحون وتمسُون۔ وتلك فتنة اكبر من كلّ فتنةٍ وبليّة اشدّ من كلّ بليّة فانكم تحتاجون الى رُغفانهم وهم لا يحتاجون۔ وحلّوا ارضكم وملكتها ملوكهم فلا بدّ من تأثرٍ كما تشاهدون۔ ثم من احدى المصائب ان امراءكم على الدّين يستهزءون. وفقراءكم على الدّنيا يتجانئون. فلا نجد قرة العين من اولائكم ولا من هؤلاء وانّا من آيسون۔ وسرّحنا الطرف فى الطرفين فأخذنا ما ياخذ السقيم عند آثار المنون۔ وما كان لكافرٍ ان يهزمكم ولكن ذنوبكم هزمتكم وتركتم الحضرة ولذالك تتركون۔ وانّ الله نظر الى قلوبكم فما آنس فيها اتقاءً. فسلّط عليكم قومًا عصاةً واعطاهم التعذيبكم قناةً فهل انتم منتهون۔ انّ الله لا يغيّر ما بقومٍ حتّى يغيّروا ما بانفسهم فهل انتم مغيّرون۔ وما يفعل الله بعذابكم ان شكرتم وآمنتم فهل انتم مؤمنون۔ ءانتم تظنّون انكم احياء بهذا الذنب الدائم. والموت خيرٌ للفتى من عيشه

عیش البہائم فما لکم لا تتنبّھون۔ وانّ النصرانیہ تاکلکم کل یوم کما تاکل النار الحطب لیتم ما قدر اللہ وکتب۔ وواللہ ان ھذا الوباء اکبر من کل وباءٍ وھذہ الزلزلۃ اکبر من کل زلزلۃ وما نزل علیکم ما نزل الا من ذنوبکم ایہا الفاسقون۔ وان الاٰفات الجسمانیۃ لا تُھلک الّا الاجسام۔ واما الاٰفات الروحانیۃ فیُہلک الجسم والروح والایمان معًا فلا تسبّوا اعداءکم وسبّوا انفسکم ان کنتم تعقلون۔ مالکم لا تنظرون الی السماء۔ وصرتم بنی الغبراء۔ وان اللہ عرض علیکم حلیب الدّین فانتم تعافون۔ ثم قدّم قوم الیکم لحم الخنازیر فانتم بالشوق تتمششون۔ ومن دخل منہم فی دینکم فلا یدخل الا کاھل النفاق۔ ویطوف طامعًا فی الاسواق مکدّیًا بالاوراق۔ وھم یکثرون وانتم تقلّون۔ فالام ھذہ الحیٰوۃ ایّہا الجاھلون تتمایلون علی اموال الدنیا وما تبصرون من این تقتنئون۔ وترون الخوان۔ وما ترون المُصْل الخوّان کانکم قوم عمون۔ وتترکون العشاء وبالندامی تَغْتَبِقُوْن۔ وتعیشون کُسالٰی ولا تمسّون الدّین باصبع ولا لہ تتالّمون۔ ثم تقولون انّا بذلنا الجھد حق الجھد وانّا مستفرغون۔ فکروا یا فتیانُ۔ الم یان ان یرسل اللہ امامًا فی ھذہ العمران۔ وانکم تنقضون عہد اللہ وتقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل وفی الارض تفسدون۔ وواللہ ان الوقت ھذا الوقت فما لکم لا تتقبّلون۔

وانّی واللہ فی ھذا الامر کعبۃ المحتاج کما انّ فی مکۃ کعبۃ الحجاج۔ وانّی انا الحجر الاسود[*] الذی وضع لہ القبول فی الارض والناس بمسّہ یتبرّکون۔ لعن اللہ قومًا یقولون انہ یرید الدنیا وانّا من الدنیا مبعدون۔ وجئتُ لاُقیم الناس علی التوحید والصلوٰۃ۔ لا لاقتناء انواع الصِّلات۔ واللہ یعلم ما فی قلبی ویشہد بآیاتہ انہم کاذبون۔ ما کان حدیث یفتری بل جئت بالحق وبالحق ارسلت فما لکم لا تعرفون۔ وانی انا ضالتکم لا مضلکم ایہا المسلمون۔ فہل

* ھذا خلاصۃ ما اوحی اللہ الیّ وھذہ استعارۃ من اللہ الکریم۔ وکذالک قال المعبّرون ان المراد من الحجر الاسود فی علم الرؤیا المرء العالم الفقیہ الحکیم۔ منہ

فیکم من یقبل دعوتی وینظر بحسن الظنّ الٰی کلمتی الیس فیکم رجل رشید ایھا المستکبرون۔ ولولم اُبعث یا فتیان فی ھٰذا الزمان۔ لوطأ الدینَ اھل الصلبان۔ وانّ ھٰذا السّیل بلغ الرؤس۔ وافنی النفوس۔ اَلَا تعلمون القسوس کیف یضلّون۔ وما اُرسلتُ الّا عند ضلال نجّس الارض واھلک اھلہا فما لکم لا تفھمون۔ وواللّٰہ لیس فی الدھر اعجب من حالکم کیف طال اعراضکم و صفحکم عنی وقد رئیتم الاٰیات واعطیتم البیّنات فنبذتموھا کالحصات وفتح لکم باب الحسنات فغلقتم ابوابکم لئلا تدخل فی العرصات۔ مالکم لا تتقون حرمات اللّٰہ وللتکذیب تعجلون۔ وان اللّٰہ سیّاف یسل سیفہ علی الذین یعتدون۔

وانی انا المسیح الموعود وانتم تکذبوننی وتسبّون وتقولون انّ ھٰذا الدعوٰے باطلٌ وقولٌ خالفہ الاوّلون۔ فاعجبنی قولکم ھٰذا مع دعاوی العلم والفضل اتقولون ما یخالف القراٰن وانتم تعلمون۔ وان دعوی الاجماع بعد الصحابۃ دعویٌ باطل وکذب شنیع لا یصرّ علیہ الّا الظالمون۔ وانّی الاجماع اتنسون ما قال المعتزلون۔ اتزعمون انھم لیسوا من المسلمین وانتم قوم مسلمون۔ فثبت انّ قولکم لیس قولًا واحدًا بل ادّارءتم فیہا فالاٰن یحکم اللّٰہ فیما کنتم فیہ تختلفون۔ وعندی شہادات من ربّی واٰیات رئیتموھا انتم تنکرون۔ ان الذین خلوا من قبلی لا اثم علیہم وھم مبرّءون۔ والذین بلغتہم دعوتی ورأوا اٰیاتی وعرفونی وعرّفتہم بنفسی وتمّت علیہم حجّتی ثم کفروا باٰیات اللّٰہ واٰذونی اُولٰئک قوم حقّ علیہم عقاب اللّٰہ بانھم لا یخافون اللّٰہ وباٰیات اللّٰہ ورسلہ یستہزءون۔ وما جئتہم من غیر بیّنۃ بل اعطاھم ربی اٰیۃ علی اٰیۃ ومعجزۃ علی معجزۃ واقیمت الحجۃ وقضی التنازع والخصومۃ ثم علی الانکار یصرّون۔ ایحاربون اللّٰہ بما انہ جعلنی المسیح الموعود والمھدی المعھود وللہ الامر ولہ الحکم لا یُسئل عما یفعل وھم یُسئلون۔ وتنحّی بعضہم عن ھٰذا النزاع خجلًا ووجلًا ورجعوا الیّ تائبین واکثرھم قاسطون۔

ایصرّون علٰی حیٰوۃ عیسٰی ویخفون اجماعًا اتفق علیہ الصحابۃ کلّھم اجمعون ویتبعون غیر سبیل قوم ادرکوا صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکلّ واحد منہم استفاض من النبیّ وتعلّم۔ وانعقد اجماعھم علٰی موت عیسٰی وھو الاجماع الاول بعد رسول اللہ ویعلمہ العالمون۔ انسیتم قول اللہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُل او انتم للکفر متعمدون۔ وقد مات علٰی ھٰذا الاجماع من کان من الصحابۃ۔ ثم صرتم شیعًا وھبّت فیکم ریح التفرقۃ۔ وما اوتیتم سلطانًا علٰی حیاتہ وان انتم الا تظنّون۔ وقد قال اللہ حکایتًا عن عیسٰی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ فلا تفکّرون فی قول اللہ ولا تتوجّہون۔ءانتم اعلم ام اللہ او تقولون ما لا تعلمون۔

ثم اعلموا انّ حق اللفظ الموضوع لمعنی ان یوجد المعنی الموضوع لہ فی جمیع افرادہ من غیر تخصیص وتعیین۔ ولٰکنکم تخصّصون عیسٰی فی المعنی الموضوع للتوفی عندکم وتقولون لا شریک لہ فی ذالک المعنی فی العالمین۔ کانّ ھٰذا المعنی تولّد عند تولّد ابن مریم وما کان فی وجودہ قبلہ ولا یکون بعدہ الٰی یوم الدین۔ وھب یا فتی انّ عیسٰی لم یتولّد ولم یُرزق الوجود من الحضرۃ۔ فبقی ھٰذا اللفظ کعاطل محرومۃ من الحلیۃ۔ فتفکروا ولا تؤثروا الانیاب۔ واتقوا اللہ التواب۔ اتزعم انّ ھٰذا المعنی بساطٌ ما وطأہ الا ابن مریم۔ او سماطٌ ما امّھم الّا ھٰذا الملک المکرم۔ ولو فرضنا انّ معنی التوفی فی اٰیۃ فلمّا توفّیتنی لیس الّا الرفع مع الجسم العنصری الی السماء۔ ثم مع فرض ھٰذا المعنی یکذّب ھٰذہ الاٰیۃ نزول عیسٰی الی الغبراء۔ ولا یحصل مقصود الاعداء بل یبقی امر عدم النزول علٰی حالہ کما لا یخفٰی علی العقلاء۔ فان عیسٰی یجیب بھٰذا الجواب یوم الحساب یعنی یقول فلما توفیتنی فی یوم یبعث الخلق ویحضرون۔ کما تقرء ون فی القراٰن ایھا العاقلون۔ وخلاصۃ جوابہ انہ یقول انی ترکت امتی علی التوحید والایمان باللہ الغیور۔ ثم فارقتھم الٰی یوم القیامۃ وما

رجعتُ الی الدنیا الی یوم البعث والنشور۔ فلذالک لا اعلم ما صنعوا بعدی من الشرک والفجور ولستُ من الملومین۔ فلو کان رجوعه الی الدُّنیا امرًا حقًّا قبل یوم القیامۃ فیلزم منه انه یکذب کذبًا شنیعًا عند سؤال حضرۃ العزّۃ۔ وهذا باطلٌ بالبداهۃ فالنزول باطلٌ من غیر الشک والشبهۃ۔ **فاستیقظوا یا فتیان۔** این انتم من تعلیم القرآن۔ بل مات عیسٰی کما ماتت اخوانه من النبیّین۔ ولحق بهم کما تقرؤن فی اخبار خیر المرسلین۔ اقرء تم فی حدیث سید الکائنات۔ انّه فی السماء فی حجرۃ علیحدۃ من الاموات۔ کلّا بل هو میت ولا یعود الی الدنیا الی یوم یبعثون۔ ومن قال متعمدًا خلاف ذالک فهو من الذین هم بالقرآن یکفرون۔ الّا الذین خلوا من قبل فهم عند ربّهم معذورون۔ ویشهد القرآن انه یقول یوم القیامۃ۔ انی ما کنت مطلعًا علی ارتداد الامّۃ۔ ولا اعلم انهم اتخذونی الٰهًا من دون ربّ البریّۃ۔ وکذالک یبرّء نفسه من علم فساد النصاری ووقوعهم فی الضلالۃ۔ فلو کان نازلًا قبل القیامۃ۔ لکان من شانه ان یصدق بحضرۃ الله کما هو طریق البررۃ۔ بل هو من حملۃ الرسالۃ والامامۃ۔ فکیف یظنّ انه یختار الکذب ویرتکب جرم اخفاء الشهادۃ۔ ویقول یا رب ما عدتُ الی الدنیا ولیس لی علم باحوال اُمّتی ولا اعلم ما صنعوا بعدی۔ فان هذا کذب شنیع تقشعر منه الجلدۃ وتاخذ منه الرعدۃ۔* ولو فرضنا انه یقول کمثل هذه الاقوال ویُخفی متعمدًا زمن عوده الی الدنیا عند سؤال الله ذی الجلال۔ ویُخفی حقیقۃ اطلاعه علی کفر اُمّته واصرارهم علی طریق الضلال۔ فلا شک ان الله یقول له یا عیسٰی مالک لا تخاف عزّتی وجلالی۔ وتکذب امام وجهی عند سؤالی۔ الست ذهبت الی الدنیا عند جعتک واعثرت علی شرک امّتک۔ المر الذین اتخذوک الٰهًا انتشروا فی جمیع البلاد۔ ونسلوا من کل حدب کالجیاد وانت حاربتهم وکسرت صلیبهم بجهدک وطاقتک ثم تنکر الاٰن من نزولک فاعجبنی کذبک وفریتک

* روی الامام البخاری عن المغیرۃ بن النعمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انه یجاء برجال من امتی (یعنی یوم القیامۃ) فیؤخذ بهم ذات الشمال فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح (یعنی عیسٰی) وکنت علیهم شهیدًا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم ولذا الحدیث روی البخاری فی معنی التوفی عن ابن عباس قال متوفیک ممیتک۔ منه

فخلاصة الکلام ان قولکم برفع عیسٰی باطل ومضرّ للدّین کانہ قاتل وتقولون لفظ الرفع فی القراٰن موجود۔ نعم موجود ولٰکن معناہ من لفظ متوفیک مشہود۔ بل جمیع کلم الاٰیة علی الرفع الروحانی شہود۔ اتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض اھٰذا اسلامکم او کفر وعنود۔ او تریدون ان تحرّفوا کتاب اللہ کما حرّف الیہود۔ الا ترون ان لفظ متوفیک مقدّم علی لفظ الرفع وفی القراٰن موجود۔ فما لکم تترکون رعایة الترتیب وتختارون ما یضرکم وتعرضون عمّا ینفعکم وتجاوزون الحدود۔ الم ینہکم اللہ ان تحرّفوا معنی القراٰن۔ ولا تتبعوا سبل الشیطان۔ ووالله ثم والله ما صرفکم عن الحق الّا التعصب والعناد۔ وحسبتم الفساد الکبیر کانّ فیہ رفع الفساد۔ وتقولون لی انت کفّرت اھل القبلة۔ وخالفت قول خیر البریة۔ یا سبحان اللہ کیف نسیتم فتاوٰی کم ھٰذہ العجلة۔ وما ابتدانا بالتکفیر وما بدانا بالتحقیر اما اشعتم کفرنا فی ھٰذہ الدیار وفی الاٰفاق۔ وفی السکک والاسواق۔ انسیتم قرطاس الافتاء۔ وما قلتم وما تقولون بترک الحیاء۔ وجاھدتم کلّ الجھد لتنقضوا ما عقدنا۔ ولتبطلوا ما اردنا۔ وکذالک مکرتم کل المکر الٰی عشرین حجة بل ازید من ذٰلک عدّة واثرتم من کل نوعٍ نتنةً۔ وقلتم کلّما اردتم فی شانی من السبّ والشتم ثم اشعتموہ فی الاغیار والاحباب۔ کانکم مبرء ون من المواخذة والحساب۔ ولکن اللہ اتمّ نورًا اردتم اطفاءہ۔ وملأ بحرًا تمنّیتم ان تغیض ماءہ۔ ودعوتم لنا ارضًا جدبة۔ فاٰوانا اللہ الٰی ربوة وّوادٍ خضرٍ وروضة ورزقنا نعماءً واٰلاءً وبرکاتٍ ما رایتموھا ولا اٰباءکم۔ اھٰذا جزاء الفریة۔ اء عثرتم علٰی مثلہ فی زمانٍ من الازمنة *

فاعلموا رحمکم اللہ ان صدق دعوای وموت عیسٰی ما کان امرًا

* قد قال اللہ عزوجل فی القراٰن واٰوینٰھما الٰی ربوة ذات قرار ومعین۔ ولمّا جعلنی اللہ مثیل عیسٰی جعل لی السلطنة البرطانیة ربوة امنٍ وراحةٍ ومستقرًّا حسنًا فالحمد للہ ماوی المظلومین۔ وللہ الحِکَم والمصالح ما کان لاحدٍ ان یؤذی من عصمہ اللہ واللہ خیر العاصمین۔ منہ

متعسّر المعرفة. ولكن طوّعت لكم انفسكم تكذيب امامكم فرغت قلوبكم وما فكّرتم حق الفكرة
وقد جئتكم بالآيات والشواهد والبينات وقد فتح الله عليّ امرًا اخفاه عليكم في
ابن مريم. وذلك فضله انه فهّمني امرًا ما اعثركم عليه وما فهّمكم. ام حسبتم ان اصحاب
الكهف والرقيم كانوا من آياتنا عجبًا٭ ان الله اخفانا من اعينكم الى قرون واسبل عليها حجبا.
فكنتم تنتظرون نزول المسيح من السماء. وصرف الله افكاركم عن الحقيقة الغرّاء ليظهر عليكم عجزكم
في اسرار حضرة الكبرياء. ذلك من سنن الله ليعلّمكم الله ادبًا عند اظهار الآراء. فما تشابه الامر عليكم
الا من فتنة اراد الله ليبتليكم بها فاظهرها بعد هذا الاخفاء۔

وايّ ذنب اكبر من ذلك ان الله يخبر في القرآن بموت عيسى ويخبر
بانّ عيسى يقرّ يوم القيامة بموته قبل كفر امته وعدم علمه به كما مضى۔ والنبيّ يقول انّي
رئيته ليلة المعراج في الموتى عند يحيى۔ ثم انتم ترفعونه مع الجسم الى السماء فما رئينا
اعجب من هذا. فما لكم لا تفقهون حديثا. وانّ قولي قولٌ فيصل فلن تجدوا عنه محيصا۔
تصرّون على حياته ولا تؤتون عليه دليلا. ومن اصدق من الله قيلا۔

وليس جوابكم من ان تقولوا انّ آباءنا كانوا على هذا الاعتقاد
وان كان آباءكم عدلوا عن طريق السداد۔ وايّ شيء خيالات اناس ظهروا بعد الصحابة
بل بعد القرون الثلثة. وما كان حقّهم ان يأوّلوا انباء الله قبل وقوعها بل كان من حسن
الادب ان يفوّضوا الى الله مجاري ينبوعها. وكذلك كانت سيرة كبراء الامّة.
انّهم كانوا لا يصرّون على معنى عند بيان الانباء الغيبيّة. بل كانوا يؤمنون بها
ويفوّضون تفاصيلها الى عالم الحقيقة. وهذا هو المذهب الاحوط عند اهل التقوى
واهل الفطنة. ثم خلف من بعدهم خلف جاوزوا احدّ علمهم وحدّ المعرفة
ونسوا ما قيل لا تقف ما ليس لك به علم وطفروا في كل موطن طفر البقّة. واصرّوا
على امرٍ ما احاطوه حق الاحاطة. يا حسرات عليهم وعلى جرءتهم قد اصابت الملة

٭ هذا ما اوحى الىّ ربي وفي القرآن وكذالك اخفاني ربي كما اخفى اصحاب الكهف وان ذالك من سنن الله انه يخفي بعض اسراره من اعين الناس ليعلموا ان علمهم قاصر وليبتلي الله عباده وليرى المؤمنين منهم والمجرمين - منه

منهم صدمةٌ هی اُخت صدمة النصرانیة۔ وماهم الا کجدب لسنوات الملّة۔ یرفعون عیسٰی مع جسمه الی السماء ولا یتدبّرون قوله تعالٰی قل سبحان ربّی [1] بل یزیدون فی البغض والشحناء۔ یافتیان این انتم من تلک الآیات ولم تتبعون ما تشابه من القول وتترکون البینات المحکمات۔ الا تعلمون ان الکفار طلبوا فی هٰذه الآیة معجزة الصعود الی السماء من نبینا خیر الانبیاء وزبدة الاصفیاء۔ فاجابهم الله ان رفع لبشرٍ مع جسمه لیس من عادته بل هو خلاف مواعیده وسنّته ولو فرض ان عیسٰی رُفع مع جسمه الی السماء الثانیة فما معنٰی هٰذا المنع فی هٰذه الآیة الذی یکن عیسٰی بشرًا عند حضرة العزة۔ ثم ایّ حاجة اشتدت لرفعه الی السمٰوات العُلٰی۔ أ ارهقت الارض بضیقها وما بقی مفرّ من ایدی الیهود فیها فرُفع الی السماء لیختفی۔

ایها الناس لا تجاوزوا حدود النهج القویم۔ وزنوا بالقسطاس المستقیم۔ ووالله ان موت عیسٰی خیر للاسلام من حیاته۔ وکل فتح الدین فی مماته۔ اتستبدلون الذی هو شرّ بالذی هو خیر۔ ولا تفرّقون بین النفع والضیر۔ ووالله لن یجتمع حیات هٰذا الدین وحیات ابن مریم۔ وقد رأیتم ما عمّر حیاته الی هٰذا الوقت وما هدّم۔ وترون کیف نصر النصاری حیاته وقدّم۔ وجرح الدین الاقوم۔ ولما ثبت ضیره فیما یزید بیننا فکیف یتوقع خیره فیما خلفنا واذا جرّبنا الی طول الزمان مضرات حیاته فایّ خیر یرجٰی من هٰذه العقیدة بعد ذٰلک مع ثبوت معرّاته۔ والعاقل لا یعرض عن مجرباته۔ وان الله یوافی دروب الحکمة ویرحم عباده ولیعصمهم من ابواب الضلالة۔ ولا شک ان حیات عیسٰی وعقیدة نزوله باب من ابواب الاضلال۔ ولا یتوقع منه الا انواع الوبال۔ ولله فی فعاله حِکَم لا تعرفونها ومصالح لا تمسّونها۔ ففکروا رحمکم الله ان عقیدة حیات عیسٰی کما تصرّون علیه الی هٰذا الآن ثم عقیدة نزوله فی آخر الزمان امران ما افادکم مثقال ذرة۔ وما اید

[1] اعنی آیة قل سبحان ربّی هل کنت الا بشرًا رسولًا۔ فلا شک ان هٰذه الآیة دلیل واضح علی امتناع صعود البشر الی السماء مع جسمه العنصری وکذٰلک الآیة الاولٰی ... وفی قوله تعالٰی سبحان ربّی اشارة الی الآیة فیها تحیون وفیها تموتون فان رفع البشر الی السماء امر ینقض هٰذا العهد فسبحانه وتعالٰی عما ینقض عهده وتعالٰی عما یقول الظالمون۔ منه

دیننا الذی ھو خیر الادیان۔ بل اید دین النصاری وادخل فواجا من المسلمین فی اھل الصلبان۔ فلا ادری ای حاجۃ احسستم لنزولہ یا معشر المسلمین۔ وان حیاتہ یضرکم ولا ینفعکم اما رئیتم ضررًا فیما مضٰی من السنین۔ افتتکم ھذہ العقیدۃ فیما مرّ من الزمان۔ بل ما زادتکم غیر تتبیب وارتداد الرجال والنسوان۔ فای خیر یُرجٰی منہ بعدہ یا فتیان۔ ورئیتم المتنصرین ما جُذبوا الی القسیسین الا بھذہ الحبال۔ وھذا ھو اللص الذی القاھم فی بئر الضلال۔ وکانوا ذراری ھذہ الملۃ۔ ثم صاروا کالحیوانات او کسباع الاجمۃ۔ وعادوا الاسلام وسبّوہ بانکر اصوات ھیق۔ وترکوا آثارھم ووالدیھم فی زفیرٍ وشھیق۔ ووقفوا انفوسھم علی سبّ خیر البریۃ ولتوھین کتابٍ ھو اکمل من الکتب السابقۃ۔ وقالوا قریضٌ۔ وای رجل منہ مستفیض۔ واتخذوا دیننا سخرۃ۔ ولا یذکرونہ الا طعنۃ۔ وقالوا ان متّم علٰی ھذا الدین دخلتم النار بالیقین۔ فاعلم وفقک اللہ للصواب۔ وجنّبک طرق العتاب۔ ان ھذہ الفتنۃ التی حسبتموھا ھینًا ھی عند اللہ عظیم۔ وقد اھلکت افواجًا منکم وادخلتھا فی نار الجحیم۔ ولذٰلک ذکرھا اللہ سبحانہ وتعالٰی فی مواضع من کتابہ الکریم۔ ونسب الیھا تفطّر السماء وخرّ الجبال وظھور آثار الغضب العظیم۔ فواللہ انی اعجب کل العجب من ان المسلمین نصروا النصاری بقول یخالف قول حضرۃ الکبریاء۔ وقالوا ان عیسٰی رُفع مع جسمہ العنصری الی السماء۔ ثم ینزل فی زمانٍ الی الغبراء۔ وھذا ھو الدلیل الاعظم عند النصارٰی علٰی اتخاذہ الٰھًا وبہ یضلّون کثیرًا من الجھلاء۔ والحق انہ مات ولحق الاموات۔ وعلٰی ذٰلک دلایل کثیرۃ من الکتاب والسنۃ۔ وقد ذکر القراٰن موتہ فی المقامات المتعددۃ۔ وراٰہ نبینا صلے اللہ علیہ وسلم فی الموتٰی لیلۃ المعراج عند یحیٰی فی السماء الثانیۃ۔ وای شہادۃ اکبر واعظم من ھذہ الشھادۃ۔ ثم مع ذٰلک یصول الجھلاء علیّ عند سماع ھذہ الکلمۃ۔ ویقولون لو کان السیف لقتلناک

وان سیف الله أحدّ من سیوف هٰذہ الفرقۃ الم یر بعضهم ضرب سیفه
عند المباهلۃ۔ وقد تکرّر فی القراٰن ذکر موت عیسٰی وذکر ایواءه الی ربوۃٍ ذات
قرار ومعین۔ وثبت بدلایل أخریٰ انها ارض کاشمیر بالیقین۔ ووجد فیها
قبر عیسٰی ووُجد هٰذہ القصۃ فی کتب قدیمۃ لابُدّ من قبولها وحصحص الحق
فالحمد لله رب العالمین۔ وشهد سکّان هٰذہ الارض انه قبر نبیّ
کان من بنی اسرائیل وکان هاجر الی هذہ الارض بعد ایذاء قومه ومرّ علیه قریب
من الالفین بالتخمین۔ فملخص الکلام انّ موت عیسٰی ثابت بالبرهان۔
ولا ینکرہ الا من انکر نصوص الحدیث والقرآن۔ ولو شاء الله لفرّق من انکرہ ولکنّه
یضل من یشاء ویهدی من یشاء والیه یرجعون۔ وان یتبعون الا ظنًّا وما نریٰ
فی ایدیهم حُجّۃً بها یتمسکون۔ والتمسک بالاقوال الظنیۃ تجاہ النصوص التی هی
قطعیۃ الدلالۃ خیانۃ وخروج من طریق التقویٰ فویل للذین لاینتهون۔ سیقول
الذین لایتدبرّون ان عیسٰی علم للساعۃ۔ وان من اهل الکتاب الّا لیؤمننّ به
قبل موته۔ ذالک قول سمعوا من الاٰباء وما تدبروہ کالعقلاء ومالهم لایعلمون
ان المراد من العلم تولدہ من غیر اب علٰی طریق المعجزۃ۔ کما تقدم ذکرہ فی الصحف
السابقۃ۔ ولا ینکرہ احد من اهل العلم والفطنۃ۔ وامّا ایمان اهل الکتاب
کلهم بعیسٰی کما ظنوا فی معنی الاٰیۃ المذکورۃ۔ فانت تعلم حقیقۃ ایمانهم لا حاجۃ
الی التذکرۃ۔ وتعلم انّ افواجًا من الیهود قد ماتوا ولم یؤمنوا به فلا تحرّف کلام
الله لعقیدۃ هی باطلۃ بالبداهۃ۔ وقد قال الله تعالیٰ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَۃَ
وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ فکیف العداوۃ بعد الایمان بعیسٰی المربیق فی راسکم ذرۃ من
الفطنۃ الیس فی هذہ الاٰیۃ ردّ علی من زعم ان جمیع فرق الیهود یؤمنون بعیسٰی
فما لکم تخالفون النصّ الذی هو اظهر واجلیٰ۔ فایّ اٰیۃ بقیت فی ایدیکم بها تتمسکون

فاعجبنی حالکم بایّ دلیل تخاصمون ، وان الله ذکر موت عیسٰی غیر مرّة فی القرآن فما لکم لا تتذکّرون ، ویستحیل التناقض فی کلام الله رب العالمین ، ما لکم انکم تعاندون المعقول وتکذّبون المنقول اذا نعرض علیکم کلام الله ثم تمرّون معرضین و تعلمون ان نزول المسیح الموعود بدون تخصیص مرتٍ نؤمن به وتؤمنون به من غیر خلاف فاصل للنزاع بیننا و بینکم فی نزول ابن مریم من السماء فقضی الله هذا النزاع باخبار موته فی صحفه الغرّاء ، فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره لبیان القرآن . وایّ کتاب عندنا او عندکم نتمسّک به بعد الفرقان یا حسرات علیکم لا تحضرون للمناظرة ولا تجیئون للمباهلة ومن بعید تطعنون وعندنا دلائل کثیرة من کتاب الله وسنة رسوله فکیف نعرض علی الذین یعرضون الا یعلمون ان المبتدعین والکافرین لا یؤیّدون من الله ولا هم ینصرون ، ولا قبول لهم عند الله ولا هم کالابرار یؤثرون ، وایّ ذنب ینسبون الیّ من غیر ان لغیت الیهم بموت عیسٰی وقد ماتت من قبله النبیّون ، الیعرضون عن الاجماع المستند الی النصّ الجلیّ ام هم الی الکمون ، والله انّ عیسٰی مات وانهم یعاندون الحق الصریح ویقولون ما یخالف القرآن وما یخافون ، وایّ اشکال یأخذهم فی موت عیسٰی بل هم قوم مسرفون ۔ یخصّونه بصفة لا توجد فی احدٍ من النّاس ویؤیّدون النصاری وهم یعلمون ۔ وکیف تقبل غیرة الله ان یخصص احد بصفة لا شریك له فیها من بدء الدنیا الی اٰخرها وایّ عقیدة اقرب الی الکفر منها لو کانوا یتدبّرون ، فان التخصیص اساس الشرك وایّ ذنب اکبر من الشرك ایها الجاهلون ، واذ قالت النصاری ان عیسٰی ابن الله بما تولّد من غیر اٰبٍ وکانوا به یتمسکون ، فاجابهم الله بقوله اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ، ولکنّا لا نری جواب خصوصیة رفع عیسٰی ونزوله فی القرآن ، مع انه اکبر الدلائل علی الوهیّة عیسٰی عند اهل الصّلبان فلو کان امر صعود عیسٰی وهبوطه صحیحًا فی علم ربّنا الرحمٰن لکان من الواجب ان یذکره الله

مثیل عیسٰی فی هذہ الصفة فی الفرقان۔ کما ذکر اٰدم لیبطل به حجّة اهل الصّلبان
فلا شك ان فی ترك الجواب اشعار بان هذہ القصّة باطلة لا اصل لها ولیس الا
کالهذیان۔ اتعلمون ایّ مصلحة منعت الله من هذا الجواب۔ وقد کان حقًّا
علی الله ان یجیب ویجیح زعم النصاریٰ بالاستیعاب۔ وان علماء النصاریٰ
قوم یزیدون کلّ یوم فی غلوّهم۔ ولا یلتفتون الی الحقّ من تکبّرهم وعلوّهم۔ وانی اتممت
علیهم حجّة الله لتائید الاسلام۔ والّفتُ فیها کتبًا واشعتها الی دیار بعیدةٍ
لنفع الانام۔ فلمّا جرّ الجدال فیناذیله۔ وما رئیت احدًا ان یظهر الی الاسلام
میله فهمت ان الامر محتاج الی نصرة الله المنّان۔ ولست بشیءٍ حتّی یدرکنی
رحمة الرحمٰن فخررت علی الحضرة سائلًا للنصرة وما کنت الّا کالمیّت۔ فاحیانی
ربّی بالکلمتین۔ ونوّر العینین۔ وقال یا احمدُ بارك الله فیك۔ الرّحمٰن علّم
القراٰن۔ لتنذر قومًا ما انذر اٰباءهم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انّی اُمرت
وانا اوّل المؤمنین + وبشّرنی بانّ الدّین یعلٰی ویشاع۔ ومثلك دُرٌّ لا یضاع
وکان هذا اوّل ما اوحی الی هذا الحقیر من الله القدیر النصیر وبشّرنی ربّی
بانه یظهر لی اٰیاتٍ باهراتٍ۔ وینصرنی بتائیداتٍ متواتراتٍ۔ لیحقّ الحقّ ویبطل
الباطل بالحجج القاهرة۔ والمعجزات الباهرة۔ ثم بعد ذالك دعوتُ القسّیسین
والنصاری والمتنصّرین وغیرهم من البراهمة والمشرکین۔ وقلت جرّبوا الحقّ باٰیات
الله ونصرته لیظهر من ینصر من الله ومن یکون محلّ لعنته۔ فما بارزوا لهذا النضال
کالکماة۔ واختفوا فی الوکنات۔ والله لو بارزوا المارمی رُدّی الا صابیًا۔ وما رجع
احد منهم الا خاسرًا وخائبًا۔ والله ان فتّشت لرئیت الاسلام کنز الاٰیات ومآثرتها
وتجد فیه نورًا یهب لکلّ نفس سکینتها فیا حسرة علی قوم یکفرون بدفائنه ولا یتوجّهون
الی خزائنه ویحسبون الاسلام کالعظام الرمیمة۔ لا مملوًّا من النعم العظیمة۔

+ انّ الاعداء من اهل القبلة یسمّوننی اوّل الکافرین۔ فسبق القول من الله لردّهم فی کتابی البراهین وقال
قل انی امرتُ وانا اوّل المؤمنین ۔ وقالوا لا یدفن هذا الرجل فی مقابر المسلمین ۔ فسبق القول من الرسول لردّهم ..... وقال انّ المسیح الموعود یدفن فی قبری وانه یبعث معی یوم الدین ۔ وما کان هذا الاجواب المکفرین الذین یحسبوننی من اهل جهنم وان کنت فی شك فاسئل المفتین ومن عجائب عالم البرزخ انّ
بعض الناس بعد موتهم یقرّبون الی روضة النبیّ التی تحتها الجنة وبعضهم یبعدون منها فاخبرنی رسولی انی من المقربین وهذا ردّ علی من قال انه من جهنمیین ۔ وهذا الدفن الذی یکمله الله
علی الطریقة الروحانیة امر یوجد فی کتاب الله وقول رسوله اثره واتفق علیه طائفة قوم روحانیین ۔ وکذالك قالوا انّ جماعة هذا الرجل قوم کافرون لا من المؤمنین ۔ فلا تدفنوا موتاهم
فی مقابر المسلمین فانّهم شرّ الکافرین ۔ فاوحی الیّ ربّی واشار الی ارضٍ وقال انها ارض تحتها الجنة فمن دفن فیها دخل الجنة وانه من الاٰمنین ۔ فلولا اقول الاعداء ما کان وجود

اولئک قومٌ لا یؤمنون بان یکلّم الله احدًا بعد سیّدنا المصطفٰی۔ ویقولون
قد خُتم علی المکالمۃ بعد خیر الورٰی۔ فکانّ الله فقد فی ھٰذا الزمن صفۃ
الکلام۔ وبقی صفۃ السمع فقط ولعلّہ یفقد صفۃ السمع ایضًا بعد ھٰذہ
الایّام۔ واذا تعطّلت صفۃ التکلّم وصفۃ سماع الدعوات۔ فلا یُرجی عافیۃ الباقیات
اعنی عند ذالک ارتفع الامان من جمیع الصفات فمن انکر ابدیّۃ احدٍ من صفات
حضرۃ العزّۃ فکانّما انکر جمیعھا ومال الی الدھریّۃ۔ فما تقولون فیہ یا اھل الفطنۃ
ھل ھو مسلم او خرّ من منار الملّۃ۔

اتظنّون ان الاسلام مرادٌ من قصصٍ معدودۃٍ ولیست فیہ
اٰیات مشھودۃ۔ ءاعرض عنّا ربّنا بعد وفات سیّدنا خیر البریّۃ۔ فایّ شیءٍ
یدلّ علی صدق ھٰذہ الملّۃ۔ انسی الله وعد الانعام الذی ذکرہ فی سورۃ الفاتحۃ۔
اعنی جعل ھٰذہ الامۃ کانبیاء الامم السّابقۃ۔ السنا بخیر الامم فی القراٰن۔ فایُّ
شیءٍ جعلنا شرّ الامم علی خلاف الفرقان۔ ایجوّز العقل ان نجاھد حق الجھاد
لمعرفۃ الله ثم لا نوافی دروبھا۔ ونموت لنسیم الرحمۃ ثم لا نرزق ھبوبھا۔
اھٰذا حدّ کمال ھٰذہ الاُمّۃ وقد وافت شمس عمر الدُّنیا غروبھا فاعلموا ان ھٰذا
الخیال کما ھو باطل عند الفطنۃ التامۃ۔ کذالک ھو باطل نظرًا علی الصُّحف
المقدّسۃ۔

وایّ موتٍ ھو اکبر من موت الحجاب۔ وایّ عمیً اشدّ اذًی
من عدم رویۃ وجہ الله الوھّاب۔ ولو کانت ھٰذہ الاُمّۃ کالابکم والاصمّ
لمات العشّاق من ھٰذا الھمّ۔ الذین یُذیبون وجودھم لوصال المحبوب
وما کانت منیّتھم فی الدنیا الا وصول ھٰذا المطلوب۔ فمع ذالک کیف یترکھم حبّھم
فی لظی الاضطرار۔ وفی نار الانتظار۔ ولو کان کذالک لکان ھٰذا القوم اشقی الاقوام

لا تسفر صباحهم ولا تُسمع صياحهم۔ ويموتون في بكاء وانين۔ كلّا بل الله ارحم الراحمين۔ وانه ما خلق جوعًا الّا خلق معه طعامًا للجوعان۔ وما خلق غليلًا الّا خلق معه ماءً للعطشان۔ وكذالك جرت سنته لطلباء العرفان۔ واني عاينتها فكيف انكرها بعد المعائنة۔ وجرّبتها فكيف اشك فيها بعد التجربة۔

ولا بد لنا ان ندعو الناس الى ما وجدناه على وجه البصيرة فوجب على كلّ من يؤمن بالله الوحيد۔ ولا يانف من كلمة التوحيد۔ ان لا يقنع بالأطمار۔ ويطلب السابغات من حلل الدّين ويرغب في تكميل الدثار والشعار۔ ويقرع باب الكريم بكمال الصّدق والاضطرار۔ وانه جوّاد لا يسئم من سؤال النّاس وانّ خزائنه خارجة من الحدّ والقياس فمن زاد سؤالًا زاد نوالًا فمن حُسن الايمان ان لا ييئس العبد من عطائه۔ ولا يحسب بابه مسدودًا على احبّائه۔ وانكر ايها النّاس تحتاجون الى نعم الله والائه۔ فمن الشقوة ان تردّوا النعم بعد اعطاءه۔ واىّ جوعان اشقى من جائع اشرف على الموت واذا عُرض عليه طعام لذيذ ورغيف لطيف ردّه وما اخذه وما نظر اليه وهو قتل الجوع وطريده۔ ومع ذالك لا يريده۔

فاعلموا ايها الاخوان رحمكم الله الرحمٰن انّي جئتكم بطعام من السماء وقد حقّق الله لكم اٰمالكم على رأس هٰذه المأة وكنتم تطلبونها بالدعاء ففتح عليكم ابواب الالاء فهل انتم تقبلون۔ واعلموا انكم لن ترضوا عني حتّٰى اتبع عقائدكم وكيف اترك وحي ربّي واتّبع اهواءكم وهو القاهر فوق عباده واليه ترجعون۔

واني أُعطيتُ اٰيات وبركات وانواع النصرة وتائيدات وان الكاذبين

لا یفتح لهم هٰذا الباب ولو لم یبق منهم بالمجاهدة الا الاعصاب اتظنون ان الله یحبّ خوّانًا اثیمًا۔ وانی جئت لنصرتکم من جنابه۔ کاسد یطلع من غابه و یصول کاشرًا عن انیابه فارونی رجلًا من القسیسین والملحدین والمشرکین من یبارزنی فی هذا المضمار ویناضلنی بآیات الله القهّار۔ والله انّ کلّهم صید لی وسدّ الله علیهم طریق الفرار۔ لا یؤویهم اجمة ولا بحر من البحار۔ ونحن نفری الارض مسارعین الیهم ونبریها بسرعة کالمنتهبین۔ وانا ان شاء الله نصل الیهم فاتحین فائزین۔✤

وانهم ما کانوا لیغلبوکم ولکن ذهبتم الی الفلاة من الحماة والی الموامی من حمی الحامی وانفدتم زاد العلوم وصرتم کالبائس المحروم وجعلتم انفسکم کشیخ مفند لا رأی له ولا عقل۔ او کبهیمة لا تدری الّا البقل۔ لا تقبلون سلاحًا نازلًا من السماء من حضرة الکبریاء۔ اما اسلحة الدنیا فلیست بشیءٍ بمقابلة هٰؤلاء الاعداء۔ فالآن مسکنکم فلاةٌ عوراء۔ ودشتٌ لیس هنالک لماء۔ وانکم تترکون متعمّدین عیونًا جاریةً تروی العطشان وتختارون موامی لا تخافون الغیلان۔ وقد ذابت الهاجرة الابدان۔ ما لکم لا تأوون الی هٰذا الظل الرحب الذی ینجیکم من الحرور ویهدیکم الی ماءٍ عذبٍ ویبعدکم عن حُفر القبور۔ وان اکبر الدلائل علی صدق من ادعی الرسالة هو وجود زمانٍ کمّل الضلالة۔ وان کنتم فی شک من امری فاصبروا حتّٰی یحکم الله بیننا وهو خیر الحاکمین۔ الم یکفکم انه جعل النار فرقانًا بعد ما باهل العدا وقالوا انّ لنا الغلبة من الحضرة فاهلک الله من هلک عن البینة ومکرتم ومکر الله والله خیر الماکرین۔

وترون کیف تخیم الاعداء حولکم وکیف نزل علیکم البلاء وتذللتم لهم من ضعف انفسکم وجذبتم الیهم الاهواء۔ وقد نحتوا حیلًا حیّرت البصائر والابصار

✤ اوحی الیّ ربی وقال استجیب فی هٰذه اللیلة کلما دعوت ومنها قوة الاسلام وشوکته وکان ۱۶ مارچ ۱۹۰۷ء منه

فما لكم لا ترون اعصارًا اجاحت الاشجار۔ انهم قوم يريدون لكم ارتدادا وضلالًا ولا يالونكم خبالًا۔ وقد غلبوا اهل الارض وجعلوهم كالغلمان والاماء۔ وكادوا ان يرموا سهامهم الى السماء ووالله لا تقبل لكم بهم وان انتم عندهم الا كالهباء۔ فقولوا أغضب عليكم اولا غضب لم تناموّن فى هذا الاوان۔ ارضيتم بالحيوة الدنيا من الاخرة فاثاقلتم الى الارض كالسكران۔ واىّ شىءٍ انامكم وقد صرتم غرض الخسران۔ واىّ طاقةٍ بقيت لكم يا فتيان۔ ووالله ما بقى الا ربّنا المنّان۔ فلا ادرى ما صنعتم وما تصنعون بالاسباب۔ وكيف ينصركم عقلكم الذى ليس الا كالذباب۔ واى زينة تظهرون بهذه الثياب۔ ولما قمت فيكم وقلتُ انى من الله الكريم۔ اشتعلتم غضبًا وسخطًا وقلتم رجل افترى وحسبتمونى كالشيطان الرجيم۔ وما نظرتم الى الوقت هل الوقت يقتضى دجالًا يشيع الضلال ام مصلحًا يحيى الدين ويردّ اليكم ما زال۔ وانى اشهد الله على ما فى قلبى۔ والله انى منه ولست فعلت امرا من تزويرى وقد ظلمتم اذ عمدتم الى تكفيرى وتحقيرى وما نظرتم الى ما صُبّ على الاسلام فى هذه الايام فنبكى عليكم بدموعٍ جارية وعبرات متحدرة كما تضحكون علينا وتستهزؤن مالكم لا تفكّرون فى انفسكم ولا تنظرون فى ضعف الاسلام اما شبعتم من الدجاجلة وتتمنون دجالًا اخر فى هذا الوقت المخوفة وفى هذه الايام المتندرة وقد جئتكم على راس المائة وعند الضرورة الحقة وشهد على صدقى الكسوف والخسوف والزلازل والطاعون۔ فاعجبنى انكم ترون الايات ثم لا تزول الظنون۔ اهذه فراستكم ايها العالمون۔ بل حال بينكم وبين تقواكم كبر كنتم تخفونه وتكتمون۔ وعميت عينكم فلا ترى فتن الاعداء وتسمّوننى دجّالًا ولا تبصرون۔ وتفتون بانى كافر بل اكفر من كل من كفر بالانبياء فمرحبًا بكم بهذا الافتاء والعجائب الذين يريدون ان يجيحوا الدين من اهل الصلبان والمشركين ليسوا عندكم دجالين۔ والدجال بل اكبر المفسدين۔ فلا نشكو الا الى الله رب العلمين۔

ولما صِرتُ عندکم کافراً کیف یُرجی ان ینفعکم موعظۃ من الکفار۔ ولکنی
اردت ان اذکر ما اُوذیت فی اللہ فلذالک افضی بنا الکلام الی ھذہ الاذکار۔
رحمکم اللہ مالکم لا تترکون ظلماً وعدوانا۔ ولا تخافون علیما دیّانا۔
ایّھا النّاس جئنا من اللہ علی میقاتہ۔ ونطقنا بانطاقہ نبلغ الیکم الدعوۃ وتنالنا عنکم
اللعنۃ۔ فما ادری ما ھذہ الدنائۃ۔ انکم حاذیتم الیھود حتّی صکّت النعال
بالنعال وتشابھت الاقوال بالاقوال۔ انھم کانوا ببخلھم یسمّون نبی اللہ عیسٰی
دجالاً وکذالک سمّیت منکم بھذا الاسم فضاھیتم بھم افعالاً واقوالاً۔ ولولا
سیف الحکومۃ لارٰی منکم ما رأی عیسٰی من الکفرۃ۔ ولذالک نشکر ھٰذہ
الحکومۃ لا بسبیل المداھنۃ۔ بل علٰی طریق شکر المنّۃ۔ وواللہ انا راینا تحت ظلّھا
اَمناً لا یرجی من حکومۃ الاسلام فی ھذہ الایام۔ ولذالک لا یجوز عندنا ان یرفع
علیھم السّیف بالجھاد۔ وحرام علی جمیع المسلمین ان یحاربوھم ویقوموا للبغاوۃ والفساد
ذلک بانھم احسنوا الینا بانواع الامتنان وھل جزاء الاحسان الّا الاحسان۔
ولا شکّ ان حکومتھم لنا حمی الامن وبھا عصمنا من جور اھل الزمن ومع ذالک
لا نخفی انا نخالف القسّیسین۔ بل انّا لھم اوّل المخالفین۔ ذالک بانھم یجعلون
عبداً ضعیفاً عاجزاً ربّ العالمین۔ وترکوا خالق السمٰوات والارضین۔
واللہ یعلم انھم من الکاذبین المفترین والدّجالین المحرّفین۔ ونعلم ان الحکومۃ
لیست معھم ولا تغریھم بھذا الامر ولا من المعاونین بل انھم لیسوا بالنصاریٰ الا بافواھھم
نحتوا القوانین من عند انفسھم وترکوا الانجیل وراء ظھورھم فکیف نقول انھم
النصاریٰ بل ھم قوم اٰخرون۔ وسلکوا مسالک اُخرٰی ولا یدرسون الاناجیل ولا یعملون باحکامھا
ولا الیھا یتوجّھون۔ ونجد فیھم عدلاً وانصافاً عند الخصومات۔ وانّی جرّبت
بعضھم فی بعض المخاصمات۔ ورأیتھم انھم اقرب مودۃً الینا ولا یریدون الظلم

ولا یتعمدون۔ وان اللّیل تحت ظلّہم خیر من نہار یُربّینا تحت ظل المشرکین فوجب علینا شکرہم وان لم نشکر فانّا مذنبون ٭

فخلاصۃ الکلام انا وجدنا ھٰذہ الحکومۃ من المحسنین۔ فاوجب کتاب اللّٰہ علینا ان نکون لہا من الشاکرین۔ فلذالک نشکرہم ولا نبغی لہم الا خیرا وندعو اللّٰہ ان یہدیہم الی الاسلام۔ وینجیہم من عبادۃ عبدٍ ھو کمثلہم فی المصائب والاٰلام۔ ویفتح عیونہم لدینہ ویُوجّہہم الی خیر الادیان۔ ویحفظہم فی الدّین والدُّنیا من الخُسران۔

ھٰذا دُعاءُ نا وھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ ولا یجازی الحسنۃ بالسیئۃ الا الذی اٰثم قلبہ وصار کالشیاطین۔ فلا نرید طریق القاسطین۔ ولیس وجہ کلامنا فی ھٰذہ الرسالۃ الّا الی علماء النصاریٰ والقسیسین الذین حسبوا سبّ الاسلام وتوھین سیّدنا خیر الانام فرض مذہبہم فقمنا لدفعہم وذبّہم من اللّٰہ تعالیٰ وھو ناصر دینہ وھو خیر النّاصرین ٭

وقد خاطبنی ربی لنصرۃ دینہ بکلمۃ اجد فیہا وعدًا کبیرًا وقال بَشّرہم بایام اللّٰہ وذکرہم تذکیرا۔ فنعلم مطمئنین مستیقنین ان اللّٰہ ینصر دینہ ویعصمہ من الاعداء۔ ویظہرہ علی الادیان کلہا من السماء ولکن لا بالحرب والجہاد بل بآیات قاھرۃ ویدٍ تدق قحف الاعداء وکذالک وجدنا فی کتابہ ثم

کمثلہ اوحی الی ربی وھٰذا ملخص الایحاء۔
فلن یخلف اللّٰہ وعدہ ویرے الذین ظلموا جزاءھم
اتمّ الجزاء ٭

وکذٰلک ظہرت الاٰثار فی ھٰذا الزمان۔ وتجلّی ربنا لاھل الارض بتجلٍّ قہری نازلٍ آیات قہرہٖ فی جمیع البلدان۔ وکثیر من الناس افناھم الطاعون۔ وکثیر منہم انتسفتہم الزلازل وتلقفھم المنون۔ والذین کانوا فی البارحۃ ینومون فی القصور۔ الیوم تراھم میتین فی القبور۔ اقفرت منہم مجالس وعُطّلت مقاصر وحلّوا بدارٍ لا تترکھم ان یرجعوا الی اخوانھم۔ او یزعوا دُوْدھم عن جیرانھم۔ وتری الناس لا یملکون الفرار من ھٰذا الوباء۔ وما بقی لھم مفرّ تحت السماء۔ ولا یحمل ھٰذا البلاء علی البخت والاتفاق کما زعم اھل الشقاق۔ فالسعید ھو الذی عرف ھٰذہ الاٰیات۔ وولج شعب تلک الحرات۔

فاعلموا رحمکم اللّٰہ ان ھٰذہ المصائب من الاقدار التی ما رئیتم قبل ھٰذا الزمان ولا اٰباءکم فی حین من الاحیان۔ وانما ھی اٰیات لرجل بُعث فیکم من اللّٰہ المنّان لیجدّد اللّٰہ دینہ ویظہر براھینہ۔ ویُخضّر بساتینہ ویثمر اشجارہ من الثمرات الطیبات۔ ولیجعل حطبہ کالغصون الناعمات۔ کذٰلک لیعرف الناس دین اللّٰہ القویم۔ ویمیلوا کل المیل الی ربھم الرحیم وینفروا عن الدنیا نفور طبع الکریم۔ ولما اسفر صبح الدین واری شعاع البراھین اغضّ اکثرھم ابصارھم لئلّا یبصروا۔ وعافوا دعوۃ اللّٰہ وھم یعلمون۔ یا حسرۃ علیہم من الخیر یفرّون وعلی الضیر یتمایلون۔ قد حان ان یُفتح الباب۔ فمن القارع المنتاب۔ وقد جرت العین لمن کانت لہ العین۔ واللّٰہ غفور رحیم لا یردّ من جاء بقلب سلیم۔ ومن زاد سؤالًا یزدہ نوالًا۔ والعجب انّ القوم جمعوا خصاصۃ جسمانیۃ مع خصاصۃٍ روحانیۃٍ۔ ثم یحسبون انّھم لیسوا بمحتاجین الی مصلحٍ من اللّٰہ الکریم۔ وسُدّ

علیہم کل باب ثم یظنون انہم رُزِقوا من کل نوع النعیم۔ قد رضوا بان یعیشوا کالانعام۔ معرضین عن آلاء اللہ والانعام۔ فنتعجب من قعود ہمّتہم وخِسّت حالتہم ونسئل اللہ اصلاحہم حتّٰی یُرزقوا فلاحہم ووقفنا علی الدعاء لہم اکثر اوقاتنا ووقت الاسحار۔ والعین الّتی لا یملکہا غمضٌ من ہٰذہ الافکار۔ وواللہ انی اخبرتہم بایام الطاعون قبل ظہورہا وما نطقت الا بعد ما انطقنی ربی واعثرنی علٰی مستورہا۔ ثم بعد ذٰلک اخذہم الطاعون۔ ونزل بہم المنون۔ وکان ہٰذا الخبر فی وقت ما اہتدٰی الیہ رای الاطباء۔ وما نطق بہ احد من العقلاء۔ فوقع کما اخبر ربی وکان ہٰذا برہانًا عظیمًا من ربّ السّماء۔ ولکن الناس ما سرّحوا الطرف الیہ وما افاض رجل ماء الدّموع من عینیہ۔ وما بادروا الی التوبۃ والاعمال الحسنۃ۔ بل زادوا فی المعاصی والسّیئۃ۔ وکذبونی وکفرونی وقالوا دجّال لئیم۔ وما النسنی فی وحدتی الّا ربی الرحیم۔ واجتمعوا علیّ سبًّا وشتمًا ولزمونی ملازمۃ الغریم۔ وما عرفونی لبغضہم القدیم۔ فاختفینا من اعینہم کاصحاب الکہف والرقیم۔ وجحدوا بآیات اللہ واستیقنتہا انفسہم ظلمًا وعلوًّا۔ فما امکنہم الرجوع بعد ما اصروا واشتدّوا وغلوًّا۔ وواللہ ان الآیات قد نزلت کصیّب من السمٰوات۔ اشعلت المصابیح فما زالت ظلماتہم وکثر الانذار والتنبیہ فما قلّت سیاتہم۔ عکفوا علٰی حطبٍ واعرضوا عن اشجار باسقۃٍ واثمار یانعۃٍ وازہار منورۃ۔ وواللہ لا ادری لِمَ اعرضوا عنّی مع ہٰذہ الآیات البینات۔ وقد اتمّ اللہ حجّتہ علیہم وعلٰی کلّ من کان فی الظلمات۔ ولمّا اری عنی منہم ما یروع الوحید۔ ادرکنی عون ربّی وکل یوم زید۔ وما زلت انصر واؤید حتّٰی تمّت الحجۃ وتواترت النصرۃ

وبلغت الآیات الی حد لا استطیع ان احصیہا ولکنی رئیت ان اکتب آیۃ منہا فی اٰخر ھٰذہ الرسالۃ لعل اللہ ینفع بہا احدًا من الطبائع السعیدۃ ویعلم الناس ان نصرۃ اللہ قد احاطت مشارق الارض ومغاربہا وشاعت تغلغلہا فی اخبار العباد وعقاربہا حتّٰی بلغت اشعۃ ھٰذہ الآیات الی بلاد امریکۃ التی ھی ابعد البلاد۔

وکلما اوحی اللہ الیّ من الآیات المنیرۃ والبراھین الکبیرۃ انہا لیست لی بل لتصدیق الاسلام وما انا الّا احد من الخدام واعجبنی حال المنکرین۔ انہم اصرّوا علی التکذیب حتّٰی صاروا اول المعتدین۔ وکلٌّ جھد جھدہ۔ وبذل ما عندہ لیطفیٔ نورًا نزل من السماء۔ فزاد اللہ نورہ وما کان جھدھم الا کالھباء۔ ورئینا فتنتہم کالبحر اذا ماج۔ والسیل اذا ھاج۔ ولکن کان مآل الامر فتحنا وھزیمتہم وعزّتنا وذلتہم۔ ولو کان ھٰذا الامر من غیر اللہ لمزّقونی کل ممزّق ولمحوا نقشی من الاحیاء ولکن کانت ید اللہ تحفظنی من شر الاعداء حتّٰی بلغت آیاتی الی اقصی البلاد۔ فما کان ھٰذا الا فعل رب العباد۔ والآن نکتب آیۃ ظھرت فی بلاد امریکہ۔ وطلعت شمسنا من المشرق حتّٰی ارت بریقہا اھل المغرب بصور انیقۃ۔ فھٰذا

فضل اللہ ورحمتہ۔ وعنایۃ اللہ ومنّتہ وبُشریٰ

لقومٍ یعرفونہ وطوبیٰ لعبادٍ

یَقْبَلُوْنَہٗ

ذکر المباھلۃ التی دعوت ڈوئی الیھا مع ذکر الدعاء علیہ۔ وتفصیل ماصنع اللہ فی ھذا الباس۔ بعد ما اشعناہ فی الناس

اعلموا رحمکم اللہ ان من نموذج نصرتہ تعالیٰ ومن شہاداتہ علی صدقی اٰیۃ اظہرھا اللہ تعالیٰ لتائیدی باھلاک رجل اسمہٗ ڈوئی۔ وتفصیل ھٰذہ الاٰیۃ الجلیلۃ۔ والمعجزۃ العظیمۃ ان رجلًا مسمّٰی بڈوئی کان فی امریکہ من النصاریٰ المتموّلین والقسیسین المتکبّرین۔ وکان معہ زھاء مایۃ الف من المریدین۔ وکانوا یُطیعونہ کالعباد والاماء علی منہج الیسوعیین۔ وکان کثیر الشہرۃ فی قومہ وغیر قومہ حتّٰی طبّق الاٰفاق ذکرہٗ۔ وسخّر فوجًا من النصاریٰ سحرہٗ۔ وکان یدّعی الرّسالۃ والنبوّۃ مع اقرار الوھیّۃ ابن مریم۔ وسبّ وشتم رسولنا الاکرم۔ وکان یدّعی مقامات فائقۃ ومراتب عالیۃ۔ و یحسب نفسہ من کلّ نفس اشرف واعظم۔ وکان یزید یومًا فیومًا فی المال والشہرۃ والتابعین۔ وکان یعیش کالملوک بعد ما کان کالشحّاذین۔ فالناظر من المسلمین فی ترقیاتہ مع افترائہ وتقوّلہ ان کان ضعیفًا ضلّ وحار۔ وانکان

عریفًا لرمیًا من العثار۔ وذٰلک انہ کان عدوّ الاسلام وکان یسبّ نبیّنا
خیر الانام۔ ثمّ مع ذٰلک صعد فی الشہرۃ والتموّل الی اعلی المقام۔ وکان
یقول انی ساقتل کل من کان من المسلمین۔ ولا اترک نفسًا من الموحّدین
المؤمنین۔ وکان من الذین یقولون ما لا یفعلون۔ وعلا فی الارض کفرعون
ونسی المنون۔ وکان یجعل النہار لنہب اموال الناس واللیل للکاس
واجتمع الیہ جہّال الیسوعیین وسفہاء المسیحیین۔ فما زالوا یتعاطون اقداح
الضّلالۃ۔ ویصدّقون من جہلہم دعوی الرسالۃ۔ وکان ھو عبد الدنیا
لا الحرّۃ۔ وکصد فی بلاد درّ۔ ومع ذٰلک کان شیطان زمانہ وقرین شیطانہ
ولکن اللّٰہ مہّلہ الی وقتٍ دعوتہ للمباھلۃ۔ ودعوت علیہ فی حضرۃ العزّۃ۔
وکنت اجد فیہ ریح الشیطان۔ ورئیت انہ صریع الطاغوت وعدوّ
عباد الرحمان بخسّ الارض ونجس الفاس اھلہا من انواع خباثۃ الھذیان
وما رئیت کمثلہ عمیًّا ولا عفریتًا فی ھٰذا الزمان۔ کان مجنون التثلیث
وعدوّ التوحید۔ ومصرًّا علی الدین الخبیث۔ وکان ینظر مضراتہ کحسنۃ
ومعرّاتہ کاسباب راحۃ۔ واجتمع الجہال علیہ من الأمراء واھل الثروۃ۔
ونصروہ بمالٍ لا یوجد الّا فی خزائن الملوک وارباب السلطنۃ۔ وکان یساق

الیہ قناطیر الدولۃ حتی قیل انّہ ملک ویعیش کالملوک بالشّان والشوکۃ۔ ولما بلغت دولتہ منتہاھا۔ تبع نفسہ الامّارۃ وما زکّٰھا۔ وادعی الرسالۃ والنبوۃ من اغواء الشیطان۔ وما تحامی عن الافتراء والکذب و البھتان۔ وظن انہ امرؤ لا یسئل عنہ ویزجّی حیاتہ فی التنعم والرفاھۃ۔ ویزید فی العظمۃ والنباھۃ۔ بل سلک معہ طریق الکبر و النخوۃ۔ وما خاف عذاب حضرۃ العزّۃ۔ ولا شکّ انّ المفتری یؤخذ فی مآل امرہ۔ ویمنع من الصعود وتفترسہ غیرۃ اللہ کالاُسُوْد۔ ویری یوم الھلاک والدمار الموعود۔ فی کتاب اللہ العزیز الوَدُود۔ انّ الذین یفترون علی اللہ ویتقوّلون۔ لا یعیشون الّا قلیلا ثم یؤخذون۔ وتتبعھم لعنۃ اللہ فی ھٰذہ وفی الاخرۃ۔ ویذوقون الھوان والخزی ولا یکرمون۔ الم یبلغک ما کان مآل المفترین فی الاولین۔ وان اللہ لا یخاف عقبی المتقوّلین۔ ویھزّ بھم حسامہ فیجعلھم من الممزّقین۔

ولمّا اقترب یوم ھلاکہ دعوتہ للمباھلۃ۔ وکتبت الیہ ان دعواک باطلٌ ولست الا کذابا مفتریا لجیفۃ الدنیا الدنیۃ۔ ولیس عیسیٰ الّا نبیًّا ولست الّا متقوّلًا ومن العامۃ والفرق الضالۃ المضلّۃ۔ فاخش الذی یری کذبک وانّی ادعوک الی الاسلام والدین

الحق والتوبۃ الی اللہ ذی الجبروت والعزّۃ۔ فان تولّیتَ و اعرضتَ عن ھٰذہ الدعوۃ فتعال نباھل ونجعل لعنۃ اللہ علی الذی ترک الحق وادعی الرسالۃ والنبوۃ علٰی طریق الفریۃ۔ وان اللہ یفتح بینی وبینک ویھلک الکاذب فی زمن حیات الصادق لیعلم الناس مَن صدق ومَن کذب ولینقطع النزاع بعد ھٰذہ الفیصلۃ۔ وواللہ انی انا المسیح الموعود الذی وُعد مجیئہ فی اٰخر الزمن وایام شیوع الضلالۃ۔ وانّ عیسٰی قد مات وان مذھب التثلیث باطل و انک تفتری علی اللہ فی دعوی النبوۃ۔ والنبوۃ قد انقطعت بعد نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم و لا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ۔ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیّۃ۔ بید انی سُمّیتُ نبیًّا علٰی لسان خیر البریۃ۔ وذٰلک امر ظلّی من برکات المتابعۃ وما اری فی نفسی خیرًا ووجدتُ کلّما وجدتُ من ھٰذہ النفس المقدّسۃ۔ وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علٰی من اراد فوق ذٰلک او حسب نفسہ شیئًا او اخرج عنقہ من الربقۃ النبویّۃ۔ وانّ رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حقّ احدٍ ان یدّعی النبّوۃ بعد رسولنا المصطفٰی علی الطریقۃ المستقلۃ۔ و ما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ۔ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ۔ وواللہ ما حصل لی ھٰذا المقام الا من انوار اتباع الاشعّۃ المصطفویّۃ

وسُمّیتُ نبیًّا من اللہ علٰی طریق المجاز لا علٰی وجہ الحقیقۃ۔ فلا یَہیج ھٰھنا غیرۃُ اللّٰہ ولا غیرۃ رسولہ فانی اُرَبّٰی تحت جناح النبیّ وقدمی ھٰذہٖ تحت الاقدام النبویّۃ ثم ما قلت من نفسی شیئًا بل تبعت ما اُوحی الیّ من ربّی وما اخاف بعد ذالک تھدید الخلیقۃ۔ وکل احدٍ یسئل عن عملہ یوم القیامۃ ولا یخفٰی علی اللہ خافیۃ۔

وقلتُ لذالک المفتری انکنت لا تباھل بعد ھٰذہ الدعوۃ ومع ذالک لا تتوب ممّا تفتری علی اللہ بادعاء النبوۃ۔ فلا تحسبنّک تنجو بھٰذہ الحیلۃ۔ بل اللہ یھلکک بعذابٍ شدیدٍ مع الذلّۃ الشدیدۃ ویخزیک ویذیقک جزاء الفریۃ۔ وکان یراقب موتی وارقب موتہ وکنتُ اتوکّل علی اللہ ناصر الحق وحامی ھٰذہ الملّۃ۔

ثم اشعتُ ما کتبتُ الیہ فی ممالک امریکہ اشاعۃً تامّۃً کاملۃً حتّٰی اُشیع ما کتبت الیہ فی اکثر جرائد امریکہ واظن ان الوفا من الجرائد اشاعت ھٰذا التبلیغ وبلغت الاشاعۃ الٰی عدۃ ما استطیع ان اُحصیھا ولیس فی القرطاس سعۃ ان اُملیھا۔ واما ما اُرسل الیّ من جرائد امریکۃ التی فیھا ذکر دعوتی وذکر المباھلۃ وذکر دعائی علٰی ڈوئی لطلب الفیصلۃ فرئیت ان اکتب فی الحاشیۃ اسماء بعضھا لیعلم الناس ان ھٰذا الامر کان

مکتومًا مخفیًّا بل شیع فی مشارق الارض و مغاربہا وفی اقطار الدنیا واعطافہا کلّہا شرقًا وغربًا وشمالًا وجنوبًا وکان سبب ھذہ الاشاعۃ۔ انّ ڈوئی کان کالملوک العظام فی الشہرۃ۔ وماکان رجل فی امریکۃ ولا فی یورپ من الاکابر والاصاغر الا کان یعرفہ بالمعرفۃ التامّۃ۔ وکانت لہ عظمۃ ونباھۃ کالسلاطین فی اعین اھل تلک البلاد۔ ومع ذٰلک کان کثیر السیاحۃ یصطاد النّاس بوعظہ کالصیاد۔ فلذٰلک ما ابی احد من اھل الجرائد ان یطبع ما اُرسل الیہ فی امرہ من مسئلۃ المباھلۃ بل سابقہم حرص رؤیۃ مآل المصارعۃ الی الطبع والاشاعۃ۔ والجرائد التی طُبعت فیہا مسئلۃ مباھلتی ودُعائی علٰی ڈوئی ھی کثیرۃ من جرائد امریکۃ ولکنّا نذکر علی طریق النموذج شیئًا منہا فی حاشیتنا ھٰذہ۔

نمبر	اسم الجریدۃ وتاریخہ	ترجمۃ خلاصۃ مضمونہا
(۱)	شکاگو انٹر پریٹر ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	ان المیرزا غلام احمد رجل من الفنجاب وھو یدعو ڈوئی للمباھلۃ ایظن انہ یخرج فی ھذا المیدان۔ وانّ المیرزا یکتب انّ ڈوئی مفتری کذاب فی دعوی النبوۃ۔ وانی ادعو اللّٰہ ان یہلکہ ویستاصلہ کل الاستیصال ویقول انی علی الحق وانّ ڈوئی علی الباطل فان اللّٰہ یحکم بیننا بانہ یھلک الکاذب ویستاصلہ فی حین حیٰوۃ الصادق وان المیرزا غلام احمد یقول انی انا المسیح الموعود وانّ الحق فی الاسلام۔
(۲)	ٹیلیگراف ۵ جولائی ۱۹۰۳ء	مطابق بما سبق بادنی تغیر الالفاظ۔
(۳)	ارگوناٹ سان فرانسسکو یکم دسمبر ۱۹۰۲ء	مطابق بما سبق بادنی تغیر الالفاظ ومع ذٰلک قال ان ھٰذا الطریق طریق معقول ومبنی علی الانصاف ولا شک انّ الرجل الذی یستجاب دعاءہ فہو علی الحق من غیر شبہۃ۔
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰ جون ۱۹۰۳ء	ذکر مفصلًا کلما دعوت ڈوئی للمباھلۃ وطبع عکس صورتی وصورتہ والباقی مطابق بما سبق۔

وخلاصۃ الکلام انّ ڈوئی کان شرّ النّاس وملعون القلب ومثیل الخنّاس وکان عدوّ الاسلام بل خبث الاعداء. وکان یرید ان یجیح الاسلام حتی لا یبقی اسمہ تحت السماء. وقد دعا مرارًا فی جریدتہ الملعونۃ علی اھل الاسلام والملّۃ الحنیفیۃ. وقال اللّٰھم اھلک المسلمین کلھم ولا تبق منھم فردًا فی اقلیم من الاقالیم. وارنی زوالھم واستیصالھم واشع فی الارض کلّھا مذھب التثلیث وعقیدۃ الاقانیم. وقال ارجو ان اری موت المسلمین کلّھم وقلع دین الاسلام. وھذا اعظم مراداتی فی حیاتی ولیس لی مراد فوق ھذا المرام. وکل ھذہ الکلمات موجودۃ فی جرائدہ التی موجودۃ عندنا فی اللسان الانکلیزیۃ. ویعلمھا من قرأھا من غیر الشک والشبھۃ فکفاک ایّھا النّاظر التخمین خبث ھذا المفتری ھذہ الکلمات. ولذلک سمّاہ النبیّ

نمبر	اسم الجریدۃ وتاریخہ	ترجمۃ خلاصۃ المضمون
(۵)	نیویارک میل اینڈ ایکسپریس ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء	عنوان ذکرہ مباھلۃ المدعیین وذکر دعائی علی ڈوئی ثم ذکر ان الامر الفیصل ھلاک الکاذب فی حین حیٰوۃ الصادق والباقی مطابق بما سبق۔
(۶)	ھیرلڈ روچسٹر ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	ذکر ان ڈوئی دعی للمباھلۃ ثم ذکر تفصیلًا ما سبق من البیان مطابق لما سبق
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	
(۸)	ایڈورٹائزر ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۹)	پایلاٹ بوسٹن ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	ذکرنی وذکر ڈوئی ثم ذکر دعاء المباھلۃ
(۱۰)	پاتھ فائینڈر واشنگٹن ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	ذکر کمثل ما سبق
(۱۱)	انٹراوشن شکاگو ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	ذکر کمثل ما سبق

صلی اللہ علیہ خنزیرًا بما ساءت هذا الخبیثَ الطیباتُ. وسرّته نجاسات الشرك والمفتریات. وقد عرف الناظرون فی کلامه توهین الاسلام فوق کلّ توهین وشهد الشاهدون علی ملعونیته فوق کل لعین حتّی انه صار مثلًا بین الناس فی الشتم والسبّ. وما کان مُنتهیًا من المنع والذبّ. واذا باهلته ودعوته للمباهلة. لیظهر بموت الکاذب صدق الصادق من حضرة العزّة

نمبر	اسم الجریدة وتاریخه	ترجمة خلاصة المضمون
(۱۲)	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	عنوان ذکره للمباهلة والباقی مطابق لما سبق
(۱۳)	شکاگو	"
(۱۴)	برلنگٹن فری پریس ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۱۵)	ووسٹر سپائی ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۱۶)	شکاگو انٹراوشن ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء	ذکر دعاء المباهلة
(۱۷)	البنی پریس ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۱۸)	جیکسنول ٹائمز ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۱۹)	بالٹی مور امریکن ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۳)	ڈیزرٹ انگلش نیوز ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۴)	ھیلینا ریکارڈ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۵)	گرومرشایر گزٹ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۶)	نونیٹن کرانیکل ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۲۷)	ھئوسٹن کرانیکل ۳ " "	"
(۲۸)	سونا نیوز ۲۹ جون "	"
(۲۹)	رچمنڈ نیوز یکم جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۳۰)	گلاسگو ھیرلڈ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۳۱)	نیویارک کمرشل ایڈورٹائزر ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء	"
(۳۲)	دی مارننگ ٹیلیگراف ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء	ذکر دعاء المباهلة وذکر ڈوئی

منہ

فقال قائل من اھل امریکۃ وطبع کلامہ فی جریدتہٖ وتکلّم
بلطیفۃٍ رائقۃٍ ونکتۃٍ مضحکۃٍ فی امر ڈوئی وسیرتہ. فکتب انّ
ڈوئی لن یقبل مسئلۃ المباھلۃ. الّا بعد تغیر شرائط ھٰذہ المصارعۃ
فیقول لا اقبل المباھلۃ ولٰکن ناضلونی فی التشاتم والتساب
فمن فاق حریفہٗ فی کثرۃ السبّ وشدّۃ الشتم فھو صادق وحریفہ
کاذبٌ من غیر الارتیاب. وھٰذا قول صاحب جریدۃٍ کان تقصّٰی
اخلاقہٗ. وجرّب مایخرج من لسانہ وذاقہ. وکذالک قال کثیر
من اھل الجرائد. وانّھم من اعزۃ اھل امریکۃ ومن العمائد. ثمّ
مع ذالک انی جرّبتُ اخلاقہ عند مسئلۃ المباھلۃ. فاذا بلغہ
مکتوبی غضب غضبًا شدیدًا واشتعل من النخوۃ. واری انیاب
ذیاب الاجمۃ. وقال ما اری ھٰذا الرجل الّا کبعوضۃ بل دونھا.
وما دعلنی البعوضۃ بل دعت منونھا واشاع ھٰذا القول فی جریدتہٖ
وکفاک ھٰذا لرؤیۃ کبرہٖ ونخوتہ. فھٰذا الکبر ھو الذی حثّنی علی الدعاء
والابتھال. متوکّلا علی اللّٰہ ذی العزۃ والجلال.

وکان ھٰذا الرجل صاحب الدولۃ العظیمۃ قبل ان ادعوہ

الی المباهلة وکنت دعوت علیه لیُهلکه الله بالذلّة والمتربة

والحسرة وانّه کان قبل دعائی ذا السطوة السلطانیة والقوّة

والشوکة والشهرة الجلیلة التی احاطت الارض کالدائرة وکان

صاحب الدُّور المنجّدة۔ والقصور المُشیّدة۔ وما رأی داهیة

فی مُدّة عمره۔ ورأی کل یوم زیادة زمره۔ وکان له حاصلاً

ما امکن فی الدّنیا من الآلاء والنعماء۔ وکان لا یعلم ما یوم

البأساء وما ساعة الضرّاء۔ وکان یلبس الدیباج ویرکب

الهملاج۔ وکان یظن انه یرزق عمرًا طویلا غافلاً من

سهم المنایا۔ وکان یزجّی النهار کالمسجودین والمعبودین

والمعظّمین ویفترش الحشایا بالعشایا واذا انزل الله قدره لیصدّق

ما قلتُ فی مآل حیاته۔ فانقلبت ایّام عیشه ومسرّاته۔ واراه الله

دائرة السّوء۔ ولُدغ کلّ لدغ من حیّاته۔ اعنی افاعی اعماله

القطوف الدابة الضیقة المشی

وسیّاته۔ فعاد الهملاج قطوفًا وانقلب الدیباج صوفًا

الدابة الحسنة السیر فی سعته وسهولته ۱۲

وهلمّ جرا الی انّه اُخرج من بلدته التی بناها بصرف

الخزائن۔ وحُرّم علیه کلما شیّد من المقاصیر بمثل الدفائن

بل ما کفی الله علٰی هٰذا وانزل علیه جمیع قضاءه وقدره. وحطّ
سائر وجوه شانه وقدره. وانتقل الٰی رجلٍ اٰخر کُلّما
کان فی قبضته. وجمعت غیاهب البُؤسِ ریاحُ نخوته
حتّی یئس من ثروته الاولٰی وارتضع من الدّهر ثدی عقیمٍ
ورکب من الفقر ظهر بهیمٍ. ثمّ اخذه بعض الورثاء کالغرماء
ورأی خِزیًا کثیرًا من الزوجة والاحباب والابناء حتّٰی
انّ اباه اشاع فی بعض جرائد امریکة انه زنیم ولد الزنا
ولیس من نُطفته وکذالک نسفته ریاحُ الادبار والانقلاب. وکمّل له الدّهر
جمیع انواع الذلّة فصار کرمیم فی التراب. اوکسلیم غرض
التباب. وصار کنکرة لا یُعرف. بعد ما کان بکل وجاهة
یوصف. وانتشر کلّ مَن کان معه من الاتباع. وما بقی
شیٔ فی یده من النقد والعقار والضیاع. وبرز کالبائس
الفقیر. والذلیل الحقیر. غیضت حیاضه. وجفّت ریاضه
وخلَتْ جفانه. ونحس مکانه. وطُفئ مصباحه
ورفعت صیاحه. ونزعت عنه البساتین وعیونها.

هٰذا شبیہ حضرتنا المسیح الموعود میرزا غلام احمدؐ القادیانی
مد فیضہٗ

ھذا عکس صورۃ ڈاکٹر الیکزنڈر ...... ڈوئی التی کانت فی ایام صحتہ

عکس صورۃ ڈاکٹر ڈوئی بعد ما فُلج

والخیل ومتونہا۔ وضاق علیہ سہل الارض وحزونہا۔
وعادتہ الاودیۃ وبطونہا۔ وسُلبت منہ الخزائن التی ملک
مفاتحہا۔ ورأی حروب العدا ومضائقہا۔ ثم بعد کلّ
خزیٍ وذلّۃ فُلِجَ من الراس الی القدم۔ لیرحلہ الفالج
من الحیات الخبیث الی العدم۔ وکان ینقل من مکان
الی مکان فوق رکاب الناس۔ وکان اذا اراد التبرز
یحتاج الی الحقنۃ من ایدی الاناس۔ ثم لحق بہ الجنون
فغلب علیہ الھذیان فی الکلمات والاضطراب فی
الحرکات والسکنات وکان ذٰلک اٰخر المخزیات۔
ثمّ اَدرکہُ الموت بانواع الحسرات وکان موتہ فی تاسع
من مارچ ۱۹۰۷ء سنۃ وما کانت لہ نوادب ولا من یبکی علیہ
بذکر الحسنات ۔

واوحی الیّ ربّی قبل ان اسمع خبر موتہ وقال انی نعیتُ انّ اللہ
مع الصادقین۔ ففھمت انہ اخبرنی بموت عدوّی وعدوّ دینی من
المباھلین فکنتُ بعد ھٰذا الوحی الصریح من المنتظرین۔ وقد طُبع
قبل وقوعہ فی جریدۃ بدر والحکم لیزید عند ظھورہٖ ایمان المؤمنین

فاذا جاء وعد ربنا مات ذوی فجئۃً وزھق الباطل
وعلا الحق فالحمد للہ رب العالمین۔ و وَاللہِ
لو اُوتیتُ جبلًا من الذھب او الدُّرر والیاقوت ما سرّنی قطّ
کمثل ما سرّنی خبر موت ھٰذا المفسد الکذّاب۔ فھل من
مُنصف ینظر الٰی ھذا الفتح العظیم من اللہ الوھاب۔ ھذا ما
نزل علی العدوّ اللئیم من العذاب الالیم۔ واما انا فحقق اللہ
کلّ مقصدی بعد المباھلۃ۔ واری اٰیات کثیرۃ لاتمام الحُجّۃ۔
وجذب الیّ فوجًا عظیمًا من النفوس البررۃ۔ وساق الیّ القناطیر
المقنطرۃ من الذھب والفضّۃ۔ ورزقنی فتحًا عظیمًا علٰی کلّ من
باھلنی من المبتدعین والکفرۃ۔ وانزل لی اٰیاتٍ منیرۃ
لا استطیع ان احصیھا ولا اقدر ان املیھا فاسئلوا اھل امریکۃ
ما صنع اللہ بڈوئی بعد دعائی وتعالوا اُریکم اٰیات ربی ومولائی
وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین +

المشــــــــــــــتھر
المیرزا غلام احمد المسیح الموعود منمقام
قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۷ء

الحاشیۃ المتعلقۃ بصفحۃ ۷۵ - السطر العاشر

ان اللّٰہ اخبرنی بموت ڈوئی مرارًا وھی بشارات کثیرۃ وکلّھا طبع قبل موتہ وقبل نزول الآفات علیہ فی جریدۃ مسمّی ببدر وجریدۃٍ اُخری مسمّی بالحکم فلیرجع الناظر الیھما فمنھا ما اوحی الیّ فی ۲۵ دسمبر ۱۹۰۲؁ء حکایۃً عنی وھو ھذا۔ انی صادق صادق وسیشھد اللّٰہ لی ومنھا ما اوحی الیّ فی ۳ فروری ۱۹۰۳؁ء وھو ھذا۔ سنعلیک ساکرمک اکرامًا عجبًا سمع الدعاء۔ انّی مع الافواج اٰتیک بغتۃ دعاءک مستجاب واوحی فی ۲۶۔ نومبر ۱۹۰۳؁ء لک الفتح ولک الغلبۃ واوحی فی ۱۷ دسمبر ۱۹۰۳؁ء تری نصرًا من عند اللّٰہ۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا وّالذین ھم محسنون۔ واوحی الیّ فی ۱۱ جون ۱۹۰۴؁ء کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورُسلی۔ کذٰلک دُرٌّ لا یضاع۔ لا یاتی علیک یوم الخسران۔ واوحی الیّ فی ۱۷ دسمبر ۱۹۰۵؁ء قال ربک انہ نازل من السماء ما یرضیک۔ رحمۃً منّا وکان امرًا مقضیًا۔ واوحی الیّ فی ۲۰ مارچ ۱۹۰۶؁ء المراد حاصلٌ۔ واوحی الیّ فی ۹ اپریل ۱۹۰۶؁ء نصر من اللّٰہ وفتح مبین۔ ولا یردّ باسہ عن قومٍ یعرضون۔ واوحی الیّ فی ۱۲۔ اپریل ۱۹۰۶؁ء اراد اللّٰہ ان یبعثک مقامًا محمودًا۔ یعنی مقام عزۃ وفتح تحمد فیہ۔ واوحی فی الھندیۃ (ترجمتہ) اری ما ینسخ طاقۃ الدیر یعنی اری اٰیۃ تکسر قوۃ دیر الیسوعیین۔

واوحی فی الھندیۃ فی ۷ جون ۱۹۰۶؁ء (ترجمۃ) تظھر الاٰیات۔ انی اریک ما یرضیک۔ واوحی فی ۲۰۔ جنوری ۱۹۰۶؁ء وقالوا لست مرسلًا۔ قل کفٰی باللّٰہ شھیدًا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب۔ واوحی فی ۱۰۔ جولائی ۱۹۰۶؁ء (ترجمۃ الھندی) انظر انی امطر لک من السماء وانبت من الارض واما اعداءک فیؤخذون۔ واوحی فی ۲۳۔ اگست ۱۹۰۶؁ء (ترجمۃ الھندی)۔ ستظھر اٰیۃ فی ایام قریبۃ لیقضی اللّٰہ بیننا۔ واوحی فی ۲۷۔ ستمبر ۱۹۰۶؁ء (ترجمۃ الھندی)۔ السلام علیک ایّھا المظفر سمع دعاءک۔ بلجت اٰیاتی ولبشر الذین اٰمنوا بان لھم الفتح واوحی فی ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۰۶؁ء ترجمۃ الھندی۔ اللّٰہ عدو الکاذب وانہ یوصلہ الی جھنم۔ اُغرقت سفینۃ الاذل۔ ان بطش ربک لشدید۔ واوحی فی ۱۰۔ فروری ۱۹۰۷؁ء (ترجمۃ الھندی) الاٰیۃ المنیرۃ وفتحنا۔ واوحی فی ۷ فروری ۱۹۰۷؁ء العید الاٰخر تنال منہ فتحًا عظیمًا۔ دعنی اقتل من اذاک۔ ان العذاب مربع ومدوّرۃ۔ وان یّروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر واوحی فی سابع مارچ ۱۹۰۷؁ء یاتون بنعشہ ملفوفًا نعیت۔ من سابع مارچ الٰی اٰخرہ یعنی یشاع موت ذٰلک الرجل الٰی ھذا الوقت ان اللّٰہ مع الصادقین ۔ منہ

وقع فی نفسی ان اکتب شیئًا من سوانحی وسوانح اٰبائی فی ھٰذہ الرسالۃ لاعرف بہ الناس امری لعل اللّٰہ ینفعھم ویزیدھم قوّۃ لرفع الضلالۃ ولعلّھم یفکّرون فی اصل الحقیقۃ۔ ویمیلون الی العدل والنَّصفۃ۔

فاعلموا رحمکم اللّٰہ انی انا المسمّی بغلام احمد بن میرزا غلام مرتضیٰ ومیرزا غلام مرتضیٰ بن میرزا عطا محمد۔ ومیرزا عطا محمد بن میرزا گل محمد و میرزا گل محمد بن میرزا فیض محمد ومیرزا فیض محمد بن میرزا محمد قائم ومیرزا محمد قائم بن میرزا محمد اسلم ومیرزا محمد اسلم بن میرزا دلاور بیگ و میرزا دلاور بیگ بن میرزا الدین ومیرزا الدین بن میرزا جعفر بیگ و میرزا جعفر بیگ بن میرزا محمد بیگ و میرزا محمد بیگ بن میرزا محمد عبد الباقی ومیرزا محمد عبد الباقی بن میرزا محمد سلطان ومیرزا محمد سلطان بن میرزا ھادی بیگ ٭

ثم اعلموا انّ مسکنی قریۃ سُمّیت ببلدۃ الاسلام۔ ثم اشتھر باسم قادیان فی ھٰذہ الایام۔ وھی واقعۃ فی الفنجاب بین النھرین الراوی والبیاس الی جانب المشرق مائلا الی الشمال من لاھور الذی ھو صدر الحکومۃ ومرکز البلاد الفنجابیۃ وانی قرأتُ فی کتب سوانح اٰبائی وسمعتُ من ابی انّ اٰبائی کانوا من الجرثومۃ المُغْلیۃ۔ ولکن اللّٰہ اوحیٰ الیّ انّھم کانوا من بنی فارس لا من الاقوام الترکیّۃ۔ ومع ذٰلک اخبرنی ربّی بانّ بعض امھاتی کنّ من بنی الفاطمۃ۔ ومن اھل بیت النبوّۃ واللّٰہ جمع فیھم نسل اسحٰق و اسمٰعیل من کمال الحکمۃ والمصالحۃ ٭

وسمعتُ من ابی وقرأت فی بعض سوانحھم انّھم کانوا فی بدء امرھم

یسکنون فی بلدۃ سمرقند۔ قبل ان یرحلوا الی الهند۔ وکانوا من امراء تلک
الارض وولاتها۔ ومن انصار الملّة وحماتها۔ ثم طرحتهم النوی مطارحها۔ و
بسطت الیهم سیول السفر جوارحها حتّی اذا وطئوا ارض هذه البلدة الّتی
تسمّی بقادیان درء واهذه الخطّة المبارکة۔ والتّربة الطیبة۔ سرّهم ریحها
وماءها۔ وسوادها وخضراءها۔ فالقوا فیها عصا السیار۔ وکانوا یرجّحون البدو
علی الامصار۔ ورزقوا فیها من الله ضیعةً وعقارًا۔ وملکوا قریً وامصارًا۔ ثم
اذا مضی زمانٌ علی هذه الحالة ونزل قضاء الله وقدره علی السلطنة المغلیّة۔
امّرهم الله فی هذه النّاحیة۔ وانتهی الامر الی انّهم صاروا کالملک مستقلٍ فی هذه
الخطّة۔ وکان فی یدهم من کلّ نهجٍ عنان الحکومة۔ وقفی الله وطرهم من الفضل
والرحمة۔ وبعد ما زجوا زمانًا طویلًا فی النّعمة والرفاهة۔ والشرف والنّباهة
اخرج الله بمصالحه العمیقة وحکمه الدقیقة قومًا یقال لهم الخالصه۔ وکانوا قسی
القلب لا یکرمون الشرفاء۔ ولا یرحمون الضعفاء وکلّما دخلوا قریةً افسدوها
وجعلوا اعزّة اهلها اذلّة۔ فصارت من جورهم بدور الاسلام کالاهلّة۔ وکانوا
من اعادی الاسلام۔ واکبر اعداء ملة خیر الانام۔ ففی تلک الایام صُبّت علی آبائی
المصائب من ایدی تلک اللئام حتّی اُخرجوا من مقام الریاسة۔ ونهبت اموالهم
من ایدی الکفرة۔ ونحوا من جُیُودٍ۔ وهجّروا من ظلّ ممدودٍ۔ ولبثوا فی ارض
الغُربة الی سنین۔ واوذوا ایذاءً شدیدًا من الظالمین۔ وما رحمهم احد الا ارحم
الراحمین۔ ثم ردّ الله الی ابی بعض القری فی عهد الدولة البرطانیه۔ فوجد
قطرة او اقلّ منها من بحر الاملاک الفانیة۔

فخلاصة الکلام انّ آبائی ماتوا بمرارة الخیبة والحسرات۔ بعد ما کانوا
کشجرةٍ مملوّةٍ من الثمرات۔ وبعد ایامٍ کانت کالعذاری المتبرّجات۔ فوجدتُ تصصهم

محل عبرة تسیل بذکرھا العبرات، ولا ترقأ عند تصورھا الدموع الجاریات۔ ولما
رئیت ما رئیت اخذتنی الرقۃ فبکیت۔ وناجیت نفسی بان ھذہ الدنیا لیست
الا کغدار۔ ولیس مآلھا الا مرارۃ خیبۃ وتبار۔ وارھقتنی دار الدنیا بضیقھا
والقی فی قلبی ان اعاف بریقھا۔ فصرف اللہ عنی حب الدنیا ورؤیت زینتھا۔
والتمایل علٰی شجرتھا وثمرتھا۔ ولکنت احب الخمول واؤثر زاویۃ الاختفاء۔ وافر
من المجالس ومواقع العجب والریاء۔ فاخرجنی اللہ من حجرتی۔ وعرفنی فی الناس
وانا کارہ من شھرتی وجعلنی خلیفۃ اخر الزمان وامام ھذا الاوان۔ وکلمنی
بکلمات نذکر شیئًا منھا فی ھذا المقام۔ ونؤمن بھا کما نؤمن بکتب اللہ خالق الانام

وھی ھذہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا احمد بارک اللہ فیک۔ مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ الرحمٰن علم القراٰن۔ لتنذر
قومًا ما انذر اٰباء ھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی اُمرت وانا اول المؤمنین
قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فتبارک من علم وتعلم۔ وقالوا ان ھذا الا اختلاق۔ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون
قل ان افتریتہ فعلیّ اجرام شدید۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا۔ ھو الذی ارسل رسولہ
بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ لامبدل لکلماتہ۔ یقولون انی لک ھذا
ان ھذا الا قول البشر۔ واعانہ علیہ قوم اٰخرون۔ افتاتون السحر وانتم تبصرون۔ ھیھات
ھیھات لما توعدون۔ من ھذا الذی ھو مھین۔ جاھل او مجنون۔ قل عندی شھادۃ
من اللہ فھل انتم مسلمون۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون۔ ولقد لبثت فیکم عمرا
من قبلہ افلا تعقلون۔ ھذا من رحمۃ ربک یتم نعمتہ علیک۔ فبشر وما انت بنعمۃ ربک بمجنون
لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون۔ ولک نری اٰیات ونھدم ما یعمرون۔ الحمد للہ

الذی جعلک المسیح ابن مریم۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ وقالوا اتجعل فیہا من
یفسد فیہا قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ انی مہین من اراد اہانتک۔ انی لا یخاف
لدیّ المرسلون۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی وھم من بعد غلبہم سیغلبون۔ ان اللہ
مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ اریک زلزلۃ الساعۃ۔ انی احافظ کل من فی الدار
وامتازوا الیوم ایہا المجرمون۔ جاء الحق وزھق الباطل۔ ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون
بشارۃ تلقاہا النبیون۔ انت علی بینۃ من ربک۔ کفیناک المستہزئین۔ ھل انبئکم
علی من تنزل الشیاطین۔ تنزل علی کل افاک اثیم۔ ولا تایئس من روح اللہ۔ الا ان
روح اللہ قریب۔ الا ان نصر اللہ قریب۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق
ینصرک اللہ من عندہ۔ ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء۔ لا مبدل لکلمات اللہ۔
قال ربک انہ نازل من السماء ما یرضیک۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ فتح الولی فتح
وقربناہ نجیا۔ اشجع الناس۔ ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ۔ انار اللہ برہانہ
کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف۔ یا قمر یا شمس انت منی وانا منک۔ اذا جاء
نصر اللہ وانتہی امر الزمان الینا۔ وتمت کلمۃ ربک۔ الیس ھذا بالحق۔ ولا تصعر
لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ ووسع مکانک۔ وبشر الذین آمنوا ان لہم قدم
صدق عند ربہم۔ واتل علیہم ما اوحی الیک من ربک۔ اصحاب الصفۃ۔ وما ادراک
ما اصحاب الصفۃ۔ تری اعینہم تفیض من الدمع۔ یصلون علیک۔ ربنا اننا سمعنا
منادیا ینادی للایمان۔ وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔ یا احمد فاضت الرحمۃ
علی شفتیک۔ انک باعیننا۔ سمیتک المتوکل۔ یرفع اللہ ذکرک۔ ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا
والآخرۃ۔ بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیک حقا فیک۔ شانک عجیب۔
واجرک قریب۔ الارض والسماء معک کما ھو معی۔ انت وجیہ فی حضرتی اخترتک
لنفسی۔ سبحان اللہ تبارک وتعالی زاد مجدک۔ ینقطع آباءک ویبدء منک۔

وماكان الله ليتركك حتے يميز الخبيث من الطيّب۔ اذا جاء نصر الله والفتح۔ وتمت كلمة

ربّك هٰذا الذى كنتم به تستعجلون۔ اردتُ ان استخلف فخلقت آدم۔ دنیٰ فتدلّٰی

فكان قاب قوسين او ادنٰى يحيى الدّين ويقيم الشريعة۔ يا آدم اسكن انت وزوجك

الجنة۔ يا مريم اسكن انت وزوجك الجنة۔ يا احمد اسكن انت وزوجك الجنة

نُصِرتَ وقالوا لات حين مناص۔ انّ الذين كفروا وصدّوا عن سبيل الله ردّ عليهم

رجل من فارس شكر الله سعيه۔ ام يقولون نحن جميع منتصر۔ سيهزم الجمع ويولّون

الدُّبُر۔ انّك اليوم لدينا مكين امين۔ وانّ عليك رحمتى فى الدُّنيا والدين وانك من المنصورين

يحمدك الله ويمشى اليك۔ سبحان الذى اسرٰى بعبده ليلاً۔ خلق آدم فاكرمه۔ جرى

الله فى حلل الانبياء۔ بشرٰى لك يا احمدي۔ انت مرادى ومعى۔ سِرُّك سِرّى۔ انّى

ناصرك۔ انّى حافظك۔ انّى جاعلك للنّاس اماما۔ أكان للناس عجباً۔ قل هو الله

عجيب۔ لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون۔ وتلك الايّام نداولها بين الناس۔ وقالوا

ان هٰذا الا اختلاق۔ قل ان كنتم تحبّون الله فاتبعونى يحببكم الله۔ اذا نصر الله المؤمن

جعل له الحاسدين فى الارض۔ ولا راد لفضله۔ فالنار موعدهم۔ قل الله ثم ذرهم فى خوضهم

يلعبون۔ واذا قيل لهم آمنوا كما آمن الناس قالوا انؤمن كما آمن السفهاء۔ الا انّهم هُمُ

السفهاء ولكن لا يعلمون۔ واذا قيل لهم لا تفسدوا فى الارض قالوا انّما نحن مصلحون۔ قل جاءكم

نور من الله فلا تكفروا ان كنتم مؤمنين۔ ام تسئلهم من* خرج فهم من مغرم مثقلون۔ بل

آتيناهم بالحق فهم للحق كارهون۔ تلطف بالناس وترحم عليهم۔ انت فيهم بمنزلة موسٰى

واصبر على ما يقولون۔ لعلك باخع نفسك الا يكونوا مؤمنين۔ لا تقف ما ليس لك به علم۔

ولا تخاطبنى فى الذين ظلموا انهم مغرقون۔ واصنع الفلك باعيننا ووحينا۔ انّ الذين

يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم۔ واذ يمكر بك الذى كفر۔ اوقد لى يا هامان

لعلّى اطّلع الى اله موسٰى وانى لاظنه من الكاذبين۔ تبّت يدا ابى لهب وتبّ۔ ما كان له

* لفظ من ليس فى القرآن الكريم ولكن جاء لفظ من فى الالهام۔ منه

ان یدخل فیھا الاخائفا۔ وما اصابک فمن اللہ۔ الفتنۃ ھھنا۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم۔
الا انہا فتنۃ من اللہ۔ لیحب حبا جما۔ حبا من اللہ العزیز الاکرم۔ شاتان تذبحان۔
وکل من علیھا فان۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیٔ
قدیر۔ وان یتخذونک الا ھزوا۔ اھذا الذی بعث اللہ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما
الھکم الہ واحد۔ والخیر کلہ فی القرآن۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ قل ان ھدی اللہ ھو الھدی
وقالوا لولا نزل علی رجل من القریتین عظیم۔ وقالوا انی لک ھذا۔ ان ھذا لمکر مکرتموہ فی
المدینۃ۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ عسی
ربکم ان یرحمکم۔ وان عدتم عدنا۔ وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا۔ وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین۔ قل اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ لا یقبل عمل مثقال ذرۃ من
غیر التقوی۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ قل ان افتریتہ فعلی اجرامی
ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ ولنجعلہ ایۃ للناس
ورحمۃ منا۔ وکان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمترون۔ سلام علیک۔ جعلت
مبارکا۔ انت مبارک فی الدنیا والاخرۃ۔ امراض الناس وبرکاتہ۔ تخترفان وقتک
قدانی۔ وان قدم المحمدیین وقعت علی المنارۃ العلیا۔ ان محمدا سید الانبیاء۔ مطھر
مصطفی۔ ان اللہ یصلح کل امرک۔ ویعطیک کل مراداتک۔ رب الافواج یتوجہ الیک
کذالک یری الایات لیثبت ان القرآن کتاب اللہ وکلمات خرجت من فوھی۔ یا عیسی
انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ
ثلۃ من الاولین۔ وثلۃ من الاخرین۔ انی ساری بریقی۔ وارفعک من قدرتی
جاء نذیر فی الدنیا فانکروہ اھلھا وما قبلوہ ولکن اللہ یقبلہ۔ ویظھر صدقہ بصول قوی
شدید صول بعد صول۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ فحان ان تعان وتعرف
بین الناس۔ انت منی بمنزلۃ عرشی انت منی بمنزلۃ ولدی+۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق

+ سبحان اللہ وتعالی عما ان یکون لہ ولد ولکن ھذا استعارۃ کمثل قولہ تعالی فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم۔ والاستعارات کثیرۃ فی القرآن ولا اعتراض علیھا عند اھل العلم والعرفان فھذا القول لیس بقول منکر ونجد نظائرہ فی الکتب الالھیۃ واقوال قوم روحانیین یسمون بالصوفیۃ فلا تعجلوا علینا یا اھل الفطنۃ۔ منہ

نحن اولیاءکم فی الحیوٰۃ الدنیا والاخرۃ۔ اذا غضبتَ غضبتُ۔ وکلما احببتَ احببتُ
من عادیٰ ولیًّا فقد اٰذنتہٗ للحرب۔ انّی مع الرسول اقوم۔ والوم من یلوم۔ واعطیک ما یدوم۔
یاتیک الفرج۔ سلامٌ علٰی ابراھیم۔ صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ تفرّدنا بذالک۔ فاتخذوا
من مقام ابراھیم مصلّٰی۔ انا انزلناہ قریبًا من القادیان۔ وبالحقّ انزلناہ وبالحق نزل
صدق اللّٰہ ورسولہٗ وکان امر اللّٰہ مفعولًا۔ الحمد للّٰہ الذی جعلک المسیح ابن مریم۔ لا یُسئل
عما یفعل وھم یُسئلون۔ اٰثرک اللّٰہ علٰی کلّ شیءٍ۔ نزلت سُررٌ من السماء ولٰکن سریرک وضع فوق
کل سریر۔ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ۔ الا انّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون۔ لا تخف انک انت الاعلٰی۔
لا تخف انی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہٖ
ولو کرہ الکافرون۔ ننزل علیک اسرارًا من السماء ونمزّق الاعداء کلّ ممزّق۔ ونری فرعون
وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون۔ فلا تحزن علٰی ما قالوا۔ انّ ربک لبالمرصاد۔
ما ارسل نبیّ الّا اخزیٰ بہ اللّٰہ قومًا لا یؤمنون۔ سننجیک۔ سنعلیک۔ ساکرمک اکرامًا
عجبًا۔ اُریحک ولا اُجیحک واُخرج منک قومًا۔ ولک نُری اٰیات ونھدم ما یعمرون۔ انت الشیخ
المسیح الذی لا یضاع وقتہ۔ کمثلک دُرٌّ لا یضاع۔ لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون۔
یُبدی لک الرحمٰن شیئًا۔ یخرّون علی المساجد۔ یخرّون علی الاذقان۔ ربّنا اغفر لنا ذنوبنا انا کنا
خاطئین۔ تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا وان کنّا لخاطئین۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ
لکم وھو ارحم الراحمین۔ یعصمک اللّٰہ من العدا ویسطو بکل من سطا۔ ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون۔
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ۔ یا جبال اوّبی معہٗ والطیر۔ سلامٌ قولًا من ربٍّ رحیم۔ وامتازوا الیوم ایھا
المجرمون۔ انّی مع الروح معک ومع اھلک۔ لا تخف انّی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ ان وعد اللّٰہ
اتیٰ۔ ورکل ورکیٰ فطوبٰی لمن وجد ورایٰ۔ امم یسّرنا لھم الھدیٰ۔ وامم حق علیھم العذاب۔
وقالوا لستَ مرسلًا۔ قل کفٰی باللّٰہ شھیدًا بینی وبینکم ومن عندہٗ علم الکتاب۔ ینصرکم اللّٰہ فی وقت
عزیز۔ حکم اللّٰہ الرحمٰن لخلیفۃ اللّٰہ السلطان۔ یؤتی لہ الملک العظیم۔ وتفتح علٰی یدہٖ

* سمانی ربی ابراھیم وکذالک سمانی بجمیع اسماء الانبیاء من اٰدم الی خاتم الرسل وخیر الاصفیاء وقد ذکرتہ فی کتابی البراھین۔ فلیرجع الیہ من کان من الطالبین۔ منہ

الخزائن۔ ذالک فضل اللہ وفی اعینکم عجیب۔ قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین۔ فانتظروا
آیاتی حتّٰی حین۔ سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم۔ حجۃ قائمۃ وفتح مبین۔ ان اللہ یفصل
بینکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک وقطع
دابر القوم الذین لا یؤمنون۔ قل اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ ان اللہ مع الذین
اتقوا والذین ھم محسنون۔ ھل اتاک حدیث الزلزلۃ۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا۔ واخرجت
الارض اثقالھا۔ وقال الانسان مالھا۔ یومئذ تحدث اخبارھا۔ بان ربک اوحی لھا۔
احسب الناس ان یترکوا وما یاتیھم الا بغتۃ۔ یسئلونک احق ھو۔ قل ای وربی انہ
لحق ولا یرد باسہ عن قوم یعرضون۔ الرحی تدور وینزل القضاء۔ لم یکن الذین کفروا من اھل
الکتٰب والمشرکین منفکین حتّٰی تاتیھم البینۃ۔ لو لم یفعل اللہ ما فعل لاحاطت الظلمۃ
علی الدنیا جمیعھا۔ اریک زلزلۃ الساعۃ۔ یریکم اللہ زلزلۃ الساعۃ۔ لمن الملک الیوم۔
للہ الواحد القھار۔ اری بریق آیتی ھذہ خمس مرات۔ ولو اردت لجعلت ذالک الیوم خاتمۃ
الدنیا۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ اریک ما یرضیک۔ قل لرفقائک ان وقت اظھار
العجائب بعد العجائب قد اتی۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک
وما تاخر۔ انی انا التواب۔ من جاءک جاءنی۔ سلام علیکم طبتم۔ نحمدک ونصلی۔ صلوۃ العرش
الی الفرش۔ نزلت لک ولک نری آیات۔ الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ ان اللہ
لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم۔ انہ اوی القریۃ۔ لولا الاکرام لھلک المقام۔
انی احافظ کل من فی الدار۔ ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ آمن فی دارنا التی ھی دار المحبۃ
تزلزل الارض زلزالا شدیدا۔ ویجعل عالیھا سافلھا۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین
وتری الارض یومئذ خامدۃ مصفرۃ۔ اکرمک بعد توھینک۔ تمنون ان لا یتم امرک۔
واللہ یابی الا ان یتم امرک۔ انی انا الرحمان۔ ساجعل لک سھولۃ فی کل امر۔ اریک برکات
من کل طرف۔ نزلت الرحمۃ علی ثلث العین وعلی الاخریین۔ ترد الیک انوار الشباب۔

ترى نسلاً بعيداً۔ انا نبشرك بغلام مظهر الحق والعلىٰ كان الله نزل من السماء۔ انا نبشرك
بغلام نافلة لك۔ سبحٰنك الله ورافاك وعملك مالم تعلم انه كريم تمشىٰ۔ امامك وعادى
لك من عادىٰ۔ وقالوا ان هٰذا الا اختلاق۔ الم تعلم ان الله علىٰ كل شىٔ قدير۔ يلقى الروح
علىٰ من يشاء من عباده۔ كل بركة من محمد صلى الله عليه وسلم فتبارك من علم وتعلم۔
انّ علم الله وخاتم فعل فعلاً عظيماً۔ انّى معك ومع اهلك ومع كلّ من احبك۔ برق
اسمى لك وكشف لعالم الروحانى عليك۔ فبصرك اليوم حديد۔ اطال الله بقاءك
تعيش ثمانين حولاً او تزيد عليه خمسة او اربعة او نقل كمثلها (ترجمة الهندى) وانى اباركك بركات
عظيمة حتى ان الملوك يتبركون بثيابك (ترجمة الهندى) لك برق اسمى وانى اريك خمسين او ستين
اٰية سوا اٰيات تريتها۔ ان للمقبولين انواع نموذج وعلامات ويعظمهم الملوك وذوو
الجبروت ويقال لهم ابناء ملوك السلامة۔ ايها العدو انّ سيف الملائكة مسلول امامك
لكنك ما عرفت الوقت ليس الخير فى ان يحارب احد مظهر الله۔ رب فرق بين صادق وكاذب
انت ترى كل مصلح وصادق۔ رب كل شىٔ خادمك۔ ربّ فاحفظنى وانصرنى وارحمنى
قاتلك الله۔ (ايها العدو) وحفظنى من شرك۔ جاءت الزلزلة قوموا النصلى ونرى نموذج القيامة
يطهرك الله ويثنى عليك۔ لولاك لما خلقت الافلاك۔ ادعونى استجب لكم (ترجمة الفارسى) اليه يديك
والدعاء دعاءك والترحم من الله۔ واقعة الزلزلة۔ عفت الديار محلها ومقامها
تتبعها الرادفة (ترجمة الفارسى) عاد الربيع وتمّ قول الله مرةً اخرىٰ (ايضاً) عاد الربيع وجاءت ايام الثلج وكثرة
المطر۔ ربّ اخّر وقت هٰذا۔ اخّره الله الىٰ وقت مسمّى۔ ترى نصراً عجيباً۔ ويخرّون على
الاذقان۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا انا كنّا خاطئين۔ يا نبىّ الله كنت لا اعرفك۔ لا تثريب
عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين۔ تلطّف بالنّاس وترحم عليهم۔ انت فيهم
بمنزلة موسىٰ۔ يأتى عليك زمن كمثل زمن موسىٰ۔ انّا ارسلنا اليكم رسولاً شاهداً عليكم
كما ارسلنا الىٰ فرعون رسولاً۔ (ترجمة الهندى) نزل من السماء لبن كثير۔ حفظوه۔ انّى

اثرتك واخترتك (ترجمۃ الهندی) اعدت لك حیوۃ طیبۃ ؎ الله خیر من كلّ

شیٔ ؎ عندی حسنۃ هی خیر من جبل ؎ (ترجمۃ الهندی) علیك سلام كثیر منی ؎

انّا اعطینٰك الكوثر ؎ ان الله مع الذین اهتدوا والذین هم صادقون۔ ان الله مع الذین

اتقوا والذین هم محسنون۔ اراد الله ان یبعثك مقامًا محمودًا ؎ (ترجمۃ الهندی) ستظهر

اٰیتان ؎ وامتازوا الیوم ایها المجرمون۔ یكاد البرق یخطف ابصارهم ؎ هٰذا الذی كنتم

به تستعجلون ؎ یا احمد فاضت الرحمۃ علٰی شفتیك ؎ كلام افصحت من لدن رب كریم

(ترجمۃ الفارسی) انّ فی كلامك شیٔ لا دخل فیه للشعراء ؎ ربّ علّمنی ما هو خیر عندك

یعصمك الله من العدا ویسطوا بكل من سطا ؎ برز ما عندهم من الرماح ؎ ساخبره فی اخر

الوقت ؎ انك لست علی الحق ؎ ان الله رؤف رحیم ؎ انا النا لك الحدید ؎ انی مع الافواج

اٰتیك بغتۃ ؎ انی مع الرسول اجیب ؎ اخطی* واصیب۔ وقالوا انّٰی لك هٰذا ؎ قل هو

الله عجیب ؎ جاءنی ایل ؎ واختار ؎ وادار اصبعه واشار ؎ ان وعد الله اتی۔ وركل وركی فطوبٰی

لمن وجد ورأی۔ الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ انی مع الرسول اقوم افطر واصوم۔ ولن ابرح

الارض الی الوقت المعلوم ؎ واجعل لك انوار القدوم ؎ واقصدك وادوم ؎ واعطیك

ما یدوم۔ انا نرث الارض ناكلها من اطرافها ونقلوا الی المقابر۔ ظفر من الله وفتح مبین

ان ربّی قوی قدیر۔ انه قوی عزیز حل غضبه علی الارض۔ انّی صادق وسیشهد الله لی

(ترجمۃ الهندی) اتانا ربّنا الازلی الابدی اخذ السلاسل ؎ ضاقت الارض بما

رحبت ؎ رب انی مغلوب فانتصر۔ فسحقهم تسحیقا ؎ (ترجمۃ الهندی) قوم بعدوا من طرق

الحیوۃ الانسانیۃ ؎ انما امرك اذا اردت شیئًا ان تقول له كن فیكون ؎ (ترجمۃ الهندی)

لما كنتُ تدخل فی منزلی مرۃ بعد مرۃٍ۔ فانظر هل مطر سحاب الرحمۃ اولا ؎ انا امتنا اربعۃ عشر

دوابًّا۔ ذٰلك بما عصوا وكانوا یعتدون (ترجمۃ الفارسی) انّ مآل الجاهل جهنم۔ فان الجاهل

قلّ ان تكون له عاقبۃ الخیر ؎ حصل لی الفتح حصل لی الغلبۃ۔ انّی امرت من الرحمٰن فأتونی

* هٰذا ما اوحیٰ الیّ ربّی فی رجل خالفنی وكفرنی وهو من علماء الهند المسمی بابی سعید محمد حسین البٹالوی۔ منه * سبحانه وتعالٰی من ان یخطی فقوله اخطی قد ورد علٰی طریق الاستعارۃ كمثل لفظ التردد المنسوب الی الله تعالٰی فی الاحادیث۔ منه ٭ المراد من الایل جبرئیل علیه السلام وكذٰلك فهّمنی ربّی ولما كان الاوّل والایاب من صفات جبرئیل علیه السلام فلذٰلك سُمّی بالایل فی كلام الله تعالٰی۔ منه * فیه اشارۃ الی عذاب الطاعون الی وقت ..... ثم تأخیره الی وقت كانّ الله یفطر ویصوم۔ منه

انی حمی الرحمٰن ۔ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون ۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب

الفیل ۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل ۔ انا عفونا عنک ۔ لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم

اذلۃ ۔ وقالوا ان ھذا الا اختلاق ۔ قل لو کان من عند غیر اللہ لوجدتم فیہ اختلافا

کثیرا ۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون ۔ یاتی قمر الانبیاء ۔ وامرک

یتاتی ۔ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون (ترجمۃ الھندی) تقع زلزلۃ فتشتدّ کل الشدۃ

وتجعل عالی الارض سافلھا ۔ ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون ۔ انی احافظ کلّ من فی الدار

سفینۃ وسکینۃ ۔ انی معک ومع اھلک ۔ ارید ما تریدون ۔ الحمد للہ الذی جعل لکم

الصھر والنسب ۔ الحمد للہ الذی اذھب عنی الحزن ۔ واتانی ما لم یؤت احد من العالمین

یٰس ۔ انک لمن المرسلین ۔ علٰی صراط مستقیم ۔ تنزیل العزیز الرحیم ۔ اردت ان

استخلف فخلقت اٰدم ۔ یحیی الدین ویقیم الشریعۃ (ترجمۃ الفارسی) اذا جاء زمان

السلطان حدد اسلام المسلمین ۔ ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما ۔

قرب اجلک المقدر ۔ انّ ذا العرش یدعوک ۔ ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا ۔

قلّ میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا ۔ (ترجمۃ الھندی) قلت ایام حیوتک

ویومئذ تزول السکینۃ من القلوب ۔ ویظھر امر عجیب بعد امر عجیب وآیۃ بعد آیۃ ثم بعد

ذلک یتوفاک اللہ ۔ جاء وقتک ونبقی لک الآیات

باھرات ۔ جاء وقتک ونبقی لک الآیات

بینات ۔ رب توفنی مسلما

والحقنی بالصالحین

اٰمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✣ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

انڈیکس حقیقۃ الوحی

مرتبہ جناب چوہدری نصر اللہ خاں صاحب وکیل ہائی کورٹ (پنجاب)

نوٹ :- انڈیکس میں الف ممدودہ کو ۲ الف سمجھ کر آیات آتھم وغیرہ سب سے پہلے آنے چاہیئے تھے - مگر غلطی سے ایک الف سمجھا گیا اس لئے ابتلاء اس سے پہلے آ گیا ہے ناظرین براہ نوازش تصحیح فرمالیں - مرتب

اعجاز المسیح

اعلان

اللہ

آلہی بخش اکونٹنٹ

الہام والہامات

ایمان

ب

باری تعالیٰ

بالمکند جی

باوا نانک

بدزبانی

پرمیشر

پیدائش

پیشگوئی

ت

تبلیغ

تحریک

تذکرۃ الشہادتین

ترقی

تصویر

تعبیر الرؤیا

تعلیم

تفسیر

تقسیم بنگالہ

(نوٹ مؤلف) یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ
کی وفات کے بعد دسمبر ۱۹۱۲ء میں بذریعہ منسوخی
تقسیم بنگالہ پوری ہوئی۔

جہنم

چ

چراغدین جمونی

چندو لال

چیلنج

ح

حاجی

حدیث و احادیث

حسان بن ثابتؓ

حقائق و معارف

دلیپ سنگھ

دعوت

ژ

س

سعد اللہ لدھیانوی

شرخ قطرات

سردار بیگ

سر سید احمد

سری نشکلنک بھگوان

سلطان

سلطنت برطانیہ یا انگریزی

سوال

شیطان شیطانی

ص

صاحب نور

صحابہ رض

صدیق حسن خاں

صرف و نحو

صفات الٰہی

صلیب

ض

ط

طاعون

طمث

ظ

ظفر دین

ظہور مسیح موعودؑ

ع

عبد الحق غزنوی

عبد الحکیم

عبد الحی

عبد الحی لکھنوی

عبد الرحمٰن

عبد الرحمٰن شہید

عبد الرحمٰن محی الدین لکھوکے

عبد الرحیم خاں

عبد العزیز

عبد القادر

عبد الکریم حیدر آبادی

عبد الکریم سیالکوٹی

عبد اللطیف

عبد اللہ

عبداللہ خاں

مولوی عبداللہ غزنوی

عبداللہ سنوری

عبدالمجید دہلوی

عبداللہ آتھم

عذاب

عقائد

عیسائی و عیسائیت

غ

غرض

غلام دستگیر

غلام فرید

غلام قادر

ف

فتح

فتویٰ

فرشتہ

فصاحت و بلاغت

فطرت

قنصل رومی

قواء

ک

کابل

کامیابی

کتاب

کرشنؑ

کرم داد

کرم دین

کریم بخش

کسوف خسوف

کشف

کشمیر

کفر

کلارک

کلمہ

کمال و کاملین

گ

گلاب شاہ

گستاخی

گواہ

گورنمنٹ برطانیہ

ل

لعان

لعنت

لیکھرام

لنگر خانہ

خصوصیت خطاب نبوت بعد آنحضرت صلعم صفحہ ۳۹۱

نبی اللہ کے اذن سے سخت الفاظ استعمال کرتا ہے۔ تتمہ صفحہ ۲۱

مسیح موعودؑ رسول اور نبی ہے صفحہ ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ تتمہ

میرا نام موسیٰ و ابن مریم رکھا گیا مجھے سب نبیوں کے نام دیئے۔ صفحہ ۸۴ تتمہ

میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا صفحہ ۸۵ تتمہ

مَیں کرشن ہوں۔ صفحہ ۸۵ تتمہ

کوئی اعتراض مجھ پر ایسا نہیں جس میں کوئی اور نبی شریک نہ ہو۔ اور نہ خدا کا معاملہ کوئی مجھ سے ایسا ہے جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو۔ صفحہ ۱۲۸ تتمہ

میرے جتنے نشان کسی اور نبی میں نہیں سوائے نبی کریم صلعم کے۔ صفحہ ۱۳۶ تتمہ

مخالفوں کے اعتراض میرے نشانوں کے متعلق تین قسم کے ہیں۔ صفحہ ۱۳۶ تتمہ

مسیح موعودؑ پر حملہ تمام نبیوں پر حملہ ہے۔ صفحہ ۹۔ استفتاء

نبی صادق کے منکر ذلیل کیئے جاتے ہیں۔ صفحہ ۱۵۔ استفتاء

نبی ذلیل نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں صفحہ ۳۵۔ استفتاء

نجات

باوجود اعمال صالحہ کے ناجی ہونے کے لئے نبی کی پیروی کی ضرورت۔ حاشیہ صفحہ ۶۵

اگر نجات کیلئے توحید کافی ہے۔ تو یہودی کیوں قتل کیئے گئے۔ صفحہ ۱۱۱ و ۱۵۷

حصول نجات کیلئے دو ضروری امر صفحہ ۱۱۶

نشانات

اقسام نشانات مسیح موعود۔ صفحہ ۶۷

نشانات حضرت مسیح موعودؑ ایک لغایت ۲۰۸ صفحہ ۱۹۳ لغایت تتمہ صفحہ ۶۷ تفصیل کے لئے دیکھو فہرست منسلکہ کتاب حقیقۃ الوحی

میرے جتنے نشان کسی اور نبی میں نہیں سوائے نبی کریم صلعم کے۔ صفحہ ۱۳۶ تتمہ

میرے نشانات امریکہ تک پہنچ گئے ہیں۔ صفحہ ۶۰۔ استفتاء

نصیر احمد

بشارت پیدائش نصیر احمد۔ صفحہ ۲۱۸

نذیر حسین دہلوی

پیشگوئی کہ وہ میری نسبت کفر کا فتویٰ دیگا۔ صفحہ ۲۲۲

نذیر حسین دہلوی اور رشید احمد گنگوہی کی ہلاکت بوجہ بدزبانی۔ تتمہ صفحہ ۲۲

نور احمد بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد

نور احمد بھڑی چٹھہ طاعون سے ہلاک ہوا صفحہ ۲۲۶

ولادت

ویب

وید

ہ

ہندوستان

ہندو مذہب

ہستی باری تعالیٰ

ہلاکت

اور غلام دستگیر قصوری وغیرہ ہلاک ہوئے۔ صفحہ ۳۴۰

محمدؐ فضل چنگوی کی دعا اور فضل داد نمبردار کی ہلاکت۔ صفحہ ۳۸۱

سعد اللہ لدھیانوی کی ہلاکت مطابق مباہلہ۔ تتمہ صفحہ ۴ و استفتاء صفحہ ۳۶

نذیر حسین دہلوی اور رشید احمد گنگوہی کی ہلاکت بوجہ بدزبانی۔ تتمہ صفحہ ۲۲

رسل بابا۔ غلام دستگیر قصوری اصغر علی۔ عبد المجید دہلوی کی ہلاکت بوجہ بدزبانی۔ تتمہ صفحہ ۲۳

نواب صدیق حسن خاں کا دعویٰ مجددیت و ہلاکت۔ حاشیہ تتمہ صفحہ ۳۰

مولوی عبد الحی لکھنوی کا دعوے مجددیت و ہلاکت۔ تتمہ حاشیہ صفحہ ۳۰

حکیم حافظ محمدؐ الدین کی ہلاکت بذریعہ مباہلہ۔ صفحہ ۵۴ تتمہ

ڈوئی امریکن کی ہلاکت۔ حاشیہ صفحہ ۵۸ و صفحہ ۱۱۷ تتمہ۔

خط مرزا یعقوب بیگ نسبت ہلاکت الٰہی بخش۔ صفحہ ۱۰۹ تتمہ

حوالہ اہلحدیث درباره ہلاکت الٰہی بخش بطاعون۔ صفحہ ۱۱۰ تتمہ

مولوی عبد المجید دہلوی کی ہلاکت بذریعہ مباہلہ۔ صفحہ ۱۵۹ تتمہ

ابو الحسن ساکن ہنج گرائیں ضلع سیالکوٹ وابو الحسن عبد الکریم کی ہلاکت بذریعہ طاعون۔ صفحہ ۱۵۹ تتمہ

قاضی ظفر دین کی ہلاکت بوجہ مقابلہ قصیدہ اعجاز احمدی۔ حاشیہ صفحہ ۱۶۵

دیانند کی ہلاکت مطابق الہام سیھزم الجمع ویولون الدبر صفحہ ۱۶۷ تتمہ

تمام مباہلہ کرنے والے ہلاک ہوئے صفحہ ۱۳۔ استفتاء

تاریخ وفات ڈوئی ۹ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۷۔ استفتاء

الہام موت ڈوئی۔ صفحہ ۴۷ استفتاء

ہیضہ

صاحبزادہ عبد اللطیف کی شہادت کے بعد کابل میں ہیضہ۔ صفحہ ۳۵۱

ی

یوروپ

یوروپ و امریکہ میں میری تبلیغ پہنچ گئی۔ صفحہ ۵۲ تتمہ

یونسؑ نبی

یہودی و یہود

مختصر فہرست کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نام کتاب مع مضمون	زبان	قیمت
[1] پرانی تحریریں۔ تین قابل قدر مضامین یعنی وید و فرقان کا مقابلہ الہام کی حقیقت اور آریوں کی قدامت کی اصلیت	اردو	
[2] براہین احمدیہ۔ چہار جلد۔ صداقت اسلام دلائل توڑنے والے کو انعام اور بعض آیات کی تفسیر	اردو	۶/۸
[3] سرمہ چشم آریہ۔ ردّ آریہ میں ایک مکمّل کتاب	اردو	۱۲/۱
[4] شحنہ حق۔ ردّ آریہ	″	
[5] حقانی تقریر۔ پسر موعود کی پیشین گوئی اسی کو سبز اشتہار کہتے ہیں	″	۱/
[6] شرائط بیعت۔ مع تکمیل تبلیغ اور وہ عبارت جو بیعت کے وقت پڑھائی جاتی ہے	″	-/
[7] فتح اسلام۔ بیان دعویٰ خود و ذکر پنج شاخ	″	۳/
[8] توضیح مرام۔ نزول ملائکہ تفسیر سورۃ والشمس	″	۳/
[9] نور الحق ہر دو حصہ۔ ردّ عیسائیت و پیشگوئی کسوف خسوف	عربی مترجم اردو	۱۴/
[10] آسمانی فیصلہ۔ دعا کے ذریعہ مخالفین سے فیصلہ کرنیکی تجویز اور استخارہ کا طرز	″	۳/
[11] نشان آسمانی۔ گذشتہ اولیاء کی پیشگوئیاں مسیح موعود کے لئے	″	۳/
[12] انوار الاسلام۔ ردّ عیسائیت عبد اللہ آتھم والی پیشگوئی کی تفصیل	اردو	۴/
[13] نور القرآن۔ خصوصیت سے ردّ عیسائیت میں اور ردّ دیگر مذاہب باطلہ حصّہ اوّل	اردو	۳/
[14] ضیاء الحق۔ رد عیسائیت و جواب بعض اعتراضات متعلق پیشگوئی عبد اللہ آتھم	″	۲/
[15] آریہ دھرم۔ ردّ آریہ۔	″	۴/
[16] ست بچن ردّ سکھ۔	″	۱۲/
[17] جلسہ اعظم مذاہب۔ مقصود حیات انسان و حقیقت اسلام اور حیوان سے انسان بننے اور انسان سے با اخلاق انسان بننے اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بننے کی تفسیر چند آیات	″	۱۳/
[18] استفتا۔ لیکھرام کا قتل پیشگوئی سے ہوا	″	۱۰/
[19] تحفہ قیصرہ۔ شکریہ سلطنت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اسکو دعوت اسلام	″	۴/
[20] سراج منیر۔ چند پیشگوئیوں کا پورا ہونا۔	″	۵/

نام کتاب مع مضمون	زبان	قیمت	نام کتاب مع مضمون	زبان	قیمت
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب } ردعیسائیت	اردو		تریاق القلوب ۔ چند پیشگوئیوں کے گواہوں کے نام اور پورا ہونیکی تفصیل	اردو	۴/ ۶
محمودؑ کی آمین ۔ منظوم	”	—/	کشتی نوح ۔ طاعون سے بچنے کا طریق اور احمدی تعلیم کی تفصیل	”	۶/
ایام الصلح ۔ دعویٰ مع دلائل و پیشگوئی طاعون	فارسی	۸/	لیکچر لاہور ۔ اسلام اور دیگر مذاہب	”	۵/
مواہب الرحمٰن ۔ نشانات صداقت	عربی مترجم فارسی	۴/	لیکچر سیالکوٹ ۔ کرشن ہونیکا ثبوت	”	۰۴/
حقیقت المہدی ۔ آنے والا مہدی صلح کا رہے یا خونی	اردو عربی	۰۱/	چشمہ مسیحی ۔ ینابیع الاسلام کا جواب ردعیسائیت	”	۳/
اربعین ۔ ہر چہار نمبر نشان صداقت مرسلین اور ایک نعمت کی طرف دعوت	اردو	۱۲/	قادیان کے آریہ اور ہم ۔ ردّ آریہ	”	۳/
بشیر احمدؐ ۔ شریف احمدؐ ۔ مبارکہ کی آمین ۔ منظوم	اردو	عہ/	چشمہ معرفت ۔ ردّ آریہ	”	۸/ ۶
تحفہ گولڑویہ ۔ مفتری و صادق میں مابہ الامتیاز	”	عہ/	نجم الہدیٰ ۔ احمدؐ و محمدؐ کی تعریف	اردو عربی فارسی	۱/
خطبہ الہامیہ ۔ قربانی کی اصل حقیقت وثبوت دعویٰ خود وتفسیر چند آیات	عربی مترجم اردو فارسی	عہ/	مسیح ہندوستان میں ۔ سفر مسیح ناصری	اردو	۵/
			نزول المسیح ۔ نشانات صداقت	”	۹/

حضرت اقدسؑ

کی وہ کتابیں جو آجتک شائع نہیں ہوئیں ۔ اب تیار ہوگئی ہیں

خواہشمند احباب جلد منگوالیں

یعنی

منن الرحمٰن ۔ فریاد درد ۔ البلاغ ۔ ترغیب المومنین ۔ تجلیات الٰہیہ

۱۲ ۱/ ۸/ ۳/ ۱/

وزیر ہند پریس امرتسر میں باہتمام بھائی بہادر سنگھ مینجر و پرنٹر چھپا

(ٹائٹل بار اوّل)

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے - کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ
وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ (سورہ صافات)

وکفانی مما اُوحی الیّ ھذا الوحی المبشّر

قال ربّک انہ نازل من السماء ما یرضیک وما نتنزّل الّا بامر ربّک ۔ ما اُرسل نبیّ الا اخزی بہ اللہ قوما لا یؤمنون ۔ انّ اللہ مع الذین اتّقوا والذین ھم محسنون ۔ وبشر الذین اٰمنوا انّ لھم الفتح ۔ واللہ متمّ نورہ ولو کرہ الکافرون کتب اللہ لاغلبنّ انا ورسلی ۔ لا تخف انی لا یخاف لدیّ المرسلون ۔

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جسمین ہر ایک قسم کے حقایق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسکی فضل اور کرم اور خاص اسکی توفیق اور تائید سے مرتب و تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام منیجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء

اِس کتاب کا اثر کیا ہے؟

یاد رہے کہ یہ کتاب کہ جو جامع جمیع دلایل و حقایق ہے اِس کا اثر صرف اس حد تک ہی محدود نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا اسمیں دلائل بیّنہ سے ثابت کیا گیا ہے بلکہ اس کا یہ بھی اثر ہے کہ اسمیں اسلام کا زندہ اور سچا مذہب ہونا ثابت کر دیا ہے اگرچہ ہر ایک قوم اپنے مُنہ سے کہہ سکتی ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں جیسا کہ برہمو بھی دعوے کرتے ہیں اور ایسا ہی آریہ بھی باوجود اسکے کہ قدامت میں ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کا شریک اور اناوی بنا رکھا ہے توحید کے مدّعی ہیں لیکن یہ تمام قومیں زندہ خدا کی ہستی کا کوئی یقینی ثبوت نہیں دے سکتیں اور خدا کے وجود پر ان کے دل تسلی پذیر نہیں ہیں ✢۔ اسلئے ان کے یہ دعوے کہ ہم خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں صرف دعوی ہی دعوی ہیں لہٰذا اُن کے ایسے اقرار حقیقی توحید کا رنگ اُنکے دلوں پر نہیں چڑھا سکتے اور خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ماننا تو کیا اور اصل ان لوگوں کو اس قدر بھی نصیب نہیں کہ یقینی طور پر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے ہوں بلکہ اُن کے دل تاریکی میں پڑے ہیں۔ یاد رہے کہ انسان اس خدائے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوت سے شناخت نہیں کر سکتا جب تک وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کراوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جب تک وہ تعلق خاص خدا تعالیٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو اور نفسانی آلائشیں ہرگز نفس میں سے نکل نہیں سکتیں جب تک خدائے قادر کی طرف سے ایک روشنی دل میں داخل نہ ہو اور دیکھو کہ میں اس شہادت رویت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی روح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اُس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف ✢

اور میرے پر جو میری قوم طرح طرح کے اعتراض پیش کرتی ہے مجھے اُن کے اعتراضوں کی کچھ بھی پروا نہیں اور سخت بے ایمانی ہوگی اگر میں اُن سے ڈر کر سچائی کی راہ کو چھوڑ دوں۔ اور خود اُن کو سوچنا چاہیئے کہ ایک شخص کو خدا نے اپنی طرف سے بصیرت عنایت فرمائی ہے اور آپ اُسکو راہ دکھلا دی ہے اور اُسکو اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرمایا ہے اور ہزار ہا نشان اسکی تصدیق کیلئے دکھلائے ہیں کیونکر ایک مخالف کی ظنیات کو کچھ چیز سمجھ کر اُس آفتاب صداقت سے مُنہ پھیر سکتا ہے۔ اور مجھے اس بات کی بھی پروا نہیں کہ اندرونی اور بیرونی مخالف میری عیب جوئی میں مشغول ہیں کیونکہ اس سے بھی میری کرامت ہی ثابت ہوتی ہے وجہ یہ کہ اگر میں ہر قسم کا عیب اپنے اندر رکھتا ہوں اور بقول اُنکے میں عہد شکن اور کذاب اور دجّال و مفتری اور خائن ہوں اور حرامخور ہوں اور قوم میں پھوٹ ڈالنے والا اور فتنہ انگیز ہوں اور فاسق اور فاجر ہوں اور خدا پر قریباً تیس۳۰ برس سے افترا کرنیوالا ہوں اور نیکوں اور راستبازوں کو گالیاں دینے والا ہوں اور میری روح میں بجز شرارت اور بدی اور بدکاری اور نفس پرستی کے اور کچھ نہیں اور محض دنیا کو ٹھگنے کیلئے میں نے یہ ایک دکان بنائی ہے اور نعوذ باللہ بقول اُنکے میرا خدا پر بھی ایمان نہیں اور دنیا کا کوئی عیب نہیں جو مجھ میں نہیں مگر باوجود ان باتوں کے جو تمام دنیا کے عیب مجھ میں موجود ہیں اور ہر ایک قسم کا ظلم میرے نفس میں بھرا ہوا ہے اور بہتوں کو میں نے بیجا طور پر مال کھالئے اور بہتوں کو میں نے (جو فرشتوں کی طرح پاک تھے) گالیاں دی ہیں اور ہر ایک بدی اور ٹھگبازی میں سب سے زیادہ حصّہ لیا تو پھر اسمیں کیا بھید ہے کہ بد اور بدکار اور خائن اور کذاب تو میں تھا مگر میرے مقابل پر ہر ایک فرشتہ سیرت جب آیا تو وہی مارا گیا جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا جس نے میرے پر بددعا کی وہ بددعا اُسی پر پڑی جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اُسی نے شکست کھائی چنانچہ بطور نمونہ اسی کتاب میں ان باتوں کا ثبوت مشاہدہ کر لینا چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسے مقابلہ کیوقت میں ہی ہلاک ہوتا میرے پر ہی بجلی پڑتی بلکہ کسی کے مقابل پر کھڑے ہونیکی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ مجرم کا خود خدا دشمن ہے پس برائے خدا سوچو کہ یہ اُلٹا اثر کیوں ظاہر ہوا کیوں میرے مقابل پر نیک مارے گئے اور ہر ایک مقابلہ میں خدا نے مجھے بچایا کیا اس سے میری کرامت ثابت نہیں ہوتی؟ پس یہ شکریہ کا مقام ہے کہ جو بدیاں میری طرف منسوب کیجاتی ہیں وہ بھی میری کرامت ہی ثابت کرتی ہیں

راقم میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

✢ عیسائیوں کے ذکر کی اس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ اُن کا خدا مثل اُنکی دوسری کلوں اور مشینوں کے خود اپنا ایجاد کردہ ہے، جس کا صحیفہ فطرت میں کچھ پتہ نہیں ملتا اور نہ اسکی طرف سے انا الموجود کی آواز آتی ہے اور نہ اُس نے کوئی خدائی کام دکھلائے جو دوسرے نبی دکھلا نہ سکے اور اُسکی قربانی کے اثر سے ایک مرغ قربانی کا اثر زیادہ محسوس ہوتا ہے جسکو گوشت کی یخنی سے فی الفور ایک کمزور ناتوان قوت پکڑ سکتا ہے۔ پس افسوس ہے ایسی قربانی پر جو ایک مرغ کی قربانی سے تاثیر میں کمتر ہے منہ

زلزلے کے متعلّق پیشگوئی

(مندرجہ چشمہ مسیحی)

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنیکو ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانیکو ہے

وہ جو ماہِ فروری میں تمنے دیکھا زلزلہ
تم یقیں سمجھو کہ وہ اِک زجر سمجھانیکو ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اسکا علاج
آسماں اے غافلو! اب آگ برسانیکو ہے

کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی رہ گم ہوگئی
اِک مسلماں بھی مسلمان صِرف کہلانیکو ہے

کس نے مانا مجھکو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کیں
زندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانیکو ہے

کافر و دجّال اور فاسق مجھے سب کہتے ہیں
کون ایمان صدق اور اخلاص سے لانیکو ہے

جسکو دیکھو بدگمانی میں ہی حد سے بڑھ گیا
گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانیکو ہے

چھوڑتے ہیں دین کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار
سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانیکو ہے

ہاتھ سے جاتا ہے دل دین کی مصیبت دیکھ کر
پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھیرانیکو ہے

اسلئے اب غیرت اُسکی کچھ تمہیں دکھلائیگی
ہر طرف یہ آفتِ جاں ہاتھ پھیلانیکو[*] ہے

موت کی رہ سے ملیگی اب تو دیں کو کچھ مدد
ورنہ دیں اے دوستو! اک روز مرجانیکو ہے

یا تو اک عالم تھا قرباں اُسپہ یا آئے یہ دن
ایک عبد العبد بھی اس دین کو جھٹلانیکو ہے

مشتہرہ ۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

[*] یعنی ہر ایک ملک میں زلزلے آئیں گے اور طاعون پھوٹے گی اور کئی قسم کے موت کے اسباب ظاہر ہوں گے۔ منہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین حقیقۃ الوحی

نظم

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن

تم تو ہو آرام میں۔ پر اپنا قصہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!
ہو گئے ہیں اس کا موجب میری جھٹلانے کے دن

غیر کیا جانے کہ غیرت اُسکی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن

وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشاں کی پنجبار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

طالبو آپکو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اُس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکارینگے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

اے مرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود میں تیری ہوں ہم اُس خون دل کھانے کے دن

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اُس آگ برسانے کے دن

اے میرے یارِ یگانہ اے میری جاں کی پناہ
کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن

پھر بہارِ دیں کو دکھلا اے مری پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے میرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن

دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جان بھی ہے زیر و زبر
اِک نظر فرما کہ جلد آئیں تیرے آنے کے دن

چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
کیا مرے دلدار تو آئیگا مر جانے کے دن

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا!
آ گئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دیں میت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن

اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشان
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن

میرے دِل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آ گئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن

جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے
طورِ دُنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن

چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغِ کسوف
پھر زمیں بھی ہو گئی بیتاب تھرانے کے دن

کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمیں پر اُسکے چلانے کے دن

صبر کی طاقت جو تھی مجھ میں وہ پیارے اب نہیں
میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانے کے دن

دوستو! اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو! اُس یار کے پانے کے دن

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گُن گانے کے دن

خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

(مشتہرہ پیسہ اخبار۔ ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء)